سخندانی رنگ انوری و فغانی / ابن الملک افصح الفصحا حضرت ابو ظفر / بادشاہ آخر دہلی کا معروف و مشہور / دیوان مرثیہ ... / واقع کانپور و لکھنؤ ... / سنہ ۱۹۱۸ ... چھپا / شایقین کو ... حاصل ہوا

قطعہ تاریخ طبع سابق نتیجہ فکر / مورخ بیمثال شاعر باکمال / منشی بھگوان دیال مرحوم و مغفور

ہر غزل ہے کس بلاغت بھری / پُر فصاحت ہے ... / لکھو عاقل عیسوی تاریخ طبع / کیسا عمدہ ہے ظفر کا کلیات / ۱۸۸۰

ایضاً نتیجہ فکر ... چار دیوان ... / لالہ ... مرحوم

... سنہ ... کلام

## ایضاً

| |
|---|
| جو جو گلاں سردی دو تساں وچ اے دل جانی ڑا |
| ہوتی لاج تو ڈب ہی مردی ترئی بھر کر پانی ڑا |
| حوراں پریاں جگ وچ دہیں بہتی سے ان یونال |
| پر کوئی سالو نخیرنہ آیا سوہڑاں لو ساداسانی ڑا |
| اجہی لیتے تکبر اساڈی اک دن بھی نا پچھتا حال |
| آئے ساڈی ہونٹوں اوتی آخر جان نمانی ڑا |
| مین بھی تینڈے سنگ جلونگی بیٹھ کے یک بوریا وچ |
| راوی یار نجادی پیڈھ کر سا نو دلبر جانی ڑا |
| شوق رنگ اپنادلی دیدیگا کیسے تجھ بن اوراں نو |
| ایسو گمان نہ لاوین داوچ اپنی دیکھ گمانی ڑا |

تمت

## خاتمۃ الطبع

للہ الحمد والمنۃ کہ کتاب لاجواب از اول تا آخر انتخاب یعنی مجموعہ چار دیوان لطف بنیان نتیجہ طبع بلند و فکر آسمان پیوند خسرو قلمرو

| | |
|---|---|
| ہو وے غم سے نہ دل مرا رنجور | مین جہان مین رہون سدا مسرور |

میرا حامی ہے پیشوا ہے علیؓ
میرے ہر درد کی دوا ہے علیؓ

| | |
|---|---|
| ہے وہ مشکل کشا شہ مردان | کرتا ہے میری مشکلین آسان |
| اے ظفر کسطرح نہ با دل وجان | مین رکھون رات دن یہ ورد زبان |

میرا حامی ہے پیشوا ہے علیؓ
میرے ہر درد کی دوا ہے علیؓ

## رباعیات

کاٹتے دن ہین جو ہم باعث غم گن گن کے
شب کبھی کرتے ہین بسر تارون کو ہم گن گن کے
کوے جانان کی زمین اپنے پکڑتی ہے پانون
ہم ظفر اسلیے رکھتے ہین قدم گن گن کے

## ایضاً

ٹبرون مین بیٹھنے کی گر قسم کھانے کو جائے ہے
اکیلے کھائین گے جو غم تو غم کھانے کو جائے ہے

بزبان پنجابی

ایضاً

ہو گا اندھیری گور میں کلمے سے روشنی
ہے صاف کلمے کی اثر پاکدامنی
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

کلمہ تمہارے حق میں کرے درد کی دوا
کلمہ تمہارے واسطے ہے دافع بلا
کلمہ کو مشکلات میں سمجھو گرہ کشا
کلمہ کرے ہو آئینہ کی طرح دل صفا
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

کلمے کا ذکر چاہیے ہر شام و صبح دم
جبتک رہے زبان رہے کلمہ زبان پہ
کلمہ ہے آب رحمت باری بجائے نم
دھوتا ہے کلمہ دل کی کدورت کو ہر
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

| | |
|---|---|
| آپ سمجھیں یا نہ سمجھیں پر ظفر ہے آپکا | آئیے اب تو مدد کے واسطے بہر خدا |

یا حسین ابن علی بندہ بہت ناچار ہے

## تضمین

| | |
|---|---|
| حق سے رسائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو | اپنی بھلائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو |
| بگڑی بنائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو | غم سے رہائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو |

دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

| | |
|---|---|
| کلمے سے ہوں معاف کیے تم نے جو قصور | کلمے سے ہو نصیب تمہیں قصر خلد و حور |
| کلمے سے ہو گا منہ پہ تمہارے ہمیشہ نور | کلمے سے ہو گی دل کی سیاہی تمہاری دور |

دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

| | |
|---|---|
| کلمے کو تم صداقت اسلام جان لو | کلمے کو اپنے دین کی صمصام جان لو |
| کلمے کو تم خدا کا اک انعام جان لو | کلمے کو دل کا راحت و آرام جان لو |

دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

| | |
|---|---|
| ایمان کو تمہارے ہو کلمے سے تقویت | کلمے سے ہو قوی تمہیں امید مغفرت |
| کلمے سے ہو وے جلوہ نما حسن عاقبت | کلمے سے آئے دل کی نظر نور مغفرت |

دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

| | |
|---|---|
| ہو دو جہان میں کلمے کی دولت سے دل غنی | ہو جان کو نہ کلمے سے تکلیف جان کنی |

ایضاً

عجب کیا یاد خال رخ مین ہر شب
جو آنکھین مجھ پہ ہر اختر نکالے

اگر ہے ہی چین ابرو قتل عالم
غضب اُس تیغ نے جوہر نکالے

کہین سب مہر نکلا گر سحر دم
وہ غرفہ سے رخ مہ انور نکالے

نکل جائے ظفر دم ساتھ اُسکے
جو دل سے تیر وہ دلبر نکالے

## سلام

باندھی کمر ہے شہ نے شہادت کے واسطے
اک طُرفہ لی شفاعتِ اُمت کیواسطے

سرکاٹا اُس جناب ہدایت مآب کا
بلوائی گمرہون نے ہدایت کیواسطے

کھانا اگر ہے زخم تو پانی ہے آب تیغ
مہمان کربلا کی ضیافت کیواسطے

## قطعہ

زین العبا وہ آبروی دو جہان کی ہے
در یتیم بحرِ امامت کے واسطے

جاتا ہی ہائے دھوپ مین پیاسا برہنہ پا
کوئی نہین ہے چارہ اقامت کیواسطے

کرتے تھے آب خنجر و شمشیر سے وضو
شبیر قتل گہ مین عبادت کیواسطے

روحِ نبیؐ و روحِ علیؑ روحِ فاطمہ
تھی لاش شہ کے گرد حفاظت کیواسطے

## قطعہ

شبیرؑ سے یہ عرض کی حُر نے کہ یا امام
آیا ہے یہ غلام بھی خدمت کے واسطے

بتون پہ ہو کے فدا کیون خراب ایسے ہوئے
جو اک خدائی کے ہمپر عتاب ایسے ہوئے

جو مُنھ مین آیا وہ بکار ہی اُٹھے ساقی
نشے مین عشق کے ہم بے حجاب ایسے ہوئے

ڈرین عذاب جہنم سے کیا ہم اے واعظ
کہ ہمپہ ہجر کے لاکھون عذاب ایسے ہوئے

سوال مسئلہ عشق جب کیا ہم نے
نہ بولے کچھ علما لاجواب ایسے ہوئے

دل و جگر پہ مرے آئے ہر کباب کو رشک
کہ سیخ آہ پہ بھنکر کباب ایسے ہوئے

جو تیرے عارض پر نور کا پڑا پر تو
تو روشنی مین مہ و آفتاب ایسے ہوئے

نہ چونکے شور قیامت سے بھی زہے غفلت
سرائے دہر مین ہم مست خواب ایسے ہوئے

چھپے ہی پھرتے ہین آب بقا کو پیکر خضر
رہے نہ کام کے وہ کامیاب ایسے ہوئے

دیگر

جو تو تان منھ سے وہ کافر نکالے
تو کوئی آرزو کیونکر نکالے

مطلع ثانی

مطلع ثالث

| | |
|---|---|
| اشک مجنون نے آبدار کیے | کانٹے ہر ایک جھاڑ کے دھو کے |
| سرمہ مژگان یار پر کیا کیا | دے ہے خنجر کی باڑ کے دھو کے |
| میری وحشت تو بڑھ گئی ہیہات | ہاتھ پیچھے اُجاڑ کے دھو کے |

دے ہے ہر منبع پُر آب ظفر
آتش دل سے پہاڑ کے دھو کے

| | |
|---|---|
| طبیعت جو اُنکی نہین ٹیڑھی سیدھی | تو باتین ہین کیون ہمنشین ٹیڑھی سیدھی |
| چلے چال ٹیڑھی نہ کیونکر یہ مجرد | کہ ہے وضع چرخ برین ٹیڑھی سیدھی |
| فلک کو بھی سو کج ادائی سکھادے | تری اک نظر مہ جبین ٹیڑھی سیدھی |
| خدا جانے کیا کل مری دل کی بگڑی | کہ ہے سانس جان حزین ٹیڑھی سیدھی |
| لگے زخم دلبر نہ کیون ٹیڑھی ترچھی | وہ ہے برش تیغ کین ٹیڑھی سیدھی |
| جو بولے عدو یان تو سیدھا ہی ہو | بناتا ہے باتین وہین ٹیڑھی سیدھی |
| قمارِ محبت مین ہارو گے پیارے | نہ چالین چلو ہر کہین ٹیڑھی سیدھی |
| کرین دل کو زیر و زبر وہ نہ مژگان | بلا ہے صفِ خشمگین ٹیڑھی سیدھی |

قدم کوے الفت مین رکھنا سمجھکر
ظفر ہے وہان کی زمین ٹیڑھی سیدھی

| | |
|---|---|
| دل ہی مین فقط کھا کر غم کچھ نہین کہنے کے | منھ سے کبھی ہم تجھ کو کچھ نہین کہنے کے |

## قطعہ

تیرے رخسار تاباں سے ہو گیا مہتاب مہر آئی گل
کہ یوں ہی گلشن گردوں میں اک ہی سی روشن ہے
فلک پر انجم شب تاب بھی ہیں منفعل اس سے
مسی میں تیرے دانتوں کی غضب بتیسی روشن ہے
رقیبوں کی نہ کیوں آنکھوں میں اک اندھیر ہو جائے
ہماری اندہوں اے مہ جبین رنگی سی روشن ہے
بعینہ گر مسی ہے نظر وہ مردمک آتی
تو وہ تحریر سے مہ بھی ظفر کتنی روشن ہے

میرے نزدیک ظفر بادہ پرستی اچھی
پر نہیں ہے مے پندار کی مستی اچھی
آہ گریہ کو مرے دیکھ کے بولا وہ مست
کیا ہوا اچھی ہے کیا بدلی برستی اچھی
خانۂ دل میں مرے تیری بدولت اے عشق
کیا ہجوم غم و حسرت سے ہے بستی اچھی
ہو اگر نہ و از خم دل اچھا اسیر
تری ابرو کی لگی تیغ دو دستی اچھی

کہین اسکو نہین یہ بخائین کہ ہم
دل گدازی سے ہین گھُلے بیٹھے
دل مین لینے کو چٹکیان میرے
تم نکالو نہ چٹکلے بیٹھے
جی ڈرتا ہے مرا کہ کوٹھے پر
شام کو ہین وہ سر کھلے بیٹھے
کیا نزاکت سے بیٹھے ہین گویا
ہین وہ پھولون مین اب تلے بیٹھے
دیکھا اشک آنکھ سے نکل ہی گئے
گھر مین لڑکے نہ چلبلے بیٹھے
آمد و شد ہے دم کی بس یونہین
جون ادھر کر ہون بلبلے بیٹھے
ہم بتاسے کی طرح گھلتے ہین
تم جو غیرون مین ہو گھُلے بیٹھے
اے ظفر اس فنا کے دریا مین
کیتے ہین ہم اٹھ کے بلبلے بیٹھے

تیغ کو تیز کچھ نہین کرتے
کام خون ریز کچھ نہین کرتے
تیز کرتے ہین وہ چھری ہم پر
گفتگو تیز کچھ نہین کرتے
مے سے ہے اجتناب زاہد کو
ہم تو پرہیز کچھ نہین کرتے
کیا سبب باغ مین جو مرغ چمن
اے صبا ریز کچھ نہین کرتے
آپ ہی تیز رو ہے توسن عمر
اس سے مہمیز کچھ نہین کرتے
گرتے نالے تو حضرت دل ہین
درد انگیز کچھ نہین کرتے
کیا ہی بیدرد ہین وہ جو باتین
عشق آمیز کچھ نہین کرتے

قطعہ

دیکھا

کبھی شکل تمھاری ہمیں برابر کی [illegible]

نہ گنبد فلک کو ٹھہر کر رہیں گے یہ
معلوم حوصلے ہوں جو وہ امتحان کہیں
ظالم مٹینگے رشک سے دس پانچ خاک میں
ناز و کرشمہ غمزہ و آن و ادا ترے
کرتا ہے ہاتھ صاف وہ قاتل جو اندنوں ان

دشمن ہیں اپنے دیدۂ تر چار پانچ کے
دو دین کے ادھر تو ادھر چار پانچ کے
تو ساتھ یوں پھریگا اگر چار پانچ کے
ہم ہاتھ سے ہیں خستہ جگر چار پانچ کے
ہر روز کاٹتی اُسنے سر چار پانچ کے

دین کے ستون ہیں پنج تن و چار یار پاک
قربان ہیں ہم تو دل سے ظفر چار پانچ کے

جو وہ مشکل ہے ماہ سے صاف ملتی
جو ملتا ہے رخسار سے تیری مصحف
جو دریا سے ملتا ہے شفاف سینہ
کسی سے نہیں خوبروئی کے باعث
شر لعینوں کی چرخ دنی لب سنے ہے
طبیعت نہیں رند میکش کی تجھ سی
پری دیکھ اس حور وش کو یہ گم ہے
نہ ہوتا اگر چرخ دون سفلہ پرور
تمہیں سے ہے آمیزش دخت رز کیا

ہے زہرہ نہیں طبع پر الطاف ملتی
تو خط سے ہے تفسیر کشاف ملتی
تو گرداب سے ہے تری ناف ملتی
طبیعت تری طفل نداف ملتی
مگر اس سے ہے داد اجلاف ملتی
تری زاہد اور اسکی اوصاف ملتی
نہیں قاف سے لیکے تا قاف ملتی
نہ یوں خاک میں قدر اشراف ملتی
ظفر ہے سبھی سے یہ حراف ملتی

دیکھا

[illegible]

دیکھیں

[illegible]

| | |
|---|---|
| پھر عمر بھر ہمارے غم سامنے نہ آئے | یکبار جو تو آئی اے راحت دل و جان |
| پر کیا کریں جو اپنے سم سامنے نہ آئے | کھا جائیں غم میں تیری سم سبزہ رنگ ہم تو |
| ہو ہٹھو نہ یون ہمارا دم سامنے نہ آئے | تو روبرو ہماری گر اے مسیح دم ہو |
| تیر بندگی کے مارے جم سامنے نہ آئے | سیر لینا دکھا دے گر جام مے مین ساقی |

تو ہے وہ مرد میدان دیکھے ظفر جو تجکو
رستم بھی ٹھونک کر پھر خم سامنے نہ آئے

جو اس زلف نے کج ادائی دکھائی
نہ دی حس سے شکل رہائی دکھائی
مری آہ سوزان نے اور آنسوؤن نے
عجب ہی لگائی بجھائی دکھائی
دکھا دے کرشمہ جو کچھ دختِ رز
ندے شیخ کی پارسائی دکھائی
رسائی ہوئی غیر کی بھی وہان تک
یہ آہِ رسا نے رسائی دکھائی
ڈبو کر مرے دل کو چاہ ذقن مین
عجب سیر اے آشنائی دکھائی

رات گذاری ہمنے ظفر پھر ساری تارے گن گن کر
خال رخ پر نور جو ہمکو ماہ جبین کے یاد آئے

نہ تنگ کیون ہمین صیاد یون قفس مین کرے
خدا کسی کو کسیکے یہان نہ بس مین کرے

بلند آہ کا شعلہ جو دل سے ہو تو خاک
جلا کے خیمۂ گردون کو ایک نفس مین کرے

لگا کے کان سنے باغ مین نہ گل ہرگز
ہزار مرغ چمن نالے اس ہوس مین کرے

نہ کہتے راز کبھی ایسے آدمی سے دلا
جو تنگ حوصلہ مذکور اسکا دس مین کرے

عدو کو میرے برابر وہ شمعرو سمجھے
غضب ہے فرق نہ پروانہ مگس مین کرے

کہے جو آنیکو دو دن مین شوخ وعدہ خلاف
تو پھر گذر کبھی شاید وہ دو برس مین کرے

ذرا بھی رحم نہین ان مین ہین یہ وہ کافر
خدا کسیکو بتونکے ظفر نہ بس مین کرے

جب ہاتھ مین ای قاتل تو تیغ ستم پکڑے
لاکھون کو قضا ناحق پھر تیری قسم پکڑے

اُٹھو نہ اُٹھائے سے پامال ستم تیرا
کوچہ کی زمین تیری جون نقش قدم پکڑے

زندان محبت سے پھر چھوٹ نہ جیتے جی
ایسے کسی ساعت مین پا بستۂ ہم پکڑے

ای مہر لقا گر ہو آنے کی خبر تیرے
شاید کہ سحر تیرا بیمار الم پکڑے

افسانۂ غم اپنا پھر اس سے کہین کیونکر
جب درد کہ پہلے ہی سر کو وہ صنم پکڑے

ای چارہ گرو تم سے کیا دخل کہ پھر نکلے
گھر دل مین اگر اپنے وہ تیر ستم پکڑے

لکھ ڈالے ظفر دفتر اشعار کے اک دم مین
ہاتھون مین ذرا اپنے جس وقت قلم پکڑے

ہم اپنی جان تنگ ہین اُس بت خود کام پر دیتے
نہین کوڑی بھی یہ زاہد خدا کے نام پر دیتے

خرامان جب وہ ہوتا ہے تو لاکھون فتنۂ محشر
اسے اُٹھ اُٹھ کے تعظیمین مین کیا ہر گام پر دیتے

اُٹھا سکتے ہین وہ رنج مصیبت کب محبت مین
جو کاہل ہین دم اپنا راحت و آرام پر دیتے

جو کچھ پرواز کی رکھتے تو صیادان سنگین دل
اسیرون کے کتر کر پنکھ زیر دام پر دیتے

کہ اٹھو دیکھ کے اس بت کو کچھ منھ سے اور | شکر اللہ کہ اس بات سے ہم خوب بچے
جوش طوفان سے تری تھی نہ توقع کہ بچین | بار افلاک کبھی اے دیدۂ نم خوب بچے
ناتوانی سے سر دشت جنون بیٹھا ہون | خار ٹوٹے نہ مری زیر قدم خوب بچے
بوالہوس داغ محبت جو نہ کھائی تو نے | ہوئے صرف تری دام و درم خوب بچے
تم نہین وہ کہ جو بن کھائے کسیکو چھوڑو | بچ رہے تمسے جو اے حضرت غم خوب بچے
کھا گیا غم ہی جو اک ذرہ ہمین خوب ہوا | روز کھانے سے تری عشق مین غم خوب بچے
تیری ہاتھوں سے تو دشوار تھا بچنا قاتل | اگر بچے ہم تو شمشیر ستم خوب بچے
سبز رنگون کے نہ ہم جور و ستم سے بچتے | کھا گئے مر انکی محبت مین ہم خوب بچے

زال دنیا تو ظفر کوئی بلا دل کش ہے
جو بچے اس سے وہ اللہ کی قسم خوب بچے

ہو گئی ایسی جو کچھ رد و بدل برسون سے | کسی صورت نہین پڑتی مجھے کل برسون سے
یون تو برسون ہی سے بیکل ہین ہم اے ماہ جبین | لیک کچھ اپنا عجب حال ہے کل برسون سے
کچھ ادائی کی نہ تھی بات کوئی برسون تک | کیا سبب رکھتی ہو تم ہمسے جو بل برسون سے
دیکھا برسون سے نہین تجکو جو اے ماہ لقا | آیا گر ہے بصارت مین خلل برسون سے
تھی نہ برسون تلک امید سنبھلنے کی ہمین | آ نکلی تری زلف کے سنبھل برسون سے
پاس برسون سے نہین اپنے جو وہ عیسی دم | کیا مری جان کے درپے ہے اجل برسون سے

لکھین تو نسخہ ظفر بیاض دیوان
نہ ہوئی آج تلک ایک غزل برسون سے

ظفر اس در پہ لاکھون ہین پڑے مشتاق ہم جیسے

جلد چہارم دیوان ظفر

| | |
|---|---|
| سوز غم خاک کرکے چھوڑے گا | خشک سا اسنے کیا لہو کیا ہے |
| دل ہی مین اپنے ڈھونڈھو تو اسکو | دیر و کعبہ مین جستجو کیا ہے |
| جو نہائے اس آبِ خنجر سے | اُسکو پھر حاجتِ وضو کیا ہے |
| حیف اسنے کبھی نہ یہ پوچھا | کہ ترے دل مین آرزو کیا ہے |
| روشنی مین حقیقتِ خورشید | تیرے عارض کے روبرو کیا ہے |
| زلف جھک جھک کے کہہ رہی کا فر | کان مین تیرے موبمو کیا ہے |
| مست آیا ہے کون ای ساقی | میکدہ مین یہ ہاوہو کیا ہے |
| ہے فلک پر دماغ کیون تیرا | ذہن مین تیرے ماہرو کیا ہے |

وہ اگر دوست اپنا بن جاے
اے ظفر دیکھین پھر عدو کیا ہے

بات اک وہی تو ہمنے اپنی بنائی ڈھب کی
جسنے بیان سنائی اپنی سنائی ڈھب کی

دل مین تو ہو کدورت کرتے عیان صفائی
آئینہ رو نہین ہے یہ تو صفائی ڈھب کی

خط دیکھنا نہ میرا اور خط عدو کا پڑھنا
یہ تو کسی نے تجھکو پٹی پڑھائی ڈھب کی

گر خاک بھی ہونگے کوچے مین ترے لیکن
اے بت نہ کبھی تیرا دامان نہ چھوڑینگے

دنیا کے سبھی دھندے چھٹ جائین تو چھٹ جائین
پر تجھکو کسی عنوان اے جان نہ چھوڑینگے

آنکھون کے ہین تیری مخمور جو اے ساقی
وہ بادہ فروشون کی دوکان نہ چھوڑینگے

گو اشک بھی مژگان تک آئینگے یہان تو بھی
بن باندھی وہ گریہ کا طوفان نہ چھوڑینگے

ہو حشر اگر برپا تو نسبی مرے ہوے
پر طرز تغافل وہ اک آن نہ چھوڑینگے

بتلا دے اگر کوئی دوکان طبیب عشق
تو ہم بھی ہرگز وہ دوکان نہ چھوڑینگے

بخشے ہے ظفر اپنے یہ ذوق عجب دل کو
ہم ذوق کا ہاتھون سے دیوان نہ چھوڑینگے

دکھاتی ہے جو شمشیر قضا اپنی زبردستی
نہین دست دعا کی کام کچھ آتی ہے زبردستی

اگرچہ کیسا ہی پہلوان ہے زیر ہو جاتا
نہین پیش اجل چلتی کسیکی ہے زبردستی

کوئی مار سیہ لپٹا ہوا ہے شاخ صندل سے
کمان ہے سیہ چوٹی تری اے سیمبر دستی

جو اس نے عرق آلودہ کا تو کھینچے ہے نقشہ
تو ہو معلوم اے مانی ہمین بھی تیری تر دستی

یہی جی چاہتا ہے ہاتھ پر ہر روز گل کھائین
عنایت کیجیے چھلا ہمین اپنا اگر دستی

تقاضا ہے جو مجھ سے کہ لا مانگا ہے دل اس نے
کوئی تو رقعہ بھی لایا ہے اسکا نامہ بر دستی

غلط کہتے ہین جو کہتے ہین خط کہکشان اسکو
کہ چرخ پیر کی ہے چوب یہ تو اے ظفر دستی

| | |
|---|---|
| خاک مین ملنا اسکے حق مین ہوتا اکسیر آپ اگر | |
| | میرے دل پامال الم کو پا بون سے آکر ملجاتے |
| ہوتا ہے وہ شمع وگر اپنا جو زیب بزم کبھی | |
| | رشک سے دشمن جون پروانہ جی مین اپنے جلجاتے |
| مد نظر آداب محبت اتنا ہے یان قاصد اشک | |
| | جب جاتے ہین اس کوچہ مین یہ بہکے بل جاتے |
| ہوتی خبر گر پہلے مجھے میرے دشمن جانی جاتی ہین | |
| | حضرت دل پھر کاہیکو یون میری بغل مین پل جاتے |
| چھوٹتے ہی پھر صاف جگر کے پار یہان ہو جاتی ہین | |
| | تیر نظر جسوقت ترے ہین ای رخ بت ترکش چل جاتے |
| اُنسے بیان جب کرتا ہون مین سوز محبت اپنا ظفر | |
| میری طرف سے اور بھی وہ ہین اپنے جی مین جلجاتے | |
| وہ بلندی مین جو بلی گنبد مینو سی ہے | |
| | کیا کرین وان کیونکہ جا ہین جای پابوسی ہے |
| ہمسے برگشتہ تری مژگان کبھی آئی ہین نظر | |
| | تیری ابرو ہی فقط ظالم نہ کجھ ترسی ہے |

مطلع ثانی

کیا فقط اپنا دل اور جان مجھوڑ بیٹھا

اس طرح کا کافر ہین ایمان مجھوڑ بیٹھا

دیگر

مطلع ثانی

اٹھا و حضرت دل کو بھی تو نہیں اٹھتے
یہ کوئی بار ہیں جس وقت ہیں تحمل پڑتے

عجب ہیں حضرت دل بھی کہ شعلہ رو تو نکو
بر رنگ موم ہیں بس دیکھکر پگھل پڑتے

جو آئے ہے دہل صبح کی ظفر آواز
شب وصال میں ہم سنکے ہیں دہل پڑتے

طاق ہیں جو تری بیداد گری میں غمزے
تو وہ حور میں ہیں اور نہ پری میں غمزے

زخمی تیغ نگہ کے ترے [illegible] کافر کیش
چارہ گر کرتے ہیں کیا چارہ گری میں غمزے

بیخبر دیکھ کے ہیں چشم سیہ مست ترے
قتل کرتے ہیں ہمیں بیخبری میں غمزے

دیکھ کر چشم حقارت سے ہمیں ای ناصح
کرنہ تو ہم سے اس آشفتہ سری میں غمزے

الس رہ دش آنکھ اٹھا دیکھے چمن میں نرگس
کہ نہیں خوب ظفر بے بصری میں غمزے

ہماری آپ خفا ہو کے کیا مکان سے گئے
تمھارے جانے سے ہیں ہم بھی اپنی جان سے گئے

گئے جو کوچۂ قاتل میں آہ حضرت دل
مری طرف سے وہ ای ہمدمو جہان سے گئے

نہ آیا شام کے وعدے پہ تو جو ماہ لقا
خدنگ آہ گذر اپنے آسمان سے گئے

گئے جو ہم سے خفا ہو کے حضرت ناصح
برا بھلا ہمیں کہتے ہوئے زبان سے گئے

جو دور بھاگتے تری جنبش ابرو سے
بشر زمین سے فرشتہ سب آسمان سے گئے

قطعہ

دیگر

ترے کرم کی جو ہم پر نگاہ پڑ جاتی
تو ہم کو کاہیکو خوف گناہ پڑ جاتی

اٹھاتا ہاتھ نہ تو قتل سے ترے اک ظفر
جو بازوؤں میں بھی ہے عفو گناہ پڑ جاتی

ابھی جھکتی ہے ابھی پل میں سیدھی ہو جاتی
جو انکی تجھ پہ نظر کج کلاہ پڑ جاتی

جو گھر رقیب کے جاتا ہے ہم سے چھپ کے
برائی دل میں ہے بے اشتباہ پڑ جاتی

ہم اسے مانگتے بوسہ بھی نقد دل دیکر
جو بیچ میں کی کچھ رسم وراہ پڑ جاتی

چھوڑا نا بیچ اسے اس بلا سے تھا مشکل
جو دل کے بیچ وہ زلف سیاہ پڑ جاتی

جو کل کے وعدہ پہ ہوتا یقین تو آئینہ
تو کچھ بھی کل نہ تجھے رشک ماہ پڑ جاتی

رنگ شیشہ فلک پاش پاش ہو جاتا
جو صرف نالۂ دل اپنی آہ پڑ جاتی

جو غل شعرا میں ظفر غزل پڑھتے
تو دھوم ایک طرف واہ واہ پڑ جاتی

خبر جان کی ہی جو میری جان آسمیں خبر ہے
دیکھتے ہی خط کو آ وہاں آسمیں خبر ہے

رو رو کے مل بیٹھتے ہیں غم ہزار دن کر بستر
کنج تنہائی میں بیٹھے ہاں اسمیں خبر ہے

خط جانان کو جو رکھتا ہوں برابر جان کے
جانتا ہوں اسکو حرز جان اسمیں خبر ہے

حضرت دل کس لیے بیچین کرتے ہو مجھے
جا و سوکر کو چۂ جانان اسمیں خبر ہے

بزم رندان میں تجا تا تم نے گر شیخ جی
آپکی بار نہ گر شان آسمیں خبر ہے

[illegible]

## قطعہ

تو امین مجھے ہو وہ ماہ شب تمام
من سے بیچا تا سے اور اسے بیچان بہ صحت کلام
الہٰی ... ہو وہ آفتاب
ہر گز بہتر ... مجھے

## دیگر

شعلہ سا بہت ملتی ہے
ہو دوئی کی جو تو سا گمان سے یکجا
کافر ہو تیر کا ہو گمان کی بھی ہو تو جو تو
ملتی ہے
دل مین کدورت اور بھی زاہد
سکے بڑھتی جاتی ہے
اگر کوچہ قاتل مین جو خاک مین
خلعت ملتی ہے
نازان داغ عشق ہو کر کہتا
ہے یون دل اپنا

بہائے اشک خونین ہمنے جس جا چشم گریان سے
تو ہوتا لعل پیدا اتبلک اس سرزمین سے ہے

نہ کیون شاہنشہی اپنی جہان مین فخر شاہان ہو
کہ فیض دو جہان مجکو ہوا یہ فخر دین سے ہے

ظفر کنج قناعت مین ہو رہتے رات دن بیٹھے
ہوئی اب دل لگی شاید کسی پردہ نشین سے ہے

| | |
|---|---|
| ہو گیا زلف سیہ کا کسکی سودا نہ مجھے | اک نظر آتا ہو بر چھاؤن بلا کا سا بہ مجھے |

### مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| ہو گئی الفت دل دار نو جون کیا مجھے | رو رو کھلاتی ہو چشم اک اشک کا دریا مجھے |

### مطلع ثالث

| | |
|---|---|
| جان تیری یاد وستی کا ہو بھرو کیا مجھے | جب بھرو تی نہین دم کا تو ہو سکا مجھے |
| خندہ گل کیا خوش آتا ہو مجکو صحن باغ مین | نالہ رلوتا ہو تیرا بلبل شیدا مجھے |
| ہوسکے پوشیدہ آہ مجھسے حسرت دیدار مین | اد بتا ساخد اکومان مت رسا مجھے |
| عشق مین ... خاک کھاؤن جو گل ... | حلقہ چشم نرگس سے چاہیے چھلا مجھے |
| تیری جوتی ... کھینچا ہو کوئی کافر بلا | مارتی ہو غضب کا کھینچکر مکا مجھے |

ظفر ... مین ... ملتی ہے ... ملتی ہے

گر دو نہ بنا تی ہین جنھین انجم شب تاب
کب ہاتھ مین لیچھا تری ریشم کا ہی کالا
کس واسطے دیکھین سر گردو مہ نو کو
تا ملک عدم جبکہ پہونچتی ہین نفس مین
خاک انکی اگر گل بہ بہارت ہو عجب کیا
چمکا ہے ہزار آنکو خورشید قیامت

اس آہ شرر بار کے ہین خندہ شرر سے
یہ سانپ ہی لپٹا ہوا صندل کے شجر سے
کیا انجم و دہن ہے لب زخم جگر سے
کیون جان چھپاتی ہین سبا س کی اسنفر سے
کشتے جو ہوی ہون تری شمشیر نظر سے
ہمتاب ہو کیا تاب مری داغ جگر سے

بے ذوق ذرا لطف نہین شعر و سخن مین
اس رمز نہانی کو کوئی پوچھے ظفر سے

شب جو مسی مین چمکی شوخ مہر و داغ کی بتی سی
گویا روشن ہو گئی گھر مین تیس چراغ کی بتی سی
یہ جو خراش ناخن داغ سوزان مین ہی دست جنون
صنعت سے ہی تیری چراغ دل کی داغ کی بتی سی
کیونکہ نہو وے روشنی اس سے میخانہ مین ای ساقی
موج شراب آتشگون ہے صاف ایاغ کی بتی سی
دے خال شمع و آیا جبکہ نظر مستون کی
کہنے لگے ہین یہ کیسی ہے جو تیغ مین زاغ کی بتی سی

مطلع ثالث

ظفر زال دنیا سے مت کر لگاوٹ
کہ تیری نہیں ہے یہ مردار ڈھب کی

بھوؤں کے آگے جو خنجر کی دھار گر جائے
نگہ کے سامنے جدھر کی دھار گر جائے

گلے پہ پھیر سمجھکر بلا رے القاتل
کہ سخت جان ہے نہ خنجر کی دھار گر جائے

دل عدو پہ لگا دیکھ تو نہ تیغ نگاہ
کہیں نہ چوٹ سے پتھر کی دھار گر جائے

عجب نہیں ہے اگر تیری سخت جانی سے
جو تیغ شوخ ستمگر کی دھار گر جائے

ظفر ہے تیری غزل کی وہ سنگلاخ زمین
کہ تیغ فکر سخنور کی دھار گر جائے

تھے بار غم تمہارے جتنے اٹھانیوالے
اب ایک بھی نہیں ہیں کتنے اٹھانیوالے

بار غم محبت دل پر اٹھائے ہیں ہم
بار ہوس تو ہیں یہاں اتنے اٹھانیوالے

بے شر تھے جو کہ ہمدم زیر زمین گئے سب
قسمت کے رہ گئے ہیں فتنے اٹھانیوالے

اس چشم نم کے آگے سر تو اٹھائیں اگر
بادل ہیں سر فلک پر اپنے اٹھانیوالے

جل جل کے خاک ہو خود اے ظفر یہاں سب
ہیں شعلہ شرارت جتنے اٹھانیوالے

اہل دنیا تو نہیں کچھ بھی مروت رکھتے
منہ پہ ہیں ملتے پہ ہیں دل میں عداوت رکھتے

مطلع ثانی

قطعہ

مطلع ثانی

[illegible]

دیگر

[illegible]

ہمارے ہاتھ سے ابکی تو بچگئے اغیار
ظفر جو آئینگے پھر اُن سے ہم سمجھ لینگے

ملتے ہیں مجھسے پہ دِلوں میں عداوت رکھتے
جانتے ہم تو نہ ایسوں سے محبت رکھتے

ماہ و خورشید میں تیرا سا کہاں حسن و جمال
عید کو رکھتے اگر ایسی وہ صورت رکھتے

شبنم اشک کی تیری یہ شادابی ہے
کہ تمھارے گل عارض ہیں طراوت رکھتے

نہ تو ہستی ہی کے مالک نہ عدم کے مختار
فی الحقیقت ہے کہ ہم کیا ہیں حقیقت رکھتے

نظر آتا ہے ہر اک شے میں انھیں جلوۂ حق
جو نہیں آئینہ ساں دل میں کدورت رکھتے

معتقد تم نہیں نالہ کے اثر کے تو نہو
ہم دکھا دیتے اگر نالہ کی طاقت رکھتے

ہم تہیدست ازل سے ہیں نہیں گانٹھ میں کچھ
ایک دم رکھتے ہیں بس کچھ نہیں دولت رکھتے

دم بھی اپنا نہیں آدم کا سنا ہے احوال
دیکھو پردہ میں کسیکی ہیں امانت رکھتے

بال بال اپنا گنہگار ظفر ہے لیکن
ہیں پیمبر سے ہم اُمید شفاعت رکھتے

یوں تو مجموع ہے ایسے دو بُرے اور دو بھلے
درد و غم عیش و طرب ہیں دو بُرے اور دو بھلے

نیک و بد ملجائے جب باہم تو مشکل ہے تمیز
تھو کہیں لطف و غضب ہیں دو بُرے اور دو بھلے

دین و دنیا و آتش رخسار اور چشم و عارض کا بناؤ
یہ ہمہ گن صنعت ہیں دو بُرے اور دو بھلے

گر دیں تو یاس و دولت دیں تو عزت اور نفع
چار قصے ہیں طلب میں دو بُرے اور دو بھلے

[illegible]

دیگر

[illegible]

مطلع ثالث

[illegible]

قطعہ

[illegible]

ایضاً

[illegible]

دیگر

چشم و گلو ہو تم جنھیں جانا نہ جانتے
ہم ہین انھیں صراحی و پیمانہ جانتے

مجنون تو اپنے کام مین تھا خوب ہوشیار
دیوانے ہین جو ہین اُسے دیوانہ جانتے

رہتا پری رخون کا جو اسمین خیال ہے
دل ہی کو اپنے ہم ہین پری خانہ جانتے

اپنے دل خراب مین جو عشق ہے مقیم
تو ہم مقام گنج ہین ویرانہ جانتے

شوق نظارہ جب سے ہے ای شمع رو ترا
ہم طائر نظر کو ہین پروانہ جانتے

ہم اپنے مرغ دل کی اسیری کیواسطے
خط کو جو دام خال کو ہین دانہ جانتے

قیمت مین ہم جو بوسہ کے دیتے ہین نقد دل
وہ سادگی سے ہین اسی بیعانہ جانتے

واقف نہین جو راز محبت سے وہ تو ہم
واعظ کی ہین کلام کو افسانہ جانتے

کیون دختر رز کو دل مین جگہ دین نہ زاہد
ہین اسکو زیب جلسہ رندانہ جانتے

یاد خدا جو اپنی سمجھتے ہین زندگی
بے یاد اسکی ہونا ہین مرجانہ جانتے

جانان سے جان عزیز نہ رکھے جو ای ظفر
ہم ایسے آدمی کو ہین مردانہ جانتے

صبح میری مین ہے شام غم ہجر کے واسطے
ہے ہر دن شب کیلیے ہر شب سحر کیواسطے

مطلع ثانی

گھر ہو آتے ہین مرے وہ لحظہ بھر کیواسطے
مضطرب ہوتے ہین کیا کیا ہم مگر گھر کیواسطے

[illegible]

دیگر

یوں ہے طبیعت اپنی ہوس پر لگی ہوئی
ٹھوڑی کی جیسے تاک مگس پر لگی ہوئی

خال سیاہ کب لب شیریں پہ ہے ترے
شکر سے ہے جما کے مگس پہ لگی ہوئی

آزاد کب کرے ہے ہمیں صیاد دیکھیے
رہتی ہے آنکھ باب قفس پر لگی ہوئی

یوں تو برستا ابر مژہ اپنا تھا مدام
پڑ جھڑی ہے اب کی برس پر لگی ہوئی

کب جیسا ہو کے رہ جائیں پہ گر نہیں
کچھ خاک دسترس ہے ہوس پر لگی ہوئی

فریاد دل کے سامنے اپنی شب فراق
اک مہر ہے دہان جرس پر لگی ہوئی

دود جگر کی اپنے سیاہی سے ای ظفر
ہے گنبد فلک کے کلس پر لگی ہوئی

ہمارے دن کبھی ای ہجوم یاس پھرے
ہر رنگ مہر لو نہیں عمر بھر اداس پھرے

رقیب کو جو قاتل سے بھاگ ہی نکلے
رہے ہیں پابجہ اگر واں تو ہیں بچاس پھری

پھری نگاہ جو ہمسے تری تو پھر کیونکر
چھری گلی پہ نہ ای شوخ بے ہراس پھرے

ہزار پھیرے تو آنکھ پہ دل تجھ سے
کبھی نہ ای بت نا آشنا شناس پھرے

عجب ہے اپنی نہ تھا تیر آہ بگشتہ
کہ آج آکے ہمارے وہ گھر کے پاس پھرے

پر نیک و الہ جیسے ہیں مردم دانا
جو آسمان کی شب روز یوں حواس پھرے

گیا تو کوچہ قاتل میں ہے مرا قاصد
ظفر نہ وا ہے کہیں ہو کے بد حواس پھرے

دیگر

ہماری نعش ای قاتل اگر شہر میں نہ رکھتے | مقرر یہ تجھے شاباش کہتے مرحبا کہتے

بلا سے گر عدو ہمکو برا کہتے ہیں کہنے دو
ظفر منہ سے نہیں اپنے کسیکو ہم برا کہتے

شب کو ہمارے پاس سے تم جو صنم چلے گئے
ہم بھی تمھارے جاتے ہی سوے عدم چلے گئے

مرکے بھی تیرا مبتلا چھوٹے نہ اس عذاب سے
ساتھ ہی لیکے گور میں رنج والم چلے گئے

بزم میں تیری مہ لقا آے بھی گر تو کیا ہوا
شمع کیطرح چشم نم صبح کو ہم چلے گئے

آنے بھی وہ جو میرے گھر ٹھہرے نہ ایک لحظہ بھر
نکلی نہ دل کی آرزو ہاے ستم چلے گئے

گرچہ برنگ گل ہنسے باغ جہان میں ایکدم
شبنم گل کیطرح پھر روتے ہی ہم چلے گئے

کچھ بھی نہ ساتھ لیگئے قیصر و جم جہان سے
چھوڑ کے یان کا سب یہین جاہ و حشم چلے گئے

تھے جو رفیق و آشنا ڈھونڈھیں ظفر انھیں کہان | کرکے ہمیں ہزار ہا حسرت و غم چلے گئے

دیگر

برنگ گل تری الفت مین غیرت گلشن
عجب نہین ہی اگر رفتہ رفتہ گم ہوتے

ہزار ٹکڑے نہین ہمین کیا ہی سرخرو کرتے
جو کوی یار مین ہم دل کی جستجو کرتے

ظفر یہ جانتے گر ہم کہ چرخ گردون ہے ہردنی
تو اس سے کاہیکو پھر کوئی آرزو کرتے

نہ تو نے دوستی غیار سے ای نازنین چھوڑی
مگر ہمنے تو اسیر بھی تری الفت نہین چھوڑی

طفل اشک ابتر ہے مراد امن ہی پکڑیگا
اگر ای دیدہ تر آتش تری آستین چھوڑی

برنگ نقش پا آخر وہین ہم مرمٹے لیکن
نہ کوچے کی تری ہرگز صنم ہمنے زمین چھوڑی

اسیر غم ناتوان ہون کیا تو نے تسکو چھپ چھپ کر
نہ عادت گھر مین جانیکی عدو کے مہ جبین چھوڑی

گرفتاری سے کب اس بیوفاکی ہے کوئی چھوٹا
مگر دنیای دون نے چھوڑی تو جسنے تہ رخ برین چھوڑی

اسے تو کہین ایک غم فرقت سے ہم چھوٹین
گیا ہے دل اگر تو تو کیون جان حزین چھوڑی

نہ کچھ ہی ساتھ اپنے لیگئے منعم بجز حسرت
ظفر یہ دولت و حشمت یہین کی سب یہین چھوڑی

وہ حال مرا دیکھ ظفر کیون نہین لیتے
ہون انپہ فدا میری خبر کیون نہین لیتے

کیا آپکو نقصان ہے کہ بوسے کے عوض ہم
دیتے ہین دل و جان و جگر کیون نہین لیتے

سر دیتے مین جب عذر نہین ہمکو کسیطرح
شمشیر سے پھر کاٹ وہ سر کیون نہین لیتے

بدنام محبت مین ہوا جنکی عزیز و
وہ نام مرا بار دگر کیون نہین لیتے

جو بوسہ رنگ ساقیان سامری فن

مہربان ہو تو وہ ... جام جم مانگو

تو دیدہ بدیع فقط اک جام سے کیا جام جسم مانگو

عارف ہم سیاہی مردم دیدہ کی بہر فال

جو عجب ابھی ہم آنکھون کی قسم مانگو

وہ سکہ دست ... سر باز سر اپنا قسم کھا

[illegible]

نشانی وقت رخصت اور تو وہ ... ہر قدم مانگو تو

دیدہ ... ظفر ... غم مانگو تو

| | |
|---|---|
| ضعف پیری کا برا ہو کھو دیا سب کا ہے | اب ہی طاقت کہان طاقت کے وہ دن ٹلگئے |
| گنج تنہائی ہین ہم ہین اور شب درد فراق | کثرت یاران صحبت کے وہ دن ٹلگئے |
| اب تو خون دل ہی ہم پیتے ہین حسرت مین مدام | بادۂ عیش و مے عشرت کے وہ دن ٹلگئے |
| آج کل الفت کہان بغض و عداوت کے سوا | نام ہی الفت کا ہے الفت کے وہ دن ٹلگئے |
| اب تو بیزاری ہے ساقی دختر رز سے ہمین | اس سے رغبت کیا کرین رغبت کے وہ دن ٹلگئے |

عہد پیری مین کہان جوش جوانی کی امنگ

اے ظفر افسوس کیفیت کے وہ دن ٹلگئے

فقط کیا ایک دل ہے تم کو ہم مانگو تو دے دین گے

عزیز اپنی نہین جان بھی صنم مانگو تو دیدینگے

جو دل مانگو تو دل دینگے جو مانگو جان تو جان دینگے

علاوہ اور بھی کچھ بیش و کم مانگو تو دیدینگے

خطا کی یہ جو خط لکھا تمھین اے نو خطو ہم نے

مچلکا لکھکر اسپر یک قلم مانگو تو دیدینگے

جو مانگو حضرت دل بوسہ لب سبزہ رنگون سے

نہ دینگے پر عوض اسکے جو سم مانگو تو دیدین گے

| | |
|---|---|
| نہ کھو دم لا سو نہین ہین اک بوسہ ہی ڈالو | اگر تم اسکے بدلے ہمسے ہم مانگو تو دیدینگے |

دیکھا

[illegible]

مطلع ثانی

مطلع ثالث

[illegible]

ہم آگے ہی نہ تھی مین نگاہونکے تمھاری | کیون کرکے میان تیغ علم ہاتھ مین لئے
کس روز تری کوچہ مین پہونچا ترا مجنون | جو توڑکے نہ سنگ اپنے صنم ہاتھ مین لائے

لاکھون ہی ظفر بحر محبت مین ہے غرق
پر گوہر مقصود وہ کم ہاتھ مین لائے

بوسہ لیا جو منہ سے بھڑ اُسنے چٹاق سے | تھے جب حیا سے بولی اُٹھی وہ ٹپاق سے

## مطلع ثانی

صحبت منافقانہ ہی ہر جا نفاق سے | اچھا اتفاق ہے تو کہین اتفاق سے
دیکھا نہ تجکو ہم یون ہین محروم ہی چلے | آئے تھے تیری دید کو کس اشتیاق سے
بچتا ہی کب ڈسا ہوا اُس مار زلف کا | تریاق بھی اگر کوئی لائے عراق سے
اب کیا اٹھائین خاک کہ سب چور ہو گیا | شیشہ گرا جو دل کا اس ابرو کے طاق سے
رکھ نبض پر نہ ہاتھ کہا مان ای طبیب | تو ہاتھ اٹھا علاج مریض فراق سے
زہرہ ہی کیا خجل ہے در گوش سے ترے | شرمندہ مشتری بھی ہے دُر بلاق سے
بل بے جگر کی آگ کہ سب ہو گیا سیاہ | سودائیون کا تیرہ ہو احتراق سے

تیرا مذاق شعر ظفر جانتا ہے کون
استاد ذوق تھا ترے واقف مذاق سے

آئینہ مین ہین جو وہ ابرو بنائے دیکھتے | کیون نہین میری دل حیران مین آکر دیکھتے

مہر صفت دن گردش کے ہین اپنے مقرر آئے ہوے
جیسے بگولہ پھرتے ہین خون دشت مین ہم بولائے ہوے

کہتے ہین وہ موت بلا سے کل کی آتی آج ہی آئے
جینے سے بیمار تمھارے اتنے ہین تنگ آئے ہوے

دیکھا جسنکو خرم و خندان ہمنے گلشن ہستی مین
اُس گل کیطرح پھر دو دن مین وہ آئے نظر مرجھائے ہوے

آپ سے کب افلاک ہین رہتے آٹھ پہر یون چکر مین
غمزۂ چشم کا ڈر سے ہین اُسکے یہ چکرائے ہوے

دیکھتے ہی وہ میری صورت آگ جو مجھپر ہوتے ہین
کیا جانے ہین کسکے میری جانب سے بھڑکائے ہوے

سینہ کرین گر چاک تو نکلین لاکھون پیکان تیرون کے
اتنے ہمنے تیر ستم ہین تیرے ستمگر کھائے ہوے

دل کو تمھارے آج قلق ہم حد سے زیادہ دیکھتے ہین
سچ تو کہو تم پھرتے کیون ہو اتنے ظفر گھبرائے ہوے

لوگ تو ہین اُسے صنم کہتے
ہو زیادہ کہین نہ وہ برہم

بخدا اور کچھ ہین ہم کہتے
اُس سے ہم حال دل ہین کم کہتے

ہم تو ہین خنجر [illegible]
صفحۂ چرخ [illegible] سیاہ [illegible]
کیون نہ ہم آہ کو [illegible]
جام زہر آب [illegible] مژگان [illegible]
لب کی کہتے ہین [illegible] صنم [illegible]
سبزۂ گلشن [illegible]
خط رخسار کو ہین [illegible]
قصہ سوز و درد و غم [illegible]
شمع سان اپنی تب [illegible]

دیگر

[illegible]

کیا آگے تیرے بولین ظفر شاعران دہر
انکے لگی سخن کے اضافی پہ مہر ہے

گر کوئی معرکۂ عشق مین بازو تولے
عقل کے ہاتھ مین وہ ہیلۂ ترازو تولے

نیمجانونکو ہی یون دیکھتا ہے قاتل
جیسے فصاد کوئی نظر ونین ہو تولے

چین ہو خاک کہ ہیچ ترے دیوانہ کے
پھرتے ہین ناز و ادا خنجر و چاقو تولے

لون رخ یار کا بوسہ مری طاقت ہے کہان
ہان دلا تیرا اگر لگتا ہے قابو تو لے

بھاگ جانیکا ارادہ ہے مقرر اُن کا
بیٹھے بیٹھے جو اُنھون نے ہین بازو تولے

ہولی گر کھیلی ہے لے رنگ رخ عاشق زال
کیون عبث غیرت گل تونے یہ ٹیسو تولے

رات دن ذکر الٰہی مین ظفر رہتے ہو تم
بے وضو نام تمھارا کوئی بد خو تو لے

ایسے اب کوٹھے ہی وہ غیرونکی سر حد پر چڑھے
ہم بھی کھلاوینگے گر اپنی کبھی ند پہ چڑھے

چشم دریا بار سے کیا زور پہ ہے سیل سرشک
دیکھو یہ نالی ہین کیا پانی کی آمد پر چڑھے

دیکھو کیا سرو چمن کو مین کہ ہے چوب درخت
دیدۂ دل تو ہین انکی اور ہی قد پر چڑھے

کھو دیا سفلون نے جو کچھ تھا بزرگون کا کمال
بیٹھے ہین رواح بنکر تربت جد پر چڑھے

دیکھ لین لاکھون زنان فاحشہ مخمور مست
دھن یا پھر ہستی مین اپنا کیون نہ کد پر چڑھے

وا دری افسردگی دل کی کہ بعد مرگ بھی
گر چڑھے تو غنچۂ پژمردہ مرقد پر چڑھے

| | |
|---|---|
| نگہ یار سے میرے دل وحشی پہ چھری تھی | گیا سر گردن نخچیر ہے چلتی پھرتی |
| رخت رز کیا ہے سر بزم ترا نقد خرد | لیکے ای مست قدح گیر ہے چلتی پھرتی |
| کون قاصد کے سوا ان عرالبحادی خط | کہ نہیں آپ سے تحریر یہ ہے چلتی پھرتی |

ظفر اس بحر فنا میں کوئی دم کشتی عمر
اور زیر فلک سپہر ہے چلتی پھرتی

| | |
|---|---|
| دیکھا خال ذقن کو رخ جانان کے تلے | کوکب سوختہ ہے مہر درخشان کے تلے |

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| کاجل آنکھوں نکلا نہیں یار کی مژگان کے تلے | پھول سوسن کا کھلا نرگس و ریحان کے تلے |

## مطلع ثالث

| | |
|---|---|
| کب مہاسی ہیں خط عارض جانان کے تلے | ہیں یہ بیضے پر طاؤس گلستان کے تلے |
| نیش سے چھیڑتا ہے مار سیہ کو کژدم | گونج باری کی نہیں زلف پریشان کے تلے |
| نیچے خورشید کے ہے تار خطوط خورشید | خط نہ ہٹو نکلی ہیں داغ دل سوزان کے تلے |
| وہ سہی قد جو دکھا دیوے ذرا فندق پا | پھولے گل مہندی ابھی سرو گلستان کے تلے |
| دل سیپارہ کو رکھے تو لبو سیر ابنے | دیکھ یہ رحل ہے زیبا ہی قرآن کے تلے |
| شاخ صندل میں لگا کر سیب ہوا طرہ ظلم | بیٹھے وہ ہاتھ کو رکھکر جو زنخدان کے تلے |

بتاتی ہین جسے خورشید تابان اوج گردون پر
تری ابرو یہ دیکھا جسنے خط چین ابرو کو
مٹاؤن دل سے اپنے کسطرح مین داغ سوزان کو
نکلتا ہی کوئی مانند قمری طوق گردن سے

وہ آہِ آتشین کے شعلہ افشانی کا تمغا ہے
کہا اُسنے یہ اِس تیغ صفاہانی کا تمغا ہی
یہ سوز غم مین میری سوختہ جانی کا تمغا ہی
کہ ای سرو قد الفت کے زندانی کا تمغا ہے

لگاؤن ای ظفر کیونکر نہ لب پر مہر خاموشی
اگر مین حیران ہون اور میری حیرانی کا تمغا ہے

شکوہ تو تمھارا جو کچھ کرون تو سچ ہی
الفت مین ای پری رو تیری ہون محو ایسا
میرا تو جیب کیا ہی دامان دشت کی بھی
فرقت مین رات ہمدم ہر نالہ کو ہم اپنے
آنکھون مین ہی تصور رنگِ حنا کا تیری
آگے بھودنگی ترے ای آفتاب طلعت

تمنے جو کی بُرائی گر مین کہون تو سچ ہے
ہشیار ہون غلط ہی دیوانہ ہون تو سچ ہے
گر دھجیان اُڑائی دست جنون تو سچ ہے
باد سپہر کا گر کہوین ستون تو سچ ہے
بہتی اگر نگارین ہین اشک خون تو سچ ہی
گر ماہ نو کو کہوین ہم سرنگون تو سچ ہی

اِس مہ جبین سے ہمنے کی دوستی ظفر کیون
دشمن ہے گر ہمارا گردون دون تو سچ ہے

مست اے ساقی کب رعد کے للکارے سے ہشیار ہوئے
مردم عرصۂ بزم ہے نقارے سے ہشیار ہوئے

دیگر

[illegible]

عشق بت فرنگ میں سینے پہ آبلے
ساغر بہ سرنگون دھرے اوپر ہیں میز کے

شبنم نے گل کے کان میں سیماب بھر دیا
کیا خاک پھر مزہ اڑیں بلبل کی زیر کے

ہر دم تری نگاہ سے سینہ سپر ہے دل
کھاتا ہے زخم سیکڑوں اس تیغ تیز کے

دریائے اشک میں ہے فلک بلبلہ سا ایک
قایل ہیں اپنے دیدۂ سیلاب ریز کے

لیٹے ہیں رہتے در پہ ترے شکل نقش پا
دو چار تیری خاک نشین خاک بیز کے

کوچے میں اسکے کثرت عشاق سے ظفر
آثار روز دیکھتے ہیں رستخیز کے

مارا دل اپنا سینہ کو ہر بار کوٹ کے
قایل ہیں اپنے ہجر میں ہم مار کوٹ کے

دیگا نہ بوسۂ دُرِ دندان جو تو ہمیں
ہیرا ہی یار کھائینگے ناچار کوٹ کے

آنکھیں ہیں کیا ہی اس بت کافر کی دیکھنا
گویا کہ بھر دیے در شہوار کوٹ کے

فریاد شب سے دل نالاں کی جب کیا
ہاتھوں کو رہ گیا جرس اک بار کوٹ کے

برق جہان کبھی سامنے تھرا گئی ترے
شوخی بھری ہے تجھمیں ستمگار کوٹ کے

کہتے تجھے مست دیکھ فلک کو کسی نے خوب
اس سقف کو بنایا ہے ہموار کوٹ کے

جو زلف نے اسکے خوب ہی مکون سے رات کو
دل کو بنایا ٹھیک ظفر مار کوٹ کے

نہیں لیو وفا مرا جگر یہ یعقوب سے کم ہے
تیرا صبر صبر حضرت ایوب سے کم ہے

مطلع ثانی

[illegible]

| | |
|---|---|
| ہمیشہ دور ہی کیونکر نہ پھر زمین سی رہے | فراق دوست ہی گردون وصال دشمن ہے |
| اُسیکو دوست سمجھتی ہین وہ جو کچھ نہ کہے | کرے جو اُسنے جواب و سوال دشمن ہے |
| جو تو ہے مرد تو ہرگز لپٹ نہ دنیا سے | اگرچہ دوست نما ہے یہ زال دشمن ہے |
| گئے ہین حضرت دل کوے زلف مین تنہا | الٰہی خیر ہو وان بال بال دشمن ہے |
| ہزار رنج و مصیبت مین جان ہے اُسکے سبب | کوئی بغل کا دل پُر ملال دشمن ہے |

لگاؤ دختر رز کو نہ منہ سمجھکر دوست
کہ عقل ہی کی ظفر یہ چھنال دشمن ہے

گرچہ عدو ہین اُڑتے چلتے تیرے رستے سے بہتیرے
پر ہین وہ کیا چیز کہ سیدھے ہوگئے ایسے بہتیرے

کردے یکدل ہمسے اُنکو ہمدم ایسا ایک نہین
اور ہین دوئی کے ڈالنے والے ایسے ویسے بہتیرے

ہڈی ہڈی مین جو اپنے درد ہے ایسا درد اُسکو کہان
تمسے سینے دمساز ہونگے نالے نے سے بہتیرے

دشمن دین و ایمان پایا ایک نہ تجھسا اے کافر
دیکھے اس بتخانہ مین بت ایسے ویسے بہتیرے

| | |
|---|---|
| کشتی گردون غرق ہو ہمدم آہین اگر ہم لے ڈوبے | طوفان دیدۂ تر مین بھرے ہین تقوے کی بہتیرے |

انشا بڑی تمھاری یہ تیزی طبیعت
کہتا ہون اے ظفر کہان اہل سخن سے کر سکے
دیکھیگا
شوخی ہر رنگ پان سے ای مہ خودکام
چھوٹی ہے
تو کسی کی دھڑی سے بھی تیرا انتقام
چھوٹی ہے
اور ہوتا نہین پیغامبر سے کیون
پیغام اپنا
زبان اسکی دہن مین کیا دم پیغام
چھوٹی ہے

شمشیر یار تا بگلو آگے نپھر گیی
برگشتگی بخت یہ بھی کہ ہجر مین
قاتل نہ آگے بوالہوس کا بڑھا قدم
دیکھا جو ماہ نو کو ابرو کی تیری شکل
جان لب پہ لاکھ بار ہیان انتظار مین
عارض کو روبرو تری ماہ دو ہفتہ پر

کیون بن پیے تو میرا لہو آکے پھر گیی
اے موت لاکھ بار جو تو آکے پھر گیی
اک خلق تیری تا سر کو آکے پھر گیی
آنکھون مین اپنے عربدہ جو آکے پھر گیی
ای مست غفلت آیا نہ تو آکے پھر گیی
اپنی طبیعت آئینہ رو آکے پھر گیی

تدبیر گھر مین یار کے جانے کی ای ظفر
آئی بھی گر سمجھ مین کبھو آکے پھر گیی

وہ مژگان ہے جو وقت سرمہ پر
نشتر بن کے نظر ون سے
چمن مین حسن کے شاخ گل بادام
چھوٹی ہے
پس مردن جو دم پیشتر ہو بیمار
یاد آسے

صیاد نے گل جھی باعث جلنے کے ترے
وحشی چشم ترا اک جست مین عجب کیا
جب بجا دختر رز کچھ تیز ہے کہ یار و
نالہ نفس ہمارا سو جا ہے ہو بریدہ
مقراض آہ و نالہ اپنی عجب نہین کیا
تحریر کیا وہ مضمون بیجا ہوی تھے ایسے
دست جنون عجب کیا لاشہ پہ بھی جو ہے
صیاد خاک ہو پھر اسکو ہوای پرواز

فصل بہار مین ہر مرغ چمن کے کترے
کان آہوان وحشت چین ختن کے کترے
سب بے ریش شیخ پر مکر و فن کے کترے
ای سیمبر جو ڈوری تو نو رتن کے کترے
موی خطو طرح کمن کے کترے
خط نو خطو جو تمنے اس خستہ تن کے کترے
ای بخیہ گو کوئی گل مین نے کفن کے کترے
پر ہی گئے اسیر دام محن کے کترے

چھوٹی ہے
چمن مین اسکی
چھوٹی ہے
کبھی جو دور
کبھی سے

دیکھیگا

## دیگر

نہیں جو دسترس اپنی بُتِ پردہ نشین تک ہے
تو اک در پردہ صدمہ سہہ رہی جانِ حزین تک ہے

## مطلع ثانی

بہونچ کیا فائدہ نالو نکی گر چرخ برین تک ہے
رسائی جب نہیں اے دل اُسکے گوش مہ جبین تک ہے

دل بیتاب کرتا ہے جو نالہ تو ہلا دیتا
زمین سے آسمان تک آسمان سے زمین تک ہے

تری یہ ناز بیجا اے صنم پھر کون اُٹھائیگا
خدا شاہد ہے تیری ناز برداری ہمین تک ہے

پڑا ہے جا ب کچھ نہیں جس وقت دم نکلا
بکھیڑا ہے جو تیرے ساتھ اے غافل ہمین تک ہے

نہ رفتہ رفتہ طفل اشک دامنگیر ہوا اپنا
نکلتے ہی جو پہونچا چشم سے آستین تک ہے

گیا لطف سخن تو ذوق ہی کے ساتھ دنیا سے
جو تھوڑا سا رہا ہے اے ظفر کچھ تو ہمین تک ہے

وفور گریہ سے خط لاوز میں یاس مٹے
مٹے نہ قاصد وو دس پانچ چھ نے بچاس مٹے

لکھا جو مژدہ وصل اُسنے خط میں ہے ہمکو
تمام حرف رقم میں ہمارے یاس مٹے

عجب مزے سے بسر زندگی پھر اپنی ہو
ورق سے دل کے جو نقش امید و یاس مٹے

ابھی ہی جلد کہیں قتل کر چکے وہ صنم
بلا سے اُلکا ہر یہ کہیں ہر اس مٹے

بظاہر ہے ہمسے ملتا فتنہ گر کچھ ہے تو یون ہی ہے
کہ جسکے دل مین شر ہو وہ بشر کچھ ہے تو یون ہی ہے

ابھی ہوتی صفائی ہے وہ جو آئینہ رو آئے
مرے دل مین کدورت بھی اگر کچھ ہے تو یون ہی ہے

خدا جانے کہ بگڑین یا نہ بگڑین رات بھی ہم تو
شب فرقت مین امید سحر ہے کچھ ہے تو یون ہی ہے

عبث خوش غیر ہوتے ہین مری اُنکی لڑائی کیا
اگر آزردگی بایکدگر کچھ ہے تو یون ہی ہے

زبانی جسطرح ہمنے کہا تجھ سے کہ یون کہنا
حقیقت خط مین بھی ای نامہ بر کچھ ہے تو یون ہی ہے

یقین ہوتا اگر انکو تو اب تک کیا نہ وہ آتے
ہمارے حال کی اُنکو خبر کچھ ہے تو یون ہی ہے

لڑائین غیر سے آنکھین نہ کیونکر سامنے میرے
کہ اُس بدبید کو مد نظر کچھ ہے تو یون ہی ہے

ملائین آسمان کو ہون جو دل مین آیا کا اگر اُسکے
مرے نالون مین ای ہمدم اثر کچھ ہے تو یون ہی ہے

[illegible] ظفر اسمین سے کیا پانی ہے [illegible] کمال اور ہی ہے

دیکھیے

[illegible]

عشق نے ایسی آگ لگائی دل مین پھر وہ بجھ نہ سکی
بھر بھر کر مشکیزہ ہزارون ہمنے بہیڑے پانی کے

تجھ بن اُتری بوند گلے سے میرے اُلجھ کر رگ رگ مین
حلق سے لیکر سینہ تک ہے سوا اُجھیڑے پانی کے

زلف عرق آلودہ کو چھیڑا دل نے یون بے بیم و ہراس
ہو کے مُڈر جسطرح سے کوئی سانپ کو چھیڑے پانی کے

یہ پانی ہے سخن کی مشکل یون تو ز ور طبیعت ہے
ہمنے ظفر اس بحر مین مضمون خوب ہی چھیڑے پانی کے

وہ بتِ مہ جمال اور ہی ہے — اسمین دیکھا کمال اور ہی ہے
تیرے بیمار ہجر کا ظالم — آج کہتے ہین حال اور ہی ہے
تیرا ابرو کمان ہلال کہان — مہ جبین یہ ہلال اور ہی ہے
مانگتا ہو جو بوسہ در پردہ — اُسنے میرا سوال اور ہے
کیون نہو در د سر ہمین واعظ — کہ تری قیل و قال اور ہی ہے
کیا سبب رنج تجھے ہر دم — اے دل پر ملال اور ہی ہے
جاتا ہی تو جو خواب دشمن مین — جی مین آتا خیال اور ہی ہے
دیکھکر تیری زلف مہر لقا — دل پہ آیا وبال اور ہی ہے

[illegible]

وصل کے دن [illegible]
ساعتین کون سی تھین [illegible]
[illegible]
دل پہ [illegible]
شام کو کون نہ تھے اور سحر کون سے تھے

دیکھا

عہد طفلی کے وہ دن ہائے ظفر کون نہ تھے
کھیل اور کود مین جو اپنی بسر ہوتی تھے
بستہ وہ نالے جو رکھتے تھے اثر کون نہ تھے
کیون ان آہون مین نہین اب کا اثر [illegible]
جانے دل کی جو تھی بات نظر کون نہ تھے
[illegible] کبھی اگر [illegible] سمجھتے ہی نہین
کون پھر جانے کہ کس کس کے تھے گھر کون نہ تھے
جب نشان بھی نہو جون نقش قدم پانی [illegible]

| | |
|---|---|
| دیتا ہی جام بادہ تو کس کس مزے سے ہین | ساقی کے ہاتھ رند قدح خوار چومتے |
| کرتے ہین وہ چمن مین قدم رنجہ گر کبھی | جھک جھک کی پانؤن مین گل گلزار چومتے |
| کیا کیا نہ تیری حسرت پابوس مین ہم آہ | نقش قدم کو ہین ترے ہر بار چومتے |

زاہد ہین چومتے حجر الاسود ای ظفر
اور ہم ہین خال عارض دلدار چومتے

| | |
|---|---|
| نظر مین ہین تری رخسار ای سیمبر تلتے | فلک پہ جسطرح میزان مین ہین شمس و قمر تلتے |
| تری ناز و ادا کا پھر کوئی انداز کیا جانے | جو میزان خرد سی بھی نہون ای عشوہ گر تلتے |
| وہ جب تل بیٹھی ہین تو قصد شانہ ہو نیکو | دل عشاق ہین انکی برابر جون گہر تلتے |
| تری وحشی اگر بازار وحشت گرم کر دیتے | تو پھر کانٹو مین کانٹی قدر سی کس کسقدر تلتے |
| یقین ہے یہ میزان بھی جھکتا بوجھ کا مارے | مری بار گنہ بازار محشر مین اگر تلتے |
| در دندان ترے کان ملاحت ہی نظر تین | یونہین لہتی ہین ان جسطرح کانٹو مین گہر تلتے |

مرے انبار عصیان گر کوئی تولے تو کیا تولے
کہین کوہ گران بھی ہین کسی سی ای ظفر تلتے

| | |
|---|---|
| دل جو تیرا ای بت بے پیر ہی کچھ اور ہے | رکھتا نالہ بھی مرا تاثیر ہی کچھ اور ہے |
| کند ہو تیغ قضا کیونکر نہ اسکے سامنے | تیری قاتل تیزی شمشیر ہی کچھ اور ہے |
| دل تو کہتا ہے کہ تو کچھ وصل کی تدبیر کر | اور مجھسے کہہ رہی تقدیر ہی کچھ اور ہے |

دیگر

## دیگر

| | |
|---|---|
| خیال ایسا کسی کا اندنون ہمکو ظفر کچھ ہے | جدھر دیکھیں سوا اسکی نہیں آتا نظر کچھ ہے |

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| خراش ناخن دست جنون کا پھر اثر کچھ ہے | کہ پھر تازہ ہوا زخم دل و زخم جگر کچھ ہے |
| فزون تو ہو رہیان غیبت ہان انکو بری نفرت | تری تاثیر ای الفت ادھر کچھ ہی ادھر کچھ ہے |
| خط اُس نے خط کو تو پہونچا نہ پوچھ ہمین لکھا ہے کیا | تجھے کیا پوچھنے سے کام لکھا نامہ بر کچھ ہے |
| نہیں اک رنگ پر نقشہ تری بیمار ہجران کا | گھڑی کچھ ہے دو گھڑی کچھ ہی کچھ دوپہر کچھ ہی |
| سر مژگان جو لخت دل نظر آئی تو مین سمجھا | مرے نخل تمنا مین لگا بار ثمر کچھ ہے |
| جو کرنا ہی تجھے منظور کر لے آج تو غافل | کہ کل کیا جانے کیا ہوگا تجھے کل کی خبر کچھ ہے |
| ہماری اور اُسکی کیون نہ پھر ہر بات پر بگڑی | اُسے منظور کچھ ہی اور ہمین مد نظر کچھ ہے |

| |
|---|
| جو خالِ رو اُسکے دیکھتا ہون تو کہتا ہون<br>مقرر دال مین اب کالا کالا ظفر کچھ ہے |

| | |
|---|---|
| نصیبا جب مرا اچھا تھا و تقدیر اچھی تھی | مری ہر بات اچھی تھی ہر اک تدبیر اچھی تھی |
| مقابل جب رخ روشن کے تیری رات کو دیکھا | نہ ہرگز روشنی ماہ پر تنویر اچھی تھی |
| جو دیکھی تیغ ابرو کو تری منہ سے نہ پھر کھووے | کہ مسجد مین پڑی ہنستی کیا شمشیر اچھی تھی |
| یہی کہتی ہوئی جاتی ہین منعم حسرت و غم مین | یہ کیا اچھا مکان تھا اور یہ کیا تعمیر اچھی تھی |

دیگر

جو چمن میں سے نہ نکلوں سب ہرا سے نکالے

کہا پھر یہ تو نے نشانے سے نکالے

بہانے تو دیکھا تجھے اشک آ کے

تو بولا سنکے یہ بہانے سے نکالے

الو سے عاشقوں پردہ ہم ظفر نکالے

گر سبب سے اور دیر آ کے نکالے

جو ملک الموت الٰہی جان کی داغ دیکھے پہچان

دیدۂ عشق سے تو سے یہ فقرا سے نکالے

تو سے تیر در بستہ میں دل میں جا کے

کمانداز ا ہے تجھے ٹھکانے سے نکالے

جو صد چاک دل اپنا وہ دن بھر نکالے

وہ گل اس میں سو شانے سے نکالے

جو اک بوسہ مانگا تو جھلا کے ہم

ظفر دیر سے اسیر جفا نے نکالے

دیگر

تو ہر جان ہی جائی خدا مارے کہ چھوڑے
انہیں کی طرز ہی بھاتی خدا مارے کہ چھوڑے

دل و جان دین و ایمان دین صنم تو اچھا
یہی ہے طبیع آتی خدا مارے کہ چھوڑے

بجز ترہم بتان دشمن دین و دل و جان
کوئی صحبت نہیں بھاتی خدا مارے کہ چھوڑے

سوا اسکی کہ دین ہم ہاتھ مین اُس صنم کو
نہیں کچھ اور بن آتی خدا مارے کہ چھوڑے

لگاوٹ دختر رز سے کرینگے زاہد ابھی
کہ کیفیت ہے دکھلاتی خدا مارے کہ چھوڑے

چلیں کیونکر نہ ہم کعبہ سے اُٹھکر بتکدہ کو
یہ الفت ہے ادھر لاتی خدا مارے کہ چھوڑے

ظفر کوئے بتان مین پھر ہمین جانا پڑا اب
طبیعت پھر ہے گھبراتی خدا مارے کہ چھوڑے

ارادہ اور ہی کچھ دل مین لاتا بر زبان کچھ ہی
کریں کیا اعتبار اسکا عیان کچھ ہے نہان کچھ ہے

لکھا تو اسنے کچھ خط مین کہا قاصد سے کچھ میرے
تماشہ ہے کہ وہ اگر یہاں کرتا بیان کچھ ہے

نگیوں حسن سا ان گھر لیا ہے ہوا اپنی نظر مین
تو جبتک ملکین میں بھلا زیب مکان کچھ ہے

سمجھتے ہین دماغ اپنا تو ہم چرخ چہارم ہے
سنا جب سے کہ وہ دلدار ہم پر مہربان کچھ ہے

خدا جانے کریگا خون کس کس خوش ان کا گرنہ
دکھاتا رنگ لب پر اور ہی وہ رنگ پان کچھ ہے

تری رخسار رنگین کو جو دن تشبیہ مین گل سے
حقیقت گل کی تیری سامنے غنچہ دہان کچھ ہے

یہاں رنج و غم فرقت وہاں فکر قیامت ہے
ظفر آرام کی صورت نہ یہاں کچھ ہے نہ وہاں کچھ ہے

دیگر

[illegible]

نہیں گو دیکھتے تجھکو یہی سو دل کو ہے تسکین | تری تصویر تو لیل و نہار آنکھوں کے نیچے ہے
نظارہ کر آہ ہوتی تجھے بہار حسن کی کیا کیا | وہی رہتا سماں ہے گلعذار آنکھوں کے نیچے ہے
جو نکلی آہ مرے دل سے کڑک کر نالۂ سوزان | تو جاتی کوندھا کے بجلی سی ہر بار آنکھوں کے نیچے ہے
لگاتا تیر مژگان کیوں نہیں تو دلبر صید افگن | کہ تیرا آگیا یہ تو شکار آنکھوں کے نیچے ہے

ظفر اس غیرت گلزار کو جب دیکھتا ہوں میں
تو پھر جاتی مری کیا کیا بہار آنکھوں کے نیچے ہے

کیا اس سے کوئی اس دل مضطر کو پھیر دے | مقدور یہ کسے جو مقدر کو پھیر دے
آئے کبھی وہ ادھر تو یہ برگشتگی بخت | الٹا ہی راہ میں سے اسے گھر کو پھیر دے
بیداد پھیرتا ہے جو ہم سے نگاہ تو | لا کر گلے پہ اس سے تو خنجر کو پھیر دے
زیر زمیں بھی دل کی طپش میری کیا عجب | پھر کی کسطرح گور کے پتھر کو پھیر دے
مسجد میں وہ کرشمہ دکھا دے تو واعظا | کعبہ کی سمت سے ترے منبر کو پھیر دے
اتنی بھی شرح شوق بڑھا کر نہ لکھ دلا | ایسا نہ ہو کہ وہ ترے دفتر کو پھیر دے

میدان میں سخن کے ظفر رستم زمان
کسطرح وہ نہ روے سخنور کو پھیر دے

طاقت نہیں پھر سکی ہمراہ دست لیے پھرتی | یا نقش تجھے ہے مری ہمت لیے پھرتی
اے پردہ نشین خواہش دیدار میں تیری | ہے کوچہ بکوچہ مجھے حسرت لیے پھرتی

دیگر

دیگر

اگر دو دن نہ آئی اے ظفر دو دن کے بعد آئی

[illegible]

جو سنگ صفت ہین صفا تون کو اے ظفر
دنیا مین ہر طرح سے ہین ہر بار کاٹتے

کون تھا گھر مین ترے کیون ہے ترے بر کھلی
صبح تک شام سے جو در کی نہ زنجیر کھلی

قتل کا کسکی ہوا آج اراده قاتل
تو جو پھرتا ہے لیے ہاتھ مین شمشیر کھلی

پڑ گئی دل مین جو آنکھ مری جانب سے گره
نہ بر رنگ گره غنچہ تصویر کھلی

دل ہوا اور بھی پابند سلاسل اپنا
پنجہ شانہ سے جب زلف گرہگیر کھلی

بند اغیار ہیں اک بات مین ہو جاتی گم
گر کبھی اپنی زبان بھی دم تقریر کھلی

ہمنے تحریر کیا تھا جو اسے راز نہان
وای قسمت کہ وہان سب یہ وہ تحریر کھلی

یار و اغیار وہان بند ہوی جاتے ہین
اے ظفر کچھ تو مری آہ کی تاثیر کھلی

ہون بھلا مین یا برا کچھ ہو بلا اپنے لیے
ہے کوئی جو کچھ پھر اسکو کیا اپنے لیے

ہے خدا شاہد کہ ہمنے ان بتون کے عشق مین
کچھ نہین رکھا ہے باقی جز فنا اپنے لیے

دوستو پوچھو نہ کچھ رنج نہان کھا کیا ہوے
ہو گیا اس پرده نشین پر مبتلا اپنے لیے

غیر کو دل کیونکہ دین ہم مین نظر آتا ہے یار
ہمنے یہ آئینہ رکھا ہے صفا اپنے لیے

وہ صنم ہوا اور رہے ہم ہون عاقبت کی جا ہے
ہم دعا مانگو خدا سے یہ دعا اپنے لیے

جا بجا منعم اگر خالی پڑی رہ جائین گے
پھر بنائی کیون مکان وہ جا بجا اپنے لیے

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible]

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| بھرائی لاکھ بک بک کی سر اپنا ناصح نادان | ذرا سمجھے کوئی کافر دل غمناک پھرتا ہے |
| چڑھی ہی دختر رز دیکھیو کب دار پر ساقی | کہ مدت سے ہر اک میکش لگائی تاک پھرتا ہے |
| بھر آتا ہی اگر کوچہ سے تیرے جیتے جی کوئی | خدا گر سو وہ تو اک بت بیباک پھرتا ہے |
| خدا جانی قضا آئیگی کس کس خون گرفتہ کی | لیے جو ہاتھ میں شمشیر وہ سفاک پھرتا ہے |
| ہوئے ہیں سبز کوہ و دشت یکسر جو ترا عاشق | برنگ برگ رز بادہ غمناک پھرتا ہے |

ظفر تو ہے سمجھتا راندۂ درگاہ حق اسکو
ترے در سے جو کوئی اے شہ لولاک پھرتا ہے

| | |
|---|---|
| تجکو بھی کچھ خبر ہے مرے تین روز کی | یاں کیونکہ ہمنے زیست بسر تین روز کی |
| گر تین سال میں بھی ادا ہو تو جلد ہو | لیجیے حقیقت اپنی اگر تین روز کی |
| گر تین پل کی بھی ہو مسافت تو ضعف سے | آتی ہے ہمکو راہ نظر تین روز کی |
| یکسان چمک دمک ہے سدا روی یار کی | تیری فقط چمک ہے قمر تین روز کی |
| کیا ہوتا چار روز کی جو ہوتی حیات اور | یہ کچھ ہے زندگی یہ بشر تین روز کی |
| کچھ بھی ہوا دوا سے تری فائدہ طبیب | کہنے سے تیرے ہمنے اگر تین روز کی |

پہونچائیں جسطرح سے اس مہ جبین کو خط
مہلت ہے قاصدوں کو ظفر تین روز کی

## دیگر

جو اک ترا مریض جدائی کے ساتھ ہے
یہ غم صنم نہ ساری خدائی کے ساتھ ہے

نہ کسی کی نظر لگے سر شام / نہ رہا کیجے سر کھلے بیٹھے

پھرتے ہین جو ہوای دنیا مین / وہ نہ بیٹھے نہ چلبلے بیٹھے

بول سکتا ہے کون اب اُس سے / وہ تو غصہ مین ہین تلے بیٹھے

کوچۂ یار مین جو اُٹھے ہین / ہم وہ سنتے ہین غلغلے بیٹھے

بحر ہستی مین ہم ہین یون جیسے / اُٹھے پانی پہ بلبلے بیٹھے

ترے سوز و گداز عشق سے ہم / سنگدل کیا ہی ہین گھلے بیٹھے

اُس گلی مین ہزار رہا ہم سے / ہین ظفر خاک مین رُلے بیٹھے

وای غفلت عمر تو سب ناشناسو مین کٹی / اب ہمین کس منہ سے ہم نعمت شناسو مین کٹی

اُسکی کوچہ مین ہمین کو نخچین قاصد کی گنتین / جو گھڑی ہمکو کٹی یان سو ہراسو مین کٹی

مانتا دل ہی نہین ہن تیر اپنا اور ہمین / کون سی شب ہے نہین جو دم دلاسو مین کٹی

ساق سیمین کا تری آیا جو شب مذکور کچھ / شمع پھر کیا کیا نہ بزم دل اداسو مین کٹی

ہم نہین وہ اے صنم تیرے جو ہین ناحق شناس / ہے خدا کا شکر اپنی حق شناسو مین کٹی

مجمع خونریز خوبان مین بہت جاتا تھا روز / گردن دل ایک دن خون کے پیاسو مین کٹی

اہل دنیا ای ظفر مست مے پندار ہین / کیا کٹی اوقات گران بدحواسو مین کٹی

کیون مجھکو دیکھ تیر دکھان ڈھونڈھتا ہے تو
مجھسے تو کہدے یہ ترے قربان کھول کے

خورشید حشر کا بھی ہو منہ زرد جارہ گر
دکھلاؤن داغ سینہ گریبان کھول کے

آنکھونکی اپنی تمکو قسم ہے کہ میرا حال
دیکھو تو آنکھ تم کبھی اک آن کھول کے

کھلجای مدعی پہ نہ کچھ مدعا مرا
غیرونکا نہ خط پڑھو نہ مرے جان کھول کے

امید و بیم مصحف رخ مین ہے ظفر
ہر روز فال دیکھیے قرآن کھول کے

دوست ہو یا عدو تو ہی تو ہے
خواہ کچھ ہے غنچہ تو ہی تو ہے

ذرۂ خورشید مین دکھلا رہا
جلوۂ روی تکو تو ہی تو ہے

ایدل ان ہرجائیون کیواسطے
گرتا رسوا کو بکو تو ہی تو ہے

کون ہے تیری سوا دیکھین جسے
جلوہ گر یان چار سو تو ہی تو ہے

شدت گریہ سے کھوتی چشم تر
صاف میری آبرو تو ہی تو ہے

گر نہ تو ہوتی عجب آرام تھا
رکھتی ہیجین آرزو تو ہی تو ہے

بزم اعدا مین جلاتا شمع وار
یون ظفر کو شعلہ خو تو ہی تو ہے

دل مین جسطرح تری نیم مژہ لڑتی ہے
کب جہانگیر کی اسطرح سپہ لڑتی ہے

کیا ابھر آی ہجوم غم و اندوہ سے دل
ایک بیچارے سے یہ اتنی سپہ لڑتی ہے

مطلع ثانی

دیگر

دیگر

جو باتین کہیگا عدو سو طرح کی
تو سنکر رہیگا کبھو سو طرح کی

نہ نکلا فلک ایک ارمان اپنا
رہی دل ہی مین آرزو سو طرح کی

کہے تو جو اک ترک الفت کی ناصح
ابھی ہو تری گفتگو سو طرح کی

مری خون کو گو ہزار اب چھپائے
نکلتی ہے باتو نین بو سو طرح کی

سنین ایک بوسی پہ کس کس مزے سے
تری گالیان تند خو سو طرح کی

ہر اک سے جو لڑتا پھرے ہے تو ہین
خرابی ہے اے جنگجو سو طرح کی

ظفر ایک جا ہووے چرچا تو کہوین
ہین رسوائیان کو بکو سو طرح کی

کوئی دم کی غافل یہ سب گفتگو ہے
پھر آخر سمجھ لے نہ مین ہون نہ تو ہے

ہمین اسکے در سے ہو پھر یاس کیونکر
کہا اسنے جب آپ لَا تَقْنَطُوا ہے

جو کھانا تو غم ہے جو پینا تو آنسو
سنا جب سے ہمنے کلوا واشربوا ہے

کہون تجھسے کیا یا تکی شور و شر اپنی
کہ اس میکدہ مین عجب ہاے و ہو ہے

بلا سے نہین شیشہ و ساغر مے
مری چشم تر مجکو جام و سبو ہے

پھر و سنہ نہین ہمکو دم کا بھی اپنے
کسے دوست سمجھے جو یہ بھی عدو ہے

جنون نے جو خلاص جوڑا ہے مجھسے
تو جامے مین میرے رفو پر رفو ہے

عجب صاف وہ زلف شانہ سے دل کا
ہوا بند احسان ہوا مو بمو سے
ظفر دیدۂ دل کھیں مین کیا ڈھونڈھتا ہے
وہ تجھمین ہے جسکی تجھے جستجو ہے

سچ سچ اے رشک حور سب کہدے — خامشی کیا ضرور سب کہدے

کھل گیا ہو جو راز پوشیدہ — کیا چھپانا ضرور سب کہدے

بے تامل ذرا نہ کر تاخیر — جو ہے جسکا قصور سب کہدے

تا گریبان میں اپنے منہ ڈالیں — گر تجھے ہے شعور سب کہدے

ہونا بے جرم و بے قصور اپنا — اور ہمارے قصور سب کہدے

کچھ بھی اسمیں نہ رکھ لگی لپٹی — ہو کے تو ناصبور سب کہدے

پاس کسکا تجھے نہ کہتے ہیں — خوف کر دل سے دور سب کہدے

سنگدل کچھ نہ کہنے سے تیرے — شیشۂ دل ہے چور سب کہدے

ڈر خدا سے نہ کر ظفر سے دریغ
اے بت پر غرور سب کہدے

چھوڑ کر یار ہمیں سب ہوئے چلتے پھرتے — اپنی تنہائی پہ ہم ہاتھ ہیں ملتے پھرتے

دم جنبش تری زلفوں سے ٹپکتا ہے عرق — یا کہیں مار سیہ زہر اگلتے پھرتے

شمع رو جب سے ہوا تو مرا زیب محفل — مثل پروانہ عدو جس میں ہیں جلتے پھرتے

غافلو عالم پیری ہے کوئی دم بیٹھو — دیکھو اور کون کسطرح کیوں ہو اٹھتے پھرتے

اپنے کوچے میں جو پھرتے ہیں تو اس ناز سے وہ — لوٹن ہی ہیں دل عشاق مسلتے پھرتے

تری مرضی ہو تو لوں ناز سے اچھی ہیں بدے — تیوری مجھپہ ہیں جو لوگ بدلتے پھرتے

[illegible]

یا رب ہو خیر اُس صفِ مژگاں میں دل گھرا | وہ فوج نیزہ باز ہے اور یہ غریب ہے
اے شوخ تیری بات کا ہو اعتبار کیا | جوں غنچہ تیری جیب کے اک نیچے جیب ہے
آداب راہِ عشق سکھانیکے واسطے | دل سے نہیں کوئی بھی زیادہ ادیب ہے
تو آپ اُس سے باعثِ غفلت بعید ہے | وہ تو دگر نہ تیری بہت ہی قریب ہے

محراب ہے جو ابروے جاناں تو اے ظفر
بینی یہ خال بھی سرِ منبر خطیب ہے

یہ جب ان تک مری فریادِ جگر پہونچ سکتی | حال کی میری اُنہیں کچھ تو خبر ہو سکتی
ایک مدت سے مری خاک کی مٹی تھی خراب | بار اُس کوچہ میں اے بادِ سحر پہونچ سکتی
گنبدِ چرخ کے ہو جائیں گے ٹکڑے ٹکڑے | ضربتِ نالہ کوئی اپنی اگر پہونچ گئی
رات کیا کیا نہ خیالِ رخِ جاناں آیا | عارضِ ماہ پہ جب اپنی نظر پہونچ سکتی
مرگِ عاشق سے ہے تو بے خبر اب تک افسوس | یہ تو ہے سارے زمانہ میں خبر پہونچ سکتی
تیر اگر یہ کوئی طوفاں ہے کہ موجِ یمِ اشک | کشتیِ چرخ تک اے دیدۂ تر پہونچ سکتی

فائدہ کیا ہے شکایت سے کہ اسکے ہاتھوں
ہمکو ایذا جو پہونچنی تھی ظفر پہونچ سکتی

کانپتی جان بتِ ہوشربا سے یوں ہے | کوئی ڈرتا نہیں دنیا میں خدا سے یوں ہے

مطلع ثانی

[illegible]

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

اے ستمگار اگر ہم سے نہ تو پھر جاتا
بحر خوبی جو کیا تو نے کنارا ہم سے
ہمسے اے جان جہاں اک نہ ترا دل پھرتا

اسطرح کاہیکو ہم رنج کے مارے پھرتے
ہم ہیں رو رو کے ہوئے دریا کے کنارے پھرتے
غم نتھا اہل جہاں جتنے ہیں سارے پھرتے

پاس کیا کرتے کسیکا ہیں ظفر وہ بیباک
شر یہ جواب ہی اپنے ہوں اوتارے پھرتے

تیری کوچے میں جو مدفن کو نہ جا دلبر ملی
تو ملا ظاہر اگر ہمسے تو پھر کیا فائدہ
میری جانب سے رہا وہی ترے دلمیں غبار
جب ملائی اک ذرا تصویر مجنون ہے تو صاف
تیرا جو آنسو ہے در بے بہا ہے عشق میں
ہو گئے ہم ذبح اے ظالم جو تیری ہاتھ سے

خاک میں سب آرزو ای عاشق مضطر ملی
جب طبیعت ہی نہ تیری اے محبت کا فر ملی
خاک سی خاک اپنی ظالم گور کے اندر ملی
تیری دیوانگی کی صورت اے پری پیکر ملی
دیکھ تو ہی کیا ہی دولت تجکو چشم تر ملی
جو مراد اپنی تھی وہ تیرے تہ خنجر ملی

ہے جو فوج اشک ہیں نالہ علم دار اے ظفر
عشق کی جانب سے خدمت کیا ہی بالا تر ملی

لوگوں نے لکھی وہاں کی خبر تیسرے دن کی
ہمنے بھی یہاں خط پہ نظر تیسرے دن کی

## مطلع ثانی

الفت کی جو آنکھ اسنے ادھر تیسرے دن کی
تاثیر محبت ہے مگر تیسرے دن کی

دیگر

ویا دل مجھسے جھوٹی تو جھوٹے ہم بھی کھلائے
ہو ہم پر بے اسکے سزاوار اپنے ہاتھون سے

مجھے قتل آپ کیجے سو تیرے جلاد کو کیون ہو
وہی کچھ خوب ہوتا ہے جو ہو کار اپنے ہاتھون سے

لگا تا ہے جو ہاتھو نہین حنا پھر آج کیا جانے
کرینگا ذبح کس کس کو وہ خونخوار اپنے ہاتھون سے

لکھا تقدیر کا یہ ہے کہ اس نوخط کی محفل مین
کرین تو ان خط کو میرے چاک اغیار اپنے ہاتھون سے

کبھو کرنا گریبان چاک یا در سینہ زنی کا ہے
تری فرقت مین لیتے ہین یہی کار اپنے ہاتھون سے

دل اپنا دی محبت کا فر تجھے ہرگز نہ دینا تھا
گلے مین ہمنے پہنا آپ یہ زنار اپنے ہاتھون سے

نہ ہرگز میخوار کو بزم مین شیخ کی جانا تھا
ہوئی بدنام وان جا کر یہ مردار اپنے ہاتھون سے

ظفر اس نوک مژگان کا تصور اب کہین چھوڑ دے
چبھوئے اپنی آنکھو نمین ہو کیون خار اپنے ہاتھون سے

جو دلمین کبھی تھے اپنے چھپے چھپائے گلے
سو ہمنے ان سے کیے جو زبان پہ آئے گلے

خدا کرے کہ یہانتک ذرا وہ آجائے
ہمین ملین جتنے کرون انسے بھی سوائے گلے

شب وصال تو گذری گلہ گذاری مین
تمھاری دلمین ہلا ہین کوئی سمائے گلے

کہی ہے دل اگر آئین کرون گلے انسے
کبھی جو آئین تو یہ ساری بھول جائے گلے

نہین وہ لوگ جو سنتے تھے شکوے کچھ دل کے
رہینگے کس سے ہم اب دل کے اپنے ہائے گلے

ہنسی مین لاکھون گلے کر گئے نہ وہ سمجھے
مرے رقیبون نے انکو مرے جتائے گلے

بھرے ہوئے ہین تیری طرف سے ظفر کے جو دلمین
کسیکو آج تلک وہ نہین سنائے گلے

دیگر

[illegible]

ہم حال غم اپنا کہتے جا کر جنہوں کے آگے
سنتے نہیں ہیں کہیے گو دوستوں کی آگے

مسکاتے وہ غضب ہیں آنکھیں ہیں ام [illegible]
ناچینگی پتلیاں کیا اُن پتلیوں کے آگے

گر محتسب بھی آئے تو مست سے سر پھوڑیں
کچھ سوجھتا نہیں ہے اِن مستیوں کے آگے

پانوں کے نیچے اپنے دل عاشقوں کے ملتے
سمجھیں نہ کچھ وہ اپنی اٹھکھیلیوں کے آگے

اُس زلف کی لٹوں پر کوئی چلے نہ لٹکا
جن بھی جو ہو تو بھاگے ان [illegible] کے آگے

گر طائر تصور ہووے بلند پرواز
مارے نہ پر فرشتہ اُسکی پروں کے آگے

اک بات بھی سمجھ کی کہتا ظفر نہیں ہے
جاتی رہی سمجھ ہے ان دلبروں کے آگے

ہم عجب رنگ سے میخانۂ ہستی میں رہے
سب چھوڑ دیے بادہ پرستی میں رہے

لشکر اشک رواں ساتھ ہے اپنے ہر جا
کب خرابہ میں ہی جب رہے بستی میں رہے

اونچے نیچے بھی مکان گرچہ بنائے تو کیا
نہ بلندی میں رہے کوئی نہ پستی میں رہے

ابر مژگان کی مری بارہ مہینے ہے جھڑی
گھر کوئی کیونکہ بھلا اس بدلی برستی میں رہے

سخت جانی جو یہی ہے تو یقین ہے مجھکو
دم بھی قاتل نہ تری تیغ دو دستی میں رہے

جو رہے زہد ریائی میں ہمیشہ مشغول
حق پرستی میں تو کیا خلق پرستی میں رہے

اے ظفر بادۂ وحدت سے جسے کچھ ہو سرور
ہوش میں آئے نہ پھر عالم مستی میں رہے

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

ہم جانتے دل سوزان مین جب تک ... نہ تھا [illegible]
[illegible] آتش ... شعلہ ... [illegible]
... تو کہتا آنکھون ... [illegible]
... تو دیکھی ... صبح ... [illegible]
... نہ ملی عین بانی ... [illegible]
دیکھو خوب ... لوگ اے ظفر ... [illegible]

دیگر

یون تو لکھا جنھین سب کچھ بھی چھوڑا باقی
ایک نقطہ رہ گئی نقش ... مچلکا باقی

مطلع ثانی

کونسا حسن بتان مین رہا جلوہ باقی
کیسا زاہد جو ہے دیدار خدا کا باقی
قصہ غم ہے دراز اتنا جو کہنے بیٹھین
ہو چلین حشر کی پھر رہ گیا کہنا باقی

[illegible]

بھرتے خراب ہین جنھین فہمید ہے ظفر
وہی رہے مزے مین جو نا فہم رہ گئے

تیرے در پہ خاک دیوانے ترے سر مارتے — تیرے کوچے کے انھین لڑکے ہین پتھر مارتے
تیری جو زلیخا تصورات بھر آنکھون مین تھا — کیونکہ ہم تکتے نہ اپنے دل جگر پر مارتے
تا نتک سیلی کسی کی ہنس دیکھی تھی غضب — کیون نہ پھر بھی پیٹ مین اپنے اٹھا کر مارتے
سرکشی کرتی تھی تیرے در پہ اے شعلہ خو — شمع کو محفل مین پھر گردن نکیونکر مارتے
دمبدم کرتا ہے ہمپر تیز تو تیغ ستم — اور ہرگز ہم نہین دم اے ستمگر مارتے
عشوہ و غمزہ ترے دونون سپاہی ہین غضب — تیغ بر ہے ہتیا تیغ اور خنجر یہ خنجر مارتے
یون کیا اس پنجہ مژگان نے مرغ دل اسیر — جسطرح صیدی کا ہون اڑتا کبوتر مارتے
خاک ہوکر بھی نہ پایا چین دشت سے کہ ہم — جون بگولہ دشت مین پھرتے ہین چکر مارتے

طائر دل دیکھنا پہونچا ہے اپنا کس جگہ
اے ظفر جس جا فرشتے بھی نہین پر مارتے

جو نکلے ہم تصور مین جو شب بھر لیے جاگے تھے — تو جلوہ اک خدائی کی ظفر آنکھون کے آگے تھے

مطلع ثانی

ہم دشت جنون مین قیس اور ہم کل جو بھاگے تھے — وہ ہم ہے کہ قدم پیچھے تھا اور ہم اس آگے تھے
شب عدا کو بلایا تھا جو گھر مین اسنے چوری سے — کسی کو بھی پس دیوار ہم بھی جا ہی لاگے تھے

[illegible]

دیگر

مطلع ثانی

دیگر

## دیگر

بات گر منھ سے نکل بھی بے تامل جائیگی
پھر تو وہ اک نیشتر رگ پر کھلا جائیگی

کچھ نہ کچھ دکھلائیگی اپنا اثر آہ رسا
کان تک تیر نگاہ مست تغافل جائیگا

شہ یہ تکا دیکھ گل کو شادی مرگ ہو
جب قفس سے چھوٹ کر گلشن میں بلبل جائیگی

نافہ آہو میں یکسر مشک ہو جائیگا خون
گر صبا لیکر ختن میں بوے کاکل جائیگی

ہونگی جب بدمست گرم می پرستی دیکھنا
چرخ مینائی تلک آواز قلقل جائیگی

ہووے گی کیا کیا نہ رسوا پھر اگر لیکر صبا
کوچہ گیسو میں تیری بوے سنبل جائیگی

اپنے آب و گل میں ہے آمیزش آتش ظفر
سوزش عشق اپنے دل کی ہو نہ بالکل جائیگی

تیرے آتے ہی گلے ایجان سب جاتے رہے
ہمیں تھے پہلے جو کچھ اس آن سب جاتے رہے

نہ فرہاد و نہ مجنوں تیرے ہاتھوں سے عشق
تنگ ہو کر بے سر و سامان سب جاتے رہے

خانہ دل میں نہ پیکان رہا نہ تیر یار رہے
جسکے رونق تھی وہ مہمان سب جاتے رہے

ابرو کمان پر دل لگایا تونے جب تیر نگاہ
دل سے شکوہ بھی ترے قربان سب جاتے رہے

زندگی تک ہیں سبھی ارمان انسان کیلیے
موت جب آئی تو پھر ارمان سب جاتے رہے

ایک باقی رہ گیا تو دھیان اسیکا رہ گیا
اور تھے دل میں جو میرے دھیان سب جاتے رہے

ہوکے وہ خنجر بکف آیا جو بہر امتحان
بوالہوس کیا چھوڑ کر میدان سب جاتے رہے

دوہا

دل بلبل میں تھا نہ درد ظفر
وہ بھی درد آشنا ہمیں سے ہوئی

کبھی شاید وہ ذرا جھانک تو لے پٹ میں سے
نہیں ملتے ہم اس امید میں جو گھٹ میں سے

پیشوائی کے لیے دوڑتا ہے دل کیا کیا
جب صدا آتی ہے اس یار کی آہٹ میں سے

تو نے دیکھا نہیں بزم عدو میں افسوس
ہم تمھیں دیکھ رہے تھے اسی جمگھٹ میں سے

ایک کھٹ راگ اگر لائے تو ہمسے شب کو
اٹھنے دیتے ہیں کوئی ہمکو چھپر کھٹ میں سے

کیا عجب بوئے گلاب آئے عرق میں تیرے
بوئے مشک آئی ہے زلفوں کی تری لٹ میں سے

دیدۂ حیرت میں اسے ڈھونڈھتا پھرتا کیا ہے
ڈھونڈھ گھٹ میں کہ وہ ہے پاک تری گھٹ میں سے

بوئے الفت تو ہٹیلی ہی ظفر نے پائی
تیرے انکار میں سے اور تری ہٹ میں سے

دشت الفت میں چلی گر خار و خس کو توڑ کے
آسمان ٹھلا ہے یار بوالہوس کو توڑ کے

اپنے تار جیب دامن سے فقط توڑے نہیں
توڑ ہیگا ای جنون تار نفس کو توڑ کے

گر اسیرون کو یوہیں صیاد تو تڑپائیگا
تو نکل بھاگینگے وہ اکدن قفس کو توڑ کے

وصل کی شب سخت ہے دلبر مری بانگ جرس
ڈھب ہے تو پھینک دو ہمدم جرس کو توڑ کے

دیکھ حال زرد ساقی کہتے ہیں السیمین مست
کیوں جما یا ہے یوہیں نرگس کو توڑ کے

تو نے اے منعم اگر تعمیر اچھی کی تو کیا
لوگ سب لیجائینگے اک دو برس کو توڑ کے

| | |
|---|---|
| بات ہر وہ بات کوئی بات جب ہم تم کرین | ہم کہین خاصی کبھی تم بھی کہو خاصی کبھی |
| نکہت گیسوے جانان ہمدمو کچھ اور ہے | مشک بھی کہتے ہو اُسکی ہی بو خاصی کبھی |
| ورنہ تو باتین تمھاری خیر خاصی تھین پہ تھیں | ترک الفت کی مگر اے ناصحو خاصی کبھی |
| جب کبھی کہتا ہون اک بوسہ عنایت ہو مجھے | منہ بنا کر کہتا ہے وہ تند خو خاصی کبھی |
| جو کہی وہ بات منہ سے ہو اگر کیسی ہی بات | ہے یہی شرط ادب تم بھی کہو خاصی کبھی |

جب کہا دل نے کہ چلیے کوے جانان مین ظفر
ہمنے بھی دل سے کہا اچھا چلو خاصی کبھی

| | |
|---|---|
| جی کا ضرر دو دن سے ہے | درد جگر دو دن سے ہے |
| دل ہے جلا بر ساقی جو | آہ شرر دو دن سے ہے |
| اسکو سکھا تا کیا کیا شانہ | کوئی البشر دو دن سے ہے |
| لوٹا عاشق بن ترے | دود دہر دو دن سے ہے |
| پھرتا ہے وہ ماہ کہان | خالی گھر دو دن سے ہے |
| اشک فشانی کرتی کیون | یہ چشم تر دو دن سے ہے |

**قطعہ**

| | |
|---|---|
| پھر قاتل تیغ بکف | آٹھ پہر دو دن سے ہے |
| بیٹھا عاشق مرنے پر | باندھے کمر دو دن سے ہے |

| | |
|---|---|
| کام نالوں سے جو ہم اپنے رسائی لیتے | تو نہ ہر صبح کی یہ تیر ہوائی لیتے |
| تم جو کہتے ہو برا بھلا کہتے ہو | اگر نہ دل دیتے تو کاہیکو برائی لیتے |
| ان بتوں سے ہو نزدیک تو کچھ ہو رہتا | ایک غمزہ میں اگر ساری خدائی لیتے |
| دیکھ ان سے بد خو سے لڑائی پھر | ہم بھی ہر روز میں مول ایک لڑائی لیتے |
| تیرے ہاتھوں سے ہیں ناچار وگرنہ کب کے | راہ صحرا کی ہم اگر آبلہ پائی لیتے |
| مار ہی ڈالتا صیاد ہمیں پھڑکا کر | گر کبھی بھول کے ہم نام رہائی لیتے |

وصف اس دست نگارین کے جو ہم لکھتے ہیں
تو ہیں کاغذ بھی ظفر مول حنائی لیتے

کل جا کے ہم جو گھر میں اس فتنہ گر کے بیٹھے
گھبرا کے اٹھ گئے سب جو تھے ادھر کے بیٹھے

## مطلع ثانی

کیا خاک جا کے کوئی پاس اس بشر کے بیٹھے
محفل میں لوگ جسکی بانی ہوں شر کے بیٹھے
اٹھتے ہیں کوئی واں سے جبتک نہ مر مٹیں گے
جوں نقش پا ہیں در پر اس سیمبر کے بیٹھے
وعدہ یہ وہ گھر کے غفلت شعار تیر کر — سکتے ہیں راہ تیری یہاں دیر کر بیٹھے

| | |
|---|---|
| کرے جو ابرو و مژگان سے مرے دل کو شکار | تو پھر غرض اُسے تیر و کمان سے کیا ہے |
| سوای سینہ خراشی و روسیاہی کے | نگین کو فائدہ نام و نشان سے کیا ہے |
| جو شکوہ ہو تو ہمین اپنے طالع بد کا | گلہ ستارے سے کیا آسمان سے کیا ہے |

ظفر جو حال ہے تیرا وہ خوب جانتے ہین
نکر بیان اُسے حاصل بیان سے کیا ہے

یہ دُنیا ہے اوگھٹ گھاٹی پگ نہ بہت پھیلاؤ جی
اتنی ہی پھیلاؤ کہ جسکے سکھ سے دکھ نا پاؤ جی
اس دنیا کے جتنے دھندے سگرے گورکھ دھندے ہین
انکے پھندے جا نہ پڑو تم انمین نہ من اُلجھاؤ جی
یہ موا ہے مورکھ لوبھی سب ہی پر الجاے ہے
چاتر ہو تو اس مورکھ کو جیسے بنے سمجھاؤ جی
جسکا رج کا ہونا کٹھن تم من مین اپنے جانتے ہو
اسکی دیا سے سہج وہ سمجھو اتنا نا گھبراؤ جی
عمر اکارت تمنے کھوئی کچھ تو اودھر کا دھیان کرو
بہت گئی اور تھوڑی رہی ہے یہ بھی نہ یوہین گنواؤ جی

| | |
|---|---|
| سدھ بدھ دی کرتار نے تمکو سوچ سمجھ کر نا کچھ | ایسی کرنی مت کرنا جو کر کر پھر پچھتاؤ جی |

[illegible]

انکو نا آشنا سمجھتے جو ہم
کبھی ہم ہرگز نہ آشنا کرتے

بوسے اور [illegible]
[illegible] جا بجا ہوتی کا

لوگے [illegible] تجربے ہیں
[illegible] جا بجا کرتے

دل نہ دو تم کہیں ظفر انکو
کہ وہ دل لے کے ہیں دغا کرتے

دیگر

ادھر سے قاصد کو وہاں جانے نظر آتا تو ہے
وہ جب جاتا ہے کچھ بیخبر آتا تو ہے

دل کی ہوئی آرسی سی کیوں نہ آئی [illegible]
جلوہ اسی آئینہ میں اسکا نظر آتا تو ہے

میں وہ غمگین ہوں کہ ہنسکر دکھائے [illegible]
اسکو رونا میری صورت دیکھ کر آتا تو ہے

جس کا ٹھنڈی سانس [illegible]
باد کا جھوکا ادھر کو سرو در آتا تو ہے

جب فلک میں [illegible] کرتا ہوں بیان
مجھ کو [illegible] بیدادگر آتا تو ہے

[illegible]

| | |
|---|---|
| بیان کرتا ہو واعظ جبکہ عالم قصر جنت کا | تو پھر جاتا مری آنکھوں میں نقشہ اسکے گھر کا ہے |
| وہ سر باندھے ہیرے دوپٹہ صندلی اپنا | علاج اسکو اگر منظور ہے درد سر کا ہے |
| خدا دی طاقت پرواز اور اس طائر دل کو | کہ اپنا کام کرتا یہی مرغ نامہ بر کا ہے |
| نہیں جائے اقامت یان کہ ہر غنچے نے پہلے ہی | لگایا دوش پر گلشن میں رخت اپنے سفر کا ہے |
| نہیں خورشید محشر آسمان شاید اٹھا لایا | کوئی آتا ہوا چھایا مری داغ جگر کا ہے |
| معطر چاہیے اسکا کفن ہو عطر فتنہ سے | کہ جو کشتہ ستمگر تری چشم فتنہ گر کا ہے |
| نہ پردہ ہے نہ برقع ہے نہ منہ پر ہے نقاب انکے | نہ دیکھیں ہم اگر اسکو قصور اپنی نظر کا ہے |

نہیں ممکن کوئی پھیرے عنان اختیار دل
ارادہ ہے ظفر اسکا جدھر کا ہے ادھر کا ہے

| | |
|---|---|
| ہم پہ کیا کیا ہیں وہ جفا کرتے | اسپہ بھی ہم ہیں جان فدا کرتے |

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| بیوفاؤں سے ہیں وفا کرتے | حضرت دل ہیں دیکھو کیا کرتے |
| ہم دعا انکے حق میں کرتے ہیں | اور ہمیں وہ ہیں بد دعا کرتے |
| خاکساری سے ہیں دل اپنا ہم | صورت آئینہ صفا کرتے |
| اے ستمگر مریض عشق ترے | کبھی اپنی نہیں دوا کرتے |
| جو نہیں چاہتے کسیکا بھلا | وہ برے ہیں بہت برا کرتے |

لگانا تیر مژگان سیکھا ہے تو وہ کمان ابرو
بناکر رکھدیا دل کو نشانا ہے تو ہمنے ہے

جو سر مانگا دیا سر جان مانگی جان تیا فر کی
ترا اگر حکم اے سفاک مانا ہے تو ہمنے ہے

زمانے مین اگر ہے دوستی تم سے تو ہمکو کیا
بنایا دشمن اپنا اک زمانہ ہے تو ہمنے ہے

ظفر ہے نازیون تو سب کو اپنی شعر گوئی پر
کہا پر کوئی شعر عاشقانہ ہے تو ہمنے ہے

جو اپنے کوٹھے کے وہ مہ جمال اوپر جاے
تو پھر کسی کی نظر کیا مجال اوپر جاے

کرے نہ وعدۂ یک مہ وہ سال بھر مین وفا
گذر نہ سال کے تا او سال اوپر جاے

بغیر جان لیے چھوڑتی ہے کب وہ زلف
یہ وہ وبال نہین جو وبال اوپر جاے

کٹے چمن مین نہ کیون سرو دیکھکر اسکو
وہ اوڑھکر جو کوئی سبز شال اوپر جاے

رہو ہمیشہ جو بام عز و حسن پہ تم
تو کسطرح کوئی بے پر و بال اوپر جاے

تری خوشی ہے کرو مرکے میر اسینہ مین
نجاے پیچھے نہ وقت ملال اوپر جاے

ظفر اس ابرو سے پرخم کے سامنے انجم
کبھی نگاہ نہ سوے ہلال اوپر جاے

جو بے مزے سے عشق کے واقف وہی گوارا کرتا ہے
کھاتا زخم خنجر کین ہے کون کسیکی خاطر سے

کھینچے ہے لیجاتا جسکو جذبہ شوق وہ جاتا ہے
جاتا کسیکے در کے قرین ہے کون کسیکی خاطر سے

ہیں یہ ہمیں جو کرتے تیری نذر ہم اپنا گوہر دل
دیتا ایسا در ثمین ہے کون کسیکی خاطر سے

نام ذری ہو اور کے خاطر سینہ خراشی اپنے لیے
کرتا کام یہ غیر نگین ہے کون کسیکی خاطر سے

لطف و عنایت مہر و مروت اے بت کافر کچھ تو ہو
کرتا حوالہ یوں دل و دین کون کسیکی خاطر سے

تیر نظر اسکا آئے ظفر گر کھینچکے لائے دل کی کشش
ہوتا مکان دلمیں مکین ہے کون کسیکی خاطر سے

عبث ہمکو قسم ای دشمن ایمان دینی ہے
دکھا دو ای پریرو چہرہ دیوانوں کو زلف اپنی
سر ہر گام کوئے یار میں پڑتا ہے سر دینا
لیا ہے بوسہ کسنے مفت پستان باندھو ہم

نہیں ہم جھوٹا کہنے کے خدا کو جان دینی ہے
اگر منظور زنجیر در زندان دینی ہے
جہر یا جائے وان ای قاتل آسان دینا ہے
وہیں دیدو اگر گالی کوئی ایجان دینی ہے

ڈرتا ہی جی کرد یکھیے ہمکو دکھائے کیا نصیب
دل کے مرنگین نے کچھ پایا ہے نام اور ہی
تیرا سا غمزہ دیکھیے ہے کہیں مین پا نہین

ہمنے تری شکایتِ کم نظری سنی تو ہے
گرچہ نگین جم کی بھی ناموری سنی تو ہے
اور پری رخو نمین بھی عشوہ گری سنی تو ہے

گو وہ نہ دیکھے آنکھ سے ہمکو پر اسکے عشق مین
جو کہ مصیبت ای ظفر ہمنے بھری سنی تو ہے

نامہ بر کیا مرا دینے کو ہے آیا دھو کے
مین نچھوڑونگا ترا حشر کو دامن قاتل
پائون دھلوائے کب اسنے کہ ادب سے ہمنے
کون گلشن مین ہے گامے گلرنگ جو گل
گوہرِ گریہ پانی مرے سر سے گذرا
دیگا کیا اسکے سوا اور کہ دینے تجکو

خط کسی اور کا جو مجکو دکھایا دھو کے
تونے گو خون کو دامن سے چھڑایا دھو کے
پائون کو اسکے نہ ہاتھ اپنا لگایا دھو کے
آبِ شبنم سے پیالہ کو ہے لایا دھو کے
پر جو لکھا تھا جبین پر نہ مٹایا دھو کے
یا فریب آئے ہین ای ہوش ربا یا دھو کے

ہے سیہ کار ظفر اسکے سیہ نامہ کو
کر سفید آبِ رحمت کے خدا یا دھو کے

تیرا بیمارِ غم سنبھل نہ سکے
اسکی چاہ وقت مین حضرتِ دل
بسترِ غم پہ ناتوانی سے

سو جتن کیجیے ایک چل نہ سکے
ایسے ڈوبے کہ پھر اچھل نہ سکے
کبھی کروٹ بھی ہم بدل نہ سکے

مطلع ثانی

رباعی

عشق مین اے دلِ زار و حزین سہتا [illegible]
کون کسکی خاطر سے
کھوتا اپنی جان یہ ہنس ہنس کون
کسکی خاطر سے

قطعہ

ظفر روح قیس آکے صورت مین میری
دبے پاؤن ہے گی سلاسل مین پھرتی

باغ جہان مین تیرا اے دل نمود ہے
گل کو کہان یہ باغ مین حاصل نمود ہے

کس شمع رو کو بزم جہان مین ہی یہ فروغ
جو آج تیری غیرت محفل نمود ہے

یورش سے جسکی ہوتا ہی عالم کا دل دو نیم
تیغ ادا کی تیرے وہ قاتل نمود ہے

اس مہروش کے سامنے چمکیگا کیا کوئی
دیکھی ہوئی تری مہ کامل نمود ہے

رخسارہ آتشین تر کروہ ہین کہ بیفروغ
شمس و قمر کی جسکے مقابل نمود ہے

کیا کیا تڑپے ہے یورش تیغ نگاہ کی
قاتل دکھا رہا ترا بسمل نمود ہے

اس حور وش کو دیکھا نہین اسنے ای ظفر
کرتا جو آتی ناصح عاقل نمود ہے

مجکو وان کون اٹھا کے لیجائے
گریہ شاید بہا کے لیجائے

جب گرفتار دام زلف ہو دل
تا بہ کسکو چھڑا کے لیجائے

دیکھیے کس اجل گرفتہ کو
آج قاتل لگا کے لیجائے

دل کو وہ تاڑ لے ہے نظرون مین
لاکھ کوئی چھپا کے لیجائے

کسکا مقدور اسکے دامن تک
ہاتھ اپنا بڑھا کے لیجائے

پھر وہ چوری سے دیکھتا ہی ادھر
دل نہ میرا چرا کے لیجائے

دوہا

[illegible]

جیتے جی چھوٹے نہ زندان محبت سے کبھی
امید ساعت تو تھا روز ہشتاد بکر گئے

کیون ہنسی تھی ای صبا سنکر بخندان غنچہ
کان گلشن میں گلون کی جو صدا پکڑ گئے

کیون قفا کی تھی جدا ہی بلاد مین عشق سے
ہم کہ بچہ ہیں ای بیوفا بکر گئے

ہمسے چوری کو سے زلف یار ہیچ تا بہ تو
حسرت دل ای ظفر اچھا ہوا پکڑ گئے

نالون سے گرد اڑا دون چرخ کو کج گر سے
اشک بھی ہیں ہاتھ دل اچھے لگ گئے

کرتا برابری گر قد سے ترے تو کرتے
آزردہ ہم کر بے سرو چمن کے گر سے

ڈھونڈھا گلستان جو ہم قاصد کہیں
ڈھیر ہو گئے اور دیکھ بدن کے گر سے

کس جامہ زیب کی دیوانہ تجھے چھپن کا
گل نے کئے ہیں اپنے جو پیرہن کے گر سے

دامان دشت کو بھی از جا نہ جگہ سے دین
ہاتھ وحشی اس ہمارے دیوانہ پن کے گر سے

ہو دیکھ نہ قطع ہرگز ظالم تری محبت
تیغ ستم سے گر ہوا ہی خستہ تن کے ٹکڑے

سنگین ہوں سے اپنا دل ای ظفر لگانا
کرتے ہیں پتھر دن سے وہ بد عدن کے گر سے

ہم جو ہیں یاد وہ جلوہ قامت کرتے
سر بسر ہیں اپنے پیا پ قیامت کرتے

مطلع ثانی

جو رہیں ہمیں ہم اکثر ہیں محبت کرتے
جنکو الفت نہیں ہم اکثر ہیں لعنت کرتے

[illegible]

ظفر

مطلع ثانی

خیال زلف و رخ سے دل ہمیشہ ایک دم خالی — یقین ہے آ تو ہمدم یار صبح و شام آتا ہے

پڑھالی غیر نے بھی ہے اسی خط کو کیا یارب — نہ کچھ آتا ہے خط وان سے نہ کچھ پیغام آتا ہے

نکلوا کے منھ پہ گویا دس پڑ جاتی ہے گلشن میں — ہے گلرنگ پیکر جبکہ وہ گلفام آتا ہے

لکھا تھا یار نے ایسا کیا ہو الٹا خط ہی وان سے — ہمارا نامہ بر دیتا ہمیں دشنام آتا ہے

جو کچھ کرتا ہے ای غافل تو کرنے یا کبھی وان ہرگز — نہیں کچھ کام آتا ہے یہی بس کام آتا ہے

رہا ہے کون دنیا میں رہیگا یہاں کوئی — کہ فرمان قضا بے قید خاص و عام آتا ہے

وہ بحر بیکران دریای الفت ہے نظر جسکا — نہ کچھ آغاز آتا ہے نہ کچھ انجام آتا ہے

ہمارا طائر دل زلف کی پھندے میں کیا آوے
ظفر یہ مرغ زیرک کب بزیر دام آتا ہے

عشق میں دل کو نئی روز بلا سی کھینچی — پر بلا کوئی نہ اُس زلف دوتا سی کھینچی

درد دل سنکے مرا او رد ہوا کیا سر میں — آج ماتھے پہ جو اُسکے ہے ردا سی کھینچی

جی میں آتا ہے کہ لون آنکھ جھپکر بوسے — نزہ ہے لب پہ مسی اُنکی ذرا سی کھینچی

چشم مخمور تری سرخ اور رہیں کاجل — واہ کیا ساتھ شفق کے ہے گھٹا سی کھینچی

خاک کوچہ کی تری تن پہ ہے میرے زیبا — ایک تن زیب کی ہے تنگ قبا سی کھینچی

دیکھے کیا ہو تری جنبش مژگان دل — جھاڑ نیچے مرے سینے ہے قضا سی کھینچی

ای ظفر توڑے گئی شیشہ مے بزم میں رات — روح آگر کسی میکش کی جو بیا سی کھینچی

دیکھیے

مطلع ثانی

کبھی آ گئے وہ جہان چلتے پھرتے
تو دیکھے ہو گالیان چلتے پھرتے

بچھاتی ہین ہم زیر پا اپنی آنکھین
تمھین دیکھتے ہین جہان چلتے پھرتے

تری قد کو کیا سرو شمشاد دیکھین
زمین پر تو ہین آسمان چلتے پھرتے

ملا دیتا ہے خاک مین سیکڑون کو
زمین پر تو ہین آسمان چلتے پھرتے

چلے آؤ بالین تک اس جان بلب کے
چمن کی بہار و خزان چلتے پھرتے

صبا کیطرح دیکھ جاتے ہم بھی
اگر ہوتے ہم ناتوان چلتے پھرتے

پڑے ہیتے جون نقش پا خاک پر
یو ہین موج و گرداب ان چلتے پھرتے

بسر عمر کی ہنسنے پھر جہان مین
پہونچتا بہ دیر مغان چلتے پھرتے

پڑا شیخ مسجد مین تو کیون ہے زاہد

ظفر منہ ہے کیا جو کہے اس طرح سے
غزل اب کوئی نکتہ دان چلتے پھرتے

نہین اسے پر ہم قائل کی آنسو سر اسر ٹپکے
وہ کیا آنسو جو بے آمیزش خون جگر ٹپکے

گلو بیر او س سی پڑ جای پھر یکبار گلشن مین
عرق ای گر رشک گل رخسار سی تیرے اگر ٹپکے

ہر اک آنسو کا قطرہ ہے جو دانہ کہربا کا سا
دم گریہ جگر کے آبلے کیا پھوٹ کر ٹپکے

ٹھہر کر میری مژگان پر گرا یون لخت دل آمیز
کہ جیسے پختہ ہو کر شاخ سے کوئی ثمر ٹپکے

حلاوت سے لب شیرین کی تیری کیا تعجب ہے
اگر وقت تکلم شربت قند و شکر ٹپکے

دیگر

مطلع ثانی

خیال

دیگر

مصور نے ترا سب چہرہ مقبول کھینچا ہے — مگر اک لف ہی کا کھینچنے مین طول کھینچا ہے
جہان مین سبکو عبرت ہو گئی جسدم سے اے قاتل — سر بازار تو نے لاشہ مقتول کھینچا ہے
ہزارون بیگناہون کو ستمگر عشق مین تو نے — یہان سولی پہ دستور معمول کھینچا ہے
جھٹکتا ہے جو دامن زاہدا اپنا چھوڑ دو بندو — کہ تم نے اس گدھے کو کیون پکڑ کر جھبن کھینچا ہے
جو کھینچا ناز ہم نے جہان مین تیری ہاتھون سے — تو وہ کر گردن کشیدہ کو شمول کھینچا ہے
عرق رخسار کا تیرے ہے خوشبو اسقدر گویا — گلاب اک رشک گل لیکر ابھی کچھ پھول کھینچا ہے

ظفر قربان جاؤن اپنے مین کلک تصور کے
کہ اسکا نقشہ اسنے واہ کیا معقول کھینچا ہے

کیا فسون یہ شراب کرتی ہے — جو اسے بے حجاب کرتی ہے
قتل کس کس کو دیکھیے تیری — نگہ پر عتاب کرتی ہے
روز طوفان بپا مرے سر پر — میری چشم پر آب کرتی ہے
انکی خدمت مین دیکھیے تقدیر — کب مجھے باریاب کرتی ہے
آتش عشق میرے سینہ مین — جگر و دل کباب کرتی ہے
بزم عالم مین دختر رز تجھکو — تیری مستی خراب کرتی ہے
تاب رخسار تیری آئینہ کو — ہر دو کش آفتاب کرتی ہے

کہان ہے لالۂ کہسار سوز عشق سی خستہ تن
مگر یہ قبر پر اوس کو کفن مین آگ لگتی ہے

ظفر آہ سحر کی شعلہ باری سے شفق کی جا
سحر کے روز جا کے سیر ہن مین آگ لگتی ہے

جب وہ تشریف ادھر لاتی ہین چلتے پھرتے
گالیان ہمکو سنا جاتی ہین چلتے پھرتے

ٹھہرتے پاس نہین دو گھڑی وہ ماہ کسیطرح
صورت اپنی مجھے دکھلاتی ہین چلتے پھرتے

ناتوان اٹھ کے ترا خاک چلے خاک بسر کر
پانون تو ضعف سے تھراتی ہین چلتے پھرتے

ہون وہان آتش مرکز دو جگر کے بادل
ہر طرف آگ سی برساتی ہین چلتے پھرتے

جا کے جو دشت جنون کو ہین ہوا کی مانند
ٹھوکرین کا ہیکو وہ کھاتی ہین چلتے پھرتے

ہمکو ہوتی ہے کہان اوسسے ملاقات نصیب
پر کبھی رستہ مین ملجاتی ہین چلتے پھرتے

فکر مین بیٹھ کے کہہ سکتا نہین کوئی ظفر
آپ جو شعر کہ فرماتے ہین چلتے پھرتے

کعبہ و دیر سے گر شیخ و برہمن ہٹتے
تیرے کوچہ سے نہ ہم ای بت پرفن ہٹتے

جو کہ ہین صید محبت ترا ای صید فگن
زیر خنجر نہین کھنچے سی وہ گردن ہٹتے

ناز دل کیونکہ کہون تجھسے کرا ای ایسا بھی
نہین ای دوست ترے پاس سے دشمن ہٹتے

بوسہ ترے گل رخسار کا لین ہم کیونکر
رخ سے گیسو نہین ای غیرت گلشن ہٹتے

مجھسے ناشکی خدا کو ہے جو آتی ہین ادھر
خاک سے میری بچا کر ہین وہ دامن ہٹتے

جدا ہوتے نہ تھے اصلا جہاں ہم تھے وہاں تم تھے

| | |
|---|---|
| تیری چشم مست کی گردش کو ساقی دیکھکر | رکھ سکیں کیا ہاتھ میں ہم جام صہبا ہاتھ کے |
| اب تو ہاتھا می سے دل بیتاب تھم سکتا نہیں | تھم سکا جبتک یہ ہمسے ہمنے رکھا ہاتھ کے |

عشق کے کوچے میں تم رکھتے تو ہو اپنا قدم
اے ظفر لیکن ذرا ہاں پاؤں رکھنا تھام کے

| | |
|---|---|
| مرض عشق میں کچھ لیتی اپنی بنجائے | کہ علاج اسکا نہ پھر ہو سکے مشکل بنجائے |
| گرم اشکوں سے مرے تپ جو چڑھے دریا کو | شکل ہنجالہ حباب لب ساحل بنجائے |
| کیا تماشہ ہو اگر دیدۂ مشتاق کا تل | تیرے رخسار کا ہی آئینہ رو تل بنجائے |
| ہو ستم گر غضب دوست اہنوں میں جسکا | میرا ہنجاے وہ دشمن مرا قاتل بنجائے |
| رنگ خوبی طلبگار ہو عارض سے ترے | کیوں نہ گل کاسہ بکف صورت سائل بنجائے |
| کیا عجب تیری تصور میں اگر زیر نگاہ | ابھی پرچھائیں تیری حور شمائل بنجائے |

وصف اسکے رخ روشن کا ظفر ہو جو رقم
تا نہ قرطاس مصفا مہ کامل بنجائے

کہاں وہ دور عیش افزا جہاں ہم تھے وہاں تم تھے
نہ رہتے تھے کبھی تنہا جہاں ہم تھے وہاں تم تھے
عجب عالم تھا جب وہ زیب افزا بزم عشرت میں
بہ رنگ ساغر و مینا جہاں ہم تھے وہاں تم تھے

ظفر کی کچھ تو شرح غم نے تاثیر
کہ رحم آنے لگا ہے دلمین اُسکے

توایکبار اسکو دلا دیکھ تو سہی — کرتا ہے تیرا حال وہ کیا دیکھو تو سہی
ہے رقص بسمل اس تری بسمل کا اضطراب — تو بھی تماشہ آکے ذرا دیکھ تو سہی
کھائی ہے بولنے کی جو تو نے قسم بول — لیکن ادھر تو آنکھ اٹھا دیکھ تو سہی
زخمو نپر وہ چھڑک کی نمک کہتے ہین مجھے — تو ان جراحتون کا مزا دیکھ تو سہی
کہتا ہے اے رقیب مجھے روز تو برا — سمجھونگا ایک روز بھلا دیکھ تو سہی
آتی نہ پھیر آنکھ ستمگر خدا سے ڈر — کیا حال ہو گیا ہے مرا دیکھ تو سہی
دیکھیگا دیر و کعبہ مین کیا جا کے دلمین دیکھ — وہ تو نہین ہے جلوہ نما دیکھ تو سہی
کہتا ہی دل ندی اُسے مین کسطرح نہ دون — ناصح تو اسکے ناز و ادا دیکھ تو سہی

رنگین ہین یہ جو گل چمن دہر مین ظفر
ہے بھی کسو مین رنگ وفا دیکھ تو سہی

بارے شب فراق بسر ہو گئی تو ہے — جون شمع روتے روتے سحر ہو گئی تو ہے
ہمین نہ سمجھے وہ بھی کہ ہو دل سے دل کو راہ — میری قلق کی انکو خبر ہو گئی تو ہے
کی ہے دل و جگر کی طرف تو نے جب نگاہ — برچھی سی ایک ادھر سے ادھر ہو گئی تو ہے
کیا جانے کسکو ذبح کیا تو نے مست ناز — تر خون مین آستین تری ہو گئی تو ہے

عجب نہیں جو کہیں الامان فلک
ظفر غضب تری آہ شرر فشان ہے

اے ظفر کھینچتا ہے دل یوں ہی کسیکی جانب
تا اداکرے وہ الفت کی یہ ہمیں سے کھینچے

آسمان کے ہاتھ سے کیا اک جہان گردش میں ہے
اب یہی رہتا ہمیشہ آسمان گردش میں ہے

کھا رہی گردش ز دور کی خاک ہے چکر صدا
جانب صحرا بگولا یہ کہاں گردش میں ہے

چشم مست یار کی آئے ہے گردش مجکو یاد
ساغر مے جبکہ آتا اے مغان گردش میں ہے

دل کی بیتابی نے میرے یہ بھلایا کوہ کو
آسیا کی طرح ہر سنگ گران گردش میں ہے

آشنا گردش ز دوران کے ساتھ اے نادان نہو
کیا بھنور سے ملکے دیکھو آب روان گردش میں ہے

مثل تصویرات فانوس خیالی زیر چرخ
کون ہے آرام سے جب ہے میاں گردش میں ہے

لکھتا ہوں گردش نصیبوں کی جو اپنی اے ظفر
میرے ہاتھوں سے قلم بھی ہر زمان گردش میں ہے

کلام اُن کو ہر طرح فرمانے ٹیڑھے
جو سیدھے بھی ہوں تو کوئی جا بیر فسانے ٹیڑھے

یہ سیکھی تری زلف سے کج ادائی
جو سب کہ رہے ہیں تیرے دیوانے ٹیڑھے

عجب انقلاب آج ہے میکدے میں
کہ شیشے ہیں اُلٹے تو پیمانے ٹیڑھے

نظر تیری جبیں سے نظر آئے ٹیڑھی
ہوئے اُس سے سب اپنے بیگانے ٹیڑھے

یہ برگشتگی میری قسمت کی سمجھو
جو ہوں سنکے وہ میرا افسانے ٹیڑھے

کرو نہ شانہ مژگاں سے زلفوں میں تری
جو اس شانہ کے ہوں نہ دندانے ٹیڑھے

کوئی دوا نہیں بیمار ہجر کی تیرے
سوائے زہر سو ملتا نہیں دوا کے لیے

لیے نہ بوسے کبھی دلربا کے جو رہے
ہمیشہ ہمنے تو اسکو قبا جتا کے لیے

یہ جھونز تو عمل نیک دیکھ اے غافل
یہ ہے اثاثہ ترے خانۂ بقا کے لیے

بجائے آب ہے پینے کو اشک خون اپنے
کباب لخت جگر ہے میری غذا کے لیے

چمن مین تا نہو گلچین گلو نہ دست انداز
اٹھائی ہاتھ ہے ہر شاخ گل دعا کے لیے

ہلال عید کو حسرت رہی فلک پر بھی
کہ بوسے جھک کے نہ اس نعل کفش پا کیلیے

بنائے مدعی انکو ظفر کئی دستہ
نہ یاد ہووے ہمین ایک مدعا کے لیے

بادۂ عشق اور ہے اسکا خمار اور ہے
اسکا چڑھاو اور ہے اسکا اتار اور ہے

بازی عشق پا سکے کیونکہ اک قمار باز
اسکی تو جیت اور ہے اسکی تو ہار اور ہے

غمزۂ کہ ہے صید دل ناز کرے ہے صید جان
اسکا شکار اور ہے اسکا شکار اور ہے

گل کو ہو کیا مشابہت اس رخ لالہ رنگ سے
اسکی بہار اور ہے اسکی بہار اور ہے

پیار محبت آپکو یون تو سبھی سے ہے مگر
ہمسے محبت اور ہے غیر سے پیار اور ہے

نام و نشان ہے مدعا دونو نسیم گر ظاہرا
لوح طلسم اور ہے لوح مزار اور ہے

یہ جو ہے ننگ و عار نہین ہم بھی ہین فخر جانتے
موجب ننگ اور ہے باعث عار اور ہے

دیکھیے انسے چاہ کا ہووے نباہ کس طرح
اپنا طریق اور ہے انکا شعار اور ہے

بجھ نظر اس رشک چمن کی زلف و
کاکل آئی ہے
انکی نگ سے پیچ و تاب میں کیا کیا شاخ
سنبل آئی ہے
لب نازک پر یہ یا قطرۂ عرق کا
عارض سے
گل پر شبنم کی یا بوند کوئی ہے
آئی ہے
شکر کہ بعد اک مدت کے پھر ساقی ابر
کانون میں
بینم سے اسکے آج صدای خندۂ
قلقل آئی ہے
مرغ چمن ہے نغمہ سرا ہے صحن چمن
میں شور بپا
جوش گل ہے کیا کہ بہار مستی
بلبل آئی ہے

اب تو شین یہ پیمانہ بھی تجکو ترشروئی
کیا تصفا لو کر شیرین کیون ہونٹون کو لالا ہے
کہون کیا زاہد افسردہ دل کا حال سرد پی ہے
زردئی مین ہتادہ لیٹا ہوا جیسے بولا ہے
ظفر ہمکو کہ تنہا ہین پر امکان کیا جو گھبرائین
اگرچہ ہر طرف رنج و غم و حسرت کا زولا ہے

آج کیا جانین کہ میخانہ پہ کیا پتھر پڑے
ہین کہین ٹوٹی ہوی شیشے کہین ساغر پڑے
کیا غضب چمکی ہے اس قاتل کی شمشیر نگاہ
دیکھیے بجلی یکسپر دل مضطر پڑے
کر گئے ہو سون کل کا وعدہ اب تک آئی نہ وہ
ہمنشین انصاف کر تو تجکو کل کیونکر پڑے
سبزۂ خط نے تری جنکو کیا بیہوش وہ
شور محشر ہو نہ چونکے بنگ یہ بیکر پڑے
اسکی جبین ابروی پرخم کو میسر دیکھکر
کہتی ہین کیا اس صفاہانی میں ہین جوہر پڑے
ہوگئی اشکون کی دولت اسقدر ہم سیر چشم
آنکھ اٹھاکر بھی نہ دیکھی ہون اگر گوہر پڑے
کیا کہین کس شغل مین گزری ہے ہین فرقت کی رات
کرتے تھے اختر شماری بستر غم پر پڑے
ہوگا کیا حاصل جو ہوگی آبرو میری خراب
دیدۂ تر میرے پیچھے ہاتھ کیون دھوکر پڑے
یار کیا جانی کہ کیسی ہے مصیبت عشق کی
اسکو جانی تو وہی جانے کہ یہ جسپر پڑے
شاہد خسرو بہ سر پھوڑی ہے یہ سکین گدا
کوہکن کی عقل پر کیا جانی کیا پتھر پڑے
کوئی قاتل میں قدم رکھنا سنبھل کر اے ظفر
ہر قدم پر ٹھوکرین کھاتے ہین لاکھون سر پڑے

[illegible]

سوتی

| | |
|---|---|
| دشمن ہے آبرو کا مری گریہ عشق مین | یہ آنسو نکی تار ہین تار آستین کے |
| عاشق ہوئے جو اُسپہ گئے دو جہان سے | دنیا کے اے ظفر نہ رہے وہ دین کے |
| عجب حالت سے تیرا خاکسار اُٹھتا زمین سے ہے | کہ گویا ناتوان سا اک غبار اُٹھتا زمین سے ہے |
| غبار اُٹھتا کہان ہے خاک سے ہم تفتہ جانونکے | کوئی اُٹھتا ہے شعلہ یا شرر اُٹھتا زمین سے ہے |
| تری کوچہ مین تیرا خاکسار اب تو ہے آ بیٹھا | مثال نقش پا کب اے نگار اُٹھتا زمین سے ہے |
| وہ جذب بھر رہا ہے آبلہ مین پائون کے میرے | کہ اس سے جیسے تنکا خار خار اُٹھتا زمین سے ہے |
| بگولا دو دو دل کا خاک سے زلفون کی یارونکے | اُٹھا یون جیسے چوٹی دار مار اُٹھتا زمین سے ہے |
| ترے کوچے مین آ کر پائون ایسے پھول جاتے ہین | قدم اپنا نہین اے گلعذار اُٹھتا زمین سے ہے |
| تپ غم سے کوئی زیر زمین ہے جل رہا عاشق | ظفر باعث یہی جو بخار اُٹھتا زمین سے ہے |

دیگر

دیکھتے رہو مجھے بد ہین جو برا دیکھتا ہے
مین کہ رہا ہون کہ بھلا اسکو خدا دیکھتا ہے

جو ترا طالب دیدار ہے ای مہر لقا
ماہ کو بھی نہین وہ آنکھ اُٹھا دیکھتا ہے

جی لبسا ہوتا مریض غم فرقت کب کا
پر تری راہ وہ ای موشہر ربا دیکھتا ہے

گھر مین تجھکو نہین جب دیکھتا عاشق تیرا
در و دیوار کو حیرت سے پڑا دیکھتا ہے

دل مین آتا ہے اسی شخص کے عکس رخ دوست
جسکا دل صورت آئینہ صفا دیکھتا ہے

ہوتا ہے حسرت پابوس سے دل خون کیا کیا
پاؤن مین جب وہ ترے رنگ حنا دیکھتا ہے

اب کوئی دم ہی مین آخر ہے یہ کہدے مطبیب
نبض بیمار محبت کی تو کیا دیکھتا ہے

جسکو دل چاہتا ہے ہوتا ہے مفتون اسیر
نہ برا دیکھتا ہے اور نہ بھلا دیکھتا ہے

اس تنگ لب سے جو کرتا ہے محبت کوئی
اے ظفر خوب محبت کا مزا دیکھتا ہے

ترا بوسہ دل و جان بیچکر لیتے تو ہم لیتے
یہ سودا کوئی لے سکتا اگر لیتے تو ہم لیتے

بُری تھی کیا غرض اسکو جو آتا وہ عیادت کو
دل بیمار کی اپنے خبر لیتے تو ہم لیتے

حنا تیری ہوئی پابوس کیون سنگ آئے
اگر تیرے قدم ای فتنہ گر لیتے تو ہم لیتے

وہ غمزے مجھسے کہتے ہین ترا دل لیکے
خوشی سے بھی لیتے اور یا چھین کر لیتے تو ہم لیتے

نکلتا کام کیا اور تو کسی کے کام کیا آئے
مگر کچھ کام ای آہ جگر لیتے تو ہم لیتے

دیگر

کوئی لحظہ زیر فلک تو جاگ لے خواب غفلت سے
پھر تو زیر زمین اے غافل آخر تجھکو سونا ہے

رو رو کر گر چشم سے دریا ہمنے بہائے حاصل کیا
وہ جو دل کا داغ ہے اپنے مشکل اُسکا دھونا ہے

دل کو ہم دیوانہ بتاتے پر یہ نہین معلوم نہین
کرتے تیری چشم فسون گر جادو ہے یا ٹونا ہے

یاد کر اسکے نوک مژہ کو میری بلا سے تجھکو کیا
دل مین ظفر گر اپنے تجھکو نشتر کوئی چبھونا ہے

جان جسکی زخم شمشیر محبت کھائیگی
لاش اُسکی خون مین غوطے تا قیامت کھائیگی

کیسے ہی طرار ہو پر جا کر اُسکے روبرو
جب کہینگے کچھ زبان یارونکی لکنت کھائیگی

یہ چشمۂ خورشید مین لہرائیگا مار سیاہ
بل جو تیرے گرد چہرہ لف پر طلعت کھائیگی

تلخ باتین گر کہیگا تو تو مین بھی سہونگا
مین ہی کیا سنکر تیرے ہر ایک خلقت کھائیگی

جا ٹھہرے اس عشق کی کس کس مزے سے دیکھنا
غم کو ہم کھائینگے انکو تیری فرقت کھائیگی

رکھتے راہ عشق مین ہم کیون قدم گر جانتے
ٹھوکرین ہر گام پر یان تا بہ طاقت کھائیگی

اے ظفر یہ جائیگی ساری کدورت کی بنا
ایک بھی اشکون کا مُنھ گر یہ عمارت کھائیگی

دیگر

دیگر

چڑھایا تو نے سنان پر جا کے کانگی سرا | ترا شہید محبت مین سرفراز تو ہے

کنارہ کش ہے جو ہم سے جہان تو ہو نید و
ہمارے ساتھ ظفر وہ جہان نواز تو ہے

کان مین جب مرے نالہ کی کڑک جاتی ہے | ابر مین رعد کی چھاتی سی دھڑک جاتی ہے
ہے وہ در مژگان کو جو اپنی جنبش | آتش دل مرے سینے مین بھڑک جاتی ہے
ہو نہو جنگ ترے کوچہ مین قاتل لیکن | ڈھال تلوار تو وان رہ کھڑک جاتی ہے
باولا دولت دنیا کی ہو خواہش مین حریص | سگ دیوانہ سے یہ کوئی ہڑک جاتی ہے
زلف کے کوچہ سے بہتر ہے دلا مانگ کی راہ | آہ مین جو خم ہین اک سیدھی سڑک جاتی ہے
شوخی ناز تری دیکھ تڑپ جاتا ہے دل | دیکھ تھنوں کی پھڑک جان پھڑک جاتی ہے

آہ سوزان مرے دل سے ہے نکلتی جبدم
اے ظفر کیا کہون بجلی سی کڑک جاتی ہے

وہ نہین مین گھر مین آتے انکو مکان پر قفل ہے | ہو رہا لب تو کیا تم زبان پر قفل ہے
اے زیادہ گو نہین ہے تجکو خاموشی کی قدر | ہے ترے گنجینہ راز نہان پر قفل ہے
زلف کے عقدہ نے میرے ہی لگایا ہے جی | خوب زندان خانہ دنیا کمان پر قفل ہے
ہوس کیا کیا نہین منہ سے نکلا ایک حرف | ہو گیا بوسہ ترا میرے دہان پر قفل ہے
مین دعا صید ہون نہ رضوان کھیتا ہے جب مجھے | وہ لگا دیتا در باغ جنان پر قفل ہے

وصل کی شب گذر گئی جلدی
دل کی حسرت نہ میری جان نکلی
مژہ یار کی سنان نکلی

بجھی [illegible] اپنا ہے سارا زمانہ جو [illegible]
زلف ہے [illegible] نگاہ [illegible]
[illegible] عالم سارا ہے [illegible] جب سے میرے [illegible]
[illegible] ہوا و [illegible] سی کا [illegible]
آج تو دنیا سامان باد [illegible] سارا ہے
[illegible] سارا ہے [illegible]

گھر کا پتا کہین اُسکے نہ پایا کتنے ہی قاصد میرے گئے
اُلٹے ہی میرے گھر کیطرف ہر راہ گذر مین پھر کر آئے

ہالہ مین آیا ماہ فلک پر شب کو نظر سو بار مگر
تم نہ کبھی اے رشک قمر آغوش ظفر مین پھر کر آئے

مری جی مین ہے یون جیون انجان بنکے
چلے کسکے گھر آج مہمان بنکے

نہین وصل جانان جو قسمت مین اپنی
بگڑ جاے ہے سارا سامان بنکے

تری صورت آئینہ سان جسنے دیکھی
وہ بس رہگیا صاف حیران بنکے

کہان جائیگا دل مرا تیرے گھر سے
کبوتر کے مانند گردان بنکے

کرے ہے ہر اک اشک سینہ مین زن زن
تری ناوکِ غم کا پیکان بنکے

مسی ملکے کاجل لگا کر چلے ہو
کہان تم دھوان دھار ایجان بنکے

پھٹکنے نہ دین غیر کو گھر مین تیرے
اگر بیٹھین ہم در پہ دربان بنکے

مرا دل ہے یک قطرہ خون پر اک دن
ڈبو دیگا عالم کو طوفان بنکے

ظفر ہے وہی اپنے نزدیک دانا
رہے ہے جو دنیا مین نادان بنکے

کھولا تو نے راز مرا اے دیدۂ پرنم سارا ہے
ہو گیا واقف حال سے میرے اب تو عالم سارا ہے

[illegible] سارا ہے [illegible]
[illegible] سارا ہے [illegible]
سینے مین [illegible]
بعد ہمارے کون کریگا اپنی ظفر غمخواری غم
غمزدگان عشق کو اسکے ہے تو بس غم سارا ہے

دیگر

اگرچہ یار ہمارا زبان دراز تو ہے
مگر زبان سے وہ کہدیتا دل کا راز تو ہے
بجا ہے ہم جو کہین گر بات بات پر وہ خفا [illegible]
نکلتی اسمین بھی طرز ادا و ناز تو ہے
اگر رکوع و سجدہ کیا جھک کے گر [illegible]
ادا ہوئی دم بسمل مری نماز تو ہے
اندھیرے گھر مین ہمارے نہین چراغ تو کیا
کہ اپنا سوز محبت دل گداز تو ہے
اگر نہین ہے مغنی دل نواز تو [illegible]
کہ اپنی آہ و فغان مین بھی سوز و ساز تو ہے

بہا دیتا ... بہتر تھا کچھ اشکون کا
اگر دریا ... آگر ... چشم نم کھاتے
... تو ہم کھاتے
ہزارون بون تو گل رشک چمن کھاتے
مزہ الفت مین ... کوئی گل ... رشک گلزار ارم کھاتے
... تو ہم کھاتے
کہان تھا بوالہوس ... لذت
... محبت کی ... زخم شمشیر ستم کھاتے
... تو ہم کھاتے
ظفر ... کیون کھا ... تو ہم کھاتے

ديگر

کیا جانے کیا بلا نگہ شوخ و شنگ ہے
جاتی دل و جگر سے گذر جون خدنگ ہے

شمشیر تیرے ہاتھ مین حاضر ہے میرا سر
منظور اگر ہے قتل تو پھر کیا درنگ ہے

آنکھین تری کہین اگر وحشی زمانہ دینا
آتا نظر کچھ اور مجھے دل کا ڈھنگ ہے

کھو بیٹھا جسکے عشق مین ننگ و ناموس کو
اس بیوفا کو نام سے بھی میرے ننگ ہے

تیری نگاہ تیز کو مژہ سے کیا غرض
تو کیون لگاتا خنجر بران کو زنگ ہے

آتا ہے ذکر جب دہن تنگ کا ترے
ہوتا چمن مین قافیہ غنچون کا تنگ ہے

کرتے نشانہ کیون نہ مجھے ترک چشم یار
ہر نالہ مژہ کا مرے حق مین تفنگ ہے

کچھ ہوتا آہ و نالہ کا میرے نہین اثر
کیا جانے دل ہے یار کا آہن کہ سنگ ہے

باغ و بہار کیون نہو بزم اپنی اے ظفر
ساقی ہے سبزہ رنگ تو مے لالہ رنگ ہے

نہ کھانے دیتے غم اورونکو غم کھاتے تو ہم کھاتے
بہت کھاتے تو ہم کھاتے جو کم کھاتے تو ہم کھاتے

قسم ملنے کی کھائی تو نے کیون ہم باوفاؤن سے
ارے او بے مروت گر قسم کھاتے تو ہم کھاتے

نشانہ ناوک مژگان کا ہوتا کون بڑ در پے
تری تیر ظالم یکقلم کھاتے تو ہم کھاتے

[illegible]

## دیگر

واہ کیا طرز ستم تجھکو ستمگر یاد ہے
اک جہان تیری ستم سے کر رہا فریاد ہے

کھیلتا ہے تو جو اُس ماسیاہ زلف سے
کیا تجھے اے دل کوئی کالے کا منتر یاد ہے

جب سنی تجھسے شکایت بیقراری کی سنی
بات تجکو ایک بھی یجان مختصر یاد ہے

میں ہوں دردِ ذات ہے اُس چشم میگوں کا خیال
مے نہ مجکو یاد ہے ساقی نہ ساغر یاد ہے

دیکھکر سنبل کو میں کھاؤں کیونکر پیچ و تاب
مجکو آجاتی تری زلف معنبر یاد ہے

ذبح کرنے کا مرے ڈھب خنجر بیداد سے
اُس بُت کافر کو کیا اللہ اکبر یاد ہے

اے ظفر پڑھتا ہے خط میرا وہ اس عنوان سے
غیر کو ہو جاتا مضمون سارا ستمگر یاد ہے

واں بھلائی اپنی گر دو تین کے مُنہ سے سُنی
تو بُرائی بیشتر دو تین کے منہ سے سُنی

آئینہ وہ اب یا نہ آئیں یہ یقیں سا آگیا
اُنکی آمد جو ادھر دو تین کے مُنہ سے سنی

حسن کی تعریف تیری شہر میں ذرا اک سوا
ہمنے اے رشک قمر دو تین کے مُنہ سے سنی

کیا مزا آیا جو اُسنے ایک میری داستان
سو طرح سے رات بھر دو تین کے منہ سے سُنی

واں نہ بات اچھی سُنی ہمنے زباں سے ایک کی
ہاں کوئی گالی مگر دو تین کے منہ سے سُنی

سر اڑا لیا آج اس قاتل نے پھر دو چار کا
ہے یا اُڑتی سی خبر دو تین کے مُنہ سے سنی

ایک کے آگے نہیں مُنہ سے نکالی ہمنے بات
اُسنے کیونکر اے ظفر دو تین کی منہ سے سنی

رکھتا جو دل میں ایسے عجب شیشہ بحنف ہیں
[illegible]
دیگر

بول اٹھا ... [illegible]

مطلع ثانی

شب وصل کی ... [illegible]

خیال اس ابرو خمدار کا دل سے نجائے گا
کوئی کرتے ہیں جو خون کا ہم ایسے قاتل ہے

اگر ہم زیر آرہ اسکو دھر کر چیر ڈالینگے
اگر آجائیگا ہاتھ اپنا محضر چیر ڈالینگے

نہ نکلیگا ظفر دل سے مرے پیکان تیر انکا
اگر وہ سارا سینہ لیکے خنجر چیر ڈالینگے

وہی جو اس سفاک کو تحریر اپنے ہاتھ کی
مار کر فرہاد تیشہ سر پہ کہتا تھا کہ آپ
ہاتھ نازک ہیں تری لاکاٹ دون اپنا سر
تیر آنسو پونچھ کر تا ہے کیوں تو انگار
کھینچ کر مانی تری تصویر کہتا ہے بناز
ہاتھ کیوں کٹتا اگر لگتا نہ اس دامن کو ہاتھ

ہمنے اپنے قتل کی تدبیر اپنے ہاتھ کی
چوٹ کھائی ہمنے او تقدیر اپنے ہاتھ کی
تو حوالے کر مرے شمشیر اپنے ہاتھ کی
سرخی رنگ حنا تغییر اپنے ہاتھ کی
دیکھنا ہو دا وکیا تصویر اپنے ہاتھ کی
ہمنے ثابت آپکی تقصیر اپنے ہاتھ کی

خانۂ دل یہ عمارت ہے خدا کے ہاتھ کی
دیر و کعبہ ہے ظفر تعمیر اپنے ہاتھ کی

آیا لعل پارۂ دل اسنے کیا تحفہ ہی
سو فار دار ہنستا ہر زخم ہو خوشی سی
ہیں چشم و اشک ہمکو مانند جام و صہبا
ہم یارکسکو سمجھیں کسکا کریں بھروسے

طفل اشک اپنا بتر ہے ناخلف ہے
تیر نگہ کا کسکے یہ دل ہوا ہدف ہے
آہ و فغان بجا ہے آواز چنگ و دف ہے
ہر دل جو دوست اپنا وہ ... [illegible]

[illegible]

کبھی گلشن کی طرف جا کے قفس سے جھانکیں | ہم اسیروں کو نہیں اتنی ہی فرصت ملتی
بوسے دو چار ملیں ایسے کہاں اپنے نصیب | ایک گالی بھی ہے وہاں ہمکو غنیمت ملتی
کیونکہ ملائیں ہم آہ یار تری یار دہن سے | اگر نہ خو ملتی ہے اُنسے نہ ہے خصلت ملتی
خاک مجنوں کی بگولے میں ہے کھاتی چکر | عشق میں خاک بھی ہوکر نہیں راحت ملتی

یار جو تنے ہیں اغیار ہی ملتے ہیں ظفر
کیا ملیں اُنسے نہیں اپنی طبیعت ملتی

محبت ہے نہ کہتا ہوں الفت سے بہت خاصی | نہ دیکھی کوئی صورت تیری صورت سے بہت خاصی
اگر جنت رہا ہو نصیحا میں یہاں دوزخ ہمکو | تو ہے تیری گلی گلزار جنت سے بہت خاصی
نہ کھائیں زخم تیغ عشق کیونکر ہم حلاوت سے | نہیں کوئی حلاوت اس حلاوت سے بہت خاصی
شرارت سے تری اے شوخ شوخی ہے بہت بہتر | تری شوخی ہے اے ظالم شرارت سے بہت خاصی
یہ سچ ہے ناصحو ہے عشق میں تکلیف سر تا سر | مگر تکلیف ہے یہ ہمکو راحت سے بہت خاصی
تری بیداد کی بیداد گر کیا داد دے کوئی | ہمیں ہیں یہ جو کہتے ہیں محبت سے بہت خاصی

بڑی بات اے ظفر کوئی نہو گر خوب ہو قسمت
بری سی بھی ہے تو ہو جائے قسمت سے بہت خاصی

ناز و غمزہ جو ہے اس کا وہ ادا کا چور ہے | دل چرا لینے کو اک اک بلا کا چور ہے
دیکھ کے شکوہ ید بیضا خجل ہوا زنگار | وہ ترے دست حنائی میں حنا کا چور ہے

کس کسکا افسوس کرین ہم آگے سے ان آنکھون کے
اُٹھ گیا اے دل دیکھا کیا کیا عالم مین سے عالم ہے
ہے اک ادنی عرصۂ جولان مرے آہ و نالہ کا
وہ جو اسکے عالم بالا عالم مین سے عالم ہے
کیا کہون رنج و غم کے عالم مین جو اسکی دوری مین
عشق دکھاتا مجکو میرا عالم مین سے عالم ہے
آئے عدم سے ہستی مین ہستی سے عدم کو جاتے ہین
دکھتا گیا ہی سید ہمارا عالم مین سے عالم ہے
لگا ہے پری کا عالم ہے وہ گلہے حور کا عالم ہے
جبکا عالم اسکے دکھاتا عالم مین سے عالم ہے
ہر دم ایک نیا ہے تماشا دیکھتے ہین ہم عالم مین
دیکھ ظفر کیا پیدا ہوتا عالم مین سے عالم ہے

جو دل مین ہے وہ ہی منھ پر کہو خدا کے لیے
اگے تو تیغ ہی رنگو نگو خدا کے لیے
کبھی کبھی تو قدم رنجہ کیجیے یان بھی
ملاپ ترک نہ بالکل کرو خدا کے لیے
ہمیشہ غیرون کے تو ساتھ پھرتے چلتے ہو
کبھی ہمارے بھی گھر تک چلو خدا کے لیے
ہے اختیار تمھین مانو یا نمانو ہا
جو ہم کہین سو سنو تم سنو خدا کے لیے

شب وصل دم اپنا ہوتا ہے آخر | کہ جون جون ہے پیاری سحر ہوتی جاتی

دم قتل اُس تیغ کے ٹوٹنے سے | شکستہ ہے اپنی کمر ہوتی جاتی

نہیں کرتے ہان وعدۂ وصل پر تم | نہیں پر نہیں ہے مگر ہوتی جاتی

گئی بھڑ بھڑک عشق کی آگ دل میں | اگر ہے آہ کچھ شعلہ ور ہوتی جاتی

رقیبون سے تو آنکھ لڑتی ہے آنکھی | مگر ہے ادھر ہی نظر ہوتی جاتی

یہ باتیں فریبندہ سن سن کے اسکی
تسلی ہے دل کو ظفر ہوتی جاتی

غضب ہے یہ نگہ چشم غارتگر کی تیزی ہے | ہو تجھ سے اسکی تیزی کو کہان خنجر کی تیزی ہے

جلا دیگا جہان کو ایک شعلہ آہ کا اُسکی | یہی گر آتش دلمیں ترے مضطر کی تیزی ہے

لکھون کیونکر یہ خط اُنکو لکھی ہے ہاتھ میں اُسکو دکھلانے | مجھے تو خانۂ مژگان چشم تر کی تیزی ہے

تحقیق اُس لعل میگون کا رکھی ہے دہ بلا تیزی | کہ اسکے روبرو کیا بادۂ احمر کی تیزی ہے

اگر جوش جنون میں فصد کی حاجت ہے مجنون کو | تو نوک خار صحرا میں نشتر کی تیزی ہے

خدا جانے کہ ایسا تیز ہو کر کیون وہ آیا ہے | کہ جو ہر بات میں آج اُس بت کافر کی تیزی ہے

کرے سوراخ وہ دلمیں ظفر کیونکر نہ عاشق کے
کہ برمے سی سوا مژگان میں اُس لب کی تیزی ہے

ترے بنا زیر خاک تبک دل اندوہگین ہے | کہ جسکے زلزلے کانپتی ساری زمین ہے

دیگر

تم یہ سمجھو کہ نصیب اسکے ہوے برگشتہ
دیکھو جسوقت ظفر نیت انسان بدلی

کیا کہوں اسکو نہیں دیکھا بہت دن ہو گئے
اُسنے تو خط بھی نہیں بھیجا بہت دن ہو گئے

اب کیے گر ضبط اشک و آہ تو کیا فائدہ
ہم تو سب میں ہو چکے رسوا بہت دن ہو گئے

گرچہ عرصہ میں حیات بیجز روزہ ہے کوئی
رہ گیا دو ہی دن تو کیا بہت دن ہو گئے

مر گیا ای عشق جیسے پھوڑ کر سر کوہکن
پھر کسیکا سر نہیں پھوٹا بہت دن ہو گئے

اب وہ مجھسے پوچھتے ہیں کہ تیرا کیا حال ہے
کام ہی یاں ہو گیا میرا بہت دن ہو گئے

جلوہ قامت دکھا دی تو کہ سنتے سنتے ہی
نام ہمکو تو قیامت کا بہت دن ہو گئے

کر دی پرواز شوق سیر گلشن مجکو دام میں
رہتے ای صیاد زیر دام بہت دن ہو گئے

کیا کہوں تجھ بن گذاری کسطرح میں نے رات
ایک لحظہ بھی اگر گذرا بہت دن ہو گئے

تو ظفر کو حسرت دیدار اس بت بے مہر کی
اب تو دکھلا دے خداوندا بہت دن ہو گئے

حلاوت لب شیریں گویا نبات لگے
کہ جسکی جان سے زیادہ مزہ اسکی بات لگے

مطلع

کہاں نصیب یہ دولت ہماری ہات لگے
کہ مثل سایہ پھریں اسکے سات سات لگے

یہ غم ہی لگ گیا گلے سو ہم آپ غیر کے ساتھ
اور اپنی آنکھ نہ اس بن تمام رات لگے

[illegible]

راہ دیکھیں گے عدم میں ظالم تری ہم تابکے
جلد آ اٹکا ہوا آنکھوں میں یہاں دم تابکے

## مطلع ثانی

دیکھیں گلشن میں ہے جا سا وی غم تابکے
گل ہیں خندان کہ جا گریان ہے شبنم تابکے

ابر تو سو بار برسا اور برس کر کھل گیا
شدت گریہ ہوئی دیکھیے کم تابکے

حسن بے زوال جو ہے ای عالم تصویر تو
ہم بھی دیکھیں رہیگا تیرا عالم تابکے

دل کو رکھتا ہے مرے رات پیچ و تاب میں
دیکھیے تیرا خیال زلف پرخم تابکے

تا نہ مرہم جا ئینگے ہوگا نہ بہ زخم دل
ہم بھر وگی چارہ سازو ہمیں مرہم تابکے

دیکھیے تجھ بن نظر میں ہے ای رشک چمن
ہوے ہر گلبن چمن میں نخل ماتم تابکے

کی خطا ہم نے کہ چھیڑا زلف مشکین کو تری
دیکھیے اسیر ہے تو ہمسے برہم تابکے

رات دن چشموں سے جاری ہے ظفر دریای اشک
پر خدا جانے بجھے گی آتش غم تابکے

سوا امید الفت کی نشانی کسکے منہ پر ہے
کہ جھنم زرد اور آنسو ارغوانی کسکے منہ پر ہے

ہمارے بخت خوابیدہ نجا کیں ہیں جگا کینگے
پھر ملکتا دیکھ تو ای گریہ پانی کسکے منہ پر ہے

ہو خجلت سے چہرہ زرد کیوں خورشید تابان کا
دو پٹا آج دیکھا زعفرانی کسکے منہ پر ہے

شمار و گل شبنم بھی ہے گلشن میں اے گلچین
پسینے سے مگر یہ درفشانی کسکے منہ پر ہے

زبان شمع کو کیوں بزم میں ناحق جلاتے ہو
الٰہی پسینے کی آتش زبانی کسکے منہ پر ہے

[illegible]

ایک بھی تو ہمدم و دمساز پایا جائے ہے

گذری جو سختی مصیبت ہر گھڑی پاؤ گھڑی
تو وہ ہو روز قیامت سے بڑی پاؤ گھڑی

ایک عالم سے رہی ہے یہ لڑائی برسوں
آنکھ اس شوخ سے میری جو لڑی پاؤ گھڑی

دم نکل جائیگا گھبرا کے اگر یونہیں رہی
آہ سینہ میں مرے اور اڑی پاؤ گھڑی

شعلہ جو دیکھے اگر جلوۂ قامت کو ترے
تاب کیا پھر جو رہے شمع کھڑی پاؤ گھڑی

ہاتھ میں درد نزاکت سے کئی روز رہا
لی اٹھا اسنے جو پھولونکی چھڑی پاؤ گھڑی

گر خجل باغ میں سوسن کو دکھا کر اے گل
اپنے ہونٹوں پہ تو مسی کی دھڑی پاؤ گھڑی

جلد آ اور ابھی زندہ رہے بیمار ترا
تو گھڑی ایک گھڑی آدھ گھڑی پاؤ گھڑی

آج آیا نہ مرے پاس جو وہ راحت جان
تو بغیر اسکے مجھے کل نہ پڑی پاؤ گھڑی

سینے جھڑ جائے ابھی ابر بہاری کی ظفر
باندھوں اشکوں کی جو آنکھوں سے جھڑی پاؤ گھڑی

چشم کا نرگس میں کب انداز پایا جائے ہے
پر کہاں وہ غمزہ اور انداز پایا جائے ہے

اشک سے نالے سے اور چہرہ کے رنگِ زرد سے
الفتِ پنہاں کا اپنے راز پایا جائے ہے

اے دل بیمار خوش ہو اس لب جاں بخش میں
حضرت عیسیٰ کا سا اعجاز پایا جائے ہے

دم دلاسے پر تو دیتے ہے جو وہ عیار ہمیں
کچھ تو اسمیں لطف دمساز پایا جائے ہے

کرتا ہے رسوا مجھے لا لا کے منہ پر [illegible]
مسافرِ طفلِ اشک تو غماز پایا جائے ہے

تیرا مضمون کمر گم ہے جو عنقا کی طرح
کوئی ڈھونڈے بھی [illegible] انداز پایا جائے ہے

[illegible]

[illegible]

ملتا نہیں ہے یار کے گھر کا کہیں پتا
قاصد مرا خراب ظفر تین دن سے ہے

جو مرے قتل کو شمشیر ہے صورت رکھتی
وہی اس سر کی تحریر ہے صورت رکھتی

تیری صورت کو کہاں پہنچے پری کی صورت
ایسی وہ کاہیکو تصویر ہے صورت رکھتی

قید کرنیکو ہمارے دل سودائی کے
زلف وہ ہمسر زنجیر ہے صورت رکھتی

گردش چشم کی جو تیری دہان ہے صورت
وہی یاں گردش تقدیر ہے صورت رکھتی

دیکھکر یار سیہ بھی جیسے ڈر جائے ہے
وہ بلا زلف گرہ گیر ہے صورت رکھتی

ویسی ہی انکی بھی صورت نظر آئی جیسی
خانہ کعبہ کی تعمیر ہے صورت رکھتی

اے ظفر جس سے بنے یار کی کچھ صورت وصل
ایسی کوئی نہیں تدبیر ہے صورت رکھتی

ردیف

ہمنے دیکھے عجب اس بحر جہاں کے دھوکے
دیکھے ہیں یاں نہ کبھی آب روانکے دھوکے

ہم تو ہیں آپ پڑے جانکے پیچھے اپنے
ہاتھ اب عشق میں آفت جانکے دھوکے

دہن زخم جگر میں مرے پیکان ترا
اے ستمکیش سبھی دیکھے ہے زمانکے دھوکے

ہوا فائدہ بیمار محبت کو ترے
گر یہ تعویذ ہے ایک جہانکے دھوکے

تھے غلط وعدہ وصل عدو ان سے کیا ہمنے
کھاوی جو لقا تیری مکانکے دھوکے

دست دشمن ... ہوا گر ... کو
تو یہ باتوں ابھی ہیں مہمان کے دھوکے

ردیف

ظفر [illegible]

[illegible]

دیگر

جان یہ تن مین اے قاتل رہتی چھوڑ دی
اور اک تو زبان تیغ دو دستی چھوڑ دی

پیچھے بھی دلکو اک بوسہ پہ تیری ہاتھ ہم
تو دکھیون مہابا ایسی جنس سستی چھوڑ دی

تنگ آیا ہاتھ وحشت کی مجنون اسقدر
جا لیا ویرانہ مین وہ اُسنی بستی چھوڑ دی

جو کہ سمجھا منزل رغبت وہ اسمین رہ گیا
جسنے دیکھا یہ دنیا جا کر ہستی چھوڑ دی

کیا لیا ہنسکر شرارت سی جہانمین اے شرر
ہنستے ہنستے تو نی آخر اپنی مستی چھوڑ دی

چھا گیا گلشن مین گویا ایک ابر نوبہار
زلف عارض پر جو اُسنی قد سستی چھوڑ دی

خود پرستی بت پرستی ہے نہین کم اے ظفر
جسنے چھوڑی خود پرستی بت پرستی چھوڑ دی

کردن کیا یاد زلف دلبر جانی نہین جاتی
نہین جاتی مری دلکی پریشانی نہین جاتی

مبعد ابرو پہ خم کے ہم ہین پر کسی سے بھی
ادائی تیری شمشیر صفاہانی نہین جاتی

حقیقت کو ہمارے عشق کی ہو خبین تو کیا ہو
کہ وہان تک ناصحو کی عقل دیوانی نہین جاتی

ہوئی برباد میری خاک میدان محبت مین
سمند ناز کی پر تیرے جولانی نہین جاتی

بھلا کر تو بھلا ہوگا صدا سن یا نواؤ سنکی
نہین یہ بات کچھ ایسی کہ جو مانی نہین جاتی

نہین ہوتے ہم تا گوش نازک خوش ماغو نکو
کہ جبتک بات کوئی خوب سی بھانی نہین جاتی

یلقشہ ہو گیا ہے میرا سودا محبت مین
مری صلوت مری یاروں سے پہچانی نہین جاتی

دیگر

مطلع ثانی

## دیگر

بیرخی انکے ہے جو کچھ مہر و محبت رہ گئی
ہے فقط اک وضع کی انکی سلامت رہ گئی

جو کہی ہمسے حقیقت وہی آذر غیر سے
تھی حقیقت اب ہماری کیا حقیقت رہ گئی

وعدہ آنیکا کیا آیا نہ وہ محشر خرام
آتے آتے سر پہ عاشق کی قیامت رہ گئی

اٹھ گئے منعم جہان سے چھوڑ کر قصر و محل
عاقبت باقی کہین ہماری عمارت رہ گئی

منہ کو کیا پھیرا پڑا ہے آگیا گلفام سے
رات کچھ تھوڑی سی ہے باطلعت رہ گئی

سخت جانی نے مری توڑی تو اس قاتل کی تیغ
اے ظفر دلمین تمنائے شہادت رہ گئی

شوق پابوس مین ہم دوڑ کر دور سے آگئے
بوسے کو یہ قدم دور سے دوڑ کر آگئے

صید افگن جو ہوا وہ صنم کافر کیش
سنکر دن صید حرم دور سے دوڑ کر آگئے

دیکھکر ظلم ترے پاس سے سب بھاگ گئے
ہم اٹھانیکو ستم دور سے دوڑ کر آگئے

اسقدر رہو کی عرق آئی جو یہ طفل رشک
شاید ابر دیدۂ نم دور سے دوڑ کر آگئے

ساقیا جام کو بھر جلد کہ گیا بادل
دیکھ تو مینہ سر خم دور سے دوڑ کر آگئے

تری الفت مین نالی نہلین ہم آ ستے
تیری الفت کی قسم دور سے دوڑ کر آگئے

جب رہا پاس ظفر کوئی نہ اپنے غمخوار
سنتے ہی حضرت غم دور سے دوڑ کر آگئے

یہ قاعدہ ہے یہاں کی پستی و بلندی
ہیں سوچ میں نادان ہر زیر و زبر کے بیٹھے

جبین کیوں تری ابرو سے ہے ہم نے نہ پوچھا
دیکھا کیئے جوہر تری شمشیر کے بیٹھے

یہ سوز تری ... کی خاک میں گرمی
کیا تاب کوئی پاس مر کر ڈھیر کے بیٹھے

گردش ہی بھلا چشم سیہ کے کوئی کیونکر
آرام ہے اس دور میں اندھیر کے بیٹھے

اٹھ جاتا ہے سامنے سے مرد کے نامرد
روباہ مقابل نہ غضنفر شیر کے بیٹھے

الٰہی شکر ہے ہم ہیں بتوں کو بیوفا گنتے
اگر ہوتی وفا ان میں تو پھر کیا جا کیا گنتے

جگر کو دوست ہر نیکی جنھیں ہم آشنا سمجھے
وہ ہیں اس آشنائی پر ہمیں ناآشنا گنتے

شب فرقت میں ... آنکھ اک لحظہ نہیں لگتی
گذرتی رات ہے تارے ہمیں اے ماہ لقا گنتے

ترے بیمار اے عیسیٰ نفس پائیں کہاں جائیں
گلی کو تیری اپنے حق میں ہیں دار الشفا گنتے

بہایا کیوں خون کشتہ کا تونے زیر پا اپنے
کہ اے سفاک وہ اپنا اسی کو خون بہا گنتے

ہیں ہم خاک جنکی واسطے راہ محبت میں
ستم ہے یہ نہیں وہ ہمکو اپنا خاک پا گنتے

شمار انجم افلاک کر سکتا اگر کوئی
تو ہم بھی اپنے دل کے داغ سب گن کر بتا گنتے

ترے ہاتھوں سے ہم اے سنگدل اس نازک دل کو
شکست شیشۂ دل کی ہیں آواز اک صدا گنتے

تماشہ ہو کسی بے تیغ سے لگ جانے تمھارا دل
بہت ہی آپکو تم اے ظفر ہو پارسا گنتے

[illegible]

| | |
|---|---|
| ہاتھ لیتے گر جنون کے ٹکڑے ہوں پیرہن کے | بخیہ گرون کو کرتے پیوند روز گذرے |

اندیشۂ شب غم جاے ظفر نہ دل سے
عیش و طرب میں اپنا ہر چند روز گذرے

| | |
|---|---|
| رکھتا ہی محبت دل ناشاد تمھارا | کیا ذکر کہ بھولے یہ کبھی یاد تمھاری |

**مطلع ثانی**

| | |
|---|---|
| ہم سنتے ہیں بیداد یہ بیداد تمھاری | لیکن نہیں کرتے کہیں فریاد تمھاری |
| حیران رہیں صورت تصویر جو دیکھیں | تصویر در امانی و بہزاد تمھاری |
| اے غافلو مانند حباب یکنفس میں | مٹ جاؤ گے تم کچھ نہیں بنیاد تمھاری |
| سمجھا نہ کہیں حضرت دل اسنے ہوا خواہ | محنت ہوئی ساری یونہیں برباد تمھاری |
| کٹ جاے ابھی ازرہ غیرت سے چمن میں | سج دھج یہ اگر دیکھے شمشاد تمھاری |
| اے بلبلو تاناں نہ کرو غل کہ مبادا | دشمن ہو سوا جان کا صیاد تمھاری |
| مجنوں سے کیا ہمنے جو ذکر اپنے جنون کا | کہنے لگا کیا بات ہے استاد تمھاری |

منھ دیکھتے ہی جون آئینہ حسرت سے ہمارا
ہم جس سے ظفر کہتے ہیں روداد تمھاری

| | |
|---|---|
| کیا قتل آج اسنے یہ خبر دو تین سے سنی تھی | جو سیر کو گئی ہے وہ بس نظر دو تین نسرین تھی |
| کیا ہے آتش اسنے جلا کر مجھکو خاکستر | جو دل میں آگ سی ہے شعلہ تن میں نسی تھی |

[illegible]

دیکھا

[illegible]

ہمین تو خواب مین اپنے نکو لکھنا
راز نویسندہ
تجھین عزیز دن کو وہ پڑھوانا کیون جی
یون بھی ہوتا ہے
ظفر جو آتی آنکھ مرے پہ تو باعث دل کو ہے
کر اسکا سبب گھبرانا کیون جی
یون بھی ہوتا ہو

دیگر

تجھے جاتی ہین بانو نہین تری فتنے
قدم تیرے لے فتنہ گر لیتے لیتے

بندھا زلف کا جو تصور تو گذری
بلائین ہمین رات بھر لیتے لیتے

خبر دل کی کچھ اپنے لینے نپائے
ہوے بیخبر ہم خبر لیتے لیتے

کہان بستر گل گذرتی ہی ہر شب
مجھے کروٹین خاک پر لیتے لیتے

گیا تھا دل اُس زلف سی لینے سودا
الٰہی گیا وہ کدھر لیتے لیتے

لیا ہمنے ڈر کر نہ قاصد سے اپنے
خط اُس تندخو کا ظفر لیتے لیتے

کسیکا مفت دل لیجانا کیون جی یون بھی ہوتا ہے
جو بوسہ مانگے تو جھنجلانا کیون جی یون بھی ہوتا ہے

کبھی خط لکھ کے بلوانا کبھی خط کے بھی لکھنے کا
مچلکا ہمسے اک لکھوانا کیون جی یون بھی ہوتا ہے

جو شانہ زلف سے اُلجھے تو سلجھانا اُسے لیکن
دل صد چاک کو اُلجھانا کیون جی یون بھی ہوتا ہے

کنارہ کرنا عاشق سے نہین اتنا کہ پھر اُسکو
کنارہ گور کے پہونچانا کیون جی یون بھی ہوتا ہے

کچھ ایسی بات کہدینا کہ اور کچھ آپ ہی
پھر کر غصہ بھر لانا کیون جی یون بھی ہوتا ہے

الٰہی خیر ہو شامت نہ دل کی آجائے
کہ ہر ہم آج زلف دوتا بہت سی ہے

کہوں میں کیا کہ گذرتی ہے دل پہ کیا تجھ بن
یہ داستان غم ایدل بہت سی ہے

کبھی ہمارا بھی خون ملکے دیکھو ہاتھوں میں
لگائی آپنے یوں تو حنا بہت سی ہے

پلائیگا کوئی جام مے مجھے ساقی
طبیعت آج مری بے مزا بہت سی ہے

کہو شرار سے ہنستا ہے کیا شرارت سے
کہ تیری ہستی بے ہستی فنا بہت سی ہے

حیات عشق میں کرلی بسر ہمیں اپنی
ظفر اگرچہ ہے تھوڑی سی یا بہت سی ہے

اتا ہے غم یہ گمان ایک تو دلمیں یہ ہے
کہ ترا دشمن جان ایک تو دلمیں یہ ہے

خواہشیں اور بھی ہیں پر ترا لیلوں بوسہ
ہو سرای غنچہ دہان ایک تو دل میں یہ ہے

ہے تجھا جان جہان تو ہو مکین کیا نادان
تیر ابرو کا مکان ایک تو دلمیں یہ ہے

کس میں دل سوختہ کیا دیکھئے داغ دل کو
سوز الفت کا نشان ایک تو دلمیں یہ ہے

میں گیا جان سے اور تو نہ یہان تک آیا
حسرت اے آفت جان ایک تو دلمیں یہ ہے

کیوں نہ ہوں مست کش دنبالہ مژہ کافی ہے
کہ کھٹکنے کو سنان ایک تو دلمیں یہ ہے

ہیں ارادے تو بہت پر ظفر انکے آگے
کیجے سب حال بیان ایک تو دلمیں یہ ہے

دوستی ہم کو بت ہوش ربا سے یوں ہے
کہ نہ جائے کبھی امید خدا سے یوں ہے

عنبر بار آنکھین اشکبار اقلیم کا

| | |
|---|---|
| جانا ہے سو تیلے ہے مکارہ کے تو اقرار پر | آجکل کل کرتی ہے یہ بد ذات کل کی آج ہے |
| آپ نے بھیجا تھا کچھ تحفہ جو کل میرے لیے | آئی میرے پاس وہ سوغات کل کی آج ہے |
| کیا بھروسہ کل کا غافل آج ہی کر لے نہ جو | تجھسے ہو سکتی اگر خیرات کل کی آج ہے |

آج جو کچھ کر سکے کر کل کی کل پر رکھ ظفر
فکر کیا اے مرد خوش اوقات کل کی آج ہے

| | |
|---|---|
| ہو جہاں میں ترے شیفتہ ہزار آگئے | پر ایک بھی نہوا تجھسا جان نثار آگئے |

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| بندھا تھا کب مرے زنجیر کا ایسا تار آگئے | کہاں تھے یوں مرے آنسو کے ہار آگئے |

## مطلع ثالث

| | |
|---|---|
| دل اک بوسہ پہ کھو دنگا لا کے یار آگے | تجھے ہے لینے نہ لینے کا اختیار آگے |
| قدم اٹھا تو آندھی سے بھی جا یا نہیں | اڑاتا خاک چلے تیرا خاکسار آگے |
| رہیگا عمر بھر آئینہ آب شرم میں غرق | ہوا وہ آگے ترے ایسا شرمسار آگے |
| کہاں مجال کہوں سن لو میری دو باتیں | کہ ایک کہہ کے ابھی سن چکا ہوں چار آگے |
| یہ حال اپنا ہے اس زلف کے تصور میں | اندھیرا آئی ہے آنکھوں کو بار بار آگے |
| نکرتے گریہ نہ یوں کھوتی آبرو اپنی | یہ آیا اپنا کیا چشم اشکبار آگے |

بزمِ یاران گذشتہ کی ہمو جھول لگی
کرتا گیا دیوانگی مین مجھسے مجنون ہمسری
نزع مین بھی آرزو مجکو تو وصل یار کی
عشق مین شیرین کے جو تلخی گوارا ہوگئی
غمزہ و ناز و ادا سے مجھپہ جو گذری نہ پوچھ

تھے وہ جھبیچ اور ریا و ادا وہ محبت اور بھی
مجکو وحشت اور بھی اور اسکو وحشت اور بھی
کچھ سوا اسکے نہ میرے دل مین حسرت اور بھی
پائی کچھ فرہاد نے اسمین حلاوت اور بھی
دمبدم میرے لیے آفت پہ آفت اور بھی

اے ظفر اچھا کیا تمنے کہے اسرار عشق
ورنہ تھی انکے چھپانے مین قباحت اور بھی

نظر پہ تو ہی بس ای میری جان چڑھتا ہے
نظر سے خلق کی گرجائے ہے فلک پہ قمر
اگر برا نہ کہو ہوئے کیون برا مشہور
کوئی اترتا ہے دریائے عشق سے اپنا
ضرور عشق حقیقی کو ہے مجازی عشق
ہمارا نالۂ پردرد آسمان کے تلے

ترے سوا نہین کوئی کی یہ دھیان چڑھتا ہے
جو وقت شام وہ کوٹھے پہ آن چڑھتا ہے
تو اسکے نام سے سب کی زبان چڑھتا ہے
زیادہ دمبدم ای مہربان چڑھتا ہے
کوئی بھی بام پہ بے نردبان چڑھتا ہے
بنایا ایک سے اک آسمان چڑھتا ہے

ظفر عجب نہین گر چرخ پیر ہو پامال
سمند ناز پہ پھر وہ جوان چڑھتا ہے

ان لب و دندان کو ہم لعل و گوہر جانتے
اور زلف و خال کو ہین مشک و عنبر جانتے

دیگر

[illegible]

ترے در پر جو عاشق کو محبت لیکے آئی ہے
اُسے تقدیر نے بھیجا ہے قسمت لیکے آئی ہے

ابھی سر جانے آئی ہے جو میری ہجر میں تیرے
تو اپنے ساتھ کیا کیا رنج و حسرت لیکے آئی ہے

معطر کر دیا سارے چمن کو ایک جھوکے میں
خدا جانے صبا کس گل کی نکہت لیکے آئی ہے

جلا پڑتا ہے ایسا شمع کی شب سوز الفت سے
کہاں اٹھ جا کہاں کا سوز الفت لیکے آئی ہے

الٰہی کیونکر از اتنی ہوئی ہے رات فرقت کی
یہ اپنے ساتھ کیا روز قیامت لیکے آئی ہے

بلایا ایک مجکو ہی شہادتگہ میں قاتل نے
ہزاروں کو تمنائے شہادت لیکے آئی ہے

ظفر دل تمہارا بیچ میں اس زلف پیچاں کے
کبھی ہرگز نہ آتا لیک شامت لیکے آئی ہے

گل تر سے رہے تیری کھلی زلف دوتا یوں ہے
اگر گلشن میں کبھی کھینچ نہیں کالی گھٹا یوں ہے

کریں کیا ہم نہ بت پرستی جو صورت ہو اس بت کی
مگر ہم کیا کریں زاہد کہ منظور خدا یوں ہے

صفائی دل کی گر درکار ہے تو خاکساری کر
کرے خاکستر آئینہ کو ہے ہونا صفا یوں ہے

بجا ہے وہ جو کچھ لکھتے ہیں خط میں مجکو اے قاصد
خطا انکی نہیں قسمت ہی میں میری لکھا یوں ہے

نہیں گر داغ الفت گل چمن میں نالۂ بلبل
تو کیوں سینہ سراسر چاک تیرا ہو گیا یوں ہے

کہے دل چل اس کی کو ناصح منع کرتا ہے
ادھر کہتا ہے یوں اور ادھر وہ کہہ رہا یوں ہے

خدا جانے کیا کیا سحر اس چشم پر افسون نے
ظفر جو دل تمہارا بس میں انکے آگیا یوں ہے

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

| | |
|---|---|
| ساقی ہمارے واسطے دو چار خم تو ہون | سیراب ہمکو اک قدح مل نکر سکے |
| عارض سے کر سکے نہ ترے گل برابری | زلفو نسے ہمسری تری سنبل نکر سکے |
| ہے مرغ روح و طائر دل ایسا کون سا | جسکو اسیر دام وہ کاکل نکر سکے |
| اتنا تو عشق دے کشش دلمین تو اثر | آنے مین اسطرف وہ تامل نکر سکے |
| دل اُس ستم شعار پہ کیونکر فریفتہ | جسکے ستم پہ صبر و تحمل نکر سکے |

دو چار مین سُناؤن اگر نالے ای ظفر
گلشن مین عندلیب ذرا غل نکر سکے

| | |
|---|---|
| وہ سو سوا گھونگھٹ سے گھڑی گھر ہو و قدم نکلے | بلا سے اسکی گر اسمین کسی مضطر کا دم نکلے |

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| کہان آنسو کے قطرے خون دل سے ہین بہم نکلے | یہ دلمین جمع تھے کچھ پیکان غم نکلے |
| مرے مضمون سوز دل سے سبب جلگیا میرا | قلم سے حرف جو نکلے شرر ہی یک قلم نکلے |
| نکال اے چارہ گر تو شوق سے لیکن سر پیکان | ادھر نکلے جگر سے تیرا ادھر قالب سے دم نکلے |
| تصور ہین لب لعلین کے تیرے ہم اگر رو دین | تو جو لخت جگر آنکھون سے نکلے اک قلم نکلے |
| وطن میں نہ اگر ہو لاکھ زندان یا ز زندان سے | جنون اپنا تو شاں نالہ زنجیر ہم نکلے |
| جگر پر داغ لب پر دود دل اور اشک دامن مین | تری محفل سے ہم مانند شمع صبحدم نکلے |
| اگر ہو تازیانہ گیسوے شبرنگ کا تیرے | مری شبدیز سودا کا زیادہ تر قدم نکلے |

بارے نسبت ماہ کو کیا ہے یہی ہے
وہ وہی ہے
اسمین کہان یہ نازو ادا یہ ہی ہے
وہ وہی ہے
شاخ طوبا جب کہو
وہ وہی ہے
قامت کو ... ہی ہے
طرز خرام ناز ... سرو
وہ وہی ہے
مصفا ہے کیا شان مقبل
وہ وہی ہے
ہمین صفا یہی ہے
تیرا غمزہ ناز غضب ہے اسکو بتا

ہو ظفر ہمری چشم طوفان زا سے جو مقابل کیا
وہ وہی ہے
ہو شوے فلک پر جلوہ نما یہی ہے
کیا جو ماہ جبین
وہ وہی ہے
دیکھا اسکو ... یہی ہے

ہے کہو سے حیات بشر پانچ روز کی
ایک روز کی نہ خبر یا پانچ روز کی

صحبت نہ ہو وصل سے آئی ... پانچ روز کی
قاصد ملا جو ہمکو تو ایسا نصیب سے
دس دن میں اتنی راہ ہو گر پانچ روز کی
اک روز جس بغیر ہو لاکھ ہزار حیف
ہو وصل سے جدائی اس سے ظفر پانچ روز کی

لب یہ وا کرتی ہیں ہم بھی آج گلشن میں
غنیمت جان ای مینا کہ تو بزم عشرت میں

اگر منقار نالہ تیری ای بلبل کشادہ ہے
کوئی دم گر دہان خندہ قلقل کشادہ ہے

ظفر چشم کشادہ کا رکھ مشکل کشا سے تو
کہ کرتا دم میں وہ مشکل کے عقدہ کل کشادہ ہے

پہلے یہ بت دین اور ایمان کے پیچھے پڑے
کرتے سرگوشی ہیں اک کان ملا حا بھی کیا
خوب کھڑکا ئین اسی لیکن ہین ہے تیرا ڈر
محتسب کی خراب آکر دوکان مے فروش
لاتے ہین کیا دیدہ گریان خرابی دیکھیے
کرتی ہین بہت تطاول زلفین اس غیرت دار
کی جو باتین ہمنے شب غیر والنسے ای پردہ نشین
جاتے ہین سب نکلی ای جگر سے اسکا تیر

لیجیے جب بین ایمان جان کے پیچھے پڑے
بال جو یہ لف کی ہین کان کے پیچھے پڑے
تو کہیگا کیون فرور بان کے پیچھے پڑے
شیشے ہین ٹوٹی ہوئی دکان کے پیچھے پڑے
ہین میری کا بہ اخزان کے پیچھے پڑے
دیکھو مینہ وہ ہین کیا قرآن کے پیچھے پڑے
ہم وہ سب سنتے رہے دالان کے پیچھے پڑے
دوست میری ہین مہمان کے پیچھے پڑے

سہل ہے پیچھا چھوڑانا دست تیر گرگ سے
پر نہ انسان ای ظفر انسان کے پیچھے پڑے

دیگر

دیگر

زمرہ سا شکون کی چھوٹی دراز اچھی نہیں
... اچھی نہیں
... اچھی نہیں
... اچھی نہیں
ظفر ... اچھی نہیں

دیگر

... صبا ادل بلبل ...

کہتا ہے جو دل اُسکے خط سبز کے اوصاف
کیا کیا ہے ظفر زہر اُگلتا مرے آگے

مجھے ای دوستو جسکی محبت حد سے باہر ہے
قسم ہے مجکو میرے ساتھ اسکو عداوت حد سے باہر ہے

## مطلع ثانی

کسی وحشی نگہ کر دل کو الفت حد سے باہر ہے
تعجب کیا تجھے گر جوش وحشت حد سے باہر ہے

نہیں عاشق کو تیرے کچھ بھی اندیشہ قیامت کا
پر اسکو تیری ادای سرو قامت حد سے باہر ہے

مقابل ابر دریا بار کیا ہو چشم گریان سے
کہ اسکے گریہ میں بارش کی شدت حد سے باہر ہے

کریگا برگ گل دعوی اسکے آگے نازکی کا کیا
لب نازک میں تیرے تو نزاکت حد سے باہر ہے

الٰہی ہنچ دیکھا کسکے روی حیرت فزا کو
کہ مجھکو صورت آئینہ حیرت حد سے باہر ہے

زبان سے میں نہیں کہتا تو کیا لیکن مرے دل میں
بھری ای تند خو تیری شکایت حد سے باہر ہے

چمکتی برق اپنی چلبلاہٹ کیا دکھاتی ہے
اس آتش خو میں شوخی و شرارت حد سے باہر ہے

ظفر ہر چیز کی حد ہے مگر عشق و محبت کی
جہاں میں ہمنے دیکھی جو مصیبت حد سے باہر ہے

جا بجا ہم نہ اگر تیری تلاشی پھرتے
تو نہ جا کر کبھی سوی مکہ و کاشی پھرتے

ہوتی برگشتہ جو قسمت نہ مری تو مجھسے
نہ وہ پھرتے نہ کبھی انکے حواشی پھرتے

عشق کی راہ میں جو بانگ جرس سے گریان
ہیں بہت قافلے اور قافلہ باشی پھرتے

دشمن و غماز و حاسد جمع ہون تینون

کہ ظفر کرنی دہان واجب نہ جان
چھوٹی بات ہے

دیگر

ارجای ہے قدرت کا تماشا مرے آگے
لیکن مری غفلت کا ہے پردا وہی آگے

مطلع ثانی

گر چشم پر آب آنکھو نظر آ مرے آگے
رو رو وہ سے کنوان ہو دیکھا نہ دیا مرے آگے

| | |
|---|---|
| جب شہ نشین مین ہمکو بٹھا کر وہ چل دیے<br>گویا کہ زیر ابر ہے پوشیدہ آفتاب | پھر کودے ہم بھی پانون جما غضب تلے<br>عارض ہے تیرا زلف دوتا کے غضب تلے |

کچھ کہہ دیا جو کان مین ہمنے تو وہ ظفر
کو ٹھے سے اُترے کان دبا کے غضب تلے

تیگ ہے یا بد ہے سچی ہے کہ جھوٹی بات ہے
ہمسے دنیا مین نہین کوئی بھی چھوٹی بات ہے

جی ڈرے ہے ہو نہ رسوائی الٰہی خیر ہو
دل کے پوشیدہ ہماری سب مین پھوٹی بات ہے

غم سے رہتی ہے زد و کوب ایسی جان خستہ پر
کہتے ڈرتے ڈرتے کچھ جو ماری کوئی بات ہے

زلف گو ہے مُنھ سے تو سر کا کر تیرے کان مین
کہتی کیا کھُسک کھُسک کے یہ کالی کلوٹی بات ہے

کیا ڈھٹائی اور درشتی سے وہ کرتے ہین کلام
جن سخن سازون کی یان سو بار ٹوٹی بات ہے

سبزہ خط و لب و عارض کا یہ دل جانے ہے بھید
ہے یہ لقمان اس سے کرتی بوٹی بوٹی بات ہے

کہتا ہے جو دل اُسکے خط سبز کے اوصاف
کیا کیا ہے **ظفرؔ** زہر اُگلتا مرے آگے

| | |
|---|---|
| مجھے ای دوستو جسکی محبت حد سے باہر ہے | قسم ہے میرے ساتھ اسکو عداوت حد سے باہر ہے |

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| کسی وحشی نگہ کے دل کو الفت حد سے باہر ہے | تعجب کیا مجھے گر جوش وحشت حد سے باہر ہے |
| نہین عاشق کو تیرے کچھ بھی اندیشہ قیامت کا | پر اسکو تیرا ڈر ای سرو قامت حد سے باہر ہے |
| مقابل ابر دریا بار کیا ہو چشم گریان سے | کہ اسکے گریہ مین بارش کی شدت حد سے باہر ہے |
| کریگا برگ گل دعوی اُسکے آگے نازکی کا کیا | لب نازک مین تیرے تو نزاکت حد سے باہر ہے |
| الٰہی منہ دکھا کسکے رخ حیرت فزا کو | کہ مجھکو صورت آئینہ حیرت حد سے باہر ہے |
| زبان سے مین نہین کہتا تو کیا لیکن مرے دل مین | بھری ای تندخو تیری شکایت حد سے باہر ہے |
| چمکتا برق اپنی چلبلاہٹ کیا دکھاتی ہے | اس آتش خو مین شوخی و شرارت حد سے باہر ہے |

**ظفرؔ** ہر چیز کی حد ہے مگر عشق و محبت کی
جہان مین ہمنے دیکھی جو مصیبت حد سے باہر ہے

| | |
|---|---|
| جا بجا ہم نہ اگر تیری تلاشی پھرتے | تو نہ جا کر کبھی سوی مکہ و کاشی پھرتے |
| ہوتی برگشتہ جو قسمت نہ مری تو مجھسے | نہ وہ پھرتے نہ کبھی انکے حواشی پھرتے |
| عشق کی راہ مین جون بانگ جرس سرگردان | ہین بہت قافلے اور قافلہ باشی پھرتے |

دشمن و غماز و حاسد سبھی ہون بیٹھون

جان . . . ظفر کرنی دہان واجب ہے

چھوٹی بات ہے

دیکھا

ادعای ہے قدرت کا تماشا مرے آگے

لیکن مری غفلت کا ہے پردا مرے آگے

مطلع ثانی

گر چشم پر آب آئی تو دریا مرے آگے

| | |
|---|---|
| جب شہ نشین مین ہمکو بٹھا کر وہ چلدیے<br>گویا کہ زیر ابر ہے پوشیدہ آفتاب | پھر کودے ہم بھی پانون جما غضب تلے<br>عارض ہی تیرا زلف دوتا کی غضب تلے |

کچھ کہدیا جو کان مین ہمنے تو وہ ظفر
کوٹھے سے اترے کان دبا کے غضب تلے

ٹھیک ہے یاد ہے سچی ہے کہ چھوٹی بات ہے
ہمسے دنیا مین نہین کوئی بھی چھوٹی بات ہے

جی ڈرے ہے ہو نہ رسوائی الٰہی خیر ہو
دل کے پوشیدہ ہماری سب مین چھوٹی بات ہے

غم سے رہتی ہے زد و کوب ایسی جان خستہ پر
کہیے ڈرتے ڈرتے کچھ ہماری کوئی بات ہے

زلف گو ہے منہ سے تو سر کا کر ترے کان مین
کہتی کیا جھک جھک کے یہ کالی کلوٹی بات ہے

کیا ڈھٹائی اور درشتی سے وہ کرتے ہین کلام
جن سخن سازون کی یان سو بار ٹوٹی بات ہے

سبزۂ خط و لب و عارض کا یہ دل جانے ہی بھید
ہے یہ لقمان اس سے کرتی بوٹی بوٹی بات ہے

[illegible]

[illegible]

جان ہی میری نکل جائیگی ای آفت جان
تونے جانیکا اگر حرف نکالا منہ سے

تلخکامی کا کیا میری جو کچھ تم سے بیان
زہر کیا لیکے عدو نے مری اوگلا منہ سے

ہم ہوے جسکے لیے ایک زمانہ مین برے
وہ بھی کہتا نہین ہمکو ظفر اچھا منہ سے

اٹھکر غیر وہین تم وہ جو کل کی بات ہے
کیا کرین اسکی شکایت ہم کہ ہلکی بات ہے

ہمکو سرکش یون جو بل کرتی ہو ہمسے بیقیاس
یہ سراسر اپنی ہی قسمت کے بل کی بات ہے

دیتی ہے جب چشم تیری حکم قتل عام کا
پوچھتا پھر کون ہے قاتل اجل کی بات ہے

بھیجتے غیرونکو ہو تم صلح کا پیغام روز
اور ہمسے جب ہے اک جنگ و جدل کی بات ہے

گر محل پردہ کا دیکھا پردہ ہی مین کچھ کہا
ہنستے ای پردہ نشین کب بے محل کی بات ہے

ہے ہمارا نامہ وہ مجموعۂ اعمال بد
ایک بھی جسمین نہین حسن عمل کی بات ہے

منہ پہ کچھ دلمین ہے کچھ حاضر مین کچھ غائب مین کچھ
اے ظفر کیا سنئے یاران دغل کی بات ہے

آیا نہین ہے وہ جو صنم چار روز سے
مضطر ہے دل خدا کی قسم چار روز سے

اے مہ جبین یہ تیری جدائی کی ایک رات
ہمکو نہین ہے حشر سے کم چار روز سے

فرصت نہین ہے اتنی کہ جاوین وہان تلک
کرتے ہین روز قصد یہ ہم چار روز سے

اپنے مریض ہجر کی تو جلد لے خبر
اٹکا ہوا ہے آنکھونمین دم چار روز سے

[illegible]

[illegible]

جلدی کہین وہ آئے کہ بن اسکی ای ظفر
مجکو تو ایک دن بھی برابر ہے سال کے

اُس کو جو سہی جیب مشق رتا ہوا آتا ہے
دریا ہی کہ آنکھو نسے امڈا ہوا آتا ہے

لاتا ہی جواب خط قاصد مگر اب دیکھین
کیا ہیچ نصیبونکا لکھا ہوا آتا ہے

اُس لف کو جو پہر چہرہ کا جو ہوا کا شب
آتا ہی تو خوشبو سے مہکا ہوا آتا ہے

آنکھو نمین ہے دم اسکو ہم دیکھ تو لین یکدم
اسدم وہ مسیحا دم اچھا ہوا آتا ہے

اُس لف پریشانی کا جب باندھتا ہون مضمون
جو لفظ کہ آتا ہی الجھا ہوا آتا ہے

دل مین تو کشیدہ ہی [illegible] سرکش
کھینچکر کشش دل سے وہ کیا ہوا آتا ہے

منہ اپنا چھپا لیتے ہین شرم سے سب غنچے
گلشن مین ظفر جبکہ وہ ہنستا ہوا آتا ہی

یہ بزم مین نہین ساقی شراب اُڑتی ہی
ہماری دولت عمر شباب اُڑتی ہی

عرق فشان گل رخسار آج ہین کسکے
صبا چمن مین جو بوی گلاب اُڑتی ہے

بھبھو اس لب لعلین سے یون ہی سرخی پان
کہ جیسے آگ پہ گر کر شراب اُڑتی ہے

گرکرے قتل ہزارون کو تری تیغ نگاہ
نہ اسکا سنا ہی جوہر نہ آب اڑتی ہے

تجھے سناتا ہون مین اپنا گر فسانۂ غم
تو نیند ابھی تری ہیبت خواب اُڑتی ہے

جلایا تو نی جگر کسکا شوخ آتش خو
تری جو بزم مین بوی کباب اُڑتی ہے

مطلع ثانی

[illegible]

بیٹھا ہین یون کنج قناعت مین فراغ بال ہم | کیونکر نہ ہم کہ خوب فراغت کی جای ہے
خورشید و ماہ تیرے مقابل نہو سکین | اور آئینہ ہو سامنے حیرت کی جای ہے

جو خاکسار عشق ہین اُنکے لیے ظفر
خاک اُس گلی کی بستر راحت کی جای ہے

تربت پہ شامیانہ ابر سیاہ ہے | صحرا مین قبر پوش غریبان گیاہ ہے
جبتک کہ دم مین دم ہے ہمدم ہوا نباہ ہم | ہمدم کی مسے راہ ہمین دم براہ ہے
آہ و فغان کچھ آپسے کرتے نہین ہین ہم | پر دیکھین کوئی چشم کی اب اُدھر وا ہے
جس دم کبھی یہان ہے نہ ہی شاہ نے گدا | جبتک یہان ہین کوئی گدا کوئی شاہ ہے
سمجھے ہین دلمین جو تجہ اس صنم کو ہم | کہنا اُسے بجا ہے کہنا گناہ ہے
پردہ دوئی کا بیچ مین حائل اگر نہو | دیکھے جدھر نگہ وہی پیش نگاہ ہے

کیون شاہد اپنے حال کے ہم ڈھونڈین اے ظفر
یہ ہے جو بیکسی ہی اپنا گواہ ہے

اگرچہ سامنے برقع سے منہ کو ڈھانک لیتا ہو | مگر برقع کی جالی سے وہ مجھکو جھانک لیتا ہے
ترے دیوانہ کی جو پھانکنی ہے خاک قسمت مین | گلی مین تیری آکر ای پریرو پھانک لیتا ہے
بدولت آنسوؤنکی سوزن مژگان سے عاشق | گریبان مین دُر خوش آب اپنے ٹانک لیتا ہے
گرہ ہے تربیت کیا خاک شیخ اپنے مریدونکو | مگر یہ گاؤدی یو نہین گدھے ہانک لیتا ہے

قتل کو میرے ہے کافی اک نگاہ ناز نہیں | کیوں اٹھاتا تو عبث تیغ ستم کا بوجھ ہے
ہجر غم میں اٹھاتا ہے جو عالم کو آہ کے | اٹھ نہیں سکتا کسی سے اس علم کا بوجھ ہے
شمع تھا میں جایئے عنایت تری کو وہ بخیل | جیتے کہا سر پہ بیمار درد و غم کا بوجھ ہے
پیار سے میں کی عاشق نہ جو کھائی تھی قسم | وہ اتارا چاہتا ہے سر سے قسم کا بوجھ ہے

لکھیں حال دل ظفر یہ باعث بیٹھا تھی
کب سنبھلتا ہاتھ سے اپنے قلم کا بوجھ ہے

ہوں ترے لب سے خط مشک نشاں اوپر ہے | ہوتا جس طرح سے آتش کے دھواں اوپر ہے
ای مہ زہرہ جبیں مانگ کا ہے ترے عکس | فلک کے جو خط کہکشاں اوپر ہے
کہاں تک اس تیر کو رسائی نہیں ای مہر لقا | پہنچی نہ چرخ سے گو میری فغاں اوپر ہے
بیٹھی ناگن ہے لپیٹ کے ترے پیچھے مینڈھے | کان کے موتیوں کے زلف کہاں اوپر ہے
دم نکلتا ہے بلا سے کہ ترے ہاتھ سے تو | ہمدم اک جان کے آفت جاں اوپر ہے
یہ چراغ سر تربت نہیں جو داغ جگر | ہے نہ یہاں خاک نہاں اس کا نشاں اوپر ہے

چشم کا گریہ سے یہ حال ظفر ہے گویا
کشتی سمجھے ہے کوئی آب رواں اوپر ہے

کس حال سے ہیں دیکھ ترے دل جلے پڑے | سر تا قدم پھپھولے ہیں سب یہ جلے پڑے
بلبل کا کیا رہا چمن میں صبا نشان | دو چار ہونگے پر کسی گلبن تلے پڑے

## مطلع رابع

[illegible]

| | |
|---|---|
| رخ مہتاب پہ پھر جائیگا پانی خجالت سے | جبین تیری عرق سے گر ذرا ای مہ جبین بھیگی |

ظفر بیمار ہے جو چشم مست شعلہ رویان کا
دوا اسکی نہ ہرگز ہے شراب آتشین بھیگی

| | |
|---|---|
| سوزش دل سے بنا میری بغل مین آگ ہے | پھونکدیتی ہے فلک یہ ایک پل مین آگ ہے |
| دل ہمارا تیرا گھر ہے مت جلا خانہ خراب | کیون لگاتا نادیکھ تو اپنی محل مین آگ ہے |
| اشک کی قطرے نہین دیکھو سرخی خون جگر | ہے چراغ و شمع ابرک کی کنول مین آگ ہے |
| دل نہین ہے ہر طرح بھڑکی ہے آتش عشق کی | دیکھو یہ مجکو جلاتی آج کل مین آگ ہے |
| شمع پر شعلہ نہین تیرے جلانے کے لیے | دیکھ ای پروانہ یہ دست اجل مین آگ ہے |

دل مین سوز عشق پیدا ہو وے جب سے ای ظفر
گرمی مضمون سے وہ تیری غزل مین آگ ہے

| | |
|---|---|
| بستر پہ تیرے دھیمین کسیلے وگال کے | اسکو لہو پلاؤنگا اسکا نکال کے |

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| ابرو پہ تیرے دیکھ نے نقطہ کہ خال کے | دیکھا ہو جسنے پاس اختر ہلال کے |

## مطلع ثالث

| | |
|---|---|
| ہر رات ہجر مین مجھے اس مہ جمال کے | کیا کیا ڈرائے ہے آنکھین نکال کے |

ردیف

[illegible]

وله

[illegible]

قطعہ

[illegible]

عزیز دکھاؤں جو میں غم تو تجھکو کھا جاوے
مرے لیے یہی ہے عشق میں غذا اچھی

حذر کر اُس نگہ پرچشم زلف کاکل سے
نہیں ہے دیکھ لاکوئی بھی بلا اچھی

ہمارے خون سے بھرے ہاتھ تونے خوب کیا
کہاں ہے اس سے سوا سرخی حنا اچھی

یہ کسکی چشم کے بیمار دائمی ہیں ہم
طبیعت اپنی جو رہتی نہیں ذرا اچھی

قلم اٹھا کے ظفر بے تامل آپنے آج
غزل یہ لکھ کے سنائی ہے واہ کیا اچھی

دیگر

خط میں جب آپنے تحریر سراسر الٹی
میں نے جانا مری تقدیر سراسر الٹی

وہ سجی ناگن مجھ الٹی ہی ہوا سے نہیں
یار کی زلف گرہگیر سراسر الٹی

ہوئی قسمت واژون کبھی سیدھی اپنی
کرکے سو مرتبہ تدبیر سراسر الٹی

ہوگئی اور ہی کچھ شکل غم ہجر جب
صورت عاشق دلگیر سراسر الٹی

ہاتھ سیدھا نہ پڑا مجھپہ مری قاتل کا
بخت برگشتہ نے شمشیر سراسر الٹی

کیوں نہ پھر جائیں وہ مجھسے کہ نصیبوں نے مرے
ہے مری آہ کی تاثیر سراسر الٹی

کہہ رہے تھے وہ ظفر غیر سے کیا جانے کی
دیکھتے ہی مجھے تقریر سراسر الٹی

جاؤں تیرے دام محبت سے چھوٹ کے
بہتان لاکھ باندھو کوئی جھوٹ موٹ کے

کہتا ہے جب فسانہ رنج والم مرا
رو دیتا قصہ خوان بھی ہے خوسینہ کوٹ کے

[illegible]

بیدار نہ فتنہ ہین خوابمین بھی شب کو
لیجاے جو صبا گر اس زلف مشکبو کی

لیتا ہون ڈرتے ڈرتے اس نازنین کا بوسہ
ہو جائین مست نہو پھر ای جبین کو بوسے

جسکو کہ اس پری کے بوسے کی آرزو ہے
جنت مین لے ظفر کیا وہ حور عین کو بوسے

زلف کے ہو وہ رخ اگر نیچے
جاے گل تکیہ میرے گالونکو
کرتے کیا ہین آہ و زاری ہم
دیکھکر تجکو منہہ چھپاتا ہے
عکس دندان نہین وہ آئینہ مین
مثل فوارہ چرخ نے آخر
اب گریہ مین میری کشتی چرخ
ہے عجب چیز داہ بخت بلند

شام اوپر ہو اور سحر نیچے
اپنے گالون کے یار دھر نیچے
رستے کوٹھے کے رات بھر نیچے
چادر ابر کے قمر نیچے
آب اوپر ہے اور گہر نیچے
کر دیے سرکشون کے سر نیچے
بیٹھ جائے نہ ڈوب کر نیچے
اسکے آگے ہین سب ہنر نیچے

ایک کیا سیکڑون پڑے ہین دل
اُسکے پاؤنکے اے ظفر نیچے

چشم اُسکی بلا سے لڑتی ہے
نگہ یار ہے جو تیغ بکف

نظر اُسکی قضا سے لڑتی ہے
دیکھین کس مبتلا سے لڑتی ہے

[illegible]

دیگر

[illegible]

[illegible]

گلستان ہے تیرے جرخ زرین مین جھولا ہے
جستہ ہے قد پر ترے کیا ہی قبای آسمی
قطع کرنا چاہیے خیاط انکھون سے تری
تن بہ جنون ہے جسم کو نہین جسین رو شکنج

اور موج رنگ سبز فرش زمین مین جھول ہے
جیسا ہین زجھول ہی سے آستین مین جھول ہے
تو ز کیون ہی کھا قبای نازنین مین جھول ہے
رکھتی عریانی کہان تن پوشین مین جھول ہے

ہے عجب سلطان نادر ہے کہ ہو اسپر سوا
اے ظفر اس ہل گردون بر زمین مین جھول ہے

گر کوئی اوصاف خال دلبر کے لکھے
جسکو ہو منظور لکھنا اس رخ روشن کا صفت
اس قدر مشکل ہی بیمار محبت کا علاج
طول اتنا ہے جا لکھتے لکھتے عمر
تیری قد کی راستی کا جو کوئی مضمون قلم
کشتہ لعل لب جانان کی تاریخ وفات

میری آنکھونکی سیاہی سے قلم تحریر لکھے
چاہیے صفحے پہ وہ ماہ منور کے لکھے
گر لکھے نسخہ طبیب اسکا تو مر مر کے لکھے
گر کوئی جھگڑا کے اس الف عنبر کے لکھے
سطر سیدھی وہ بغیر از خط مسطر کے لکھے
گر لکھے ٹکڑے ٹکڑے ہو لالا احمر کے لکھے

لکھو شعر عاشقانہ اس سے کیا حاصل ظفر
گر چہ قصّے تمنے دارا و سکندر کے لکھے

بات اک روز مین احباب بنا کر کہتے
گر بھلی ہوتی محبت مین ہماری قسمت

کبھی ہین نقل کبھی خواب بنا کر کہتے
کیون مجرا ہمکو وہ بیتاب بنا کر کہتے

[illegible]

دیگر

| | |
|---|---|
| جدائی آئی کبھی دل میں جو کچھ تو قابل ہے | تو اُسنے اک نگہ التفات سے کھو دی |

وفا کا منہ سے نہ لیتا تھا نام وان ہمسے
سب اپنی بات ظفر ایک بات سے کھو دی

| | |
|---|---|
| کبھی ہے اور بیگانہ یگانہ اور کہتا ہے | دل اپنا اور کہتا ہے زمانہ اور کہتا ہے |
| نکل کر آہ سینے سے مری کچھ اور کہتی ہے | اور آنسو آنکھ سے ہو کر روانہ اور کہتا ہے |
| نہیں آسان لگانا تیر دلبر سخت جانوں کے | ادائے ناوک فگن کچھ یہ نشانہ اور کہتا ہے |
| کہا کس کا کرے ان سے قصد کعبہ اور کچھ کہتا | اور اُس کافر کا شوق آستانہ اور کہتا ہے |
| یہ ہیں تقدیر کی باتیں کہ ہیں کچھ اور کہتا تھا | ہوا وہ سنگدل برہم اُسنے جانا اور کہتا ہے |
| اری سنکر جسے اے قصہ خوان ہنسیدا اپنی انکھو سے | ہماری آگے تو وہ ہی فسانہ اور کہتا ہے |

جہان ہیں اور شاعر اے ظفر کچھ اور کہتے ہیں
جو تو کہتا ہے شعر عاشقانہ اور کہتا ہے

| | |
|---|---|
| اعجاز نما جلوۂ موسائے فلک ہے | خورشید نہیں یہ ید بیضائے فلک ہے |
| انجم سے جو ہے انجمن آراستہ کرتا | کیا جانے وہ کون انجمن آرائے فلک ہے |
| کیا تاب تجھے دیکھ سکے ایک نظر بھی | ہر چند کہ مہ دیدۂ بینائے فلک ہے |
| قطرے وہ جبین پر نہیں ہیں جمع عرق کے | ہنسے کہ خجل عقد ثریائے فلک ہے |
| دو ریلین تری اے مہ ہمیہر ہمیشہ | جو لانگہ ناگہ مرا پہنائے فلک ہے |

دیگر

گلستان

[illegible] غزل مین کچھ اور ہے نقشہ

اے ظفر آپ کی طبیعت کا ... کچھ اور ہے نقشہ [illegible]

## دیگر

نہین کہین ... تری چشم فتنہ زا کی پناہ [illegible]

## دیگر

| | |
|---|---|
| مین نہین کسی بت ہوشربا کا بندہ | بندہ ترا جی ہون ولی مین ہون ادا کا بندہ |

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| کوئی ایسا نہین دنیا مین خدا کا بندہ | کہ نہین اس صنم ہوشربا کا بندہ |
| کیونکہ پھر قدر ہو کچھ مہر و وفا کی اسکو | کہ وہ ہمیشہ نہین مہر و وفا کا بندہ |
| اللہ اللہ رے ترے شرم و حیا کا عالم | ایسا دیکھا ہی نہین شرم و حیا کا بندہ |
| ہو ترا شربت دیدار میسر جسکو | درد مین ہو نہ وہ محتاج دوا کا بندہ |
| پھر خبر حشر کو ہوگا وہی سب بندہ نہین | جو شہید اسکی ہوا تیغ جفا کا بندہ |
| تیری ہر جور پہ صابر ہون جفا پر راضی | دیکھ تو مین بھی ہون کیا صبر رضا کا بندہ |
| تو جو ہے بندہ بیٹھ خدا کے در پر | در بدر رہتی نہ پھر حرص و ہوا کا بندہ |
| خواہ ہو گبر کوئی خواہ مسلمان لیکن | یان نہین کوئی کسی آن ادا کا بندہ |

| |
|---|
| اے ظفر جب سے مین اس بت کا بنا ہون بندہ |
| دیکھتا ہے مجھے ہر ایک خدا کا بندہ |

| | |
|---|---|
| آج کل مین کچھ اور ہے نقشہ | گھڑی پل مین کچھ اور ہے نقشہ |
| اسکی الفت مین جو خلل آیا | اس خلل مین کچھ اور ہے نقشہ |
| ماتم کوہکن سے اے شیرین | ہر جبل مین کچھ اور ہے نقشہ |

## ردیف الیا

[illegible]

[illegible]

ہوکے بیدل ڈالنا مت اے ظفر
اوپر اُسکے نازکے مرکب کے ہاتھ

کھینچ ناہے جو کچھ صعوبت ہم ہانپ کے میٹھ
ہمسے چھپ چھپ کے جو تم غیر تہ ہنستے ہو تو ہم
ناگنی زلف کی تیری وہ بلا ہے کافر
شب کو وہ ماہ وش آیا جو لب بام تو ماہ

تو زمین ہنگئی اور چرخ گیا کانپ کے بیٹھ
انکی کیا جانکو ہم دین منہ ڈھانپ کے بیٹھ
دیکھکر جسکو گئے دانت سپیرا نپ کے بیٹھ
چادر ابر مین منھ اپنا گیا ڈھانپ کے بیٹھ

ہو دے تا طبع ظفر ہم ہین جہان دکھلاتے
باد کے گھوڑے بھی جاتی ہین وہان ہانپ کے بیٹھ

جی کھول کے رو تجھے ہجر یہ ہے بس شیشہ
داغ ہین محبت کے دیکھو تو مرے دل کو
منہ کھلتے ہی شیشہ کا اُڑ جای پری ساقی
ہین دیدۂ و دل جام گر یار کی ہاتھون تک
ہر آبلہ پا ہے ہمسر مرا شیشہ سے
کیا خوب ہو زینندہ گر بادہ پرستو نکی
دلمین ہی خیال آیا خال رخ جانان کا
ہے جی مین ظفر سمجھے خالی دم منہ نوشی

پر ساتھ ہی ہچکی کے اُلٹا نفس شیشہ
رکھی ہوی ساغر ہین کیا پیش و پس شیشہ
بوی می گلگون ہے مرغ قفس شیشہ
ہو دسترس ساغر اور دسترس شیشہ
اور کانٹے ہین گرد انکی مانند مس شیشہ
ہو گنبد تربت پر ساقی کلس شیشہ
اب دیکھیے نکلے یہ کیونکر مگس شیشہ
شیشے کو بس ساغر اور خم کو بس شیشہ

[illegible]

غم مین اور یار مین تھا اک ظفر کا [illegible]

[illegible]

| | |
|---|---|
| نہ جس دم بوسہ پہ بگڑا تو گلے سے لگ جاؤ | |
| | کہ غم کی دل میں پڑے تا نہ اس بگاڑ میں گانٹھ |
| گرہ جو سال گرہ کی تھی کوہکن کے لگی | |
| | بنی ہے لعل بدخشان وہی پہاڑ میں گانٹھ |
| پھرے ہیں دشت میں دیوانے نقد داغ لیے | |
| | کہ زر کی رکھتے وہ مفلس نہیں اجاڑ میں گانٹھ |
| پڑی تو آنکھ جو ان سے گئی وہ رند نظر | |
| | جو دل کے رکھی تھی سینہ کی ہمنے آڑ میں گانٹھ |
| بن اسکے مے کا جو اترا گلہ سے گھونٹ ظفر | |
| | تو جانے بنگیا چھاتی کے وہ کواڑ میں گانٹھ |

کینے سے ہو کیونکہ دل پاک بشر میں گرہ
دیکھی نہیں آجتک تار نظر میں گرہ

دیکھے مژہ پر مرے پارۂ دل جسنے گر
دیکھی نہو جون ثمر شاخ شجر میں گرہ

دود جگر سے مری چرخ پہ ہوگا عجب
مردمک آسا سیاہ چشم قمر میں گرہ

ہوتی ہے کسطرح سے کیوں نہیں واللہ سے
دل پہ آئی کہ ہے یہ مری بر میں گرہ

دیکھے جو گرداب میں بابستگی غنچۂ حباب
سو بھی نشہ میں انھیں دیکھو بھنور میں گرہ

ظفر نہیں لکھیں ہم اگر حال گرفتہ دلی
ہو دیں کبوتر کے پھر سیکڑوں پر میں گرہ

لگا دیے دل و دین بازی محبت پر
اب اور کیا ہے کہ بیٹھے ہین ہم جھاڑ کے گانٹھ
گئے تو ہین مرے غنچے ارواں مجھے ڈر ہے
ظفر شعلے وہ ادھر سے ادھر لگاڑ کے گانٹھ

یہ قدرت کی جو لکھا ہی ہمارا نقشہ | نہ کھینچا ایک مطلوبے وہ سارا نقشہ

## مطلع ثانی

ہمنے دیکھا جو ترا آج دل آرا نقشہ | ہو گیا دیکھتے ہی اور ہمارا نقشہ
سینہ مہر کی دیکھی نہ شفق مین یہ شکل | دست رنگین کا ترے ہے جو نگارا نقشہ
رخ روشن پہ تری خال کا شب تا جبین | چھپ گیا دیکھ کے ہر ایک ستارا نقشہ
وہ خود آرا نہین صورت ہی دکھاتا مجکو | تو مجھے کھینچ کے مانی وہ مدارا نقشہ
آفرین کلک تصور کو مری کیا اسنے | ورق دل پہ ہی سب اسکا اتارا نقشہ
آہ پر سوز جلا دے نہ کہین دامن چرخ | رکھتا ہی اور ہی کچھ اسکا شرارا نقشہ
اک نقطہ رخ سے ہے کچھ ملتی یونہین سی صورت | ملتا کب بادکا ہی یار سے سارا نقشہ

یار کی ملتی شباہت ہے اگر لیلی سے
تو ظفر ملتا ہے مجنون سے ہمارا نقشہ

جوش گریہ سے لگی رہتی جو دریا بار آنکھ | ہو گئی کس بحر خوبل سے ہماری ... آنکھ

| | |
|---|---|
| کچھ حیا بھی ہے تھوڑی آنکھوں مین | ہمسے اُسنے جو یون چھپائی آنکھ |
| دیکھے اُس آنکھ کو کوئی پھر کیا | ہو جو سو بار دیکھی بھالی آنکھ |
| شب تاریک ہجر مین مجھپر | ہر ستارے نے کیا نکالی آنکھ |
| پر ہے ہر دم ترے تصور سے | ہوئی اپنی کبھی نہ خالی آنکھ |

قطرۂ آنسو نہین کبھی تھمتے
اپنی ہے کیا ہی رونے والی آنکھ

میرے خط کا گر اُسے کچھ ڈر جا لکھا ہے ملا تھ
سر قلم قاصد کا ہو کاتب بھی کٹوائے ہاتھ

## مطلع ثانی

جسکو گل چلمن سے مہندی لگے پھر سے دکھلائے ہاتھ
خون ہی پی جاؤن اُسکا مین جو وہ آجائے ہاتھ
فندق و دست حنائی دیکھکر کہتا ہے مست
ہائے رنگت ہائے فندق ہائے مہندی ہائے ہاتھ
اُس بت رنگین ادا کی یہ بھی ہین رنگینیان
جو بہانے سے حنا کے غیر سے بندھوائے ہاتھ
نقش رہ کو تیرا ... احسان کیا | لا کے بازو گر مصلے توڑ کر بندھوائے ہاتھ

جسکے کلۂ فقر ظفر سر پہ ہے زیبا
وہ مال سمجھتا ہی نہین تاج شہی کچھ

ہر ادا اک بلا معاذ اللہ
تو وہ کافر ہوا معاذ اللہ

دل کے ڈسنے کو کیا بلا ناگن
ہے وہ زلف دوتا معاذ اللہ

چشم سحر آفرین وہ قہر خدا
نگہ فتنہ زا معاذ اللہ

ناصحو ہو سکے ہے کب مجھسے
ترک مہر و وفا معاذ اللہ

مین کہون توبہ سے جھوٹ نہ بول
توبہ کر زاہدا معاذ اللہ

جو برا سمجھے آپ کو وہ کہے
کیا کسیکو برا معاذ اللہ

تجھسے دل لیکے دینگے اور کو ہم
غلط اے دلربا معاذ اللہ

اے ظفر چھیڑنے پہ الفت کی رات
ہووے برہم وہ کیا معاذ اللہ

نشے مین کسنے اتارا تھا طاق سے شیشہ
کہ گر کے ہاتھ سے ٹوٹا تراق سے شیشہ

ہمین تو جام ہی بڑھا لیتا رہا ساقی
ہوا نصیب کبھی اتفاق سے شیشہ

بہت دنونمین جو ہوتی ہے بزم وصل نصیب
لئے ہو جام سے کیا اشتیاق سے شیشہ

نکر فلک سے طلب شربت محبت کی
ہوا ہوا ہے یہ زہر نفاق سے شیشہ

اگر اشارہ ہو کچھ چشم مست ساقی کا
تو آئے بزم مین اک طمطراق سے شیشہ

ہوا ہے خلق کا کیوں ازدحام بیہودہ
جو اشک و خون نہ ہو بیفائدہ ہے دیدۂ دن [illegible]
اثر سے تیشۂ محبت کی نقش بر قائل [illegible]
ہے اُسکا خیال یا ہمیں صبح و شام بیہودہ
نصیب ہو [illegible] زنخ زن بیہودہ
کہ جس سے ہر ایک سے تو وہ کلام بیہودہ
[illegible] مشہور نام بیہودہ

دیکھا

[illegible] ظفر اب کی تجھی
[illegible]

بغیر بادہ کے مینا و جام بیہودہ
اثر سے خام [illegible]
ہے ایک لاف ہی [illegible] بیہودہ
جو دل میں [illegible] بیہودہ
کہ [illegible] عشق
نہیں دہن میں [illegible] بیہودہ
کلام کرتا ہے [illegible] بیہودہ

جھپکتی سب کی ہے اُس شوخ پر عتاب سے آنکھ
وہ کون ہے کہ اُڑی جسکی آفتاب سے آنکھ

کیا گناہوں نے میرے مجھے یہ شرمندہ
کہ میری اُٹھ نہیں سکتی کبھی حجاب سے آنکھ

صفائی دیدہ کی دیکھو حیا کا میل نہیں
مثال آئینہ دھوئی ہوئی ہے آب سے آنکھ

ہووے قابل نظارۂ گُلِ رخسار
ہزار بار اگر دھوئیں ہم گلاب سے آنکھ

ہے ہی خون کسیکا یہ تیرا غمزۂ چشم
نہیں ہے سُرخ تری نشۂ شراب سے آنکھ

تری جو عارضِ روشن کی اک جھلک دیکھی
بس اپنی سیر ہوئی سیرِ ماہتاب سے آنکھ

ہوا خراب وہ خانہ بخانہ وحشت میں
تمھاری پھر گئی جس خانماں خراب سے آنکھ

یہ میرے طالعِ خفتہ نے تو بیان ہیں کہ وہ
جب آئیں خواب میں کھلجائے میری خواب سے آنکھ

خدانے دی ہے نظر جس اُسے ظفر اُسکی
رہی ہے ایک ہی پیری تلک شباب سے آنکھ

ابھی تو سوا تیرے کسی پر نہ پڑی آنکھ
سو پردۂ محمل اے پردہ نشین تجھ سے لڑی آنکھ

کیا پوچھتے ہو رات ہے کسطرح گذر گئی
لگتی ہے شبِ فرقت میں نہیں ایک گھڑی آنکھ

ہر ایک مژہ کو مرے ٹکڑوں سے جگر کے
کیا خوب بنا دیتی ہے پھولوں کی چھڑی آنکھ

دنیا کی شد آمد کا شریفوں کو تحمل
کیونکر ہو اُٹھا سکتی نہیں جو بگڑی آنکھ

تھا ہر نگرِ دل یون تو ہیں سب ابروؤ مژگان
پر آفتِ جان سب سے ہے اے شوخ بڑی آنکھ

کیونکر نہ جلے دیکھکے پروانہ کہ سب سے
اے شمع لڑائی ہے تو بے شرم کھڑی آنکھ

[illegible]

مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| کشاد کار ہو دل کی کہین کھلے جلدی | الٰہی گوشہ ابروی مہ جبین کی گانٹھ |
| بغیر ناخن موج حنا کبھی نہ کھلے | حباب وار ہمارے دل حزین کی گانٹھ |
| خدا بچائے کہ عارض پہ سبزہ رنگو نکلے | یہ گانٹھ زہر کی ہے خال عنبرین کی گانٹھ |

ظفر جدا ہو نہ تسبیح سے کبھی زنار
ہر ایک دانہ کو گھٹ مین ہے کفر و دین کی گانٹھ

| | |
|---|---|
| لب خوبان مہ جمال کو دیکھ | مجکو آتی ہنسی ہلال کو دیکھ |
| تیرا کلک خیال ہے نقشہ | کھینچا بن دیکھے اس کمال کو دیکھ |
| ہو قیامت بپا قیامت پر | تیرے قامت کو تیری چال کو دیکھ |
| اے دل اس زلف سے الجھ کر تو | سر پہ لیتا ہے کیون وبال کو دیکھ |
| رکھتا ہون مین خیال وصل ترا | مجکو دیکھ اور میرے خیال کو دیکھ |
| تیرہ بختون کا کوکب طالع | گر نہ دیکھا ہو اپنے خال کو دیکھ |
| بوسہ مانگون تو وہ کہے ہنسکر | اپنے منہ کو اور اس سوال کو دیکھ |
| ہے یقین جلد آئے گا قاصد | کہہ گیا ہے وہ میرے حال کو دیکھ |

پڑھتا ہون قافیہ بدل کے غزل
اے ظفر میری بول چال کو دیکھ

| | |
|---|---|
| تو اٹھا کر نظر ادھر کو دیکھ | مین رہا ہون تری نظر کو دیکھ |

دیباچہ

دیباچہ

وان ہے ترتیب نفع کہین ن کوئی نہو
جب ہے مزا اکیلے ہمین ہون کوئی نہو

افسوس آہ و نالہ فغان تیری گوش زد
تا چرخ جای ماہ جبین ہون کوئی نہو

بہتر ہے واقف اپنا اگر دل کی راز سے
رکھتی جو عشق پردہ نشین ہون کوئی نہو

دیکھا ہو تنکو ہمنے خدائی مین دوستو
جیسے یہ دشمن دل و دین ہون کوئی نہو

افسوس ہے کہ خنجر و شمشیر اپنے پاس
جب غیر ہمیہ صین بجبین ہون کوئی نہو

ہمتاب تیری گوہر دندان سے بحر حسن
ہیرے ہوان خواہ در ثمین ہون کوئی نہو

یون تو ہون جان نثار سبھی اپنے بوالہوس
جب کھینچتے وہ خنجر کین ہون کوئی نہو

کیا ہی ہما ہمی ہے بتون کو بھی ای ظفر
کہتے ہین یہ جہان مین ہمین ہون کوئی نہو

تو خط خطا کی نہ تم تحریر کی توبہ کرو
لیک جھوٹی جھوٹی اس تقریر کی توبہ کرو

بوسہ لیکر قسمی نہین ہمنے لیا بجرم مین
مہربان تجویز سے تعزیر کی توبہ کرو

کہتی ہے وہ زلف اپنی عہد مین آہنگرو
تم اگر ہٹ سے آہنی زنجیر کی توبہ کرو

اپنے منہ سے آپ کہتی ہو کہ ہین تقصیر وار
ہمنے مانا تمنے گر تقصیر کی توبہ کرو

ملگئے اس خاک مین کیا کیا محل جون نقش پا
غافلو اس فکر سے تعمیر کی توبہ کرو

آگئے پہلے ہی قبضہ مین تمہارے ای میان
کیون علم پھر اپنے یون شمشیر کی توبہ کرو

منہ ہے کیا ای مانی و بہزاد جو کھینچو گے تم
کچھ شبیہ اس عالم تصویر کی توبہ کرو

نہ اہل حلم دل مین بات رکھ کر ہون گران خاطر
کہ رکھے دل مین اُلٹے کو نہ کچھ کہسار سیدھی کو

ہمیشہ کجروی کی بات ہے مقبول عالم مین
سمجھتے ہین خلش گر دل مین مثل خار سیدھی کو

نہو تی نستر ہر گز راست بازو نکی زمانے مین
سمجھتا ہی نہین ہے چرخ کجرفتار سیدھی کو

ظفر کیسی بڑھادی غیر نے بٹی انھین اُلٹی
کہ وان اقرار اُلٹی کو یہان انکار سیدھی کو

وحشت یہ کہہ رہی ہی کہ گھر سی نکل چلو
آئی بہار پھر تئے سر سے نکل چلو

جانا ہے کوی یار مین تمکو اگر شتاب
ای طفل اشک دیدۂ تر سے نکل چلو

بیم رقیب ہو جو مری گھر کی راہ مین
ایجان اور راہگذر سے نکل چلو

گردش مین چشم قبلہ نما کیطرح سے ہے
جب جان چھپ کے میری نظر سی نکل چلو

فرقت مین کہہ رہی ہے مری آہ گرم د
سینہ مین دل سی جان سے جگر سے نکل چلو

کہتا خدنگ نالہ سے ہو اپنا تیر آہ
نہ گنبد فلک کی سپہر سے نکل چلو

تم بات بھی نہ راہ مین اغیار سے کرو
لڑتے جھگڑتے اپنے ظفر سے نکل چلو

خدنگ یار کہاں جاتے ہو ابھی جاناں | ہمارے دل میں ذرا تم مکان تو پکڑو
جتانا اپنی نزاکت ہمیں ہے گلشن میں | تم اس خطا پہ ذرا گل کے کان تو پکڑو

پھر آج بھاگ چلا دل اسی گلی کو ظفر
کہ اسکو جو اسے مہربان تو پکڑو

دیکھکر رخ پر کھلی زلف چلیپا رات کو | اور بھی ہمکو ہوا وہ چند سودا رات کو
یا وہ خال رخ میں تیرے ہے بلبل سو گئے | ہم پڑے گنتے رہے اک ایک تارا رات کو
دانگ ہے زلف میں تیرے اے زہرہ جبیں | یا فلک پر کہکشاں کا خط ہے سید ھارات کو
چاند سے مکھڑے پہ ہے تیرے ہر اک بل زلف | چاندنی میں پھر رہا ہے سانپ کالا رات کو
آپ یوں چھپ چھپ کے کوئے یار میں جاتے تو ہیں | حضرت دل پاسبان سے ہو نہ جھگڑا رات کو
ہر سا آنکھوں تیری وحشی اے آہو نگاہ | بیٹھتے ہیں اک کہیا کر مرگ چھالا رات کو
در ہے چشم ماہ کی تمکو نہ لگ جاے نظر | دیکھو کوٹھے پر چڑھوا ہے تمہارا رات کو

## قطعہ

تم جو کہتے ہو کہ دن کو ہے تماشا فرح افزا | گھر میں میرا اے ظفر تو شوق سے آؤ رات کو
ہنجے دربانوں سے یہ کہدو ہمیں تو کچھ نہیں | ورنہ ہو جائیگا در پر مفت دنگا رات کو

## دیگر

دیکھو بوسہ جو بتا ہو شرما سے مانگو | ابھی اے حضرت دل خیر خدا سے مانگو

جو تجھے مانگنا ہو اسے خدا سے مانگو
دولت شاہی باطن بھی اگر چاہئے ہو
تو ارادت سے ظفر قوم فقرا سے مانگو
اس کے در سے نہیں محروم کوئی بھی جاتا
[illegible] حضرت دل اپنی [illegible] سے مانگو
کوئی دم اور بھی دیدار صنم [illegible]
لاؤ [illegible] دم اور دلاسا مانگو
[illegible] دم بازو کو درد ہوں [illegible]
[illegible] آب تو آتش غم [illegible] سے مانگو
الاماں عشق [illegible]
[illegible] محبت سے [illegible] مانگو
اون گلشن عالم کی مخالف سے ہوا [illegible] مانگو

## دیگر

تمھاری چشم کے کشتوں میں جو نامی مقرر ہو
تو پھر رنگ کفن بھی اسکا بادامی مقرر ہو
دلا جاتا ہے کوئے یار میں تو [illegible] ہو
کہ [illegible] ہمیں [illegible] نامی مقرر ہو

[illegible]

ملینگے بوالہوس آسانہ میدان محبت سے | اگر ہم کشتۂ تیغ جفا ہونگے تو ہونیدو
ذرا آئین سیہہ مقتل عشاق تک اپنے | جولا کھون فتنۂ محشر بپا ہونگے تو ہونیدو
اٹھینگے ہمنشین ہم نہ ہرگز کوی جانان سے | جو پامال عدو جون نقش پا ہونگے تو ہونیدو
رہینگے غرق ہی دائم ہم انکی بحر الفت مین | اگر اسپر بھی وہ ناآشنا ہونگے تو ہونے دو
چلے ہین کوچۂ گیسو مین شامت حضرت دلکی | بلا سے وان گرفتار بلا ہونگے تو ہونیدو

ظفر تم آج شب کو گھر مین اُس مہوش کے جا دیکھو
بلا سے اسکے چرچے جا بجا ہونگے تو ہونیدو

تری زلفون کا ہوا جبسے کہ سودا ہم کو | ایک اندھیر جہان مین نظر آیا ہمکو

## مطلع ثانی

دیچکے آپ تسلی و دلاسا ہمکو | مرحمت کیجیے اب دل ہی ہمارا ہمکو
ہمیہ اسطرح جو رکھتے ہو روا جور و ستم | کیا نہین جانتے بُت بندہ خدا کا ہمکو
اپنی برگشتگی بخت کا یارب ہو برا | دین بھلائی پہ الزام وہ اُلٹا ہمکو
شغل آئینہ جو ہم آٹھ پہر رکھتے ہین | اپنی صورت مین وہی نظر آتا ہمکو
نہ ہوا دشت نوردی کی جو طاقت تو جنون | کنج زندان ہی مین پھر تو نے بٹھایا ہمکو
عمر کی ہمنے بسر بے ہنری مین یونہین | وای قسمت نہ ہنر کوئی بھی آیا ہمکو
کچھ تو تھی دلمین کدورت کہ جو بے خط و غبار | ایک خط اس بت تو خط نے نہ لکھا ہمکو

[illegible]

دیگر

[illegible]

پھر مجھ پر چھوڑا تمنے ملنا غیر کا پیارے
ہمین تو کھا گیا یہ غم بھلا مانو برا مانو

تمھاری دوستی مین مر گئے لاکھون پہ رحم آیا
تمھین ہو دشمن عالم بھلا مانو برا مانو

برے دن کو منھ لگاتے ہو بھلون سے تمکو نفرت ہے
ظفر کو ہے یہی بس غم بھلا مانو برا مانو

یون رہو غیر کے گھر پھر خفگی کیونکہ نہو
کبھی آؤ ادھر پھر خفگی کیونکہ نہو

شب جو باہر کرو اُس گھر مین تم سحر تلک
اسطرح دودھ پھر خفگی کیونکہ نہو

ہم نہین چھوڑتے ہین اُسکا خیال رخ یار
ہمیشہ یون شام و سحر پھر خفگی کیونکہ نہو

دبرو اس رخ روشن کی شب ماہ مین ہم
دیکھینگے سوئے قمر پھر خفگی کیونکہ نہو

اشک جاتی ہی دلا جی سے گذر جاتی ہین
کچھ توقف ہو اگر پھر خفگی کیونکہ نہو

ابر مژگان سے جو ہر روز کہے تو برسات
آنکھ کی دیدۂ تر پھر خفگی کیونکہ نہو

جھوٹی سچی جو مری اُسنے لگائین باتین
ایسے لوگون سے ظفر پھر خفگی کیونکہ نہو

تصور زلف مشکین کا ہے کیسی بندھا مجھکو
جہان مین جو نظر آتا ہے اک اندھیرا سا مجھکو

## مطلع ثانی

کہا بلبل عشق گل مین جو حاصل ہوا مجھکو
آہ غنچے ہین بجا کر چٹکیان دیتے اڑا مجھکو

[illegible]

## مطلع ثانی

[illegible]

| | |
|---|---|
| پھر دین نمک گر زخم جگر مین جائے مرہم چارہ گر | |
| | دل کو مرے حاصل ہو مزا کیا اچھا ہو کیا اچھا ہو |
| ہے یہ تمنا بعد فنا گر خاک اوڑا کر لے جائے | |
| | اُسکی گلی مین باد صبا کیا اچھا ہو کیا اچھا ہو |
| اور مرض گر کچھ ہووے تو شاید اچھا ہو جائے | |
| | لیک صنم بیمار ترا کیا اچھا ہو کیا اچھا ہو |
| کشتہ قامت اُس کا ڈر کے چلتے ہین سب اُٹھ اُٹھ کر | |
| | گر دین اگر اک حشر بپا کیا اچھا ہو کیا اچھا ہو |
| یہ جو پڑا ہے پردہ غفلت اپنے دیدہ دل پہ ظفر | |
| | کوئی اگر دے اسکو اُٹھا کیا اچھا ہو کیا اچھا ہو |

وہ باقی ہین مری حسرت نم با فراغ مین بو
کوئی تو غیرت گلزار آج آیا ہے
سرشک تلخی غم ہین جو داغ سوزان ہین
کلیجہ سوز دروں سے ہے بھن گیا شاید
گرے جو اُس لب میگون سے قطرہ دریا مین
او گے ہے لالہ کہان قیس کوہکن کی یہ

شگفتہ داغ نہین انکے یہ دماغ مین بو
مہک رہی ہے جو کچھ اور صحن باغ مین بو
تو کڑوے تیل کی آتی ہے اس چراغ مین بو
جلی جلی سی کچھ آتی ہے دلکے داغ مین بو
شراب کیسی حباب بنکے ہوا ایاغ مین بو
ہنوز خون کی آتی ہے کوہ و راغ مین بو

دیگر

دیگر

مخمور

کیا جو تمنے میرے ساتھ اپنے دل سے وہ پوچھو
مجھے بس چپ ہی تم رہنے دو کھلواؤ زبان کیون ہو
یقین جب یہ ہوا تم کو نہیں کوئی حسین مجھ سا
تو پھر فرمایئے میری طرف سے بدگمان کیون ہو
نکل سکتی ہے چھکر دل سے کوئی پھانس الفت کی
مگر اے ناصحو تم دل مین لیتے چٹکیان کیون ہو
تم اس جان جہان کو جانتے ہو ہے وہ ہرجائی
ظفر اسکے لیے پھر ہوتے رسوائے جہان کیون ہو

آؤ اپنے ہوش مین مستو جتنے ہو اتنے ہی رہو
پی چکے ہو مست تم یارو جتنے ہو اتنے ہی رہو
کھینچتے ہو تم کیون نخوت سے مثل سرو بالا
ہو گئے حقیر آنکھون مین دیکھو جتنے ہو اتنے ہی رہو
گر ہوا مین سرکشی اتنی کرتے ہو کیون مثل حباب
بحر فنا مین اک دو نفس ہو جتنے ہو اتنے ہی رہو
گرد گنہ سے دامن اپنا پاک ہو کتنی کس کہے
اے گریبان مین منہ ڈالو جتنے ہو اتنے ہی رہو
لوگ جتنا باتین جو آگے تمھاری بڑھ بڑھ کر
انسے تم آشنا کہدو جتنے ہو اتنے ہی رہو
اے غم درد عشق محبت تمہیں مری کچھ تم نہ بن
ای ہو قلت ای کثرت سا ہو جتنے ہو اتنے ہی رہو

بوسہ لب جو ہمنے مانگا انسے ظفر تو کہنے لگے
حد سے زیادہ بڑھیو نہ دیکھو جتنے ہو اتنے ہی رہو

تو دور ہی سے ہزار آئے کرو درود
کیا کام آ کے یار بھی آئے کرو درود
دیکھی تم نے کشف و کرامات ایک مین
بیدل تمھارا ہو نہ نثار آئے کرو درود

کیا اچھا ہو
وہ بت اگر آکے ذرا سا کیا اچھا ہو
اس سے ملا دے مرا خدا اگر کیا اچھا ہو

تعریف تیغ ابروے پرخم کی اپنے تم
کیا سنتے ہند مین جو صفاہان مین سنو

جرچا تم اپنی چشم سیہ مست کا مدام
ہر ایک مے فروش کی دوکان مین سنو

قصہ بیان خار سے وحشت کا میری تم
کہہ دیتے شیون سے بیابان مین سنو

سنتے ہو گر برائی کسیکی تو غافلو
منہ ڈال کر تم اپنے گریبان مین سنو

کہتے تھے ہم دکھاؤ نہ اپنی ادا و آن
تو قتل کتنے ہو گئے اک آن مین سنو

سنتے ہو جسکا ملک سلیمان مین شور حسن
دھوم اُس پری کی جا کی پرستان مین سنو

دیکھو نہ کوئی تذکرہ پھر ایک بھی غزل
پڑھوا کے تم ظفر کے جو دیوان مین سنو

نیکو مین ہو نہ بو شیشہ نکو خوئی کی بو
جو ہے خوشبو سمین کب چھپتی ہے خوشخوئی کی بو

اے گل رعنا دو رنگی ہے بری ہر بات مین
بات مین تیری نہ پائی ہمنے یکسوئی کی بو

کیون لگاتا منہ ہے بدگویون کو اے غنچہ دہن
انکے منہ مین سے چلی آتی ہے بدگوئی کی بو

وہ معطر ہے ضیائی سر ترے خوبرو
لے بلائین بوستان سے نکھی اگر دلی کی بو

ایک مدت اس چمن مین ہم پھرے مثل صبا
پر کسی گل مین نہ پائی ہمنے دلجوئی کی بو

گلبدن سے بدنکی کیا کہون خوشبو کہ واہ
ز چنبیلی کی ہے بو ایسی نہ ہے جوہی کی بو

زلف نے اسکو سکھائی کج ادائی اے ظفر
نکلے ہے ہر بات مین اسکی جو خم ردائی کی بو

کیا

نالہ مرا یہ وہ ہے بلا سُن سن کے جسے اے رشک پری
ہو پہنچتا اک آسیب سے گوش چمن دلبستر کے پردے کو

تا یہ تجھے در پردہ دیکھیں اور نہ دیکھے کوئی انھیں
آنکھوں نے باندھا اس خاطر مژگان تر کے پردے کو

عشق ترا اے شوخ پری وش کرتا ہے کیا کیا پردہ دری
دست جنوں سے میری قبا کے ٹکڑے کر کے پردے کو

واسطے ہے اس شمع کے بہتر شعلہ رخ فانوس بھی
کھینچیے برقع منہ کا اپنے چشم ظفر کے پردے کو

نہ جانے دونگا اسے آج ہمنشیں کچھ ہو
بلا سے مجھ سے وہ خوش ہو کہ خشمگیں کچھ ہو

وہ میں نہیں کہ شکایت کروں کسی سے تری
کروں تو جبکہ مرے دل میں بھی کہیں کچھ ہو

جو آئینگے سر میدان امتحان سرباز
جھکائی دینگے وہ سر زیر تیغ کیں کچھ ہو

کریں نثار دل و جان و دین و ایمان تک
اسے ہماری محبت کا گر یقیں کچھ ہو

جو میرے قتل کا ہے قصد تمکو بسم اللہ
چڑھاؤ تیغ بکف ہو کے آستیں کچھ ہو

فروغ حسن سے تیری ہو شمع کیا مہتاب
جو ہو تو چرخ پہ شاید مہ جبیں کچھ ہو

کرے جلا کے بلا سے ہمیں وہ خاکستر
ظفر کرینگے ہم اک آہ آتشیں کچھ ہو

| | |
|---|---|
| ہے کیا خزانہ درم داغ کا حساب | جب جا ہو ایکا ایک درم ہمسے پوچھ لو |
| کہتے ہو جنکو حضرت دل لعل شکرین | ہین وہ تمہاری واسطے سم ہمسے پوچھ لو |
| لکھا نصیب کا ہی یہ لکھوائین اُن سے غیر | جب کچھ کرو کسی کو رقم ہمسے پوچھ لو |
| پوچھو نہ یہ رقیب سے کہاتے ہین کیونکہ غم | واقف نرے اسکے ہین ہم ہمسے پوچھ لو |

ہم جانتے ہین روتے ہو جسکے لیے ظفر
یہ ماجرائے دیدۂ نم ہمسے پوچھ لو

میرے اسکے ملنے کی لوگون کو خبر ہو کیونکہ نہو
چرچا اسکا روز سر ہر راہ گذر ہو کیونکہ نہو
مین جو ہون سرگرم فغان تو وہ بھی آہین سرد بھر
گرم و سرد محبت کا دونون کو اثر ہو کیونکہ نہو
عشق مین اسکے چاک ہو میرا سینہ جو مانند کتان
غم سے میرے داغ بدل وہ رشک قمر ہو کیونکہ نہو
جیب پہ نم اشکون سے پان پاٹ بہنے جو دریا کا
مثل چادر آب روان دامن تر ہو کیونکہ نہو
جلتے گذرے سارا دن جو مجھکو یان خورشید صفت
شمع نمط وان سوزش دل سے رات بسر ہو کیونکہ نہو

قتل کرے گر تمکو ظفر وہ کیا ہے قصہ یہ اس قاتل کا
کرتے اسکے سامنے جاکر عشق کا دعوی تم ہی تو ہو

## دیگر

چاندنی کس جا دیکھنے شب کو نور کے تڑکے آئے ہو
منہہ جو بنا کر آئے ہو تم کس سے بگڑ کے آئے ہو

پوچھتا ہے دیوانوں سے ترے دست میں مجنوں رو رو کر
کیوں تم یاں اے خانہ خرابو گھر سے اُجڑ کے آئے ہو

کیونکہ نہ روئیں حضرت دل ہم تمکو لگا کر سینے سے
مدت میں تم پاس ہمارے وان سے بچھڑ کے آئے ہو

لیکے جواب خط کو ہمارے وان سے تم اے نامہ برو
آئے ہو تو لیکن کیا کیا پانوں رگڑ کے آئے ہو

یہ تو ذرا اے دیدۂ گریاں پوچھ تو اپنے اشکوں سے
گرم جو ہو کر آئے ہو لڑ کو کس سے لڑ کے آئے ہو

ایک گھڑی کا وعدہ کر کر چار گھڑی کے عرصے میں
آئے ہو تو بات نئی اک دل سے گھڑ کے آئے ہو

بند کیا ہے اُسنے اپنے گھر کے آنے والوں کو
کیا جانے کیا کس کسکے ظفر تم پانو پڑ کے آئے ہو

بیچتے ہین نقد دل ہم عشق کے بازار مین | شوق سے لے جسکو ہو درکار اسمین کوئی ہو

ہو وہی جانے جسے وے شربت دیدار تو | اک انار اور سیکڑون بیمار اسمین کوئی ہو

دون جگہ دل مین اسے جانون جسے دلسوز تین | نالہ ہو یا آہ آتشبار اسمین کوئی ہو

تیری چشم مست کو جو دیکھے ہو جائے خراب | خواہ صوفی خواہ ہو میخوار اسمین کوئی ہو

ہو رفو کیونکر ہوا سارا گریبان تار تار | یہ تو ہان جب ہو کہ ثابت تار اسمین کوئی ہو

تو بچے اسکو نہ دل اسمین نہو مہر و وفا | مہر طلعت ہو کہ مہ رخسار اسمین کوئی ہو

جان و دل ایمان و دین صبر و خرد جام مین سب | اسلیے شاید پسند یار اسمین کوئی ہو

اپنا ہم مذہب وہی جسکا مذہب عشق ہو
اے ظفر کافر ہو یا دیندار اسمین کوئی ہو

لاتے ہو کیون حضرت دل یہ شکوہ دس مین جانے دو
جاتی رہین گر الفت کی وہ پہلی رسمین جانے دو

جائیگا کیونکر تا بچمن صیاد وہ بے بال و پر
جائے اگر پھر اُلٹا پھر کر دام و قفس مین جلنے دو

کرتے ہو اس سوختہ جان کو دیکھو کیون سرگرم فغان
دیگا جلا یہ ساری جہان کو اک نفس مین جانے دو

کوچہ مین اسکے دن کو ملکے کر اوقات بسر | کمتا ہو جان دل کو نہ الجھو اسمین جانے دو

[illegible — diagonal marginal text]

غم مجھے کھانیکو دو اور خون دل پینے کو دو
اے طبیبو نے غذا کا نے دوا کا نام لو

یہ خطا شانہ سے ہو برہم کرے وہ زلف کو
اور خطا وار ہمین تم اس بے خطا کا نام لو

جو تمھارے جی مین آئی ناصحو فرماؤ تم
پر نہ میری سامنے ترک وفا کا نام لو

خون عاشق سے کرو رنگین جو ہاتھ اے نگار
پھر کبھی ہرگز نہ تم رنگ حنا کا نام لو

حضرت دل اپنی گر جیتے چھٹو اس زلف سے
پھر نہ جیتے جی تم اس کالی بلا کا نام لو

اے ظفر چشم و نگہ یا غمزہ و ناز و ادا
کون دل کو لیگیا اس دلربا کا نام لو

سمجھکر جو برا مجکو برا کہتے ہین کہنے دو
اگر سچ ہے مین برا ہو وہ بجا ان کہتے ہین کہنے دو

نہ لینگے نام جیتے جی ہم انکی آشنائی کا
اگرچہ وہ ہمین نا آشنا کہتے ہین کہنے دو

نہ چھوڑونگا خیال زلف مجکو حضرت ناصح
بلا سے گر گرفتار بلا کہتے ہین کہنے دو

ہنسی آتی ہے گر تمکو ہنسو تم شوق سے لیکن
یہ ہم روئیکا اپنے ماجرا کہتے ہین کہنے دو

وہ کہتے ہین نہ باز آئینگے اس ظلم و جفا سے ہم
اگر عشاق ہمکو پر جفا کہتے ہین کہنے دو

نہ دو کو میرے غمخوارو نکو میرا حال کہنے دو
لگا کر کان سن لو تم وہ کیا کہتے ہین کہنے دو

ظفر اب بھی لو بوسہ تم انکے لعل میگون کا
اگر وہ ہمکو بے شرم و حیا کہتے ہین کہنے دو

خط بھی کبھی جو ہمکو لطف و کرم سے لکھو
خط شکستہ مین وہ ٹوٹی قلم سے لکھو

دیگر

[illegible — diagonal marginal text]

دیگر

[illegible]

دیگر

پارۂ دل کوئی لخت جگر پہونچا تو دو ۔ انستانی میری وان اسکو مگر پہونچا تو دو

سنکے آئے یا نہ آئے ہمدمو وہ بیخبر ۔ پر اسے یکبار تم میری خبر پہونچا تو دو

کسنا چھوکون سے ہوا کے ہے تن لاغر مرا ۔ گر اوٹھا یا ہی مجھے تو اسکے گھر پہونچا تو دو

خوب سرگردان پھرایا حضرت عشق آپنے ۔ لیک مجکو منزل مقصود پر پہونچا تو دو

وصل کی شب تم کرو جس سے کنارا ہے یقین ۔ گور کے اسکو کنارے تا سحر پہونچا تو دو

قدر و قیمت کچھ تو ہو معلوم در اشک کی ۔ جوہری بازار تک تم یہ گہر پہونچا تو دو

جو کہ ہونا ہو سو ہو پر دامن دلدار تک
ہاتھ اپنا ایک دن تم ای ظفر پہونچا تو دو

اس ستمگر جفا کی طرز بیداد کچھ نپوچھو ۔ جو وہ ستم کر رہے ایجاد کچھ نپوچھو

پوچھو نپوچھو دل کا یون حال تم ہمارے ۔ پر تھر ہی جو سنکر فریاد کچھ نپوچھو

مانند نکہت گل عمر اپنی اس چمن مین ۔ کی جسطرح سے ہمنے برباد کچھ نپوچھو

جو کچھ ہے حال میرا صورت ہی سے عیان ہے ۔ کیا پوچھتے ہو میری روداد کچھ نپوچھو

دو چار خون گرفتہ روز اسکو قتل کرتے ۔ جلیسا ہی اسکا غمزہ جلاد کچھ نپوچھو

احوال دل ظفر کا کیا پوچھتے ہو پیارے
کیا جانے شاد ہے یا ناشاد کچھ نپوچھو

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

[illegible]

| | |
|---|---|
| زاہد و بیٹھکر رند و نمین باندھو پگڑی | اور جو کھانا ہو کوئی ڈھول کہ جھکڑ باندھو |
| ہم جو اک بات کہین بزم مین تم سے بلحاظ | جھاڑ تم گالیون کے بول کی پھکڑ باندھو |
| دست دبا تار سے زاہد کے ہین ایسے بند د | تم ہو شاعر تو مقرر اُسے مکڑ باندھو |
| بھول جاؤ تو بلا سے مجھے یہ یہ ڈر ہے | مجھ پہ بہتان نکوئی بنکے بھکڑ باندھو |

اے ظفر دل کے دھوئین مین ہے نہایت تلخی
تم خمیرہ اُسے ٹھہراؤ کہ کلکڑ باندھو

| | |
|---|---|
| کون کہتا ہے کہ تو کلفت دل شستہ بصد غم دھو | لیکن اے گریہ کدورت خاطر دلبر سے دھو |
| زخم دھونی ہین مری منظور گر اے چارہ گر | تو اُسی قاتل کی تو آب دم خنجر سے دھو |
| دھو سکے تقدیر کے لکھے کو کوئی کسطرح | نہین وہ حرف دین جو لکھے تختی پر سے دھو |
| تو نے اے غافل اگر دھویا بدن سارا تو کیا | دھو سکے تو میل دنیا دلکی تو اندر سے دھو |
| جوش گریہ دھوئے کیا داغ دل خونگشتہ کو | دیر ہے باران کب سیاہی لالۂ احمر سے دھو |
| محتسب میخانہ مین آیا لیے سنگ ستم | ساقیا لبریز تھا جو شیشہ و ساغر سے دھو |

روسیاہی کو جو دھوئے نامۂ اعمال کی
اے ظفر اپنے وفور اشک چشم تر سے دھو

| | |
|---|---|
| زیادہ جو مہ حسن و جمال مین تم ہو | پری کو لاتے بھلا کب خیال مین تم ہو |
| بنا کے سرمہ کا تل زیر ابرو در چشم | دکھاتے ہمکو ستارہ ہلال مین تم ہو |

[illegible]

| | |
|---|---|
| جو پردے مین رہتے ہین اُنسے کیا کہتے ہو پردے ہو | چاہیے کہنا پردہ دار و بے پردہ دنکو پردے ہو |
| کسکو مہمان گھر مین رکھوگے اپنے ایسے تکلف ہے | آج نئے دالان مین یہ بندھواتے تم پردے ہو |
| ایکر ساتھ رقیبون کے تم بزم مین جام صہبا کو | شرم وحیا کے کیون یہ اُٹھاتے آنکھو نسے دیکھو پردے ہو |
| ہمسے ہی یہ پردہ تمکو آتے ہین جب گھر مین ہم | ڈالتے اک اک پردے پر تم ہر جا دو دو پردے ہو |
| دیکھتے ہین ہم چلمن مین سے آپ صریحا جھانکتے ہین | چھپکر سب کے بیٹھے ہوے ظاہر مین گویا پردے ہو |
| دیکھتے ہین جو تمکو ہمیشہ اپنی چشم تصور سے | چاہو تم بے پردہ ہو اُنسے پیارے چاہو پردے ہو |
| مثل شمع فانوسی کب جلوہ تمھارا چھپتا ہے | بیٹھے ظفر سے چھپکے کیون ای پردہ نشینو پردے ہو |

| | |
|---|---|
| محفل شادی ظفر آج بھی ہو کل بھی ہو | گھر ترا شادی کا گھر آج بھی ہو کل بھی ہو |
| راتکو ہو رت جگا دنکو ہو صحنک بھی شہا | دھوم شام و سحر آج بھی ہو کل بھی ہو |

نہ جلکے خاک ہو جبتک مثال پروانہ
طپش ہو دل کی ہماری فرو تو کیونکر ہو

ترے مریض کو سو سو علاج ہون لیکن
شفا نہ اسکی نصیبو نہین ہو تو کیونکر ہو

کسی پہ راز نہان دل کا میرے اے آنکھون
جو تم نہ گریہ سے افشا کرو تو کیونکر ہو

یہ ہم بھی چاہتے ہین ترک عشق ہو لیکن
جو دل بہ بس نہو اے ناصحو تو کیونکر ہو

ملین نہ خاک مین جبتک تمہارے کشتۂ ناز
دمیدہ خاک سے ہو ماز لو تو کیونکر ہو

جگر پہ زخم تو کھائے مگر مزا حاصل
نمک فشان ہو نہ وہ جنگجو تو کیونکر ہو

کرم کہان کہ ستم بھی ہو کرتے ناز سے تم
جو یہ بھی ہو تو غنیمت ہے وہ تو کیونکر ہو

جھکاتی سر نہین آزاد راستی شیوہ
چمن مین سرو جو ہو سرفرو تو کیونکر ہو

ظفر جو ہو نہ محبت مین دل سے دل کو راہ
وہ میرے حال سے آگاہ ہو تو کیونکر ہو

عجب ہے مصحف رخ سے ہو گر اخلاص گیسو کو
وہ ہندو اور یہ قرآن کلام کیا قرآن سے ہندو کو

کہان اُس چشم وحشی مین ہے یہ تحریر کاجل کی
سیہ ریشم کی ڈوری سے مگر باندھا ہے آہو کو

جو نسبت گردش چشم سیہ کو ہے ترے قاتل
تشبیہ دوش اُسکے ماتم نے کیا ہے چرخ مینو کو

بغیر از بیش و کم چاہو نظر مین تول لو حسن کو
کہ کچھ پاسنگ کی حاجت نہین ہے اس ترازو کو

عزیزو نمین نہین باقی ذرا ہم بو محبت کی
سفید ایسا زمانہ کیا یکبار لو ہو کو

وہ آرام دل و جان ہو نہ جبتک اپنے پہلو مین
کہو آرام کیونکر ہو ہمارے درد پہلو کو

## دیگر

کیا دیکھے کوئی اس رخ روشن کی تاب کو
جسکے نہ دیکھنے کی ہو تاب آفتاب کو

بوی عرق سے یار کے خوشبو ہے یہ دماغ
ہم سونگھتے نہین کبھی عطر گلاب کو

سودا نہ مجھکے نہین تری زلفون نے اے پری
دیوانہ کر دیا دل خانہ خراب کو

ہے شوق بوسۂ لب میگون تر انہین
منھ بھی نہین لگاتے وہ جام شراب کو

ہمنے یادہ معرکۂ عشق مین جواب
سب لا جواب ہو گئے سنکر جواب کو

کہتے ہین بادہ نوش نہین شفق نہین
شیشے مین آسمان کے بھرا ہے شہاب کو

دود جگر جو میرا اٹھا زیر آسمان
دیکھا نظر سے سب نے گھٹا کر سحاب کو

جب یاد آ گیا نمکین حسن یار کا
تر چین سے لگ گئین ہے مرد لگ کباب کو

کرتے ہین یاد ساغر صہبا کو بادہ کش
دریا مین دیکھتے ہین ظفر جب حباب کو

راضی وہ شوخ عربدہ جو دیکھین کس سے ہو
اُسکے غضب کا غصہ فرو دیکھین کس سے ہو

پیتے ہین یار بزم مین بھر بھر کے جام مے
خالی مگر سبو یہ سبو دیکھین کس سے ہو

کعبہ مین گر نماز کسی نے پڑھی تو کیا
سجدہ ادا ترے سر کو دیکھین کس سے ہو

شمشیر و خنجر آپکے دونون ہین آبدار
سیراب اپنا تشنہ گلو دیکھین کس سے ہو

ناصح نے میرا چاک گریبان تو سی دیا
لیکن یہ سینہ چاک رفو دیکھین کس سے ہو

مطلع ثانی

[illegible]

زمین پہ رکھتے تھے جو کہ اپنے زور میں پانو
وہ اب ضعیف میں لٹکائی بیٹھے گور میں پانو

چھپا نہ طائر دل تار زلف سے ہرگز
پھنسا یہ پھندے میں ایسا الجھ کے ڈور میں پانو

خلیدہ ہو کف پا میں خار مژگان کے
نہ ڈال دیکھ کے سر راہ چشم مور میں پانو

مجال کیا کہ جو پھیلائے رشتہ سوزن
تمہارے زخمیوں کے زخم دکھنے لگے جو ر میں پانو

ہوس کو دخل ہے کیا دل میں گور باطن کے
رکھے ہیں جو رہے ڈر مکان گور میں پانو

کرے رخ نمکین کے عرق سے اسکے حذر
قطرے سے کہتا ہوں ڈالنا نہ آب شور میں پانو

حلال خور کے گھر جائیے ظفر لیکن
نہ رکھیے کوسے حریص حرام خور میں پانو

نہ اتنا دور چلو عاقلو ٹھہر کے چلو
چڑھو نہ باؤ کے گھوڑے پہ تم اتر کے چلو

## مطلع ثانی

دکھاتے ناز تم اپنے ٹھہر ٹھہر کے چلو
مگر نہ دوش پہ غیر کے ہاتھ دھر کے چلو

الٰہی خیر ہو درپے ہے پھر دل بیتاب
کہ اٹھو کوچہ میں اس شوخ فتنہ گر کے چلو

جو دل میں ہو نہ کرو ہونٹ اور کچھ منظور
تو دیکھ کے ہمیں رستہ نہ تم کتر کے چلو

سنبھالو اے رفقا مجکو ناتوان ہوں میں
اٹھا کے جلد نہ اتنے قدم ٹھہر کے چلو

نکالا خط کہ ہے لکھنے کا تمنے وہ عنوان
کہ اسکے پڑھنے کو تم ساتھ نامہ بر کے چلو

فرو ہوئی نہیں آتش ہماری دل کی ابھی
ہماری خاک پہ دیکھو نہ پانوں دھر کے چلو

[illegible]

دیگر

دریا اشک تا بفلک ہو بخارات کو
کیون تو لبین جھوٹ پانی لگا منہ کا ہات کو

رکھتی گرہ مین دام ہی وہ زلف خم بخم
چاہے ابھی خرید لے سب کائنات کو

کیا کیا کٹے نہ رشک سے شمشاد باغ مین
وہ سرو قد دکھائے اگر اپنی گات کو

پروانے کو جلا کے گیا خاک بزم مین
لگجائے آگ شمع ترے التفات کو

کوچہ مین عشق کے ہین برابر شہ و گدا
کب پوچھتا ہی دان کوئی ذات و صفات کو

ہوتا نگین کیطرح سے ہی نامور وہی
کرلیتا دلپہ نقش جو ہی نیک بات کو

دیوان ظفر کا دلیہ کے کاتب ہین کہہ رہے
لکھین کہان تلک ترے ہم کلیات کو

ساتھ لو ہمکو تم جھڑے نہ پھرو
ڈر ہین اس پھر نہین پڑے نہ پھرو

میکشو خوش کہان جو تم جبتک
ساتھ مے کے لیے گھڑے نہ پھرو

پھرتے آوارہ کیون ہو حضرت دل
اُس گلی مین رہو پڑے نہ پھرو

جسپہ اُڑ جاؤ تم یقین ہے کہ پھر
رہو اُس بات پر اڑے نہ پھرو

اس زمانے کے چکنے چپڑے نہین
تم بھی چکنے بنے گھڑے نہ پھرو

کون کہتا ہے تم سے پھر آؤ
بات سن لو کھڑے کھڑے نہ پھرو

کرتی مضطر ہے دل صدا ان کی
سنکر پایلوئین کڑے نہ پھرو

دیکھو

[illegible] دندان وہ [illegible] دہن [illegible] ہیں
گر بتیں کسی [illegible]
کیا منھ [illegible] جو [illegible] مقابل
دریا بھرے [illegible] ہیں
[illegible] کیا شوق دید عارض [illegible]
[illegible] ہم پاس تیرے رہ ای نہیں [illegible] ہیں
دونوں طرف ہے جذب محبت کا [illegible]
[illegible] گردش [illegible]

کوچۂ جاناں میں ہم گریہ کناں بیٹھے تو ہیں
اب تک وہ پوچھی نہ پوچھی مردمان بیٹھے تو ہیں

دیکھیے ہوتا ہے کب تک مہربان وہ ماہ وش
ہم اسی امید میں ای آسمان بیٹھے تو ہیں

کیا غرض ہم کو جو ہوں منت کش تیغ اجل
قتل ہونیکو تری ہاتھوں سے ہاں بیٹھے تو ہیں

مر مٹیں گے تو بھی کوچے سے نہ اٹھینگے تری
جیسے مثل نقش پا جان جہان بیٹھے تو ہیں

دیکھیے کرتا ہے کب تک وہ کمان ابرو ہدف
لے کے ہم اپنی دلا خاطر نشان بیٹھے تو ہیں

ٹھوکریں کس کس کی کھائیں دیکھیے جوں سنگ راہ
کوچۂ دلدار میں ہم ناتوان بیٹھے تو ہیں

پوچھتے ہو تم ظفر کو یاں وہ آئے یا نہیں
آپ انھیں کہتے ہیں کیا ای مہربان بیٹھے تو ہیں

ہم آہ درد جدائی کہیں تو کس سے کہیں
نصیب تیری برائی کہیں تو کس سے کہیں

غبار دل میں ہے اُنکے ہماری جانب سے
عزیز و بہر صفائی کہیں تو کس سے کہیں

سمجھتے ہم ہیں اسے نارسائی تقدیر
جو واں نہیں ہے رسائی کہیں تو کس سے کہیں

ہماری دل میں ہے ای سوزش غم پنہان
جو تو نے آگ لگائی کہیں تو کس سے کہیں

حقیقت شب ہجران و روز فرقت ہم
بتاتی ہیں جو دکھائی کہیں تو کس سے کہیں

ہمارا قصۂ غم غم سے سنے تو کون سنے
یہ رنج و درد جدائی کہیں تو کس سے کہیں

جو دوستی میں ہو تو نکی ہے اپنا حال ظفر
عدو ہے ساری خدائی کہیں تو کس سے کہیں

[illegible]

## دیگر

عرق جو روے گلگون بت پرفن سے مین پونچھون
توگویا اُسکے رخسار گل گلشن سے مین پونچھون
سرشک خون کسی صورت نہین تھمتے نہین تھمتے
کہان تک دیدۂ خونبار کو دامن سے مین پونچھون
اسی سے ہے مری زیبایش تن خاکساری مین
غبار کوے جانان کیونکہ اپنے تن سے مین پونچھون
جو خون آلودہ ہے شمشیر قاتل کی تو ہونے دو
مجھے کیا کام جو سرخی لب دشمن سے مین پونچھون
ابھی ہر تار دامن کا برنگ موج دریا ہو
جو چشم اشکبار اپنی ذرا دامن سے مین پونچھون
جو پوچھون خاک تن سے ای جنون کس چیز سے پونچھون
جو پیراہن ہو میرے پاس پیراہن سے مین پونچھون
مسی آلودہ لب سے گر پسینا ای ظفر پونچھون
تو شبنم باغ مین برگ گل سوسن سے مین پونچھون

او بتو تم جیسے اہل بغض و کین ہوتے نہین
اور ایسے دشمن ایمان و دین ہوتے نہین

مطلع ثانی

ہستی کے میکدے مین ظفر کب ہوا اثر
روز ازل سے مست شراب الست ہون

پان کھا کر نہ رقیبون سے کیا کر باتین | رنگ لائین نہ تری کرنی حیا کر باتین
دیکھو تقدیر جو اکبار اُدھر آتے ہین | جاتی ہین لاکھون ہی وہ ہمکو سنا کر باتین
ہمدم ہوا انکو مری شکل سے نفرت ہی سہی | سُن تو جائین مری وہ دو گھڑی آکر باتین
کیا تماشہ ہے نہین کرتی نگہ بھی وہ ادھر | کرتے ہین غیر سے کیا آنکھ ملا کر باتین
بزم جانان مین لائے ہین کس کس ڈہب کے | تجھے منظور جو سننی ہین منا کر باتین
تجھے اے شوخ غضب یاد ہے ڈھب ملنے کا | سب سے ملجای ہے دو چار ملا کر باتین
ویسے ہم ہمسری دل ہے یار جدائی مین تری | کرتے ہین دو دو پہر اشک بہا کر باتین
مجھے ڈر ہے کہ نہ مفسد کہین ظفر کا ئین الفت | جھوٹی سچی مری جا کے لگا کر باتین

آپ سے آپ ہی وہ ہم سے بگڑ جاتے ہین
کچھ نہ کچھ ہمیہ ظفر روز بنا کرتے ہین

رحم کچھ آئے جو اُس سنگ پری کو جی مین | کیونکر جی ڈالے پر اپنا کسیکے جی مین
نہ ملا قطرہ مے دور مین تیرے ساقی | خون دل بیٹھ رہے اپنا ہی پیکے جی مین
چشم میگون وہ ہمین یاد جو آئی تو مرے | آ گئے صاف شراب جینی کے جی مین
کوئی سمجھا اُسے میری طرف سے غمخوار | اتنی آتی نہین افسوس کسیکے جی مین

دیکھیو

دیدۂ تر سے جو ٹپکا ہین یہ لخت جگر
بلکہ حباب اور موج ...

## مطلع ثانی

یون تو نہ ہو اے خدا ئی سب بے پیر کو پاؤن
جو منہ دیتی نہ ہر عاشق دلگیر کو پاؤن

چلتی سینہ انکمین ہے یونہین دم قتل عشاق
نہین درکار ہین قاتل تری شمشیر کو پاؤن

بے ادب لغو ہی کیا روی مخطط پہ تیرے
کر لگاتی ہے یہ قرآن کو تفسیر کو پاؤن

اے جنون رکھتا ہی آغوش ہی اپنی سدا
بسکہ بھاتی ہین ہر حلقۂ زنجیر کو پاؤن

ذبح کرتا نہین وہ صید فگن کیا ہے ستم
ڈالدیتا ہی تو نہین باندھکی نخچیر کو پاؤن

دشت گردی مین جنون عمر ہوئی اپنی بسر
نہ تھکی دیکھ تو اس گردش تقدیر کو پاؤن

اے ظفر یون جو پھراتا ہی مجھے جون خورشید
توڑتے ہین مرے شاید فلک پیر کو پاؤن

کل دیکھا جو گھر کی تری دیوار مین روزن
لاکھون ہی پڑے سینۂ افگار مین روزن

تیر نگہ ناز سے ہین تیرے ہزارون
چھلنی کی طرح میرے دل زار مین روزن

شب دیکھو کہتے تھے ستارونکو ہم مست
کیتے ہین دل چرخ ستمگار مین روزن

پہونچے جو کہ نالۂ شبگیر کا اک تیر
ہون سیکڑون اس گنبد دوار مین روزن

سوراخ کرے دلمین نکمیون اشک کے ہووے
اس ہیرے سے اس گوہر شہوار مین روزن

روزن کی طرح اپنی کھلی رہگئین آنکھین
آئی جو نظر آج در یار مین روزن

مستون کے ہو سوراخ ظفر دلمین جو دیکھین
گر کوئی خم خانۂ خمار مین روزن

ایسا آیا دکھاؤ جاکو کھل گئین آنکھین
زلف و رخ سے سوا نہین معلوم
شام ہے کون اور سحر ہے کون
جی کو ہو دسترس تو اپنی دنیا
ایسا دنیا مین وہ بشر ہے کون

قطعہ

خاک مین ہمکو ملا ینگے برنگ نقش پا
وہ جو آئے ہین ظفر سر لگا کر آنکھ مین

بوسۂ رخ دو ہمین
درد دل اپنا صنم
چپ رہا جاتا نہین
وہ عبث ہین کوستے
تو ہمین دے گالیان
بھر رہا ہے دل مرا
چشم و دل دونون بُرے
یہ ترے جور و ستم

دل ہم اپنا دین تمھین
کیون نہ ہم تجھسے کہین
کب تلک آپ چھپکے رہین
آئے ہین کیونکر مرین
ہم دعائین تجکو دین
کیون نہ پھر آنسو بہین
ہم بھلا کسکو کہین
یار ہم کبتک سہین

اس غزل پر سب ظفر
آفرین تجھکو کہین

میری لیجا تا وان خبر ہے کون
مجھے تبلا دو وہ بشر ہے کون
جو مقابل تری نگاہ کے ہو
ایسا رکھتا دل و جگر ہے کون
بارِ غم جب سے دل پہ ہمنے لیا
بوجھ یون لیتا جان پر ہے کون
سوز الفت نہین ہم تو آگ
پھر لگاتا اِدھر اُدھر ہے کون

فزون کل جواہر سے بھی وہ حق مین ہمارے وہ
جو ذرّے اُڑکے ہر کوچہ کی تیری خاک آنکھوں مین

نظارہ مہ جبین تیری بصیرافزا تو ہین لیکن
کھٹکتے ہین عدو جیسے خس و خاشاک آنکھوں مین

خدا کیواسطے صورت دکھا جا کر دکھائی ہے
کہ پھر آگیا دم ای بت نمناک آنکھوں مین

جو ہر شب اُڑا دیکھتی ہین تری ای ماہ طلعت ہم
تو کٹتی رات ہے جون انجم افلاک آنکھوں مین

کھنچی مستو کے ہاتھون مین کوئی شمشیر مستی کش
کہان تیرے سرمہ سے تری سفاک آنکھوں مین

تماشے دیکھتے ہین گر ظفر کونین کے تجکو
لگا خاک کف پای شہ لولاک آنکھوں مین

کچھ ایسا ہو کہ کہین تجکو جان دیکھ تو پائین
غضب ہے ہو گئی دیدے اک آن دیکھ تو پائین

ہمیشہ گلشن فردوس ہم جو سنتے ہین
جو حور وش ترا دیکھین مکان دیکھ تو پائین

بھو نجپتہ خاک ہین آنکھون مین سب کی الگی ہم
تری گلی مین بھلا پاسبان دیکھ تو پائین

تمہاری ہو وینگی زاہد بھی ای بتو بندگی
ارادہ کوئی ادا کوئی آن دیکھ تو پائین

رکھینگے ہم بھی فلک سے خوشی کی پھر اُمید
کسیکو شاد نہ ای آسمان دیکھ تو پائین

نکل رہینگی تری زلف پر شکن کے بل
مگر ہم انکی لگی تیری کان دیکھ تو پائین

جو کھو مین آپکو ہم جستجوے جانان مین
ظفر کہین نہ کہین کچھ نشان دیکھ تو پائین

جو ہم بہار مین مست شراب ہونگے تو ہون
کسیکو کیا ہے ہم آپ ہی خراب ہونگے تو ہون

دیگر

مطلع ثانی

مطلع ثالث

شوق دیدار دیکھنا اون کا
جھاڑ کر بخیہ نرد کیا وہ
چشم بد دور حسن یار پہ ہین
جب مقابل ہوئین اون آنکھونسے
سیدھی آنکھون سے کیون نہین ملتین
جب چمن مین وہ آنکھ یاد آئی
شوق دیدار دیکھ عنوان پر
رکھتے تھے سرمہ سا جواب تہ خاک

دل سے آگے جھپٹ گئین آنکھین
دل کے پیچھے لپٹ گئین آنکھین
ایک عالم کی ڈٹ گئین آنکھین
دلمین آہو کے کٹ گئین آنکھین
کس گنہ پر پلٹ گئین آنکھین
گل نرگس پہ چٹ گئین آنکھین
بھر کی جا جھپٹ گئین آنکھین
خاک مین اونکی اٹ گئین آنکھین

دیکھے دنیا کے جو ظفر بد و نیک
سو قدم پیچھے ہٹ گئین آنکھین

بسر اپنی نہین غیر مرنے تو ساری رات کرتے ہین
نہ فرصت بات کی بھی جو نسیہ پاتے ہین تھیو نہین
لگا ہین خاک مین جو نقش پا ہم راہ مین جنکے
کیا پیدا ہنر جنسے وہ شطرنج محبت مین
جہان تو جاوے ہے پیارے بہ رنگ سایہ ہان ہم بھی
بسر دن بھی دیا کون ہے وہ لوگ اچھے ہین

نہین اس تیم جان سے وہ آگے دھیمی بات کرتے ہین
عبث ہم جا کے وان اپنی خراب اوقات کرتے ہین
قدم رنجہ نہین کرتا ادھر ہیہات کرتے ہین
جو آئین لاکھ جھوٹ سے ابھی ہم بات کرتے ہین
اگرچہ ناتوان ہین لیک سیر اسات کرتے ہین
جو اپنی ہاتھ سے کچھ جیتے جی خیرات کرتے ہین

سچ جو پوچھے یہن وہی روز ازل سے سبز بخت
سبزہ رنگون کی محبت مین جو سم کھا جاتے ہین

پوچھتے ہو حال کیا اے ہمنشینو کھن کی طرح
ہڈیون کو رنگ کے یہ رنج و غم کھا جاتے ہین

آئے اون جھوٹون کے منھ سی کیون نہ بدبو ای ظفر
جو بشر ہر بات مین جھوٹی قسم کھا جاتے ہین

دشمن بغل کا مری پہلو مین دل نہین
ہون تنگ دل کی ہاتھ سی قابو مین دل نہین

سوز فراق سی بھلا کیا جل بجھا کہین
سرگرم اضطراب جو پہلو مین دل نہین

تسخیر دل کے واسطے زر چاہیے تجھے
کچھ حکم زور پنجہ و بازو مین دل نہین

اے چشم یار طاق ہی جادو مین تو بھلا
کسکا گھرا ہوا ترے جادو مین دل نہین

سودا ہے اک نگاہ پہ دل کا چکا ہوا
اے شوخ بکتا کس کی ترازو مین دل نہین

کر کا مکھ مین ہی اوسکی عجب کیا گرہ انجمی
تبلا دہ ہوتا کیا بر آہو مین دل نہین

پھرتے ہین مدتون سے ظفر ہمتو ڈھونڈھتے
پاتا ہے کوئی قاتل بدخو مین دل نہین

آنسو کوئی بلا مژہ تر تلے گے ہین
کیا ہی شریر لڑکے لیے دیر تلے کے ہین

ہوتے ہین کوئی ابروے جانان سی منحرف
سر دیکھنے والے ہم اسی خنجر تلے کے ہین

| | |
|---|---|
| غیر سے ملکر تو نے جو ٹھہرائی ہے معلوم ہے سب | |
| | پر جو تیرے جی مین ہے وہ اپنی زبان پہ لائے کون |
| یار نہین غمخوار نہین ہمدرد ظفر اب کوئی نہین<br>کنج غم مین آپ ہی جیسے دلکو مرے بہلائے کون | |
| اپنے دُرِ اشک سے ڈوبے کو وہ نہ یکسر پانی مین | |
| | غوطے کھاتا خجالت سے ہے بلکہ سمندر پانی مین |
| ستون نے گرداب جو دیکھا دریا مین تو یہ سوجھی | |
| | روح کسی میخوار کی ہے یہ کھاتی چکر پانی مین |
| سیر دریا کو خوش آئے تو جو ساقی پاس نہو | |
| | موج دریا کھینچی ہے سو مجھ پر خنجر پانی مین |
| اشک کے قطرے دیکھ کے اپنی چشم تر مین یہ سوجھا | |
| | ڈوب نے کیا موتی ہین یہ سیپ کے اندر پانی مین |
| سنگ باد محنت سے کب سینہ صاف مکدر ہون | |
| | پانی کا کب بگڑے ہے گر پھینکے پتھر پانی مین |
| اپنے دُرِ اشک سے ہوتا ایسا خجالت کش نہ اگر | |
| | کاہکو اس طرح سے چھپکر بیٹھتا گوہر پانی مین |

اپنی اپنی جاپر راحت سب کو
خاک تو ہی آگ مین ہوا ور جانے دو
مضمون پانی مین
محبت کا جو [illegible] لکھون
حضرت بلبل [illegible] لکھون
[illegible]

[illegible]

اے جان تو آ گر نہین آتا تو ایک دن
آنے مین قضا ہی ہے قضا سے جان
[illegible]
عشق بتان مین دل [illegible]
ظفر خدا سے [illegible]

[illegible]

| | |
|---|---|
| تو بہائے اشک خونین اور بہائی وہ برسائے فقط | |
| | رونے مین کب ابر و چشم تر ہم ایک ہی طور سے ہین |
| ایک تماشے عالم کے اس مین بھی دکھائی دیتے ہین | |
| | دل میرا اور جام یہ تیرا اے جسم ایک ہی طور سے ہین |
| نعل کفش یار پہ شب کو ماہ نو سے کہتا تھا | |
| | فرق نہین کچھ ہم تم دونون پر خم ایک ہی طور سے ہین |
| رند اگر ہین مست مے تو زاہد مست نخوت ہین | |
| | دونون کے رنگ ایک سے ہین اور عالم ایک ہی طور کے ہین |
| باتین کرو اغیار سے تم اور بجا گو ہمسے کیا باعث | |
| | ہمسے کیون ہے پردہ ہم وہ محرم ایک ہی طور سے ہین |
| خانۂ دنیا خانہ گر دون خانہ شادی تھی کس دن<br>ظفر سدا سے یہ تو سرا ہے ماتم ایک ہی طور کے ہین | |

| | |
|---|---|
| دنیا ہی جبکہ رنج و الم ہی اوٹھاؤ جان | پھر آسمین کسلیے کوئی اپنی کھپائے جان |
| ہوتی اگر نہ عشق کی آتش خمیر مین | رکھتا نہ اپنا قالب خاکی ہوائے جان |
| پہلو سے بیٹھے بیٹھے وہ جانان جو اوٹھ گیا | ٹھنڈی ہی بھر کے سانس کہا وائے ہائے جان |
| پیکان تیر یار سے ہے اپنی زندگی | اے چارہ گر جو دست یہ کھائی تو جائے جان |

[illegible]

گھر کیا محل کیسا خورشید دمہ کیا غار کیا گل کیا

سبھی ممنون احسان عکس روے دلربا کے ہین

پڑا وہ سایۂ دیوار سر پر ہے دلا جن کے

نہین ہوتے وہ منت کش کبھی ظل ہما کے ہین

پہونچنا منزل مقصود تک مشکل نہین ہمکو

کہ پیرو اپنے ہادی کے اور اپنے رہنما کے ہین

نبی [illegible] کہتے ہین اون مین ایک ہے ادنی

کہ جو اعجاز [illegible] محبوب رب خیر الورا کے ہین

ابو بکر و عمر عثمان و حیدر کا ہے کیا کہنا

ظفر ہم خاک پا ان چار یار مصطفی کے ہین

دانا ہون یا کہ نادان جو کچھ کہ ہون سو مین ہون

کہتا ہون آپ ہی مین ہان جو کچھ کہ ہون سو مین ہون

ٹھہرا او آدمی [illegible] مجھکو بنا و حیوان

کچھ ہی کہو مری جان جو کچھ کہ ہون سو مین ہون

بد ہون کہ نیک ہون مین سب اپنے واسطے ہون

کیا تمکو کام یاران جو کچھ کہ ہون سو مین ہون

[illegible]

کیونکر انکو یار سمجھے یار نہین عیار ہین یہ
کرتے باتون ہی باتون مین یہ تو اک عیاری منہ سے ہین
کہتے کچھ ہین کرتے کچھ ہین ڈرتے رہیے انسے ظفر
دشمن جان ہین دل سے کرتے ظاہرداری منہ سے ہین

گذری جو ہم پر کیا کہوین | پوچھ نہ دلبر کیا کہوین
ہم تو ازل سے غم کش ہین | تجھکو مقدر کیا کہوین
رحم جو تجھ مین ہو تو کہین | تو ہے ستمگر کیا کہوین
تیری کدورت سنگدلی | خاک اور پتھر کیا کہوین
دیکھتے اپنے ہاتھ مین وہ | آئینہ لیکر کیا کہوین
زلف و رخ ہے شام و سحر | یہ نہ کہین گر کیا کہوین
رخ کو ترے خورشید کہین | ماہِ انور نہ کیا کہوین
حسن ترا سبحان اللہ | اور اے دلبر کیا کہوین

جھوٹی وہ تو بناے ہین
باتین ظفر پر کیا کہوین

تمھارے وصل کی جو آرزو مین مرتے ہین | اسی طلب مین اسی جستجو مین مرتے ہین
ہماری خاک سے روئیدہ کیون نہ گل ہون کہ ہم | ترے تصور روے نکو مین مرتے ہین

[illegible]

| | |
|---|---|
| لگی ہوئی ہو جو اوس شمع رو سے لو اپنی | تو لوگ صورت پروانہ کیا ہی جلتے ہین |

ظفر تصور مژگان یار ہے جنکو
وہ دیکھا تنکے ہی دیوانہ بنکے چلتے ہین

| | |
|---|---|
| ہمدم جانی بجز غم دوسرا کوئی نہین | اور دلسوز آہ سوزان کے سوا کوئی نہین |
| نالہ و آہ رسا اپنے ہین پھر کس کام کے | جب پہونچا تا بگوش دلربا کوئی نہین |
| اور بھی یون تو حسین ہین لاکھون ہی زیر فلک | پر مری نظرون مین تجھسا مہ لقا کوئی نہین |
| اے نگاہ یار تو وہ آفت جان ہے غضب | پھیر سکتا تجھکو تیر قضا کوئی نہین |
| رہنے والونکا عدم کے حال کس سے پوچھیے | اس طرف کو آج تک وان سے پھرا کوئی نہین |
| آشنا ہین جتنے ہین اپنی غرض کے آشنا | خوب دیکھا ہمنے اپنا آشنا کوئی نہین |

ہم کسی کو کیون کہین منھ سے برا اپنے ظفر
ہم ہی سب سے ہین برے ہمسے برا کوئی نہین

کب ہین کہین ہم بیٹھتے اوٹھتے اور کب چلتے پھرتے ہین
اپنے دل بیتاب کے ہاتھون ہاتھ ہی ملتے پھرتے ہین
دیکھو کہین پھنس جاؤگے تم تو چھوٹنا مشکل ہووے گا
حضرت دل کیون سادہ رخون پر آپ پھسلتے پھرتے ہین

| | |
|---|---|
| ہمسے جو ہی سرگرم محبت اندنون کچھ وہ مہر لقا | دیکھ کے دشمن کیا کیا اپنی جی مین جلتے پھرتے ہین |

[illegible]

رفیق وادئ محنت نہ بیٹھے ایک بھی دیکھا | غلط کہتے ہیں سب ہم جہاں تو ہے یہاں ہم ہیں

ظفر اپنے تصور کی بدولت سچ ہی کہتے ہیں
نہیں جھوٹ اوس سے کہتے ہم جہاں تو ہے وہاں ہم ہیں

تھے کل جو گھر میں اپنے مہماں وہ کہاں ہیں | جو کھو گئے ہیں یارب وہ ساں وہ کہاں ہیں
جو خورد و خواب سے ہیں مصروف رات دن میں | حیوان اونکو کہیے انسان وہ کہاں ہیں
کچھ لوگ اونکو در پر اب تو رگڑتے ہیں | تھے ہم دل جو پہلے دربان وہ کہاں ہیں
کوئی رقیب اپنا اب تو نہیں ہے ہم | بہکاتے تھے جو اونکو شیطان وہ کہاں ہیں
تھے شہر اور بیاباں آباد جنکے دم سے | انسان وہ کہاں ہیں حیوان وہ کہاں ہیں
آنکھوں میں رو رہے تھے ہم بھی نہیں ہوا تو | تھے موجزن جو پہلے طوفان وہ کہاں ہیں

کچھ اور ڈھب کے ہم تو اب لوگ دیکھتے ہیں
پہلے جو اے ظفر تھے انسان وہ کہاں ہیں

گو نہ پہلے رنگ و سنگ اوس غنچہ لب کا دیکھ لیں | کیونکر دل میں جب تک اپنے نہ ڈھب کا دیکھ لیں
دونوں حاضر ہیں اگر دیدہ تمہارے واسطے | جوں سماتا ہے مکاں آپ اپنے ڈھب کا دیکھ لیں
بھول جائیں یاد حوران بہشتی شیخ جی | اک ذرا جلوہ جو یاں ہم اوس لب کا دیکھ لیں
ہاتھ پاؤں کو نکالے دیں ہی اونکو رقیب | جو ملے ہم بھی ذرا اوس بے ادب کا دیکھ لیں
ہو نہ راحت عشق میں ہرگز نہ عاشق بھی | خوب دردِ حسرتِ تیج و تعب کا دیکھ لیں

قطعہ

نگاہ و رخ اور شانہ دیکھنے سے ہم لوانا ... / نہ دل قابو مین ہے اپنی نظر ہے اپنے قابو مین
دل ہوا سودا اپنا سے ظفر مرے کبھی کار ... / کیا افسون سے کر دیا ہو اپنے قابو مین

[illegible]

خط و پیغام کی وان بات تو کچھ ہی ہی نہین
قاصدا امید ملاقات تو کچھ ہی ہی نہین

ہم خوش اوقات و بد اوقات بتا مین کسکو
اپنی اے دوستو اوقات تو کچھ ہی ہی نہین

زلف و رخ پر سے بوسر کی تو وہ شب نکلی
دن نکل آیا ہی تو رات تو کچھ ہی ہی نہین

پھر نہ کچھ غیر پہ کرتے ہو ہمیشہ الطاف
اگلی ہمپہ عنایات تو کچھ ہے ہی نہین

وہ تو دو چار سینے رہی اور یہ برسون
آگے اس گریہ کی برسات تو کچھ ہی ہی نہین

ہوتا ہی آپکے انداز سے مطلب معلوم
ورنہ بندہ مین کرامات تو کچھ ہی ہی نہین

جو کہ منظور رادہ سے ہے وہی ہووے گا ظفر
کیا کرون مین کہ مرے ہاتھ تو کچھ ہے ہی نہین

سبھی ہو سکتا املاک و مال و زر ہو اپنے قابو مین
نہین اک زندگی اپنی مگر ہو اپنے قابو مین

## مطلع ثانی

مرے نزدیک سب کچھ ہے ظفر ہو اپنے قابو مین
دل دیوانہ یا اپنا اگر ہو اپنے قابو مین

منجدا دس پری کو یون کیا تو کیا کیا ہمنے
کہ شام اور روزنکے قابو مین سحر ہے اپنے قابو مین

بے جاتی ہین دونون آنسو ونکے ساتھ خون ...
نہ دل قابو مین اپنے نہ جگر ہی اپنے قابو مین

ہمین لے آوے تاثیر تجھ پر آئے ہی رونا
کرین کیا ہم نہین مطلق اثر ہی اپنے قابو مین

پڑے الفت کے ہاتھون بسطرح سے کشمکش مین دل
ادھر ہے اپنے قابو مین ادھر ہی اپنے قابو مین

جو ہو وے رہ نورد شوق کیا ہو اوس سے ...
کہ اب گل کہان وقت سفر ہو اپنے قابو مین

[illegible]

[illegible]

ردیف ی

[illegible]

| | |
|---|---|
| وہ خبر بھیجتے ہین کب مجھکو | ہان مگر سن ادھر اودھر سے لون |

بات کچھ دلبری کی کر جو تو
چاہتا ہی کہ دل ظفر سے لون

| | |
|---|---|
| کیا ہوا اگر ترے رخسار کو ہم چومتے ہین | جو مسلمان ہین وہ قرآن کو ضم چومتے ہین |
| جوش وحشت مین جبین اپنی بڑھاتا ہو قدم | خار صحرا اے جنون میرے قدم چومتے ہین |
| لیکے یک شب تری زلفونکی بلائین ہر روز | ہاتھ ہم اپنی ترے سر کی قسم چومتے ہین |
| حرف مطلب کا نہ مٹ جائے خط ہی قاصد | خط کو ہم یار کے با دیدۂ نم چومتے ہین |
| کچھ تو آتا ہے مزا یہ جو مرے زخم جگر | لہو لگکر منہ لب شمشیر الم چومتے ہین |
| کاٹین ہونٹھ اپنے نکیون ہم کہ لب ساغر ہی | منہ کو مینوش ترے ہائے ستم چومتے ہین |

جاکے کیا کعبہ مین ہم مین حجر الاسود کو
اے ظفر سنگ در یار کو ہم چومتے ہین

| | |
|---|---|
| ہو وین جب ہمخواب ہم وہ بات گر سیدھی کرین | بستر راحت پہ یون کیونکر کمر سیدھی کرین |
| آنکھ رہتی ہی ہمیشہ انکی ٹیڑھی ہمنشین | دیکھیے کس روز وہ ہمسے نظر سیدھی کرین |
| اسکی مژگان ہو نہ سیدھی لاکھ دل اپنا جو | یہ نہین وہ چوب جسکو مینک کے سیدھی کرین |
| آئینہ ہونیکو نشانہ سب ادھر نخچیر عشق | اک ذرا بندوق اپنی وہ جدھر سیدھی کرین |
| ہے خدا اگر بال و پر تو شل مرغ تیز بال | یان سی ہم پرواز بام یار پر سیدھی کرین |

[illegible]

ردیف ہا

[illegible]

قد رشید روسے یار ہے یاد ہم کو کئی
کیا ناگ سے کیے ہین شعلہ کو فیتہ کے بن اوس کے دن
ڈھلتے جاتے رات رنگ ت رازی ہو زلفون کے دن
بڑھ جاتے لونڈے بھی سنگ اوس سیم تن کے دن
جب عشرت ونشاط کا موسم گزر گیا
وہ گیا گذر زمانہ مین سے ان خوبیون کے دن
پڑ جاتے جو مجھ سے ... ہین پھر وہ انداز ظفر
ہو لوٹ ہم کو اوس سے نہین یہ ... ہین ... کے دن

اے پردہ نشین دل مین کرے لاکھ پردہ
ابرو ہی بکیت اوسکا کہے ہی مری دل ہم
مین در پہ تری رہنے نہ دون غیر کو ہرگز

پر روزن دل سے تجھے مین جھانک کے چھوڑ دون
جیتا نہ تجھے ہاتھ سے مین ہانک کے چھوڑ دون
جس طرح نے وان سے اوسے ہانک کے چھوڑ دون

قسمت مین مرے خاک بیابان جنون کی
ہو پھانکنی لکھی تو ظفر پھانک کے چھوڑ دون

وہ ہم پہ آنکھین جو ہو کر کڑے نکالتے ہین
خبر نہین ہمین کس پر خفا ہوئے ہین آج
وہ ہم کو یون ہین نکالتے گھر سے
ارادہ ہے ہمین مہمان آج جانے کا
نہ سمجھو اشک کے قطرے گرے جو چشم کی راہ
ہمارے دل کی نہین کھلتی گلجھٹی

تو منہ سے اون نہین چھوٹے بڑے نکالتے ہین
مگر کسیکو وہ گھر سے کھڑے نکالتے ہین
چمن سے جیسے کہ پتے جھڑے نکالتی ہین
وہ پہننے کو جو بلے جھڑے نکالتی ہین
ہم اپنے سینے کی پیکان اڑے نکالتے ہین
ہزار زلف مین وہ بل پڑے نکالتی ہین

ظفر جب آئے ہے رونا ہمین تو آنکھون سے
ہم آنسوؤن کے گھڑے کے گھڑے نکالتے ہین

ہین اب کہان ہمارے وہ سیر چمن کے دن
تشبیہ دین اگر رخ روشن سے تیرے ہم
لگتی ہے دل سے اوس گل رخسار کی بہار

کرتے بسر ہین ہجر مین اوس سیم تن کے دن
پھر جائین آفتاب سپہر کہن کے دن
کیا دیکھتا ہے ہین ابھی دیوانہ پن کے دن

دیگر

کس دن ہم اوس سے وصل کی تدبیر مین نہین
پر کیا کرین کہ اپنی وہ تقدیر مین نہین
کیونکر لکھون کہ عالم تصویر ہے وہ شوخ
جو بات اوسمین ہے کسی تصویر مین نہین
فریاد کیا کرے گا تمہارے وہ ناتوان
دم بھی تمہارے عاشق دلگیر مین نہین
جا سکتے ہے خاکساری تری اثر رسا
تاثیر جو ہے اوسمین وہ اکسیر مین نہین

[illegible]

[illegible]

## دیگر

عشق کی رہ مین خرد کے جب پھسلتے پانون ہین
جبکہ دہلواتی ہین اپنے پانون وہ ہمسے کبھی
دیکھکر رستے مین اونکو مین کھڑا حیران ہون
روک تو اشکو نکے لڑکو نکو وگرنہ چشم تر
ہر قدم پر خار صحرا کے تراشو نسے جنون
کون جاسکتا ہی بیدل دل جلونکی خاک تک

پھر سنبھالے بھی تو مشکل ہی سنبھلتے پانون ہین
اونکے ہم کس کس طرح آنکھونسے ملتے پانون ہین
اب یہ پیچھے ہٹتے ہین نہ آگے چلتے پانون ہین
دیکھ باہر گھر سے اب ونکے نکلتے پانون ہین
دیکھ ہیبت او رہی میرے بدلتے پانون ہین
جو قدم رکھتا ہی اوسپر وہ سب جلتے پانون ہین

پانون چھنے دے ذرا اوس خاک در پر اے ظفر
پھر مرے جون نقش پا کب وان سے ٹلتے پانون ہین

حال نہین کچھ کھلتا میرا کون ہون کیا ہون کیسا ہون
مست ہون یا ہشیار و لیکن ہون نادان ہون یا دانا ہون
کان سے سبکی سنتا ہون اور منھ سے کچھ نہین کہتا مین
ہوش بھی ہی بیہوش بھی ہون کچھ جاگتا ہون کچھ سوتا ہون
رند ہون مین یا زاہد ہون یا صوفی ہون یا میکش ہون
عالم ہون یا جاہل ہون یا مومن ہون یا ترسا ہون
کیسا رنج اور کیسی راحت کسکی شادی کسکا غم
یہ بھی نہین معلوم مجھے مین جیتا ہون کہ مرتا ہون

دیگر

[illegible]

اٹھیں لکھ کے دی واردات اپنے ہاتھوں
دیے کاٹ کر اپنے ہاتھ اپنے ہاتھوں

تری زلف کو چھیڑ کر ہم نے ظالم
بلا سر پہ لی اپنے رات اپنے ہاتھوں

بجھاتے ہیں ہو کر ہوا خواہ تیرے
ہم اپنا چراغ حیات اپنے ہاتھوں

تجھے لکھ کے خط توڑتا ہوں قلق سے
قلم اپنے ہاتھوں دوات اپنے ہاتھوں

ہوا ملکے رندوں سے بدنام و رسوا
تو اے زاہد خوش صفات اپنے ہاتھوں

جو زیر زمین لے گئے ساتھ دل کے
وہ ضطر ہیں بعد از وفات اپنے ہاتھوں

ظفر باتوں باتوں میں ہمنے بگڑ کر
بگاڑی بنی اپنی بات اپنے ہاتھوں

دیگر

اوسپہ گل دار کے گلشن میں جو زیب پھبنکتے ہیں
ساتھ ہی قطرۂ شبنم بھی گہر پھبنکتے ہیں

ہوتے رو ئیدہ ہیں کیا کیا نہ ادھر لالۂ گل
منہ سے وہ بانکی پیک اپنی جدھر پھبنکتے ہیں

طائر دل کو جو کرنا نہیں منظور شکار
دمبدم کیوں وہ ادھر تیر نظر پھبنکتے ہیں

بعد مردن بھی ستم ہے کہ صبا کے جھوکے
وہ ریحان کے چمن اس مری پر پھبنکتے ہیں

ایک میں کیا ہوں کہ شمشیر ستم سے ہر روز
مجھ سے دو چار کے وہ کاٹ کے سر پھبنکتے ہیں

لائے تو ہیں ترے کوچہ میں مری خاک نصیب
دیکھیے یاں سے وہ اب اسکو کدھر پھبنکتے ہیں

نکلی مطلب کی نہ نکلی تو کریں کیا رمال
قرعہ میرے لیے وہ روز ظفر پھبنکتے ہیں

دیگر

[illegible]

حصہ چہارم دیوان ظفر

[illegible]

پارسائی کا ظفر کرتے ہین دعوے اور روز
مے سے میخانہ مین بھر بھر کے سبو پیتے ہین

سنکے خفا ہو وہ مرا حال زبون تو کیا کرون
اوس سے کہون تو کیا کہون چپ ہون تو کیا کرون

ہون تو فسونگر ایسا مین کرلون مسخر اک جہان
پر نہ چلے جو اسپر ہی تجھپہ فسون تو کیا کرون

خاک کرون جلاکے دل آئینہ رو جو صاف ہو
ہو وہ مکدر اور بھی اس سے فزون تو کیا کرون

جانتا ہون کہ غم ترا پیاسا مرے لہو کا ہے
پر نہ جگر مین ہو مرے قطرۂ خون تو کیا کرون

جیب کو مین رفو کرون چاک اگر ہو نا ہو
چھوڑے نہ ایک تار بھی وحشت جنون تو کیا کرون

کرتا ہون گریہ اسلیے آگ کو دل کی دے بجھا
ہو جو زیادہ اور بھی سوز درون تو کیا کرون

نالہ و آہ مین مرے جب اثر ہو اے ظفر
نالہ کرون تو کیا کرون آہ کرون تو کیا کرون

لب شیرین کی بوسے کبھی چاٹ کھاتے ہین
کہ جب یاد آئے ہے ہم ہونٹھ اپنے کاٹ کھاتے ہین

ہلادی گی فلک کیا اور زمین کیا میری بیتابی
کہ چکر اس سے اس چکی کے دونون پاٹ کھاتے ہین

بکیا دل کا سودا حسن کے بازار والون سے
یہ چھوٹی قیمتین سودا کے بارہ باٹ کھاتے ہین

نکال اے آشنا ہمکو کہ بحر غم مین ہم غوطے
کبھی اس گھاٹ کھاتے ہین کبھی اس گھاٹ کھاتے ہین

نہ کھا تو سیر سے حق اور کا اور جن سے جیل کھیر
کہ جو یہ مال بدکھاتے ہین پڑکر کھاٹ کھاتے ہین

جو دولت سے قناعت کی غنی ہین شکر کرتے
اگرچہ خشک نان جو بھنکر چاٹ کھاتے ہین

کیا چمن مین چور چوری رنگ پر ہو عارض
مرا دل دلکو اسے کیا جو چرا سکے ہین
گلستان مین ہین زیادہ چور بادِ صبا چرا سکے ہین
ازگل بین او کرا ئے رنگ تحریر چرا سکے ہین
ظفر دزد دان معنی کو جو ہے تو خوف ہی ترا
وہ تیرے سارے دیدہ مضمون کسی کا جو چرا سکے ہین

دیگر

بجا ہے کہ کیونکر نہین معلوم مجھکو کیا ملک آنکھوں مین
پھر دیکھ لیا سب ترنگ جھلک انکی ملک آنکھوں مین
کب کبھی تھی یہ رنگ سہرا ترا
عکس ہی جلوہ کنندن کی ڈلک آنکھوں مین

## مطلع ثانی

ہے نازکی دل بت کافر کے بیچ مین
اس طرح جیسے شیشۂ ہو پتھر کے بیچ مین

کرتے نہ کیونکہ نامۂ اعمال ہم سیاہ
لکھا یہی تھا اپنے مقدر کے بیچ مین

ممکن نہین کہ مہر و وفا مجھسے ترک ہو
ہے یہ تو نا صحا مرے جوہر کے بیچ مین

دانتون مین تیرے ہے وہ چمک الامان کہ آب
گوہر کے بیچ مین نہ وہ اختر کے بیچ مین

آنکھونکو دیکھ آئینہ مین بول اوٹھا وہ مست
کیا کشتیان پڑی ہین سمندر کے بیچ مین

اک دم پہ تو نہ باندھ ہوا دیکھ اے حباب
ہو گا یہ دم ہوا ترا دم بھر کے بیچ مین

کہتے ہین جسکو دیدۂ پرخون مین مردمک
داغ سیہ ہے لالۂ احمر کے بیچ مین

دل کے جگر کو دیکھ کہ تنہا یہ جا پڑا
مژگانِ چشم یار کے لشکر کے بیچ مین

ڈالین خرابیان دل خانہ خراب نے
پڑ کر مرے اور اُس مری دلبر کے بیچ مین

اتنا ظفر قرار کہان ہے کہ میری آہ
یکدم ٹھہر سکے دل مضطر کے بیچ مین

دہ ہمسے دمبدم کیون آنکھ ہی ہمدم چرا تے ہین
آہ اونکے عشق مین مرنے سے کب ہم جی چرا تے ہین

زیادہ تر مجھے ہوتی ہے ایذا ضبط گریہ سے
کہ پانی زخم دل سے دیدۂ پرنم چرا تے ہین

کبھی جو بیٹھتے ہین آن کر وہ میرے پہلو مین
تو کیا کیا ناز سے اپنا بدن ہر دم چرا تے ہین

بلا ہین چور طفل اشک چشم سرمہ سا تیرے
کہ آنکھون سے کا جل دیکھ یہ ہم چرا تے ہین

دیگر

ایک ہی اوسکے ستم سے اتنا کیون گھبرا گیا
ایسی ایسی ہونگے ای دل بعد چندی سیکڑون

کیا ستم ہی بوسہ لب ایک بھی اپنا نصیب
گالیان تو ہمکو ای غنچہ دہن دی سیکڑون

بچکے چل ای پاکدامن یہ وہ دنیا ہی نجس
تجھسے اس ناپاک نی اَزردا ڈ گندی سیکڑون

آہ سوزان سے مری گر ایک شعلہ ہو بلند
گر پڑین پروانہ یان جلکر پرندی سیکڑون

اوسکی وہ بندہ نوازی ہی کہ جسسے اے ظفر
ہو گئے اک چیز مین ناچیز بندے سیکڑون

جسکو حالِ دلِ پر درد سناتے ہم ہین
آپ بھی روتے ہین اور اوسکو رولاتے ہم ہین

کھینچتے دل سے ہین نالہ جو دم جذبۂ دل
ساتھ نالہ کی کشش کے کھنچے جاتے ہم ہین

ہر بن مو سے نکلتے ہین ہزارون شعلے
سوزشِ عشق کو کیا خاک چھپاتے ہم ہین

نہ تبسم نہ تکلم نہ اشارہ نہ نگاہ
اونپہ کیون آپکو دیوانہ بتاتے ہم ہین

ایکدو جام سے چلتا نہین کام ای ساقی
اب تو لا منہہ سے خم بادہ لگاتے ہم ہین

کرتے ہین نالۂ پرسوز اگر عشق مین ہم
تیر کیا لیتے ہین جان اپنی جلاتے ہم ہین

ہی اثر گریہ مین کیا خاک مگر رو رو کر
اپنے اس رونے پہ یارونکو ہنساتے ہم ہین

کب تلک ظلم اوٹھائین تری الفت مین جان
لے بس اب جان ہی سے ہاتھ اوٹھاتے ہم ہین

جا نکلتے ہین جو صحرا مین تو اشک خون سے
گور مجنون پہ ظفر پھول چڑھاتے ہم ہین

ظفر کہنے دو اور انکو کہو تم بھی نہ حال اپنا
اگر جانو کہ ہو گا رنج حاصل بات کہنے مین

یاد خال لب مین تیرے ہم خون جگر یون کھاتے ہین
جیسے میکش پیتے ہین مے افیونی افیون کھاتے ہین

میرے دیدہ پرخون کی بھی کیا طوفان خونباری ہے
جس سے غوطے خون مین ہر دم قلزم و جیحون کھاتے ہین

دیکھتے ہو جو غیر دن کو تم میٹھی میٹھی نگاہون سے
اُس پر کیا کیا زہر تمہاری چشم کے مفتون کھاتے ہین

بوسۂ لعل لب کے تیرے جو خواہان ہین بیمار ترے
انکو کھائین یاقوتی تو کب وہ محزون کھاتے ہین

کہتے ہین مہ کو کیا دیکھین ہم آگے تیرے عارض کے
بلکہ قسم آنکھونکی اپنے انجم گردون کھاتے ہین

خاک بھی ہو کر دشت جنون مین آہ جنون کے ہاتھون سے
کیا کیا چکر جیسے بگولہ ہم اور مجنون کھاتے ہین

در سخن کی تیری صفائی کیا کہون کچھ مت پوچھو ظفر
دیکھ کے انکو رشک ہمیشہ در مکنون کھاتے ہین

دیگر

مری مژگان سے آنسو اسطرح برسون برستے ہین
کہ جون برسات کے موسم مین بیچھاجون برستے ہین

جیسے لیا ہی بوسہ تری چشم مست کا
ہم منہ لگاتے اپنے کبھی جام کو نہیں

قاصد ہمارے سامنے باتیں بنائے ہے
کہہ سکتا جا کے یار سے پیغام کو نہیں

کیا کیا کرے ہے عاشق ناکام پر ستم
خوف خدا کچھ اوس بت خود کام کو نہیں

کیا دیگا ہمکو بوسہ لب شوخ غنچہ لب
بخشش بھی دیتا جو لب دشنام کو نہیں

تنگ اسقدر رہی نام سے میرے کہ وہ کبھی
ہرگز پکارتا مرے ہمنام کو نہیں

رندوں پہ طعنہ زن ہے عبث واعظا ظفر
کوئی کسی کے ساتھ ہے انجام ہیں سن

گل گلزار ہوں تو یاں میں ہوں
اور اگر خار ہوں تو یاں میں ہوں

مطلع ثانی

مست و میخوار ہوں تو یاں میں ہوں
اور ہشیار ہوں تو یاں میں ہوں

سب ہیں بے جرم ایک دیگر دل
اک گنہگار ہوں تو یاں میں ہوں

غم مرا غمگسار ہے میرا
غم کا غمخوار ہوں تو یاں میں ہوں

یوں تو سب شیفتہ ہیں اوسکے مگر
عاشق زار ہوں تو یاں میں ہوں

مجھسے بیزار ہے تو واں تو ہے
جان سے بیزار ہوں تو یاں میں ہوں

عاشقوں میں ہے سر مرا سردار
سب میں سردار ہوں تو یاں میں ہوں

کیا عجب مجھپہ سنگ باری ہو
نخل پر بار ہوں تو یاں میں ہوں

نہ اک مکان کا نشان اور نہ اک مکین کا نشان

رہا زمین پہ جو دیکھو فلک کے ہاتھون سے [illegible]

اثر نہوتا اگر درد و آہ کا میرے [illegible]

[illegible] سجدہ وہ در سے نشان جبین کا نشان

[illegible] کا نشان

[illegible] سلیمان کی بھی نگین کا نشان

[illegible] زخم تیغ نگین کا نشان

دیگر

نہو تا چرخ پہ تیرے ستارہ [illegible]

دکھائے جلوہ جو زاہد کو وہ بت کافر

تو ذکر کیا ہی ایمان کا نام دین کا نشان

ظہور معجزہ تھا یہ کہ جس سے پتھر مین

ظفر ہوا قدم ختم المرسلین کا نشان

نہین ہین آنکھین وہ بیمار اے دل بیمار / کہ اونکی تو صفتین سب طبیب کی سی ہین

قفس مین بند ہی کیا جانے کونسا طائر / صدا یہ آتی مگر عندلیب کی سی ہین

گلہ کی خو نہین اپنی وگرنہ تجھسے تو / شکایتین ہین ظالم نصیب کی سی ہین

ارادہ عشق کی منزل کا ہی جنھین اونکو / جو دور کیسی ہین راہین قریب کیسی ہین

جگر کے آبلون سے میرے مجکو حضرت عشق / دکھاتی آنکھین ہمیشہ ادیب کیسی ہین

ظفر ڈرا اونسے کہ جنکے ہے شیطنت دل مین / اور اونکی باتین بظاہر غریب کی سی ہین

دیگر

دل نہ دون اپنا کبھی مین تیری کافر ہاتھ مین / تو کلام اللہ بھی گر آئے لیکر ہاتھ مین

ہاتھ کیا آیا تمہارے چاک جو تمنے کیا / لیکے نامہ کو مرا اے بندہ پرور ہاتھ مین

سر کے بل آئین گے دشمن پانون پڑنیکو مر / بھید کی باتون کا اونکی ہی مرے سر ہاتھ مین

ہاون کا دم نکلتا ہی جب قاتل مرا / آستین اپنی چڑھا کر لے ہی خنجر ہاتھ مین

پکڑے وہ کالے کو کالے کا منتر جسکو یاد / زلف تیری لے سکے کون اے ستمگر ہاتھ مین

شہر مین شہرہ مری وحشت کا ہی یہ آجکل / لو بگولے کے لیے پھرتے مین پتھر ہاتھ مین

عاشق مفلس سے کرتے ہین کنارہ سیمبر / رہتے ہین اوسکی بغل مین جسکی ہو زر ہاتھ مین

خون شہید ناز کا تیری نہین سرخی یہ نم / چاہیے رنگ حنا قاتل تجھے گر ہاتھ مین

آج دعوی پارسائی کا ہی تجکو کل ظفر / تھا بغل مین تیری شیشہ اور ساغر ہاتھ مین

[illegible]

دیگر

[illegible]

سب ترے انجمن مین ہین صوفی
ایک مے خوار ہون تو یہان مین ہون
ہین بہت کوہکن ہے دشت مین قیس
کوہ مین خوار ہون تو یہان مین ہون
سب کو دار الشفا ہے کوچۂ یار
ایک بیمار ہون تو یہان مین ہون
ہیں سب ہی سینہ فگار لیکن
اک جگر افگار ہون تو یہان مین ہون
سب ترے بزم مین ہین بے تقصیر
اک گنہگار ہون تو یہان مین ہون
مست و بیہوش ہون تو یہان مین ہون
اور جو ہشیار ہون تو یہان مین ہون
غمخوار ہے تو دل میسر
دل کا غمخوار ہون تو یہان مین ہون
رنج بے دین ہین اوسکی آنکھون مین
اے ظفر خار ہون تو یہان مین ہون

| | |
|---|---|
| صیاد پر جفا ہے زمانہ مرے لیئے | اس سے بچاؤ تا نہ گرفتار دام ہون |

گھبرائے کیون نہ دل کہ گناہون سے اے ظفر
ساتھ اپنے دیکھتا عجب اک ازدحام ہون

| | |
|---|---|
| مین کہون کیونکہ کہ شوق وصل یار اصلا نہین | اچھا تو ہے جس سے مرے دل کو قرار اصلا نہین |

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| جانتا ہو نہین اوسے وہ میرا یار اصلا نہین | پر کرون کیا دل پہ میرا اختیار اصلا نہین |
| ہی جو وہ ابرو عرق آلودہ ہنگام غضب | کوئی تیغ اس سے زیادہ آبدار اصلا نہین |
| شکر باری سرگران مجھسے نہین ہی کوئی یار | مین کسیکی خاطر نازک پہ بار اصلا نہین |
| ایک غم دوری ترا آٹھون پہر ہی میرے پاس | ورنہ تنہائی مین کوئی غمگسار اصلا نہین |
| دل کے داغون پر کرون تیرے جفا مین کیا شمار | بیوفا کر یاد خار و زشمار اصلا نہین |
| کیونکہ مین باتو نہین اگر تمکو دیدن اپنا دل | آپکے قول قسم کا اعتبار اصلا نہین |
| وے ہی بیہوشی جسے تیری نگاہ چشم مست | ہوگے وہ بیہوش ہوتا ہوشیار اصلا نہین |

اے ظفر تو شوق سے لے ساغر صہبائے عشق
اس شراب ناب مین رنج خمار اصلا نہین

| | |
|---|---|
| تیرا اک یار ہون تو یہان مین ہون | عاشق زار ہون تو یہان مین ہون |

جلد چہارم دیوان ظفر

دیگر

ستمگر دیکھو تم مجھسے کس الفت سے ملتی ہین
اس الفت کو جہان مین آدمی قسمت سے ملتی ہین
جو ہم ہین فکر مضمون کرمین تیری طرح اوسے
نہین ملتے جو رملتے بھی ہین تو وقت سے ملتی ہین
یہ جاسو ہوتا ہے ہمکو غماز و نکا اندیشہ
کبھی خواب مین بھی اوس قدر [illegible] ملتی ہین
ہمیشہ تیرے نام پیار دیکھ کتنی سینہ کاوی سے
تصور سے کبھی تصویر اونکی دیکھ لیتے ہین
ابنا و نسے ہم جو رستے جو سے وہ شہر غیر کا ملنا
نہین ملتی کبھی جو اوسے ہی آتے ہین فی اس صورت سے ملتی ہین
ملک رہے اوسکی آہ کی خاک مین عزت سے ملتی ہین
کہون دو چار باتین مین جو دل کی سامنے اونکے
ظفر ایسا کہان وہ دو گھڑی فرصت سے ملتی ہین

دیگر

کہان تک جب مین باتین جیب کی سی ہین
اور اٹھائین اوس نے کو کہا مین رقیبون کی سی ہین
نہین

دیکھا ہو کو وا اگر ایسے بھی انسان جیب مین
ہم کبھی رکھو ن انہماسے ظفر اچھا نہیں
خواہ رکھو نہ رکھ بنیں مین خواہ پنہان جیب مین
دیکھا سے کوئی نہ دشمن خار را ... نام لد
ہین پڑے جس کے ہزارون نقد ایمان جیب مین
جانے ہین دل کا سودا زلف کا ... رکھانی
تا شبہات ایک بھی ایسے نہیں یان جیب مین
دور انی ہی موسم گل اور جیب کے ہاتھ سو

| | |
|---|---|
| ہو گئے آنکھ دکھائی تو نے دھوئے اے نگاہ | کیا عجب کا حوض آب اس چشم نم مین بوئین ہین |
| عشق کی ہے سخت منزل پیچھے ٹکیو نا کم ہو | تھک کر اٹھ سکے نہیں پاؤن قدم مین آئین ہین |
| ریزہ میلے سبزہ زبر پا دشت گل بغیر | ہم نہیں رکھتے کبھی باغ ارم مین پاؤن ہین |

پڑھکے بسم اللہ مجمر پیاو مرتبہا ظفر
ڈالتے ہم عشق کے دریائے غم مین پاؤن ہین

| | |
|---|---|
| دل مضمحل ہی کیا اسے خنجر سے چھیڑ دون | اتنا بھی دم نہیں ہے جو نشتر سے چھیڑ دون |
| اے فتنہ گروہ قصہ کہ اوٹھ جائے میں سر | شکر جو تو اوٹھا دے نئے سر سے چھیڑ دون |
| ڈرتا ہی میرا دل کہ وہ برہم نہون کہین | مین کیونکہ زلف یار کو اوس ڈر سے چھیڑ دون |
| ہی جی مین چنگ چرخ پہ مین کہکشان کا تار | مضراب نالۂ دل مضطر سے چھیڑ دون |
| نگو نہ زخم دل کا بھر آئے اگر تو مین | پھر اوسکو ناخن غم دلبر سے چھیڑ دون |
| مجنون اوٹھائے تو سن وحشت کو منہ ہی کیا | رخش جنون کو مین جو برابر سے چھیڑ دون |

بہتر ہزار تذکرے سے ہووہ اے ظفر
کچھ ذکر شاعری جو سخنور سے چھیڑ دون

| | |
|---|---|
| یہ نہیں آنسو مرے اے چشم گریان جیب مین | ہین بھرے تیری بدولت دُر غلطان جیب مین |
| سینہ صد چاک عاشق کا جگر کے داغ سے | رکھتا ہے جون صبح خورشید درخشان جیب مین |
| گل کر ہمکیا روکشی تجھسے کہ ایسے تو بڑے | ہین ہزارون تیرے سنگ گلستان جیب مین |

دیگر

گرد ہون یا غبار ہون کیا ہون
خاک ہون خاکسار ہون کیا ہون
نہیں معلوم لاعنصری کیا ہون
رنگ گل ہون کہ خار ہون کیا ہون
اپنی ہستی کے اعتبار سے مین
ہون تو بے اعتبار ہون کیا ہون
نالہ بلبل سا بے اثر کیا ہی
نالہ کش مین ہزار ہون کیا ہون
... دو ہی دوران سے
آنکھیں ... سینہ فگار ہون کیا ہون
مین ... غفلت مین
مین ... ہوشیار ہون کیا ہون
ظفر
... ہون کیا ہون
... ایسے ... ہون کیا ہون
مین ... ہون

دیگر

... ہون
... نام ہون
... ہون
... السلام ... ہون
... ہون

صلہ

تباہ ایسے ہوئے انجام مین ہم عشقبازی کے | کوئی جو سر کی بازی ہارو تو جیتے جی سے تو ہین

ظفر اک بات پر قائم ہین اپنے ہم نہین ڈرتے
جو کہدین ایک وہ مین وہی کہدین سینکڑون ہین

لیا پھسلا کے اوسنے میرا دل نادان تو یون
لگے کیونکر نہ بات لے شکر ہین لب ہر مجھکو
ہنسی مین ہے ستم اوس غنچہ لب کا بند ہو جانا
نہ بوسہ وہ کنارا وسنے تو پھر ہمکو مزا حاصل
تری موج تبسم کم نہین شمشیر و خنجر سے
جلانیکو مرے وہ شعر دیکھو تو غیرون سے
سوال بوسہ پر رنجش ہو تو کیا لطف بوسے کا
تجھے ہونا ہی اک دن ذائقہ سے موت کو وہ

ہوا پھر دشمن جان میرا وہ قاتل نداتو یون
کرے ہی تو رقیبونکو مرے شامل نداتو یون
گرہ جاتا ہی اوسکا کھلنا مشکل نداتو یون
نہ حاصل اختلاط یون ہوئی حاصل نداتو یون
کرے ہے ہنستے ہنستے دل کو تو بسمل نداتو یون
کرے ہی گر مجھی کیا سے مخفل نداتو یون
مزا بس کہ بہت بوسہ کے سائل ہم نداتو یون
رہے ہے ہر نفس دنیا کی کیا غافل نداتو یون

وہ کیا لطف سخن جانے مذاق اوسکا نہو جسکو
مزا سے شعر خوانی کا ظفر کامل مذاقون مین

اشک گلگون سے مرے جامۂ تن کا دامن
جب صبا لیگئی اوس طرۂ مشکین کی شمیم
کیا عرق آ کسی مہوش کی جبین سے پونچھا

رنگ گل اس طرح سے ہے جیسے چمن کا دامن
بھر گیا مشک سے صحرائے ختن کا دامن
ہے ستارون سے جو پر چرخ کہن کا دامن

درباںی مین ہے یکتا وہ بت غارتگر / روز پیچائی ہے دل چھین جھٹکے لاکھون

جبکہ سلجھائے ہی شانہ سے وہ زلفین اپنی / دل پہ پڑتے ہین مرے جھٹکے پہ جھٹکے لاکھون

مار ہی سیکھے بنت وہ فسون ساز آ کے / جھٹکے سے ایسے ہون یاد اوسکو ہین لٹکے لاکھون

نہین معلوم کہ گرداب مین چشم تر کے / کس طرح آ گئے دریا مین سمٹ کے لاکھون

اے جنون وادی پرخار مین ہاتھ سے ترے / مر گئے بلبسر و پا نہین گھسٹ کے لاکھون

آج اوس مست مے ناز نے بدمستی مین / سنگ پر شیشہ دل ہاتھ سے پٹکے لاکھون

محفلے مین اگر آ جاے ذرا وہ قاتل / ڈھیر ہون خنجر خونین اپنی پھٹ کے لاکھون

پاس گل کے چمن دہر مین جب دیکھے خار / ہمنے جانا کہ ہین اس باغ مین کھٹکے لاکھون

نالہ میرا وہ قیامت ہے کہ اوٹھ بیٹھین گے / خفتہ کنج عدم نیند و بٹ کے لاکھون

تیرے میکش نہین سیراب اگرچہ ساقی / کی ٹھلیان یہ کرورون ہین مٹکے لاکھون

خاکدان ہے یہ سرایان سی مسافر کوئی / آ گیا صاف کہ گردمین اٹکے لاکھون

گرد چاہ ذقن یار رہے کوئی خضا سبز / گر پڑے ہین کیونکہ نہ دل پانون ہٹ کے لاکھون

دل رنجور کو میرے غم الفت نے ظفر
صدمے پر صدمے دیے جھٹکے پہ جھٹکے لاکھون

دیکھ کے صورت ظاہر کی پہچاننے والے اور ہی ہین
ہے جو حقیقت باطن کی وہ جاننے والے اور ہی ہین

اپنے تو پاے نگارین پایمال ناز ہے
کیون چھپاتا ہی یہ اسکے دیکھو بھلا پاؤن ہین

جب کبھی نسانو مین اوسکے ملنے کی ہو گدگدی
کیا کہون کس ناز سے اوس نے اوچھالا پاؤن ہین

پاے ناز کو او بھی رکھتے ہین خوبان جہان
پر ترے اے نازنین سب سے نرالے پاؤن ہین

اے جنون ہاتھون سے بنوے ہم کہان جا بین کہان
تونے ظالم پھر اکر توڑ ڈالے پاؤن ہین

اوس گلی مین جم گئے جب اے ظفر جو نقش پا
پھر ہمارے وان سے کوئی اوٹھنے والے پاؤن ہین

بل بے تیری گرمی تاب عذار آتشین
بوند ہے جسپر پسینے کی شرار آتشین

دل جلا کی چشم پر مژگان خون آلود مین
دشت غم مین ہے عجب کیا شعلہ زار آتشین

ہین نرالے ڈھنگ جرم عشق کی تعزیر کے
واسطے پروانہ کے ہے شمع وار آتشین

کیا عجب گر تابش رخ سے تیری زلف سیاہ تار
ہون خطوط دہر کے مانند تار آتشین

دشت مین جاے جو یہ دیوانہ آتش قدم
کیا عجب زیر قدم پیدا ہون خار آتشین

شعبدہ بازی سے سوز عشق کی ہی کیا عجب
میری آہ آتشین ہنجاے نار آتشین

آہ آتشبار میری بھی تماشا ہے ظفر
پھلجھڑی اسکو کہون مین یا انار آتشین

قاصدا خوف ہی یہ کیون کہ خط اپنا لکھون
ہون زخود رفتہ خدا جانے کہ مین کیا لکھدون

آگ کاغذ کو لگے بلکہ کبوتر ہو کباب
خط مین مضمون جو کوئی سوزش دل کا لکھدون

مطلع ثانی

[illegible] زلف پیچیدہ کا محال ہے دل کا
[illegible] اگرچہ حسن بہت سے ہین
[illegible] نازک بدن بہت سے ہین
جہان مین اور بھی نازک [illegible]
[illegible] شوخ مین تیرا رنگ نکہت گل
[illegible] بہت سے ہین
[illegible] سخن کو [illegible] سیکھا سخن
جہان مین [illegible] اہل سخن بہت سے ہین

## دیگر

خط مرا قاصد جو دے اوس فتنہ گر کے ہاتھ مین
دے جواب خط وہ خط [illegible] کے ہاتھ مین
زلف تیری ہے بلا کا [illegible] سکتے نہین
کوئی اوس [illegible] کو مارے [illegible] ہاتھ مین
بھر گیا ہے خون سے عاشق کے [illegible]
یہ نہین مہندی لگائی [illegible] ہاتھ مین
ہوگیا اوسکو زیادہ حسن پر [illegible]
کیون نہ ہو آئینہ اوس [illegible] کے ہاتھ مین

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| دم جو ہو ایک پھونک سا انسان مین | پھونک دو ہو کچھ یہ دل کے کان مین |
| خط سے اوس رخ پر ہو اک تازہ بہار | لکھا ہو قرآن خط ریحان مین |
| منھ مین ہو افعی کے چھالا زہر کا | اوسکے ہے یہ زلف سنبرہ کان مین |
| بید مجنون کے سوا سایہ نہین | تیرے دیوانون کی گورستان مین |
| دیکھکر دانتون کو تیرے منفعل | بحر مین موتی ہے ہیرا کان مین |
| دیکھکر خضر اوسکے لب پر خط سبز | ڈوب مرتا چشمۂ حیوان مین |
| جان قائم ہے عصاے آہ سے | آہ کیا گویا الف ہے جان مین |
| موت کا گر ہوتا حکمت سے علاج | کاہے کو مرتا کوئی یونان مین |
| دیکھ تو خال اون بھوون کے درمیان | گر زحل دیکھا ہو میزان مین |
| زہر ہے تجھ بن مجھے برگ نشاط | شیر کا ہے بال ہر رگ پان مین |

زلف اوس روے کتابی پر ظفر
سورۂ واللیل ہے قرآن مین

| | |
|---|---|
| اگرچہ عشق مین رنج و محن بہت سے ہین | پر اسمین لطف بھی ایجان من بہت سے ہین |
| بچانا با تو نہ اوس شوخ پر فریب کو تو | کہ اوسکو یاد دلا مکر و فن بہت سے ہین |
| کنہ ہے کون مقابل مین دلکی داغون کے | اگرچہ انجم چرخ کہن بہت سے ہین |

[illegible] ہاتھ مین
[illegible] بیمار [illegible] ہاتھ مین
[illegible] ہاتھ مین
بعد مجنون [illegible] کا لطف [illegible] ہاتھ مین
عشق [illegible]

## دیگر

[illegible] اوٹھا کر [illegible] پاؤن مین
[illegible] پاؤن مین

## مطلع ثانی

[illegible] پاؤن مین
[illegible] پاؤن مین
[illegible] پاؤن مین

ہاتھ پڑا جب سنگدلوں کے کاہیکو یوں رکھیں گے
جیسے اپنے شیشۂ دل کو ہم بحفاظت رکھتے ہیں

شمع و گل کی حاجت کیا ہے گور پہ اپنی اونکو ظفر
دل میں اپنے سوختہ جان جو داغ حسرت رکھتے ہیں

مطلع ثانی

یہ نہیں مہندی لگائی تو نے بھر کر پانوں میں
خون ملا کشتہ کا اپنے ای ستمگر پانوں میں

پھرتے ہیں دیوانے تیری پابرہنہ دشت میں
لاکھ چبھتے خار ہیں مانند نشتر پانوں میں

جانے کیا وہ عشق کی منزل کہ یہ کیسی ہے سخت
جسنے اس رستے پہ کھائی ہو نہ ٹھوکر پانوں میں

کیوں نہ لاکھوں مہجبینوں سے ہو وہ بالا نشیں
ہر قدم اوسکی چمکتا مثل اختر پانوں میں

مارتا لاتیں ہے کس کس ناز سے وہ نازنیں
چاہتا ہے جی پھر اوسکی گدگدی کر پانوں میں

کوئی الفت سے نکالیں پانوں باہر کس طرح
پڑ گیا اب تو وفا کا اپنے لنگر پانوں میں

آگئی مژگان پہ جای اشک لوہو کی تری
دیکھکر فندق تری چلمن کے اندر پانوں میں

خواب میں بھی شب کو میرے پاس تو آتا نہیں
ایسی کیا مہندی لگی ای ماہ پیکر پانوں میں

دل ظفر کا پابہ زنجیر محبت ہو گیا
پہنی جو منت کی بیڑی تو نے دلبر پانوں میں

وہ اس وضع سے گاتا نہیں جا کے ہنستے ہیں
کہ غنچے شرم سے منہ کو چھپا کے ہنستے ہیں

صبا نے کان میں کیا جانے کیا کہا اونکے
چمن میں اتنے جو گل کھلکھلا کے ہنستے ہیں

مطلع ثانی

صدف مین ہین گہر ہم رنگ جان عشق کی دولت | تری غمدیدہ کے بوندین نہین لوہو کی آنکھو نین

ظفر اوس دلبر پردہ نشین کو مین کہان کھولن
نہ دلمین ہے نہ ہے کوئی جگہ قابو کی آنکھو نمین

کرتے وہ ہین قتل اونہین جو اونسے محبت رکھتے ہین
ہم بھی اونکے محبون مین امید شہادت رکھتے ہین

کرتے ہین گر آہ و فغان ہم کچھ تو ہوتا ثیر اونہین
لیکن آہ و فغان کی کب ہم تاب و طاقت رکھتے ہین

حسن ملیح یار کے آگے ہو جاتے ہین پھیکے سے
گرچہ بظاہر حضرت یوسف خوب صباحت رکھتے ہین

شور جنون سے اپنے صحرا کیونکہ عرصہ محشر ہو
تیری یاد قامت مین ہم روز قیامت رکھتے ہین

داغ درم ہین اشک ہین گوہر لعل ہین اپنی پارۂ دل
ہم بھی بدولت عشق کے تیرے دیکھ یہ دولت رکھتے ہین

کچھ نہ غبار خاطر اون کا دھویا میرے گریہ نے
اب بھی میرے جانب سے وہ دل مین کدورت رکھتے ہین

دین و ایمان جان و دل جو تو نے آنکا نذر کیا | تیری ظفر کیا چاہنے والے عالی ہمت رکھتے ہین

ترے ہاتھ سے ہو دشت وحشت کی مین
نہون کب تلک خاک چھانا کرون

کرین بلبلین نغمہ سنجی ہزار
نہ موقوف مین بلبلانا کرون

قناعت کرون قطرۂ اشک پر
یہی اپنا مین آب و دانا کرون

خرد دیکھ کیسے ہے جنون کچھ کیے
کہو مین کہا کس کا مانا کرون

یہ دنیا ہے ماتم سرا کیا اسے
تصور ظفر عیش جانا کرون

سوزش غم سے جب مرے سینے کے گل چراغ ہون
چارہ گرون کے عقل کے کیونکہ نہ گل چراغ ہون

بادہ کشون کی بزم کو جب ہو فروغ ساقیا
گردن شیشہ شمع ہو ساغر گل چراغ ہون

گور شہید گر خان باغ جہان مین ہو جہان
جلتے کبھی وہان نہ بے روغن گل چراغ

سیل سرشک پر مژہ یل سر بحر موجزن
پارۂ دل مژہ پہ یون جون سر پل چراغ ہون

پرتو نور حسن سے تیرے چمن مین کیا عجب
گو ہر شب چراغ ہو شبنم و گل چراغ ہون

دکھاتے ہو بہار و خزان سے پرے شباب مین
ظفر زمانے کی نیرنگیون سے ... [illegible]
کبری قبا سے تن ناتوان سے پرے شباب مین
مجنون کی پردہ دری نہ کی ... [illegible]
... اور کوئی آ گیا ... [illegible]
سوز عشق ... مثل شمع فانوس
نمایان ہی ... عرفان سے پرے شباب مین
... چھپا دہ ظلمات مین کہ آب خضر
... دل ... نشان سے پرے شباب مین

دیگر

| | |
|---|---|
| نہ کیونکر زلزلہ آئے زمین کیونکر نہ ہلجائے | کہ رہتی درد دل سے مضطرب یہ زمین ہم ہین |
| وہی ایسے لگا کر ہاتھ تیری زلف کو کافر | سمجھے آستین کی تار تار آستین ہم ہین |

پرستش ان بتون کی ترک ہو ہمسے یہ کیا ممکن
ظفر سمجھے ہوے اپنا ہی ایمان و دین ہم ہین

| | |
|---|---|
| تیغ ابرو ہے نہو کیون صفہان قبضے مین | جب کرے نیم نگہ سارا جہان قبضے مین |
| گھر خدا کا ہے یہ دل کون ہوا ہے سر قابض | کیونکہ کرتے ہین خدا جانے بتان قبضے مین |
| کام کیا قابض ارواح کا یان پہلے ہی | غمزۂ یار نے کرلی مری جان قبضے مین |
| غم دلدار کو کس طرح نکالون دل سے | آ گیا اب تو ہے اسکے یہ مکان قبضے مین |
| ابروے یار پہ ہرگز مرا قابو نہ چلے | گرچہ آ جاے فلک کی بھی کمان قبضے مین |
| جبکہ شرح غم دل اپنی بیان کرتا ہون | نہین رہتی مری اوسوقت زبان قبضے مین |

پھر کسی طرح ظفر اوٹھ نہین سکتا قبضہ
آ گیا خانۂ دل اوسکے جہان قبضے مین

| | |
|---|---|
| وہی ہے جان جہان اس جہان کے پردے مین | کرکر رہا ہے ستم آسمان کے پردے مین |
| ہمے ہے دل کے سراپردہ مین وہ پردہ نشین | جو دیکھتا ہے تو دیکھ اس مکان کے پردے مین |
| کیونکہ ہو دل عاشق مین یار جلوہ فروز | چھپے ہے ماہ بھلا کب کتان کے پردے مین |
| جگر کے چاک سے تاکین ہم اوسکو در پردہ | نگاہ پردہ ہی پردہ جھانکے پردے مین |

کسی یار دعوم ... [illegible] کا مین جب نام لیتا ہون
نہ ... ساقی کی ... کے گلی کا ... لیتا ہون
دل ... زلف ہم او ... دے وہ کافر
مین ... ناحق کسی پہ الزام لیتا ہون
... تیری چشم کا مین ... لیتا ہون

[illegible]

... ظفر ... عشق مین اپنا ... کام لیتا ہون

[illegible]

## ردیف النون

یہ نہین سرخی رنگ حنا اے حور شمائل چھنگلی مین
ہے کسی مجھسے خون شدہ کا دل تونے ملا دل چھنگلی مین

رکھتے اوٹھا کر آنکھون مین اپنے جانتے اوسکو آنکھ کا تل
اوٹھ سکتا گر ہمسے تمہارے عارض کا تل چھنگلی مین

خوب نہین ہے چرب زبانی دیکھا یہ گلگیر نے رات
کاٹی زبان شمع پکڑ کر گیا سر محفل چھنگلی مین

قصد کرے وہ یہ کہ اوڑون اور اوڑ کر اوسکا نشانہ ہون
دیکھے جو تیر اوس صید فگن کے طائر بسمل چھنگلی مین

زخم نہین منظور رہین سلوانے دل کے چاک کرو
بیٹھے سوئی کو لیکر تم ہو کیون بیجا صل چھنگلی مین

وہ بھی گل ہین کیا جنکو اپنے ٹوٹنے کی ہے اتنی خوشی
چلنے سے ہی چننے گلچین کے سب جاتے ہین کھل چھنگلی مین

لاکھ نذر قلب یک نفس ہین اوس ہی ظفر اکسیر بنے
رکھتی اثر ہین خاک کی بھی یہ مرد کامل چھنگلی مین

واقعی بات کی مشکل ہے سمائی دل مین | اب یہ آئی وہین جو وقت کہ آئی دل مین

[illegible] سوز دل [illegible] سرد و گرم

## دیگر

| | |
|---|---|
| دوستی کو بندگی اور اونکی الفت کو سلام | عشق کو آداب میرا اور محبت کو سلام |

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| صبر میرا اڑ گیا ناصح نصیحت کو سلام | بوسہ دھار دم تو مین کرتا ہون خنجر کو سلام |
| آپ تو لکھتے نہین خط پر کسی کو خط مین ہم | ہان کبھی لکھ دیتے ہین اوس بے مروت کو سلام |
| سجدہ ہم کرتے ہین اوسکی ابروے خمدار مین | زاہد اپنا ہی محراب عبادت کو سلام |
| طالب دولت سلامی کب ہین دولتمند کے | کرتے ہین پردے مین اوسکو اوسکی دولت کو سلام |
| شاخ گل ملتی نہین جھوکے سے باد صبح کے | کرتی ہی جھک جھک کے یا اوس سرو قامت کو سلام |
| گر کبھی فرہاد و مجنون آتے میرے ڈھیر پر | کہکے یا اوستاد کرتے میری تربت کو سلام |
| داغ سوزان سے ہوئی جسدن ہماری ہمسری | ہم کرین اوس روز خورشید قیامت کو سلام |

اے ظفر جو ہین سلامی حضرت شبیر کے
دو جہان مین ہر گھڑی ہے اونکی عزت کو سلام

| | |
|---|---|
| دل مرا ہوتا بجا ہی دلربا ہی سرد و گرم | چل رہی اور ہی ہوا کی یہ ہوا ہی سرد و گرم |

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| صحبت گل ایک بلبل کا ہی کیا ہی سرد و گرم | آج کل سالے چمن کی کچھ ہوا ہے سرد و گرم |
| ہی زمانہ مین کبھی سردی کبھی گرمی دلا | دیکھنا کیا کیا فلک کھلا رہا ہی سرد و گرم |

[illegible] سرد و گرم

ردیف [illegible]

[illegible]

ردیف النون

دیتا ہون اجر ستّین فی الانعام مین ہیّان قد جمیلہ
بھیجنی ہی ہمکو مےنوشی کی کیفیت اگر
قائل ہیں پاس محبت کا ہون کیا ای مہربان
آکے بیٹھی بھی تو کیا بیٹھے لگائی ہی رہے

لائے ہو خط اوسکا کیا خیر سے میری پاس تم
تو گذار و اک برس ساتھ میری پاس تم
دنکو پاس اور و نکی ہوا و ررات میری پاس تم
ہر گھڑی اوٹھ بھاگنے کی گھات میری پاس تم

کہہ دو ناصح سے ظفر حضرت سدھارو اپنے گھر
کر چکے ضائع بہت اوقات میری پاس تم

پیار سے ہم کہتے ہین تمھین ایک بوسہ دیدو دیکھو تم
ورنہ ابھی رک جاؤگے اخلاص مین دیکھو دیکھو تم

پوچھتے ہو کیا حال میرا جو کچھ ہے سو وہ سامنے ہے
بالین پر اک لحظہ میرے آؤ بیٹھو دیکھو تم

ہاتھ ہمارے کرتے قلم بے جرم و خطا کس واسطے ہو
لکھا ہے کیا ہمنے تمکو کھولو خط کو دیکھو تم

سینے مین میرے دیکھتے ہو گر پیکان اپنے تیرون کے
کرتا ہون سینہ چاک مین اب تو آکے ذرا دیکھو تم

حضرت دل کیسا کرتے ہو شکوہ اونسے آنکھین دکھانے کا
کچھ نہ لکھو تقدیر مین جو کچھ دیکھنا ہے سو دیکھو تم

[illegible]

آگے دلبر داغ کے اور دشت جنون کے
لکھتا ہو کچھ ایسا کہ سمجھ مین نہین آتا

لئے ہم مین خرد لے کو نہ جاگیر کے قائل
ہون کیا بت تو خط تری تحریر کی قائل

پہونچے نظفر دل پہ جو اونکے کوئی صدمہ
جب ہونگے مرے نالۂ شبگیر کے قائل

عشق کرنا تو کچھ نہین مشکل
ہے نباہ اس کا ہمنشین مشکل

گر ملا دون زمین سی چرخ کو مین
تیر الملنا ہے مہ جبین مشکل

روز فرقت مین ہم سمجھے ہین
جینا مرنے سے بھی نہین مشکل

تیرے دانتون کے روبرو آنا
جانتا ہے دُر ثمین مشکل

بہتر اس اپنے دل کے آئینہ سے
ہاتھ آتی ہے دوربین مشکل

تیرے بیمار کو سر بستر
لینی کروٹ ہے مہ جبین مشکل

تیرے کوچے سے مثل نقش قدم
اپنا اوٹھنا ہے نازنین مشکل

نفس شیطان جب اپنا ہو رہزن
کیونکہ پھر ہو نہ راہ دین مشکل

لکھے جھٹ پٹ جو اے ظفر ہم نے
اس غزل کی تھی زمین مشکل

## ردیف المیم

رخ پر نور پر اوسکے نہین خال سیاہ
زلف رخسار پہ و زلف مین تابِ خیال

محترق تابشِ خورشید سے گویا ہو زحل
دن تو ہو رات کی اور رات ہو دن کی و جل

رکھ قدم عشق کے کوچے مین جما کر اپنا
اے ظفر ایسا نہو پاؤن کہین جاے پھسل

ہے مرے حق مین ابروے پرخم کی کیا صفہانی تیغ کی شکل

بلکہ ہے ہر ایک چین جبین اے دشمن جانی تیغ کی شکل

## مطلع ثانی

وہ جو طبیعت تیز و روان تھی وقت جوانی تیغ کی شکل

پیری مین ہو زنگ آلودہ کند پرانی تیغ کی شکل

جلد بھرے ساغر مے کی دیکھ کلیجا کانپے ہے

چمکی ساقی ابر مین بجلی قہر ڈرانی تیغ کی شکل

یاد نگاہ و ابرو مین جو شعر پڑھون ہون میرے لیے

مصرع اول تیر کی صورت مصرع ثانی تیغ کی شکل

ابرو کی شمشیر تری کب بھولتی ہے اس زخمی کو

ہے لب زخم دل سے رکھتا پاس نشانی تیغ کی شکل

حضرت عجب کیا گرچہ اثر سے میری شوق شہادت کی

ردیف الالف

## مطلع ثانی

کون ہین ہم سا مرد جو گوشہ نشین الگ تھلگ — جیسے صدف مین سب سے ہی در ثمین الگ تھلگ

در ہو اسے مدی گر اصدمہ ہماری آہ کا — چرخ زمین پہ ہی گرا چرخ برین الگ تھلگ

جاتے ہو آج تم جہان لیجیو ساتھ ہمکو وان — بیٹھے رہینگے ہم وہان ہم بھی کہین الگ تھلگ

پاس نزاکت اسقدر ہے کہ ہمیشہ اپنا سر — رکھتا ہی تیری پانو پر تیرا حزین الگ تھلگ

کردے بدن سے سر جدا لیتا ہی کیون اوٹھا دھر — رکھے گا یہ تو مری خنجر کین الگ تھلگ

کون ہی کہ جس سے خلط وہ رکھتے نہین ہین ہمنشین — رہتے ہین اونکی پاس تو ایک ہین الگ تھلگ

جوش جنون زمین پہ کر سر زہ دری نہ اسقدر — رکھے ہی شاخ گاو پر دیکھ زمین الگ تھلگ

دل کو ند و ظفر اوسی جو وہ اُچھالتا پھرے
شیشہ ہی نازک اسکو تم رکھدو کہین الگ تھلگ

جو کہ مست مئے الست ہین لوگ — ہوش مین ہین نہین وہ مست ہین لوگ

صورت اوس بت کی دیکھکر سجدا — ہو گئے لاکھون بت پرست ہین لوگ

تخت جم پر وہ بیٹھین کیا جم کر — رہتے اوس در پہ جو نشست ہین لوگ

دور مین چشم مست ساقی کے — خم بدوش و قدح بدست ہین لوگ

اوسکے کوچے مین میری جانے سے — پہلے ہی کرتے بند و بست ہین لوگ

جو وہ کہتے ہین سب ہین کہتے بجا — کچھ نہین کہتے نیست ہست ہین لوگ

| | |
|---|---|
| بر بجنا پیچ و تاب غم مین یان رہا کیا کیا | ہوئی جو دیر تجکو نامہ بر دو دنکی دو دن تک |
| جو آیا وہ گھڑی بھر کو تو پھر دو دن نہین آیا | دلاتا یاد ہر وہ فتنہ گر دو دنکی دو دن تک |
| ہمارے حشر تک چرچے ہین بلبل باغ عالم مین | تری شہرت ہوئی شوریدہ سر دو دنکی دو دن تک |
| ابھی یان راہ تکتے تھکتے اونکی چار دن ہمکو | نہ لایا کچھ خبر پیغامبر دو دنکی دو دن تک |

بھروسا کیا اونہین تجسے جو ہی کچھ آجکل الفت
کہ ہے یہ تو محبت اے ظفر دو دنکی دو دن تک

## ردیف کاف فارسی

| | |
|---|---|
| بھنی مشکل نہین کچھ صاحب تدبیر سی لاگ | سخت دشوار ہی پر گردش تقدیر سی لاگ |
| توڑتا اب ہی جو تو ہاتھ لگا کر بیڈھب | سخت جانو نکو نہین کچھ تری شمشیر سی لاگ |
| خوب کسطرح ہدف پر نہ لگے تیر قضا | اے کماندار وہ رکھتا ہی تری تیر سی لاگ |
| شانہ کیونکر نہ جگر چاک پھرے سرگردان | کہ وہ رکھتا ہی تری زلف گرہگیر سی لاگ |
| دشنہ آیا ہی ترا تیز جو ہو کر اتنا | اے ستمگار اسی ہی ترے نخچیر سے لاگ |
| گھر سے دین مجکو نکال اور مرقع سے وہ | کہ اونہین مجسی ہی ضد اور مری تصویر سی لاگ |
| رنگ کسکی کوئی چھپتی ہی کہا جاتا ہی | ایک ہی بات مین وہ تو مری تقریر سی لاگ |
| وہ مسلمان ہی ظفر صاحب یاران حسین | صحابہ سے ہو بغض اور نہ شبیر سی لاگ |

سوای کنج قناعت جہان ہی وان تک
جہان نہین ہو تو یہی گوشہ فراغ ہی ایک

فراخ دستی ساقی کا دیکھنا عالم
اگر دے ہی سو جو کوئی مانگتا ایاغ ہی ایک

ہر اشک خون سے آنکھون نے گلفشانی کی
کریکے جیب تا دامن اپنے باغ ہی ایک

بغیر نالہ ہوس سے فغان وہی دل کی
جہان تا دل گم گشتہ کا سراغ ہی ایک

رہی جہان نہین نیک و بد کی کچھ تمیز
نظر مین اہل جہان کے ہما و زاغ ہی ایک

ظفر ہزارون مین عالی دماغ و روشن دل
ترا سا پر نہین رکھتا دل و دماغ ہے ایک

وہ چشم فتنہ زا سے ہی لیتا سبق فلک
گرتا او لٹ پلٹ ہے یہ ساتون ورق فلک

ہونگے نثار کسی خورشید رو پہ کیا
رکھتا ہی جو یہ زر انجم طبق فلک

اہل زمین کا ہی تری گردن پہ خون ہے
ہر شام بہولتی ہی جو تجھ پر شفق فلک

لایا ہی گردشون سے ہزارون مین یہ دم
کھو کر رہیگا کچھ جو ہی ستو رمق فلک

وسل و وش کو ہمیہ کر اب مہربان تو
پھر کیا گیا جو ہم ہی ہوی جان بحق فلک

کیا جانے او خوشی پہ خوشی کیا جہان مین
یان ہمکو دے رہا ہی قلق پر قلق فلک

جسکو سمجھ رہے ہین ظفر لوگ کہکشان
نالون سے ہو رہا ہی مرے سینہ خرق فلک

کیا تجھے حسن مین ہو کوئی اے صنم شریک
پیدا ہوا نہ تیرا خدا کی قسم شریک

[illegible]

انسان کی زندگی ہی تو اک دم نفس تلک
سامان کری ہی جینے کا لاکھون برس تلک

دامن چھوڑنا اپنا ہو دشوار برق کو
گر آئے آشیان کو مرے خار و خس تلک

داغ ہین ہم اوسکو اپنا جو بوسنگی دینے مین
وہ جا سے نہ موڑ زدہ مُنھ آٹھ دس تلک

ساقی نگاہ مست سی تیرے عجب نہین
مدہوش محتسب ہے اگر ہو عسس تلک

دعوی کری جو عشق کا یہہ بے اگر خبر
اس عاشق ستم زدہ کی بوالہوس تلک

احسان کری اسیر قفس پر نسیم صبح
اک برگ گل جو لاکی چمن سی قفس تلک

سن سن کے میرا نالہ و فریاد اے ظفر
خاموش ہین زمانے مین نے سے جرس تلک

دل مین میرے وہ چبھی چشم پریزاد کی نوک
اس طرح چبھتی ہی جون سوزن فولاد کی نوک

تا سر چرخ برین عشق مین پہونچی آخر
اس مری نیزہ آہ دل ناشاد کی نوک

دلمین عاشق کے کھٹکتی ہی ہی تا دم مرگ
ہاے دنبالہ چشم ستم ایجاد کی نوک

وصف ہی عالم تصویر تری نقشہ کا
رکھتی ہی نوک زبان خامہ بہزاد کی نوک

دلمین لگتی ہی نکلتی ہی جگر مین جاکر
اے ستمگار تری ناوک بیداد کی نوک

اضطراب رگ مجنون سی یہ ڈر ہی دم فصد
ٹوٹ جای نہ کہین نشتر فصاد کی نوک

کس طرح سے نہ چبھی اہل سخن کی دلمین
نکلے ہی طرز سخن مین ظفر استاد کی نوک

[illegible]

[illegible]

سوئے نہ میرے پاس وہ بستر پہ رات کو
جبتک کہ درمیان نہو بالشت بھر کا فرق

کوچے میں اونکے مجکو مکان بھی ملا تو کیا
میرے اور اونکے گھر میں ہے دس بیس گھر کا فرق

جاتا گذر ہے دونوں سے اوسکی نگہ کا تیر
مطلق نہیں سمجھتا وہ دل و جگر کا فرق

بلبل ہزار میری طرح سے ہو نالہ کش
میرے اور اوسکے نالے میں ہوگا اثر کا فرق

آئے بھی میرے پاس تو بیٹھے وہ فرق سے
آیا ہے اونکے دل میں کچھ اب اسقدر کا فرق

مدت سے مجھ میں اور مرے دل میں اے ظفر
ڈالا ہوا ہے اوس نگہ فتنہ گر کا فرق

خدنگ یار نہیں کچھ دل و جگر میں فرق
تو ایک گھر سے سمجھ دوسرے کے گھر میں فرق

وہ صاف آئینہ دل میں ہے نظر آتا
نہ آئے جسکو نظر اوسکی ہے نظر میں فرق

یہ جوش گریہ سے عالم ہے اشکباری کا
نہیں ہے ابر میں اور میری چشم تر میں فرق

نگاہ مردمک چشم یار میں یک جا
کہ خوشنما ہے ابر میں اور میری چشم تر میں فرق

نہ دل میں فرق پڑے گر فراق ہو برسوں
یہ ہم نہیں کہ جو آجائے لحظہ بھر میں فرق

ہوئے ہیں چہرے کی زردی سے دیکھ تنگ بتوں
رکھا نہ عشق نے کچھ رنگ سیم و زر میں فرق

ظفر کہا یہ حلاوت سے ہملو بوسہ کے
نہیں ہے اوس لب شیریں میں اور شکر میں فرق

## ردیف کاف تازی

قطعہ

نظر مین جسکے سماما ہے پُر نور رخسار
الٰہی خیر ہو قاتل کے او رہین تیور
مری طرف سے یہان تک پھرا ہے رخ اوسکا
حواس چارہ گرونکے بھی اوڑ گئے یکسر

وہ دیکھتا بھی نہین جلوۂ قمر کی طرف
بُری نگاہ سے تکتا ہے میرے سر کی طرف
کہ سوتے منھ بھی نہین کرکے میرے گھر کی طرف
جو کی نظر مرے زخمِ دل و جگر کی طرف

فدا ہین جسپہ دل و جان سے کیا تماشا ہے
وہ التفات بھی کرتا نہین ظفر کی طرف

دیگر

مطلع ثانی

بے رخ یار کرنہ نظر دوسری طرف
بٹ جائے دل نہ دیکھیو ظفر دوسری طرف

اپنا خدنگ آہ عجب کیا جو توڑکر
جائے نکل فلک کی سپر دوسری طرف

سیدھا ہی اوس گلی مین پہونچتا ہے روز دل
جاتا نہین ادھر نہ اودھر دوسری طرف

چھوٹے جو یکطرف سر عارض وہ ماہ زلف
گیسو عیان ہو شام و سحر دوسری طرف

دل بھر گیا جو اوس صف مژگان کے سامنے
پھیرا نہ منھ کو بل بے جگر دوسری طرف

کیا اس سے فائدہ جو کوئی اک طرف ہو
جبتک نہو کسیکو اثر دوسری طرف

دل بھی ہوا نہ اپنا طرفدار ہے غضب
اک آن مین ہوا یہ ظفر دوسری طرف

قطعہ

تھی جو جو اسمین نہ کیون ہو نامہ بر دونون طرف
لکھ کچھ خیر ہین لگائے آگر دونون طرف
یکقلم ایسے خطون مین ہو گئی باہم جواب
منھ نہین پڑتا آپسکا صلح پر دونون طرف

قطعہ

ردیف القاف

| | |
|---|---|
| اگر دیا پر اوسنی مجکو جان کر مجنون معاف | جو نہ کہنا تھا کہا ناصح کو مینے بارہا |

منے اوسکی عنایت کو ہین کیا تیری گناہ
اے ظفر کر دیگا سب قادر بیچون معاف

| | |
|---|---|
| کیا ہی آپنے کیا خوب روز مرا اصاف | ہمیشہ کرتے ہو عاشق پہ تم تبرا اصاف |
| تفنگ آہ مین مارا ہی بھر کے چھرا اصاف | نہین ستارے کسی دل جلے کی گرد ولن پر |
| غبار غم سے نہین پاتے ایک ذرا اصاف | ترے فراق مین اے مہروش الا اپنا ہم |
| تو برگ گل ہی نزاکت مین اوسکا پرا اصاف | جو خوشنما تری مینی ہی جون گل زنبق |
| جو بیکے گھونٹ کوئی دیکھی ہی وہ کڑا اصاف | لگی ہی جسکو مے تند و تیز بادہ فروش |
| بڑا معاملہ تو پایا اسکو کڑا اصاف | جسے یہ حضرت دل خوش مزاج سمجھے تھے |
| چمن مین شہپر قمری ہو شکل آرا اصاف | جو تیرے قد سے ہو ہمسر تو سرو کے سر پر |
| کہ اوسکو دیکھ کے جاتی ہو برق تھرا اصاف | مجال کیا کہ ترے رخ سے شعلہ ہو ہمتاب |

جو فخر کرتے ہین اپنے لباس ظاہر پر
ظفر وہ کسوت دانش سے ہین معرا اصاف

| | |
|---|---|
| اگر کہے عاشق جانباز کب ہین جان کا خوف | وہ کھینچے تیغ نہین ہمکو امتحان کا خوف |
| کہ ہی ہر ایک کو سیلاب سے مکان کا خوف | ہوئی یہ ابکی برس گریہ سے مری برسات |
| تو اوسکا خوف ہی گویا مجھے جہان کا خوف | ہوا جو دشمن جان ہو گیا وہ جان جہان |

مل گئے ادن سے اپنے کیا مخبر | لکھتے ہین چٹھیان دروغ دروغ

نہیں راستی ظفر باتین
ہے پسند جہان دروغ دروغ

## ردیف الف

تجھ بن شراب عیش کے پینے پہ چار حرف | اور اسطرح کی مزہ جینے پہ چار حرف
لا ایک حرف شکوہ زبان پر نہ چرخ کا | بھیجے اس ستم شعار کمینے پہ چار حرف
جاے جواب نامہ قلم بھر کے خون سے تو | دے کھینچ اپنے کشتہ کے سینے پہ چار حرف
الفت کی شرح سے ہین بیاضین بہت سیاہ | پھیلے ہین یہ ہزار سفینے پہ چار حرف
جاتے تو ہو رقیب کے کوٹھے پہ تم مگر | سن جاؤ میرے ٹھہر کے زینے پہ چار حرف
ناحق جو کینہ رکھتا ہے تو مجھسے اے حسود | تف تجھپہ اور اس تری کینے پہ چار حرف

روز ازل سے نام محمد کے اے ظفر
کندہ ہین اپنے دل کے نگینے پہ چار حرف

ہوئی کس جرم سے ہمپہ یہ عنایت موقوف | کیا خطا دیکھی جو کی خط و کتابت موقوف
ہم وہ عادی ہین غم عشق کے مر جائینگے | لیک ہونیکی نہین ہمسے یہ عادت موقوف
یا تو لیجائیے اے حضرت ناصح تشریف | اور یا کیجیے یہ پند و نصیحت موقوف

دیگر

دیکھون کیا آنکھون سے تجھکو کہ مری جان ترا — ہے مری پیش نظر شیشے کی دیوار کی وضع
کیون نہ ہر بات مین اک زخم لگے دل پہ مری — کہ زبان رکھتی ہے تیری مین وہ تلوار کی وضع

وضع داری کا بہت کرتے ہین اپنے دعوی
پر ظفر ہمکو پسند او نہین ہے دو چار کی وضع

جو پیین گے شراب بے موقع — وہی ہونگے خراب بے موقع
ڈر خدا سے نہ بول اتنا جھوٹ — بتِ خانہ خراب بے موقع
ہمتو کہتے ہین بات موقع کی — دیتے ہین وہ جواب بے موقع
حضرتِ ناصح آپ کی باتین — نہین بھاتین جناب بے موقع
ہستیِ یک نفس پہ کیون یہ ہوا — باندھتا ہے حباب بے موقع
رخِ روشن کے روبرو ہے ترے — تابشِ آفتاب بے موقع
آتشِ عشق سے ہوا بھنکر — دل بھی کیا ہی کباب بے موقع
ابرِ مژگان کے سامنے تیرے — ہے برستا سحاب بے موقع

دل ظفر دے کے شعلہ رویون کو
لیا ہمنے عذاب بے موقع

## ردیف غین معجمہ

## ردیف العین

کی تھی کیا مجھسے مرے یار شرط — کچھ بھی ہے یار ستمگار شرط

دین وایمان ودل وجان لیکر — دینا بوسہ بھی ہے اک بار شرط

شمع کی طرح رہ الفت مین — سر کٹانا بھی ہے سو بار شرط

در پر اوسکے نہ فغان کر اتنی — ہے ادب بھی دل بیمار شرط

چپکا نہ رہ مرغ چمن دام مین — کچھ ہی نہ کچھ ہے تجھے گفتار شرط

راز نہان گریہ سے کھل جائیگا — ہوئیگا رسوا سر بازار شرط

جتنے ہین بے قول ظفر اب نہان
اتنے کرے اب تری بیزار شرط

## ردیف الظاء

گلی مین یار کے ہمنے رکھا قدم بلحاظ — گئے بھی بادب آئے بھی وہ تو ہم بلحاظ

ہماری شکل نے سب حال کہدیا اونسے — زبان سے گو نہ کہا ہمنے دل کا غم بلحاظ

قلم وہ کرتے ہین اسپر بھی ہاتھ ای قاصد — اگرچہ کرتے ہین خط اونکو ہم رقم بلحاظ

جب اوس سے حسن مین یوسف نہ ہوسکا ہمسر — تو جا چھپا وہ پس پردہ عدم بلحاظ

مبادا چونک وہ اٹھے خواب ناز سے وہ گل — چمن مین جائیو اے باد صبحدم بلحاظ

ابھی ڈبوئین رقیبونکے گھر کے گھر لیکن — ہم اونکی آگے نہین ہوتی چشم نم بلحاظ

مطلع ثانی

مطلع ثالث

| | |
|---|---|
| شمع سے گلگیر کیا ہو تاج زر کی احتیاط | عشق مین جب تو نہ اوس سے کر اوس سر کی احتیاط |
| نکلے جو آنسو تصور مین کسی مہ پارہ کے | چاہیے آنکھون سے اوس روشن گہر کی احتیاط |
| خط بچایا آپ خط کیطرح سے ٹکڑے ہوا | اللہ اللہ ری ہمارے نامہ بر کی احتیاط |
| سیکڑون مینا ط ہو کر دختر رز سے خراب | کھو گئی اس میکدہ مین عمر بھر کی احتیاط |
| ہم پھڑک کر دام کو صیاد مین ٹکڑے ہو اوڑا | پر ذرا ہمکو ہے اپنے بال و پر کی احتیاط |
| مرگ عاشق کی خبر جبتک مکرر سن نہ لے | وہ نہ آئے دیکھنا اوس بخبر کی احتیاط |

اے ظفر سینے مین بھڑکا ہے شعلہ عشق کا
ہو چکی دل کی حفاظت اور جگر کی احتیاط

| | |
|---|---|
| اگرچہ ہمنے لکھا اونکو اضطرار مین خط | مگر خطر نہین وہ پھینکدین ہزار مین خط |
| مری طرف سے ہے دلمین غبار کچھ اوسکے | لکھا ہے مجکو جو اوسنے خط غبار مین خط |
| عجب بہار سے نظرون مین لہلہاتا ہے | برنگ سبزہ ترے حسن کی بہار مین خط |
| بسمل کی لکھتے ہین خط اپنا اسلیے خط ہم | کہ پکڑا جائے کہین یہ نہ کوئے یار مین خط |
| لکھا نصیب کا یہ بھی کہ نامہ بر اپنا | گر آئے بھول کے دشمن کی رہگذار مین خط |
| گئے کدھر نہین معلوم رفتگان عدم | انہی لکھو اونھین بھیجین کس دیار مین خط |
| ہمارے قتل کو تیغ قضا کھنچی گویا | کھنچا جو سرمہ کا اوس چشم پر خمار مین خط |
| گلہ کسی کا نہ شکوہ نہ کچھ فساد کی بات | فقط ہے خط ہی کی آنکی انتظار مین خط |

## ردیف الضاد

زلف سی اوجھیے کیا اس مبتلا کو ہی غرض
سر پہ لی ناحق بلا کس کی بلا کو ہی غرض

جو ہوا ای شوخ بیمار غم فرقت ترا
نے شفا سی اوسکو نی اوس سی شفا کو ہی غرض

دل مرا ہو رشک سے خون یہ فقط مقصود تھا
ورنہ اوسکو دست و پا سی کیا حنا کو ہی غرض

جان و دل یان دین جو کچھ تھا لینا ہی چکا
اب ہی کیا ہمسے اوس کافر ادا کو ہے غرض

اے ستمگر اے وفا دشمن تری بیداد سے
بیوفا کو کیا غرض ہی باوفا کو ہے غرض

امتحان بر ش تیغ نگہ منظور رہے
قتل سی میری نہین اس بر جفا کو ہی غرض

آشنائے بے غرض ہی کون دنیا مین ظفر
پڑتی سو بار آشنا سے آشنا کو ہے غرض

## ردیف طای مہملہ

دل عاشق جمال ہی مفتون خال و خط
جان وحشی نگاہ ہی مجنون خال و خط

کیا خوب نقطہ رکھتا ہی کیا خوب دائرہ
صفحہ پہ روی یار کے یہ نون خال و خط

خورشید زیر ابر ہے رخسار تابناک
پوشیدہ زیر پوشش تسبگون خال و خط

سنبل قرین سوسن و ریحان ہی باغ مین
گیسو سمجھو یار کے مقرون خال و خط

زیبا ہی اوسکے کشور حسن و جمال مین
آئین ناز و غمزہ و قانون خال و خط

دکھلا دیا نوشتہ مرا ایک قلم سے تجھے
مین تیرہ بخت ہون ترا ممنون خال و خط

پیدا ہوئی گیا گیا نہ دل اہل سخن مین
سن سن کے ظفر آپ کے اشعار کو تشویش

## ردیف الصاد

جفا سے تو جفا کاری مین مخصوص
وفا سے ہم وفاداری مین مخصوص
تماشا ہے کہ گردون سرکشی سے
ہوا ہے اس نگونساری مین مخصوص
نگاہ مست ساقی سے عجب کیا
اگر صوفی ہوے خواری مین مخصوص
رگ ابر بہاری سے یہ مژگان
ہوئین کیا عین خونباری مین مخصوص
کوئی سمجھا تمھارا عاشق زار
ہوگا گریہ و زاری مین مخصوص
جو ہے آگاہ عیاری سے تیری
وہ تیرا یار ہے یاری مین مخصوص

زہے قسمت کہ خدمت سے تمھاری
ظفر ہو نازبرداری مین مخصوص

بتخانہ مین ہے کیا مری ہمراہ وہی شخص
کعبہ مین بھی دیکھا تو ہے واللہ وہی شخص
رکھتا جگر و دل مین ہے جو درد محبت
کچھ ہے تو مری درد سے آگاہ وہی شخص
دل ڈوب گیا جسکا تری چاہ ذقن مین
رکھتا ہے بدل یار تری چاہ وہی شخص
جو مر مٹے اور راہ سے نہ جون نقش کف پا
اوس در پہ ہے یہ بندۂ درگاہ وہی شخص
ٹھہرے ہے جو شعلہ صفت تمکو زیادہ
ہے آپکی نزدیک ہوا خواہ وہی شخص

خیال ابروی جانان قریب دل یون ہے
کہ جیسے تیغ ہو رکھے کوئی سپر کے پاس

لٹا رہا ہوں در اشک عشق مین لاکھون
کہان نسیم آتے گہر آئے چشم تر کے پاس

ہزار طرح کا باتون مین جسکے شر نکلے
بشر کو چاہیے پھٹکے نہ اوس بشر کے پاس

حبیب ذکو عیب ہی لگتا ہو یان کے آنے مین
پھر آکے بیٹھین گے کاہکو وہ ظفر کے پاس

## ردیف شین معجمہ

جو ہجر کی تھی کثرتِ آفات مین تشویش
سب مٹ گئی وہ ایک ملاقات مین تشویش

تو بھاگ لا دیکھ محبت سے کہ اسکی
ہر گام مین اندیشہ ہی ہر بات مین تشویش

گذرے ہے کوئی لحظہ جو بیفکر تو برسون
دیتا ہے فلک اوسکی مکافات مین تشویش

باقی نہین ہمتو کبھی رندونکو مشوش
آتی ہی نہین بزم خرابات مین تشویش

بچی کیون نہ ڈر ہے گریہ سے ہو دل جو شکستہ
ٹوٹی ہوئی گھر سے تو ہی برسات مین تشویش

دل نذر کرون اپنا کہ جان پیشکش اپنی
ہے مجکو تری غم کی مدارات مین تشویش

عقبے کی ظفر چاہیے کچھ فکر بشر کو
بیہودہ ہے دنیا کی مہمات مین تشویش

ہے مہاسی کا کہان عارض جانان پر نقش
یہ ستارے کا ہی قرص مہ تابان پر نقش

ہند موسبزہ خط کا ہے کسیکے سودا
لکھدو کوئی مجھی برگ گل ریحان پر نقش

کرینگے دیکھیے کس کس کو صید تیر نگاہ
چلے ہین آج نہایت ہی وہ شکار کو تیز

مقابلے مین اگر برق آگئی اسکے
تو پاؤگے بہت اس آہ شعلہ بار کو تیز

غضب تو یہ ہی کہ ہوتا ہی تیز جب ہمپر
تو اپنے ساتھ وہ کرلے ہی اور چار کو تیز

پسند دلکو ہی یون اوس نگاہ کی تیزی
شراب جیسی خوش آئے شراب خوار کو تیز

ارادہ دیکھیے کیا ہی کہ آج دیکھتے ہین
وہ چشم قہر سے اس اپنے جان نثار کو تیز

اڈھایا ہمنے تو ہاتھ اپنے جیب و دامن سے
جنون مین دیکھ کر ناخن کو تیز خار کو تیز

ظفر نہ پوچھ کہ کیا کیا ہوا ہے کوچۂ یار
کرے ہی آتش دلہائے بیقرار کو تیز

## ردیف سین مہملہ

سر رکھے تکیہ پہ اپنا کیا مری وہ سر کی پاس
جو کبھی بستر نکرنے دے مجھے بستر کے پاس

## مطلع ثانی

کان کا جوہر نہین رخسار دلبر کے پاس
جلوہ گر ہی اک ستارہ مہ انور کے پاس

زلف شکین کو سمجھ کر ہمسر مار سیاہ
ہاتھ ہم ہو بچا سکے اپنا نہ مار اژدر کے پاس

داغ دل کے متصل اک آبلہ بھی چاہیے
خوشنما ہی ہووے شیشہ گر اس ساغر کے پاس

اپنے برگشتہ اگر طالع نہوتے ہمنشین
آکے پھر جاتا وہ مہوش کیون ہمارے گھر کے پاس

جیسے جاتی ہے مری آہ و فغان دور و دراز
ایسا پہونچا ہے کوئی تیر کمان دور و دراز

دل سے ہین میرے وہ نزدیک اگرچہ ظاہر
میرے گھر سے ہے بہت اونکا مکان دور و دراز

مانگ سے اوسکی نہ ہمسر ہو فلک پر ہر چند
آپکو کھینچے خط کاہکشان دور و دراز

رکھ نہ تو راہ محبت مین قدم یہ رستہ
دیکھیے ہے ایدل بیتاب توان دور و دراز

جانتے لوگ ہین جسکو فلک نیلی فام
وہ مری آہ کا پہونچا ہے دھوان دور و دراز

مجکو ڈر ہے کہ تری زلف اولجھکر دل سے
قصہ پہونچا ہے نہ ای آفت جان دور و دراز

کیونکہ مر مر کے نہ طے ہو سفر ملک فنا
اے ظفر ہے یہ رہ عمر روان دور و دراز

جان سے جانتا ہون تجکو مری جان عزیز
تجھسے تو جان نہین مجکو کسی عنوان عزیز

دیکھے جسکو اگر خواب مین تیری صورت
ہو زلیخا کو نہ اتنا مہ کنعان عزیز

مری تقصیر ہے کیا کوئی جنون سے پوچھے
مجھے کیون ہوتا ہے یہ دست و گریبان عزیز

جو تری شیفتہ ہین ای بت کافر انکو
تجھسے نے دین ہے عزیز اور نہ ایمان عزیز

دل سودازدہ زلفون سے اولجھکر تیری
رکھتا ساتھ اپنے مجھے بھی ہے پریشان عزیز

شکوہ غیر نکا کرون کیا کہ محبت مین تری
تہمتین یار لگانے لگے بہتان عزیز

اے ظفر دے نہ دل اوس دلبر ہرجائی کو
ہو نہ رسوائے جہان دیکھ کہا مان عزیز

ردیف ڑای معجمہ

دل اوسکی زلف جاجا کی کیون الجھتا ہی
گرہ نہ اوس سے کہین کر اپنے بل مین بگاڑ

جو بن سنور کی عدو کی بغل مین بیٹھی ہین
تو دلکو دیتے ہین کیا کیا مری بغل مین بگاڑ

نشے مین دیکھ خط کہکشان ہین سوجھی
کہ بار آیا فلک سے پڑا کھرل مین بگاڑ

ذرا بھی سامنے میری اگر عدو بگڑے
تو منہ کو دون ابھی اوسکی مین یک پل مین بگاڑ

جو چاہتا ہی رہے آبرو بنی تیری
تو زینہار کسیکو نہ اس عمل مین بگاڑ

ہمارے دلکی جو بدلے ہمین وہ دین بوسے
نہین ہی کوئی بھی ایسی دل بدل مین بگاڑ

بگاڑنے نہ کہین نقد ہوش دختر رز
کہ اس چھنال کی لت ڈہاہی چھل مین بگاڑ

بنائی حق نے ظفر وہ تری طبیعت ہی
کہ دخل کیا ہی ذرا ہو تری غزل مین بگاڑ

عسس جو دیوی صراحی شراب ناب کی توڑ
تو رکھدین سست بھی گردن مین حبابکی توڑ

اوٹھین گا ابر جو ساقی نہین بکیفیت
تو ڈر ہی دین کہین توبہ نہ ہم شرابکی توڑ

سوال بوسہ پہ دیکر جواب توڑکے تو
نہ خاطر اے صنم اس خانمان خراب کی توڑ

چمن مین اوس تن نازک سے گر مقابل ہو
تو تیان ابھی پھینکین گل گلاب کی توڑ

غمونکی اتنی گرانباریون سے اے گردون
کمر نہ میری دل گرم اضطراب کی توڑ

نہ ڈال میکدہ مین دیکھ محتسب اندھیر
ذرا خدا سے تو ڈر خم نہ آفتاب کی توڑ

رکھے ہی فکر مری وہ بلند پروازی
کہ دے اک آن مین ہمت ظفر عقاب کی توڑ

دل لگی کشور ہستی مین ہو کیا خاک ذکی
خلق کو ہر لحظہ رہے فکر سفر پیش نظر

ہو نہ اک ہستی موہوم پہ نازان غافل
کر گئے سیکڑون یان السی گذر پیش نظر

لب شیرین کا تری بوسہ اگر ہو حاصل
دلکو ہی میری یہ از قند شکر پیش نظر

کہرے اوس رخ پہ بھلا کیا مری بینائی کا
پڑتی جس جا کہ نظر ہے وہ نظر پیش نظر

دیکھ سدا زیر نظر آئینۂ دل کو مدام
رکھتے آئینہ کو ہین آئینہ گر پیش نظر

شغل آئینہ سے اک دم نہین فرصت ہے تمھین
رہتا کون آئینہ رد ہے یہ ظفر پیش نظر

## ردلیف رای ہندی

غرور سے نہ تو موچھونکو ایجوان مروڑ
اکڑ دیگا پیر فلک کچھ ترے کان مروڑ

چمن سے توڑ کے پھولونکو نیچلا گلچین
کہو کہ چھین دے ہاتھ اسکا باغبان مروڑ

گلوری ہمنے جو مانگی تو یہ ہوی وہ خفا
کہ پاندان سے دلے پھینک ساری پان مروڑ

قضا کی نیچے سے ہرگز چھوڑا سکے نہ وہ ہاتھ
اگرچہ شیر کا دے پنجہ پہلوان مروڑ

زبان دراز جو ہووے نہ شمع تو گلگیر
کترکے ٹھلکی سے کیون اوسکی دے زبان مروڑ

تری بھوون سے ہے ہمسر گر ہو مجھ مین نہ ورہ
تو پھینکدون ابھی ہاتھونسے مین کمان مروڑ

گمان نہو تا کچھ اوسکو تو لیکے قاصد سے
ظفر نہ ڈالتا خط کو وہ بدگمان مروڑ

[illegible] کا فانوس ہے اور

[illegible] تیری قدر کیا جانین

اے ساظفر تجھ مین جو حوصلہ ہے اور

دیگر

بلاسے گر نہین رکھتے ہو تم زر ہتھیلی پر

خدا کی راہ مین رکھتے ہین اپنا سر ہتھیلی پر

مطلع ثانی

[illegible]

## دیگر

| | |
|---|---|
| میرا اون کا معاملہ ہے اور | اون سے ہردم مجھے گلہ ہے اور |
| دیدۂ دل مین وہ رہے میرے | کیا بنانا دو منزلہ ہے اور |
| صفِ مژگان سے دل نہین پھرتا | بلکہ کرتا مقابلہ ہے اور |
| کہدو واعظ سے نام عشق نہ لے | حل نہوگا یہ مسئلہ ہے اور |
| کھائے یہ داغ کبک انگارے | طائر دل کا حوصلہ ہے اور |
| دل گرفتار کیون نہون لاکھون | زلف مشکین کا سلسلہ ہے اور |

دور دل سے ہین جو وہ سمجھے
اے ظفر یہ تو فاصلہ ہے اور

| | |
|---|---|
| مجھسے اولٹا اونھین گلہ ہے اور | سنتے ہو یہ معاملہ ہے اور |
| جو جو باطن مین ہین برا کہتے | اونسے ظاہر مقابلہ ہے اور |
| فقر و شاہی بہم ہے دیکھو یہان | یہ فقیرانہ چوچلہ ہے اور |
| گر بگڑنے پہ اونکے بگڑین ہم | ابھی ہوجاتا فیصلہ ہے اور |
| بشریت سے کون ہے خالی | ظاہرا سب مین فاصلہ ہے اور |
| کفر و اسلام ایک ہین کس طرح | دونون فرقون کا سلسلہ ہے اور |
| آمد و شد مین دم کے دیکھ ظفر | نفس کا یہ مجادلہ ہے اور |

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible]

مطلع ثالث

[illegible]

ہے جسم زار مین دم یون جیسے خس کے اندر
لگ جاے قافلہ کو آتش اگر ہو پیدا
دی ناز سے جو اوسنے مژگان کو اپنی جنبش
سینے مین اسطرح دل تڑپے ہے تجھ بن اپنا
آنکھون سے ایکدم مین بہ جاے وقت گریہ
آفت ہے او سپری کا پردے سے باہر آنا

ہو جائیگا ہوا یہ یکدو نفس کے اندر
تاثیر نالہ میری بانگ جرس کے اندر
سو سو ڈبوئے نشتر اک یک نفس کے اندر
جیسے کہ مرغ وحشی پھڑکے قفس کے اندر
خون اسقدر کہ پیدا ہو اک نفس کے اندر
ور دیکھکر مجھے پھر چھپ جانا ہنس کے اندر

دنیا مین ای ظفر ہو کیونکر فراغ اوسکو
دل جسکا پھنس رہا ہو حرص و ہوس کے اندر

دو مہینے مین ہوئین اوس سے ملاقاتین چار
کیا کہون مین شب ہجران کی درازی تم سے
دل و جان ہوش و خرد بھیجے ہین او نکو چارون
چار حصے ہے سوا رندسے اسوقت مین فسق
چار بار آٹھ پہر مین ہین وہ اونسے ملتے
جیسے اکبار مری چشم سے برسے آنسو

پر کہین بیٹھکے اک جا نہوئین باتین چار
ایک رات ایسی کٹی جیسے کٹین راتین چار
کہ یہی تحفہ ہین اونکے لیے سوغاتین چار
خانقا ایک کہین ہے تو خراباتین چار
اونسے ملنے کی ہین معلوم تجھے گھاتین چار
ایسی ہون چار برس مین بھی نہ برساتین چار

چار یارون سے نبی کے ہے عداوت جسکو
سر پہ ہم مارتے ہین اوسکو ظفر لاتین چار

الفت کی مے میں ہم بھی پینے خمار دیگر | توبہ ہے اب نہین ہے پینے کا بار دیگر
دامن پہ میرے دیکھو کیا اشک لالہ گون ہے | پھولے ہے تازہ ہر دم اک لالہ زار دیگر
زر قتل تو نہ مجکو بچپائے گا ستمگر | پیدا نہوگا ایسا جب جان نثار دیگر
بیت الحزن مین اپنا جز رنج و غم کوئی بھی | نے ہے رفیق دیگر نے غمگسار دیگر
رخسار زرد پہ ہین کیا لال لال آنسو | رکھتی خزان بھی اپنی ہے اک بہار دیگر
وقت نماز الفت ہر وقت ہے کہ آمین | نے انتظار مشین سے انتظار دیگر

سمجھے ہے تو ظفر کیا مہر و وفا کو آسان
اس سے نہین ہے کوئی دشوار کار دیگر

بلا سے پھینک دے نامے کو اس غریب کے چیر | پر اتنا کر نہ اسی سامنے رقیب کے چیر
کہین نہ چیر یو دل اسکو ساتھ اے جراح | سمجھکے پھوڑے کو تو دل کو اب قریب کے چیر
فراہی حوصلہ کیا عشق گر ہو دست دراز | تو ڈالے جیب خرد کو مرے ادیب کے چیر
بہت کرے ہے یہ کلا مجھے یہی ڈر ہے | کہ ڈالے گا نہ صیاد عندلیب کے چیر
نظر پڑے جو سر منبر جو تیری اے کافر | تو پھینکے کاغذ خطبہ کو تو خطیب کے چیر
ہوئی نہ کوئی دوا جبکہ سود مند ہمین | تو ہم نے پھینکدیے نسخے سب طبیب کے چیر

کہے یہ عشق سے کون اے ظفر کہ او بیدرد
نہ سر کو تیشہ سے فرہاد بد نصیب کے چیر

چڑھکر اگر وہ بام پہ کھولے کمند زلف
گرنے دل فرشتہ اسیر آسمان پر

دیکھا نہ کوئی روئے زمین پر تراعدیل
آیا نظر نہ تیرا نظیر آسمان پر

ہے میری آہ سرد سے یخ بستہ ہو گیا
کاسہ مین ماہتاب کے شیر آسمان پر

مژگان تر سے میری نہ کیون غرق آئے شبنم
ہو بار بار ابر مطیر آسمان پر

لے پہونچے میرا نامہ جو اوس ماہ وش تلک
کیونکر نہو دماغ سفیر آسمان پر

اوس شعلہ خو کی کیا کہون شوخی کہ مثل برق
ہو گہ زمین پہ گہ وہ شریر آسمان پر

تیری بھوون کو سامنے دیکھا تو مہ جبین
آیا نظر ہلال حقیر آسمان پر

جو تیرا خاک پا ہو غبار اوسکا اوڑکے ہو
جیب ملائکہ مین عبیر آسمان پر

گر رخ کو دیکھتا ترے ہو کر فریفتہ
خورشید ٹرھتا بدر منیر آسمان پر

دور قلم کو دیکھ ظفر کے کہے ہے خلق
کیسا ہے عطارد الیسا دبیر آسمان پر

دود جگر ہمارا ہے یہ اٹا فلک پر
کہتے ہین لوگ جسکو کالی گھٹا فلک پر

یہ آہ آتشین جب چمکائے سیف اپنی
کیا تاب پھر ہلائے بجلی پٹا فلک پر

شرمندہ ہو گا تیرے عارض سے ماہ تابان
ہے روبرو سے اسکو کوئی ہٹا فلک پر

اوس مہ جبین نے جسدم دکھلائی تیغ ابرو
دل مین ہلال کیا کیا اپنی کٹا فلک پر

جو گی بنا پھرے ہے اوس ماہ وش کے غم مین
خورشید سے بڑھا کر سر کی جٹا فلک پر

ہمنے دیکھا تری تصویر کا پہلا کاغذ
کلک قدرت کی ہی تحریر کا پہلا کاغذ

یہ زمین قبضہ مین کس کس کے رہی ہی پہلے
دیکھو گر ہو کسی تعمیر کا پہلا کاغذ

اب جو لکھا ہی وہ پیر کا ہی سکو لکھتا تھا کبھی
دیکھلو اوس بت بے پیر کا پہلا کاغذ

خط نہین روی ترس پہ تری پھر نکلا
بدلا قرآن کی ہی تفسیر کا پہلا کاغذ

سیکڑون نسخہ کیے جمع ہوس نے تمگر
نہ ملا نسخہ اکسیر کا پہلا کاغذ

ہوسے ہے جب جرم وفا پر وہ کسیکو تحریر
دیکھتا ہی مری تقصیر کا پہلا کاغذ

سرنوشت انکی ظفر اب نہین بدلی جاتی
ہے وہی اک خط تقدیر کا پہلا کاغذ

# ردیف الرای مہملہ

جو نسمجھین عشق کے رتبہ کو وہ انسان ہین اور
ہمکو تو دی ہی سمجھ اللہ نے نادان ہین اور

وہ بلا ہوتی ہی برہم جبکہ ہم پر بے خطا
ہوتے ہم اوس زلف مشکین کے بلا گردان ہین اور

دل تو کیا گر جان بھی مانگو گے دینگے ابھی
ہم تمھارے تابع فرمان ہین نافرمان ہین اور

لے خبر جلد اپنے بیمار ذلکی ای عیسی نفس
وہ کوئی دم اس سرای دہر مین مہمان ہین اور

ذبح ہوکر یہ اگر وہ پے تڑپنے دے اسے
دل میں تیرے صید لفت کے ابھی ارمان ہین اور

نالہ پر شور جب کرتے ہین برپا شور حشر
اشک خون میرے اٹھاتے مجھپہ اک طوفان ہین اور

بوسہ اگر ملے لب جانان کا اے ظفر
اچھی نہین پھر اور ہوس اس ہوس کے بعد

دل لیکے مانگنے ہین یہ جان یک نشد دو شد
دل سار رفیق جان مرا تو کیسے کرے صبر
دیتا تھا جھڑکیان تو مجھے گالیان بھی ہین
تیر نگاہ سے مجھے زخمی تو کر چکے
جل ہی رہا تھا آتش اندوہ و غم مین دل
بیٹھو کبھی خانقاہ مین ہم بن کے پارسا

کیا خوب بخت برہین تبان یک نشد دو شد
ناصح تری ہی عقل کہان یک نشد دو شد
اچھی کھلی ہی تیری زبان یک نشد دو شد
پھر کھینچتے ہو تیغ یہان یک نشد دو شد
اٹھنے لگا جگر سے دھوان یک نشد دو شد
پھر یاد آیا دیر مغان یک نشد دو شد

کی دوستی جو اس بت کافر سے اے ظفر
دشمن ہوا ہے اپنا جہان یک نشد دو شد

نہین یہ مانگ ہر بال ہین تری جان سفید
کرو جو سیج پر سے خوہین تم سر انگشت
تمہارے دست نگارین کی یاد مین ہی ہر صبح
نہین عزیز یہ دنیا میں سرخرو ہرگز
سفید قرص قمر دیکھ شب خیال آیا
کہان ہے ابر کہان تار بارش سیاحی

ہے کہکشان نکاتب تیرہ مین نشان سفید
تو خستہ تنگ بھی ہون ناخن پہ ہان سفید
نکلتے آنکھ سے آنسو نہین اک آن سفید
ہوئی ہین ایسی لہو زیر آسمان سفید
تنور چرخ مین بار ہے کیون نان سفید
یہ سائبان سیہ مین ہے ریسمان سفید

قطعہ

قطعہ

## ردیف الدال

عشق کی دولت ہی کان لعل و گوہر چشم تر
سیکڑون مین سرخ آنسو سیکڑون آنسو سفید

تا ربا رش کو نشہ مین دیکھکر کہتے ہین مست
ہوگئی سب ریش مین پیر فلک کے مو سفید

اشک خون آلودہ میرا جیب تر ہی کوئی
ایکبار زرد و سرخ ہی تو ایک بار و سفید

خانۂ دل ہی سفید اسکی سیاہی دور کر
کیا سفیدی سی محل کرتا ہی اپنا تو سفید

عشق مین یہ ہی سیہ چشمونکی ابتک دل جوان
ہوگئے پیری سی گو مژگان سفید ابرو سفید

خط جبی لکھتی ہو تم لکھو ہمین کیون دیکھکر
رکھ لیا ہم آپنی کاغذ تہ زانو سفید

دیکھکر مہتاب کو کہتے ہین شب آئی ہمین مست
واہ پیر چرخ نے اوڑہا ہی کیا یہ جو سفید

فرق ہی دندان کا اپنی اور اُسکی بات مین
خال رخ کو ہم سیہ کہوین کبہی بد خو سفید

سرخرو ہون اے ظفر کیونکر عزیزون سے عزیز
بیمروت ہے زمانہ ہوگئے لو ہو سفید

دھیان آیا کچھ مگر دس روز بعد
پوچھی عاشق کی خبر دس روز بعد

تین باری ہر مہینے مین ملین
وہ جو آ نکلین ادہر دس روز بعد

دس برس مین آئے وہ وعدہ خلاف
کہدے آنے کو اگر دس روز بعد

دس مہینے ہوگئے دس دن ہمین
تو نہ آیا نامہ بر دس روز بعد

ایسے ہفتے دوست کی کیا دوستی
جو کہ پھر جاے بشر دس روز بعد

دشمنونکا حال سب کھلجاے گا
من و عن بیتر ظفر دس روز بعد

ہم اُٹھائین بستر اپنا خاک کوی یار سے
گر رہون بیتاب پر خاک بھی مین جنتر تک

ہون بزنگ خضر ہم منت کش آب حیات
رو برو روی مصفا کے ترے گر آئینہ

جب ہوا تو مضطرب ہمکو بھی کرنی پڑی

ہے بزنگ نقش پا یہ خاکساری ہی بعید
ہمدمو سمجھو نہ دلکی بیقراری سی بعید

خنجر قاتل کی ہی یہ آبداری سی بعید
اب ہو جای تو ہی کیا شرمساری ہی بعید

تھی جو اپنی بات اپنی وضعداری ہی بعید

دیدہ یا دل ستمنے اوس مست شراب ناز کو
اے ظفر تھا یہ تمھاری ہوشیاری سی بعید

نکلا ہی گھر سے ماہ تھا تین دنکے بعد
چھپ کر یہ مہ دکھائی دیا تین دنکے بعد

## مطلع ثانی

تیرا مریض مر ہی گیا تین دنکے بعد
ہو جاے ہی برا ابھی بھلا وقت احتیاج

برسون سر شک چشم برابر بہا کیے
تیرا مریض عشق اگر کوئی دن جیا

تجربہ نہین ہوا ابھی تیرے شہید کا

اچھا اثر دوا نے کیا تین دنکے بعد
مردار ہی حلال دلا تین دنکے بعد

دریا کا وہ نہ زور رہا تین دنکے بعد
تو تین دن جیا نہ جیا تین دنکے بعد

کرنا سوگ یان تو کھا تین دنکے بعد

وعدہ تو ایک دن کا ہی پر دیکھیے ظفر
دو دن کے بعد آئین وہ یا تین دنکے بعد

تو آسمان سی نظر گرده دی جهان کو چرخ
پر اوس سی ڈر که جو دیتا ہی آسمانکو چرخ

یہ سمجھو کا ہکشان سی جو ہیر آلشنہ خون
نکالدیتا ہی یہ پیاس سی زبانکو چرخ

زمین تیرو رخ روشن کو دیکھکر دگردش
نہ ماه و زہره کے چاہی کبھی قرانکو چرخ

دلیے بزنگ یہ کلاه اک بگولے نے
ہزار ہا تری مجنون ناتوانکو چرخ

نہین یہ شام دشفق لیگیا اوڑا کی گمر
لبھو سے یار کے رنگ سی بانکو چرخ

ستم ہی مہر کو خانہ بخانہ لے جائے
نہ لائی گھر مری اک مہربانکو چرخ

دکھاوے ابروے پر خم اگر وه ماه جبین
زمین پہ پھینکدے اپنی ظفر کمانکو چرخ

خون دل سی مری لکھو اوسکو خط مین حرف سرخ
رنگ ہوائی کا تو اسکا بہ از شنگرف سرخ

حوصلہ گل کا کہان جو ناکہ بلبل سنے
کرتا ہی غصہ سی منہ پہلے ہی کم ظرف سرخ

مانگے گرمی مین جو پانی بہر رفع تشنگی
او دیکھے عکس سے کر گلگون ہو آب برف سرخ

گر نہین ہی سر پہ خون اسکے کسی بیجرم کا
ہین کلاه قاتل سفاک کی کیون طرف سرخ

اشک خون سی پاس اپنی ہو نہ سرخ و سفید
گر سفید اسراف ہم کرتے ہین گاہ صرف سرخ

نکلی اشک سرخ کا قطره جو میری چشم سے
اے ظفر ہو جای ہے اک دم مین آب زرف سرخ

کیونکہ اوسکی ہو طبیعت شوخ
ہے سراپا وه سرو قامت شوخ

## ردیف الدال

کیا کہیں کوئی نظر آتی نہیں — پیٹر ہے مجنے کی دل بیمار طرح

ہے آنکھوں میں کھا جا ابھی شکل — دے نہ تو اے آئینہ رخسار طرح

دل نجھے ہم کیونکہ دین تجھ مین نہیں — کوئی دلداری کی اے دلدار طرح

طرح الفت کی ملا آسان نہیں — ہر طرح سے یہ تو ہے دشوار طرح

فتنہ محشر کے بھی اڑجا مین ہوش — دیکھ کر تیری دم رفتار طرح

جس سے تسکین ہو دل بیتاب کو — کوئی تو ایسی ہوا ے غمخوار طرح

ہین طرحدار اور بھی لیکن کہان — تیری سی اے دلربا عیار طرح

کچھ نہ بن آئی ظفر تدبیر وصل
اک طرح کیا ہے نے کی دو چار طرح

بھری ہے آہ کے خون دل و جگر مین سلاخ — کہ لال کی ہے کوئی آتش سقر مین سلاخ

برنگ نظر سے جوا ے مہ جبین تجھ دیکھے — نظر قمر کی نہے دیدۂ قمر مین سلاخ

مثال برق مری آہ آتشین تجھ بن — سرا سر آگ کی بنجاے ابر تر مین سلاخ

کبھی ذرا نہین جھجکتے جو مردم مغرور — اٹھی لوہے کی ہے انکی کیا کمر مین سلاخ

شراب تند کے پیتے ہی ہو گئے ساقی — گلوسے تابہ شکم ایک لحظہ بھر مین سلاخ

## ردیف خای معجمہ

اے ستم کیش ہر نگہ تیری — ہے کوئی ناوک قضا سچ مچ

دل جو اب مجھ سے ہے زلف سے اسکی
اسکو سودا ظفر ہوا سچ مچ

دل ہوا ناوک مژگان کا نشانا سچ مچ — آ گیا تمکو تو ہاں تیر لگانا سچ مچ
کیا سبب بیٹھتے ہی اٹھکے چلے جلدی سے — آج کیا ہے تمہیں جانان کہیں جانا سچ مچ
سچ کہا ہمنے اگر آپنے مانا وہی جھوٹ — تمنے گر جھوٹ کہا ہمنے وہ جانا سچ مچ
ہو گئی جان رواں تن سے یہی سنتے ہی — خط کیا آج کہیں اوسنے روانا سچ مچ
چارہ گر یہ جو ہیں سینے سے نکلتے پیکان — اسکے تیر نگہ نے کیا دل میں ٹھکانا سچ مچ
تیر کشتہ کا نگارا ہو نہ جبتک جہلم — نہیں لازم تجھے مہندی کا لگانا سچ مچ
سامنے میرے جو تم ہنستے ہو یوں غیر سے بنے — ہے تمہیں کیا مرا منظور رلانا سچ مچ
جو ترا وعدہ ہے وہ جھوٹ ہے اور وعدہ خلاف — جھوٹا جانے ہے تجھے آپنے مانا سچ مچ

غم کے کھانے سے ظفر سیر تمہارا دل ہے
ترک تمنے کیا دو وقت کا کھانا سچ مچ

## ردیف حائے مہملہ

ہے سوز غم سے یہ دل بیتاب کی طرح — آتش پہ بیقرار ہے سیماب کی طرح

## ردیف جیم فارسی

مذہب عشق مین حرام ہین سب
عیش و عشرت مگر حلال ہے رنج

زلف تیری وبال جان ہی مجھے
دے رہا دل کو بال بال ہے رنج

دخت رز سے ہے گرچہ پہلے سرور
دیتی آخر کو یہ چھنال ہے رنج

عشق مین کیا ہی حاجت زر دل
کہ زر نقد غم ہے مال ہے رنج

اوٹھ گیا تو جو ہو کے رنجیدہ
کر رہا دل کو پائمال ہے رنج

حسرت و درد و یاس و حرمان کو
کیا مرے وقت انتقال ہے رنج

دیتا ہر بات مین ظفر مجکو
وہ ستمگار بد خصال ہے رنج

ایدل وہان نہ اور کسی نامہ بر کو بھیج
بھیجے اگر تو قاصد لخت جگر کو بھیج

خنجر گلے پہ پھیر دے آپ آنکر مرے
لیکن نہ تو رقیب کو میری خبر کو بھیج

کھلجائیگا دلا جو ہے تقدیر کا لکھا
اپنی تو لکھ کے اور خط اس فتنہ گر کو بھیج

کیا جانے اس گلی مین پہونچا ہی یا نہین
ہم آدمی تو آئے ہین بنا ادھر کو بھیج

دم ناک مین ہمارا یہ لائے ہین پھر بہر
یارب کرم سے تو کسی صاحب ہنر کو بھیج

جا کر دلا اٹھائے وہان شر عیب کے
کسنے تجھے کہا تھا کہ ایسے بشر کو بھیج

مانند نقش پا یہ وہین کا نہ ہو رہے
ای عشق اوس گلی مین نہ تو اب ظفر کو بھیج

مطلع ثانی

تیری چشم مست کے کیفی کھائینگے وہ کباب اگر
ہر ساغر کے ساتھ کرین آہوے حرم کو چٹ پٹ چٹ

کھاتے ہین یون داغ ہزارون ہم بھی منور مجھ سے
جیسے مسرف کرتے ہین دینار و درم کو چٹ پٹ چٹ

کہتا ہے قاتل زخم تبسے کھائی تیغ دیکھین تو
کرتے ہو تم کیونکر زخم تیغ ستم کو چٹ پٹ چٹ

کھوئی حسن یار کی رونق آخر خط کے آنے نے
بس نہین ورنہ کرتے ہم اس سبز قدم کو چٹ پٹ چٹ

دل ہے بلا چٹ بس ظفر ہے عشق کی اسکو چاٹ لگی
پیتا ہے خون دل تو غٹ غٹ کرتا ہے غم کو چٹ پٹ چٹ

لگی ہے وصف لب یار کی زبان پہ چاٹ
علاج تیرگی تب غم کا ہے یہی اے دل
نہ سمجھ اسکو ستارہ بہن خط کا کہکشان
کھو حرلص سے ادبچیا تگس کسطرح
غرور سے نکرین بات خاکسار کہین
لگی ہے چاٹ یہ کیا تیری تیغ کو قاتل

رہا ہون ہو کے جو مین لذت بلا سے چاٹ
تو اوسکے نام کو لکھ لکھ کے برگ پان چاٹ
رہا ہے مار سے بسنا و سر آسمان پہ چاٹ
رکابی چھوٹی نہ تو منعم کے خوانِ چاٹ
سخن کے تیت وہ لین خاک ہر کانہ چاٹ
کہ لے ہے خون ہزار ون کے جوڑ سکے سانیچا

| | |
|---|---|
| نہ لوٹ پوٹ کے کسطرح غم سے ہون بیزار | چمن مین باندھی ہے گلچین گل وسمن کی پوٹ |
| عجب نہیں ہے اگر کوہ بیستون سے ابھی | گران زیادہ ہو اور وہ کوہ کن کی پوٹ |
| دکھاؤن دفتر حال گذشتہ گر اپنا | تو نکلے گھر سے مرے کاغذ کہن کی پوٹ |
| مفید ہو خفقان کو نہ میرے گرچہ طبیب | ملائے قند مین گلہائے نسترن کی پوٹ |
| زمانہ و زاہد مکار و ذو فنون کی بات | یہ پر فریب سراپا ہے مکر و فن کی پوٹ |

ظفر اُٹھے رہ غربت مین کیا قدم اپنا
گران ہے سر پہ غم دوری وطن کی پوٹ

| | |
|---|---|
| سچ کو بھی میرے وہ سمجھا ہے کیا جھوٹی موٹ | جانا سچ سچ اگر اوسنے کہا جھوٹی موٹ |
| منہ بنا بیٹھے بظاہر ہو کے بگڑے دل سے | مجھسے سچ سچ ہو خفا یا ہو خفا جھوٹی موٹ |
| ہم تمھین چاہتے ہین تم بھی تو ہمکو چاہو | چاہتے گر نہین سچ سچ تو بھلا جھوٹی موٹ |
| تیری بیمار محبت کا نہین کوئی علاج | کچھ بتا دیتے اطبا ہین دوا جھوٹی موٹ |
| جھوٹ موٹ اوسنے جو کچھ مجھ سے کہا ہنس ہنس کے | کتنا کیا دیتا ہے لوگو نکو مزا جھوٹی موٹ |
| غیر لب مجھسے ہنسا یا نہ ہنسا تو لیکن | دیا جھونون نے تو کل ایک کھلا جھوٹی موٹ |

اوس ستمگر نے مجھے ظلم و ستم سے مارا
اے ظفر لیتا ہے وہ نام قضا جھوٹی موٹ

| | |
|---|---|
| ساتھ خنجر کے پیے تو بادہ عشرت کے گھونٹ | اور ہم تجھ بن پیئین خونناب حسرت کے گھونٹ |

شانہ اوس زلف کی ڈالے ہی شکن مین انگشت
کون یون دیتا ہی کالے کے دہن مین انگشت

کر دیا فاختہ کو عشق مین انگشت نما
سرو نے اپنی اٹھائی جو چمن مین انگشت

کرین اوس چشم سخن سے اگر ہمچشمی
تو کرون چشم غزالان ختن مین انگشت

دیکھ اوس مانگ کو داتو کی تلے انجم کو
کہکشان بیچ ہو با چرخ کہن مین انگشت

پوچھے قاتل کو اگر کوئی تو کشتہ تیرا
دیوے اوٹھا تیری طرف اپنی کفن مین انگشت

سرخی خون کف پاسی ترے مجنون کے
کیا حنائی ہی ہر اک خار کی بن مین انگشت

دست نازک پہ ظفر اوسکے ہو بار سنگین
ہو اگر خاتم یاقوت یمن مین انگشت

طاقت و ہوش ہی ہو ہمسے جدا اجھی وقت
دی بوڑھاپے مین ہمین سنت عطا اچھی وقت

دیکھ ابر جو مستونکو ہوا ورہوئی
ساقیا دیکھ تو سو چلی ہفین کیا اچھی وقت

پہونچے بے شرت دیدار تھے مرنیکے قریب
تو جو آیا تو ہوئی اپنی دوا اچھی وقت

کبھی فرصت جو ذرا غم سے زبانی لیتے
تھا مری جان کو آزار لگا اچھی وقت

رک گیا غیر کے گھر جانے سے ذبت تکو
کیا ہی جا پہونچے وہان ہم بخدا اچھی وقت

ہی مری جان تو جاتیکو سر بالین سے
نام جاتیکا صنم تمنے لیا اچھی وقت

جن دنون اونسی ظفر اپنے مزے رہتے تھے
کیا ہی اچھے تھے وہ دن اور تھے کیا اچھی وقت

ردیف تائے ہندی

رنج جو کچنہ منہ ہو چوڑی نہ بن لیے لہو
سنگدل اپنا کیونکہ جی سست ہووے دیکھ تو

بول کرے فردش یون ہرمی جام سخت و سست
کہتی ہین تیری عشق مین ہمکو عوام سخت و سست

جی مین جو آئے سو کہو اپنے ظفر کو شوق سے
منہ سے کہیگا پر نہین یہ نہ غلام سخت و سست

دو مجھے حق نے دی صنم صورت
ہے نہین کوئی تیرا ہم صورت

ہمتو ترسین جمال کو تیرے
دیکھے آئینہ دم بدم صورت

نہین پاتی ہے تیری صورت کو
کوئی اللہ کی قسم صورت

چڑھتا ہے ہر گو تپ دلرزہ
دیکھکر تیری صبحدم صورت

رفتگانِ عدم کی پھرتی ہے
اپنی آنکھون مین دمبدم صورت

## قطعہ

ہو گئے ہین مریض غم یارو
دیکھکر چاندسی وہ ہم صورت

سورۂ نوردم ہمیشہ کرو
بہتری کی ہو کوئی دم صورت

ہاتھ مانی نے اپنے چوم لیے
کھینچکر تیری اک قلم صورت

دشت گردی مین بھی ظفر اپنے
روبرو ہے وہ ہر قدم صورت

[illegible]

رخسار زرد لب پہ دم سرد دلمین درد | عاشق کی تیری ہی ای دلربا شناخت

بجھا سخن شناس نہین کوئی اے ظفر
آئی نہین کسو کو یہ تیرے سوا شناخت

نے ہم ہین شاہ دوست نہ ہم ہین گدا دوست
دل کیا دہان زخم سے لے نام دوستی
نے مہ فلک پہ نے مہ کنعان ہین ہم
کرتا ہی دوستی ہین ہزار ان سے ارتن
ادس مہ جبین کی یاد دلاتی ہین مجھی
تصویر کھینچی ہی الف قد کی یہ ترے
تیری گلی کی خاک ترے خاکسار کو
کیونکر نہ میرے قتل کا دین تجھکو مشورہ

پرانکے دوستدار ہین جو ہین فقیر دوست
مسواک تا ہو تیرا پیکان تیر دوست
یکتائی جمال ہین تیرا نظیر دوست
ہمکو ملا نصیب سے ایسا شریر دوست
پڑھتے ہین تیری آگے جو بدر منیر دوست
کھینچے ہے دل جو آہ کی سیدھی لکیر دوست
ہو کاش بعد مرگ بجای عبیر دوست
دشمن ہین جو مرے وہ ہین تیرے مشیر دوست

دشمن ہی کیا ہے چشم حقارت سے دیکھتے
رکھتا ظفر نظر مین ہے ہمکو حقیر دوست

چھپا کے کہتے ہو تم کیا عدو کا مین بات
ہزار باتین سنائے وہ اعتبار نہ آئی
تمھاری سر کی قسم دیکے دل میں اپنا

کہ ہونٹ ہلتے ہی وہ کھل گئی جہان مین بات
کہ جب تلک کوئی آئی نہ امتحان مین بات
وہ آئی پیش جو اپنی نہ تھی گمان مین بات

[illegible]

[illegible]

مجھسے ہے ڈر کہیں الساہنو دل بیتاب | عدو کے سامنے کہہ بیٹھے کچھہ حبیب کی بات

ظفر نبات سے شیرین تر آخر ش ثابت ہوئی
جو پہلے تلخ سمجھتے تھے ہم ادیب کی بات

گو نظر بازیں طاق ہی ہمنشین دیکھے بہت
میری داغ دل پہ دیکھے ناخن غم کی حرکت
زلف ہی کیا اوس بت کافر کی ہندان بلا
اپنی آنکھوں کی قسم دیکھی نہ انکھوں کی سی بات
کوئی اوس خورشید طلعت سا نہ دیکھا حسن مین
توجہ دھر گنبد اودھر ہمنے بجائے نقش پا
رنج ہی دنیا میں وافر اور ہی عشرت قلیل
میری آہ آتشین کا بھی تماشا دیکھیے

پر نہ ہر مین دیکھے کم اوسکے عیب مین دیکھے بہت
جسنے ہون ابہر کن گندہ نگین دیکھے بہت
قید ہو تو لے ہمنے آئین اہل دین دیکھے بہت
اکبار اوسکو جو ہر دو زمین دیکھے بہت
یونتو ہمنے ماہر وز ہرہ جبین دیکھے بہت
دیدۂ حیرت زدہ فرش زمین دیکھے بہت
دیکھے یان خورسند کم اندوہگین دیکھے بہت
ہمنے ہین چھٹتے انار آتشین دیکھے بہت

دیکھکر قطرے عرق کے اوس جبین پر اے ظفر
منفعل شب انجم چرخ برین دیکھے بہت

نہین جز داغ غم عشق ہماری دولت
زر گل کر دیا برباد چمن مین آخر
چھوڑا انکھوں مین نہ گریہ نے ذرا اشک کی دولت

ہمکو دولت یہ ملی کیون تمہاری دولت
دی اوڑا تو نے صبا سب یہ بہاری دولت
خاک مین اوسنے ملا دی مری ساری دولت

[illegible]

دیگر

[illegible]

اختصار

[illegible]

آجائینگے وہ کھنچکے محبت کی کشش سے
ایدل ہے اگر دیکھنی تقدیر مین صورت

کرتاہے ظفر حال بیان اون سے جو اپنا
دیتاہے دکھا صاف وہ تقریر مین صورت

صبح کیوقت نہ فرصت نہ انھیں شام کیوقت
پوچھیں ہم وقت ملاقات کا ہمکو کیا کام
کیسو سیاہ پر اوس شوخ حسین میرا پیغام
گرچہ زندان ہتی دست ہین بانند گدا
جان فدا کر نیکو حاضر ہین کہو تم جسدم
مین ترے غصہ کے قربان کہ ای غنچہ دہن

عرض کچھ کرتے ہین خلوتین ہم آرام کیوقت
ہنسنے ہین تاک کے کہہ اوسنے خود کام کیوقت
پاس گر غیر نہو دے کوئی پیغام کیوقت
وقف کیے اپنی ہین جمشید مگر جام کیوقت
ہم ہین جس کام کو موجود ہین اوس کام کیوقت
پھول سے جھڑتے ہین منہ سے ترے دشنام کیوقت

جبکہ آغاز محبت مین ہوا اپنا یہ حال
اے ظفر دیکھیے کیا ہوتا ہے انجام کیوقت

اے پری سنکر اڑائی تونے کنکی بات چیت
آئے ہے افسوس کیا عمر گذشتہ پر ہمین
پہلے ہی تو بھاگتا ہے امتحان عشق سے
صورت تصویر ہین خاموش ہم حیرت زدہ
ہو گئی شاید کہ اطمینان بات نسی ترے

خاک ہونگے آدمی وہ ہے یہ جنکی بات چیت
وقت پیری یاد کرکے صغر سن کی بات چیت
بلہوس کچھ سن تو لے اوس تیغ زن کی بات چیت
ہمنے تو موقوف سب کی ہے ترے بنکی بات چیت
اب تو ہے کچھ اور قلب مطمئن کی بات چیت

دو ٹکڑے ایکبات مین کرتا ہے دل کے تو
تصویر تیری عالم تصویر دیکھ کر
مدت سے زلف مین دل سودا زدہ مرا
جو خاکسار تیرا تڑپتا کپار رہا

تیزی تیری زبان مین ہے شمشیر کی صفت
حیرت مصور دنکو ہے تصویر کی صفت
ہے اک سیر لے زنجیر کی صفت
رکھتی ہے اسکی خاک بھی اکسیر کی صفت

پیرادہ پیر فخر جہان ہے کہ اے ظفر
کرتا ہے اک جہان جو اوس پیر کی صفت

ہین بندھے دن رات غمزون سے ترے صحبت کے وقت
ہے کہان فرصت جو ہم تجھ سے ملین فرصت کے وقت
ابر ہے ٹھنڈی ہوا ہے ساقیا دے بھر کے جام
مے کے پینے کا مزا ہے ایسی کیفیت کے وقت
تیرا رونا چشم دریا بار یہ کس کام کا
جب نہ آیا کام کچھ سوز غم فرقت کے وقت
نام سے بدنام مے کا ورنہ اس سے بھی سوا
مست ہو جاتا ہے انسان نشہ دولت کے وقت
جائیگا وہ یان سے ہم جائین گے اپنی جان سے
اپنی رخصت ہے جہان سے یار کی رخصت کے وقت

| | |
|---|---|
| ہوا نہ راہ محبت میں کوئی ساتھ اپنے | رفیق دیکھے ساری رفاقتوں میں جواب |
| جو اُن کے منھ میں زبان ہے تو بے زبان کوئی | عدو تو کیا نہیں کے عدو تو نہیں جواب |
| ہزاروں عشق میں ہیں آفتیں عجب سنبھل | اگرچہ حیات ہمیں دوران آفتوں میں جواب |

ہمارا ماہ لقا ہے وہ حسن میں یکتا
نہیں ہے جسکا ظفر ماہ طلعتوں میں جواب

| | |
|---|---|
| دیا بنا کے نہ مجھکو مکان مکانکے قریب | بسا ہی لوگ انھوں نے جہاں تہاں کے قریب |
| نکلتے ہر بن مو سے ہیں اسقدر شعلے | پھٹکتا کوئی نہیں تیری تفتہ جانکے قریب |
| فلک کے نیچے فلک اور اک نیا بنجاے | جو پہونچے دود جگر میرا آسمانکے قریب |
| وہ ہوں میں طائر آتش نفس کہ جل جاے | جو آئی برق کبھی میرے آشیانکے قریب |
| کہے ہے تو کہ پھٹکتا نہیں یہاں کوئی | کھڑا تھا کون ترے آج آستانکے قریب |
| قفس سے چھوٹ کے جب ہم اسیر بیشہ رہے | چمن میں پہونچے کہ دن آگئی خزانکے قریب |

بہو نہ آگئی جان آرزو میں بوسہ کے
ظفر نہ پہونچا دہان اپنا اوس دہانکے قریب

## ردیف بائے فارسی

| | |
|---|---|
| جانتی ہے جسکو ہم خواہندہ نہیں آب | ہم نہیں زندہ اگرچہ کبھی ہیں مردہ نہیں آب |

## ردیف تاء فوقانی

بوسۂ ابرو طلب کرتا ہوں نہیں تو تیر مرا — ہاتھ میں شمشیر اپنی فتنہ گر لیگیا اوڑا
صورت غنچہ نرکھنی چاہیے یان مشت نسیم — اس چمن مین دی کچھ زر جرخ گر لیکیا اوڑا
آرزو ہی کوچہ جانان نہین تو بعد از فنا — خاک میری ڈھیر سے بادِ سحر لیکیا اوڑا
لیگیا دل صید کر کے یون وہ شاہین نگاہ — جون کبوتر کو ہو باز تیر پر لیکیا اوڑا
اوڑ رہے تھے ہوش ان کے تری کہیں جا ملے — جب کبوتر میرے نامہ کو ادہر لیکیا اوڑا

خط کسی عنوان جو دیوے بھی اوسے قاصد مرا
پرزے پرزے وہ نو خط اے ظفر لیکیا اوڑا

لیے جو کاسۂ خورشید ہے سدا پھرتا — یہ در بدر ہے فلک بھیک مانگتا پھرتا
جہان وجای بہ دل بھی ہین ہو تنہا ہی — برنگ سایہ ہی ساتھ اوسکی یہ لگا پھرتا
ہوائے عشق نکرتی جو قیس کو برباد — تو کیون وہ دشت مین آوارہ جون صبا پھرتا
تری نگاہ نہ پھرتی بلا سے ای قاتل — اگر گلے پہ مرے خنجر جفا پھرتا
ہماری آنکھ مین پھرتا ہی وہ تماشائی — جو ہے نگاہ سے اپنی چھپا چھپا پھرتا
خدا ہی جانے کہ ہے انجمن کیا نظر آتا — یہ تو نسے دل جو نہین زاہدا مرا پھرتا

جو اپنا بخت نہ برگشتہ اے ظفر ہوتا
تو گھر تک آکے مرے کیون وہ دلربا پھرتا

جنھون نے رنگ میں عزوشان کا بدلا — ہر ایک یک لینا جہان کا بدلا

دیگر

ردیف الراء المہملہ

[illegible] حال زار کسی نے پوچھا تھا [illegible]
دل مرا لے گیا دلدار نے پوچھا [illegible]
جان اگر ہمنے ہی اس جان بلب [illegible]
[illegible] بیمار نے پوچھا [illegible]

ہے سینہ صافونکو بھی نیم تیر جور فلک
نصیب قطرۂ می گر نہیں تو چرخ نے کیون
جو سنگ آیا ترے در پہ سنگ طفلان سے
شہید عشق نے احسان تیغ دست قضا
جو تمنے جرم محبت پہ مجکو قتل کیا

گرہ دیکھو بحر نے خود ہی حباب سے لیا
یونہین ہے بار خم آفتاب سر پہ لیا
وہ ہمنے اے بت خانہ خراب سر پہ لیا
نہین بجز نگہ پر عتاب سر پہ لیا
گناہ آپ نے کیون بے حساب سر پہ لیا

ظفر جو دیر فرشتون نے کی اوٹھانے مین
بشر نے بار امانت شتاب سر پہ لیا

خطا اگر ہے تو ہے چشم و دل کی ساری خطا
گذرتی خوب ہے اونکی جو رہتی ہین بے نیم
مجال کیا جو کرین بلہوس کسیطرح کبھی
کرو نہ اتنا تغافل ہماری جانب سے
تصور ابر و مژہ گریہ لاکھ بار کرے
نہیں بھی ہو تو خطا دار ہم ذرا آنا صد

نہ کچھ ہماری خطا ہے نہ کچھ تمہاری خطا
پھر اوس میں ماہ نہین ہو کیون نہ ہمساری خطا
یہ جان نثار تری دقت جان نثاری خطا
تو کرینگی نہ یہ اپنی آہ و زاری خطا
کرے نہ چشم مگر اپنی ایکباری خطا
لکھا جو خط اونہین ثابت ہوئی ہماری خطا

جو دوستی مین عیان رکھتے دشمنی دل مین
خطا ہے اے ظفر ایسو نکی دوستداری خطا

حال دل اپنا جب اوس یار نے پوچھا نہ کبھا
کیا گلہ اسکا گر اغیار نے پوچھا نہ کبھا

[illegible]

| | |
|---|---|
| امید روز وصل مین کچھ زندگی ہوئی | اپنا شب فراق مین جینا محال تھا |
| کہتے ہین دل سے ہجر مین یہ مر کے یاد ہم | کوئی زمانہ وصل بھی خواب وخیال تھا |

بخشش طفیل شاہ رسل اپنی ہو گئی
ورنہ گناہ گار ظفر بال بال تھا

| | |
|---|---|
| عزیزو کام نہ کس کس کا یان بنا بگڑا | ہمارے پیش نظر اک جہان بنا بگڑا |
| ہمارے دو دل داغ داغ سے ہر دم | اک آسمان تہ آسمان بنا بگڑا |
| ہری نہال چمن ہی سے الفت صیاد | ہزار بار مرا آشیان بنا بگڑا |
| فلک کے ہاتھ سے بازار دہر مین اگر | نہ کون باعث سود و زیان بنا بگڑا |
| ہمارا دل نہ بگڑنا کبھی صنم تجھ سے | رقیب جیسے ترا رازدان بنا بگڑا |
| بنا رہا جو کوئی ہمنشین رہا اچھا | اور اسکی بزم مین کوئی جہان بنا بگڑا |

مزاج انکا بگڑتا نہ اے ظفر مجھ سے
زیادہ اونکا نہ مین مدح خوان بنا بگڑا

| | |
|---|---|
| کشتہ جو قاتل تری آن ادا کا ہوا | پھر نہ وہ منت پذیر تیغ قضا کا ہوا |

مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| عشق اگر اس بت ہوش ربا کا ہوا | مورد قہر خدا بندہ خدا کا ہوا |
| طرفہ تماشا ہے یہ اور عجب سیر ہے | تو نے تو مارا مجھے نام قضا کا ہوا |

ہر رات دود آہ مرا چشم ماہ مین — فرقت سے تیری ماہ لقا طوطیا ہوا

تیغ نگاہ مین ہی ترے یہ جو آب و تاب — سنگ فسان ہے کیا حنا طوطیا ہوا

وحشی چشم تھے تو یہ چشم ہر غزال — اپنا غبار بعد فنا طوطیا ہوا

تھا کشتہ کسکی آنکھ کا مین جو مزار کا غبار — ہے چشم آہو و نین صبا طوطیا ہوا

ہم قتل ہو گئے تری تحریر سرمہ سے — حق مین ہمارے تیغ بلا طوطیا ہوا

دود جگر سے میرے زمانہ سیاہ ہے — آنکھون مین نور مہر بجا طوطیا ہوا

خاک قدم سے یار کے بہتر ظفر مفید
کب ہر درد چشم دوا طوطیا ہوا

عمر بھر کیون نہ ہمین زلف کا سودا رہتا — یہ وہ ہی بھوت ہمیشہ ہے جو لپٹا رہتا

## مطلع ثانی

ہے تصور جو ہمین زلف سیہ کا رہتا — آگے آنکھون کے ہے دن رات اندھیرا رہتا

## مطلع ثالث

ہے مجھے دھیان جو اس نوک مژہ کا رہتا — تو مرے دل مین ہے کانٹا سا کھٹکتا رہتا

کھولتا اپنے جو رخسار پہ تو زلف دراز — تو نہ پھر کچھ بھی وجود شب یلدا رہتا

آگے اس قامت موزون کے اسے جھکنا تھا — سرکشی سرو کی دیکھو کہ ہے سیدھا رہتا

دل پر آبلہ کو میرے جو دیکھا تو ہے — دانتوں مین خوشۂ انگور کے تنکا رہتا

[illegible]

مست کہتی ہین کہ آئی ساقیا جم جم گھٹا
ابر کو تو پانی پانی تیرے گریہ نے کیا
رتبہ اوسط ہی بہتر ہی ہمارے واسطے
آئینہ مین عکس افگن ہی جو وہ زلف سیاہ
صاف زنگ معصیت سے ہو جو دل کا آئینہ
عارض پر نور پر دیکھی جو وہ زلف سیاہ

میکدہ مین ہو بکیفیت ہمارا جم گھٹا
آبرو بحر بھی اے دیدۂ پر نم گھٹا
نہ بڑھا آشنا نہ تو اے رونق عالم گھٹا
دیکھتے دریا پہ ہین چھائی ہوئی ہے ہم گھٹا
کیا تعجب ہے اگر وہ قدر جام جم گھٹا
کھل گیا ہمپر بڑھی رات اور دن ہر دم گھٹا

چڑھکے زوروں پر گئے کتنے ہی پایان دریا اتر
پر نہ زور طبع اپنا اے ظفر اک دم گھٹا

کرتا ہون جہان کچھ ہے ترا کار نہ کہنا
اے ہمنفسو اس شہ خوبان سے مرا حال
کتنا ہی کہا دلکو نہ مل سنگدلون سے
اوس پردہ نشین سے جو محبت ہے تجھے دل
مست ہی پندار ہین یہ مردم دنیا
ہمنے بھی کیا عہد کہ درد دل بیتاب
چپکے سے مرا خط اوسے دیجیو قاصد
منصور کا تھا گرچہ حقیقت مین سخن حق

بہتر ہے وہان کہنے سے سو بار نہ کہنا
خلوت ہی مین کہنا سر دربار نہ کہنا
کمبخت نے مانا مرا زنہار نہ کہنا
یہ بات سر کوچہ و بازار نہ کہنا
بھولے سے بھی اے دل انھین ہشیار کہنا
مرجانا مگر تجھسے ستمگار نہ کہنا
کچھ منہ سے خبردار خبردار نہ کہنا
گر ہو تجھے حق تھا اوسے زنہار نہ کہنا

[illegible]

بکو اس کو جانے دے نہ اتنا بھی بکے جا
اب دیکھیے کیا ہوتا ہی تقدیر کا لکھا
محفوظ خدا عشق جگر خوار سے رکھے
وہ سن چکے احوال مرا پاس بٹھا کر
اے باد صبا سوکھ کے تنکا سا بنا ہوں
منظور جو ہونا ہے غبار دل جانان
لگتی ہیں جو انبار تری کشتوں کے قاتل
اس عارض تاباں کے تپ تاب سے جو ہے
مقدور کسے ہے جو تری سامنے بولے

ناصح تری بکبک سے تو بس تنگ گیا بھیجا
خط لکھ کے تو بھیجے بت نو خط کو ہی بھیجا
یہ وہ ہے کہ کھا جاے ہے اک دم میں کلیجا
جو دور رہی ہے کہوں کہ چل دور ہی جا
تو اب تو اڑا کر مجھے اس کوچہ میں لیجا
ای سیل سرشک آنکھ بنی ہر لحظہ ہی جا
تل دھرنے کو بھی روے زمین پر تو نہیں جا
مینا تری قسمت میں ہے ہر دور تری جا
جو آئے ترے جی میں تو با ذوق کہے جا

جو آپ کی ہے بات بجا ہے وہ بجا ہے
کہتا ہے ظفر کون تمھیں کہتے ہو بیجا

جیب میں کیوں نہ ہر اک تار ہو تن کا تاگا
کیا عجب گر از جوش جنون بس ہی گر
نہ سیا جاے کبھی زخم دل مرغ چمن
زاہدا کہتا ہے تو رشتۂ تسبیح جسے
سانپ بن نکلے مجھے کاٹنا ہی بن تیرے

جو ہے اے ضعف سو ہے وہ کسی مکڑی کا تاگا
ہو جدا ایک سے اک اپنے کفن کا تاگا
ہو نہ جب تک رگ گلہاے چمن کا تاگا
یہ بھی ہے دام فریب اور تری فن کا تاگا
شب اک بستر اندوہ و محن کا تاگا

خدا اگر تا ہی کیا تو دیکھ تو اُس بت کی الفت مین ۔ نہ گھبرا اے دل مضطر ابھی رہجا ابھی رہجا

جو تو جائیگا میرے ساتھ ہی یہ دم بھی جائیگا ۔ بنجا ظالم خدا سے ڈر ابھی رہجا ابھی رہجا

نہین ہم منع کرتے حال کچھ اُسنے بھی لینے کو
ظفر فرصت مین کہنا پر ابھی رہجا ابھی رہجا

ہے جو سینہ مین یہ دم دمبدم آتا جاتا ۔ لطف ہستی و عدم ہی بہم آتا جاتا

آمد و رفت جو ہی بند سبب سے میرے ۔ اب تری کوچہ مین ہر کوئی کم آتا جاتا

وای قسمت کہ تری راہ مین جون نقش قدم ۔ کرتا پامال ہمین ہر صنم آتا جاتا

صبر کا میرے ترے جور و ستم کا چرچا ۔ کرتا ہر شخص ہے تیری قسم آتا جاتا

کوئی غمخوار کوئی مونس و ہمدم کوئی ۔ پاس اپنے نہین جز رنج و غم آتا جاتا

درد فرقت جو یہ جاتا کہو کیونکر جاتا ۔ اسطرف ہان جو تمہارا قدم آتا جاتا

اے ظفر کیونکہ ہم اس شوخ کے گھر مین جائین
ہر کوئی دیکھین جب آنکھون سے ہم آتا جاتا

نہ اور اے دل کسو کی یاد رکھنا ۔ اوسی آئینہ رو کی یاد رکھنا

مطلع

ہمین اوس جنگجو کی یاد رکھنا ۔ اوسے ہر دم عدو کی یاد رکھنا

یہ کرنی کشتی کشتی ہمسے باتین ۔ یہ تیزی گفتگو کی یاد رکھنا

عمل اے نقش بن ہمت نے اک اچھا ہوا تجھسے ۔ کھینچے وہ جو کل تجکو کہ دکھلا دیا دکھائینگے

ظفر بیٹھے ہنر میں دبکے بجا لے ہم زمانے کے
ہمیں آگر ہنر کوئی پھر اپنا کیا دکھائیگا

نشہ یہ تیری محبت کا مجکو یار چڑھا ۔ کہ جسنے دیکھا مجھے اسکو بھی خمار چڑھا

## مطلع ثانی

سحر جو بام پر اپنے وہ مہ عذار چڑھا ۔ تو آفتاب کو رشک سے اک بخار چڑھا

رقیب کب تہی نظروں نہ آہ چڑھتا تھا ۔ دیا جو دل اسے ہمیں تو نے یوں اُتار چڑھا

یہ رشت کھتے میں تار شعاع مہر کو دیکھ ۔ کہ ہے سپہر کے طنبور پر بھی تار چڑھا

تصور قد دلدار میں مجھے اے عشق ۔ خدا سے ڈر کہ نہ سولی پہ بار بار چڑھا

رکھے ہے مصحف رخ جو تیرے زلف قلم ۔ نہ اتنا سر پہ بھی اس بے ادب کو یار چڑھا

نشانہ کرکے تیر مژہ دلکو اوسنے کہا ۔ کہ آج داؤ پہ اپنے عجب شکار چڑھا

دل برشتہ کی میرے جو بو اسے آئی ۔ تو کیونکہ تاک تلے پھر وہ بادہ خوار چڑھا

کیا ہے چشم فسون ساز نے تری کشتہ ۔ ہمارے تو گل نرگس سر مزار چڑھا

نہ کیونکہ صل علی دیکھکر تجھے کہوے ۔ سوائے تیرے نگہ پر نکوئی یار چڑھا

ظفر بڑھا دیا رتبہ یہ خاکساری نے
بگولہ بنکے ہے افلاک پر غبار چڑھا

[illegible]

نہ پوچھو ہمدمو تم اس جہاں میں ہمنے کیا دیکھا
کہ جو دیکھا یہاں ہمنے تماشا اک نیا دیکھا

جو کچھہ لکھا تھا پیشانی میں وہ اپنی پیش آیا
بھلا تھا سو بھلا دیکھا برا تھا سو برا دیکھا

کہاں وہ مہ جبین اور ہم کہاں وہ وصل کی راتیں
مگر ہمنے کبھی تھا ایک یہ بھی خواب سا دیکھا

نہ دیکھا آنکھہ اٹھا کر پھر ہلال عید کو ہمنے
ترے جو ابروی خمدار کو اے مہ لقا دیکھا

گیا دیوانہ ہو کر چاک گل نے پیرہن اپنا
چمن میں تجکو جسدم اے نگار گلگوں قبا دیکھا

جو آیا دل میں اسکے صاف منہ پر کہدیا اسنے
نہیں آئینہ سے کچھ کم زیادہ با صفا دیکھا

بہایا ہمنے رو رو کر جو دریا اپنی خستہ سی
تو پانی پر فلک کو ایک حبابی سا بنا دیکھا

چھڑک کر پیر زخموں پر نمک کہتا ہے وہ قاتل
کہ تو نے زخم تیغ عشق کے کھا کر مزا دیکھا

ظفر کی سیر اس گلشن میں ہمنے ہر کسی گل میں
نہ کچھہ الفت کی بو پائی نہ کچھہ رنگ وفا دیکھا

اس بت کی عداوت سے ولا کچھہ نہیں ہوتا
جبتک کہ ہو حکم خدا کچھہ نہیں ہوتا

## مطلع ثانی

کہنے سے برا میرا برا کچھہ نہیں ہوتا
جو کہتے ہیں انکا بھی بھلا کچھہ نہیں ہوتا

اے ملا ضد اس عشق سے بہتر ہے کہ اپنی
حاصل غم و حسرت کے سوا کچھہ نہیں ہوتا

گو آئے ارادہ پہ مری قتل کے قاتل
آتی نہیں جبتک کہ قضا کچھہ نہیں ہوتا

چارہ ترے بیمار کا اے رشک مسیحا
ہر چند دوا ہو کہ دعا کچھہ نہیں ہوتا

[illegible]

بر از حلوا تر ہوتی ہیں زبان خشک بھی انکو
کبھی نالہ ادا رونا ہی جو اندر سے تر ہوتا

زبان پر میرے جب آتا ہے نام ساقی کوثر
ظفر گویا دہن ہے شربت کوثر سے تر ہوتا

جنون مجنوں نے تیری انگرکھی پھاڑ کر پھینکا
نہ جانے کیا اسکے ہاتھ سے یہ بیچ جھاڑ کر پھینکا

مقرر دل یہ سینہ ماریگا تیرا حلقہ گیسو
یہ ہی مارسیہ کافر بلا منہ پھاڑ کر پھینکا

بنا کے اور نخل دہشتناک اس باغ میں لیکن
مجھی کو شعلہ برق بلا کچھ نہ مار کر پھینکا

نہیں خال سیہ ٹپکتا ترے رخسار گلگوں سے
یہ بھنورا گل سے ہی کیا باغ تیرا جھاڑ کر پھینکا

ملا یا دل سے بادل کیا گرج کر دیکھ اسکا نے
یہ پیل مست جیل مست سے فیلبان مار کر پھینکا

ترے دامن سے چمٹینگے مری ہار ترے تربت
نہ پیچ جھاڑ اپنے دیکھ دامن جھاڑ کر پھینکا

ظفر نے آستان چھوڑا اے پردہ نشیں ترا
رہا در سے ترے دربان وہ گھر کا اڑ کر پھینکا

نہ تحقیق ایک مرگ عاشق دلگیر کا دن تھا
کوئی تبلا تا جمعرات کوئی پیر کا دن تھا

ہوا سے ٹوٹتی تھی توبہ مینائی جناب شیخ
یہ روز ابر بھی ساقی عجب تاثیر کا دن تھا

بہت تھا ناز ہمکو آج ایسی تجابی پر
یہاں یہ امتحان برش شمشیر کا دن تھا

ہوا جسروز یہ مفتوں تھا اس خشم مفتن پر
وہی دن اس دل دیوانہ کی تدبیر کا دن تھا

نقط کیا زلف کہ تھی اسکی از ہیر رات ہر تا سر
رخ روشن بھی تو اس عالم تصویر کا دن تھا

[illegible]

ہے تو کیا خاک تمر کا نہیں کچھ غفلت لے | ایسا بھولنگا کہ ہوا میں یہ نشہ آہی گیا

دست بردار ہوں کیا دلبر سنگین دل سے
ہاتھ پتھر کے تلے اب تو ظفر آہی گیا

عشق اک تیغ الم بھی تیغ حسرت پہ لگا | دم بدم تازہ جراحت ہر جراحت پہ لگا
منہ سے کچھ کہنے کی اب حاجت نہیں دل کے تیر | تیری آنکھوں نے کیا اسکو اشارت پہ لگا
جب کہیگا تو یہی دل کا لگانا ترک کر | دل مرا کاہیکو ناصح اس نصیحت پر لگا
کسطرح عشق مجازی کا نہو پایہ بلند | نردبان دیتا ہے یہ بام حقیقت پر لگا
کشتہ ہوں اس سرو قد پر سکو یہ معلوم ہے | دو نہال سرو یار وہ میری تربت پر لگا
کچھ کہو لیکن سنو کان ملاحت ذکر کیا | کان دیتا ہے مگر میری شکایت پہ لگا

پانوں پر قاتل کے او رکھ کر بھیجے ہے عاشق کا سر
اے ظفر دیتی ہے شاید کچھ محبت پر لگا

جگر کے داغ پر اشکوں نے ہمنے ریل دیا | کہ بیٹھے جلتا نہیں ہے بغیر تیل دیا
وہ میری جان کے جانیکو کھیل جانتے ہیں | سکھایا اونکو خدا جانے کسنے کھیل دیا
نہ گرتا آگ میں پروانہ کسطرح اے شمع | کہ شوق وصل نے تیری آکے دھکیل دیا
ملایا خون جگر اشکوں میں عشق نے تیرے | الہی آگ کا پانی سے کیونکہ میل دیا
ہزار بار دیے موتیا کے اشکوں نے | پر اونکو ہمکو نہ اک ہار موتیا بیل دیا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مطلع ثانی

مطلع ثالث

نہ تقصیر خطا تھی اور نہ تھا جرم دگر میرا
ہوا وہ پر غضب جو مجھ پہ یوں ایسا غضب کیا تھا
وہ خونخوار ایسے کیوں پیچھے پڑا تو میرے سر پر
کوئی یہ پوچھتا اونسے نہیں اب کیا ہی جب کیا تھا

کیا اک نالہ ہم نے او ظفر اس بیقراری سے
کہ گھبرا کر لگے کہنے ہمارے یار سب کیا تھا

تقابل جب ترے آئینہ رخسارہ روبرو ہوگا
تو حیران و پریشان اک زمانہ روبرو ہوگا
لگا دینگے کہاں تیر نگہ دل گم ہے سینہ سے
نشانہ تب لگیگا جب نشانہ روبرو ہوگا
کھنچیگا طائر دل کیونکہ دام زلف میں کافر
نہ دور گوش سے گر آب و دانہ روبرو ہوگا
نہ آنکھوں میں نیند آئیگی نہ اونکے ہمنشینو تم کو
یہاں گر عشق کا میری فسانہ روبرو ہوگا
دکھائینگے ہجوم داغ جب ہم عشق کی بابت
نہ ہرگز مال گنجہ اسکے خزانہ روبرو ہوگا
اگر قبلہ بھی ہوگا تو نہیں کرینگے ہم سجدہ
نہ جبتک اوس صنم کا آستانہ روبرو ہوگا

ظفر کیا جانے واں کیا حال ہوگا دردمندوں کا
جہاں میرا کلام عاشقانہ روبرو ہوگا

پاس اُنکے رقیب آپہونچا
ہائے دشمن قریب آپہونچا
زندگی دے چکی تھی ہم کو جواب
پر پیام حبیب آپہونچا
دیکھنے گل کو تو کہ وقت خزاں
سر پہ اے عندلیب آپہونچا
نخل بینی ہے وہ کہ منبر پر
بہر خطبہ خطیب آپہونچا

زبان خامہ پہ میرے آیا نہ حرف مطلب کا میرے اصلا
لکھا گیا یک قلم قلم سے کہیں کا جھگڑا کہیں کا دکھڑا
یہ جانو اپنی ظفر کہانی کہی ہے اوروں کی داستان میں
ہوا اگر اس کا سر قلم سے کہیں کا جھگڑا کہیں کا دکھڑا

مرا وان نامہ میرا نامہ بر پہونچا کے جا بیٹھا
بلا سے گرچہ جا بیٹھا خبر پہونچا کے جا بیٹھا
مجھے حیرت ہے دل کیونکر تری گوشہ میں پردے کہ
ہم اخلاص تجھ سے عشوہ گر پہونچا کے جا بیٹھا
خدنگ ناز اے ناوک فگن تیرا تو جھپتی ہی
مرے دل میں مرے جانکو مگر پہونچا کے جا بیٹھا
رفاقت تو نہ کی دل نے مگر کچھ رہنمائی کی
الگ مجھ سے کہیں وہ اسکو گھر پہونچا کے جا بیٹھا
نہ پہونچا بام جاناں تک اگرچہ شاخ سدرہ
دل مضطر ہم کچھ بال و پر پہونچا کے جا بیٹھا
ہوا حاصل تجھے کیا تو کنار غیر میں ظالم
کنارے گور کے مجکو اگر پہونچا کے جا بیٹھا

گیا تھا دل کو کیا پہونچانے اپنے کوے دلبر میں
کہ میں تو آپ ہی اسکو ظفر پہونچا کے جا بیٹھا

قاصد نہیں ہاتھ آتا کبوتر نہیں ملتا
جاتا بھی کوئی ہے تو ترا گھر نہیں ملتا
مرجاؤں گلا کاٹ کے فرقت میں میں اپنا
پر کیا کروں ظالم مجھے خنجر نہیں ملتا
آنسو ہی مری چشم میں وہ گوہر نایاب
دریا میں بھی ڈھونڈھو تو یہ گوہر نہیں ملتا
یہ جوش بہار اور یہ گل اور یہ سبزہ
پر حیف کہ ساقی ہمیں ساغر نہیں ملتا

[illegible]

## مطلع ثانی

یہ باتیں ہیں کہ وہ بوسہ ہمیں لبِ نہیں دیتا
جو ہم لیتے ہیں آئینہ دیکھیں تو کیوں نہیں دیتا

کہوں اپنی خبر کیا بے خبر ہوں میں دو عالم سے
مجھے جیسے خبر اوسکی کوئی لا کر نہیں دیتا

دکھاتا ہی لب خشک اپنی سا زخم جگر میرا
ستمگر تو ذرا آب دم خنجر نہیں دیتا

ابھی آتا ہوں اوٹھکر یا تیں کر کر کوں کہا ہی
مرا خالق مجھے پر اے پری ہی پر نہیں دیتا

بھرا ہی باغ پھولوں سے بھرین نیرنگ نشان پی کر
مجھے بھر بھر کے ساقی مے کیوں ساغر نہیں دیتا

جواب صاف تو دیدے وہ نہ حکایت نامہ کو
جواب خط نہیں دیتا بلا سی گر نہیں دیتا

بتر امن کردہ میں بیٹھا ہوں بپا کی آتش بستر
ذرا آرام سے سونے دل مضطر نہیں دیتا

ظفر اسپر بھی اوسکو روز دیتی ہیں ہزاروں دل
اگرچہ جانتے ہیں سب کہ وہ لیکر نہیں دیتا

کوئی بھی مجھ سے نہ قربان یار پہلے ہو
نثار او سے بھی جان نثار پہلے ہوا

شکارگاہ میں آیا ہی وہ شکار افگن
تو سب سے پہلے ترے میں ہی شکار پہلے ہوا

قلق جو مژدہ رسان وصل کا نہیں ہوتا
تمہارے آنے سے دل بیقرار پہلے ہوا

لگے یہ غمزہ کے خنجر تو بعد پھیر اسکے
نگہ کا تیر کلیجے کے پار پہلے ہوا

کیا ہی عشق نے یہ جبر ورنہ دیکھ مرے
نہیں تمہارا کبھی اختیار پہلے ہوا

ہوا جو تیر نگہ سے دل و جگر زخمی
تو اپنا سینہ و پہلو فگار پہلے ہوا

[illegible]

کچھ جواب خط نہ لایا نامہ بر جاتا لگیا — کسکو دے آیا خدا جانے کدھر لیگیا
لیگیا جب ماہ پر تیرا رخ روشن شرف — فرق ہالہ پر ترا رشک قمر خط لیگیا
جب اڑا کر لیگیا اسکو مرا مضمون شوق — کیا کہوں تیزی جلد قاصد کسقدر خط لیگیا
اوسکے کوچہ مین نہ ہاتھ آیا اگر کہہ ہمکان — گھر میں سو سو طرحسے لکھکے نامہ بر لیگیا
دیکھنا قاصد کی جرأت آفرین صد آفرین — سامنے قاصد کے نخوت دیکھ خط لیگیا
دل بغل مین سے مرے گم ہو الٰہی کیا ہوا — زلف اڑا کر لیگئی یا چھینکر خط لیگیا

چاک کر ڈالا پڑھا بھی وہ نہ اُس بے مہر نے
مین غلامی کا جو لکھ کر اے ظفر خط لیگیا

فلک پر داغ بر دل رشک سے ماہ مبین دیکھا — رخ روشن پہ کسکے اوسنے خال عنبرین دیکھا
نگر تو ہمسے پردہ ہے تو چشم تصور سے — تجھے بے پردہ سو پردون میں اے پردہ نشین دیکھا
ہمین داغ محبت کم نہین مہر سلیمانسی — بدولت اسکے ہمنے انگلیان پر نگین دیکھا
رہا یا خندۂ دندان نمانے کسکے یہ مجکو — کہ ہینے اپنا ہر آنسو بہ از در ثمین دیکھا
وہ آیا ذبح کرنیکو ہمارے سر ہے یہ جانا — اوسکے خنجر بکف جسدم چڑھا آستین دیکھا
لب شیرین سا ہمنے اوسکی جو اب تلخ سنکی ہمین — فرہاد یکھو کہ زہر آگین ہمنے انگبین دیکھا

ہزاروں دلربا دیکھے جہان مین ایظفر ہمنے
مگر اوس سے کوئی بہتر نہین دیکھا نہین دیکھا

دیگر

[illegible]

پہونچ جائینگے بام عرش تلک
وہ کماندار گر لگائے تیر
سلتے ہین باغ مین گری بجلی
ہو وہ جان جہان نہ ہرگز دوست
آہ کرنے کی بھی نہین طاقت
غنچے گلشن مین شگفتہ ہزار
شمع سان لگ اٹھی زبان کو آگ

ہے اگر عشق نرد بان اپنا
دل کو سمجھے مرے نشان اپنا
جل گیا ہو نہ آسیان اپنا
اور دشمن ہوا کہ جہان اپنا
اس قدر دل ہے ناتوان اپنا
پر نہو دل یہ شادمان اپنا
گر کرون سوز دل بیان اپنا

ہم ہوئے پیر اے ظفر لیکن
دل ہے اب تک وہی جوان اپنا

جو خنجر موج گل نے عندلیب زار پر کھینچا
کھڑا ہوں محو حیرت یون لگا دیوار سے تیری
وفا کا کرکے تو اقرار ہمسے ہو گیا منکر
جلا دیگا جہان کو دیکھ لینا یہ دل سوزان
خط رخسار کو تیری جو دیکھا ہے گلستان رو
ہوئی کچھ تو دل بسمل کی اپنے صورت تسکین
دل زخمی سے اپنے ناوک دلدوز کو او ستمگر

تو قمری کو بھی ہے سرو چمن نے دار پر کھینچا
کسی نے نقش ہو جیسے کوئی دیوار پر کھینچا
تری الفت سے ہمنے ہاتھ اس اقرار پر کھینچا
جو نالہ اسنے اور آہ آتشبار پر کھینچا
قلم سب خوشنویسون نے خط گلزار پر کھینچا
تری تصویر کو جب سینۂ افگار پر کھینچا
اگر کھینچا تھا اے ظفر دشوار پر کھینچا

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

پھر سو گئی یہ طالع خوابیدہ جاگ کر — ہر چند آب گریہ نی مُنھ بھی دھلا دیا

دل کچھ تو نرم ہو گیا اچھا ہوا اسے — اے سوز عشق تو نے اگر بھل بھلا دیا

اس دل کے اضطراب نے مجکو دیا ہلا — ایسا کسی نی جھونے مین جیسے جُھلا دیا

ہے تو حباب وار تنک ظرف اس قدر — ہستی نے دیکے دم تجھے غافل بھلا دیا

کیا کرتے اختیار مین تھے دل کے اے ظفر
ہم ڈھل گئے اودھر جدھر اوسنے ڈھلا دیا

وحشت سی ہے یہ حال مری جسم زار کا — اک خار خشک عشق کے ہی خارزار کا

## مطلع ثانی

کاکل مین جو دھیان بندھا زلف یار کا — کرتا ہے قصد ہندسے کافر تتار کا

## مطلع ثالث

مژگان مین خط وہ سرمۂ دنبالہ دار کا — تاڑا ہی ہمنے تاڑ یو نین بھل کٹار کا

دو پھول بھیجدین او سی نرگس کے تازہ یار — آنکھونسی دیکھے حال مرے انتظار کا

ناصح تو کیا سیئے گا کہ وحشت کی ہاتھ سے — باقی نہین تیا بھی گریبان مین تار کا

اوٹھتا ہی خاک کا وہ بگولہ جو دشت مین — ہے تیرے خاکسار کے گنبد مزار کا

دے روز ساقیا مجھے دو چار جام مے — دو چار روز اور رہے موسم بہار کا

حاضر ہی صید گاہ محبت مین دل مرا — ہے شوق تجکو صید فگن گر شکار کا

مرغان چمن کرتے ہین کیا چہچہے دیکھو
وہ دوش پہ صیاد لیے دام ہے آتا

کیون شرم سے گرجائے نہ شمشاد زمین پر
گلشن مین وہ سرو سمن اندام ہے آتا

آتا نہین جبسے نظر وہ آرام دل و جان
بے چین ہون مجکو نہین آرام ہے آتا

تردامنی اوسکی ہے کہ کعبہ مین بھی بورند
ترمے سے کیے جامۂ احرام ہے آتا

غش کھا کر گرے ہے وہین مہتاب زمین پر
جب رات کو وہ ماہ لب بام ہے آتا

جو حق کہے ہم کیون نہ ظفر اوسکے ہون قائل
ناحق ہمین دینا نہین الزام ہے آتا

ہم روئے ایسا تونے جو ہمکو رولا دیا
پانی مین آگ کھائی فلک بلبلا دیا

اوس شعلہ خو سے بزم جہان مین لگا کے لو
مانند شمع آپ کو ہمنے گھلا دیا

ہے خاک اوس یار کی چٹکی بھی کیمیا
یہ عشق نے بتا ہمین اک چٹکلا دیا

ایسا نہو کہ غیر پہ کھلجاے مدعا
قاصد نے میرے خط اوسے جاکر کھلا دیا

سب یار کوچ کر گئے میری کھلی نہ آنکھ
غفلت نے کیا کہون مجھے کیسا سلا دیا

تمنے کیا نہ یاد کبھی بھول کر ہمین
ہمنے تمھاری یاد مین سب کچھ بھلا دیا

کھینچا جو نقشہ کلک تصور سے یار کا
نقاش چین کو ہمنے ظفر چین بھلا دیا

جگر سے یون دھوان ہے بار بار اوٹھا ہوا آتا
کہ ہو جسطرح سے ابر بہار اوٹھا ہوا آتا

خوشنما دانت برنگ دُرانجم ہین سفید
رنگ جو اوسکی مسی کا ہی شب سا کالا

چشم جانان مین یہ دنبالہ نہین کاجل کا
دست بیمار مین ہی ایک عصا سا کالا

شمع نے ماتم پروانہ مین اتنا تو کیا
سر پہ اک باندھا دھوئین سے ہی منڈاسا کالا

طبع مین ہوئی حسینون کے نفاست جو ظفر
تو نہوتا فلک دون کا یہ سایا کالا

جوش گریہ گر رہے وحشت مین اپنا ایک سا
پاٹ دریا کا ہوا اور دامان صحرا ایک سا

قیس بسمل ہو کر عاشق کے دلکا اضطراب
جانتا ہی اے ستمگر تو تماشا ایک سا

جوش کون کیا ہو ہمیشہ گہ خوشی ہی گاہ غم
ہان مگر وہ جو کہ ان دونونکو سمجھا ایک سا

کل مرقع مین دیکھی اور یوسف کی شبیہ
ہمنے دیکھی ایک سی صورت تھی نقشا ایک سا

عشق مین مجکو نہین سیر گلستانکی ہوس
ہی چمن اور سینہ پہ داغ میرا ایک سا

ایک جلوہ اپنا دکھلانے اگر ناصح کو تو
حال ہو جاے ہمارا اور اوسکا ایک سا

گاہ گرمی گاہ سردی گاہ دن ہی گاہ رات
اے ظفر رہتا نہین دائم زمانہ ایک سا

نے غم گھٹا نہ ہمین سی رنج والم گھٹا
دلمین رہا ہمارے ہمیشہ یہ جمگھٹا

چشم پر آب کی مری مژگان ترکو دیکھ
دریا پہ دیکھی ہوگی کبھی ایسی گم گھٹا

لیتا ہی ایک بوسہ یہ بھی تو بنا کے منھ
دی ایسی قدر قیمت دل ہی صنم گھٹا

[illegible]

خطِ سبز اپنا دکھلاؤ نہ جبتک وہ گلستان رو
مزہ جب ہو کہ سارا میکدہ خندان ہوزاہد
فروغِ حسن ہے اوسکا وہی گو رخ پہ خط آیا
یہ تیری زلف ناگن وہ بلا ہے جب بھرتی ہے

ازل شاد سبزے لبلبے سے کچھ نہین ہوتا
مزاجی کو فقط اک قہقہے سے کچھ نہین ہوتا
اندھیرا یان تو سورج ڈگی سے کچھ نہین ہوتا
تو پھر مارسیہ کا اژدہے سے کچھ نہین ہوتا

نہین ممکن کہ آئے رحم اوسکو اے ظفر مجھپر
سہون اوسکے ستم کیا مین سہتے کچھ نہین ہوتا

وہ لب پہ خط ہے عشاق زہر کیونکہ ہوا
مجھے ہوئی ہے گوارا وہ آنکھ زہر بھری
نہین جو وصل کی امید زندگی کیسی
تمھاری زلف کی ناگن نہین جو زہر ٹی
کلام تلخ کو سن سنکے عقل حیران ہے
لبونکا بوسہ ترے لیکے جان دی نے

زلال خضر سے الصاق زہر کیونکہ ہوا
پسند خاطر مشتاق زہر کیونکہ ہوا
تو کھانا اپنا مجھے شاق زہر کیونکہ ہوا
تو اوسکا شہرۂ آفاق زہر کیونکہ ہوا
کہ یہ نصیب اخلاق زہر کیونکہ ہوا
یہ تیرے واسطے تریاق زہر کیونکہ ہوا

مراکنندہ ہوا یار شفقتون سے ظفر
یہ اوسکا شیوۂ اشفاق زہر کیونکہ ہوا

جو سوز عشق سے مین ہوکے داغ داغ جلا
ہوا اگر ترے وحشی کا نالہ آتشبار

تو جسنے دیکھا یہ جانا چمل چراغ جلا
تو دیکھا دیکھو وہ دامان کوہ و راغ جلا

دل کو وہ کھا تھا جسے بڑی احتیاط سے

کیا ہے جو کچھ کیا سو محبت نے آپ سے

لیکن ان سے کسی کی عداوت نے کیا کیا

یہ بھی ہوئی یہ مری قسمت نے کیا کیا

دیگر

چاہیے تجکو شکایت یا ہمین انصاف کر
ہم گلہ مند آپ ہین ہمسے گلا کرتا ہے کیا

بلبلو بس کو اک ذرا آنی تو دے امید نہین
دیکھنا عاشق ترا یہ منجلا کرتا ہے کیا

کچھ دل مضطر کو سمجھا اوسکے گر سمجھا سکے
تو ظفر کو اب نصیحت ناصحا کرتا ہے کیا

مجھے مژگان سی ہی جیسا در افشانی کا ڈھب آیا
کسے رونے مین ایسا ابر نیسانی کا ڈھب آیا

کیا تعلیم اوسکو ایک تیری غمزہ نے
فلک کو جب کہین اتنا ستم رانی کا ڈھب آیا

مقابل ہو نہ دیکھا ای آئینہ اس چشم حیران سے
ابھی تجکو نہین سیکھ خوب حیرانی کا ڈھب آیا

ہم اک مدت سے وان جاتے ہین لیکن اب تلک ہمکو
نہین مثل خوشامد گو ثنا خوانی کا ڈھب آیا

پریشان دل تھا جبتک الگ تھا اوسکی زلفون سے
پریشانی سے ملکر یہ پریشانی کا ڈھب آیا

چراتا ہی وہ آنکھین پر نظر مین دل کو رکھتا ہے
اوسی چور کو کیونکر نگہبانی کا ڈھب آیا

سخن کا جاننا آسان نہین ہر ایک مشکل ہے
ظفر مدت مین ہمکو کچھ سخندانی کا ڈھب آیا

طوفان بپا یہ گریہ کی شدت نے کیا کیا
مجکو ڈبو دیا غم الفت نے کیا کیا

خواب عدم سے کشتہ کو تیری جگا کے پھر
فتنہ اوٹھایا شور قیامت نے کیا کیا

پروانے کو جلا کے کیا ایکدم مین خاک
ہے ہر ستم یہ سوز محبت نے کیا کیا

تو کرتا کس امید پہ غافل ہے جمع زر
قارون کے ساتھ دیکھ تو دولت نے کیا کیا

دیگر

مطلع ثانی

اے عدم رفتگان کہو تمنے
درمیان اوس سفر کے کیا پایا
قاصدون سے ظفر اوسے مرکر
پوچھ جو بہتان دھر کے کیا پایا

[illegible]

| | |
|---|---|
| دل مرا سنتا ہے کسکے عشق مین | تو نصیحت ناصحا کرتا ہے کیا |

ابتو دل اوس بت کو ہمنے دیدیا
اے ظفر دیکھین خدا کرتا ہے کیا

| | |
|---|---|
| دل بتون سے لگا کے کیا پایا | دین و ایمان گنوا کے کیا پایا |
| جز غم و درد و یاس و رنج و تعب | ہمنے دنیا مین آ کے کیا پایا |
| پاے قاتل کا بوسہ لے نہ سکے | ہمنے سر کو جھکا کے کیا پایا |
| اے اسیران خانۂ زنجیر | تمنے یان غل مچا کے کیا پایا |
| نہ بجھا سوز دل جب آنکھون سے | ہمنے دریا بہا کے کیا پایا |
| نہ جتانا تھا راز عشق اون سے | کیون جتایا جتا کے کیا پایا |

پڑھ ظفر قافیہ بدل کر شعر
اس غزل کو سنا کے کیا پایا

| | |
|---|---|
| چاہ مین ڈوب مر کے کیا پایا | آشنا تمکو کر کے کیا پایا |
| کشتۂ تیغ غم سے پوچھ اپنے | تونے جی سے گذر کے کیا پایا |
| گر نپایا جواب خط تو پھر | ہاتھ سے نامہ بر کے کیا پایا |
| تجکو اے دل خدا سے ڈرنا تھا | تونے اوس بت سے ڈر کے کیا پایا |
| کیا سوداے زلف جو ہمنے | تو سوا درد سر کے کیا پایا |

مطلع ثانی

[illegible]

دیگر

## مطلع ثانی

جو میرے ساتھ نہ میرا دل طپان ہوتا — تو مین جہان مین رسوا جہان تہان ہوتا

نہ کیونکہ وہ غم دل او دل کو آرایش — کہ بے مکین نہین آراستہ مکان ہوتا

جلے ہی دل جو نکلتی ہے میرے دلسے آہ — بغیر آگ کے پیدا نہین دھوان ہوتا

ہمارے دلمین ہین یون اوسکی تیر کا روزن — اندھیری گھر مین ہی جسطرح تابدان ہوتا

بجای بالش مخمل سمجھتے مین اوسکو — جو نیچے سر کے ترا سنگ آستان ہوتا

مجاز عشق مجازی کی پاس بھی عاشق — جو یہ نہ بام حقیقت کا نردبان ہوتا

ہمارے دلکی خبر کون اونکو پہونچاتا — اگر نہ قاصد اشک اوسطرف روان ہوتا

ظفر جو دیکھ کے حیران ہین مجکو پیری مین
دکھاتا اونکو تماشا اگر جوان ہوتا

اچھا کیا گر مجکو برا جان کے چھوڑا — پر حیف کہ غیرون کا کہا مان کے چھوڑا

قربان ترے ہاتھون کے کماندار کہ تونے — کیا میری طرف تیر بھوین تان کے چھوڑا

کیا قہر ہے بسمل پہ ترے ناز کی ظالم — اک ہاتھ تری آن نے اور آن کے چھوڑا

وحشت نے مرے زیر کف پا کوئی کانٹا — ثابت نہین دامن مین بیابان کی چھوڑا

سب قیدیونکو چھوڑ دیا آپ نے اپنے — پر ایک جیتا مجھے پہچان کے چھوڑا

سرمایہ حیرت سے بتا اے دل حیران — کیا واسطے آئینہ حیران کے چھوڑا

قطعہ

دیگر

فلک سے پہنچا
یہ اپنا درد دل و جگر ہائے زمین سے اونچا

فلک سے پہنچا
نہ کچھ بلندی کی ہے نشان نہ کچھ ہے پستی
کی فکر اصلا
شان قاتل یہ اپنا سر ہے زمین سے اونچا
فلک سے پہنچا
نہ شعلہ برق سمجھو اسکو نظر اُٹھا کر
بغور دیکھو
یہ آہ کا میری اک شرر ہے زمین سے پہنچا
فلک سے اونچا

| | |
|---|---|
| صیاد تھا وہ کونسا طائر اسیر دام | تا ہب جو تیرے ہاتھ سے پر لیکے اوڑ گیا |
| جھوکا نتھا صبا کا وہ بادی تھا کوئی جب | گلشن سے دم میں گل کا جو زر لیکے اوڑ گیا |
| دل تھا ابھی بغل میں مرے ای کیا ہوا | کیا جانے کوئی اوسکو کدھر لیکے اوڑ گیا |
| مرغ نظر تصور دندان یار سے | دانہ کی جائے منھ میں گہر لیکے اوڑ گیا |
| جاتی کہیں بھی بکڑکے نہ اس ناتواں کی خاک | تیری گلی کا شوق مگر لیکے اوڑ گیا |

تا بام یار طاقت پرواز تھی کسے
ای عشق تیرا نام ظفر لیکے اوڑ گیا

| | |
|---|---|
| پانو میں طاقت نہیں جب کی گھر دو آ گیا | آپ تک پہونچے تو پہونچے نیو نکہ رنجور آپکا |

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| جبکہ یون ظلم و ستم ہو جائے دستور آپکا | پھر ستمگر نام ہو کیونکر نہ مشہور آپکا |

## مطلع ثالث

| | |
|---|---|
| ہو سکے دل کیا حریف چشم مخمور آپکا | غمزہ ہے ستم اک بلا ہے چشم بد دور آپکا |
| دل میں کیا تیر جگر میں گیا نہ سینہ میں گیا | ہر جگہ ڈالا ہوا ہے ایک ناسور آپکا |
| خانہ دل میں نہیں حاجت چراغ و شمع کی | ہمیں کافی ہے خیال روی پرنور آپکا |
| چھٹ گیا ذبح و ظالم سے قتل جو تونے کیا | میں رہونگا حشر تک ممنون و مشکور آپکا |
| کیا دل عاشق میں کھٹکتا ہے مژہ نوک جھونک | نشتر مژگان برنگ نیش زنبور آپکا |

۳

[illegible]

خالی نہین جہان مین تمنا سے کوئی دل
ہر ایک مین ہے گرچہ تمنا جدا جدا

برچھی نگہ کی تیغ بھوون کی غمزہ کا تیر
ہے میرے کشت و خون کو مہیا جدا جدا

شعلہ مین بھی ہے برق مین بھی اُسکے نور مین
اک نور کا کسی کے تجلا جدا جدا

اللہ رے جوش گریہ کہ ہر ہر مژہ سے آج
بہتا ہے ایک خون کا دریا جدا جدا

گہ رخ کا بوسہ لیتے ہین گاہے دہن کا ہم
دونون مین ہمنے لطف جو پایا جدا جدا

خط لکھا ایک اُسنے مجھے اور غیر کو
مضمون اگرچہ اسمین ظفر تھا جدا جدا

دہان یار کا راز نہان معلوم کیا ہوگا
نہوگا منہ سے جبتک کچھ بیان معلوم کیا ہوگا

کرون فریاد مین کیونکر نہ دشمن کر کے لگے
مراد درد اوسکو آہ و فغان معلوم کیا ہوگا

بلانا ہے اگر منظور مجھے گھر کا تیرے اپنے
بغیر اوسکے مجھے تیرا مکان معلوم کیا ہوگا

نہوگا کوئی نکل سر جبتک گور عاشق پر
پراگندہ وہ ای سرو روان معلوم کیا ہوگا

نہین جسکا نشان جز نام عنقا دار عالم مین
سراغ اوسکا کوئی ڈھونڈھے کہان معلوم کیا ہوگا

نکھایا ہوگا جسنے زخم دل پر تیغ حسرت کا
مزا اوسکو محبت کا میان معلوم کیا ہوگا

دھواں تیرا ہین معلوم ہوگا عشق مین جسکو
یہی نہ ایک تو جانبگی جان معلوم کیا ہوگا

برنگ بلبل تصویر ہون مین باغ عالم کا
مجھے جوش گل او وقت خزان معلوم کیا ہوگا

عدم کی رفتگان کا حال تو پوچھے اے ظفر کس سے
نہ آیا کوئی پھر کر وہ نشان معلوم کیا ہوگا

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جسے خیال ہے کچھ رحمت الٰہی کا　　گناہ سمجھے ہے دعوی وہ بیگناہی کا

یہ فضل دیکھ کہ خود بادشاہ ہے لیکن　　رکھا ہے اوروں نے بھی نام بادشاہی کا

یہ لطف دیکھ کہ خود بے نیاز ہے لیکن　　دکھایا ہے اوسے بندونکی خیرخواہی کا

تم اپنے جی میں عزیز اور ذلیل ٹھہرالو　　خدا ہے ایک سے دہر و مرغ و ماہی کا

کیا کسی کو جگر خستہ و دام فراق　　دیا کسی کو مزا وصل گاہ گاہی کا

بھرا وہ چشم بتان میں نہ کر جو دیکھے　　تمام عمر کرے شکوہ کم نگاہی کا

جو حب آل نبی اور صحابہ دل سے رکھے
ظفر اوسے نہیں ڈر حشر کی تباہی کا

کیون نہو عالم یہ احسان احمد مختار کا　　ہے وہ مالک خالق کونین کی سرکار کا

دیگر

الماسِ رخشانِ روشن بیانی لعلِ تابانِ لآلی فشانی

منجملہ چار جلد

# کلیات ظفر

دیوان چہارم

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں نقش گزین نگین طبع ہوا

سب وہ ڈاڑھالی پڑی ہے جو چار پاس کئے | پھر جو ایسی ڈاڑھی بھی تم ہو تو مدہ بہین ڈرے

تمھاری آنکھ پرای غافلو غفلت کا پردہ ہے

وہ تو تمہارے من مین سب طرح بسا ہے اور سندر | تم جو اسکو دیکھو دیکھ لین اپنے من کے اندر

تمھاری آنکھ پرای غافلو غفلت کا پردہ ہے

شوق رنگ لکھی جو کہ انسانو دو ہی پکھو پرنا | اسکے ملن کو انکو رستہ سمجھ بوجھ پگ دھرنا

تمھاری آنکھ پرای غافلو غفلت کا پردہ ہے

تمت

# خاتمۃ الطبع

## طبعزاد سخنور سحبدل و سہیم مولوی محمد انوار حسین صاحب تسلیم

کس منہ سے خالق کے حمد و ثنا کیجیے کس زبان منشی نول کشور صاحب کا شکر ادا کیجیے کہ تیسرا دیوان فصاحت عنوان بلاغت ترجمان نشان گورکانیہ یادگار صاحب قرانیہ حضرت ابو ظفر بادشاہ دہلی رشک صائب و کلیم و اعلی اپنے مطبع مطبوع مرقع چار سو واقع شہر کانپور مین طبع فرمایا اپنی ہمت عالی کا جلوہ دکھایا ہر مضمون بے نظیر دلا جواب ہے مختصر جو کچھ ہے انتخاب ہے تمام ہوا دیوان ظفر جلد سوم

یہ نیناں ہرجائی یہ تو سب سے جا ڈ اٹکدے | اشوق رنگا نذر نال بھرو کب لگ یہ من بھٹکدے
یا کسی کو کر رکھو تم پاس کیسے ہو رہو

الیضاً

آنکھے ہم دنیا مین پیارے جیسے تھے ویسے ہی رہے

ناکوئی آیا ساتھ ہمارے نا گیا کوئی ساتھ | دیکھ سکے ایکلا آپ تو کہہ کرکل پر اپنا ہاتھ
آنکھے ہم دنیا مین پیارے

جنکے پیچھے جگ وچ ہے اپنا سب کچھ بار | انت اسمین ان امونلین ہے اپنا کوئی نغوار
آنکھے ہم دنیا مین پیارے

چھٹے سب دوستی اور چھیڑو سب ناتا | سب تو چھنڈ کی رنگنی ہم آپ ہی آپ
آنکھے ہم دنیا مین پیارے

بہتا جاہا ہم سے ہو وے جگ وچ کوئی ہمارا | جب دیکھا کوئی اپنا کیا سب سے کنارا
آنکھے ہم دنیا مین پیارے

سب کے من مین کھوٹ سا ہے اور سب کی کھوٹی چال | کون رنگا دے جیا نیاں لوگا ندی نال
آنکھے ہم دنیا مین پیارے

ہم بھی ملنا چاہتے اور ہمنے بھی ملنا آندا | پر لوگ یہ ہین کیسے ایسے ملنا نا ہین بھاندا
آنکھے ہم دنیا مین پیارے

نگاہ مین جو کچہ راز محبت کہدیا اپنا
کسیکا کچہ قصور ہمین نہین پایا گیا اپنا

تو پہر آنکہون نہین کیا کیا بہر خون دل ملا اپنا
لڑا کر آنکہ ہمنے آپ دشمن کر لیا اپنا

نظر کو ناز کو انداز کو ابرو کو مژگان کو

نہین جاہے انجمن میں آپکو جیسے سمجہتے ہین
یہی ہین یار جنکو رونق مجلس سمجہتے ہین

جگر کے روزن اپنے دیدۂ نرگس سمجہتے ہین
ہمیشہ کنج تنہائی کو ہم مونس سمجہتے ہین

الم کو یاس کو حسرت کو بیتابی کو حرمان کو

نہ تڑپون خاک پر کیونکر ہر رنگ طایر بسمل
کبہی ہین ہاتہ پر ملتا نشین اور کبہی ہے دل

کہ مجہہ سخت جانی سی بنی ہی سخت یہ مشکل
جگر کس کس کو تہامون دو ہاتہون سے ترے دلمین ای قاتل

کنارے کو چہرے کو ناوک کو خنجر کو پیکان کو

فزون عزت ہو سکی آدمی کی عزت و شان سے
اگر پوچہے کوئی مجہہ سے تو مین کہدون یہ ایمان سے

شرف ہے خاک کے پتلے کا ثابت ہو قران سے
بنایا کب ہو بہتر ای ظفر خالق نے انسان سے

ملک کو دیو کو جن کو پری کو حور و غلمان کو

قطعہ

سب کے تم آشنا ہو پر تمکو
فی الحقیقت یہ ہے خلل دو ہی

بحر الفت مین ہے ظفر یہ بیر
ر نہما دریا مین اور مگر سے بیر

تضمین در زبان پنجابی

اے ظفر ہے غم شبیر مین روتا گردون
ابر سے یہ جو برستا ہے زمین پر پانی

## بزبان بھاکھا

بیم اگن نت موہے جراوے پیا کا بھید کہون کا سے
پی ہو پاس تو جی ہو ٹھنڈا اپنی بپتا کہون وا سے
رتیان گجارون رووت روت دنکو گجارون آہان کھینچ
میرے من کی موسون پوچھو پوچھو میرے بپتا سے
یا ہی برہا درجن ہووے یا ہی برہا سرجن ہووے
نا چھوٹے یا بڑہا موسون نا چھوٹون مین برہا سے
نہین کھلے کچھ اور ہی دیکھون موندون تو کچھ اور ہی اور
کو دوا کو سانچ نجانے دیکھی بات کہون جا سے
من کے اندر پیا قلندر تیرے ظفر وہ آن لبا
کام پڑو جب دا سون تہار و کام رہا کیا دنیا سے

## مخمس

# سلام

دیکھیے دیتے ہین اسیر آپ ہمکو کیا سزا | دیدیا دل ہمکو تقصیر ہمنے کی تو ہے
زور پر آیا ہے جب سودائے زلف پرشکن | ٹکڑے ٹکڑے تو کر زنجیر ہمنے کی تو ہے
کھینچ کلک تصور سے پئے تسکین دل | یار کی تیار اک تصویر ہمنے کی تو ہے
ہمسے تو کسو سطے خم رو جو ابروئے یار | اپنی گردن خم تہ شمشیر ہمنے کی تو ہے

گر نہوا اُس شوخ سنگین دل کے دلمین کچھ اثر
یہ ظفر اک آہ بے تاثیر ہمنے کی تو ہے

جو اُس بُت بدکیش ہین ہنگام نظارا + ان آنکھون نے دیکھا ہے
کچھ کیجیے تو رہتا نہین ایمان ہمارا + چپ رہنا ہی اچھا ہے
مانی نے بھی جبین مانی تری دیکھ کے تصویر + اے عالم تصویر
نقشہ ترا نقاش ازل نے جو اُتارا + قدرت کا تماشا ہے
ابرو ہے ستم ناز غضب قہر ہے غمزہ + جادو ہین نگاہین
آنکھین ہین بلا اور تری مژگان کا اشارا + آفت کا ٹھکانا ہے
ترے رخ روشن کو بنایا ہے خدا نے + کیا طور کا شعلہ
جسنے کہ تجھے دیکھا ہو اے شوخ خود آرا + وہ محو تجلی ہے
میدان محبت مین صف جنگ ہے باہم + پردے لکھیے کیا ہو
مژگان کی ہے فوج اُسکے مقابل مین صف آرا + اور دل تن تنہا

وہ جھوٹ ہے جو زمین آسمان ملا دینگے
تو پاس حضرت زمین سے یہان ہمین یہان ملا دینگے

مزا تو آئیگا بوسہ کا جبکہ یار سے وہ
وہان دہان سے زبان سے زبان ملا دینگے

بلا سے اے دل اگر قدر وہ نہین کرتے
ہم اور تجھکو کوئی قدردان ملا دینگے

جو اشک سرخ بہائینگے روی زرد پہ ہم
تو خوب رنگ بہار و خزان ملا دینگے

کمی کریگا اگر پھیلنے مین ابر سیاہ
ہم اپنی آہ کا اسمین دھوان ملا دینگے

مٹائیگا کوئی ہمکو برنگ نقش قدم
ہم ایسا خاک مین اپنا نشان ملا دینگے

بتون سے ملتے ہو جھک جھک کے کیون ظفر اتنا
یہ کیا خدا سے تمھین مہربان ملا دینگے

جب سے اس شوخ ستمگر پہ طبیعت آئی
اک نئی روز مصیبت پہ مصیبت آئی

سوز دل سنکے مرا شعلہ ہوا کیا بیتاب
بلکہ شب شمع کو بھی بزم مین رقت آئی

آیا وہ سرو قد اس ناز سے بالین مزار
سر پہ اس کشتۂ قامت کی قیامت آئی

سہے کیا کیا نہ ستم تیرے ستمگر ہمنے
پر زبان پر نہ کبھی تیری شکایت آئی

صورت آئینہ حیران ہی رہا وہ جسکو
نظر آئینۂ دل مین تری صورت آئی

زلف اس شوخ کی ہے سر پہ ہمارے کہان چھیڑ
دل سودا زدہ ہے کیون تری شامت آئی

کثرت داغ سے دل خوش ہو نہ کس طرح ظفر
ہاتھ دولت یہ مرے عشق کی دولت آئی

[illegible]

| | |
|---|---|
| تم ہی مرا یہ حال ہے انصاف چاہیے | کیون آپکو ملال ہے انصاف چاہیے |

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| کیا پیر کو عرض حال ہے انصاف چاہیے | اور تمکو کیا خیال ہے انصاف چاہیے |
| مین نعل کفش پا کو تری غیرت چمن | کیونکر کمون ہلال ہے انصاف چاہیے |
| جھگڑا ہو مجھ مین تجھ مین ستے مدت وہ ابھی | ہو جانا انفصال ہے انصاف چاہیے |
| ہے روے ماہ خوب مگر روے یار پر | کیا خوب خط و خال ہے انصاف چاہیے |
| شکوہ نہ کیجیے اسکے ستم کا ستم نہین | لطف اسکا یہ کمال ہے انصاف چاہیے |
| آئینہ بیحیا ہے مقابل جو تجھسے ہو | جای انفعال ہے انصاف چاہیے |
| زانو تو آپ دو نمین نسبت کمر سے کیا | کچھ بھی نہین وہ مال ہے انصاف چاہیے |

یوسف کے حسن کی تو ہے شہرت برای ظفر
اسکا عجب جمال ہے انصاف چاہیے

| | |
|---|---|
| موتی جو کان مین ہے زہرہ کی شکل ہے | جھومر بھی سر کا عقد ثریا کی شکل ہے |
| عکس نور بادۂ روشن سے بزم مین | ساقی کا ہاتھ بھی ید بیضا کی شکل ہے |
| جلوہ فروز جیسے کہ گھر مین وہ مہروش | اپنا مکان مقام مسیحا کی شکل ہے |
| چھاتی پہ سانپ لوٹ گئی سنبل کو دیکھ کر | یاد آتی تری زلف سمن سا کی شکل ہے |
| کیجیے وفور اشک کا کیا اپنے ماجرا | چشم پر آب تنگئی دریا کی شکل ہے |

علاج درد دل بتا کیا جائے کیا ہے
طبیب اسکی دوا کیا جائے کیا ہے
محبت کی عداوت ہم سے ہو
کسی صورت نہین آرام دل کو
نگہ پر ہو گیا کیا جائے کیا ہے

[illegible]

| | |
|---|---|
| دل بلا سے اپنا بھلا ہی کہ ہے بُرا | لیکن پسند خاطرِ یار آگیا تو ہے |

کھینچا ہے جبکہ دل کی کشش سے کبھی اسے
کھینچکر ظفر بیان وہ نگار آگیا تو ہے

| | |
|---|---|
| لکھ انکو اے رفیق دلسوز خط کے پیچھے | جلد آؤ تم نہ ٹھہرو اک روز خط کے پیچھے |
| اس رہ میں آتشین یہ ہو طرز خط کا پردہ | گویا ہے مہرِ عالم افروز خط کے پیچھے |
| دودِ جگر سے میرے لے پہلے خط سیاہی | پھر خال رخ ہو ظلمت افروز خط کے پیچھے |
| عارض کے پیچھے تیرے دل خون ہو گل چمن مین | دیوانہ ہو بہار نوروز خط کے پیچھے |
| نیزہ گذار دل پر سرمہ کا خط ہو پہلے | پھر ہو نگاہ تیری دلدوز خط کے پیچھے |
| ہین سب تجھ پہ عاشق جبتک نہین خط آیا | ہوگا نہ کوئی دانش آموز خط کے پیچھے |

افسوس تم نہ بھیجو اک دن جواب خط کا
لکھے ظفر بیانے خط روز خط کے پیچھے

| | |
|---|---|
| جنون نے جبکہ قبا چیر ہاتھ سے پھینکی | نکال پانون سے زنجیر ہاتھ سے پھینکی |
| تری جو خاکِ قدم تیرے خاکساروں نے | اٹھالی ہاتھ مین اکسیر ہاتھ سے پھینکی |
| دھری تھلی پہ بھی تو آگے تیری تصویر مین نے | اٹھا کی میری ہی تصویر ہاتھ سے پھینکی |
| ہوا نہ کارگر اک زخم سخت جانون پر | خفا ہو یار نے شمشیر ہاتھ سے پھینکی |
| حبر جا کا ہکشان تو نے ضعف پیری مین | کبھی نہ اے فلک پیر ہاتھ سے پھینکی |

[illegible] ظفر جاتا ہوا جو کچھ اودھر گیا ہوا
[illegible] بھلائی اور برائی کیا رہی

فرد

دریا میں جلوہ گر جو مہ [illegible] بھی
گرداب میں بھی روشنی آفتاب بھی
قاتل شہید زندہ جاوید ہو گئے
آب حیات کیا تری تیغ کی آب بھی
ہوتا تھا کم نہ سوز جگر [illegible]
دریا بہا رہی مری چشم پُر آب بھی
چشم عنایت اُنکی نہ تھی [illegible] بزم میں
لیکن مجھی پہ ایک نگاہ عتاب بھی

قطعہ

[illegible] مجھے کیوں ہاں حقیقت بھی
[illegible] سبھی راہ صواب بھی
جلدی سے [illegible] محفل [illegible]
اچھا ہوا چلے گئے صحبت خراب بھی

[illegible]

ہے تو کچھ رونق صفائی میں نہ دل کی نہ یاں
خاک ہی دیکھی کدورت میں ظفر اُلٹی ہوئی

وہ بیٹھے ہیں چار طرف دیکھ بھال کر بیٹھے
چھپا کے سب سے ہیں اور سب کو ٹال کر بیٹھے

پسیتیا یوں لب خیریت ہے دم بوسہ
گلاب جیسے ہیں پانی میں ڈال کر بیٹھے

شراب کو تو بتاتے حرام ہیں لیکن
ہمارا خون ہیں وہ ہمکو حلال کر بیٹھے

لگا یا خم ہی کو منھ سے رہا نہ ہوش ہمیں
کہ بادہ جام میں تا خم سے نکال کر بیٹھے

پلاتے ہاتھ سے گر اپنے وہ ہمیں زہر آب
زلال خضر کا ہم احتمال کر بیٹھے

نہ پوچھو ہم سے کہ کسطرح سامنے اُنکے
ہم اپنے آنسو ہیں دل کو سنبھال کر بیٹھے

زیادہ بھنگ سے کرتا ظفر نشا پانی
جو خط سبز کا اُسکے خیال کر بیٹھے

ہوگئے نا آشنا تم آشنائی کیا رہی
جب کدورت بھر گئی دل میں صفائی کیا رہی

دل حوالہ کر دیا جب اُس نگاہ مست کے
اپنا تقوی کیا رہا اور پارسائی کیا رہی

بیٹھے اب باتیں بنائیں ہم یہاں ہوتا ہے کیا
بات اپنی جب یہاں کچھ بن نہ آئی کیا رہی

جی قفس میں لگ گیا اپنا چمن سے بھی سوا
ہمکو اے صیاد پروائے رہائی کیا رہی

دل کے لینے کو لیے پڑتی تھی آنکھ اُس شوخ کی
جبکہ اُسنے لیا دل پھر لڑائی کیا رہی

مجھپہ اک آفت رہی ہر رنج و قلق ہر روز و شب
اُس مہ مہر سے دو دن جدائی کیا رہی

[illegible]

جو دل کہے وہ سچ ہے سوا اسکے ای ظفر
قائل نہ استخارہ کے ہم ہین نہ فال کے

خوش آتی کب ہمین پھولونکی باغ مین بو ہے
سمائی اور ہی اپنے دماغ مین بو ہے

بہائی چشم سے مجنون نے اشک خون شاید
صبا لہو کی جو دامان راغ مین بو ہے

اثر ہے گر دل روشن مین صحبت بد کا
تو کڑوی تیل کی جا لو چراغ مین بو ہے

ٹپک پڑا گل رخسار سے عرق کسکے
گلاب کیسی جو ساقی ایاغ مین بو ہے

ہوا نہین ہے جو کم رنگ گل گلستان سے
تو پھرتی کسکی صبا یہ سراغ مین بو ہے

بسا ہی دلمین مرے کوئی شاخ گل رخسار
ہر رنگ گل جو مری دلکی داغ مین بو ہے

وہ خاکسار ہون مین بھی کہ عطر گل کی ظفر
مہک رہی مرے کنج فراغ مین بو ہے

داغ ہے جامۂ عریانی مین تن کی بوٹی
اپنی پوشاک پہ ہے خوب بھبن کی بوٹی

چاند تارے کے سوا دیکھتے زیبا ہی نہین
ہم قبا پر کوئی اس چرخ کہن کی بوٹی

کرتی حسرت سے ہے گلہای ارم کو پامال
طرفہ قالین پہ ہے اس رشک چمن کی بوٹی

تار سی آنسوؤں کے سوزن مژگان پہ مرے
کاڑھتی ہے مرے دامن پہ چکن کی بوٹی

انجم چرخ بھی ہو جسسے نہ ہمسر وہ ہی
کفش پر زر پہ مری سیم بدن کی بوٹی

حق مین عاشق کے تری دارو ی بیہوشی ہے
سبزۂ خط لب خط ذقن کی بوٹی

جمال گلرخان دیکھو گلستانِ الٰہی ہے | جدا ہی رنگ ہر گل کا عجب شانِ الٰہی ہے

کیا شکوہ نہ ہمنے اُس صنم سے جب یہ پوچھا | کہا الحمد للہ شکر احسانِ الٰہی ہے

ہم اُس بندہ کے قائل ہیں جو فرمانروائی میں | بجالاتا ہمیشہ دل سے احسانِ الٰہی ہے

دہان تنگ اُسکا ہے کہ گویا دُرجِ گوہر | کہ نہاں جسمیں دُرِ رازِ نہانِ الٰہی ہے

خوشی سے ہے وہ روز روزِ عیدِ قرباں جانبازوں کو | محبت میں جو کرتا جان قربانِ الٰہی ہے

فقیر گرسنہ کو قربِ حق ہے سیر کر دیتا | کہ جس شب فاقہ ہے اُس شب وہ مہمانِ الٰہی ہے

کہاں ایسا ہمارا منہ کہ ہو جاوے ادا ہمسے
ظفر حمدِ الٰہی وہ جو شایانِ الٰہی ہے

ترے بیمار کی ہر وقت خبر اور سنی | شام کچھ اور سنی ہمنے سحر اور سنی

نیند آتی نہ تجھے شب کو کہانی میری | اک ذرا تو نے نہ اے رشکِ قمر اور سنی

بات واں ایک ٹھکانیکی نہ پائی ہمنے | گھر میں کچھ اور سرِ راہ گذر اور سنی

ہمنے کہدی وہ سنی تھی جو حقیقت دل کی | کہو کچھ تمنے کبھی سچ ہے اگر اور سنی

کوئی شمشیر کہے ہے کوئی خنجر کوئی تیر | تیری ہر شخص سے توصیف نظر اور سنی

کیوں کہا ہمنے سناتے ہو ہمیں کیوں گالی | اُنکے حاصل ہوا کیا ایک مگر اور سنی

جب سُنی اپنی شکایت ہی سنی اسکے سوا
مُنھ سے بات اُنکی نہ کچھ ہمنے ظفر اور سنی

دیوان

مطلع ثانی

کیا کہوں کیا کہوں میں ان کی ستمگاری کو

| | |
|---|---|
| خواب عدم سے پہلے غم عشق چاہیے | کیون کھلے نبض پر ابھی چپ کر کے سوئیے |
| ہے قہر تیرا کہنا یہ بستر پہ ہوکے گرم | گرمی مین آپ مجھسے چمٹا کر نہ سوئیے |

جھگڑو نمین عاشقی کے ہو سونا کہان ظفر
جبتک کہ خوب اُنسے نپٹ کر نہ سوئیے

دیگر

| | |
|---|---|
| جب سے اُس دلبر سفاک پہ مائل دل ہے | بنگیا میرا کشندہ مرا قاتل دل ہے |
| تیرے کوچہ کے سوا اگر چمن خلد بھی ہو | ہوتا خوش اُسکا کب اے حور شمائل دل ہے |
| پا بوسی کی تمنا مین ترپ کر لے قاتل | لوٹتا خاک پہ کیا صورت بسمل دل ہے |
| دیکھیے کیا ہو خدا خیر کرے پھر تنہا | فوج مژگان یہ ہو اُسکے مقابل دل ہے |
| ہوگئی جان بھی کاکل مین گرفتار کمند | تیری زلفو نمین جو پابند سلاسل دل ہے |
| وہ اگر دلبر مرے ظلم و جفا کرتے ہین | خوب تر ہین اسی ظلم کے قابل دل ہے |
| روش غنچہ تصور ہے واشد دشوار | تیری عاشق کا عجب عقدۂ مشکل دل ہے |
| کیون نہ بیدل ترے جانیسے ہون اہل محفل | ساری محفل کا تو اور رونق محفل دل ہے |

دیکھنا حسن کو ہو منظور وہ دیکھے دل مین
ظفر اُس ماہ دل افروز کی منزل دل ہے

| | |
|---|---|
| یار گر ضامن ہو دلکا کیا حاجت ہے اور کی | وہ ضمانت دے تو بچے کیون ضمانت اور کی |
| جان دون کیونکر اجل کو تیرے غم کے سوا | اور کو مین کسطرح دیدون امانت اور کی |

دیگر

نظم جو کلام عمدہ ہین وہ کیونکر ہین قیمتی
لکھو نہ سے ہین جو ایسا ویسا کلام آتا ہے

## غزل ظفر بند

نہ بھرو دم بدم ظفر آہین
چپ رہو کوئی دم خدا کے لیے

نہ پوچھو ہمسے تم دل کی حقیقت کہہ نہین سکتے
کہا تھا بزم مین جب غیر کو کچھ پیار سے تم نے
خفا تو ہو گے جو کچھ چاہتا ہے ہمکو کہنا ہے
وہ جبتک صاف تھی جو چاہتی تھی صاف کہتے تھے
کہین کیا ہمدم ہمتو اسی حسرت مین مرتے ہین
کرے ہے زلف رگوشی ہمیشہ اور ہم گاہے
ہماری سوزش دل بن کہے جون شمع روشن ہے
جب اُنسے چاہتے ہین ہم کہین کچھ حال دل اپنا

کہین کیا وہ جو ہم پر مصیبت کہہ نہین سکتے
ہوئی تھی اپنی جو اُسوقت حالت کہہ نہین سکتے
مگر کچھ ہم بھی از رہ مروت کہہ نہین سکتے
اب ایسی آگئی دلمین کدورت کہہ نہین سکتے
کہ جو کچھ ہو ہمارے دلمین حسرت کہہ نہین سکتے
ترے کچھ کان مین کان ملاحت کہہ نہین سکتے
زبان سے گو کہ ہم سوز محبت کہہ نہین سکتے
تو پھر ہوتی ہے یہ گریہ کی شدت کہہ نہین سکتے

ظفر جلسے کرے وہ مست تغافل خواہین آیا
ہوئی ہے تب سے ہمکو ایسی غفلت کہہ نہین سکتے

بُرا بھی وقت پر بعضا بھی ایسا کام آتا ہے
نہ آئیگا مرے کیا کام دل بلکہ بگاڑیگا
سمجھتے مال دنیا کو ہین سب کچھ کام آئیگا
کرے ہے مجھسے وہ خود کام کو آزردہ ناحق

کہ جیسے مفلسی مین کھوٹا پیسا کام آتا ہے
نہین معلوم ہے وہ اسکو جیسا کام آتا ہے
کسی کے بھی نہین ایسا پیسا کام آتا ہے
مرے کمبخت دل کو دیکھیے کیسا کام آتا ہے

کہ نقاب اُس بے حجاب کے دن تھے
جوش مستی مین ہم بسر کرتے
جام صہبا سے تاب کے دن تھے
دور عشرت تھا اور عہد نشاط
پس دنیا نہ خورد و خواب کے دن تھے
منہ دکھاتا نہ تھا کبھی وہ ہمین
کرتے ہر روز خضاب کے دن تھے
تا لبش آفتاب کے دن تھے
جا سے آرام سرد خانہ مین
ہم لیتے مین شراب کے دن تھے
رات کو بھی جاڑے کے
جب چنے روز کے اس
بیچ دونی حجاب کے دن تھے

ظفر جو دیوان ظفر

دیکھیے

خواب عدم

شام تو دور ہے گر قصدِ دیارِ جانان
پہونچ جانے کو ظفر تا سرِ منزل دن ہے

جب حضرتِ غم اُسکے کاشانے مین جا دھمکے
بستی سے ہم اے وحشت ویرانے مین جا دھمکے

پاتے نہ پھٹکنے ہم اے یار ترے در پر
لیکن ترے دربان کے یارانے مین جا دھمکے

گر حضرتِ عشق آئے دن کو گل و بلبل مین
تو رات کو وہ شمع و پروانے مین جا دھمکے

کیا دخل کہ دخترِ رز محفل سے نکل جاے
شیشے سے اگر نکلے پیمانے مین جا دھمکے

آنے ہمین کب دیتے یون گھر مین ترے دشمن
اے دوست مگر اُنکے دھمکانے مین جا دھمکے

ساقی یہ ترے دیکش سب عالمِ بالا پر
کیا نشۂ صہبا کی تہ جاے مین جا دھمکے

مسجد سے قدم باہر رکھتے تھے نہ تم اپنا
بتلاؤ ظفر کیونکر میخانے مین جا دھمکے

جدائی مین تمھاری ہم بچشمِ تر جہان بیٹھے
دہان اس نازنین پر ہے کتنے ہی مکان بیٹھے

گئے کتنے گذر اور کتنے ہی باقی ہین گذرنے کو
سرِرہ مین برنگِ نقشِ پاے رفتگان بیٹھے

جو تو آئے تو اُٹھ بیٹھے خوشی سے ورنہ کیا طاقت
کہ اُٹھکر بسترِ غم پر یہ تیرا ناتوان بیٹھے

رہے جب آسمان آٹھون پہر یان اپنے چکر مین
تو کوئی چین سے کیا خاک زیرِ آسمان بیٹھے

ستمگر اور بھی تو عاشقِ جانباز ہین اپنے
کہ دلمین ہو الگ لبوں کے ڈر ترا اے دستان بیٹھے

ستم ہے غیر کی تعظیم تم اُٹھ اُٹھ کے دیتے ہو
ہم آنکھوں نسے ہی مین اپنی دیکھتے اے مہربان بیٹھے

اے ظفر جا دل دیوانہ کو ڈھونڈھو کہین
ہے خدا جانے کہان مدت ہوئی انکو گئے

ہمنے ہی خوب اسکی طرز ناز پہچانی ہوئی
چال پہچانی ہوئی آواز پہچانی ہوئی

دیتا پردے مین محبت کی ہے تو کیا ہمکو دم
تیری وہ طرزی ہی ای دم باز پہچانی ہوئی

کچھ نہین دیدہ وہان ہرگز سوائے ناز لو
ہے تری خاک شہید ناز پہچانی ہوئی

تیری طرز آمیز بالونکی ہمین پہچان ہے
ہمنے خو تیری ہی ای طناز پہچانی ہوئی

مرغ دل جاتا ہے میرا انکے مرغ نامہ بر
ہین نئی تیزی پہ پرواز پہچانی ہوئی

آسمان کرتا ہے سن سنکر مرے نالونکو رقص
اسنے ہے یہ کیا صدائے ساز پہچانی ہوئی

زردئے رخسارہ کو اپنی چھپاؤن کیونکہ مین
اے ظفر ہے سب کی یہ غماز پہچانی ہوئی

ساقی نے بھر کے مے سے مینا نکلے پیمانے
مستون نے کیے خالی پیمانے کے پیمانے

جو دیدۂ آہو ہین بر تر ہے وحشت
ہین واسطے وہ تیرے دیوانے کے پیمانے

صیاد خدا سے ڈر کیون کرتا ہے کم انکو
مرغان قفس کے ہین جو دانے کے پیمانے

کیون چھوڑتا ہے لو اے دل تو آبلونکو اپنے
پھر ایسے نہین تیرے یاد آنے کے پیمانے

اک گھونٹ نہین لیتے پیمانے سے وہ میرے
اور ہاتھ سے ہین اپنے بیگانے کے پیمانے

دل میرا اگر کاسۂ غم کھانے کو ہے میرے
تو آنکھین بھی ہین آنسو بہانے کے پیمانے

قطعہ

بہت دور کی سوجھتی ہے جو ایسی
نہین دل کی یہ دو رہین ایسی ویسی

دلا بات مطلب کی اہمین سے چُن لے
کہ سُن تو جہان اور جتنین ایسی ویسی

تبا کیا کرین ہم جو بنجاے ہمپر
محبت مین ای ہمنشین ایسی ویسی

تہو بوسے اُس زلف مشکین کے ہمسر
صبا نکہتِ مشک چین ایسی ویسی

زیادہ ہے برش مین تیغ اجل سے
نہین تیری شمشیر کین ایسی ویسی

خدا کے لیے ای ظفر اُنکے آگے
نہ کہ بیٹھیو تو کہین ایسی ویسی

دیگر

بلا سے کنج تنہائی مین تنگی سے گذرتی ہے
جہان دو چار ہین ان خانہ جنگی سے گذرتی ہے

ہجوم خال روی یار سے داغ بنا ہیر اٹھا
اب اسپر دیکھین کیا اس فوج زنگی سے گذرتی ہے

خوش آ گیا زمانہ کو کسیکی طرز یکرنگی
عزیزو رات دن اسکی دورنگی سے گذرتی ہے

وہ صورت یاد آتی ہے تو پھر کیا کیا مرے دل پر
مرقع ہا چینی و فرنگی سے گذرتی ہے

یہ بیہودہ فاحشہ دنیا خدا تی ہین سب اس سے
دبنگو نکی مگر خوب اس دبنگی سے گذرتی ہے

ہے ہر دل سدا بیہوش ان دیبنزہ خط مین
ہماری دیکھین کیونکر ایسی بنگی سے گذرتی ہے

خدا جانے ظفر ملک عدم کے رہنے والون کی
فراخی سے گذرتی ہے کہ تنگی سے گذرتی ہے

بیتاب دلِ جو مجھ مین بے رو مید باندھتے
دل سے نئی اک اپنے ہین امید باندھتے

گر محبت مین تجھے مد نظر اور ہی ہے | تو کئی دل پہ ہماری بھی نگہ اور ہی ہے
دیکھیں کس کسکو ڈبوئے ترا طوفان سرشک | آج گریہ ترا اے دیدۂ تر اور ہی ہے
میہمان خانۂ ہستی مین لگا جی کو نہ تو | کہ جہان رہنا ہمیشہ ہے وہ گھر اور ہی ہے
زلف و رخ کا ہے ترے جسکو تصور دن رات | شام کچھ اور ہی ہے اُسکی سحر اور ہی ہے
لُٹھ گیا اُٹھنے بلا سے مرا لشکر ٹکڑے | خبر قاصد کی ہو مجکو تو خطر اور ہی ہے
دامن دشت مین آندھی ہے کہان اتنا غبار | خاک اوڑاتا یہ کوئی خاک بسر اور ہی ہے
آبداری کو کہان اشک کے یہ ہوئے موتی | جوہری دیکھ یہ خوش آب گہر اور ہی ہے
کیا عجب گر رخ خورشید پہ آجاے عرق | رکھتا گرمی یہ مرا داغ جگر اور ہی ہے

کوئی تو ماہ لقا تو نے بلایا مہمان
روشنی آج ترے گھر مین ظفر اور ہی ہے

حباب آسا ہے جو اکدم ہوا کا کارخانہ ہے | کہ جاری بحر ہستی مین فنا کا کارخانہ ہے

## مطلع ثانی

نہ پوچھو کیا بتان خودنما کا کارخانہ ہے | نہ بت ہے اور نہ بتخانہ خدا کا کارخانہ ہے
جلا ہوتی ہے خاکستر سے یا آئینہ کو دیکھو | تماشہ ہے کدورت مین صفا کا کارخانہ ہے
نہ ہو ممکن کہین دنیا کی تو ایذا بعض جانا | ذرا ہشیار رہنا یان دغا کا کارخانہ ہے
نہین رہتی ہمیشہ ایک سی رنگت زمانہ کی | کچھ اُسکے رنگ مین یہ رنگ حنا کا کارخانہ ہے

کبھی جو دل کو سودا اضطراب ہوتا ہے
تو اور جان کو میری عذاب ہوتا ہے

| | |
|---|---|
| بر ہو گئے دو سو سے رُکے اُسکے واسطے | آنے لگا جو آپکے گھر تین دن سے ہے |
| دس دس دن ایکماہ مین غائب رہے ہے وہ | چھپتا نہین زیادہ قمر تین دن سے ہے |
| اک بوسہ زلف و رخ کا وہ دیتا نہین ہمین | بتلاتا روز و شام و سحر تین دن سے ہے |
| آکر سوم مین کشتہ کے تو اپنے دیکھ لے | برپا جو ایک فتنۂ دیگر تین دن سے ہے |

ظالم خدا کے واسطے جلدی سے آنکھین
تجھ بن تڑپ رہا یہ ظفر تین دن سے ہے

| | |
|---|---|
| نہ دیا بوسہ کبھی ہنس نہ لگایا منہ سے | اور وہ ناحق ہمین کہتے ہے کیا کیا منہ سے |
| لب بے رنگین سخنی واہ رے انداز سخن | غنچہ پھول ترے جھڑتے ہین گویا منہ سے |
| گھونٹ گھونٹ آپکو پیتا ہے کوئی اپنا لہو | نہ رقیبو نہین لگا ساغر صہبا منہ سے |
| ہو زنخدان سے خجل سیب تو پستان سے انار | منفعل چشم سے بادام تو پستا منہ سے |
| وصف خال دہن یار مین کوئی نکتہ | نکتہ چینو نہین ابھی مین نہین کہتا منہ سے |
| طلب بوسۂ لعل شکرین پر اپنے | مجھسے کیا کیا نہین ہر آن نے اُگلا منہ سے |

کیا نصیب اپنے بُرے ہین کہ کسی بات پہ بھی
نہ کہا یار نے ہمکو ظفر اچھا منہ سے

| | |
|---|---|
| وہ بام پہ جو کبھی بے نقاب ہوتا ہے | تو آسمان پہ خجل آفتاب ہوتا ہے |

مطلع ثانی

ہر خیال گردن و چشم اسکا جسلسن ہمیں
کون ہے سرگرم آرایش کمر جسکے واسطے
منزل ہستی ہے ای غافل نہ پھیلا اتنے پانون
اڑکے ہم ہونچینگے وان ہوگا جہان و شعلہ خو
زیر محراب خم ابرو دو چشم مست یار
ای دل بیتاب مین کیا خاک سمجھاؤن تجھے
گلشن ہستی مین اتنا کھل کھلا کر تو نہ ہنس

پاس اپنے اک صراحی بھی ہے پیمانا بھی ہے
آئنہ بھی ہے لیے خورشید او رشانا بھی ہے
یہ سمجھ لے ایکدن یان سے تجھے جانا بھی ہے
جس جگہ ہے شمع اسکے پاس پروانا بھی ہے
کیا تماشہ ہے کہ اس مسجد مین میخانا بھی ہے
تونے دیوانے کبھی میرا کہا مانا بھی ہے
ساتھ اس کھلنے کی ای گل دیکھ مرجھانا بھی ہے

قصۂ فرہاد و مجنون کیطرح سے ای ظفر
ہو گیا مشہور اب تو اپنا افسانا بھی ہے

الفت از بسکہ مجکو ترے خم کے ساتھ ہے
ای چارہ ساز زخم پہ میرے نمک لگا
رخسار پر عرق کو ترے دیکھتے ہیں ہم
کیا دل کے باندھنے کو ہو درکار ریسمان
ابرو ہے غرض ترے مطلب فقط ہے
جوش بہار گل کا نہ کر دیکھ اعتبار
بہکائے گر عدو اسے ہر وقت کیا عجب

جبتک کہ دم میں دم ہے یہ غم دم کے ساتھ ہے
رکھتا لگاؤ یہ نہیں مرہم کے ساتھ ہے
مطلب چمن کو کیا گل و شبنم کے ساتھ ہے
وابستہ ترے کاکل پرخم کے ساتھ ہے
کیا کام ہمکو کعبہ و زمزم کے ساتھ ہے
غافل خزان بھی گلشن عالم کے ساتھ ہے
شیطان ہمیشہ ای ظفر عالم کے ساتھ ہے

[illegible]

ملک دل کی خبر مانگو پہ چلتے ہین مژگان یار
اے ظفر غارتگر دین کا ہے وہ لشکر سامنے

رہ گئے غنچہ دہن ہم تجھسے صنم در کے ورے
تیر اتہام ہو پر زدیر و حرم ورے ورے

رخ سے پر گئی جو زلف اسکی ہمارے سامنے
تھا یہ اشارہ آئینگے شام سحر ہم ور ورے

کہتا ہے کیون ہے پرے ہمکو کہ تیری زلف سے
رکھتے ہین ہاتھ ہم ترے سر کی قسم ور ورے

دور ہے وہ مسیح دم دیکھیے آئے کب تلک
جائیگا ہجر مین نکل اپنا تو دم ورے ورے

ہیو نجی بہت پرے کہین ورنہ خبر وہ بھیجتے
ہوتا اگر مسافر ملک عدم ورے ورے

عشق کی راہ مین پڑے جا کے ہو کہین جال کیا
جبکہ ہون ہم اسقدر رنج والم ورے ورے

دشت جنون مین ہو اگر قیس ہمارا ہم سفر
جا کے پھر آئے ای ظفر یکدو قدم ورے ورے

کھینچا الفت مین دلسے آہ کا اچھا تو ہے
لگ گیا تو تیر ای ظالم نہین نکلا تو ہے

مطلع ثانی

زلف سے جا کر اگر دل تنگ مین چھا تو ہے
وان تو ہر بستہ کوچہ اور یان سچا تو ہے

پا بزنجیر اور دیوانہ ہے آیا کون سا
یہ نہین معلوم پر زندان مین غل برپا تو ہے

جلسے اپنا قدر عنا یار نے دکھلا دیا
ہو گیا اسدن سے نیچا سرو سمن سیدھا تو ہے

دیکھیے کھلتا ہے کیا گل آخر شاید رنگ گل
ہمنے دل مین تخم الفت کا ترے بویا تو ہے

دیگر

[illegible]

قطعه

[illegible]

## مطلع ثانی

دیر آنے مین جو تیرے نامہ بر لگجائیگی
نکلیگی کیونکر نہ اپنی سوز در لگجائیگی

ہوئے کیون سینہ سپر معلوم گر ہوتا ہمین
تیری شمشیر نگہ یون کارگر لگجائیگی

بھولکر بھی یاد کر بیٹھے گا گر وہ ماہوش
روتے روتے ہمکو ہچکی رات بھر لگجائیگی

ابر کی کیونکر نہ جھڑ جائیگی شیخی جب یہان
تیرے اشکونکی جھڑی اے چشم تر لگجائیگی

تا صبح بید رو جب جائیگا میرا اور رو دل
چوٹ کچھ دل پر محبت کی اگر لگجائیگی

گر یہی فریاد ہے اپنی تو دیکھینگے ہم
آنکھ تیری کیونکہ شب ای بیخبر لگجائیگی

منھ نہ مہتابی پہ کھول اپنا شب مہتاب مین
دیکھ چشم ماہ کی تجکو نظر لگجائیگی

کیون پھنسانے ہو دل دیوانہ اسکی زلف مین
جان کے پیچھے بلا ناحق ظفر لگجائیگی

عجب وحشی تمھاری نرگس فتان پہ مفتون ہے
کہ جسکو دیکھکر دیوانہ بنجاتا فلاطون ہے

وفور اشک سے ہر اب یہ عالم چشم گریانکا
کوئی کہتا ہے قلزم ہے کوئی کہتا ہے جیحون ہے

ترا حیرت زدہ چپکا پڑا تکتا ہے منھ سبکا
نہ کہتا ہے سو وہ ہان ہے کہنا نہ وہ ہون ہے

مسی کی جو دھڑی پر ہو جاتی بان کالا کیا
خدا جانے کہ کسکا آج تمکو قصد شبخون ہے

تری خاطر سے کہتا ہون مجھے اس سے نہیں الفت
کرے کیا تو مرا ناصح اگر مین مجھین کہہ دون کے

تعجب کیا پھر آئے گر زمین پر ہمکو سرگردان
کہ رہتا آپ بھی تو رات دن گردش مین گردون ہے

غنچہ کی ہے گرہ کڑی کھلتی
پر نہین دل کی گلجھڑی کھلتی

لب لعلین پہ دیکھنا اُسکے
کیا ہی مسی کی ہے دھڑی کھلتی

اُسکی زنجیر در خدا جانے
آج کیون ہے گھڑی گھڑی کھلتی

باندھا بارش کا آنسوؤن نے تار
نہین ساون کی یہ جھڑی کھلتی

کھولنا ہوتا دل کا راز تو شمع
رہتی خاموش کیون کڑی کھلتی

اور عقدہ تو سب ہین کھلجاتے
نہین دل مین گرہ پڑی کھلتی

اشک خون سے مرے گلے مین ظفر
خوب پھولون کی ہے لڑی کھلتی

زیب محفل گرچہ شمع انجمن بھی ایک ہے
ماہ منزل پر وہ ماہ سیمتن بھی ایک ہے

دل نہ بچے عیارگی سے کیا نگاہ یار کے
فن عیاری مین یہ مکر و فن بھی ایک ہے

ساقیا لا جام مے اب بھی بہارے گشتی
گل بھی ہے گلشن بھی ہے اور گلبدن بھی ایک ہے

دشت وحشت مین نہ نکلے کسطرح چھپتا پھرے
وحشیو نہین تیری آنکھو نکے ہرن بھی ایک ہے

قد رعنا کی سی تیری آسمین رعنائی کہان
سرکشی مین یون تو یہان سرو چمن بھی ایک ہے

باتین انکی بدزنگی ہی کرین جو بدزبان
ایک ہی اپنی زبان اپنا سخن بھی ایک ہے

روز اٹھاتا ہو زمین پر تازہ فتنے سیکڑون
فتنہ سازی مین ظفر چرخ کہن بھی ایک ہے

مطلع ثانی

بھاگتا ہے دور کوسوں نام سے دہ جس کے | دیکھی حالت جسنے تیری چاہنے والی کی ہے

ہجر کی شب گرچہ ہے تاریک لیکن ای ظفر
سوز دل سے پاس مشعل اپنے بھی نالے کی ہے

مستی میں تا بہ دندان ہی کیا آماہ پر فن ہے | شب یجور میں گویا کہ اک بتی سی روشن ہے

## مطلع ثانی

جہان صحرا میں تری زلف کی گشتہ کا مدفن ہے | دود غش اک جا لگا بھی ان مقر ساےہ افگن ہے
ترے بے شربت دیدار تسکین ہووے کیا ممکن | ترے بیمار غم کو تشنگی جو وقت مردن ہے
ہمیں ہے تجکو اک پردہ ہے ای پردہ نشین گھر مین | عدو تو ہے بے پروا نہ پردہ ہے یہ چلمن ہے
نہیں کم ہوتی سرگرمی دل سے تیری کا نور مہر تجکو | اگرچہ سینہ میں اک داغ کہ مشعل سے روشن ہے
نہیں ای غنچہ لب یقین مسی کی تیرے دانتوں مین | چمن میں حسن تجکے یہ موتیا کے پاس سوسن ہے

عرق آیا ہے چشم یار پر یوں عین گرمی میں
نکل آیا ظفر بادام سے جسطرح روغن ہے

مری تحریر یان ای نامہ بر پہونچی تو ہووینگی | کبھی اس ہجر کو کچھ خبر پہونچی تو ہووینگی
جگہ دی اسلیے ہمنے نظر کو اپنی آنکھوں میں | کہ یہ اسکے کبھی رخسار پر پہونچی تو ہووینگی
نہو گی رات کو کیونکر فلک پر کثرت انجم | کر دان تک بھی میری آہ شرر پہونچی تو ہووینگی
لگایا ہوگا جسکے آگے تمنے جام مے لب سے | لبوں پر اسکی جان دیکھ کر پہونچی تو ہووینگی

وہ الٹی کاہیکو سمجھے ہماری سیدھی بات
جو اُس میں کی سمجھ ہو نہ ہمنشین الٹی

نصیب اُلٹے مرے ایسے تیرے دو نین
اجل بھی پھر گئی آکر مرے قرین الٹی

کسی سے چرخ کو ہے راستی کسی سے کجی
چلے ہے چال یہ سیدھی کہیں کہیں الٹی

جہان میں نام ہو روشن ہو راستی کے سبب
تو سرنوشت بلا سے ہو جون نگین الٹی

جو ہووے بخت نہ برگشتہ اے ظفر ہمسے
تو پڑتی کاہیکو قاتل کی تیغ کین الٹی

آہ کب سینہ سے اے ہمنفسان نکلے ہے
دل میں اِک آگ سی لگتی ہے دھوان نکلے ہے

چرخ کھینچے ہے مرے سر پہ یہ کین شمشیر
شب ہجران میں کہان کاہکشان نکلے ہے

آہ سوزان سے جلا دیتا ہے گھر کتنے ہی
جسطرف سو کہ ترا سوختہ جان نکلے ہے

دل کی حسرت نہ نکلتی ہے ہماری تجبن
اشک خون چشم سے اور دل سے دھوان نکلے ہے

قفس و دام سے صیاد اسیرونکو نکال
کہ بہار آئی ہے گلشن سے خزان نکلے ہے

منھ سے کیا بات نکالے کوئی اُسکے آگے
وان تو اک حرف پہ لگتی ہے زبان نکلے ہے

سر کے بال و تیغ پسند ہر سیہ رنگ ہے یون
جسطرح ابر میں گردون کی کمان نکلے ہے

اہل دنیا کی ملاقات نہیں بے مطلب
کہ یہ وہان جاتے ہیں جو کام جہان نکلے ہے

ڈوبتا ہے جو کوئی عشق کے دریا میں ظفر
نہیں معلوم کہ وہ جاکے کہان نکلے ہے

جب سے وقت ہین نماز ہین ہم اٹھتے بیٹھتے — الفت کا تیری بھرتی ہین دم اٹھتے بیٹھتے
ہم ضعف سے ہوہین ریگ کی دیوار کیطرح — سو بار دیتا درد و الم اٹھتے بیٹھتے
ہوتے ہوے چلتے پھرتے اگر آئے ہو یہان — غیرونمین تم ہو ہائی ستم اٹھتے بیٹھتے
بیطاقتی سے اپنا ہے یہ حال ای صنم — مشکل سے ہین خدا کی قسم اٹھتے بیٹھتے
تشبیہ دیتے قامت جانان سے ہم انکین — گر سرو بوستان ارم اٹھتے بیٹھتے
ہی شیخ و برہمن کی رفاقت سے یہ غرض — ہو جا ہے سیر دیر و حرم اٹھتے بیٹھتے
مثل غبار راہ ترے ناتوان عشق — ہستی سے پہونچی تا بعدم اٹھتے بیٹھتے

جاتا صنم کدہ مین ظفر گر مرا صنم
تعظیم کو سب اسکی صنم اٹھتے بیٹھتے

کرتے ہین یار باہم تدبیر اپنی اپنی — لیکن جدا جدا ہے تقدیر اپنی اپنی
وہ ابرو اور وہ مژگان وہ نگاہین اسکی — کرتے ہین تیز مجھپر شمشیر اپنی اپنی
دل زلف مین پھنسے تو یہان ہو اسیر کاکل — لیجاتے ہین دونون زنجیر اپنی اپنی
صورت دکھا دی اپنی ان خوبصورتون کو — کھنچوائی ہی جنھون نے تصویر اپنی اپنی
گر آہ و نالہ دونون پیدا ہون اکدل سے — لیکن الگ الگ ہے تاثیر اپنی اپنی
سنتا ہون ناصحونکی مین کب نصیحتونکو — بیٹھے کیا کرین وہ تقریر اپنی اپنی
یہ منزل فنا ہے اے غافلو نہ خوش ہو — محکم بنا بنا کر تعمیر اپنی اپنی

ہوئی عاشق کیلیے صورت سنگین یار ے | تو نہ پہونچا تری تصویر پر تو پر جا پہونچی
کی جو شکون نے دم گریہ کمی آنکھو نہین | تو وہین بس مدد خون جگر جا پہونچی
اے صبا ہوگا نہایت ترا احسان ہم پر | کوچۂ یار مین خاک اپنی اگر جا پہونچی

پھر تو سو بار پکارا وہ بولے گھر مین
کان مین اُنکی جو آواز ظفر جا پہونچی

ہم اُس کافر کے ہاتھ اول دل و جان بیچڈالینگے | دل و جان بیچکر پہر دین و ایمان بیچڈالینگے
ہمارے جنس دل کا گر خریدار آئیگا کوئی | نہین ہم دیکھنے کے نفع نقصان بیچڈالینگے
نہ قیمت دیسکینگے وہ تمھارے دُرِ دندان کی | اگرچہ جوہری سب اپنی دکان بیچڈالینگے
نہین ہم چھوڑنیکے تیرے سودا محبت کو | کہیگا تو کہ بیچو آپکو ہان بیچڈالینگے
تری خاطر سے جی دیدینگے اپنا نیم غمزہ پر | ہم اس جنس گران قیمت کو ارزان بیچڈالینگے
تمھاری خاکپا کی روبرو کیا قدر ہے مٹی کی | اُسے مٹی کے مول اہل صفاہان بیچڈالینگے

برنگ شمع لے کر مول وہ ہمکو جلا دینگے
ظفر دل اپنا جسکے ہاتھ ہم یان بیچڈالینگے

بلا سی میری چھاتی پر اگر وہ رکھ کے سل بیٹھے | مگر اُسکے نہ پہلو مین قریب سنگدل بیٹھے
تری ہاتھونکی قربان کیون نجاؤن کی کمان ابرو | قفس سینہ مین کیا کیا تیرے متصل بیٹھے
یہ حالت ہے تری بیمار غم کی ناتوانی سے | نہین طاقت کہ جو اُٹھکر ذرا وہ مضمحل بیٹھے

رکھا ظفر کھانے میں ہم زخم پہ نمک تازہ
کمی نہ ہو روز محبت سے کھلائی جاتی

ردیف الیا

تا بارش کا کھو ابر سیہ سے باندھے
پر دم گریہ نہ ضدا ہر قطرہ سے باندھے

دست مژگان سے کہا طائرِ دل اُڑ جائے
پر پرواز جو تو تارِ نگہ سے باندھے

تیری عارض کا تصور تو بندھا ساری رات
ٹکٹکی ہم رہے رخسارۂ مہ سے باندھے

خوش نہو وہ کبھی گر باندھ لے اکسیر کی پوٹ
جو کہ پڑیہ تری خاک سر رہ سے باندھے

رکھے تعظیم سے نامہ ترا سر پر عاشق
خواہ دستار سے وہ خواہ کُلہ سے باندھے

دل کبھی جائے سے ٹوٹا ہی بندھے یہ کیونکر
کوئی جبتک کہ نہ دو چار جگہ سے باندھے

چشم قاتل کو ہے منظور صفِ جنگ ظفر
صف نہ کسطرح وہ مژگان کی سپہ سے باندھے

ٹھنڈھی ٹھنڈھی جو کوئی سانس ہے آئی جاتی
دلمیں ہے آگ مری اور لگائی جاتی

رفتہ رفتہ ہمیں ظالم روش نقش قدم
خاک میں ہے تری رفتار ملائی جاتی

عندلیبو کوئی دن اور ہے گلشن میں بہار
دیکھو ہے باد خزان خاک اُڑاتی جاتی

ہوگیا آہ کا بھی منہ سے نکلنا موقوف
دلمیں ہے اپنے محبت جو سماتی جاتی

اُتنی ہی اور بھڑکتی ہے سوا آتش دل
چشم جتنی ہے وہ رو رو کے بجھاتی جاتی

خط میں اپنے ہے وہ نوخط مجھے لکھتا جاتا
میری تقدیر ہے جو اُسکو پڑھاتی جاتی

بو نسیم حسن اُس گل کی جولانی ہے کبھی
ہے وہ کچھ لطف سے ہمکو بھی سنگھاتی جاتی

اے مسیحا نفس آنکلی ترے سننے کی خبر
رہگئی جان ترے بیمار کی آتی جاتی

| | |
|---|---|
| بتاوہ کیونکہ جبین جنکے ہر ہے اے قاتل | ہمیشہ موت تیرے آستان پر کھیلے |

ظفر وہ کھیل کھلاڑی کا پھر چھپے کیونکر
جو کرکے ظاہر اسے اک جہان پر کھیلے

| | |
|---|---|
| وہی ہے ہر بات مین تقاصد مجھے پیارے دھوکے | پھینکدو من خط کو نہ کیون خوف کی مارے دھوکے |
| چشم پر آب ہون مین اسلیے وقت پابوس | چاہتا ہون کہ ہیون پانون تمھارے دھوکے |
| تو ہو میخوار تو کیونکر نہ بھری ہے ساقی | شیشہ و جام کو دریا کے کنارے دھوکے |
| نہین معلوم کہ ہے مد نظر کیا تجکو | ڈالتے جی مین ہین یہ تیرے اشارے دھوکے |
| اوس سی باغ مین پڑ جای نہ کیون سنبل پر | اپنی زلفون کو وہ جب وقت سنوارے دھوکے |
| ماہ تابان ہے کہ ہی عارض روشن تیرا | دیکھکر رات کو کھاتے ہین ستارے دھوکے |

ابر رحمت سے عجب کیا ہی جو کر دی وہ سفید
اے ظفر میری سیہ نامہ کو سارے دھوکے

| | |
|---|---|
| لڑائی میری اسکی کیا کہون کس بات مین پھیلی | یہ وقت شب عدو کی آمد سوغات مین پھیلی |
| کوئی پھیلا ہوا چال جیسے سپید خاطر | تمھاری لف ہو اسطرح دلکی گھات مین پھیلی |
| شفق شام و سحر پھولی فلک پر جسکی سرخی سے | مرے نالون سے ایسی آگ ساری رات مین پھیلی |
| نہین سلک گہر اے دل سراسر مانگ مین اسکی | مگر فوج سکندر ہو رہ ظلمات مین پھیلی |
| بجای آب خون میرا ملا اس رنگ سے قاتل | کہ مہندی کی جو تیلی خوب تیری ہات مین پھیلی |

موے سر مین خط فرق سیمین کی روشنی | ابر مین جوا ایک برق شعلہ زن کی روشنی

## مطلع ثانی

آگے اُس رُخ کے مہ چرخ کہن کی روشنی | یون ہے جیسے صبح شمع انجمن کی روشنی
تو اگر دکھلائے دندان معصفا کی چمک | غرق آب شرم ہو دُرّ عدن کی روشنی
شعلہ فانوس کے مانند سوز عشق سے | داغ نے پیدا مرے زیر کفن کی روشنی
اس دل سوزان کی عالم مین ہے روشن چراغ | ہے اسی سے کچھ مری بیت الحزن کی روشنی
یون چمک ہے کان مین موتی کی زیر زلف یار | جسطرح ہو رات کو کالے کے من کی روشنی
لالہ کہسار نے جوش چراغان کیطرح | خوب تربت پر ترے اے کوہکن کی دی روشنی
یون مرے گریہ سے چمکا حسن اُنکا جیسے ہے | صاف بارش مین مہ چرخ کہن کی روشنی
عارض پر نور اسکا دے اگر اک ذرہ نور | پھر گل خورشید سے دیکھو چمن کی روشنی
آفتاب حشر سے کچھ کم نہین داغ جنون | واہ رے مجنون ترے دیوانہ پن کی روشنی

نام روشن حشر تک اُنکا رہیگا اے ظفر
دی خدا نے جنکو عالم مین سخن کی روشنی

رعد ہے خاموش آگے نالہ پرشور کے | ہو دل سے ہو خس اُڑتی ہین گھٹا گھنگھور کے
پھر زمین سے اُٹھ سکا ہرگز نہ تیرا آشنا | دب گیا جو عکس سے مژگان چشم چور کے
بوسہ انکا لیکے چوری سے ڈرے کیونکر نہ دل | جی مین اک دھڑکا سا رہتا ہے مقرر چور کے

ہزار اے ظفر چرخ آنکھیں دکھائے
خدا پر نظر رکھ نگہدار وہ ہے

مناسب ہی تجھے اس مبتلا کو منہ دکھانا ہے
کہ اک دن اے بت کافر خدا کو منہ دکھانا ہے

نکال اے بیوفا منہ سے نہ حرف آشنائی تو
تجھے گر عاشقان باوفا کو منہ دکھانا ہے

اٹھا دیتا ہے پردہ منہ سے جو داغ دل جو بیا کا
تو مشکل ہونا خورشید جزا کو منہ دکھانا ہے

برابر چشم آئینہ میں خوب و زشت ہیں دونوں
دکھائی دوان حسین اہل صفا کو منہ دکھانا ہے

کبھی آغوش میں ہرگز نہ آیا ہے نہ آویگا
کہ بھاتا دور سے اس مہ لقا کو منہ دکھانا ہے

ترا غمزہ ہی ظالم وہ کشیدہ ایک عالم کا
کہ مشکل سامنے جسکے قضا کو منہ دکھانا ہے

جہانتک ہو سکے دریای غم میں دست و پا مارے
نہیں تو ای ظفر اس آشنا کو منہ دکھانا ہے

برگ گل کیا نازک اسکی نازکی کے سامنے
اور ہنسی غنچہ کی کیا اسکی ہنسی کے سامنے

ناصحا بنجائیگا دیوانہ میری طرح سے
تو بھی جائیگا جو اس رشک پری کے سامنے

جھڑ گئی سو بار شیخی ابر دریا بار کی
ایک پل میں میرے اشکوں کی جھڑی کے سامنے

ہوشیار انکو کری بیہوش چشم مست سے
جب وہ آجائے شراب ناب ہی کے سامنے

مارے خجالت کے زمین میں گڑ گیا شمشاد بھی
بار ہا گلشن میں اس سرو سہی کے سامنے

کوئی منصف بھی نہیں کہہ سکتا کچھ انصاف سے
اے ستمگر اس تری نا منصفی کے سامنے

دیگر

نامه بر سے کیا یار کی تحریر پہچانی ہوئی
ہاے قاصد کی بھی تقریر پہچانی ہوئی
اس مرقع مین اگر آنکھون مین تصویر پہچانی ہوئی
عشق خوش ہے یار کی تصویر پہچانی ہوئی
آه ہو یا نالۂ [illegible] پہچانی ہوئی
سمجھے ان دونون کی [illegible] پہچانی ہوئی
ابرو ہے تیغ نگه [illegible] پہچانی ہوئی
لے اجل [illegible] پہچانی ہوئی
تجھ اپنا دل [illegible] پہچانی ہوئی
تو نہین ہے صورت [illegible] پہچانی ہوئی
چھپ سکے [illegible] پہچانی ہوئی
خوب پہچانا [illegible] پہچانی ہوئی
ہو گا وه دشمن [illegible] پہچانی ہوئی
ہے ہماری [illegible] تقدیر پہچانی ہوئی

ره بعید مین دل یار وه قریب مین ہے
پہونچ ہی جائیگا منزل کو گر نصیب مین ہے

عجب طرح کا ہے عالم که محو ہو جاتا
ہر ایک آن که اس منزل عجیب مین ہے

ترے مریض محبت کو جس سے ہو صحت
سو وه دوا ہی نہین نسخهٔ طبیب مین ہے

جو میرے ناله کو بخشی ہے عشق نے تاثیر
اثر وه کاہیکو فریاد عندلیب مین ہے

فلک نه اتنا ہو سرکش که پست ہو جاتا
ابھی تو ایک سری آه کی جریب مین ہے

گرہے ناله سے صد فوج غم صف آرا دل
یه بات کاہیکو آواز نقیب مین ہے

گلے کا ہار ہو میرے کیونکه دست قضا
که ہاتھ ڈالتا وه گردن رقیب مین ہے

ہزار طرح کی ہین یون تو خوبیان ہمین
مگر وفا ہی نہین ایک اس حبیب مین ہے

ظفر ہو کیونکه دلِ ناتوان طور ره عشق
که اتنی کاہیکو طاقت اب اس غریب مین ہے

دیگر

ایسی خط مین آپکو تحریر کیا کی ہمنے تھی
خط کے کیون پرزے کیے تقصیر کیا کی ہمنے تھی

ہم منانے کو گئے تھے اور وه روٹھ سوا
ہو گیا قسمت سے کیا تدبیر کیا کی ہمنے تھی

کیون کیا کشته ہمین اسنے کیا کیون ہمکو خاک
آسمان سے خواہش اکسیر کیا کی ہمنے تھی

کہتے ہین ناله سے آہین کچھ کیا تو نے نه ہاے
سیلے تجھسے دیکھ تو تاثیر کیا کی ہمنے تھی

جسبه جگر ہی مین رکھا تو نے ہمکو عمر بھر
وه خطا کہ گردش تقدیر کیا کی ہمنے تھی

حال دل اپنا کہا تو وه بھی ڈرتے ڈرتے کہا
ہم جو آزرده ہو تقریر کیا کی ہمنے تھی

[illegible]

چشمِ ساقی کا کرشمہ دیکھنا اک جام مین
مست ہین افلاک کے ساتون طبق پہچانتے

یاد مین اُس قامتِ رعنا کی غیر از یک الف
ہم نہ تھے مکتب مین بھی حرف سبق پہچانتے

تم نکل بھاگے بغل مین سے کسیکی شاید آج
ہم ہین چہرہ پر تمھارے یہ عرق پہچانتے

دشمنِ جان ہو گئے ناحق مری اک بات پر
واہ ہو تم دوستی کا خوب حق پہچانتے

ہو گیا فیضِ تصرف ملک دل پر یار کا
اے ظفر ہم اُسکا ہین نظم و نسق پہچانتے

زلف کا حلقہ نہین رخ پہ نظر پڑتا ہے
مگر اُس حسن کے دریا مین بھنور پڑتا ہے

ہے جو منظورِ نظر وہ ہی نظر آتا ہے
آنکھ پڑتی ہے جدھر دھیان جدھر پڑتا ہے

طلبِ بوسہ پہ کیا کوئی چڑھے منہ اُسکے
گالیون پر وہ ستمگار اُتر پڑتا ہے

شام سے صبح تلک بسترِ آرام پہ رات
چین تجھ بن کسے اے رشکِ قمر پڑتا ہے

قصد جانیکا ہو کس رشکِ چمن کیجانب
کہ قدم جلد ترا بادِ سحر پڑتا ہے

کودکِ اشک کو دیتا ہے جو تو گھر سے نکال
تو گلے میرے وہ اے دیدۂ تر پڑتا ہے

کمر اُسکی ہے نزاکت سے لچکتی کیا کیا
سایۂ زلف کا بوجھ اُسپہ اگر پڑتا ہے

نہ کرون کیونکہ غمِ یار کی خاطر داری
کام تو اُس سے ہی مجھے آٹھ پہر پڑتا ہے

دل وہ دلدار کو آئینہ سمجھ لینے دے
دیکھ تو بیچ مین کیون اُسکے ظفر پڑتا ہے

کہتا خورشید فلک سے بھی ہے وہ شاہ سوار
کہ تو لیکر مری شمشیر و سپر چل آگے

وحشت مین دم نہین لینے مجھے دیتی وحشت
یہی کہتی ہے کہ اے خاک بسر چل آگے

کہتی ہے کوچۂ قاتل مین اجل عاشق سے
تونے گر مرنے پہ باندھی ہے کمر چل آگے

رہ تا امن ہے یہ منزلِ ہستی عاشق
تو ٹھہر نیکا یہان قصد نہ کر چل آگے

چھیڑنے ہوکر اس ابرو کا ہلو تم بیر جبیں پہ
گئی تلوار کئی بار ظفر چل آگے

دل کو دیتا ترا مہجور دلاسے یون ہے
آج ہے وصل ہو امید خدا سے یون ہے

بخت برگشتہ کی ہے یہ بھی ہماری تاثیر
پھر گیا اپنے جو وہ عہد و وفا سے یون ہے

نہین بچنے کا تری ہاتھ سے کوئی عاشق
ہوتا معلوم ترے جور و جفا سے یون ہے

آئی شامت ہے ہمارے دلِ سودائی کی
یہ الجھتا جو ترے زلف دوتا سے یون ہے

اور بیمار کرے جیسے غذا سے پرہیز
تیرے رنجور کو پرہیز دوا سے یون ہے

گر نہو وصل تو مہجر ہین عاشق کا وصال
یو ہین ہو جاؤ جو قسمت مین بلا سے یون ہے

اے ظفر رشک سے دل کیونکہ نہو خون کر حنا
ہاے لپٹی ہوئی اُسکے کفِ پا سے یون ہے

دل مین جو ہان تمھارے صفائی کچھ اور ہے
اور اپنے یان خیال مین آئی کچھ اور ہے

مسجد سے اُٹھکے آئے جو بیت الصنم مین ہم
دیکھا تو وان ظہور خدائی کچھ اور ہے

دیگر

جنبہ عنقا کیطرح سے گوشہ گیری ختم ہے
اُسنے بے دام و قفس گویا اسیری ختم ہے

کی ہے جسنے یار کے در کی گدائی اختیار
بادشاہی ہے تمام اُسپر امیری ختم ہے

جو تمھارے دلمین ہے وہ سب ہمین معلوم ہے
ہمپہ فیض عشق سے روشن ضمیری ختم ہے

جبتلک محو فنا بالکل نہو جوڑے نہ ہاتھ
واقعی رنگ حنا پر دستگیری ختم ہے

جائے پیر چرخ کو دِک مزاجی دخل کیا
گرچہ ہے پیر تو ایسا کہ پیری ختم ہے

کہتے تھے الفقر فخری جس فقیری کو نبی
فخر دین فخر جہان پر وہ فقیری ختم ہے

کہتے ہین اہل سخن تیرا سخن سنکر ظفر
بس یہان طرز ظہوری و نظیری ختم ہے

سر جو زیر تیغ سے تیری لئے قاتل کھینچینگے
کیون نہ خجالت سرنازہ دلمین عاشق بد کھینچینگے

ہونگے مصور محو حیرت دیکھ کے تیری صورت کو
منھ کیا جو تصویر کوئی وہ سے پر مقابل کھینچینگے

ایک امید وصل پہ تیری دیکھیے کبتک دنیا مین
لاکھون رنج جدائی کے یہ سے پر مائل کھینچینگے

وہ ہی نکلاں ہو جائیگا اپنے حق مین خلد برین
تجکو نہا آغوش مین ہم اے جو شمائل کھینچینگے

لگتے ہی زخم تیغ ستم کے ہوگا انکا کام تمام
عرصہ کا یہکو کوئی دم کا پر بسمل کھینچین گے

کرتا ہے کیون پست درازی انکی زلف شکین سے
دیکھ کسی دن تسمے تیری خوب وہ ایدل کھینچینگے

دیکھینگے تاثیر نہ جبتک دلمین ظفر کچھ عشق کی ہم
دل سے آہ بے اثر اپنے کیون لا حاصل کھینچینگے

توجہ یار میں ہزاروں دل
سے ظفر یاؤں سے گئے آسکے

دیگر

لیجہ نرگس کو جسے بری صورت آنکھوں کی
کمان تیرا سا غمزہ اور اشارت بھی آنکھوں کی
گو وہ زخمی ہیں حجاب کو وہ رم اسکے
برچھی جاتی ہے شوخی و شرارت آنکھوں کی
آنکھ کیون آفت ہیں دل تجھسے اگر آنکھوں کی
رہیں ہر روز ہوں ساری مصیبت آنکھوں کی
لاکھ تدبیریں کریں امکان کیا جو دل سنبھالے
پہ نمازی ہوں کا سودا اور وحشت آنکھوں کی
دیکھیے تیری چین کو شعلہ کوجو بھر کے نگاہ
کب ہوا خورشید رو یہ تاب وطاقت آنکھوں کی
اسکو تیری یاد ہے اسکو تصور ہے ترا
یہ عبادت دل کی ہے اور وہ عبادت آنکھوں کی
دیکھنے کو جیا نہیں کچھ چاہتا اپنا ظفر
ہیں بت دیکھے ہیں ان سے ہی دولت آنکھوں کی

سو بار وہ شمشیر و سپر کھو کے بیٹھے
پر قتل سے میرے نہ کمر کھول کے بیٹھے

بڑھ جاتی ہیں گھڑی سیکڑوں پانی کر برابر
جسوقت نہانیکو وہ سر کھو کے بیٹھے

بیہوش نہیں بیٹھنے کی جای یہ دنیا
یاں دیدہ و گوش اپنے بسر کھو کے بیٹھے

کون آئیگا یہ شوق ملاقات ہے کسکا
جو شام سے تم آج ہو در کھو کے بیٹھے

خورشید بھی کانپ اٹھی اگر سامنے اسکے
یہ سوختہ جان داغ جگر کھو کے بیٹھے

ہیں ریش سفر اور مسافر ہیں یہ غافل
آرام سے ہیں رخت سفر کھو کے بیٹھے

اٹھ جائینگے دو حرف بھی سننے کی نہیں وہ
کیون دفتر غم تم ہو ظفر کھو کے بیٹھے

واہ تم صبح کو بھلے آئے
دن چڑھے کہو دن ڈھلے آئے

آج کیا مجھپہ مہربانی ہے
ہیں بلائے جو تم چلے آئے

آئے ہے اک جلے کباب کی بو
کیا کہیں تیری دل جلے آئے

شکر اللہ کہ یاں کے آنے سے
انکو انکار تھا وہ لے آئے

یون کوئی کیونکہ آئے میرے پاس
غیر جب پاس سے ٹلے آئے

میری گھر میں وہ مہروش آیا
بارے کچھ دن مرے بھلے آئے

ابھی آئی نہیں بہار کہ یان
دلسے وخستا کو ولولے آئے

ہے عجب آب غنچہ قاتل
جسکے یہ آئے تا گلے آئے

حصہ رکھو کبھو نہ کوئی دیوان بلکہ ظفر

دیگر

[illegible]

جدائی ہمنے اپنی دوستی کیون اُس ستمگر کو
ہمارا ہو گیا وہ دشمنِ جانی اسی مین ہے

ظفر سونا زیادہ گو نہین بہتر سخنور کو
سخن فہمی اسی مین ہے سخن دانی اسی مین ہے

ہم ہنسے اُنسے تو گل کیا کھلا کے ہنس پڑے
چٹکیان گلشن مین غنچے بھی بجا کے ہنس پڑے

کہہ گیا کیا غیر اُس کانِ ملاحت کان مین
تم جو ہنگشت اپنی دانتو نمین دبا کے ہنس پڑے

دیکھ کر مرہم کا نسخہ چارہ گر کے ہاتھ مین
زخم اُس قاتل کے شمشیرِ جفا کے ہنس پڑے

اشک کی موتی ہوئی جب یان نکلے کے میری ہار
پھول جو گُچھی مین تھے وان مُنہ تیاکی ہنس پڑے

کچھ تو کی تاثیر الفت نے کہ وہ اے ہمنشین
گریۂ حسرت پہ اپنے مبتلا کے ہنس پڑے

انجم شب تاب ہوان کیا کیا فلک پر شرمگین
وہ جو دانتو نمین مسی اپنے لگا کے ہنس پڑے

اے ظفر شاید ہوا منظور پھر انکو ملاپ
بزم مین وہ آنکھ جو مجھسے ملا کے ہنس پڑے

دن جو گذری غم ہجر انکین مجھ پر یار کے پیچھے
وہ برس ہو گئی باعث غم و آزار کے پیچھے

درد و غم رنج و الم یاس تعب ہین رفیق
پاس رہتی ہین ترے عاشق بیمار کے پیچھے

دل کی قیمت مین اگر دیتے ہو بارہ بوسے
ذبح بیٹے ہو تو منھ کے بھی دکھیو رخسار کے پیچھے

غمزہ و عشوہ ادا چشمک و ناز و انداز
دشمن جان ہین یہی تیر دل آزار کے پیچھے

ترے جامہ کے کیا دست جنون سے دستار
بلکہ ثابت نہین تار اتو مین دستار کے پیچھے

فرا بیا ہے ظفر دوستی سے اس کی مجھے
۹۰ ہم ہیں دوست تو حاجت نہیں عدو کی مجھے

دیکھا

وہ کچھ سمجھیں نہیں اور یہ خطر بھی کچھ تو ایسا ہے
نہیں جاسکتا دل سا نامور بھی کچھ تو ایسا ہے
خدا جانے کہ کیا ہے عشق کیا اک آگ کا شعلہ
جلا دیتا ہے دل بھی اور جگر بھی کچھ تو ایسا ہے
عدم میں جو کوئی کیا جانے کسکا حال ہے کیا
نہیں وہ تیغ بھی نکلے میں خبر بھی کچھ تو ایسا ہے
نہیں سنتا کبھی جب دیکھو اک درد سینہ
جلا اُس تاب عارض کو نظر بھی کچھ تو ایسا ہے
یہ پوچھو عشق سے کم شیوۂ خانہ خرابی
یہ تو دیتا ہے عاشق کا گھر بھی کچھ تو ایسا ہے
[illegible] اک گھڑی گنتا ہوں کی
سفر میں اپنا کار تو سفر بھی کچھ تو ایسا ہے
یہ پوچھو اشک کو قطرے کا عالم ابر ادراکی میں
[illegible] کچھ تو ایسا ہے

تعجب کیا ہماری چشم گوہر بار کی دولت
اگر تار نگہ ہر ایک تار آستین ہووے

جو دیکھی کان کے بالی میں تیری اُس دُرِ روشن کو
تری حلقہ بگوشوں میں ہمارا نشین ہووے

رکھیگا وہ زمیں کو کیا نظر آئے گا کیا آہن
صفا کر دل کو تو ایسا کہ دل ہی دور بین ہووے

برنگ نقش پا کوچہ میں تیرے ہر زمین ہم بھی
عنایت ہمکو اک بالشت بھر گر تُو زمین ہووے

ندیکھا تیری دندان و لب خندان سوا ہم نے
کہ سید کان میں یاقوت کے دُرِ ثمین ہووے

جگہ آنکھوں نہیں دون اپنی آنکھوں بیک تصویر
یہ اسکے پاس پہونچی ہی نگہ وہ گرچہ کمین ہووے

نہ آنکھوں میں سمائے گرچہ بحر موج زن ہووے
ظفر ہو گر سخی مشہور جو چین پر جبین ہووے

پھر اب وہ لائی ہے دل بزم میں کسو کی مجھے
پڑی ہے تھامنے بات اپنی آبرو کی مجھے

کرونگا خون سے نگارین میں اُس نگار کو پاؤں
قسم ہے اُس دل خون گشتہ کے لہو کی مجھے

نسیم عنبر سارا سے کیا غرض ہے صبا
کہ بو خوش آئے ہے اُس زلف مشکبو کی مجھے

الٰہی چشم میں آنسو نہیں کروں میں کیا
نماز عشق میں تاکید ہے وضو کی مجھے

اُٹھاؤں کیسے تیغ اجل کا میں احسان
نگاہ تیز ہے بس شوخ تند خو کی مجھے

ہر ایک مو ہو بدن پر مرے زبان گویا
مجال ہو جو ترے آگے گفتگو کی مجھے

ہوا نہ سیر کبھی میں طلب رہی ساقی
سبو یہ جام کی اور جام پر سبو کی مجھے

نہیں ہے جان کی پروا برنگ پروانہ
کہ اب تو لگ گئی لو یار شمع رو کی مجھے

[illegible]

دیگر

[illegible]

ملے جان بخش کا تیری جو بوسہ اُسکو یان دارو
مریض عشق کو تیری نہین حاجت دوا کی ہے

حیات جاودانی کیون نہو اُسکے شہیدون کو
کہ تاثیر آب تیغ یار مین آب بقا کی ہے

ظفر شکوہ نہ کر اُسنے کبھی سے بیوفائی کی
بتا اُس بیوفا نے اور کس سے یان وفا کی ہے

تبارے محل کیا ہو یان اچھے اچھے
بہت بن بگڑ ہین مکان اچھے اچھے

محبت کو لازم ہے جب بدگمانی
تو کیا دلمین گذرین گمان اچھے اچھے

نہ سمجھا کوئی نکتہ اُس خال لب کا
جہان مین ہوے نکتہ دان اچھے اچھے

دکھا دی جو وہ اپنے مژگان وابرو
تو دی پھینک تیر و کمان اچھے اچھے

سُناتا نہین کوئی میری کہانی
اگرچہ ہین وہان قصہ خوان اچھے اچھے

تجھے دے ہے چُن چُن کے گلہای تازہ
مرا دیدہ خون چکان اچھے اچھے

تری چشم وہ ہے کہ بیمار جسکے
ہوے کھو کے تاب و توان اچھے اچھے

ملے خاک مین ظلم سے یہ فلک کے
جہان مین ہزارون جوان اچھے اچھے

رہیگا بڑا ایک تجھ سا بُرا بھی
اگرچہ ظفر ہین وہان اچھے اچھے

یہ سوز غم نے کیا خشک خون جگر مین سے
کہ ایک بوند بھی نکلی نہ چشم تر مین سے

بلائین سیکڑون اُس تنگنا مین ہین اک کیلئے
خدا بچائے اُسے راہ پُر خطر مین سے

جہان کچھ خم ہین سب اُس لب دہان پہ مزے | کہ جسکے ذکر سے برسون رہین زبان پہ مزے
بہشت ہین بھی وہ ہون یا نہون خدا جانے | ہمین نصیب ہین جو اسکے آستان پہ مزے
رہینگے آب دم تیغ کے ترے قاتل | مدام ہے لب زخم خون چکان پہ مزے
تری ستم نے ستمگار تیرے عاشق کو | چکھا دی خوب محبت کے امتحان پہ مزے
ہزار شربت قند و نبات کے قربان | تمھارے بوسۂ لعل شکر فشان پہ مزے
ترے شہید محبت کا سر تو لے قاتل | اوڑا رہا ہی عجب طرح کہستان پہ مزے

ترا سخن وہ مزے دار ہے کہ حشر تلک
رہینگے اسکے ظفر طبع نکتہ دان پہ مزے

اصل بد ہو جسکی اسکو کیون نہون جوہر برے | ہین تیرے لوہے کی تلوارین بُری خنجر بُرے

## مطلع ثانی

سچ تو ہان یون ہے نصیب اپنے نہوتے گر برے | وہ بُرا کیون کہتے ہمکو ہوتے ہم کیونکر برے
یا الٰہی خیر محبوب دیکھیے ہوتا ہے کیا | آج آتی ہین نظر قاتل کے کچھ تیور برے
دیکھ کر غمزے تمھاری چشم افسون ساز کے | دل مرا ڈرتا ہی کافر ہین جادوگر برے
اٹھو باز آؤ برائی سے کہ تیری واسطے | ایک عالم سے ہوا ہم اے پری پیکر برے
مانتے ہین کب برا ہم تم کہو ہمکو برا | ہم برے ہین ہم برے ہان سچ ہے اے دلبر برے

یہ بکواس ناصح کی کب چھوٹتی ہے — مگر چھوٹے تو میرا دم کھاکے چھوٹے
محبت کا تیری مزا میرے دل سے — نہ سوزِ غمِ تیغ سم کھاکے چھوٹے

مرے دل سے یہ داغ دریائے غم مین
نہ غوطہ ظفر دمبدم کھاکے چھوٹے

گالیان آکر سُنا جاتا تو ہے — یہ غنیمت ہے وہ آجاتا تو ہے
پوچھتے گریہ کا ہو کیا ماجرا — چشم سے دریا بہا جاتا تو ہے
گھر مین تیرے گر نہین آتا نہ آئے — وہ مرے دلمین سما جاتا تو ہے
بات وہ کرتا نہین لیکن ادھر — چپکے چپکے دیکھتا جاتا تو ہے
نالۂ بلبل ہے کیونکر بے اثر — رنگ بوئے گل اُڑا جاتا تو ہے
دیکھیے لکھا ہو کیا تقدیر کا — لیکے قاصد خط مرا جاتا تو ہے

خواب مین آکر کبھی وہ اے ظفر
فتنۂ خفتہ جگا جاتا تو ہے

نے فقیری چاہیے نے بادشاہی چاہیے — قسمت اچھی چاہیے فضل الٰہی چاہیے
اب تو جا اسکو ہمنے جان جائے یا رہے — چاہ اُسکی ہر طرح اے دل نباہی چاہیے
نام روشن کرکے کیا لیگا کہ اسکے واسطے — پہلے مانندِ نگین اک دوسیاہی چاہیے
سبزہ رنگونکی محبت رکھّے کاہش مین جبین — رنگ چہرہ کا ہمیشہ انکے کاہی چاہیے

| | |
|---|---|
| چمن مین جب ہوا ہی صبح شاخ گل لچکتی تھی | تو بوی گل مہکتی تھی ہر اک بلبل چہکتی تھی |

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| جگر کی آہ میری آگ جو ہو کر بھبکتی تھی | تو زیر ابر بجلی ڈر کے مارے جا دبکتی تھی |
| پلائی شبنم و گل نے شراب ایسی کہ مستی مین | زبان نغمہ سنجان چمن ہر دم بہکتی تھی |
| بہت کی اشکباری پر ہوا ٹھنڈا نہ دل اپنا | ہماری آتش دل بلکہ اور اس سے دہکتی تھی |
| یہ تھی لب پر مسی گویا کہ تھی کالی گھٹا چھائی | چمک دانتوں کی جس مین ایک بجلی سی چمکتی تھی |
| دیا چشموں سے پانی گرچہ مین نے اپنے مژگان کو | مگر یہ شاخ جو سوکھی ہوئی تھی کب لچکتی تھی |
| گیا جو رات کو شب مین وان مگر جو حال تھا میرا | اگر تپ کا کھڑکا تھا مری چھاتی دھڑکتی تھی |
| مرے سینہ پہ ہو جاتا تھا وان اک آبلہ پیدا | جہاں شب بوند اشک گرم کی اسپہ ٹپکتی تھی |

ظفر وہ دوست اپنا آج ماری آ ملا ہم سے
کہ دہنی آنکھ اپنی یہ کئی دن سے پھڑکتی تھی

| | |
|---|---|
| کانپتی جان بہت ہو شربا سے یون ہے | کوئی ڈرتا نہیں دنیا مین خدا سے یون ہے |
| خون ہوگا ترے ہاتھوں کسی کا قاتل | ہوتا معلوم ہمین رنگ حنا سے یون ہے |
| جب تلک ہو نہ ترا شربت دیدار نصیب | جاتی اپنی تپ غم کوئی دوا سے یون ہے |
| بس اجل دیکھتی رہ جا ہی تو آنکھوں کو | قتل کر ڈالتا اک تیغ ادا سے یون ہے |

[illegible]

| | |
|---|---|
| ناگن سی باغ مین کوئی لہرا رہی ہے یہ | یا زلف تیری چہرہ پہ کھائی ہی بل پڑی |
| جسدن سے مین گیا تری آنکھون کے سامنے | اُسدن سے میریجان کے پیچھے اجل پڑی |
| دریا مین میری چشم سے گرتے ہی اشک کے | بیٹھی تھی زیر آب جو ماہی اُچھل پڑی |
| مین ہون وہ خون گرفتہ مری شکل دیکھ کر | تلوار تیرے ہاتھ سے قاتل اُگل پڑی |

فرہاد و قیس کا تو ظفر شہرہ ہو چکا
اب اپنی دھوم جانبِ دشت و جبل پڑی

| | |
|---|---|
| تجھسے جو عہدِ وفا مین الصنم اچھے رہے | بت پرستی مین خدا کی آگے ہم اچھے رہے |
| دن ہی کو جلتے رہے کیا خوب ہم خورشید وار | شب کو بھی مانند شبنم چشم نم اچھے رہے |
| جو رہے اے شیخ دل کے آستانہ پر پڑے | چھوڑ کر دروازۂ دیر و حرم اچھے رہے |
| تیری تلوارین بھوونکی خوب دیکھین غور سے | وہ تو سہ مین اچھی نہیں دونو مین خم اچھی رہے |
| ہو گئی اچھی جو وہ بھی صاحب ام و رم | ہین ہی اچھے جو بیدام و درم اچھے رہے |
| ہم تصویر مین تمھاری نرگس بیمار کے | دم رہا جبتک رہے بیمارِ غم اچھے رہے |

گو چہ مہر و وفا مین خاک ہو کر اے ظفر
جو رہے اُس یار کے خاکِ قدم اچھے رہے

| | |
|---|---|
| گو کہ ظاہر مین ہر اک شی خاک سے پیدا ہوئی | فی الحقیقت گردش افلاک سے پیدا ہوئی |

مطلع ثانی

[illegible]

[illegible]

سمجھ نیک و بد اہل نظر کی راہ پر دیکھی
بھلا دینا سمجھ کر سے قمر کی راہ پر دیکھی
دیا روشن جہان مین نام اپنی رہنمائی سے
نہین کچھ راہ جان کی تا نور کی راہ پر دیکھی
نکل از لف سے جب مانگ کی رستے پہ دل پہونچا
کہ ظلمات مین سیدھی سفر کی راہ پر دیکھی
عدم کی راہ کی ہستی مین ہو کر خوب ہم گزرین
غرض آخر جو دیکھی تو بشر کی راہ پر دیکھی
ہزارون آفتین ہین اک قدم مین راہ الفت مین
دلا سب سے سوا خوف و خطر کی راہ پر دیکھی
یہ مین اک تکھین کھلین تا حشر نیر فاک بھی آئی
جواب خط مین ہے نامہ بر کی راہ پر دیکھی
سمجھا ہیچ ہے کچھ جہان مین سارے عالم سے
طفیل فخر دین ہے ظفر کی راہ پر دیکھی

عجب احوال ہو میرا کہ جب خط اسکو لکھتا ہون
و دل کچھ اور کہتا ہی قلم کچھ اور کہتی ہے

اٹھا دیتا ہی جو پردہ ذرا تو روی زیبا سی
بھی خلق خدا اسکو صنم کچھ اور کہتی ہی

اثر ای عندلیب اُڑ گیا ہو تیری نالون کا
کہ گوش گل مین باد صبحدم کچھ اور کہتی ہی

نہین کھلتا مرا حال پریشان لف سی تیری
اگر وہ کافر تیرے سر کی قسم کچھ اور کہتی ہے

بچیگی جان کیونکر دیکھیے قاتل کی ہاتھو سے
کہ اسکی آج شمشیر ستم کچھ اور کہتی ہے

بتائی عشق مین ہو عقل کو کی بات کب ڈھب کی
ظفر جب پوچھتے ہین اس سے ہم کچھ اور کہتی ہے

اگر وہ بخت اچھے دے تجھے تقدیر اچھی دے
وہان تعظیم اچھی دے یہان توقیر اچھی دے

کہی عاقل نہ بد ہرگز کسیکو گرچہ بد بھی ہو
اور اچھی خواب گر اس سے کہین تعبیر اچھی دے

دوبارہ ہووے رنجش تا نہ اسکی دست نازک کو
کوئی اس قاتل سفاک کو شمشیر اچھی دے

وہی تحریر مین ہوگا جو ہے تقدیر مین لکھا
مگر قاصد تو کچھ منہ سے سنا تقریر اچھی دے

وہ دیکھون کیونکر کھینچکر بیٹھے ہین مین کھینچکر لاؤن
محبت جذبہ دلمین ذرا تاثیر اچھی دے

نہ لے پھر بو الہوس تو نام بھی مہر و محبت کا
مجھے جسدم وفا پردہ اگر تعزیر اچھی دے

ظفر ہم دیکھتے ہین ہر ورق کو اس مرقع کے
کہ شاید ہمین دکھلائی کوئی تصویر اچھی دے

دیگر

دیگر

ابرو ہی جو اس کی عجب سیر ہو گئی
تلوار چلتے چلتے ہی شمشیر ہو گئی

[illegible]

دیگر

[illegible]

جلد سوم دیوان ظفر

کرتا ہے پایہ یوں یہ زد و کوب کیا فلک
انکو تو ہیں انھیں کے ظفر پاپ مارتے

ماری ہوس کو خود نہ مرکر وہ مرد عاقل زندہ ہے
اُسکو مارا اُسنے تو کیا حرص تو ایدل زندہ ہے

جنکو طلب ہے حوروں کی وہ مرتے ہیں پر یہ عجب
تیرا امید وصل پہ عاشق حور شمائل زندہ ہے

ہاتھ اُٹھائے جان سے جو وہ جا سامنے قاتل کے
کوئی نہیں پھر آتا جا کر اُسکے مقابل زندہ ہے

چارہ گرو کیا ہو تم تیغ کے گھائل جینے سے
کوئی اس شمشیر نگہ کا دیکھا گھائل زندہ ہے

باندھی ہے کیا فتراک سے جلدی اسکو اور ترپنے دے
دیکھ ابھی ای صید فگن صید بسمل زندہ ہے

خط تو اُسکو لکھکر بھیجا پر ہے ظفر یہ سوچ ہمین
جا کے قاصد کوئی پھر تا وان سے بمشکل زندہ ہے

کھاتی ہمیشہ غم ہے لہو پیتی جان ہے
کسطرح سے نہ کھائے پیے جیتی جان ہے

تم آپ میرے ساتھ ہوے غم میں مبتلا
میں نے تری بُرائی نہیں چاہتی جان ہے

گو خار غم ہیں سوزن و آہ فغاں ہیں تار
لیکن جگر کے تار کو کب سیتی جان ہے

گذری سو گذری دل یہ محبت میں تجکو کیا
تو کہہ کہ تجھپہ عشق میں کیا بیتی جان ہے

آنکھ اُس غزال چشم کی تو ہے ہرن ظفر
کر لیتی ہے شکار وہ جون چیتی جان ہے

دیگر

مین مشغول ہین جو حرص دنیا مین [illegible]
[illegible] ہین دنیا کی ہوس [illegible]
بتا غم ہجر ہون مین مجکو عزیز و [illegible]
جز وصل شفا ہو نہ دوا سے نہ دعا سے
وعدہ خلافی تم کہین جلدی الٰہی کمانک [illegible]
ہین ہی جان کو دیتا ہون دم دل کو دلا سے
محفوظ خدا رکھے ظفر انکی دعا سے

| | |
|---|---|
| خاک دولت ہے یہان کیا ڈھونڈھتے پھرتے ہو تم<br>ہو گیا ناقوس کا دم بند بتخانہ مین آج | تھا فلو غفلت ہے ساری ملک ہستی مین بھری<br>ہمنے جو اک آہ شوق بت پرستی مین بھری |

اے ظفر جسکا بنایا ہے خدا نے دل غنی
رہتی ہے اُسکی طبیعت تنگدستی مین بھری

| | |
|---|---|
| دیر جانے مین تجھے گو نامہ بر ہو جائیگی<br>جانہ مہتابی پہ شب کو پھر سیر ماہتاب<br>مر رہینگے کشتگان ناز کوچہ مین ترے<br>اُس بت کافر کی ہے گر جنبش مژگان ہی<br>وصل کی شب روز ہجران کا تجھے ذکر تم | دل کو دل سے راہ ہے اُنکو خبر ہو جائیگی<br>دیکھ چشم ماہ کی تجکو نظر ہو جائیگی<br>کچھ زمین انکو عنایت یہان اگر ہو جائیگی<br>دیکھنا خلق خدا زیر و زبر ہو جائیگی<br>دیکھو روتے روتی ہی مجکو سحر ہو جائیگی |

اے ظفر کچھ فکر کر و انکا یان تو چند روز
زندگانی ہے بہر صورت بسر ہو جائیگی

| | |
|---|---|
| سچ کہیے نہ ڈر سے صنم ہوشربا سے<br>کمبخت ابرو کمان ایسی ہین بیدا کہ شکوہ<br>ایمان نہ عزیز و اسے نہ دین ہے تجھے ایدل<br>خون ہا نہ گراؤن جو گرے جو انکا پسینہ<br>طاقت نہین اتنی کہ جو تنکا بھی اٹھائین | ایمان تہے جان اگر جاے بلا سے<br>ہم آنکھین ملین خواہ ہین انکی کف پا سے<br>کیا وہ بت بے مہر ملائیگا خدا سے<br>اور ہاے ستم دہ مر لوہو کے ہون بیا<br>اگر ضعف مین ہم رنگ ہین ہم کاہ ربا سے |

دیگر

کہتی ہین جب تمہارے واسطے سوغات آجاوے
تماشہ تو ہو جو وہ سوغات ہمراہ آجاوے
کبھی تھے ہم بھی خفا جس بات پر وہ باتون با تو ہین
کہیں ایسا نہو یاد آج بھی وہ بات آجاوے
سمجھانا ہے زمانے کے عجب شطرنج بازی کی
سمجھ مین جو کسو کے برد و مات آجاوے
ابھی تو کچھ نشہ پانی ہو ہین تھوڑا ہی کہ جی مین
کر دینگے یاد وہ نوشی کا ہم ذرا برسات آجاوے

مخمس بر غزل [illegible]

[illegible] انکے ابتو سمجھانی ان احکام
اور دل [illegible] اے ظفر [illegible]
[illegible] تمہارے دیکھکر حالات [illegible]

وله

[illegible]

[illegible]

تیری چشم عتاب اے ساقی | بادہ کش جام جم سمجھ لین گے
تیرے گریہ سے میرے دل کا راز | سب وہ اے چشم نم سمجھ لین گے
اتو دیتے ہین دل انھین اپنا | ہونگے جو رنج و غم سمجھ لین گے
اُس ستمگر پہ ہونگے وہ عاشق | جو ستم کو کرم سمجھ لین گے

دل مین سمجھے ہین کیا عدو اپنے
اے ظفر اُسنے ہم سمجھ لین گے

زلف کا پیچ جو وہ کان بلاحت مارے | ہون گرفتار بلا سیکڑون شامت مارے
جوڑا وہ غیر نے بندھوائین بلا سے انکی | لکے چھاتی پہ کوئی صاحب غیرت مارے
جا کی چوری سے اُسی شب جو جگایا اپنے | کہ کہین چیخ نہ وہ باعث دہشت مارے
دیکھے اُس جلوہ قامت کو جو کوئی لب بام | دو دیوار سے سر تا بہ قیامت مارے
نہ سنے وہ کسی ہمدم سے کہ دم کب نکلا | چپکے چپکے مجھے ایسا غم فرقت مارے
قتل عشاق کا جب قصد کرین وہ انکھین | پہلے تیغ ابرو پرخم کی اشارت مارے

اے ظفر عشق کے ہاتھون سے ہوئی خاک بسر
مارے مارے پھرین دنیا مین مصیبت مارے

نہین کچھ سہل یہ راز عشق کا اے دل سمجھنا ہے | یہ مشکل بات ہے اسکا بہت مشکل سمجھنا ہے
مجھے سمجھا رہا ہے کیا جو سمجھو دل اسے سمجھا | نہ سمجھا یہ تو ناصح میرا بیجا اصل سمجھنا ہے

جھکا یا نہین ہے جسنے تیری زیر تیغ اپنا | کب اُسکی گردن بیداد گر نیچے سی اونچی ہے
نہین ہے اس چمن مین گر بلندی ساتھ پستی کے | کہ ہوتی بر جھکے کیون شاخ شجر نیچے سے اونچی ہے

ہوا منظور پردہ جسے جو دیوار پردہ کی
بنائی اندلون اُسنے ظفر نیچے سے اونچی ہے

گرچہ یان آکر وہ اک بوسہ بہ دم کھا نہ گئے | پر غنیمت ہے کہ آنکی قسم کھا نہ گئے
غم بہ غم کھائے محبت مین جو ہمنے | کیون نہین پہلے ہی یہ حضرت غم کھا نہ گئے
دیکھا اس شکل گلستان کو ہمارے کس دن | گل بہ گل اُسپہ جو گلہای ارم کھا نہ گئے
آکے دعوت مین مرے گھر مگر ایسے بیزار | پان بھی ہاتھ سے تم میرے صنم کھا نہ گئے
جوش گریہ سے ترے کب نہ چڑھا اک دریا | نہ فلک غوطہ کبا ہر دیدۂ نم کھا نہ گئے
لیگئے حضرت ناصح نہ یہان سی تشریف | جبتلک خوب سا بکبک کر وہ دم کھا نہ گئے

اے ظفر عشق کی لذت سے گئے وہ ناکام
اس کماندار کے جو تیر ستم کھا نہ گئے

اے صنم دیکھی جو تیری خود نمائی آنکھ سے | گر گیا سارا تماشائے خدائی آنکھ سے
روز یہ گردون گردان لالہ ہے جگر نے | اسکو کیا گردش نہین تیرے نکالی آنکھ سے
صاف باطن وہ نہین جو دل مین اور منہ پر اور | ہے عیان آئینہ سان دل کی صفائی آنکھ سے
دل بہ غفلت جاتے ہین اُسپہ بھی تجھکو بھلا | دیکھتے ہین روز ہم تیری برائی آنکھ سے

زاہد خدا کے واسطے پڑھتا نہین نماز
مرا نبایہ ٹپکتا ہے جنت کے واسطے

مانند شمع یون تو سراپا زبان ہون
لیکن نہ سوز دل کی شکایت کیواسطے

کیا قہر ہے کہ مجکو وہ سفاک ای ظفر
کرتا ہے قتل غیر کی غیرت کیواسطے

کوئی نکلتی یہ دل بلبل کی پھانس ہے
ہمین خلیدہ خار گل کی پھانس ہے

خالی نہین خلش سے محبت کے کوئی بھی
یاروکھٹکتی جان مین یہ گل کی پھانس ہے

سبزہ کی نوک دل مین قدح کش کے سا گیا
صد خار خواہش قدح مل کی پھانس ہے

مشاطہ کیون کلیجہ سے میرے نکالتی
تو انگلیون سے شانہ کا کل کی پھانس ہے

کیونکر کوئی نکالے کہ دلمین چبھی ہوئی
مژگان چشم مست تغافل کی پھانس ہے

چبھتی ہے ایسی دلمین جو ساقی ترے بغیر
گویا صدا یہ خندۂ قلقل کی پھانس ہے

جلدی نہ کر کہ دل سے نکلتی ترے ظفر
سوزن سے یہ تو دست تامل کی پھانس ہے

دانتون سے ہاتھ رنج مین ہیہات کاٹ کے
گر تم مین صبح ہجر کی ہم رات کاٹ کے

کیون اہل بزم کاٹتے ہین شمع کی زبان
بات اسنے کی کسیکی نہین بات کاٹ کے

کہتا ہون دلکو زلف کی ناگن سے گر خدا
جاتی پلٹ ہے دیکھو یہ بدذات کاٹ کے

قاصد کو ہے بہانہ مرے آنسوؤنکا جوش
کہتا ہے وہ کہ جاؤنگا برسات کاٹ کے

| | |
|---|---|
| کہتے ہم اپنا حال تنہائی | تم کو تنہا اگر کہین پاتے |

غیر تو ہے ظفر کہ اشکون سے
ہم ہین تر تیری آستین پاتے

| | |
|---|---|
| عاشق پڑا ہوا جو ترا بیخودی مین ہے | پڑتا اُچھل ابھی تری اک گدگدی مین ہے |
| ای ساربان جو نالۂ مجنون مین ہے اثر | تاثیر کا یہ کوہ تری اس حدی مین ہے |
| واعظ رموز عشق سے واقف نہین ہے وہ | اُلجھا ہوا مسائل مالابدی مین ہے |
| تم غیر کی زبان سے ملاتے ہو کیون زبان | لطف زبان یادہ ملے سے جدی مین ہے |

جو کچھ کتاب عشق جنون مین ہے اے ظفر
صدرا مین ہے نہ بات نہ وہ میبذی مین ہے

| | |
|---|---|
| بلا ہین تیری زلف و کاکل کے پھندے | نکلتا ہو دل یہ کوئی کھل کے پھندے |

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| پھنسا ہے یہ کیون خوب بلبل کے پھندے | جو بنجائے زنار رگ گل کے پھندے |
| خلائق مین آزاد کوئی نہین ہے | پڑے پانو مین یہ تو ہین کل کے پھندے |
| کیا سب کو ساقی کے پابند الفت | لگا کر خط ساغر مل کے پھندے |
| نظر آئے اُس زلف کے قیدیون کو | چمن مین خم و پیچ سنبل کے پھندے |
| کبھی بھول کر بھی نہین یاد کرتا | پڑے ہین کیسے تغافل کے پھندے |

دیگر

کسی سے وعدہ خلافی ظفر نے کب کی ہے
کہ بر خلاف ہوا اس سے اک جہان یون ہے

| | |
|---|---|
| تم بزم غیر مین نہ ہو مے بے حجاب پیجے | ہم خون دل ہین اپنا بجای شراب پیجے |
| اُس مست نے جو دیکھا آئینہ مین بھوونکو | سمجھا کہ دو مگر ہین دریا مین آب پیجے |
| اُس بزم مین نہ ہوتا گر پاس آبرو کا | آنکھون مین اشک بھر کر ہم کیون شتاب پیجے |
| کرتے ہین زندگانی ہم یون بغیر تیرے | دن رات غم ہین کھاتے اور خون ناب پیجے |
| نسخہ مری مرض کا پاتے نہین اطبا | دھو دھو کے ہین وہ آپ ہی اپنی کتاب پیجے |
| لون ان لبون کا بوسہ جب وہ عرق فشان ہون | شربت مین ہین ملا کر اکثر گلاب پیجے |

قلیان کو گرچہ عالم مکروہ ہین بتاتے
برای ظفر ہین اب تو سب شیخ و شاب پیجے

| | |
|---|---|
| نہ کیونکہ شوق کی گرمی سے دل کا داغ جلے | وہ کہہ گئے ہین کہ آئینگے ہم چراغ جلے |
| ہر طرح سے جو آتش نفس ہو تو بلبل | تو ایک نالہ سے تیرے تمام باغ جلے |
| پڑے جو مے مین ترا عکس دے اگر تشناک | تو آفتاب نہ کیون دیکھ کر ایاغ جلے |
| اگر ذرا تری وحشت زدون کا نالہ گرم | شرر فشان ہو تو دامان کوہ و راغ جلے |
| اُٹھا دے پردۂ فانوس کو جو تو اے شمع | تو خوب بزم مین پروانہ با فراغ جلے |
| نہین ہے سوز و محبت مین کچھ ہمین پروا | بلا سے جان جلے دل جلے دماغ جلے |

دیگر

دیگر

ظفر ... [illegible]

دیوان

اے ظفر بھائی کا گر بھائی نہین دشمن تو پھر
چاہتا انسان کیون انسان کا نقصان ہے

کیا کیا وہ ہمین دیکھتے ہین دھیان سے بیٹھے
ہم بوجھتے ہین اخنک جو داماں سے بیٹھے

کہتے ہین برا سب ہہین محفل مین تمہارے
کچھ کہتی نہین سنتے ہو تم کان سے بیٹھے

ہاتھ آیا نہ بوسہ لب شیرین کا تو ہم ہاتھ
ملتے رہے شل مگس ارمان سے بیٹھے

جنکو ہے یہ معلوم کہ یان ہم ہین مسافر
بیفکر ہین وہ کیون سر و سامان سے بیٹھے

زلفین نہین چہرے پہ وہ دو مار سیہ ہین
اس حسن کی دولت پہ نگہبان سے بیٹھے

جو دلمین تمھارے ہے وہ سب جانتے ہین ہم
ہر چند کہ ظاہر مین ہین انجان سے بیٹھے

اس منزل ہستی سے ظفر اٹھ گئے سب یار
اور جو رہے باقی وہ ہین مہمان سے بیٹھے

آج مہتاب یہ کیا کوئی مہ دلخواہ ہے
چلنی بھر پانی مین ڈوبا جو کوئی ماہ ہے

پابرہنہ ہے جہان مجنون تہ اس دشت مین
نیش جائے خار ہے اور خار جائے کاہ ہے

جانتا ہے کوئی بھی مجھسا خدائی مین نہین
حسن پر مغرور اپنے وہ بت گمراہ ہے

یاد مین اس قامت رعنا کی ہم ہین نالہ کش
سرو شمشاد چمن سے بہتر اپنی آہ ہے

مجکو ڈر ہے یہ کہین اس چاہ مین جانہ ڈوبے
دل کو ہے چاہ زنخدان کی نہایت چاہ ہے

ای پری یہ جو بگولہ خاک کا ہے دشت مین
تیرے وحشی کا یہی بس خیمہ و خرگاہ ہے

[illegible]

دیگر

مطلع ثانی

دو عالم کو ہم مو پرستی مین بھولے
مگر ایک ساغر نہ مستی مین بھولے

بگولے کے مانند پھرتے رہی ہم
خیالِ بلندی و پستی مین بھولے

جو ہو عشق رہبر تو پھر کوئی رستہ
نہ جنگل مین بھولے نہ بستی مین بھولے

اُسے بتکدہ کعبہ ہے کفر و ایمان
خدا کو نہ جو بُت پرستی مین بھولے

وہ مفلس نہین اُسکو سمجھو تونگر
نہ اوسان جو تنگدستی مین بھولے

نہین یاد کیا جانے کیا تھا عدم مین
کہ بالکل وہ ہم آکے ہستی مین بھولے

پھرے میکدہ سے چلے خانقہ کو
ظفر راہ میکش جو مستی مین بھولے

اس جفا کا کیا ہو کوئی گلا تمسے کرے
تمنے جیسی ہمسے کی ایسی خدا تمسے کرے

تو وہ بنا منظور ہو جسکو تمھاری چاہ مین
وہ نہین چاہے دل بنا آشنا تمسے کرے

جو ستم ہر گز کرے چاہے سپہر پر جفا
بر کرے اتنا تو وہ ہمکو خدا تمسے کرے

یہ نہین ممکن نہ کہہ دو مدعی سے جاکے تم
کیا کوئی اظہار اپنا مدعا تمسے کرے

ہین لب خندان تمھاری چشمۂ آب حیات
گر کرے کوئی طلب آبِ بقا تمسے کرے

باز آئینگے نہین ظلم و ستم سے اپنے تم
کوئی عاشق گرچہ کیسی ہی جفا تمسے کرے

جسکو تم چاہو کرو تیغ نگہ سے اپنی قتل
جان کیا کوئی سوال خونبہا تمسے کرے

جاؤ تم جیدم تمھاری ساتھ جائے میری جان
مجکو شرمندہ نہ تاخیرِ قضا تمسے کرے

[illegible]

قطعہ

نہ کہین جا کے رہین نہ آ کے یہین
جب سے اُس در پہ ای ظفر ہو آئے
اب نہین کوئی پوچھتا ہم سے
کہ بیٹھے ہو کہان کدھر ہو آئے

| | |
|---|---|
| نامہ بر یار تلک اُسکا پہونچنا معلوم | ہمنے لکھ لکھ کے جو دفتر مین حقیقت سے بھرے |
| ترک الفت نہ کرون کیونکر تری ای بے مہر | بے مروت سے کوئی کیونکہ مروت سے بھرے |

جانیے اُسکو ظفر صاف درون پاک ضمیر
دل جو خالی کرے کینہ سے محبت سے بھرے

| | |
|---|---|
| سرمہ ترے چشم مین گر صید فگن تو نکلے | ہدف تیر نگہ ہونے کو آہو نکلے |

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| تجھسے کیا کام دل ای دلبر گلرو نکلے | جبکہ تجھ مین نہ محبت کی ذرا بو نکلے |
| ڈھونڈھی ہی غمزہ قاتل کی یہ خون جسم مین خشک | بوٹیان کاٹو تو اک بوند نہ لوہو نکلے |
| مادۂ نشتہ کو نہ پھر کوہکن اپنے سر پہ | عشق مین کام جو بے قوت و بازو نکلے |
| خار خار غم و حسرت کا ہی دل مین یہ ہجوم | کہ مرے جسم سے کانٹے کے عوض مو نکلے |
| سنگ کے حال مرا گرچہ ہون پتھر پانی | سنگدل پر نہ تری آنکھ سے آنسو نکلے |
| نہ تو دل حور کو دون مین نہ پری کو اپنا | دون اُسی جسمین کہ جسکی تری سی خوبو نکلے |
| ہو وہ کسواسطے منت کش شمشیر اجل | جسکا دم دیکھ کے قاتل ترا ابرو نکلے |

پا سکے رمز و کنایے کوئی کیا اُسکے ظفر
جس کی اک بات مین سو طرح کا پہلو نکلے

| | |
|---|---|
| ہم کئی بار اُنکے گھر ہو آئے | نہ ملے گھر مین وہ مگر ہو آئے |

دیگر

[illegible]

دیگر

کیون ہوا بسمل ترا مست کشتۂ تیغ اجل — اسنے اے قاتل تری چین جبین دیکھی تو تھی
دل ہوا خون یا جگر یہ تو نہین ہمکو خبر — لیک پر خون چشم تر پر آستین دیکھی تو تھی

کہدیا ہوتا ستمگر سے ظفر کے دل کا حال
بیقراری اسکی تونے ہمنشین دیکھی تو تھی

جسوقت ذکر سید مظلوم چل پڑے — کیون مجرئی نہ چشم سے آنسو نکل پڑے
خنجر تلے بھی کرتے رہے سجدہ شاہ دین — کیا دخل کچھ ہو طاعت حق مین خلل پڑے
صغری نے جو دیکھی باپ کی شکل اپنے خواب مین — کسطرح سوتی سوتی نہ شب کو اچھل پڑے
کہتے تھے شہ کہ مین نے کیا ظالمون کا کیا — جو مجھسے میری جان کہ یہ بد عمل پڑے
زخمی جو ہوا کے شاہ گرے ذوالجناح سے — اک تہلکہ نہ کیون سر دشت دغل پڑے
کہتے تھے شہ کہ مرنیکی عباس کی خبر — ایسا نہو کہ سنکے سکینہ دہل پڑے
سر پر پڑین حسینؑ کے کیا کیا مصیبتین — پربل ہے حوصلہ کہ نہ ماتھے پہ بل پڑے

کیا خاک راہ دین پہ وہ بیدین تھے مستقیم
دنیا مین مال و زر کی طمع مین پھسل پڑے

قطعہ

میدان مین شاہ کے رہا جب رکھین قدم — کسطرح آکے بانون نہ انکی اجل پڑے
اور یہ کہو کہ مجھے آباد چل کے خلد — خالی ہین تم بغیر تمہاری محل پڑے

دیگر

دیگر

تمام

[illegible]

دیگر

[illegible]

کھولی جو تو نے زلف کھلے دل بندھے ہوئے
کھلنے نہ یہ کہ تو بستۂ زنجیر پر کھلے

اُس مہ جبین کو دیدۂ انجم بھی دیکھ کر
حیرت سے رہ گئے فلک پیر پر کھلے

دروازہ اُنکے گھر کا بجز ہر کھلے نہ صبح
کہدو کہ میرے نالۂ شبگیر پر کھلے

جیسے ہے چین اس ابروے پر خم پہ خوشنما
جوہر کہین بھی ایسے نہ شمشیر پر کھلے

نامہ نہ کھل پڑا ہو کہ مرغان نامہ بر
جاتی ہوا مین ہین روش تیر پر کھلے

ڈرتا ہون آہ و نالہ سے ایسا نہو کہین
میری محبت اُس بت بے پیر پر کھلے

گر خون دل سے میرے مصور بنائے رنگ
کیا خوب اُسکے چہرۂ تصویر پر کھلے

جلد آکے فتح کر کہ ہین سب چشم انتظار
تیرون کے زخم سینۂ نخچیر پر کھلے

روشن دلون سے کہنے کی حاجت نہین ظفر
سب میرے مدعا ہین مرے پیر پر کھلے

ہمین مین رنج بھی ہے اور راحت بھی ہمین مین ہے
جہنم بھی ہمین مین اور جنت بھی ہمین مین ہے

کسی سے دوستی ہمکو کسی سے دشمنی ہمکو
محبت بھی ہمین مین ہے عداوت بھی ہمین مین ہے

کہین مشہور ہم عاقل کہین بدمست لایعقل
کہ ہشیاری بھی ہم مین ہے اور غفلت بھی ہمین مین ہے

مثال آئینہ دیکھو ہمارے غور سے جوہر
صفائی بھی ہمین مین ہے کدورت بھی ہمین مین ہے

کبھی ڈرتے ہین پشہ سے کبھی لڑتے ہین شیرون سے
کہ بیجرأت بھی ہم مین ہے اور جرأت بھی ہمین مین ہے

ہمارے پاس جو دریا و زر خر مہرہ دونون ہین
کہ بیہمت بھی ہم مین ہے اور ہمت بھی ہمین مین ہے

[illegible]

## مطلع ثالث

خیال بوسہ مین لب چلتی ہین اپنے ہم ہر دم
لب شیرین ہے تیری چاٹ بانی واہ کیا اچھی

اڑ لوی جو ہماری خاک ساری اسکی کوچہ سے
نہ کی ہم خاکساروں سے یہ تونے ای صبا اچھی

خجالت کش ہو یہ بھی دیکھ تجکو ماہتابی پر
خدا نے وہ بنائی شکل تیری مہ لقا اچھی

اری کیا کی میان تونے کہ اپنا سارا گھر پھونکا
نہین تقدیر سے کوئی ہوس کیمیا اچھی

ظفر کو شربت دیدار سے تو اپنے تسکین دے
مریض غم ہے وہ اسکے لیے یہ ہی دوا اچھی

ہم جو لگی دروازہ پر زنجیر سے شب کھٹ کھٹ کرنے
پھر تو وہ اس کھٹکے سے کچھ مین لگی سٹ پٹ کرنے

کیا جانے ہین کسنے سکھائی تمکو ایسے مکر و فریب
نقد دل و جان لیکے ہمارا آپ لگی تل پٹ کرنے

عشق نے تیری ہمکو ظالم دی ہے کیسی چاٹ لگا
خون جگر کو پینے لگے ہم یون جو فرنسے چپٹ کرنے

لنگے دیکھو کیسے ہٹیلی ہو کر اتر طفل سرشک
جون جون ہم نے کہا ہمنے انکو اور لگی یہ ہٹ کرنے

کون آئیگا سچ بتاؤ کسکا تمکو کھٹکا ہے
شام سے دروازے کی جو بند لگی تم پٹ کرنے

غیر سے ہنسنے بولتے ہو تم کھو لکے منہ بے شرم ہو جان
کیا باعث جو دیکھ کے ہمکو آپ لگے گھونگھٹ کرنے

اپنے دل دیوانہ کے تم آ گئے ایسے قابو مین
جو کہا اُسنے تمکو ظفر وہ آپ لگے جھٹ پٹ کرنے

میرا وہ پیر ہے کہ جو پیر دن کا پیر ہے
رضوان کو خاک اُسکے قدم کی عبیر ہے

## مطلع ثانی

مطلع ثانی

وفور اشک کو جو دیدۂ تر میں تلاطم ہے
وہ دریا میں ہے نہ وہ سمندر میں تلاطم ہے
[illegible] دل اسکی مچی جبین پیشانی
کہ دریا کی تری ماہ پیکر میں تلاطم ہے
ہوا کے موج زن کیا خندۂ دندان نما پیدا
تماشہ ہے کہ گویا آب گوہر میں تلاطم ہے
ہوئی تار نگہ سے چین جبین پیشانی کی یہ حالت
کہ جیسے موج اخضر میں تلاطم ہے
سکھاتا ہوا کیا [illegible] یہ موج جوہر کی
دل بسمل کو ہے دیکھ [illegible] خنجر میں تلاطم ہے
اگر اس قاتل کی شنا [illegible]
نہ پوچھو ماجرا جوش و خروش عشق کا مجھ سے
مگر اس دریا کا ہے جان مضطر میں تلاطم ہے
وہ طوفان ہے مرا باران اشک خون دم گریہ
گھٹا دیتا ظفر دریا کا دم بھر میں تلاطم ہے

دیگر

زمین باران کی یاد [illegible]
ہماری جو ہے [illegible]

جو دل میں آرزو ہے عاشق سرباز کی تیرے
نہیں یہ سوچ ہے اسکی کمند زلف پیچان سے
ہماری عشق کو بعد از فنا منظور ہے شہرت
مگر چہ اٹھ گئے دو تاسارے مرقع کے
یہی باتیں بناتا ہے وہان جس وقت جائیگا
کریگا ذبح جس دم اپنے تو صید محبت کو
اگر نکلے گی قاتل وہ تہ شمشیر نکلے گی
ہماری اس سے گردن کی تقدیر نکلیگی
کہا اس کو نہ اپنی نعش بے تشہیر نکلے گی
پر اسکی سی نہ ہرگز ایک بھی تصویر نکلیگی
نہ منہ سے بات ناصح کے دم تقریر نکلیگی
زبان خنجر براں سے بھی تکبیر نکلے گی

نکل جائیگا سینہ کو فلک کے توڑ کر دم میں
ظفر جب دل سے اپنے آہ شل تیر نکلیگی

بظاہر کیا ہوا ہم سے اگرچہ خشمگین یون ہے
عدو پر مہربانی اور ہم پر ظلم رانی ہے
نہ جبتک سینہ کاوی ہو نہ جبتک دل سیاہی ہو
چمن میں جا کے تو اوس نکلے جسطرح ناگن
کبھی بیتاب ہو جاتا ہے زیر خاک بھی عاشق
نہیں غم کچھ بھی اصلا ہم کو غمگین اپنے ہونیکا
وہ آزردہ وہ دل سے نہیں ہمکو یقین یون ہے
ستمگر ہے یہ کیا شیوہ کہین یون ہے کہین یون ہے
کوئی ہو سکتا روشن نام مانند نگین یون ہے
عرق آلودہ رخ پر اسکی زلف عنبرین یون ہے
نہ سمجھو زلزلہ اسکو یہ ہلجاتی زمین یون ہے
کہ ہم ناخوش رہیں اسکی خوشی ای ہمنشین یون ہے

ظفر ابر سیہ میں جس طرح ہے کوندتی بجلی
عیان زانو سے اسکے تاب روئے آتشین یون ہے

[illegible]

| | |
|---|---|
| کہین تم نے بھی جاؤ دلکو میرے پاس جلدی | مجھے کرنی پڑی نزرات اسکی پاسبانی ہے |
| ہلال آسا ہی جیسے ابروی خمدار یہ تیری | نہ تیغ مغربی ایسی نہ تیغ اصفہانی ہے |
| جواب خط مین کہتا ہے جو قاصد بات تسکین کی | خدا جانے بناوٹ ہی کہ یا اسکی زبانی ہے |
| نوری ہی گردش چشم بتان ہمروش سو دل | خدا اس سے بچائے یہ بلائے ناگہانی ہے |

ظفر اس عالم پیری مین تیرے وہ ارادے ہین
کہ جسمین تھک کے رہجاتی جوانونکی جوانی ہے

| | |
|---|---|
| ہماری دوست لگائی سے مہ جبین نہ بنے | لگانیوالونکی اللہ کرے کہین نہ بنے |
| وہ ہمسے دور ہین ہم کسطرح انہین دیکھین | کہ جبتلک یہ خیال اپنا دوربین نہ بنے |
| تراوہ حسن ہے حیرت فزا جو دیکھی اسے | تو کیونکہ دیدۂ حیران مہ جبین نہ بنے |
| ہماری آنکھون سے برسین جو اشک خون ہردم | تو سرخ بیربہوٹی سی کیون زمین نہ بنے |
| ہم اشکو یار بناتے ہین سو طرح اپنا | نہ نصیب سے یار دل حزین نہ بنے |
| نہو جو مردمک چشم اپنا عکس فگن | رخ صفا پہ تری خال عنبرین نہ بنے |
| بنے جو ابر سیہ آسمان پہ دود فغان | تو کیون کہ برق جہان آہ آتشین نہ بنے |
| خیال زلف مین رہتا ہون یہ پڑی ہے مجھے | کہ تار اشک کہین مار آستین نہ بنے |

خدا کرے کہ ظفر وان بنی رہے اپنی
بلاسے بنتی ہماری یہان نہین نہ بنے

[illegible]

دیگر

[illegible]

نہیں ہے اپنی مجھے ناخوشی کا غم ہرگز
اگر خوشی تری ای بیوفا اسی مین ہے

غنیمت اپنی سمجھ زندگی کو اے غافل
ترے لیے تو بھلا اور برا اسی مین ہے

نمک چھڑکتے وہ قاتل کو میرے زخمو نپر
کہ زخم کھانیکا آتا مزا اسی مین ہے

سمجھ کے ڈال قدم بحر آشنائی مین
کہ ڈوب جاتا ظفر آشنا اسی مین ہے

انعام مین جان اپنی بھی در شکِ پری دی
قاصد نے تری وصل کی جب خوشخبری دی

لکھا اسنے نامے مین مین سب حال اپنا
پر گریہ نے میری مجھے فرصت نہ ذری دی

جو کچھ تھا تر و خشک دیا عشق نے مجھکو
دی ہونٹونکو خشکی مری آنکھونکو تری دی

دل اسکو دیا سخت اگر سنگ بلا سے
پر آہ کو یا رب مری کیون بے اثری دی

گل پھولے سماتے نہین گلزار مین تو نے
آنے کی خبر کسکی نسیم سحری دی

محروم رکھا مجکو بھی قسمت نے جو میری
گرچہ نہ دیا کوئی ہنر بے ہنری دی

دی مثل نگین پہلے اسے سینہ خراشی
جسکو کہ زمانہ نے ظفر ناموری دی

دیے جواب جو اسنے نہ قاصد آڑے
کچھ آگیا ترا شاید لیاد یا آڑے

یہ نکلین دیکھیے کیونکر کہ اڑ گئے ظالم
جگر مین ہو کے تری ناوکِ جفا آڑے

اگر نصیب مین ہے تو ڈر نہین ہمکو
بلا سے ہمسے وہ ہونٹ ٹیڑھے ترچھے یا آڑے

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible]

[illegible]

| | |
|---|---|
| زبان سے گالیان ہی تو سوا دیتا رہا ہمکو | کبھی اے بد زبان تو نے یہ اپنی زبان چھوڑی |
| ستم تیرے اُٹھائے پر نہ اُٹھے اُس گلی سے ہم | زمین مین گر کبھی گڑی تو نہ پھر آسمان چھوڑی |

ظفر کھو آئے دل سی جنر اپنی بیخودی مین ہم
خدا جانے کہ کسکو دی کدھر پھینکی کہان چھوڑی

| | |
|---|---|
| اے نیکخو بتا دے کہ بد خوئی کس لیے | تو بیدلی سے کرتا ہے دلجوئی کس لیے |
| گر زخم تازہ کوئی جگر پر لگا نہین | تو چشم خون کے آنسو دن روئی کسلیے |
| یہ دار ہمیدار ہے یہ دیر بے قیام | یہان جو مقام دیر کرے کوئی کس لیے |
| خاکِ شہید ناز کا رکھا تھا کچھ پتا | یان ناز و بو جو تو نے نہین بوئی کسلیے |
| ہم زلف خم بخم کو کبھی چھیڑتے نہین | بیہودہ ہمسے کرتی ہے خمروئی کسلیے |
| مُنھ دھویا آنسوؤن نے ہمارا ہزار بار | لیکن نہین سیاہی دل دھوئی کسلیے |
| اُس گل کی بو دماغ مین ہو جیسی ہوئی | پھر ڈھونڈھتے ہین ہم کوئی خوشبوئی کسلیے |
| اپنی بدی سے آپ ہین بدنام بدشعار | بیہودہ گو جو کرتے ہین بدگوئی کس لیے |
| پایا نہ ہجر یار مین کچھ زندگی کا لطف | عمر عزیز ہمنے یوہین کھوئی کسلیے |

لہر اور حباب تمکو ظفر گر نہین پسند
ٹانکی کلاہ خاص مین ہے توئی کس لیے

| | |
|---|---|
| در در پھرین نہ کو کر حرص و ہوا کے بندے | بیٹھین خدا کی در پر گر یہ خدا کے بندے |

[illegible]

[illegible]

کم نہیں حلقۂ زنجیر سے چشم آہو — وحشی اس چشم کے ہیں بادیٔ وحشت میں پھنسے

عندلیبو یہ چمن جاے گرفتاری ہے — ہیں یہاں طائر تصویر بھی حیرت میں پھنسے

ہے ترا تار نظر تہر کمند جادو — کہ جہاں سیکڑوں دل ایک اشارت میں پھنسے

ہم نہ پھنسے کبھی زندان محبت میں ظفر
لیک پھنسنا ہی لکھا اپنی تھا قسمت میں پھنسے

بوسہ مرضی کیا ہمسے ہوئی ایسی تو تھی — یار کی رنجش بجا ہمسے ہوئی ایسی تو تھی

کیا کہیں اسنے کہا کیا جو کہ کہنا تھا کہا — گفتگو کل بر ملا ہمسے ہوئی ایسی تو تھی

دل تو کیا تھا زلف کا فر جی بھی لیکر چھوڑتی — آج برہم وہ بلا ہمسے ہوئی ایسی تو تھی

خاک ہوکر اس گلی میں خاک برباد اپنی کی — خاکساری ای صبا ہمسے ہوئی ایسی تو تھی

اور تو ہمنے نہیں تقصیر کی ای مہربان — ہان مگر مہر و وفا ہمسے ہوئی ایسی تو تھی

ایک عالم نے تجھے چاہا ہماری چاہ سے — تیری شہرت مہ لقا ہمسے ہوئی ایسی تو تھی

کیون نہ برہم ہوے وہ چھیڑا تھا ہمنے زلف کو
اے ظفر انکی خطا ہمسے ہوئی ایسی تو تھی

زلف شب گی رہی تا دیر آنکھوں کے تلے — آج سارے دن رہا اندھیر آنکھوں کے تلے

ای تصور میں ترے قربان کہ تو اس یار کو — لائی ہے چار و طرف سے گھیر آنکھوں کے تلے

لکھنے بیٹھے ہم جو خط انکو تو گریہ نے دیا — حرف ہر مطلب کے پانی پھیر آنکھوں کے تلے

الفت کی کبھی کیا [illegible] جو نہین جی
[illegible] فا [illegible] بہار جی
دل اپنا [illegible] ظفر [illegible] بہار جی

[illegible]

کیا کہین جوش ہین غم عشق سے کیسے ایسے | گر نہ خوشنود ہوئی ہم کسی تیر سے ایسے

## مطلع ثانی

جیسے دل سی ہو نالی نہون بے سے ایسے | اور جو ہو وین بھی تو ہرگز نہون نے سہی ایسے
تجھسے ہم یار اگر دل نہ لگاتے اپنا | سہتے کیون ظلم و ستم عشق مین ایسے ایسے
ابتو سب ہو گئے ای شوخ قرینے معلوم | پہلے آگاہ نہ تھے ہم تری ایسے ایسے
سارے دیوانے نہون ہمسر قیس و فرہاد | ہون تو وحشت زدہ اک دو ہمین جیسے ایسے
دام ہین کسکی گرہ مین کہ ہو سودا دلکا | حلقہ زلف ہی کی پاس ہین پیسے ایسے

چشم ساقی کو ہوے دیکھلے جیسے بد مست
ای ظفر ہم نہ جھکے ساغر مے سے ایسے

اہین زلف کا سایہ ہی دل زار پہ بھاری | اسطرح کہ جون رات ہو بیمار پہ بھاری
کچھ ہو نہ تری پنجہ نازک پہ نہ صدمہ | قبضہ سے ستمگر تری تلوار پہ بھاری
ہی لخت دل اشکو نہین گرانباری غم سے | یاقوت کی ہر موتیون کے ہار پہ بھاری
معلوم ہوا پشت خمیدہ سی کہ شاید | کچھ بوجھ ترا چرخ نگونسار پہ بھاری
ای عشق عجب کیا کہ گران جانی فرہاد | ہو جائے تری ہاتھ سے کہسار پہ بھاری
ہو غیر نہ پہلو مین تری اسکے عوض کاش | پتھر ہو مری سینہ افگار پہ بھاری
قیمت مین اگر بوسہ کے تو جان بھی مانگے | کچھ مول نہ ایسا ہو خریدار پہ بھاری

[illegible] استقدر او بچا تو [illegible]
[illegible] ای دیست [illegible] بھلا او بچا تو [illegible]
[illegible] دنیا مین [illegible] اپنا گھر او بچا تو [illegible]
[illegible] جای یا [illegible] اپنا سر او بچا تو [illegible]
[illegible] والا سر [illegible] او بچا تو [illegible]
[illegible] منظور [illegible] او بچا تو [illegible]
[illegible] ایسا نہو [illegible] او بچا تو [illegible]

[illegible]

یہین چمن [illegible] بلبل کا [illegible]
گرچہ سنتا کان [illegible] شاخ بہار او بچا تو [illegible]
پست ہی آگے قد رعنا کے تیری [illegible]
ظاہرا سرو چمن اب [illegible] فتنہ گر او بچا تو [illegible]
خاک اپنی دی [illegible] اچھا ہو [illegible]
خاکساری مین نصیب [illegible] ظفر او بچا تو [illegible]

دیگر

تو ای حضرت دل اسکی محبت مین پھنسے
ساتھ ہم [illegible] ناحق کی مصیبت مین پھنسے
تم تنگ بھی نہین ہو وہی رہائی [illegible]
[illegible] دنیا کی [illegible] غافل الفت مین پھنسے
[illegible] ستم و ظلم کی [illegible]
نہین [illegible] وہ عدالت مین پھنسے
[illegible] دل اس زلف کا [illegible] دام [illegible]
[illegible] آفت مین پھنسے
[illegible] خرابات مین [illegible]
[illegible] لت مین پھنسے
[illegible] ایکدن

تو دل تنگ ہین اُنمین کہان اگر جو پریشان ... عالم کو اگر مہون کی نہ خار دو نمین ڈھونڈ ہے جا
روزن کہین تو جھانکنے کو جا ... دیوار مین نہین تو کواڑ دو نمین ڈھونڈ ہے جا

دیکھا

طرز نگاہ یار کو پہچانا چاہیے ... الجھن کو اور یار کو پہچانا چاہیے ... کلمے کہین کرامات کو جا کے ... دامن مین دیکھ کوہ کے ... [illegible]
آنکھون آئے اس خار کو پہچانا چاہیے ... فریاد کے مزار کو پہچانا چاہیے
اس میکدہ مین ہوش کے ... بیہوش و ہوشیار کو پہچانا چاہیے
بانو بنجار و بوالہوسون سے نہ مہربان ... عشاق جان نثار کو پہچانا چاہیے
ہے دل کو یار ہمیشہ ... یاران ایسے یار کو پہچانا چاہیے

رہے پیاسا تری آب دم خنجر کا ای قاتل
کوئی سیراب گر آب لقا سی ہووے کیسا ہی

اُٹھائی ہاتھ کب تیرا جفا کش تیری الفت سے
اگرچہ تنگ ہو تیری جفا سی ہووے کیسا ہی

تری بیمار کو دار الشفا ہو وے ترا اگرچہ
اگر مایوس وہ اپنی شفا سی ہووے کیسا ہی

رہے محتاج کب اکسیر خاکیا کا وہ تیرے
کسی کا دل غنی گر کیمیا سے ہووے کیسا ہی

کشش دل کی وہ آفت ہے کہ تجکو کھینچ ہی لائے
کشیدہ تو گر اپنے مبتلا سے ہووے کیسا ہی

نچھوڑے خاکسار اسکا **ظفر** در زینہار اسکا
پریشان گر غبار اسکا ہوا سے ہووے کیسا ہی

مجنونکو جنگلو نمین اُجاڑ و نمین ڈھونڈیے
اور کوہکن کو جاکے پہاڑ و نمین ڈھونڈیے

کیونکر بنے گی ہمسے بگڑتے ہو دمبدم
باتین بناؤ کی نہ بگاڑ و نمین ڈھونڈیے

گر سوز غم کہین ہی تو عاشق کی دلمین ہے
یہ آگ وہ نہین جسے بھاڑ و نمین ڈھونڈیے

خط بُزری پُرزی ہو کے مرا جائیگا کہان
دیوار و در کے اپنے دراڑ و نمین ڈھونڈیے

دریا کی سیر کیجیے ان آنکھونمین آنکے
جو یہان ہے وہ لطف نواڑ و نمین ڈھونڈیے

یارونکی کیجیے کثرت اغیار مین تلاش
جاکر گلونکو کانٹونکی باڑھونمین ڈھونڈیے

کشتی لڑے ہی عشق سے دل ایسا پہلوان
نکلے نہ گر ہزار اکھاڑ و نمین ڈھونڈیے

پیکان یار سینہ مین میرے کہان ملے
جبتک دل و جگر کی نہ آڑ و نمین ڈھونڈیے

دو چار اب بھی دامن مجنونکی دھجیان
نکلین جو خار دشت کی جھاڑ و نمین ڈھونڈیے

ظفر ... دشمن کو دو ... [illegible]

دیکھیے ... [illegible]

ودیگر

[illegible]

تو نے سُنے حال مرا کیا کہ مری جانب سے
غیر ہین کان ترے کان ملاحت بھرتے

پونچھو آنسو نہ تم اے ناصح مشفق میرے
انکے دامن کو ہین کیون خون سے بھرتے

بھر دو اے چارہ گرو دل کی جراحت مین نمک
اُنہین ہو سکے کیون سنگ جراحت بھرتے

جنکے دل مین ہو ظفر قامت دلدار کی یاد
دل سے آہین وہ رہین تا بہ قیامت بھرتے

جو تیری یاد جلوۂ قامت مین سو گئے
گویا وہ عرصہ گاہ قیامت مین سو گئے

اُن غافلون نے دیکھا تماشا جہان کا کیا
جو مست ہو کے نشۂ غفلت مین سو گئے

جو تیرے انتظار مین جاگے تمام عمر
حیران ہون کسطرح سے وہ تربت مین سو گئے

ہمخواب ہونا خواب مین بھی دیکھتے نہین
بخت اپنے ایسے تیری محبت مین سو گئے

جس روز دیکھی یہ تری چشم سیاہ مست
شب زندہ دار عین عبادت مین سو گئے

ہم سوتے زیر خاک نہ آرام سے مگر
جاگے بہت تھے رنج و مصیبت مین سو گئے

جلنے جگائے فتنۂ خوابیدہ حرص نے
شب ہیرے گنج قناعت مین سو گئے

سہلائے تلوے پاؤن کے کانٹون نے اسطرح
مجنون کے پاؤن وادی وحشت مین سو گئے

خواب عدم سے جو کہ تھے مشتاق ہم ترے
دیکھا نہ تجکو اور اسی حسرت مین سو گئے

کرتے ہین بعضے لوگ جو انکار روز حشر
کیا نالہ کش تری شب فرقت مین سو گئے

سوئی ہزار فتنے قیامت کے اے ظفر
اہل دول جو نشۂ دولت مین سو گئے

ودیگر

[illegible]

ودیگر

[illegible]

[illegible]

ہر ایک بات پہ ہوتے ہو تم غضب برہم
تمھین نہ دیتے تھے دل ہم اسی غضب کے لیے

ہنسے چمن مین صبا گل جو سامنے اُسکے
تو گوشمال مناسب ہے بے ادب کے لیے

سوا ترے لب جان بخش کے نہین کوئی
علاج اس تر بیمار جان بلب کے لیے

نہ دیکھا اُسکے رُخ صاف کے مقابل ایک
ہزارون آئینے ہین گو ظفر حلب کے لیے

وہ کہتے ہین بھلے ہین ہم بھلائیکی تو ہمنے کی
یہ سچ ہے ہان برے ہم ہین برائیکی تو ہمنے کی

ہوی سب ہمیزہ تجھ سے نبائی جب فاتحہ مین
مگر تیری گوارا ہو وفائی کی تو ہمنے کی

نہوتی دوستی اس بت سے تو ہوتی خلق کیون دشمن
عدو اپنی اگر ساری خدائی کی تو ہمنے کی

خراباتی و صوفی دونون قائل ہوگئے اپنے
جو رہبری کی تو ہمنے پارسائی کی تو ہمنے کی

تمھین کیا گرچہ رندے ہمارے لوگ ہنستے ہین
کہ اپنی با صبوحی جگ ہنسائی کی تو ہمنے کی

کسی نے بھی نہین ہمکو ڈبویا آپ ہم ڈوبے
کہ تجھ سے بحر خوبی آشنائی کی تو ہمنے کی

نہ دیکھو آئنہ کو تم صفا کیا خاک ہے اسمین
ہمارا دل صفا دیکھو صفائی کی تو ہمنے کی

کہا نہ لفون نے ہمکو منھ پہ تم ہو کج ادا بیشک
مگر ظاہر تمھاری کج ادائی کی تو ہمنے کی

جو تجھ جاہا کیے تھے اُنکے دست و پا حنا بستہ
ظفر موقع پر اُن سے ہاتھا پائی کی تو ہمنے کی

مجال کسکی تمھارے جہاں ہو کر زرد جو کوئی نگاہ اونچی
بہشتی جاہ تو جلمین بھی آئی غرفہ بجے خواہ نیچی ہو خواہ اونچی

دیگر

یون تو عالم [illegible] چشم [illegible] مین اور ہے
پر خدا شاہد ہے تو میری نظر مین اور ہے

[illegible]

اے ظفر جو یان کریم الطبع مہمان دوست ہین
اپنے کھانیکا مزا کب انکو ضیف آئے ہے

بلا سے جام فلک اشتباہ سے گر جاے
مگر نہ کوئی کسیکی نگاہ سے گر جاے

نہ کر تو شانہ کو ہر تار مین ہین سو سو دل
کوئی نہ دل تری زلف سیاہ سے گر جاے

گمان ہو ٹوٹا ہی تارا اگر کبھی شب کو
عرق کی بوند رخ رشک ماہ سے گر جاے

اگر ہو کوہ بھی ہو جاے جل کے خاکستر
جو برق سوختہ جانونکی آہ سے گر جاے

چڑھاے مہر اُسے سر پہ مثل تار شعاع
جو تار زر تری زرین کلاہ سے گر جاے

جو قصد مہر کرے میرے محضر خون پر
تو مہر ہی کہین دست گواہ سے گر جاے

گرا ہے چاہ زنخدان مین کون دل اپنا
مگر وہ آپ ظفر اپنی جاہ سے گر جاے

دیگر

تعلق کیا پاس ننگ و نام اپنا سیکھے ہوئے بھولے
کہ ہم تو عشق مین سب کام اپنا سیکھے ہوئے بھولے

بھلائے ہوش ایسے تیری چشم مست نے ساقی
اٹھائے کاسہ گر اب جام بھی سیکھے ہوئے بھولے

چمن مین ہم نے سیکھے تھے جو کچھ انداز اڑنیکے
وہ اے صیاد زیر دام ہین سیکھے ہوئے بھولے

محبت نے بتونکی جنکو کافر کر دیا بالکل
وہ سب رسم و رہ اسلام ہین سیکھے ہوئے بھولے

سکھایا کیا کوئی شیوہ انھین مہر و محبت کے
کہ وہ تو اپنے دل کا کام ہین سیکھے ہوئے بھولے

وظیفہ ہے ہمارا جبسے ذکر زلف و رخ تیرا
ہم اپنا ورد صبح و شام ہین سیکھے ہوئے بھولے

مطلع ثانی

۱۳۱

کسی کو قتل کیا تو نے بھی ابھی قاتل
بھری تھی دل میں ہمارے جو تیری حسرت قتل

لہو میں ہے تری تیغ دو دم بھری کی بھری
وہ اپنے ساتھ گئی تا عدم بھری کی بھری

پڑھا نہ حرف کتابوں کی ہے ظفر گٹھری
رہی سرہانے دھری یکقلم بھری کی بھری

ہم شب جو انکے در پہ رہے اڑ میں پڑے
دربان ہمارے واسطے کھڑکاڑ میں پڑے

دل جلگیا ہمارا جگر بھن گیا تمام
الفت تمھاری شعلہ رخو بھاڑ میں پڑے

جاویں کہاں ہو چھپ کے لیا ہمنے تمکو تاڑ
مدت سے یاں ہیں ہم بھی اسی تاڑ میں پڑے

دیوانی تیری نکلی جدھر ہو کے دشت میں
وہیں ٹکڑی ٹکڑی رہگئی ہر جھاڑ میں پڑے

بیخوف دل کا شعلہ چڑھا بام چرخ پر
شہتیر آہ و نالہ کے جب باڑ میں پڑے

اس سخت جان پہ دانت لگی پیسنے اجل
دندانے اُسکی تیغ کے جو باڑ میں پڑے

فرہاد و قیس کی ہیں جہاں وہ نہیں ہڈیاں
مٹی ہماری بھی تھی ہڑواڑ میں پڑے

شب کو شراب خانہ میں منہ تو بڑا کیا
اور مست اینڈتے رہے بوچھاڑ میں پڑے

ٹوٹا دل اُن نگاہوں نے مژگاں کو کر شریک
جو چور بلکے ای ظفر اس دھاڑ میں پڑے

اپنے پہلو میں جو دی آپنے شنگرف کو جا
رہی خدمت عالی میں ہیں حرف کو جا

یار کے رو کتابی پہ لب لعلیں ہے
خوب موقع پہ ملی سرخی شنگرف کو جا

دیگر

سخت جانی سے یہاں ٹوٹ پڑی شاخ امید
پھل جو قاتل تری شمشیر جفا کا ٹوٹے

وہاں یقین بات کا کیونکر ہو کہ نہیں سو بار
عہد و پیمان جہاں اہل دغا کا ٹوٹے

پیرہن چاک کری باغ میں ہر گل اپنا
کبھی ہنستے میں جو بند اسکی قبا کا ٹوٹے

اپنے عشاق کی لازم ہے تمھیں دلداری
کہیں ایسا نہو دل اہل وفا کا ٹوٹے

اے ظفر میں ہوں وہ آوارہ کہ جسکے ہمراہ
دو قدم چلتے میں دم باد صبا کا ٹوٹے

آتش عشق جو سینہ میں مرے تیز رہی
آہ گرم شعلہ فشاں گاہ شرر ریز رہی

اس ستمگر کے ستم کون اٹھا سکتا ہے
جان کیا جانے مری کیونکہ ہے انگیز رہی

عوض ساغر مے ساقی گلفام بغیر
چشم تر خون جگر سے مری لبریز رہی

گردن دل میں ہمیشہ مری مانند کمند
اے ستمگار تری زلف دلاویز رہی

کیونکہ بیمار محبت کی ہو امید شفا
نہ دوا ہی رہی نہ طاقت پرہیز رہی

کی اجل نے جو یہاں آنے میں اتنی تاخیر
منتظر کیا تری اے قاتل خونریز رہی

اے ظفر حق میں ہمیشہ مری چشم جانان
فتنہ انگیز رہی اور بلا خیز رہی

نہیں ملے کسی میں اسے دیکھو تو سبھی میں ہے
کہ لیکے عرش سے تا فرش وہ سبھی میں ہے

سہا و ماہ ہے کیا چشم میں اگر ہو نور
تو اسکا جلوہ رو انکو سبھی میں ہے

ایسے بتوں الفت بتوں کی دل مرا غارت کرے
ایسے غارتگر کو دنیا سے خدا غارت کرے

وہ اگر غارت کرے اے ظالم تو کیا غارت کرے

دیگر

ظفر زخم جگر کی کھل گئی ہے جا بجا کیا بخیہ کی
ترا لہ دریا خون کا سا ہے کہ جس مین تلاطم ہے

وفا کا نام ہین جو تیرے روبرو لیتے | وہ جھجک کے پہلے ہماری قدم ہین چھو لیتے
بناتے تیری ہی مژگان کو نشتر فصاد | جو تیری زلف کی سودا زدہ نہو لیتے
قریب مصحفِ رخ تر عرق سی ہین گیسو | کہ ہاتھ مین نہین قرآن بے وضو لیتے
جو لیتے سرمہ ہم اپنے بصارت چشم | تو خاکپا تری یا تیری خاک کو لیتے
ہمارا جام سے کیا کام چلتا ای ساقی | کہ جب تلک نہ کوئی ہم خم و سبو لیتے
نکرتا ہمسے جو اغماض تیرا غمزۂ چشم | اجل کا سر پہ نہ احسان ہم کبھو لیتے
کرون مین آہ و فغان کیونکہ سامنے انکے | کہ ہین وہ پہلے ہی میرا دہانگو لیتے
جلا جلا کے رُلاتی ہین شمع سان مجکو | وہ اپنی بزم مین ہین میری آبرو لیتے

جہان مین کوئی نہین لیتا اپنے واسطے غم
ظفر یہ ایک ہمین ہین یہ آرزو لیتے

وفور اشک سی جو دیدۂ تر مین تلاطم ہی | کہان ہنگام طوفان وہ سمندر مین تلاطم ہے
تری بسمل کی بیتابی مین وہ تاثیر ہی قاتل | کہ پڑ جاتا ابھی اک آب خنجر مین تلاطم ہے
محبت کا وہ دریا جوش مین آجای ہی جسدم | ڈبو دیتا جہانکو اسکا دم بھر مین تلاطم ہے
دُرِ دندان پہ اُس مہ پارہ کی موجِ تبسم سے | یہ عالم ہے کہ گویا آب گوہر مین تلاطم ہی
جب آئینہ مین دیکھی ہو وہ اپنی جبین پہ بیتابی | تو پڑ جاتا وہین اک موج جوہر مین تلاطم ہے
جھلکتا بادۂ گلرنگ کا خالی نہین ساقی | پڑا مستی سی اُن آنکھونکے ساغر مین تلاطم ہے

دیگر

دیگر

دکھائی اپنی چشم مست کی جب اسنے کیفیت
نہ ایسا چیرہ ہے ہرگز بنا اپنی آنکھ ساغر نے

اگر باور نہیں تو جھاڑ کر جھاق سے دیکھو
چھپا رکھی ہے آتش عشق کی سینہ میں پتھر نے

ترے ہو رشک قد رعنائی جب شمشاد کو کاٹا
چمن میں کام آرہ کا کیا قمری کی شہپر نے

ظفر سیراب ہو کیونکر نہ سار صحن گلشن میں
کیا ہے چشمہ جاری فیض کا اس دیدہ تر نے

پسند اسکو اگرچہ بے نیازی حد سے بیحد ہے
ولیکن اسپہ بھی بندہ نوازی حد سے بیحد ہے

بہا جاتا ہو سیل بانوں تک گل گلے اسکو نہین
بہ رنگ شمع میری جانگدازی حد سے بیحد ہے

بچھائی ہے فلک نے کچھ عجب شطرنج عالم میں
کہ اس کجبازی کی ہیچ کجبازی حد سے بیحد ہے

سر منصور سولی پر یہ کہتا تھا جو حق پوچھو
تو عاشق کیلیے یہ سرفرازی حد سے بیحد ہے

الٰہی خیر ہو مفتون ہوا دل چشم پر اسکی
کہ جسکے غمزہ میں جادو طرازی حد سے بیحد ہے

رہے فرہاد و مجنون اپنے اپنے عشق کی حد پر
مگر عاشق کی تیری عشقبازی حد سے بیحد ہے

دم مردن مرے گیا جانی آئے یا نہ آئے تو
کہ دم بازی تری اور حیلہ سازی حد سے بیحد ہے

سحر سے شام تک اک اک گھڑی ہے دن قیامت کا
کہون کیا میں شب غم کی درازی حد سے بیحد ہے

جو رکھو امتیاز اپنی بجاؤ اسکی محفل میں
کہ وان تو اے ظفر بے امتیازی حد سے بیحد ہے

ہوکس سے خفا رنجش کا باعث میری جان کیا ہے
طبیعت کیوں ہے رنجیدہ نصیب دشمنان کیا ہے

| | |
|---|---|
| تری مژگان بھی ظالم ہو گئی ہین نہ مجھسے برگشتہ | فقط ابرو ہی تیری کیا نظر خمروسی آتی ہے |

قطعہ

| | |
|---|---|
| ہم انکے گھر مین جائین اور انکے پاس کیا بیٹھین | نہ غمازی ہمین آتی ہے نہ جاسوسی آتی ہے |

گذارا ای ظفر وان تو انھین لوگونکا ہوتا ہے
کہ جنکو چاپلوسی اور کاسہ لیسی آتی ہے

| | |
|---|---|
| ہو جب فرحت مری تیری شرارت ہنگئی | آتش دوزخ بہار باغ جنت ہنگئی |
| دیکھو صحبت کا اثر مجنون جو بیٹھا میرے پاس | میری انکی دوہی دنمین ایک صورت ہنگئی |
| جب نظر آئی نہ تو نہین ہمکو صورت یار کی | بت پرستی واسطے اپنے عبادت ہنگئی |
| ترک کی ای بیوفا مین نے نہ تیری دوستی | گرچہ اسمین میری دشمن ایک خلقت ہنگئی |
| یون تو تصویرین مصورنے بنائین سیکڑون | پر تری تصویر خوش قامت قیامت ہنگئی |
| باتون باتون مین مگر بیٹھا جو ہمسے تو کبھی | جان ہی پر اپنی پھر ای ہمدم دت ہنگئی |

ہم نہ تھے آگاہ رستے سے محبت کی ظفر
رہنما اس راہ مین پر اپنی قسمت ہنگئی

| | |
|---|---|
| اشک آنکھونمین دم گریہ جو بھر کر پیگئے | پیگئے دریا وہ کیا بلکہ سمندر پیگئے |
| ہو گئی بالکل مریضان محبت کو شفا | وہ جو تیری آستان کے دھوکے پتھر پیگئے |
| خشک ہوتی ہی نہین ہرگز مری زخم جگر | ای ستمگر اس قدر سیراب خنجر پی گئے |

ممکن ہی نہین بستر آرام پہ مجھکو
آرام تری یاد بر و دوش مین آئے

دکھلائی نہ صورت مجھکو کان ملا حسنت
آواز تو اب اسکی سر گوش مین آئے

گنجایش اشک اپنی ظفر کیا ہو فلک مین
یہ دانے کب اس چھوٹے سی سر پوش مین آئے

وہ ہر طرف دکھا رہی اپنی مو
جاتی مری نگہ نہین کاہل وجود ہے

سودا اُسیکا خوب ہے بازار عشق مین
جسنے سمجھ لیا کہ ضرر ہمین سود ہے

غنچہ جو ہے مثال دہان گل برنگ گوش
آپسمین کچھ تو ہو رہی گفت و شنود ہے

دشمن ہم اپنی جان کے ہین بے عشق مین
نے ہی کوئی عدو نہ ہمارا حسود ہے

کیونکہ چھپاؤن سوز محبت کہ چرخ تک
ساتھ آہ کے گیا جگر و دل کا دود ہے

اللہ ری ناز کی کہ وہ رخسار لالہ گون
صدمے سے اک نگاہ کی ہوتا کبود ہے

ہی کس صنم کی تجھکو ظفر خواہش وداد
ہر دم جو تیرا ورد زبان یا ودود ہے

جسنے بنایا ہی ہمین ہمکو قسم اسی کی ہے
اپنی خمیر خاک مین خاک قدم اسی کی ہے

ہین جو یہ زخم کارگر سینہ مین دل سے تا جگر
کر گئی کاٹ اسقدر تیغ ستم اسی کی ہے

جسکو ہی شعلہ خو تری شمع کیطرح لو لگی
سوزش اُسیکی دل مین ہے چشم مین نم اُسی کی ہے

کہتے ہین جسکو دل وہی اصل ہے خانۂ خدا
نقل یہ سب عمارت دیر و حرم اُسی کی ہے

[illegible]

دیگر

وہ ہی اچھا ہے کہ جو سمجھے کسیکو نہ برا
مرگ کو جانتا ہے زندگی اپنی عاشق

بلکہ گر کوئی برائی بھی ہو تو اچھا سمجھے
ملک الموت جو آئے تو مسیحا سمجھے

اے ظفر اوڑ گئی دنیا سے محبت بالکل
آدمی دوست کو اسوقت مین عنقا سمجھے

کبھی غیر دل کی سی تُو نے بھی میر یسی کہی
اسکے کہنے پہ نجا دیکھ کہ جسنے تجھ سے

کوئی انکی ہی کہی اور کوئی میر یسی کہی
ابھی تیری سی کہی تھی ابھی میری سی کہی

کیسا ہی دوست تھا وہ تم ہو گئے دشمن اسکے
شکر صد شکر کہ جو بات کہی تھی مین نے

آپکے سامنے جسنے ذری میری سی کہی
آ گرا اور دنے بھی نتسے وہی میر یسی کہی

روز تم کہتے تھے اپنی سی خدا جانے کہ آج
کہتے تھے حضرت دل اور تو سب انکی سی

جیمین کیا آیا کہ تم نے اجی میر یسی کہی
لیکن افسوس نہ کچھ تمنے بھی میر یسی کہی

اُسکے کہنے کا ہوں قائل ظفر اُسنے جسنے
کچھ کہی یا کسی تپہ سے کہی میری سی کہی

تجھ سے دل کو لپنے لگایا جو کچھ ہے تو ہی ہے
ایک تجھ ہی کو جانتے ہین ہم اور کسی کو ہم نہیں محرم

تجکو ہمنے اپنا پایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے
کون ہے اپنا کون پرایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

جسطرح برنگ یکرنگ ہین اور سب رنگ سے ہین بیرنگ
ماہ کو بھی اور نجم کو بھی لعل کو بھی اور گوہر کو

دیکھا جہاں اور جہان نظر آیا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے
سب کو تو نے ہی چمکایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

دیگر

وہ لوگ ہیں جو عشق کا دم بھر کے رہ گئے
ہمنے تو حسرت میں آہ بھری مر کے رہ گئے

تھا قصد یہ کہینگے کچھ اُنسے ہم اپنا حال
دیکھا جو اُنکو چین بجبین ڈر کے رہ گئے

یہ حال ضعف سے ہے کہ مانند نقش پا
جس جا پہ بیٹھے پاؤں اِدھر کو دھر کے رہ گئے

دیکھا جو اسکا جلوہ توحید ذات کو
دیدے کھلے ہوئے مہ و اختر کے رہ گئے

یکبار شب یلدا میں تو دل کے دل ہی میں
ارمان تیرے عاشق مضطر کے رہ گئے

آنکھ دو جب کہ کر نہ سکے کچھ بھی اُنسے ہم
حسرت سے اک نگاہ فقط کر کے رہ گئے

کتنے ہی طائر دل و جان پھنس گئے ظفر
پھندے میں اُسکی زلف معنبر کے رہ گئے

جو ہمسے ہو تم صنم اُکھڑے اُکھڑے
تو لب تو بہ لب ہیں [illegible] دم اُکھڑے اُکھڑے

ہوا ہمکو معلوم ہے وہ نشے میں
جو پڑتے ہیں اُسکے قدم اُکھڑے اُکھڑے

نظر آئے اُس سرو قامت کے آگے
نہالان باغ ارم اُکھڑے اُکھڑے

ترے رنج و دوری میں تمام ہمیشہ
رہا کرتے ہیں دل سے ہم اُکھڑے اُکھڑے

رفیقان راہ محبت کے اپنے
ابھی تو رہیں ساتھ تم اُکھڑے اُکھڑے

پڑے کر ہیں اُن آنکھوں کی گردش سے دیکھو
[illegible] حرم اُکھڑے اُکھڑے

طبیعت ہو اکھڑی ہوئی کیوں نہ خط میں
لکھیں حرف وہ یا قلم اُکھڑے اُکھڑے

ظفر آگئے اب بوالہوس جم کے کیا
جہاں پاؤں رستم اُکھڑے اُکھڑے

اے ظفر جسطرح تو سر باز جاتا ہے نڈر
اسطرح کوچہ مین اُس قاتل کے جاتا کون ہے

| | |
|---|---|
| جو اُسنے چاہا نہ میرا برابری تو نہ کی | بھلی نہ کی تو نہ کی پر بھلا بُری تو نہ کی |
| نہ ہو نصیب مین صحت تو کیونکہ ہو صحت | مگر طبیب نے میری دوا بُری تو نہ کی |
| الٰہی کیون ہے بُرا اُسنے مجھکو ٹھہرایا | بُرا جو اُسکو کہا مین نے کیا بُری تو نہ کی |
| بُرے کی جان کو رو رو کے عشق مین ہمنے | بلا سے تجھپہ جو کی جان فدا بُری تو نہ کی |
| مجھے یہی ہے غنیمت کہ مجھسے کوئی بات | جو تو نے کی کبھی اے خوش ادا بُری تو نہ کی |
| کرے جو ظلم و ستم کیون وہ بیوفا ہمپر | کہ اُسسے ہمنے اگر کی وفا بُری تو نہ کی |
| بتون نے کی جو بھلی ہے وہ بھلی ہی سہی | پر اُسنے جیسے بھی شکر خدا بُری تو نہ کی |
| کرے وہ مجھسے بُرائی تو کیون بُرا مانون | اگر بُری کو بُری دی سزا بُری تو نہ کی |

ظفر بھلائی ہمین دی اسکی تو نے جان ہی
صد آفرین تجھے صد مرحبا بُری تو نہ کی

| | |
|---|---|
| یا آئے اجل یا صنم عربدہ جو آئے | ایسا نہ ہو یارب کہ نہ یہ آئے نہ وہ آئے |
| وہ پاک نظر یارب تجھے دیکھنے کو آئے | جو چشم کو آب گہر اشک سے دھو آئے |
| دل صاف ہو جسکا وہ چھپائے نہ کبھی راز | منہ پر کہے دل مین صفت آئنہ جو آئے |
| پھر نام نہ لے مدرسہ مین جانیکا ملّا | یکبار وہ مرے ساتھ جو میخانہ مین ہو آئے |

۱۳۲

ظفر مار مژگان مین کیا آنسوؤن نے
پروئے ہین دُرِ خوش آب اچھے اچھے

آئے جب اس خاکدان مین گردشِ افلاک سے
خاک ہمسے بنگئی اور بنگئے ہم خاک سے

ہوگئے دیوانے کس گلگون قبا کو دیکھکر
گل نظر آتے ہین گلشن مین گریبان چاک سے

کھائی ہے اس صیدِ لاغر کے نصیبون کی قسم
ذبح ہوکر جو بندھے ظالم تری فتراک سے

ایک دن دھویا نہین جاتا ترے دل کا غبار
روز بہہ جاتی ہین دریا دیدۂ نمناک سے

خواب مین اک گلبدن کو جو لگایا تھا گلے
آج تلک آتی ہے بوئے گل مری پوشاک سے

آنسوؤن مین پارۂ دل ہین کہ ہین لختِ جگر
چشمِ دریا بار مین چھوٹے مگر تیراک سے

تاب کیا مہتاب ہو برقی ظفر وقتِ عتاب
تابِ شمشیر نگاہِ قاتلِ سفاک سے

خط لیکے آدمی نہین گر لیکے اُڑ گئے
تو کیا فرشتے یہان کی خبر لیکے اُڑ گئے

اشکون نے میرے کوچۂ جانان مین جا کے
دانے کی جاے منھ مین گہر لیکے اُڑ گئے

ہم اس چمن مین ٹھہرے تو کیا مثلِ رنگِ گل
دم کوئی دم نسیمِ سحر لیکے اُڑ گئے

پروانے خاک ہوکے اُڑے سوزِ عشق سے
پر وہ سلامت اپنے نہ پر لیکے اُڑ گئے

اللہ ری ترا حسن پری بھی جو دیکھے ہوش
تیری بلائین رشکِ قمر لیکے اُڑ گئے

ڈھونڈھون کہان مین آپکو مجھکو مرے خیال
کیا جانین ہین کہ کدھر لیکے اُڑ گئے

دیگر

دیگر

تصویر دیکھ ہی کر نقاش چین نے کھینچی
بن دیکھے اُسکی صورت دل پر ہمین نے کھینچی

یارب ارادہ کسکے شبخون کا ہے جوش کو
شمشیر کہکشان کی چرخ برین نے کھینچی

بھر آئے اشک دونین آنکھوں مین ہمدم مونکے
جب آہ دل سے تیری اندوہگین نے کھینچی

ہوکر مقابل اُسکے رخسار سے فلک پر
شب کو بہت خجالت ماہ مبین نے کھینچی

تھا جسطرف لگا کچھ اپنے دیکھنے کا
دیوار اسطرف کو پردہ نشین نے کھینچی

تھی میری تشنہ خون دیوار اسطرف کی
جسوقت بوند ٹیکی دو ہین مین نے کھینچی

صدمے ظفر اُٹھائے کیا دل نے عاشقی مین
تکلیف ساتھ دل کے جان حزین نے کھینچی

ان دونون پر وہ نگہ جو خوب ہم کو سمجھے
وہ کیا بیان کسی کی تیغ دودم کو سمجھے

مطلع ثانی

حق ہے دہی کہ ہم ہین جو اُس صنم کو سمجھے
گو اُسکو ہر مسلمان کافر ہی ہم کو سمجھے

جو تن مرا گلون سے باغ و بہار دیکھے
باغ خزان رسیدہ باغ ارم کو سمجھے

شکوہ کرے نہ عاشق کچھ چشم پر غضب کا
عین عنایت اُسکی ظلم و ستم کو سمجھے

طے منزل محبت کرتے ہین پہلے آنسو
اس راہ مین ہین یہ چشم ہم تم کو سمجھے

کوئی رفیق و مونس ہمکو نظر نہ آیا
ہمدم جو اپنا ہم اپنے دم کو سمجھے

عاشق کو ہین مساوی دنیا مین رنج و راحت
نے وہ خوشی کو جانے مطلق نہ غم کو سمجھے

دل بہ اگر یہ لکھی لکھی اچھی
بہ جہان مین فروتنی اچھی
نہین نادان کی دوستی اچھی
بلکہ دانا کی دشمنی اچھی
جان عشق بتان مین دی اچھی

۱۲۰

اُسکو سنرا کچھ جسنے تم سے لڑائی واجب ہے
یہ جسم عنایت پھر پہلے جسم نمائی واجب ہے

دلمین کدورت میر بطرف ہے دیکھ نہ رکھ اے آئینہ رو
ہمین ہون صاف تجھی تجھسے صفائی واجب ہے

ایک جگہ پر رہنا سہنا بات نہ کرنی الفت سے
لطف ہے اس مل بیٹھنے مین بلکہ جدائی واجب ہے

میٹھی چھری ہین باتین تمھاری جھوٹ نہین واللہ سچ
جانی کرنا انسے عذر بیاری خدائی واجب ہے

گال چھری سب ہے گوارا منہ کی تمھارے تم نہ رکو
کہنا اُسکا جو حق و ناحق جسمین آئی واجب ہے

پھر تی راہ عقل مین ہین ہم بھٹکے بھٹکے مدت سے
حضرت عشق اب ہمکو ہماری راہنمائی واجب ہے

ہے یہ نسخہ خوب ظفر کام آئیگا اسکو یاد رکھو
کوئی برائی لاکھ کرے پر تمکو بھلائی واجب ہے

کسی تدبیر سے تقدیر پہچانی نہین جاتی
مگر تقدیر بن تدبیر پہچانی نہین جاتی

خط اُسنے کس سے لکھوا کر ہمین بھیجا ہے اے قاصد
بتا دے ہم سے یہ تحریر پہچانی نہین جاتی

ہوا دل اسمین پابند بلا ہے یہ خدا جانے
کہ ہے وہ زلف یا زنجیر پہچانی نہین جاتی

بتائینگے ہمین جوہر ہین جسمین تیغ ابرو مین
مبصر بن کبھی شمشیر پہچانی نہین جاتی

نگہ پھر نشان فکر عمارت تو کہ دو دن مین
یہان تو ٹوٹ کر تعمیر پہچانی نہین جاتی

رخ تو خط کو مین ہون دیکھکر حیران یہ کیسے
لکھی قرآن کی تفسیر پہچانی نہین جاتی

جدائی سے تری دردمین ایسی ہو گئی صورت
کہ شکل عاشق دلگیر پہچانی نہین جاتی

تری تصریف یہ خاک کو جو کچھ دیا ہے خاکساری نے
کہ ہے وہ خاک یا اکسیر پہچانی نہین جاتی

جب حور و شوخ کیہ کوچہ سے نسیم آئی
کسطرح چمن مین ہو سنبل نہ پسند اپنے
یہ عشق کی دولت ہی جو چشم مین آنسو کی
گر زار و نزار اُسکی الفت مین نہوتا مین
نا فہم کوئی سمجھے کیا رمز محبت کو
یاد اُسکی ہر دم مین گر آئے تو مین اُسکو
ہی چہرۂ زردار اور یہ آنسو مجھے کافی ہین
ناحق ہے علاج ایدل آزار محبت کا

ہر جھونکے مین ہے بوئے گلہائے نعیم آئی
اسمین سے کسیکی ہی کاکل کی شمیم آئی
ہر بوند نظر مجھکو ہے دُرِّ یتیم آئی
کیون جان مری لب پہ باحالِ سقیم آئی
یہ فہم مین ہی کسکے جز مرد فہیم آئی
کسطرح نہ آئینہ ہے یہ تو قدیم آئی
کچھ لین ہے زر سرخ نہ دسیم آئی
کچھ کام نہین اسمین تدبیر حکیم آئی

مژگان کا خیال اُسکے دلمین مرے آ کے ہے
اسطرح ظفر جیسے ہو فوج غنیم آئی

مے وحدت کی ہمکو مستی ہے
یون ٹپکتے ہین اشک مژگان سے
دل کو ہم بیچتے ہین بوسہ پر
مثل فوارہ سر بلند نہ کر
نہین ہنستا ہی کھل کھلا کر گل
رنج و غم کو خدا رکھے آباد

بت پرستی خدا پرستی ہے
جیسے کوئی گھٹا برستی ہے
اسکو لے لے یہ جنس سستی ہے
کہ بلندی کے ساتھ پستی ہے
اُسکی ہستی اسی پہ ہنستی ہے
خانۂ دل مین انکی بستی ہے

وعدۂ وصل کسی سے ہے ظفر آج اُسکا
وہ جو جاتے ہین شتاب اتنی شتابی یہ ہے

دل ہے سرگرم فغان چشم ہے گریان رہتی
عین گرمی مین ہے یان فرصت باران رہتی

ایک دھجی بھی جنون ہاتھ سے تیرے باقی
جیب سے میرے نہین تا سر دامان رہتی

وہ اٹھا دیتا جو اپنے رخ روشن سے نقاب
روشنی کیا تری ای مہر درخشان رہتی

ہاتھ دامن تلک اُسکے نہین ہونچا میرا
مجھسے ملحق ہے اجل دست و گریبان رہتی

ہمکو درکار زمستان مین ہے کیا آتشدان
گھر مین ہے گرمی آہ دل سوزان رہتی

حال میرا غم ہجران مین اگر دیکھے یار
سب کی انگشت تحیر تہ دندان رہتی

جب وہ کہتے ہین کہ رہتے نہین ہم جاتے ہین
سنتے ہی یہ مرے قالب مین نہین جان رہتی

تیر اُس کا مرے سینہ مین رہا خوب ہوا
ورنہ اس دل مین ظفر حسرت پیکان رہتی

چلیں کیونکر [illegible] وہان عشق مین [illegible]
ہم یہان لوٹتے ہین خاک پہ بیچین پڑے

خاک ہو جائین رہ مہر و وفا مین لیکن
ہم رہین اُسکے ہمیشہ تہ نعلین پڑے

کیونکہ اُس چشم کا آجای تصور نہ ہمین
جبکہ حرفون مین نظر اپنی سر عین پڑے

وہ بنیاد اسکی محبت مین ہے جان کیونکہ [illegible]
کیا کرین جبکہ ادا کرنا ہمین دین پڑے

تب غم کم نہو تبرید سے اپنی اسمین
خواہ اب خرفہ پڑے خواہ خیارین پڑے

117

لخت دل رکھے زبان کرتے ہین ہم اشکون کو
کھول سے نہ رکھے اسکا خیال قرآن
شعلۂ دل کو بجھاتا نہین آب گریہ
دل کی اپنی مجھے ہر اسلئے خاطر منظور

وہ اگر نامہ ہے تو نامہ بر اپنا یہ ہے
کانٹے کسو اسطے اپنے لئے بوتا یہ ہے
بلکہ بھڑکاتا اسے اور بھی دونا یہ ہے
اکہ ترا شیفتہ یہ ہے ترا شیدا یہ ہے

گر کہے کوئی برا انکو کہین وہ نہ برا
جو ہین اچھے ظفر انکے لئے اچھا یہ ہے

آج تیری تیزی شمشیر کچھ کہتی تو ہے
سن لو جو ہے خانۂ زندانین دیوانکا حال
تو خدا جانے بری ہیکہ ہے یا مشکل جو
ہو نہو ان مین اثر تیرے اگر اے سنگدل

مجھسے اے قاتل مری تقدیر کچھ کہتی تو ہے
کرکے برپا غل سدا زنجیر کچھ کہتی تو ہے
تجکو خلق اے عالم تصویر کچھ کہتی تو ہے
حال میرا آہ بے تاثیر کچھ کہتی تو ہے

اے ظفر وہ بے خبر سن لیگا سب تیری خبر
مجبرون کی آج یہ تقریر کچھ کہتی تو ہے

نہ ہم راہ وفا بھولے نہ تم طرز ستم چوکے
جو مضمون چاہئے تھا خط مین لکھنا ہمکو اے قاصد
گئے دیر و حرم کو چھوڑ کر جو آستان تیرا
تو اپنی دم شماری تھی اسلئے دم سے کوئی دم

جو اپنی بات تھی اس سے نہ تم چوکے نہ ہم چوکے
کیا ہے ہر قلم انداز دو ہی یک قلم چوکے
مرے نزدیک یہ شیخ و برہمن اے صنم چوکے
چلا جب دم وہ عیسیٰ دم تبھی تم ہم بھی اچوکے

عدم کی راہ مین کیونکر کسی کا کھوج ہاتھہ آئے
کہ وان تو نقش پائے رفتگان پائے نہین جاتے

سبب کیا نے کمر ہے نے دہان ان خوبرویونکی
ظفر یہ ہمسے اسرار نہان پائے نہین جاتے

بزم مین آکر تمھین چپکے نہ رہنا چاہیے
کچھہ نہ کچھہ آئی گئی پر منہہ سے کہنا چاہیے

اس ستم گر کو دل اپنا اب تو ہمنے دیدیا
جو کرے ہمپر ستم وہ ہمکو سہنا چاہیے

ہاتھہ سے ساقی کے لینا جام ہی مشکل نہین
اپنی قسمت چاہیے اور اپنا لہنا چاہیے

ای پری وہ پانو نہین زنجیر ہو گردن مین طوق
تیرے دیوانے کو زیبا فزا یہ گہنا چاہیے

چاہتے ہین پانونکے تلوی خلش کو خار کی
دشت مین مجنون کو پھرنا پابرہنا چاہیے

چاہ کر تم پھر گئے یا ہم کہو انصاف سے
چاہ مین صاحب کسی دنیا او لہنا چاہیے

حسن اس مہوش کا چمکے شب جو زیور سے دو چند
چاند کو پھر کیونکہ غیرت سے نہ گہنا چاہیے

اے ظفر مل بیٹھنا اچھا نہین اس وقت مین
کنج عجلت مین الگ ہی سب سے رہنا چاہیے

لب تیرے سے زیادہ یاقوت لال کیا ہے
دانتونکے تیرے آگے الماس لال کیا ہے

پُرنور ہی جبین بھی مانند ماہِ تابان
ابرو ہے وہ خمیدہ مثل ہلال کیا ہے

دیکھے ہے جو تجھکو ہوتا ہی محو حیرت
انکو دیا خدانے دیکھو جمال کیا ہے

جو دل پھنسے ہے اس مین پھر چھوٹتا نہین وہ
ظالم یہ زلف تیری کیا جانے جال کیا ہے

زخم کھانے کا محبت مین مزا ہی لیکن
وہ نمک چھڑکے تو ہو اور بھی لذت دونی

فائدہ ہو بری [illegible] عشق [illegible]
[illegible] ہو جائے [illegible]

بن جو رسوائے جہان ہوتی ہے [illegible] شہرت دونی
[illegible] تو ہو جائے [illegible]

روبرو یار کے رخسارہ مصفا کے ظفر
اور آئینہ حیران کو حیرت دونی

دیگر

[illegible]

| | |
|---|---|
| تونے کیون آنے سے دکا قاصد ان اشک کو | جو خبر دل کی مرے اے دیدۂ تر گم ہوئی |
| پوچھتے ہو کیا ٹھکانا دل کا بحر عشق مین | کشتی اس دریا مین یہ تو غرق ہو کر گم ہوئی |
| داغ سوزان حبب کہا یا اس نے دل تفتہ نے | دیکھتے ہی تابش خورشید محشر گم ہوئی |
| گریہ راحت کی تمنا تو کہ تیرے واسطے | وہ تو دنیا ہی سے بے جان مضطر گم ہوئی |
| بل بے ناکامی کہ اس تشنہ گلا کے حلق تک | پہونچا جب دم اسکا خنجر آب خنجر گم ہوئی |

لیگیا دل سے متاع صبر کو کون اے ظفر
سچ بتا یہ جنس اب گھر مین سے کیونکر گم ہوئی

| | |
|---|---|
| تھی ترے دیدہ کی ہر دم مجھے حسرت دونی | تجھے دیکھا تو ہوئی اور محبت دونی |

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| ہوتی جاتی ہے دہر سے جو محبت دونی | اور بھی ہوتی ادہر سے ہی عداوت دونی |

## مطلع ثالث

| | |
|---|---|
| چاہے گر کوئی فلک سے کہ ہو حشمت دونی | تو یہ موذی اسے دے وہ اذیت دونی |
| میرے داغ دل سوزان کا پڑا جو پرتو | ہو گئی تابش خورشید قیامت دونی |
| تیری لفظون کو ہوا دیکھ کے سودا دونا | تری آنکھون کو ہوئی دیکھ کے وحشت دونی |
| میرے گریہ نے نہ دہویا دل ناسی غبار | بلکہ اس سے تو ہوئی اور کدورت دونی |
| عوض بوسہ مین دل مانگتے تھے جان بھی لو | اب تو خوش ہو کہ تمہین ملتی ہے قیمت دونی |

[illegible]

| | |
|---|---|
| نہین فراغ کہان جو ہین طالب دنیا | ہمیشہ رہتے ہین دنیا ہی کی طلب مین پہنسے |
| پہنسا جو رنج مین کوئی کسی سبب سے پہنسا | تمہارے ہاتھ سے ہم رنج بے سبب مین پہنسے |
| اگر ہے صحن چمن بہی تو ہمکو زندان ہے | کہ ہم ہین الفت خوبانِ غنچہ لب مین پہنسے |

نہین ہے دام فریب اسکا کوئی بہی خالی
بلا کشانِ محبت ظفر ہین سب مین پہنسے

| | |
|---|---|
| ہم نے تم سے نہ بہلائی ایسی کی | تم نے ہم سے برائی ایسی کی |
| ہم نہ بہولے کبہی وفا کی راہ | عشق نے رہنمائی ایسی کی |
| ظاہر اصاف اور دلمین غبار | کی تو اسنے صفائی ایسی کی |
| کیسا ناآشنا ہمین سب سے | آپ نے آشنائی ایسی کی |
| پہونچا زلفون تلک تری شانہ | کیونکہ پیدا رسائی ایسی کی |
| کٹ گئے سر ہزارون اکدم مین | اُسنے تیغ آزمائی ایسی کی |
| کیونکہ اُس بت نے تابع فرمان | ہے خدا کی خدائی ایسی کی |
| کی بگڑ کر کبہی جو بات اسنے | ہم سے کچہہ بن نہ آئی ایسی کی |

اک ہمین سے ظفر نہین اُسنے
جس سے کی بیوفائی ایسی کی

| | |
|---|---|
| طاقت نہین پہر نکی عادت لئے پہرتی ہے | یا صرف مجہے میری ہمت لئے پہرتی ہے |

جدائی مین ترے ہین دیدۂ تر میرے اے ساقی
شراب خون دل سے بھر بھر کے بجا ہین کیے پیمانے

اوڑا دو مرغ دل کو اور پیمانہ کی لیکر گھونٹ
سدا پانی کے پیمانہ سدا دانے کے پیمانے

تری آنکھونکی بیمارون نے شربت کی عوض ظالم
پیے زہر آپ سے بھر کر دوا خانے کے پیمانے

دل پر آبلہ وہ خوشۂ انگور سے بہرا
کہ بھرتے آپ سے ہین جس کے ہر دانے کے پیمانے

نہین آنے کی منہ تک تہ خاک اس بادہ پیما کی
کبھی ساقی نہین میخوار بنوانے کے پیمانے

مے عشرت طرب کا ایک قطرہ بھی نہین ساقی
ظفر یہ آسمان ہین یون ہین کہلانے کے پیمانے

آج بوسہ پر لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی
پھیر کر اونکے ہاتھا پائی ہوتے ہوتے رہ گئی

شکر ہے وہ من گئے ورنہ چلے تھے روٹھکر
وصل مین بار جدائی ہوتے ہوتے رہ گئی

آہ وہ آئینہ رو ہمسے مکدر ہی رہا
ہمنے جب چاہی صفائی ہوتے ہوتے رہ گئی

وہ ڈبوتے چاہ مین ہوتا اگر ہم آشنا
لیکن اونسے آشنائی ہوتے ہوتے رہ گئی

توڑتا تھا تو تو زنجیر در زندان جنون کی
کیا ہوا زور آزمائی ہوتے ہوتے رہ گئی

مہربان صیاد ہوکر ہو گیا نا مہربان
دام سے ہمکو رہائی ہوتے ہوتے رہ گئی

اے ظفر دکھلا بھلائی کا اثر دشمن مین بھی
کی اگر تجھسے برائی ہوتے ہوتے رہ گئی

بہائے جا تو آنسو گو کہ دیدے جائین تو رہجاوے
بلا سے عشق مین گر جان جاوے آبرو رہجاوے

111

اشارہ فہم تیرا کون ہے یہ فہم ہو کسکو
کوئی پہچانتا ہو گا تری چتون ہمین سے

بنایا دیر و کعبہ مین تیا ہر گز نہ تیرا گھر
اگر نکلا تو پہر نکلا ترا مسکن ہمین سے

ہمین سر باز ہین ہم دینیوالے تیرا اثر ہے
تہ شمشیر رکہہ یگا کوئی گردن ہمین سے

ظفر جو زاہدانِ پاکدامن ہین الگ ہمسے
کبھی تھے اس سے پہلے یہ بھی دامن ہمین سے

ترا دیوانہ یہ کیا آنکھہ پہر تکتا ہے
گاہ تکتا ہے ادہر گاہ اودہر تکتا ہے

ترے رخسار مصفا کی طرف آئینہ سان
ہو کے حیرت زدہ ہر ایک بشر تکتا ہے

کب گذرتا ہو وہ اس راہگذر سے اپنی
دیر سے راہ کوئی آہ بشر تکتا ہے

غم فرقت سے ہے یہ حال کہ ہر غمخوار
منہہ کو چپکا مرے بادیدۂ تر تکتا ہے

کیا کہین جھانکتے دیکھا تجھے اے پردہ نشین
ایک عالم طرفِ روزن و در تکتا ہے

جبکہ تکتا ہے نشانہ کو کماندار مرا
پہلے میرا ہی وہ دل اور جگر تکتا ہے

کوئی ٹھہرتا نہین وصل کی صورت انسے
صورت اک ایسے کی ناچار ظفر تکتا ہے

بات انکی جو مری بات پہ اونچی نہوئی
منہہ گریبان مین ڈالا نظر اونچی نہوئی

آنکھہ اونچون سے صد ہر لڑتی تھی اے پردہ نشین
کبھی یہ پردہ کی دیوار ادہر اونچی نہوئی

تیری تلوار سے ہمنے نہ بچایا سر کو
اے ستمگر کبھی اپنی سپر اونچی نہوئی

## ردیف یاے تحتانی

سوچتا کیا ہے عشق مین اے دل | جو ہو کرنا تجھے سو جھٹ کر بیٹھ

قصد اُٹھ بھاگنے کا کر نہ ظفر
تو جو وہان بیٹھتا ہے ڈٹ کر بیٹھ

نہین کہین بھی تری چشم فتنہ زا کی پناہ | یہ وہ بلا ہے کہ بس اے صنم خدا کی پناہ
سوا اے رنج و غم و یاس چاہ مین اسکی | دلا نہ ڈھونڈہ کسی یار و آشنا کی پناہ
پناہ مانگتا ہے جسکو دیکھکر خنجر | غضب ہے تیغ ادا شوخ کج ادا کی پناہ
جفا سے تیری نہین ڈرتے باوفا ظالم | کہ اُنکے واسطے ہے عشق مین فنا کی پناہ
بھری ہے موج ہوا ساقیا لئے شمشیر | نہین بجز سپر جام اس ہوا کی پناہ
بچے نگاہ سے دل تیری کس طرح ظالم | کہ ہے جہان مین کہان ناوک قضا کی پناہ

اگر قبول ہو درگاہ ایزدی مین ظفر
تو دو جہان مین ہے کافی یہ اک دعا کی پناہ

شکل اسنے ہمین آکر جو دکھائی اللہ | دل مین کیا اُس بت کافر کے یہ آئی اللہ
ہو گیا مجھسے مکدر وہ مرا آئینہ رو | دیکھیے ہوتی ہے کسطرح صفائی اللہ
گل مین کیا خار مین کیا نور مین کیا نار مین کیا | ماشاءاللہ تری جلوہ نمائی اللہ
لائی بو کس گل خوبی کی ہے یہ باد صبا | کہتی ہے صل علی ساری خدائی اللہ
روز اڑاتا ہے وہ سر تیغ ستم سے جو چاہے | کس سے یہ طرز ستم اسنے اڑائی اللہ

ہوتا جو نہیں غنچۂ تصویر شگفتہ
ہے ساغرِ مے جام جہان مین شگفتہ

شاید ہے یہ میری دلِ پر غم کا نمونہ
میخانہ ہے اک سلطنتِ جم کا نمونہ

جو عرش سے تا فرش ہے سب اسمین ہے موجود
ہے اے ظفر انسان یہ عالم کا نمونہ

قرر دیتے ہین ابھی دخوش آئین کا تعاہ
ہین رفیق اپنے غم و رنج والم یاس و تعب
ہے تماشا نگہِ یار کہ دل ہے ہمراہ
خوشنما اُس لب لعلین پہ ہے یون ہے خطِ
سینہ کوئی نہ سمجھا اسکو دمِ آہ و فغان
نہ رہا یار نہ غمخوار نہ ہمدم نہ رفیق

ترک کرتا نہیں دُنیا مین ہے جو ین کا ساتھ
ہمکو بہاتا ہے ہمیشہ انہین دو تین کا ساتھ
ورنہ کر سکتا کبوتر نہین شاہین کا ساتھ
جیسے رنگین کو خوش آئے ہے نگین کا ساتھ
مطربِ خوش نے نکھا وج سے کیا مین ساتھ
مگر اک غم نے دیا عاشقِ غمگین کا ساتھ

زلف پر پیچ نہیں عارضِ جانان پہ ظفر
چمنِ حسن مین ہے سنبل و نسرین کا ساتھ

دل کو وہ رنج دے آمین اللہ
کوسا اُس دشمنِ جان نے جو مجھے
تجھسے آنکھین ہے ملاتا آہو
آمین آمین ابھی ہو جاے وہان

اور یہ سب سے ہے آمین اللہ
دوست کہنے لگے آمین اللہ
تنکے چنتا پھرے آمین اللہ
مہربانی کرے آمین اللہ

مطلع ثانی

بن یہ جانون کہ گیا ماہ جبین کا بوسہ

لب کا دو بوسہ کہ رخسار و جبین کا بوسہ

| | |
|---|---|
| خدا محفوظ رکھے اُس بُتِ کافر کی گیسو سے | بلا وہ ناگ ہو کالا معاذ اللہ معاذ اللہ |
| جگر تو دیکھہ تو میلا نہ کی اک آہ بھی ہمنے | کئے تو نے ستم کیا کیا معاذ اللہ معاذ اللہ |
| لگا یا ہاتھہ شب مین جو اُسکی زلف مشکین کو | تو وہ برہم ہوا کیسا معاذ اللہ معاذ اللہ |
| جو بے مقتلِ عشاق وہ محشر خرام آوے | تو کیا اک حشر ہو برپا معاذ اللہ معاذ اللہ |
| جو ہر گرم طپش ہر دل بیتاب کو دیکھا | تو بجلی بھی گئی تھرا معاذ اللہ معاذ اللہ |
| قدِ جانان کو دُون تشبیہ کیونکر نخلِ طوبیٰ سے | کہان وہ قد کہان طوبیٰ معاذ اللہ معاذ اللہ |

کیا غارت ہزارون کو ظفر دنیا کی الفت نے
بڑی آفت ہے یہ دنیا معاذ اللہ معاذ اللہ

| | |
|---|---|
| گران ہے تمکو نزاکت سے پیرہن کا بوجھہ | نہ رکھو بازوے نازک پہ نورتن کا بوجھہ |
| ہزار کوہ اگر ہون انہین اٹھا لین ہم | پر اُٹھے ہمسے کسیکے نہ اک سخن کا بوجھہ |
| فلک زمین پہ ابھی گر پڑے جو تھام لو ن | ستونِ آہ سے اس گنبدِ کہن کا بوجھہ |
| نہ ڈال بارِ غم اے چرخ اُن نحیفون سے | کہ جبکہ اٹھہ نہ سکے اپنے بھی بدن کا بوجھہ |
| گران ہو اُس مری گل کو دماغ نازک پر | چمن مین نکہتِ نسرین و یاسمن کا بوجھہ |
| نہ تن سے دور ہو سر جب تلک نہو ہلکا | ستمگر اُس تن شیدا ے خستہ تن کا بوجھہ |

نہو تی سر پہ یہ گٹھری ظفر گنا ہونکی
بلا سے ہوتا اگر اور لاکھہ من کا بوجھہ

برنگ نقش کف پا تمہاری کوچہ مین
ظفر پڑا نہ رہے کیونکہ خاکسار رہے

ہر جگہ ایک نیا رنگ ہے اللہ اللہ
واہ کیا جلوۂ نیرنگ ہے اللہ اللہ

کوئی صورت نہین ایسی کہ پسیجے کافر
دل صنم کا مرے کیا سنگ ہے اللہ اللہ

تیرے دندانِ مسی زیب کی کافر ہو نہ چرخ
کیا ہی زیب دہن تنگ ہے اللہ اللہ

تیرا اس میکدہ مین ای بت سرمست غرور
کچھ عجیب رنگ عجب ڈھنگ ہے اللہ اللہ

ننگ اور نام سی مین عشق مین جسکے گذرا
نام سے میرے اُسے ننگ ہے اللہ اللہ

کیا ترا چہرۂ پر نور ہے سبحان اللہ
کیا ترا گیسوئے شبرنگ ہے اللہ اللہ

لب گلبرگ سے لے تا بزبان ہر خار
سب یہ گلشن مین اک آہنگ ہے اللہ اللہ

برگِ گل بھی تھا گران جسکے تن نازک پر
اُنکی چھاتی پہ فلک سنگ ہے اللہ اللہ

چھوڑ کر اُس بت کافر کے ظفر در کا طواف
آپ کو کعبہ کا آہنگ ہے اللہ اللہ

یون ترے رخ کا لیا آئینۂ حیران آلو
جیسے قرآن کا لین صاحب ایمان کو بو

مین وہ مجنون ہون کہ رکھتی ہی بیابان میں قدم
پائنتی میرے کانٹے ہر مری خار بیابان تو بو

منھ لگا کر جو اُسے تو نے کیا ہی گستاخ
لے ہی عارض کا تری زلف پریشان کو بو

جائے خوشبو نہ مرے منھ سی جو دیکے خو نہیں تھا
گل رخسار کا وہ رشک گلستان کو بو

… [illegible] … زمین سے … دانائی زمانہ

نہ ہو گیا ظفر وہ آزردہ تمنی دیکھا
اس نالہ وفغان کی تاثیر کا نمونہ

کوچہ مین اپنے دے وہ صنم مجکو گر جگہ
باقی رہے نہ سجدہ سے بالشت بھر جگہ

دل سے نہین نکلتا کسطرح تیر غم
پکڑی ہے اسنے چارہ گرو اسقدر جگہ

وہ کون ہے کہ جسکے لئے یہ شعاع مہر
جاروب لیکے جھاڑے ہے وقت سحر جگہ

کھٹکے سے باغبان کو چمن مین نہین رہی
بلبل کے بیٹھنے کے لئے شاخ پر جگہ

آبیٹھا تیر ہو دل مین خدنگ نگاہ یار
بہتر جو اس سے کوئی نہ آئی نظر جگہ

وہ دیر و حرم مین جاکے اُسے شیخ و برہمن
کیا ڈھونڈتے ہین وہ تو ہے موجود ہر جگہ

تکیہ بنا کے بیٹھ رہین ہم فقیر وار
ہاتھ آئے کوے یار مین گر اے ظفر جگہ

دل کو الفت ہے جو اُس تیر کمر کی ساتھ
نہین جائیگی اگر جائیگی تو جان کے ساتھ

یون ہے اُس زلف سے مانوس دل آشفتہ
جیسے ہو انس پریشان کو پریشان کے ساتھ

ناخن دست جنون کی ہے یہی گر تیزی
چاک ہو جائیگا سینہ بھی گریبان کے ساتھ

کفر و دین دو تونسی ہے مذہب عشاق جدا
نہ وہ کافر کے ہین ہمرہ نہ مسلمان کے ساتھ

لیگئے درد و غم و داغ کو وہ ساتھ اپنے
گئے دنیا سے تری شیفتے سامان کو ساتھ

زلف کو مصحف رخسار سے اپنے سر کا
اگر وہ ہندو اُسے کیا کام ہے قرآن کے ساتھ

| | |
|---|---|
| میری حالِ بد کے سننے کا نہین اسکو دماغ | دلربا قسمت سے کیا نازک دماغ آیا ہے ہاتھ |

ہاتھ دنیا سے اُٹھایا ہے جنھون نے ای ظفر
رہتے ہین وہ بافراغ انکو فراغ آیا ہے ہاتھ

| | |
|---|---|
| بغیر بادہ بھی اس شوخ خود پرست کی آنکھ | نشے مین حسن کے ایسی ہے جیسے مست کی آنکھ |
| جہان ہے گھر بھی دشمن گھر کے پیش نظر | کرے ہے سیر ہمیشہ بلند و پست کی آنکھ |
| خدنگ حسرتِ دیدار کو ترے منظور | نشست ہو تو جگہ خوب ہے نشست کی آنکھ |
| جہان مین جنکو حکومت ہے انکو نیند کہان | لگے لگنے دیتی نہین فکر بند و بست کی آنکھ |
| لگائے دیکھیے کب تیر وہ کمان ابرو | لگائی صیدِ محبت نے سمت شست کی آنکھ |
| دکھائے محتسب شہر طمطراق ہزار | کوئی جھپکتی ہے رند قدح بدست کی آنکھ |

گیا ہے گوٹ ظفر دل کہ دی ہے اشکو نمین
ہجوم پارۂ دل سے خبر شکست کی آنکھ

| | |
|---|---|
| اگر وہ لے دلِ پُر اضطراب ہاتھ یہ ہاتھ | تو ساتھ جان بھی دون مین شتاب ہاتھ یہ ہاتھ |
| نصیب ہمکو ہو بوسہ در تیری لب تک | ہمیشہ پہونچے یہ جام شراب ہاتھ یہ ہاتھ |
| صد آفرین تجھے قاصد کہ لایا لکھوا کے | ہماری خط کا تو اُنسے جواب ہاتھ یہ ہاتھ |
| مزا تو جب ہو کہ یہ گرم گرم ای مینوش | دلِ برشتہ کے پہونچین کباب ہاتھ یہ ہاتھ |
| خطا جو کیا مرے دل کی کہ باندھی مشکین | تمہارا طرہ پُرپیچ و تاب ہاتھ یہ ہاتھ |

[illegible]

دیگر

مژگان ترے سنان اور تیر کا نمونہ
ابرو ترے کمان و شمشیر کا نمونہ
دونوں کا ایک سا ہی تصویر کا نمونہ
[illegible]

ہم قصد کرتے کوچۂ جانان مین ہر سحر
مردِ خدا پرست پرستش سے رکھتے کام

مسجد کو کوئی جائے ہر کوئی کنشت کو
دوزخ سے لئے ڈرے نہ وہ جائے بہشت کو

دیر و حرم کو جاتے ہین جو دلکو چھوڑ کر
مارینگے اپنے سر سے وہ کیا سنگ خشت کو

دہر کیون نکلے تیر کو آغوش ہی کمان
الفت ہو راست رد سے اگر کج سرشت کو

ہے یہ نصیب مجکو جو ہر کام مین شکست
لکھا خط شکستہ سے کیا سرنوشت کو

گر ہے کمال عشق مین منظور اے ظفر
کر اختیار سلسلۂ اہل چشت کو

تیغ ہو غیر از نگاہِ یار ایسی کاہکو
تیز ہوتی ہے میان تلوار ایسی کاہکو

ہے سوا الماس سے بہی تیری دانتونکی چمک
تاب رکھتا ہے دُرِ شہوار ایسی کاہکو

چشم فتان پر ترے اے شوخ گر مفتون نہو
ہووے نرگس باغ مین بیمار ایسی کاہکو

گر نہ پیجائے لہو عاشق کا ظالم تیرا تیر
تو رکھے سرخی لب سوفار ایسی کاہکو

جو تمہارے غمزۂ پرفن کو آتے ہین فریب
کرتے ہین عیار گی عیار ایسی کاہکو

وہ جو آیا خواب مین شاید مرجاگے نصیب
ورنہ آئے دولتِ بیدار ایسی کاہکو

کیا مری ہمسائگی سے ڈرہ گیا تیرا سوا
کی بلند اس شوخ نے دیوار ایسی کاہکو

ٹہر جا دم بہر کہ جاوے دم بہی میرا تیرے ساتھ
کر رہا جلدی ہے تو اے یار ایسی کاہکو

اے ظفر گر جا پڑین کوچہ مین سگ ہو خاک
خاکساروں کی ہے مٹی خوار ایسی کاہکو

۱۰۴ ظفر

ردیف الیای تحتانی

دیکھا

ہو کہان گہر تو رہو

[illegible]

گھر اپنا ہی یہ سمجھو گو بے طلب آئی تم
ہم منھ سے نہین تمکو کہنے کی چلے جاؤ

گر اپنی نشانی تم چھلا نہین دیجاتی
تو گل ہی ہمین دیکر چھلّے کی چلے جاؤ

بازار مین ہستی کے ای غافلو آکر تم
جھگڑے نہ نکالو تم لے دیکے چلے جاؤ

ای زاہد اس بت کا گر دیکھو تم اک جلوہ
بتخانہ کو دہوکے مین کعبے کی چلے جاؤ

شکل اچھی کہان سے ہو طالع جو نہ اچھے ہون
بس قرعہ نہ رمّالو تم پھینکے چلے جاؤ

کعبہ ہو کہ بتخانہ سجدہ مین ظفر اسکے
ماتھے کو زمین پر تم یان ٹیکے چلے جاؤ

یار وہ کچھ اگر خط مین ہو تحریر تو پڑہ لو
یہ کیونکہ کہون مین خط تقدیر تو پڑہ لو

تم ذبح کرو صید محبت کو جو اپنے
یہ تمکو مناسب ہے کہ تکبیر تو پڑہ لو

اکسیر تو موقوف ہے قسمت پہ عزیزو
پڑہتے ہو اگر نسخۂ اکسیر تو پڑہ لو

تصویر کو کہتے ہو مری کسکی ہے تصویر
گر نام مرا ہے سر تصویر تو پڑہ لو

اے بسملو اتنی نہ کرو مرنے مین جلدی
منھ سے کلمہ تم تہ شمشیر تو پڑہ لو

پیدا ہو خط مصحف رخسار پہ اسکے
اے حضرت دل پڑہتے ہو تفسیر تو پڑہ لو

تم اے ظفر انکے لئے کوئی عمل حب
کچھ رکھتے زبان مین جو ہو تاثیر تو پڑہ لو

کہے جو عدو سچ نہ جانا کرو
بُرا مانتے ہو تو مانا کرو

ردیف

مطلع ثانی

قطعہ

دیگر

[illegible]

یہ اس گلی مین بیٹھہ رہون مثل نقش پا
پر جای بیٹھہ رہنے کو بالشت بہر تو ہو

ایمان بہی اسکو دیدون مگر مجھسے وہ صنم
گمراہ ہو رہا ہے ذرا راہ پہ تو ہو

سو فتنہ وہ اٹھائے مگر جیسا فتنہ گر
دل چاہتا ہے ویسا کوئی فتنہ گر تو ہو

کیون کہینچتے ابہی سے ہو سینہ سے اپنا تیر
رہنے دو اسکا دل مین ذرا سے گہر تو ہو

مین اک نظر نذر کرون اسکے جان و دل
لیکن یہ چشم یار کی مد نظر تو ہو

ہو جای کیونکہ موم دل ای سنگدل ترا
اس آہ بے اثر مین ابہی کچھہ اثر تو ہو

تہوڑی سی گر ظفر کی سنے داستان غم
اسکی نشست ایک جگہ دوپہر تو ہو

مصحف رخسار پر کافر تری گیسو ہین دو
ہو تماشا حافظ قرآن ہکو ہندو ہین دو

انکو تیغ اصفہانی اور خراسانی کہان
سہو بختی ہے یہ جو ای قاتل تمہارے ابرو ہین دو

کیون نہو کشت امید دل ان آنکہون سی تمام
کہیت مین تنکا نچوڑین یہ تو وہ آہو ہین دو

اس بہی قامت کی پستان ہین طلسم طرفہ تر
ایک نخل سرو مین پیدا ہوئے ہندو ہین دو

دلکو اک تسکین سے ہو جاتی ہے وقت اضطراب
جبکہ آنکہون سی ٹپک پڑتی کبہی آنسو ہین دو

درد دل ہے اک طرف درد جگر ہے اک طرف
درد فرقت مین بہی ہم درد ہم پہلو ہین دو

اس خراب آباد مین بستے ہین دونون نیک و بد
صلح جو بہی ہین ظفر دو گر ستیزہ جو ہین دو

[illegible]

دیگر

[illegible]

ادہ اے مہربان ادہر آؤ / تم چلے ہو کہان ادہر آؤ

میری گریہ سے ہے اگر منظور / سیرِ آبِ روان ادہر آؤ

تو وہ دل یہ خوب ہے مشق / لیکے تیر و کمان ادہر آؤ

مجکو دیر و مغان مین دیکھتی ہے / کبھی پیر و مغان ادہر آؤ

بدگمانی ہے تو نہ آؤ تم / گر نہین کچھہ گمان ادہر آؤ

اتنی تاثیر ہے کہان کہ جو تم / سنکے میری فغان ادہر آؤ

دیکھو کیا میرے دیدۂ خونبار / آج ہے گل فشان ادہر آؤ

بوسے دینے تو جاؤ غیر کے پاس / دینے کو گالیان ادہر آؤ

خانۂ دل کو سمجھو اپنا گھر / ہے یہ حاضر مکان ادہر آؤ

اتنی فرصت کہان رقیبون سے / کہ جو تم اک زمان ادہر آؤ

آگئی میری جان ہونٹون پر / اب تو اے میری جان ادہر آؤ

اے ظفر میرے درد دلکے تم / گر سنو داستان ادہر آؤ

صفا میری طرح سے کسکا ادیکہ منہہ دیکھو / مثالِ آئینہ یہ اب تو اس قابل ہے منہہ دیکھو

تماشا قدرتِ حق کا ہے اسکے حسن کا جلوہ / مقابل اسکے ہو سکتا یہ کامل ہے منہہ دیکھو

مرا میلِ طبیعت کچھہ جتاتی ہین جو یار اسکے / تو وہ ہنسکر کہے ہے میرا یہ مائل ہے منہہ دیکھو

قطعہ

دیگر

اس امید میں دل کو خرسند کر لو

نہیں پیرہن وہ کہ پیوند کر لو

رشک خورشید قیامت ہو وہ پہاں جسکو
گر قدم رنجہ کرو راہِ عنایت سی یہاں

اپنے تم سوختہ کے داغ جگر پر رکھو
تم قدم آنکھو نپہ رکھو مرے سر پر رکھو

دم بہی لینے کی نہیں ضعف سے طاقت اسکو
تہمتِ نالہ نہ تم اپنے ظفر پر رکھو

دیگر

چمن میں دیکھیے نگارین جو اُس نگار کے پا
کہی بہار کہ ہیں واہ کیا بہار کے پانو

نصیب ہو اگر اُس شاخ گل کی پانو بہی
کرون ہزار کی منت پڑون ہزار کی پانو

شکارگاہ میں آئے جو وہ شکار افگن
تو کیا مجال کہ پہر اُٹھے سکین شکار کے پانو

خطا ایک ہو جو کسیکا تو بیٹھا دان رو
قلم ہون چار کی ہاتھ اور قطع چار کے پانو

نگاہِ مست تری گر پڑے نہ دلپہ کہیں
نشے میں کرتے ہیں لغزش شرابخوار کی پانو

ظفر لگے ہے وہاں سے ہمیشہ گل مہندی
جہان تہے دہوئے حنا لبتہ میرے یار کے پانو

ستم اور بہی محبت پہ وہ چند کر لو
اگر میرے دل کو رضامند کر لو

## مطلع ثانی

جو لب برگ گل ہیں شکر خند کر لو
ملا کر گل و قند گلقند کر لو

کرو بند دیکھو نہ غرفہ کو اپنے
ہمیں سے کہو آنکھیں تم بند کر لو

وہ جہوٹا ہی ڈر ہے مجھے حضرت شاں
کہ باور تم اسکی نہ سوگند کر لو

۱۰۰

لڑی رہی نظرِ فتنہ کی تری جانب — کہ دیکھیں چشمِ مفتن سے کیا اشارا ہو
کہوں میں کیونکہ اُسے نعلِ کفشِ پا تیرا — کہ جب تلک یہ نہ مین کوئی ستارا ہو
وہ ماہ پارہ دکھائے جو اپنا جلوۂ حسن — کتان کی طرح دلِ ماہ پارا پارا ہو
وہ دشمنوں کو حرارت جو اب بہاتی ہیں — کہیں نہ رات کے آنے کا یہ حرارا ہو

ظفر وہ کونسا دانا جہان میں ہے کہ جسے
اس آسیائے فلک نے نہ پیس مارا ہو

مرا غم نامہ یہ وانتک پہونچ جائے تو کیا ہو — خوشی کی نامہ والے نے خبر لائے تو کیا ہو
ستائے کیا ہو تم ہر دم کہ لو اب ہم تو جاتے ہیں — یہ سنکر جان سے کوئی گذر جاوے تو کیا ہو
دلِ شامت زدہ کیوں چھیڑتا ہے زلف کو اسکی — ابھی برہم وہ ہو کر تجھپہ جھنجھلائے تو کیا ہو
بجھاتی ہیں ہم اپنی سوزشِ دل آبِ گریہ سے — یہ دل میں آگ دونی اور بھڑکائے تو کیا ہو
ہوا حال ایسا اپنا سنکے اسکے حسن کا شہرہ — خدا جانے کہ وہ صورت جو دکھلائے تو کیا ہو
نہ چل ای فتنہ رفتار اسطرح ٹھوکریں سے تو — کہ ناحق خاک میں کوئی جو ملجائے تو کیا ہو
ذرا دم لینا جب ہو ناگوار اس صید افگن کو — اگر یہ صیدِ ناوک خوردہ چلائے تو کیا ہو
چلے تو ہیں چمن کو ہم کہ جا کر جی کو بہلا دیں — وہاں بھی گر دلِ ویرانہ گھبرائے تو کیا ہو
جلایا تو ہے تمنے دل ہمارا آتشِ غم سے — یہ آہِ آتشیں سے آگ برسائے تو کیا ہو
جو یہ بیزار ہو مجھسے خفا ہو نام سے میرے — وہ میرا ذکر محفل میں جو سن پائے تو کیا ہو

درد دل بلبل کا کر سکتے نہیں گر گوش زد
کان کیون گل کی چمن مین ہی صبا لگتی کہو

جیسے ہاتھون نمہارے ہی مری سرخی کا خون
ہی کہان خوش رنگ ہاتھ ایسی حنا لگتی کہو

اے ستمگر ! نہوتا گر ستم کو مجھسے انس
تو گلے سے کیون مرے تیغ جفا لگتی کہو

حضرت دل اس پری کی ہین ادائین سیکڑون
پر تمہین ہی کونسی پیاری ادا لگتی کہو

تم جو کہتی ہو لگا تو دختر رز پر نہ تاک
شیخ جی صاحب تمہاری ہی یہ کیا لگتی کہو

زلف کو عارض پہ اسکے کیون ہلاتی ہی صبا
دلربا اک قمچی سے میری ہے بلا لگتی کہو

جس جگہ لگتی سخن مین ہی طبیعت آپ کی
اے ظفر وان کسکی ہے فکر رسا لگتی کہو

جو کہو انصاف سے بات اک ذرا لگتی کہو
اے بتو بہر خدا کچھ تو خدا لگتی کہو

حضرت دل تم جو لگ چلتے نہ زلف یار سے
کیون تمہارے جان کے پیچھے بلا لگتی کہو

قتل ہی ہونا تھا قسمت مین وگر نہ ہمارے
کارگر کیون دلربا وہ تیغ ادا لگتی کہو

گر نہوتا تمکو ساتھ اس پری وش کے کچھ لگاؤ
کیون جھڑی اشکو تمہاری آنکھون بارہا لگتی کہو

گر بری ہوتی نہ قسمت اور بھلی ہوتی نصیب
بات میری کیون بری تمکو بھلا لگتی کہو

گر نہوتا دل طرح خون حسرت پابوس مین
پانوٴن مین اس شوخ کے کیونکر حنا لگتی کہو

سوسن آزاد ہو یا سرو آزاد اے ظفر
اس گلستان مین نہین کسکو ہوا لگتی کہو

جو اسکی زلف مین ہے مشک ناب کیسی بو
تو ہے پسینے مین رخ کے گلاب کیسی بو

الٰہی خیر ہو آتی ہے کیسے قاتل سے
جو خون عاشق پر اضطراب کیسی بو

بھلا یا سینہ مین کیا دلکو آتش غم نے
کہ ساتھ آہ کے آئی کباب کیسی بو

تصور رخ مہوش ہم اگر رد مین
ہر اشک مین ہو گل ماہتاب کیسی بو

نجات لطف و عنایت پہ اسکے حضرت دل
نکلتی اسمین بھی ہے اک عتاب کیسی بو

کہان ہو سنبل پیچان مین اے نسیم چمن
کسی کی طرہ پر پیچ و تاب کیسی بو

نہ لیجئے منہ سے ظفر نام پارسائی کا
تمہارے منہ سے ہے آتی شراب کیسی بو

حضرت دل بیٹھے ہو گر کام سے بیٹھے ہو
میرے گھٹنے سے لگے آرام سے بیٹھے ہو

شاعر مضمون زلف و رخ نہ اٹھا ہاتھ
فکر مین گر صبح تک تم شام سی بیٹھے ہو

جا کے دیر و کعبہ مین کیا لو گے تم اے غافلو
ہاتھ اٹھا و اور اسلام سے بیٹھے رہو

بیٹھنے سے پاس نامی کا ڈر ہر گہ نہ تم
دور اپنے عاشق بدنام سے بیٹھے رہو

چرخ تک چکر مین سب ہین کیونکہ یارو زیر چرخ
بچ کے تم اس گردش ایام سے بیٹھے ہو

اے اسیران بہ پر مین طاقت پرواز ہے
کیا کرو گے تم نکلکر دام سے بیٹھے رہو

وہ دکھائے گا کبھی تو جلوہ اپنا اے ظفر
تم لگائے آنکھین اپنی بام سے بیٹھے رہو

بکتے ہین سارے منہہ سے نکالا لو
الہو نہ دل مین پیارے منہہ سے نکالا لو
ہم پیارے دل مین منہہ مین تمہارا دم
جا کر اُسکے کان سے منہہ سے نکالا لو
سخن کو تو کی دو تم بیٹھے منہہ بنا کر
جو جی مین ہے تمہارے منہہ سے نکالا لو
کشف ہم تو ہین کہدین اشارون سے
گر زبان ہماری منہہ سے نکالا لو
زلف اسکی وہ نہین ہے ناگن کہ جو نکل
دانت اُسکے ذرے مارے منہہ سے نکالا لو
کیا پان مین دیا ہے اُسنے کہ یار ہے
[illegible] اشارے منہہ سے نکالا لو
ہم [illegible] سخن کو جو کہے جب نکالو
گویا ظفر سنا سے منہہ سے نکالا لو

دیگر

[illegible] اس روی آتشناک [illegible] تو دیکھ گیسو
[illegible] آگ کی کرو تو کیا ہو [illegible]

تمپر یہ ہو خواہ دل و جان سے فدا ہو
اور تم یہ کہو حیف کہ چل یانسی ہوا ہو

سر اپنا جھکے اور کہان غیر درِ یار
سجدہ وہین کرتے ہین جہان سجدہ کیا ہو

بوسہ لب میگون کا جو وہ مست مئے ناز
دے عالم مستی مین تو کیا خوب مزا ہو

آزارِ محبت سے ہین لاچار اطبا
کیا اسکا مداوا ہو کہ جسکی نہ دوا ہو

برہم ہون دو عالم تیرے اک جلوہ سے کافر
جب دونون طرف منہہ پہ تیرے زلفِ دوتا ہو

چشم پہ یہ تانی یہ ہے یون سایۂ مژگان
تنکے کو اٹھائے ہوئے جون کاہ ربا ہو

حب جانے گرفتاری دل کو مرے ناصح
دل اُسکا بھی گر دامِ محبت مین پھنسا ہو

مسجد سے نہین کم وہ زمین سجدہ کو اپنے
جسمین ظفر اُس یار کا نقشِ کفِ پا ہو

عاشق کو اپنے دیکھ کبھی اک نظر تو لو
وہ تم پہ جان دے ہے تم اسکی خبر تو لو

زخمی کیا فلک کو مرے تیر آہ نے
خون ہے شفق نہین ہے ذرا دھیان کر تو لو

لے دونگا اپنی جان تلک بیچکر تمہین
اے نالہ ہاتھ آئے بقیمت اثر تو لو

عاشق تو مر ہی جائیگا یہ کوئی دم مین آپ
خون لیتے اپنے سر پہ ہو ناحق اگر تو لو

بوسہ نہ دو گلے نہ لگو تم پلنگ پر
پر منہہ کو اپنے پھیر کے کروٹ ادھر تو لو

مینے کہا کہو تو مسیحا کہون تمہین
کہنے لگے کہ کہنا ابھی پہلے مر تو لو

منہہ کیا کہ دو گے نامہ و پیغام قاصد
تم جا کے اُسکے سامنے نام ظفر تو لو

[illegible]

دیگر

[illegible]

دیگر

وہ ایک دوست چاہی تو پڑا نہین اگر
دشمن ہمارا ایک سر لے تا ہزار ہو

عیاریون سے لیتے ہون کیسے یاریان
مطلب کے اپنے یار ہو تم کس کے یار ہو

حاضر ہین صید گاہِ محبت مین پہلے ہم
ناوک فگن اگر تجھے شوقِ شکار ہو

سینہ مین داغِ عشق کو رہنے دی چارہ گر
شاید یہ بعد مرگ چراغِ مزار ہو

دل ہو وہی پسند جو تجھپر فدا رہے
جان ہے وہی عزیز جو تجھپر نثار ہو

کیا حال اسکا ہو کہ ترے جسکو لیفی کا
آنکھون نہین نم ہوا ور ترا انتظار ہو

اختر شماریون ہی مین تجھ بن کرون بسر
ہر چند رات ہجر کی روز شمار ہو

ہون خاک راہ اسکا پر ایسا نہو ظفر
میرا غبار خاطرِ نازک پہ بار ہو

سود و زیان تبوتکے نہ کچھ دم ہر یسی ہو
ای ہمدمو جو ہو سو خدا کے کرے سی ہو

کرنی بھلونکے ساتھ برائی بھلی نہین
نقصان اسی کا ہو کہ جو کہو تا کہر یسی ہو

تجھسا حسین بنایا کوئی ہنے ای پری
پریونکے ملک کے بھی تم آئے پریسی ہو

دل میرا صاف انسے ہے مانند آئینہ
کیونکر غبار لوگونکے تہمت دہر یسی ہو

صحرا مین آب گریہ سے دیوانہ کو ترے
تھے جو درخت خشک گئے سب ہر یسی ہو

یکسان ہے تیری عاشقِ شیدا کو مرگ و زیست
حاصل نہ کچھ جیسے سے نہ اسکو مریسی ہو

کیون سوتی سوتے چونک پڑی خواب مین ظفر
وہ مار زلف دیکھ کے شاید ڈریسی ہو

95

دیگر

مطلع ثانی

تیغ غم سے کسکا دل سینہ سپر ہیرا ساہو
وہ چھپر ہے منہ عشق کے جسکا جگر ہیرا ساہو

کٹتے اُس تیغ خط کو جیسمین ہین کوچہ بخط
لکیے خط جادی وہان جو نامہ بر ہیرا ساہو

ابر سو بار گوہر بار ہو لیکن کہان
دیدہ ہسکا خونفشان دُرِ ہر ہیرا ساہو

چہیڑی وہ شامت زدہ کا لیکو اسکی زلف سے
جان پر جو کہیلے دل جسکا نڈر ہیرا ساہو

جو ہو ہر جائی یہ شیدا اسکا رسوائی حال
گو بگو خانہ بخانہ در بدر ہیرا ساہو

ہوے حسن عشق کا جب آشکار رنگ ڈہنگ
رنگ اُدہر تیرا ساہو ڈہنگ اِدہر ہیرا ساہو

اَصح بیدرد سے اپنا کہو نہین دردِ دل
جبکہ دل پر درد اسکا اے ظفر ہیرا ساہو

گرکے سو بار اکہڑ جاتے ہین تیرے پانو
لیک لغزش نہین کرتی کبہی تقدیر کے پانو

گنبد چرخ خدا جانے کہڑا ہو کیونکر
ورنہ گر ہی پڑے گرہ ہوین نہ تعمیر کے پانو

دل کا اُس زلف مین یہ حال جیسے ہین جا اُٹکے
کے بہند ہمین کسی مرغ ہواگیر کے پانو

آئیگا پاے تصور سے تری کوچہ مین
کٹ بہی جائینگے اگر عاشق دلگیر کے پانو

کیا عجب دشت سے گرآنکے چومی مجنون
تیری وحشت زدہ پاے بزنجیر کے پانو

لے کہانداز ترے تیر کے زد پر آکر
اُٹہ نہین سکتے زمین سے تری نخچیر کے پانو

جی یہی چاہتا ہے آنکہین لگا دون اپنی
اے ظفر دیکہکے اس عالم تصویر کے پانو

۹۴

| | |
|---|---|
| وہ خال لب کا نکتہ کھلتا ہی کب کسی کو | ڈہونڈہیں ہزار اسکا اب نکتہ چین لگا کر |
| سنگ فسان سی بہتر ہو میری سخت جانی | تمکو اگر لگانی ہے تیغ کین لگا کر |

تو اضطراب دل کو پوچھے ہی کیا ظفر کے
ہوتا برا ہے دل کا اے نازنین لگا کر

| | |
|---|---|
| جبسے آرام ہو دل دیجیے کسی ایسے کو | نہ کہ دل لیکے دکھاتا رہی جی ایسے کو |
| بشر اس حور شمائل ہو کیا دیکھکے غش | ہوش اڑ جائیں اگر دیکھیے پری ایسے کو |
| دلکی اچھا کیا اس لف زی باندہیں شکنیں | دینی ایسی ہی سزا چاہیے تہی ایسے کو |
| روتی دیکھا جو مجھے اسنے تو ہنسکر یہ کہا | کہ ہمیں دیکھ کے آتی ہی ہنسی ایسے کو |
| شکوہ بیجا ہے اگر دلکو تجہوٹی غم عشق | دلمیں بہی ہمنے جگہ آپ ہی دی ایسے کو |
| خط مرا پہرتا ہی غیروں کو دکہاتا قاصد | دی نوشتہ نے مرے نامہ بری ایسے کو |
| دل ہے اس لب نازک کا الہی کیون سخت | زیب دیتی نہیں سنگدلی ایسے کو |
| جوہر آئینہ ہیں ورنہ ہے ایسا غماز | کہ لگا دے نہ کبھی منہ بہی کبھی ایسے کو |

اس زمانے مین نہ آتے ہیں حسین مکر و فریب
سچ تو یہ ہے کہ ظفر کہیئے ولی ایسے کو

| | |
|---|---|
| نہ اس رخ پہ زلف پریشان سمجھو | شب و روز دست و گریبان سمجھو |

## مطلع ثانی

۹۳

یار دا احوال مرا سنکے کروگے تم کیا | اسمین کچھ اور اگر ہو سکے یاری تو سنو
نہ سنو تم میری توقیر کی باتین نہ سنو | پر بلا سے مری تم ذلت و خواری تو سنو
کچھ کہین ہم تو سنو تم نہ اُسے کچھ پائی | اور مخالف کہے آکر کبھی باری تو سنو
ناصحو حال غم عشق سنو تم کیونکر | ہو وہی حالت جو ہماری سی تمہاری تو سنو

اے ظفر سنتے ہو کیون باتین کسیکی بیکار
کچھ اگر سننے سے ہو کار براری تو سنو

اگر تم قتل کو میرے کوئی شمشیر لے آؤ | تو ابروہی کی اپنی کھینچ کے تصویر لے آؤ
قسم کہائی ہے یارونے میرے گھر مین آنیکی | جو تمسے آسکے تو کرکے کچھ تدبیر لے آؤ
دیا تھا ہمنے کیا اقرار نامہ آپکو لکھکر | کہان ہے وہ ہمارے ہاتھ کی تحریر لے آؤ
کسینے جو کہا عاشق کو لائین سامنے تیرے | کہا گر ہے قضا ہی اسکی دامنگیر لے آؤ
مقابل کرکے دیکھو خوبی اسکی روے نوخط کے | عزیزو سورۂ یوسف کی تفسیر لے آؤ
وفا کا کب کیا اقرار ہمنے بیوفا تونے | بنا کر دل سے تم چاہو کوئی تقریر لے آؤ

کہو اعدا سے یہ گر ہو ظفر کی ہمسری کرنی
تو اسکی سی کہین سے پہلے تم تقدیر لے آؤ

کون کہتا ہے ادا سے نہ چلو یونہین چلو | لیک تم پانو تلے دلکو نہ ملو یونہین چلو
تربتِ عاشق شیدا پہ اگر چلتے ہو | تو کسی غیر کو ہمراہ نہ لو یونہین چلو

دیگر

۹۲

اچھا ہو گر چھڑکے نمک وہ بیر دلکی جراحت پر
بلکہ تھوڑا مشک بھی آمیں ہو جو ظفر اور چھا ہو

وہ دیکھے سوز محبت سے دلکے داغ کی لو — نہ کبھی جستجو ہو ہر کی ہوئی چراغ کی لو
دکھا دے رشکِ چمن اپنے تو گل رخسار — لگی ہوئی ہے مرے دلکو سیر باغ کی لو
خیال ہے ہمین ساقی کی چشم میگون کا — نہ ہے شراب کی خواہش نہ ہے ایاغ کی لو
عجب نہین کہ مرے سر پہ داغ سودا سے — عیان ہو شمع صفت سوزش دماغ کی لو
جہان سے ہو گئے عنقا کی طرح وہ معدوم — لگی جنہین کمرِ یار کے سراغ کی لو
تمہارے عاشقِ وحشی مزاج کو تم بن — کبھی ہے باغ کی لو اور کبھی ہے راغ کی لو

جہان مین گنجِ قناعت کا ہو وہی خواہان
ظفر لگی ہو جسے گوشۂ فراغ کی لو

زلف مین قطرۂ عرق کہین تمہارے رہ گئے اکدو — یا نکل آئے ہین بدلی مین ستارے اکدو

## مطلع ثانی

روز تم دشنام دو منہ پر ہمارے اکدو — پیار سے بوسہ صد افسوس پیارے اکدو
کھو کے ساری عمر یہ پایا کہ جانی ہم نے بھی — آنکھیے دو چار کیا اور اشارے اکدو
اس تپ سوزِ محبت کا کرو ہمین کیا علاج — روز لاکے ہو نئے مجھسے حرارے اکدو

## دیگر

الفت کو تم ہمارے کیا دم ہی پوچھتے ہو
دل ہی ستا چکے پھر کیون ہمسے پوچھتے ہو

ہم کون ہین جو پوچھو کوئی صلاح غمسے
کیا بات اسکی زلف پر خم کی پوچھتے ہو

---

لے چلا دل ظفر مجھے تا حق
مین نہین اس ستم شعار کی گون

آئے نہ تم جو ایک نفس پانچ روز مین
یان کاٹے ہمنے پانچ پہر پانچ روز مین

ہے عمر پنجروزہ بہت فرصت قلیل
کیا خاک نکلے دلکی ہوس پانچ روز مین

پہنچے جہان پیادہ ہم اک دمین مضطر
جائے نہ وان سوار فرس پانچ روز مین

وہ پانچ دن خمار ہی ایسے کہ دید کو
آنکھین گئین ہماری ترس پانچ روز مین

یہ ضعف ہے کہ آئے ہے سینہ سو لب تلک
جیتا دم بانگ مرغ قفس پانچ روز مین

ماتم تری شہید کا پنجم تلک رہا
جو ہونا تھا سو ہو گیا بس پانچ روز مین

چھپنے کا راز عشق نہین اپنا اے ظفر
کھلجائے گا یہ دیکھنا دس پانچ روز مین

## ردیف واو

گر ناز سے وہ صحن مین رکھے چمن کے پانو
جو مو زمین پہ گر گرگیا اس گلبدن کے پانو

وحشت کو میری دیکھ کے جو ہے جو گرد
اک جست مین شکستہ ہو ہون ہرن کے پانو

ہم عشق کیا صلاح ہے تیری بتا مجھے
ہون شیخ کی قدم کہ پڑون برہمن کے پانو

آتا نہ آہ و نالہ سے اپنے بلا اسے
اے دل نہین ہین گنبد چرخ کہن کے پانو

شیرین کو پھر نہو ہوس سرخی کفک
رنگین کرے لہو سے اگر کوہکن کے پانو

۸۹

دیکر گئے گرہ میں لفِ گرہ گیر میں دو تین
باندھ ہے وہ دل زلف کی زنجیر میں دو تین

ہو کون دوچار اس سے کہ وہ قاتل سفاک
سر کرتے ہے اڑا ایک ہی شمشیر میں دو تین

یہ ناز و ادا یہ نگہ و غمزہ و انداز
ہین خوب اسی عالمِ تصویر میں دو تین

دس باتین ہون ملین تو ادا سامنے اسکے
تقریر میں دو تین ہون تحریر میں دو تین

اُس پنجۂ مژگان سے لگے خوب پیاپے
خنجر جگرِ عاشقِ دلگیر میں دو تین

بیمارِ محبت نے ترے اور بھی ظالم
دن پکڑے تری آنیکی تاخیر میں دو تین

قربان تری ہاتھونکے ای شوخ کماندار
کیا تو نے پروئے ہین دل اک تیر میں دو تین

یہ رنج و قلق اور یہ اندوہ و غم و درد
غمخوار لکھے تو مری تقدیر میں دو تین

اک مین ہی نہین وصل کا خواہان ظفر اسکو
ہین اور بھی پھرتے اسی تدبیر میں دو تین

نے کبھی ہون شاد مین نے غمگین غم مین ہون
پھر عالم اور ہے مین اور ہی عالم مین ہون

فرصت یکدم پڑا رہنا بھولنا مثلِ حباب
آگیا کیا ہستی موہوم کے مین دم مین ہون

کیون پھرون آوارہ اسکو ڈھونڈھتا مثلِ صبا
پھر ہمدم مجھمین ہے اور اپنے ہمدم مین ہون

کیا کریگا اشک باری ابر میرے سامنے
رکھتا اک دریای خونین دیدۂ پرنم مین ہون

مین جگر افگار ہون کیا عشق مین سوزش سے
چارہ گر سے اپنے ملواتا نمک مرہم مین ہون

جو مقدر مین ہے اُس سے نے زیادہ ہو نہ کم
پھری نادانی ہر گز مین فکر بیش و کم مین ہون

قطعہ

قطعہ

جو خوش کلام ہین ہم و دہان پکڑتے ہین
کرے ہے چشم و عنایت سے تو نظر جسپر
جو ہوتے ہین تری چشم سیاہ کے بیمار
ارادہ کرتے ہین دل کے شکار کرنیکا
کوئی بلا ہین سپیرے ہمارے حضرت دل
بر نگ نقش و قدم ہر وہ کوئی آہ بڑ

جہان کہ مردم بدگو زبان پکڑتے ہین
وہ نذر تیری ال ہو دلستان پکڑتے ہین
وہ رات کا ہیکولے میر یحیان پکڑتے ہین
وہ جبکہ ہاتھ مین تیر و کمان پکڑتے ہین
جو مار طرۂ عنبر فشان پکڑتے ہین
جگہ جو تیرے سر آستان پکڑتے ہین

ظفر لکھین انہین کیا حال ہاے کانتے ہین
قلم جو ہاتھ مین ہم ناتوان پکڑتے ہین

تیر و شمشیر کے زخمون سے ہے یار نشان
جو گل ہمیہ کی جا ہاتھ نہ رکھکر سوتا
سینہ کاوی سے غرض کیا انہین مند تیز
خبر جفاؤ ستم و جور نپایا تجھمین
زخم کھانے مین فرا کچھہ جو ہوے تو دلیل
لاکھہ ہو تو نہین جانیکا کبھی اے قاتل
چشم گریان دل بریان م سرو رخ زرد
کثرت داغ سے ہے فوج صف آرا دلپر

تن پہ جو گول کئی ہین کئی خمدار نشان
پڑتے چھلو نکے ترے کیون ہین رخسار نشان
جنہین نام کی خواہش ہے نہ درکار نشان
ہمنے الفت کا کچھہ اے شوخ ستمگار نشان
کیون ہو تیر نگہ یار کا سو بار نشان
تیرے امن سے لہو کا مرو زنہار نشان
ہین بظاہر تو یہی عشق و چار نشان
کھولدے تو بھی تو اے آہ شرربار نشان

گر مجکو جلا دین روش شمع سراپا
مین منہہ سے نہ اُف شعلہ عذارو نہین نکالون

ہمسر ہون جو دندان مسی زیب سے تیرے
سو طرح کے مین عیب ستارو نہین نکالون

مانند نگین سینہ خراشی کے بدولت
مین نام ظفر سینہ فگارو نہین نکالون

دل غم الفت سے مضطر کچھہ نہین تو کچھہ نہین
چشم آب گریہ سے تر کچھہ نہین تو کچھہ نہین

نے ہر بت خانہ مین نے کعبہ مین جو دلمین ہے
اور اگر دل ہی کے اندر کچھہ نہین تو کچھہ نہین

غم ہے کیا ساقی کہ ہستی کا نہین کچھہ اعتبار
تو دیے جا بھر کے ساغر کچھہ نہین تو کچھہ نہین

ہے تری دلکی کدورت سے مرے لبپر غبار
اور جو تیرا دل مکدر کچھہ نہین تو کچھہ نہین

خوبی تقدیر کے ہین ساتھہ ساری خوبیان
اور اگر اے دل مقدر کچھہ نہین تو کچھہ نہین

قد خوبان گرچہ نخل میوہ فردوس ہے
نار پستان سے ثمر ور کچھہ نہین تو کچھہ نہین

غم نہین ہونے نہونیکا کہ بے پروا ہین ہم
ہی تو ہے سب کچھہ میسر کچھہ نہین تو کچھہ نہین

خوبی جوہر سے ہے انسان کی قدر و منزلت
اور سمین خوب جوہر کچھہ نہین تو کچھہ نہین

خانہ دل کم نہین تہہ مین بت اللہ سے
پر تری نزدیک کافر کچھہ نہین تو کچھہ نہین

حسن و خوبی ناز و شوخی سب ہے لیکن گر نہین
رحم تجھہین اے ستمگر کچھہ نہین تو کچھہ نہین

تم جو کہتے ہو ظفر کو کچھہ نہین یہ آدمی
خیر بہتر بندہ پرور کچھہ نہین تو کچھہ نہین

## مطلع ثانی

کیا خطائین تینے کین کیا ہمسے تقصیرین ہین
جو ہمارے قتل کی قاتل نے تدبیرین ہوئین

غل پڑا عالم مین ہم سودائیون کی قید کا
بس گھڑی تیار اُن زلفونکی زنجیرین ہوئین

ہین جو خوبان عالم تصویر ہم اُنکے کلام
سنکے حیران ہین کہ گویا کیو تصویرین ہوئین

تھے بہت سرباز پر مین ہی ہوا سینہ سپر
سامنے تیرے ہوئین جو انکی شمشیرین ہوئین

اُن کی سرکار سے امداد دلکو عشق مین
دونون زنجیرین تری زلفونکی جاگیرین ہوئین

ہوڑا حب یادی بلا رہا اور مجنون نے پانو
عشق مین ثابت بُری دونونکی تقدیرین ہوئین

عشق کو دیتا تہا مین ترجیح ناصح عقل کو
یہ سپر اور اسکے خوب تقریرین ہوئین

جو نہ تھی توقیر کے قابل انہین کو اے ظفر
چرخ کی سفلہ نوازی سے ہین توقیرین ہوئین

نہ پوچھ کہ ہر دن نخچیر ہل گئی تہی کیون
خبر ہماری کی تکبیر ہل گئی تہی کیون

نہ آیا خواب رہا رات بھر سے کھٹکا
کہ در پہ یار کے زنجیر ہل گئی تہی کیون

جو اُن سے ہو دُنکی نہ جنبش سے آیا تھا خیال
تو میرے دلکی یہ تعمیر ہل گئی تہی کیون

پہونچ گیا رُخ نازک پہ اسکے اک صدمہ
ہوا زلف گرہ گیر ہل گئی تہی کیون

یہ تیرے خون ستم سے لرز گئی تہی نہ
تو پہر زمین فلک پیر ہل گئی تہی کیون

جہان کو جنبش ابرو سے اُسنے قتل کیا
الٰہی اسکی یہ شمشیر ہل گئی تہی کیون

دیگر

۸۶

دیگر

تمہاری گیسوؤں کی ہمنے کیا تقصیر کی پوچھو | جو ہمسے رکھتی ہیں پیشہ ستمگری کرتی ہین
ہماری نیک و بد کو اے ظفر کیا پوچھتا ہے تو
کہ کار بد ہزاروں اور نکوئی کوئی کرتی ہین

گئی آہ جگر کہیں کی کہیں | جا ہی پہونچی خبر کہیں کی کہیں
میں کہوں بات تو وہ لے جائیں | جی مین کچھ سوچکر کہیں کی کہین
ہو گا پردہ سے کیا کہ پردہ نشین | میری پہونچی نظر کہیں کی کہین
لے گئی بوے زلف اڑا کر تری | ہاے باد سحر کہیں کی کہین
میری اور تیری چاہ کی اک دھوم | پہونچی اے فتنہ گر کہیں کی کہین
یہ بگولا نہیں بھٹکتی ہے | روح مجنون مگر کہیں کی کہین
کیا لکھوں خط چھپا کے پہونچ گئی | یہ خبر نامہ بر کہیں کی کہین
سمجھے اپنا ہے دیدہ گاہ ان کو | مین نے باتین اگر کہیں کی کہین
میری وحشت لئے پھرے ہے مجھے
اندنوں اے ظفر کہیں کی کہین

ہم خیال لف رخ مین اپنی جاں گیا کہیں | اتنی ہی ہے جو ہم مصیبت کیا کہیں
تم جو ہمسے صاف ہو تو ہم کہیں کچھ اپنا حال | ہے بھری دل مین تمہارے تو کدورت کیا کہیں
کوئی بھی لسوا اپنا جب نظر آتا نہ ہو | پھر کسی کے سامنے سوز محبت کیا کہیں

نہین ہے خوب یہ بیدادگستر جو بی
ہمارے کو چاہیئن انصاف و داد کی باتیں
بنایئن باتین ہزار آکے حضرت ناصح
پہ انکی باتین نہین اعتقاد کی باتیں
اگر ان آنکھون کو منظور ہے ہمارا دل
تو ہین یہ عین ہماری مراد کی باتیں
بھلا دی دل سے ظفر اور تو مگر [illegible]
وہ یاد رکھ کہ جو ہین اسکی یاد کی باتیں

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| وہ چھپانے کی باتین اور رہی ہین | یہ جتانے کی باتین اور رہی ہین |
| دل کی باتون کا ہے ٹھکانا کیا | کہ ٹھکانے کی باتین اور رہی ہین |
| کیا کہی بات تم سے ہمنے خلاف | روٹھہ جانے کی باتین اور رہی ہین |
| تو اگر چاہے آئے یان سو بار | پر بہانے کی باتین اور رہی ہین |
| کیا بجہاؤگے میری سوزش دل | کہ بجہانے کی باتین اور رہی ہین |
| آزماتے ہین وہ وفا مین کسے | آزمانے کی باتین اور رہی ہین |
| زہر کھاتا ہے بات بات پہ کون | زہر کھانے کی باتین اور رہی ہین |
| ہم کہان اور کہان قفس صیاد | آب و دانہ کی باتین اور رہی ہین |
| شمع کیا جانے طرز دلسوزی | دل جلانے کی باتین اور رہی ہین |
| ہنسنے کی ٹہرہ گئے تم سے کس بات | شرمانے کی باتین اور رہی ہین |

ظفر اگلا زمانہ تہا کچھہ اور
اس زمانے کی باتین اور رہی ہین

| | |
|---|---|
| ہر ایک سے ہین تیری اتحاد کی باتین | مگر ہمین سے ہین بغض و عناد کی باتین |
| خدا کے واسطے ان مفسدونکو گہر سے نکال | نکالتے ہین یہ کیا کیا فساد کی باتین |
| نہین ہے معتقد شیخ و برہمن عاشق | کہ اسکی اور رہی ہین اعتقاد کی باتین |

## دیگر

ستم شکستہ کو تو فریدون تو کسکو دون
خطاب صاحب تاثیر دون تو کسکو دون
[illegible]



[illegible]

| | |
|---|---|
| ساقی شتاب دے مجھے تو بھر کے جام مے | بیٹھا ہوں بیچ اس نشے کے آتا ہوں مین |
| ہم حسن گندمی پہ ترے ہو کے شیفتہ | کیا کیا ذلیل و خوار ہیں مثل جو ہیں |
| بعد از فنا بھی کم نہ ہوئی سوزش جگر | گرمی ہے اتنی کہ ابتک سر خاک مزار میں |
| سایہ میں زلف کی ہے کہاں روے تابناک | ہے چاند سا چھپا ہوا ابر بہار میں |
| مثل غبار اٹھ کے جو تیری گلی سے جائے | طاقت کہاں ہے اتنی ترے خاکسار میں |

اس رشک گل کو ایک تو دیا ہمنے دل ظفر
کہدینگے ہم زبان سے یہ سو مین ہزار مین

| | |
|---|---|
| راز پنہان کھل گیا مخمل کے بکیہ بیچ مین | خط کھلا جو رکھدیا تا ہدنا کہ بیچ مین |
| یار کے روے کتابی پر نہ سمجھو خط سبز | رکھدیا قرآن کی ہے طاؤس کا پر بیچ مین |
| سر کے بالوں میں ہے مانگ اور مانگ میں افشان | وہ ہے شب وہ کہکشاں وہ اسکا اختر بیچ میں |
| اشک و لخت دل یہ دو کرتے ہیں ہمنے ہار | دانہ یاقوت دو دو ایک گوہر بیچ میں |
| عکس نہیں کھے آئینہ میں وہ مست ناز | دیکھو کیا دریا کے ہے ستر سکندر بیچ مین |
| دلکو سوز عشق مین کیونکر ہے تسکین ہو | چین سے رہتا ہے آتش کے سمندر بیچ مین |

اے ظفر وہ ساتھ بھی سوئے تو سوئے اسطرح
رکھ لیا تکیہ کو پہلو کے برابر بیچ میں

| | |
|---|---|
| دل اپنا دنیا ایسا ہے دل آزار کی ہاتھ مین | کہ دید جیسے شیشہ کوئی میخوار کی ہاتھ مین |

مطلع
جی لگانے کی باتیں اور ہی ہیں
جی دکھانے کی باتیں اور ہی ہیں

دیگر

دیگر

| | |
|---|---|
| عجب نادان ہین لاکھون بار کر کر آزمایش ہم | تر دت پہر تری ای بہر دت آزماتی ہین |

دم عیش و طرب غیار بہی ہین یار بنجاتے
ظفر یار وہ ہین کو تو وقت مصیبت آزماتی ہین

| | |
|---|---|
| دل دیکہے ہوا انکو گنہگار تو مین ہون | ورین کسکو سزا وہ کہ سزا وار تو مین ہون |
| پیاسا مرے لو ہو کا جو ہو کوئی تو وہ ہے | ہون اسکا اگر تشنۂ دیدار تو مین ہون |
| ہر کون کہ ایذا ہو جسسے اپنی گوارا | ہون اپنے اگر در پے آزار تو مین ہون |
| کہتا ہے مجہے عشق تو غم سے ہراسان | کسو واسطے ہے تیرا مددگار تو مین ہون |
| آنکہون مین حریفون کے کہٹکتا ہون ہمیشہ | سو کہا ہوا اگرچہ روش خار تو مین ہون |
| بوسہ ترے لب کا مرض غم کی دوا ہے | کیون اور کو دیتا ہے کہ بیمار تو مین ہون |
| ناصح مجہے کیون عشق سے منع ہے کیا | ہون رنج و مصیبت مین گرفتار تو مین ہون |
| جی چاہتا ہے تجہپہ فدا ہونے کو ہیلر | مرضی تری ہوے اگر اے یار تو مین ہون |

لون جان تلک بیچ کے مول ای ظفر اسکو
ہون جنس محبت کا خریدار تو مین ہون

| | |
|---|---|
| کہان ہے بوسۂ لب ہم طلبگارون کی قسمت مین | نہین یہ شربت عناب بیمارون کی قسمت مین |
| نمک تہوڑا سا ای کان ملاحت پیسکر بہر دے | اگر مرہم نہین تیرے دل افگارون کی قسمت مین |
| اڑاتی خاک پہرتی کیون صبا کی طرح سی سر | اگر آرام ہوتا تیرے آوارون کی قسمت مین |

دیگر

ہم سے اُس بیوفا نی بیوفائی کی نہیں
لیکن اُس سے ترک ہمنے آشنائی کی نہیں

ہوے کیا بیمار فرقت کا طبیبونسی علاج
وصل بن کوئی دوا دردِ جدائی کی نہیں

تو اگر کچھ پوچھتا ہے مجھسے میرے دلکی پوچھ
اے صنم مجکو خبر ساری خدائی کی نہیں

وہ بھلا کرتے ہیں کہتے ہیں بُرا مجکو بُرا
کی بُرائی مینے یہ مینے بُرائی کی نہیں

بیٹھے ہیں تھاما لگا کر دست و پا میں وہ حنا
اس سے بہتر جا کوئی ہاتھا پائی کی نہیں

چھوڑ قسمت سے دلِ دام بلائے زلف سے
ورنہ ظاہر کچھ توقع تو رہائی کی نہیں

لیگیا وہ دلربا دل کیونکہ میں حیران ہوں
یاں آتی کوئی اُسکو دلربائی کی نہیں

دیکھیے کیا ہو مکدر ہمسے ہو آئینہ رو
اور کوئی صورت نظر آتی صفائی کی نہیں

عشق ہی رہبر اپنا عشق ہی ہے رہنما
اے ظفر حاجت کسی کی رہنمائی کی نہیں

مطلع ثانی

اسی لئے تو ہمیں جستجو کسو کی نہیں
کہ ہمکو ملنے کی اب آرزو کسو کی نہیں

کہینگے دل ہی میں جو کچھ ہمارے دلمیں ہے
زبانسے کہنے کے ہم روبرو کسو کی نہیں

جھکا یا جسنے ہر سر اپنا زیر تیغ صنم
وہ ہوتا آگے کبھی سر فرو کسو کے نہیں

ہماری چاکِ جگر کا عبث ہے فکر رفو
یہ ہوتا ہاتھ سے ہرگز رفو کسو کے نہیں

امید آنے کی اسکے ہو کسطرح ہمکو
کہ آتا خواب میں وہ ماہ رو کسو کے نہیں

پھنسایا زلف میں کسطرح اُنے ہمکو لا
کہ آیا پیچ میں اسطرح تو کسو کے نہیں

| | |
|---|---|
| کہین سے جا پڑے اُڑ کر جو برگ گل سمندر مین | تو شرط عشق یہ ہے ساتھ ہو بلبل سمندر مین |

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| اگر ہو عکس افگن یار کی کاکل سمندر مین | تو پیدا جای موج آب ہو سنبل سمندر مین |
| پڑے عالم مین جسدم شور دریا سرشک اپنا | تو بس طوفان کے ڈر سے ہو نکیونکر سمندر مین |
| دکھاؤنگا جو اپنے دیدۂ پر آب کا عالم | تو گرداب کی بھی جائینگی آنکھین کھل سمندر مین |
| گذر جانا نہ سمجھے سہل دریاے محبت سے | اگر باندھے کوئی تدبیر سے پل سمندر مین |
| دکھائے آبداری تو جو اپنی دُر دندان کی | تو عرق آب خجلت ہووین ہوتی کل سمندر مین |

علی وہ ہے ظفر موڑی نہ ہرگز باگ میدان سے
سمندر ہو جو حائل ڈالدے تو دلدل سمندر مین

| | |
|---|---|
| کان سے گوہر اور دن نے دو چار نکالے اچھے ہین | چشم سے لاکھون ہی در شہوار نکالے اچھے ہین |
| گاہ جلانا گاہ رولانا یہ تو تمنے سیکھا تھا | ڈھنگ نکالے خوب ہین اور اطوار نکالے اچھے ہین |
| حق مین ہمارے اسنے کہی ہین باتین لاکھون یار بری | منہ سے کلام اس شوخ نے گر یکبار نکالے اچھے ہین |
| بات تری کب خالی ہے یا خیر کی ہے یا گالی ہے | پیارے تونے مجھسے تو یہ پیار نکالے اچھے ہین |
| خار رنج و غم کی خلش سے برسون ہم بیچین رہے | جسنے تو نے کلیجے سے یہ خار نکالے اچھے ہین |
| زلف نے ظالم مار نکالا دلکو تو کیا دائی تھا | اس کافر نے اور ہزارون مار نکالی ہین |
| گرچہ زمین یہ خوب نہ تھی پر اپنی زور طبیعت سے | کیا کیا اسمین تو نے ظفر اشعار نکالے اچھے ہین |

دیگر

نہین اعتبار آشنائی کی کان کو ... آشنائی کی باتین
... کہان ہین
کہین ... بیدرد ... جدائی کی باتین
... تو دل مین کدورت ... 
کرو تم نہ ناحق صفائی کی باتین
قفس مین ہے کیا فائدہ شور و غل سے
... رہائی کی باتین
جب آتی ہین یاد وہ چشم میگون
... پارسائی کی باتین
... جب ... لیا ... 
... نہ بھائی کی باتین
... محفل مین ... 
... رسائی کی باتین
ظفر کیا زمانہ برا آ گیا ہے
جہان دیکھو ہین واں برائی کی باتین

دیگر

[illegible]

جسنے اُس عالمِ تصویر کو دیکھا یہ کہا — ایسا تصویر سراپا تو کوئی ہی ہی نہین

قیس و فرہاد ہون کیا عشق مین ہمسر مجسے — مجسا دیوانہ و شیدا تو کوئی ہی ہی نہین

تیری دانتون کے مقابل مین کوئی گوہر گو — سمجھے کیا مال کہ ہیرا تو کوئی ہی ہی نہین

سر کے بالونمین ترے جیسے کہ ہے مانگ تری — ایسا ظلمات کا رستہ تو کوئی ہی ہی نہین

کس تمنّا پہ جیے عاشق مایوس ترا — لیکن اب اُسکے تمنّا تو کوئی ہی ہی نہین

ہو نہو زلف کے کوچے مین دل سودائی — اور اب اُسکا ٹھکانا تو کوئی ہی ہی نہین

سرو قد کون ہو رعنائی مین ہمسر تیرا — تجھسا یان دلبر رعنا تو کوئی ہی ہی نہین

کیا کرون غم کو نہ سمجھون اگر اپنا غمخوار — دل کے دینے کو دلاسا تو کوئی ہی ہی نہین

قدرتِ حق کا تماشا ہے ظفر جیسے بشر — ایسا دنیا مین تماشا تو کوئی ہی ہی نہین

بتون نے نہ کین آشنائی کی باتین — کہین اور ساری خدائی کی باتین

## مطلع ثانی

نہین ہمکو لازم بُرائی کی باتین — بھلون کو ہے زیبا بھلائی کی باتین

غضب ہے کہ دل مین تو رکھو کدورت — کرو منہ پہ ہمسے صفائی کی باتین

لڑاتے ہو محفل مین غیرونسے آنکھین — صریحًا ہین یہ تو لڑائی کی باتین

جو کرتے ہو تم دلربائی کا دعوے — کچھ آتی بھی ہین دلربائی کی باتین

دیگر

مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| نشکہ شام کو ایک اکیلا ہی لا فر ہے بہت | اگرچہ ظاہر مین یہ تہا دو دتن تہوڑے ہین |

اے ظفر شہ کی سلامی کو بڑا ہی گلگشت
گر ملین خلد مین کتنے ہی چمن تہوڑے ہین

| | |
|---|---|
| غیر نے آج ترے رات سحر کی گہر مین | نہ کہلی بات کسی پر رہی گہر کی گہر مین |
| رات بہر ہم رہے تیری بسی اد وار پہ پڑے | کسی جا سوس نے بہی یہ نہ خبر کی گہر مین |
| دل جلون کو نہین درکار چراغ خانہ | روشنی تہوڑی ہی کیا داغ جگر کی گہر مین |
| اشک گلگون سے نظر آئی ادہر کیا کیا گل | چشم پر خون سے جدہر ہمنے نظر کی گہر مین |
| شمع کی طرح سے یاد قد رعنا مین ترے | ہمنے سولی پہ سدا رات بسر کی گہر مین |
| چشم کی طرح سے صاحب نظر دن دیکہا | سیر کیا کیا نہین بے رنج سفر کی گہر مین |

مدعی وہ جو چہپے بیٹہے تہے بہاگے چہپ کر
آمد آمد جو ہوئی رات ظفر کے گہر مین

| | |
|---|---|
| گنہ سے ہم نہین خالی گناہگار نہ ہین | پڑے سکے لطف وکرم کے امیدوار تو ہین |
| بلا سے جان گئی اپنی عشق مین لیکن | وہ ہمکو جان گئے اپنا جان نثار تو ہین |
| دیا وہ بہڑکے گی کیا اور دلمین آتش عشق | نکلتے ہر بن مو سے مرے شرار تو ہین |
| وفور رشک سے گو سوز دل کبہو نہ بجہے | پر اپنی آنکہوں سے ہم رہتے اشکبار تو ہین |
| بلا سے گر جگر و دلمین داغ داغ ہوئے | ہمیشہ دیکہتے ہم سیر لالہ زار تو ہین |

۲۸

قطعہ

[illegible]

دیگر

اللہ ری شرم آئے جو وہ شبکو خواب مین
پنہان رکھا حجاب سے منہ کو نقاب مین

خوشبو ہی جو سینہ مین ای گلبدن ترے
نے وہ گلاب مین ہی نہ عطر گلاب مین

دل میرا ایک کیا کہ ہزارون ہی اسنے دل
باندھے کمند کاکلِ پر پیچ تاب مین

میرے دلِ شکستہ مین آگر رہے وہ کیا
رہتا ہے کون اسیر مکانِ خراب مین

یون آنسوؤن کے ساتھ پیا ہمنے خونِ دل
جیسے ملا کے پیتے ہین پانی شراب مین

منت کشِ اجل نہوئے ہم کہ ہوگیا
کام اپنا تیری ایک نگاہِ عتاب مین

اس بے وفا کو دو نہ دل اپنا تم ای ظفر
ڈالو نہ اپنی جان کو دیکھو عذاب مین

دیگر

ہم کہین اے نگار رہتے ہین
ایک تجھپر نثار رہتے ہین

ہم نہ شعلہ ہین نی شرر ہین نہ برق
پر سدا بیقرار رہتے ہین

نہین اس گل کو کچھ اثر ہوتا
نالہ کش ہم ہزار رہتے ہین

صورتِ نقشِ پا گلی مین ترے
ہم بھی اک خاکسار رہتے ہین

شمع سان سوزِ دل نہین چھپتا
گرچہ ہم اشکبار رہتے ہین

اپنے دامن مین دولت اشکون کے
گوہر آبدار رہتے ہین

ایک رنجش ہمین سے ہے ورنہ
آپ کے سب سے پیار رہتے ہین

چشمِ مست اسکی سے ہی جاتے ہے ہوش
گرچہ ہم ہوشیار رہتے ہین

۷۷

اب سلامی ہون اگر اہل سخن تھوڑے ہین
ہم کہ اوصاف بہت اور دہن تھوڑے ہین

[illegible]

قطعہ

[illegible]

ہم جنکو جانتا تھا بڑا دوست عشق میں — دیکھا تو ایسا دشمن جان کوئی بھی نہیں
شکوہ نہیں یونہی تو دل ہے لبالب مگر کبھی — آتا ہمارے تا بزبان کوئی بھی نہیں

اون کسکو اپنے ساتھ رفاقت میں اے ظفر
صبر و شکیب و تاب و توان کوئی بھی نہیں

لب و دہن کے ندی بوسے وہ اگر دو تین — بلا سے گالیاں دے منہ سے سیمبر دو تین
جواب خط کا نہیں وانسے ایک بھی لاتا — روانہ کرتے ہیں ہم روز نامہ بر دو تین
ہو تسلی دل میری اک جراحت سے — نہ جب تلک کہ ہون تم ادہر کارگر دو تین
زیادہ مجھسے نہیں قیس و وامق و فرہاد — اگرچہ عشق میں ہیں یہ بھی نامور دو تین
دکھائے تو نے انھیں دو تین بار ہنستے روز — جہان میں تجھسے جو ہون اور فتنہ گر دو تین
وہ سنکے نام مرا کچھ نہ بولے خیر ہوئی — کہ دانت پیسے اور اسنے نام کے نشتر دو تین
چلے جہان سے ہمراہ رنج و درد و الم — ہیں اس سفر میں بھی میرے یہ ہمسفر دو تین
جگر سے میرے اگر ایک خار غم نکلا — چبھو دیے وہیں حسرت نے نیشتر دو تین

وہ کہتے تھے کہ ہم اک دو پہر میں آتے ہیں
نہ آئے اے ظفر اور دن گئے گذر دو تین

ملا ہمیں اپنی قسمت کیا انکو کار غیر کی قسمت میں — خدا جانے کہ ہے کیا ہم گنہگاروں کی قسمت میں
نہ پایا بوسۂ دہن لب کا ارمان محبت نے — نہ تھا یہ شربت عناب یاروں کی قسمت میں

مطلع ثانی

جبکہ ہم جائینگے وہان کیا ہمسے پوچھا جائیگا
ہی یہ زیبا زلف ہی گیسو واسطے تیرے لیے
بات کھل جائیگا ہمیشہ نہین میرا راز دل
خوب جو دیکھا تو شمشیر صفاہانی مین بھی
مشک الماس و نمک بھر دیا ملا کر چارہ گر

غم اگر ہی تو یہی ہی ورنہ تو کچھ غم نہین
اپنے آشفتہ سر ہونا اتنا کچھ برہم نہین
دیکھ اتنا پھوٹ بہنا چشم پر نم کچھ نہین
روبرو اُسکے ہر دہی خمدار کی کچھ خم نہین
واسطے زخم جگر کے میرے مرہم کچھ نہین

خوب ہی وہ اک جہان جسکو کہیں خوب اے ظفر
کچھ نہین وہ جسکو کہدی ایک عالم کچھ نہین

ہر رات سبھی اپنے آرام کو سوتے ہین
کیا عشق کی صحرا مین بےخوف و خطر عاشق
ہر شب ہمین فرقت مین رو روتے ہی گذرتی ہے
کر لین تیرا نظارہ گر خواب مین تو آئے
ہم بستر راحت پر یار دو وہ دراز اپنے
مہکے ہوئے اُٹھی خوشبو مین سحر جس شب

ہم جاگتے ہین تم بن گو شام کو سوتے ہین
گم کرکے رہ کفر و اسلام کو سوتے ہین
وہ صبحکو سوتے ہین نے شام کو سوتے ہین
ہم شبکو جو سوتے ہین اس کام کو سوتے ہین
اودنسے نہ کہو میرے پیغام کو سوتے ہین
ہم لیکے بغل مین اُس گلفام کو سوتے ہین

بیہوش اے دل آنکھوں کے ہم یون ہین لقوتہ مین
گویا کہ ظفر پی کر دو جام کو سوتے ہین

خدا کا گھر ہی ادھر تو نکے آستانون مین
جگہ سجدہ کی ہی ادنکی کف پا کے نشانون مین

دیوان ظفر

۷۵

خاک پا فخر نہ بالنگا وہ ظفر ہون کہ جو اور
پکڑ مین قدمونکو تو مین انکے چرن کو پکڑون

عجب اعجاز ہے بلبل ہوا مین | چراغ گل نہ دیکھا گل ہوا مین

## مطلع ثانی

جو مشک افشان وہ کاکل ہوا مین | نہ آئے نکہت سنبل ہوا مین
اوڑے گر خاک دیوانہ کی تیرے | اٹھے زنجیر کا سا غل ہوا مین
ہوا مین آکے کسنے زہر اوگلا | کہ سمیت ہوئی بالکل ہوا مین
ترے کوچے تلک پہونچی ہے آخر | ہماری خاک جل جل کر ہوا مین
دل سرد آہ سے اس طرح پگھلا | کہ جیسے برف کھائے گل ہوا مین
ہوا ہے مے سے برہم کیونکہ ساقی | پیین خوش ہو کے جام مُل ہوا مین
رولائے ہے برنگ شیشہ ہمکو | نہ تجھ بن خندۂ قلقل ہوا مین

ظفر ہے گلشن عالم معطر
گئے ہین بال کسکے کھل ہوا مین

مین نہین اس میکدہ مین آجکل ہی مست ہون | ہون برت عشق ہون روز ازل سے مست ہون
کہتی ہے مجھسے حذر کر اسکی چشم خانہ جنگ | دیکھ آ اسمین نشۂ جنگ و جدل سے مست ہون
دین اگر آب بقا بھی مجکو جانون آب تیغ | اسقدر جام تمنائی اجل سے مست ہون

جو تیری چاہ مین ڈوبا وہ کب ابھرتا ہے
ہزار اسکو اگر آشنا ابھارتے ہین

قمار عشق مین ہمتی ہے بازی اونکی ہاتھ
وہ جان ہار کہ جان اپنی سیمین ہارتے ہین

کب ایک جام سے ہوتے ہین ساقیا سیراب
وہ بادہ کش کہ سبویان خم کی خم ڈکارتے ہین

ظفر جو کھینچتے ہین ہاتھ اپنا دنیا مین
ہمیشہ پانون وہ آرام سے پسارتے ہین

ترا سا غمزۂ و ناز اے صنم کسو مین نہین
جو تجھ مین ہے وہ خدا کی قسم کسو مین نہین

بغیر رنج کے کوئی نہین ہے کار جہان
مگر جو عشق مین ہے رنج و غم کسو مین نہین

گہر سے اشک کے کیا موتیونکو دون نسبت
جو اسمین آب ہے اے چشم نم کسو مین نہین

اگرچہ ہین چمن دہر مین ہزارون گل
ولیک بو وفا یا قی ہم کسو مین نہین

نہ موج مین ہے نہ زنجیر مین نہ سنبل مین
جو اوسکی زلف مین ہین پیچ و خم کسو مین نہین

سب اوسکو دیکھ کے حیران ہین عدو تصویر
ہو یہ حال ہے گویا کہ دم کسو مین نہین

خطائے نے بھیجے کئی لکھ کے اے ظفر ہمکو
پر ایک حرف محبت رقم کسو مین نہین

خواہ مین ہون راہ پر اور خواہ مین گمراہ ہون
لیکن اوس بت کا تہ دل سے ہواخواہ ہون

گو خمیدہ پشت ہون مین ضعف سے مثل کمان
پر لگاتا سینۂ گردون پہ تیر آہ ہون

خاک مین مجکو ملا لیکن گذر اس راہ سے
مثل چشم نقش تکتا تیری مین راہ ہون

برابر ڈھائے گر دیتے ہیں سب دیوار و در گھر کے
رواں جب چشم سے ہم آنسوؤں کی سیل کرتے ہیں

ترا عاشق ہوا یا وامق ہوا فرہاد یا مجنون
محبت میں سب انکو شامل اک قبیل کرتے ہیں

گذارہ کرتے ہیں زیر فلک بے بستر و سامان
نہ چھپر کہتے ہیں تجویز نے کھپریل کرتے ہیں

وہ جب آراستہ کرتے ہیں اپنی تیغ مژگان کی
تو ناز و غمزہ کو کپتان اور کرنیل کرتے ہیں

انہیں منظور سب سے پہلے ہے سر کاٹنا میرا
کہ سر بازو نہیں انکے وہ مجھے سرخیل کرتے ہیں

نہ جسکو عقل ہو اور ہو کتا ہو سبک لد ابھرتا
ظفر اوس آدمی کو ہم تصور بیل کرتے ہیں

جو کام ہو گریہ سے مرے ایک گھڑی میں
وہ ہو نہ باراں سے کبھی ذیلی جھڑی میں

یہ انجم گردوں کو تمنا ہے کہ ہم بھی
ہوں مہ تیرے نکی جا تری جھومر کی لڑی میں

ہے آب بقا پردۂ ظلمات میں پنہاں
دیکھا وہ لب جانبخش کو مسی کی دھڑی میں

جو پارۂ دل ہیں فرہ تریں نہ ہونگے
ایسے گل رنگیں کہیں پھولوں کی چھڑی میں

انسانکو مناسب ہے کہ ہر بات ہو نرمی
کہدے نہ کڑی سے نہیں لطف کڑی میں

ذرات کی گھڑیوں کی گھڑی کو کہنہ غافل
دم دم کا ہی احوال سب دل کی گھڑی میں

وہ جیسے ہیں ٹل جانا ہی خوب ہمارا
ہم اے ظفر آئے ہیں کوتی ادنکی تڑی میں

دشمن جو حسینونکو ہم جانکے کہتے ہیں
ہیو نہیں نہیں کہتے ہیں کچھ جان کے کہتے ہیں

اہی غرفہ سے جنھیں آپ ذرا جھانکتے ہین
پھر سنو اونکی تو کیا کیا وہ زٹل ہانکتے ہین

شب کو گلزار پر ایک اوس سی پڑجاتی ہے
منہ کو شبنم کے دوپٹے سے جو ڈھانکتے ہین

بھیجو بازار محبت مین مرا گوہر دل
پوچھو تم جوہر یونسے کہ وہ کیا آنکتے ہین

کوئی گل اور کھلا چاہتا ہے رشک چمن
آپ کرتی پہ نئے رنگ سے گل ٹانکتے ہین

کچھ تو آتا ہے اونھین دشت نوردی مین مزا
خاک صحرا کی جو دیوانے تری پھانکتے ہین

دل ہے نفرت کہ ہمین دیکھکے خوبان فرنگ
جلد جلد اور بھی گھبی کو سوا ہانکتے ہین

دی ظفر جنکو خدا نے صفت ستاری
کھوتے عیب کسیکے وہ نہین ڈھانکتے ہین

یون شعلہ سوز غم سے اُٹھا دلکے داغ مین
جیسے بھڑک گیا ہو فتیلہ چراغ مین

رخ پر ترے پسینونکے قطرونسے ہے بہار
کیا پھول چاندنی کے ہین چھٹکے باغ مین

ناصح نصیحتین تری ہم سُن چکے بہت
خاموش ہو کہ اب نہین طاقت دماغ مین

اے مست ناز پیتے ہین تجھ بن بجای مے
ہم بھر کے اشک دیدۂ تر کے ایاغ مین

ڈھونڈھے ہزار کوئی نہ اونکا ملے پتہ
جو گم ہوے ہین تیرے کمر کے سراغ مین

یہ لاغری سے حال ہے دیوانہ کا ترے
اُڑتا ہوا کی ساتھ ہے تنکا سا راغ مین

دنیا سے جسنے کھینچ لیا ہاتھ اے ظفر
پھیلائے پانون کیون نہ وہ کنج فراغ مین

دیگر

۱۷

ظفر

خدا جانے کہ سینہ میں مرے کیا رنگ ہے دل کا
نظر آتی ہے کچھ آمیزش خون آج آنسو میں

ٹھہر سکتا نہیں اس مہوش کے یہ پیش جبیں آن
ستارہ جلوہ گر خورشید کے ہے کیونکہ پہلو میں

بچانا چاہیے کوچے میں اس کے سچ کہا تو نے
برائے غمخوار کیا کیجے نہیں دل اپنے قابو میں

اگر برپا ہو طوفان دیدۂ غمخوار سے میرے
تو ہو وے کشتی افلاک تک بھی غرق لوہو میں

مزا برسات میں ہے ساقیا یوں بادہ نوشی کا
ادھر ابر سیہ جھومے ادھر مستی میں ہم جھومیں

اگر زنجیر ہوتی توڑ کر کب کا نکل جاتا
دل دیوانہ کو باندھا ہے تو نے اپنے گیسو میں

اگر گلگشت کو جائے ظفر وہ رشک گل میرا
بہار آئے مچائیں عندلیبیں باغ میں دھومیں

تری نگاہیں جو اے فتنۂ زمان دوڑیں
تو دل لیے لاکھوں بلا ہائے ناگہان دوڑیں

ہمارے حال سے وہ بیخبر نہیں آگاہ
وگرنہ یہ خبریں ہیں کہاں کہاں دوڑیں

ستم فراق کے ہاتھوں سے ہو کے فریادی
زمیں سے آہیں مری سوئے آسمان دوڑیں

اگرچہ آنکھیں تری پرنیاں ہیں پر اے شوخ
شکار دل پہ ترے جیسے چیتیاں دوڑیں

ہوا سے گیسوں کی لٹیں لگے ہیں لہرانے
یہ ناگنیں ہیں کہ ڈسنے کو دلستان دوڑیں

بلا ہیں لینے کو پریاں تری پرستان سے
ہمارے گھوڑ دوڑ نہ پھر چڑھ کے پریجان دوڑیں

زباں پہ آیا نہیں ہے ایک حرف ظفر
کہ پہلے ہی سے یہاں اُن کی چٹھیاں دوڑیں

سنا ہے نوح کی طوفان کو یاروں نے ... / مگر آنکھوں سے اپنی ہمنے وہ دیکھا ہے رو نہین

لگے اگر ایسے دیکھو کہ مثل شمع گھل گھل کر / بہا جاتا تمام دلسوز رہتا ہے رو نہین

ظفر ہم اپنا رونا رو چکے جا کر سامنے کسکے / رہا کون اپنے آنسو پونچھنے والا ہے رو نہین

صنما ہم کہین تو کیا کہوین / ہے جدا ہم کہین تو کیا کہوین

مدعی کہنے ہی نہین دیتے / مدعا ہم کہین تو کیا کہوین

حال غم تجھسے کہہ چکے یکبار / بارہا ہم کہین تو کیا کہوین

اپنے رونیکا تیرے ہنسنے کا / ماجرا ہم کہین تو کیا کہوین

نہین فرصت جو کہیے حسرت دل / حسرتا ہم کہین تو کیا کہوین

کہتے ہین سب وفا نہین تجھ مین / بیوفا ہم کہین تو کیا کہوین

خاک درکو ترے کہین اکسیر / توتیا ہم کہین تو کیا کہوین

تو تو منہ سے کہے ہی ہمکو برا / پھر بھلا ہم کہین تو کیا کہوین

تجھسے کہوین جو ہو مزیکی بات / بیمزا ہم کہین تو کیا کہوین

تجھسے وان کچھ کہا نہین جاتا / قاصدا ہم کہین تو کیا کہوین

بن گئے ہی وہ ابھی ظفر ہمسے / ہے خفا ہم کہین تو کیا کہوین

۶۹

مطلع ثانی

غم نہیں ہمکو اگر رکھّے فلک چکّر مین
کہ فلک آپ بھی ہے آٹھ پہر چکّر مین

یہ جو پھرتا ہے سرافانہ بخانہ خورشید
اس سے ظاہر ہے کہ ہین صاحبِ زر چکّر مین

موج دریای سرشک اپنی بھی طوفان ہے
جسکے ہر ایک حبابچہ سے بھنور چکّر مین

ڈھونڈھتی پھرتی ہین کس زہرہ جبین کو یارب
روز و شب رہتی ہین جو شمس و قمر چکّر مین

گردش چشم کا ساقی کی اشارہ ہی بھی
کہ رہی ساغرِ مے شام و سحر چکّر مین

خاک ہوکر تو ذرا بیٹھنے دی چین سے چرخ
جوں بگولا مجھے برباد نکر چکّر مین

آسیا کی یہ ہوا پھرنے سے معلوم کہ ہین
گردش دہر سے پتھر بھی ظفر چکّر مین

کہو اس بیخبر کو ہم خبر بھیجین تو کیا بھیجین
کوئی پرچہ بجز لخت جگر بھیجین تو کیا بھیجین

وہ جانے کس طرح سرنامہ ہمکو عشق مین اپنے
اگر اپنا نہ ہم سر کاٹ کر بھیجین تو کیا بھیجین

وہان سے طعنہ و تشنیع کی سوغات آتی ہے
یہان سے ہم انھین سوغات اگر بھیجین تو کیا بھیجین

فرشتہ پر نہ مارے اس گلی مین تو تو انسان ہے
تجھے خط دیکے ہم ای نامہ بر بھیجین تو کیا بھیجین

نہ قاصد ہے نہ کبوتر کیسے یاران عدم رفتہ
ادھر سے کچھ خبر اپنی ادھر بھیجین تو کیا بھیجین

جو کشتہ چشم کا اُنکی ہو وہ عین عنایت ہے
گل نرگس اُسکی گور پر بھیجین تو کیا بھیجین

نکر دی جو شفاعت سی کسی سرکشتی از رفتہ پروازی
نہ لعنت اسپہ دانا بستر بھیجین تو کیا بھیجین

جگر ٹکڑے ٹکڑے جان و دل ہین سوختہ دونو
تجھے کچھ تحفہ ہم ای عشق گر بھیجین تو کیا بھیجین

جو اُنکی قوم سی ہی وہ نزدیک اُنکی سب دشمن
کہ وہ تو دوست اپنی دوستان مجلسی کے ہین

عجب کیا خاک سے اپنی اگر روئیدہ ہو نرگس
کہ ہم اُس شوخ کشتہ تیری چشم نرگسی کے ہین

ظفر روے مصفا اُسکا ہی پیش نظر جنکے
نہین وہ مائل نظارہ ہوتی آرسی کے ہین

دل و جگر جو پاس تھے میرے جلے دونو ہی ہین
رکھتے اپنی بھی خنجر کو تیرے دونو ہی ہین

تو جلا پروانہ جلد اور شمع نے کچھ دیر کی
لیکن آتش سے محبت کے جلے دونو ہی ہین

نے وہان کوئی یار رہتا ہی نہ کوئی آشنا
کہ فرق اُسکے لا نہین آرہی پلے دونو ہی ہین

جب سے ہین دیدہ و دل اپنے اُسکے فرش راہ
اُس ستمگر نے بھی تا ہو وان سے ملے دونو ہی ہین

خوشنما عارض پہ تیری خط بھی ہے اور زلف بھی
لگتے نظر ونمین مگر کافر بھلے دونو ہی ہین

کیون نہ سمجھون ہمدم اپنا تیغ و خنجر کو تیرے
کہ ظالم تیر لگتا تیرے گلے دونو ہی ہین

اے ظفر ایسے بچاؤن کس طرح مین عقل و ہوش
جب کبھی آئے ہین وہ لیکر چلے دونو ہی ہین

کفِ پا مین تیرے سنہدی ہان جب غیر ملتی ہی
لگی ہی آگ پاؤن تلو دسے ہم غیرت سے جلتے ہین

ارادہ ہی تیرا اگر کوچۂ جانان کی جانے کا
مگر تو ایدل بیتاب جلدی ہم بھی چلتے ہین

لگا دیتا ہی تیرا غمزۂ قاتل اک ہاتھ ایسا
کہ بسمل تیری خوش ہو ہو کر وہ دو ہاتھ اُچھلتے ہین

لب لعلین نے اُسکے گر نہین دل خون کیا میرا
تو میری چشم تر سے لال آنسو کیون نکلتے ہین

صورتِ تصویر حیران ہو گئے | دیکھکر اوس یار کی تصویر ہم

ذبح کر تو ہمکو بسم اللہ کہ آپ | پڑھتے ہین اپنے لئیے تکبیر ہم

سوم ہو اوس سنگدل کا کیونکر دل | آدمی رکھتے نہین تاثیر ہم

بعد مجنون عشقبازون مین ظفر
رکھتے ہین تھوڑی سی کچھ توقیر ہم

اے بتِ طناز قربانت شوم | اے سراپا ناز قربانت شوم

حلقۂ زلف وکمندِ جان و دل | اے کمند انداز قربانت شوم

ہون مسیحا در لبِ جان بخش تو | صد ہزار اعجاز قربانت شوم

مرغ جانم در ہوائے کوے تو | میکند پرواز قربانت شوم

تا بہ قربانگاہ من یکبارہ ناز | باز آ تا باز قربانت شوم

تو بہر انداز بنما جلوۂ | من بہر انداز قربانت شوم

ہر دم آن ابرو کمان را از ظفر
میرسد آواز قربانت شوم

چلنا مریضِ غم کو ترے آٹھ نو قدم | معلوم ہے وہ ضعف ہے دس بیس سو قدم

حدِّ ادب پہ رہتی ہین دابانِ عشق | آگے نہین بڑھاتی کبھی نیم جو قدم

دیکھی جو تیرے ناخنِ پاکو تو کیا عجب | چومے فلک سے جھک کے تری ماہِ نو قدم

دیگر

ردیف نون

مطلع ثانی

یارو نہ زرد کو عشق مین رونے سے تم ہمین
اس سے سمجھا دو لگی کچھ اپنے دل مین ہین ہم

ہین گرچہ مثل شمع سراپا زبان تو کیا
کہہ سکتے پر زبان سے نہین اک سخن ہین ہم

دیوانگی کا شور ہے مجنون کے اے ظفر
دکھلاتے جب تلک نہین دیوانہ پن ہین ہم

کیا کہین اے ہمنشین ہم آج کیون بیکل سے ہم
جیسے کل تھی جانکو اوسکے جدا ہین کل سے ہم

لاکھ بل ڈالی ہے کافر اک سیدھی بات مین
زلف تیری ہو بلا ہو آپ مین اسکے بل سے ہم

پیر کا وعدہ کیا ہے اوس بت بے پیر نے
روز منتہی شوق مین دن گنتے ہین منگل سے ہم

تیری چشم مست سے ساقی طلب کرتے ہین جام
رکھتے وقت میکشی مطلب نہین بوتل سے ہم

ہاتھ جو گردن مین ہے تیری حمائل اپنا بھی
سیکھے لین انداز یہ کیونکر تیری ہیکل سے ہم

کھینچی خنجر جا بجا تیری اک پل مین ہزار بار
پا رہے ہین آنکھونکی جھڑی مژگان اگر پا دل سے ہم

ہے تو باہر کالا جہان مین مردم آزار نگاہ
پا گئے یہ زہر چشم شوخ کے کاجل سے ہم

جلتے ہین اپنے تن عریان پہ خاک کو ہی ملے
از غرض تن زیب رکھتے ہین ململ سے ہم

گر زمین پہ ہی گئے تو آسمان پر مثل برق
ڈر رہے ہین اے شیخ آتشخو تیری جھل بل سے ہم

جیسے یان کم ماندہ تحت الثری کو دہ گیا
کیونکہ نکلین دیکھئے دنیا کی اس دلدل سے ہم

لاکھ بھاری نکلے تمہین پر سبک ہین بیوقار
بے ترازو دبا گئے ادنکو ظفر اٹکل سے ہم

دیگر

ستم دیکھو کہ جب وہ بیٹھتے ہیں سامنے میرے — نہ کر لیتی ہیں دشمن کو سفر بیچ میں حائل

جدھر دیکھو جمال یار ہی مجکو نظر آئے — شود کر دے غفلت ترا گر بیچ میں حائل

دم گریہ کدھر جائے ترا عاشق کہ اشکون سے — نظر آتا ہے اک دریا سراسر بیچ میں حائل

ظفر ہے شوق وصل شمع میں پروانہ تو مضطر
مگر ہو جائے ہے فانوس اکثر بیچ میں حائل

## ردیف میم

در شبستان خود نماز زاہد خدا را دیدہ ام — آنکہ از چشم تو پنہان آشکارا دیدہ ام

تا نظر افگندہ ام بر قامت رعنای تو — جملہ از سر تا قدم ناز و ادا را دیدہ ام

کردہ ام رنگین ز حسرت پنجہ مژگان بخون — تا بدستت سرخی رنگ حنا را دیدہ ام

سالہا گردیدہ ام من در تلاش کیمیا — دیدہ ام اکسیر اگر آن خاک پا را دیدہ ام

تا صحا طرز نگاہش را نمیدانی کہ چیست — بر سر از من ماجرا من این بلا را دیدہ ام

کردہ ام من عمر خود در تیرہ روز بہا بسر — گر شبی در خواب آن زلف دوتا را دیدہ ام

چون تو در عالم ندیدم مکشتی صوفی و شی
ای ظفر بسیار رند و پارسا را دیدہ ام

ز حرد ذی ہوش بے تدبیر پریشا کر مین ہم — دو دستو اپنی فقط تقدیر پر شاکر ہین ہم

ہاتھ سی قاتل کے کچھ شکوہ نہین کرتی کبھی — رکھ کی آپ اپنا گلا شمشیر پر شاکر ہین ہم

دیگر

یہ میری دل ہان مین جو نون حاضر دو لیکو جو ہو پسند خاطر
غم و الم سے نجات پاؤن کہ مہلت ضیق ہی جس مین
دل اپنا سینہ مین جب حسب ضبط ہم اسکو تسکین دین کیونکر

نہ مجکو اسمین ذرا تردد نہ مجکو اسمین ذرا تامل
بڑا ہی احسان ہی اگر آپ کرے نہ تو ای قضا تامل
نظر مین شیوہ ہے تغافل سخن مین شیوہ ترا تامل

ظفر درنگ و شتاب مین ہین نکلتے انسان کے کام لیکن
کرے وہ جلدی کی جای جلدی کرے تامل کی جا تامل

زہی زہے دیکھ اور اسپر یہ خط کی نمود اے دل
جو اسمین آشنا ڈوبی مین سن لے ماجرا اون سے
سلگ جائیگا جب تو دل تو کوئی شعلہ نکلیگا
کرو دن کیا دل کا سودا زلف سے بازار الفت مین
یہ خوبی ہے فقط تیری خیال خط شکین کی
نخوت سے رہی انسان کو عزت
دل سوزان سے تیرے یہ اڑائی طرز جلنے کی
مرے سب ہو گئے بد خواہ تیری خیر خواہی مین

اگر جو دیکھی ہے اس چاہ کو پڑھتا ہی درد دل
ولا تو دیکھ اس چاہ زنخدان مین گو دادل
ابھی تو ساتھ ہمارے اٹھتا ہی دود دل
نہ کچھ اسمین آخر نہ ہی کچھ اسمین سود دل
وگرنہ زخم دل ہیرا کہان تھا مشک سود دل
نہ تھا اس خاک کے پتلے کا تو کچھ بھی وجود دل
وگر یکاہیکو جلتا تھا لون آتش یہ عود دل
نہ تھا کوئی عدو دل تھا کوئی حسود دل

اگر یا پاس اس بت بے مہر کے ہے قصد جانے کا
ظفر دم کر تو ٹھہر کر یا عزیز دیا دود دل

تیر مژگان پہ روا تیر بلا کی تمثیل
تیغ ابرو پہ بجا تیغ قضا کی تمثیل

[illegible]

آج ہی کیا کہ ساقیا بزم میں ہیں دھرے ہوئے
شیشہ و خم جدا جدا جام و سبو الگ الگ

ڈر ہے کہ بوسہ لے نہ لے منہ کو پھرا کے منہ سے تو
مجھ سے ہے وہ ذرا آئینہ رو الگ الگ

چشم سے ہر قطرہ یوں جلوہ نما ہیں اشک خون
جیسے چراغ رکھدیے ہوں لب جو الگ الگ

زمین یہ ہے طلسم کیا نکلی ہے سب سے اک صدا
روزن سینہ گرچہ ہیں تا بگلو الگ الگ

دست جنون ابھی مرا پہونچا نہیں ہے جیب تک
ہو گئے خود بخود ہیں سب تار رفو الگ الگ

گل جو چمن میں ہیں بنا ہزار دیکھ ظفر ہے کیا بہار
سب کا رنگ جدا جدا سب کی ہے بو الگ الگ

سوز الفت سے ہی وہ میرے دل مضطر میں آگ
جیسے کہ آگ تتر ہے جا کر چھپے پتھر میں آگ

میری آہ آتشین سے کیا عجب ہے ما شفق
پھیلا دے دامن چرخ ستم پرور میں آگ

کیا ہجوم داغ سوزاں سے بھرا ہے عشق نے
سینہ کی منقل میں اور دل کی مجمر میں آگ

اسکو کچھ پروا ہماری نالے افشار میں
ڈر ہے یہ ہمکو نہ لگا دے کسی کے گھر میں آگ

نکلے تیری دل جلوں کے ایسے آنسو گرم گرم
لگ گئی گرمی سے جنکی ایک چشم تر میں آگ

شعلۂ جوالہ و گرداب مت سمجھو انھیں
ہے کہیں چکر میں پانی ہے کہیں چکر میں آگ

سردی و گرمی سودا کے اے ظفر ڈرتا ہے جی
ہوتے ہیں دم بھر میں ٹھنڈے اور وہ دم بھر میں آگ

قصے سنتی ہیں سب تیری لڑائی کے لوگ
تو نہ ہو سوائے صنم ساری خدائی کے لوگ

[illegible]

ردیف اللام

[illegible]

کیون جام مہ کی دہر مین کرتا ہی بات تنگ
ساقی ہی دیکھ عرصۂ بزم حیات تنگ

قید حیات ہی مین نہین تنگ ہم تنگدل
ہو دیگی اونکی گور بھی بعد از ممات تنگ

بجائے غنچۂ خندہ تصویر باغ مین
ایسا ہو تنگ کے منہ سی تری اک بات تنگ

ہو تنگی زمانہ کی ہنگام شرح حال
کوتہ زبان خامہ دہان دوات تنگ

دیتا ہی بدصفات کو اک گلشن وسیع
زندان سے ہی زیادہ ذی خوش صفات تنگ

ہم ایک عمر تنگ رہی تیرے ہاتھ سے
لیکر بغل مین اپنی تجھے ایک رات تنگ

جو شافع امم ہے وہ ہے اپنا پیشوا
اونکے لیے ظفر نہین راہ نجات تنگ

تجھ بن ہی میرا حال یہ عہدہ فراق تنگ
لکھون جو خط تو ہووی قلم کا شگاف تنگ

وحشت کو جوش مین تری وحشی کی واسطے
ہی عرصہ گاہ قاف سی لی تا بقاف تنگ

کھینچے نہ گھوڑی کیکھو اپنے وہ شہسوار
کسنے کی خون سی تا نہو تر زیر ناف تنگ

زاہد نکل کے سیر خرابات کر ذرا
حجرہ مین کیون پڑا ہی ذ اعتکاف تنگ

یارب پھر آئے موسم سرما کہ مین اسے
کھینچون بغل مین آ کے زیر لحاف تنگ

ای دوست تیری بزم مین جی اپنا کیا کھلے
ول اسکو دشمنو نکی ہی لاف و گزاف تنگ

آئے جو ذکر اس دہن تنگ کا ظفر
غنچہ کا قافیہ وہین ہو جای صاف تنگ

مطلع ثانی

درد دل اپنا سنا بیٹھوں کبھی جو ایک دن

[illegible]

ہم گئی سیدھے سوے منزل عشق — راہ دیکھی نہ اسمین موڑ کی ایک

تیرے مغموم کو ہنسی کی بات — خوش نہ آئی کسی ہنسوڑ کی ایک

غم زیادہ جھجھوڑے اور مجھے — گر شکایت کروں جھجھوڑ کی ایک

دغت زر لگ گئی ہے منہ ورنہ — ہے یہ مُردار سو بند وڑ کی ایک

صورتیں ہین فریب کی لاکھوں — پر نہیں پاتے اُسکے جوڑ کی ایک

روؤں اتنا کہ ڈوب جای جہان — اتنو یہ بات ہے نچوڑ کی ایک

دل ہزاروں کے ٹوٹ جائین ظفر — بات کہدین وہ ایسی توڑ کی ایک

جب تلک دم کی آؤ جاؤ ہی ٹھیک — ہد موبات جو بناؤ ہے ٹھیک

روزن دل سے دیکھتا ہوں اُسے — یاں ہے ادس یار کا دکھاؤ ہی ٹھیک

دست و پا باندھے ہی حنا اوسکے — ہاتھا پائی کا آج داؤ ہے ٹھیک

حضرت دل تمھین بنا سکتا — کون اوسکے سوا بناؤ ہے ٹھیک

اپنی ای جامہ زیب تو پوشاک — جو بنائے ترا بناؤ ہے ٹھیک

میر اقعہ نہیں غلط سارا — کچھ نہ کچھ وہ تو آو جاپاؤ ہی ٹھیک

ماہ سے اے ظفر شباہت میں — تیغ ابرو کا اوسکے گھاؤ ہے ٹھیک

۶۰

[illegible]

ردیف الکاف فارسی

جاکر عدم مین لکھتا نہین کوئی اپنا حال
ہی یان کی رسم و خط و کتابت یہین تلک

پہونچا کی گور تک تجھی پھر جائینگے رفیق
ای بیخبر ہے انکی رفاقت یہین تلک

لیکر گیا نہ یان سے کوئی تلک اور مال
رہتی ہی یان کی دولت و حشمت یہین تلک

توجا کی یانسی پھر نہین رہنی کا حکمران
ہی تیری چند روز حکومت یہین تلک

جائیگا تیرا نام بھی کوئی نہ زیر خاک
ہی تیری واسطے تری شہرت یہین تلک

تو انکی دوستی پہ نکر ناز اے **ظفر**
ہین یان کے دوستدار محبت یہین تلک

اشک آنکھو نمین ہو گئے ہیہات خشک
گذری ایکی بار تو برسات خشک

گر نہ پہونچے میرے گریہ کی مدد
روز دریا ہو دی دو دو ہات خشک

ہے تری کار ستہ زلف پر عرق
مانگ ہی ای دل رہ ظلمات خشک

میرا دامن جون گل شبنم زدہ
کب ہوا اشکون سے ساری رات خشک

تر زبانی کچھ نہ کام آئی دہان
ہو گیا منہ سنتے ہی اک بات خشک

ہاتھ اوٹھاتا محتسب مستونپہ ہے
ہو دین یارب اسکی دونون ہات خشک

اے **ظفر** اوردن کو بھیجا اوسنے عطر
ہمکو بھیجین ڈلیان فقط سوغات خشک

ہو کی نتار تجھپہ یون دیتی ہین دم ہمین تلک
تیز ہی تیری بر جفا تیغ ستم ہمین تلک

جو ہین تیغ غم دل پر جگر پر بھی وہی
کیون نہ مضمون ورہیم دونون چلین اک راہ پر
کیا ہوا صورت مین کوئی خوب ہے اور کوئی زشت

حال ہو اب عشق مین ای چارہ گرو دونونکا ایک
جبکہ ہووے ای جنون تو راہ بر دونونکا ایک
لیک صورت گر ہو ای صاحب نظر دونونکا ایک

دل تو ادلجھا زلف سے ہے زلف ادلجھی دل کے ساتھ
ہے پریشانی سے عالم اے **ظفر** دونون کا ایک

وہ آکر پھر گئے جو میرے گھر تک
پھر آئین شام کم مضطر سحر تک

## مطلع ثانی

سرشک آئے تو کب مژگان تک
کہ جب جل ہی گیا دل سے جگر تک

نہین کعبہ کی جانے کی تمنا
خدا پہونچاے ہمکو اوسکے در تک

ہمیشہ ہاتھ ملتا ہون کہ ہیہات
نہ پہونچا ہاتھ میرا اُس کمر تک

ترے تیغ ستم سے اے ستمگر
عزیز اپنا نہین عاشق کو سر تک

یہ بدبختی ہے مرے آہ و فغان سے
خبر دل کی مرے اوس بےخبر تک

ہزار افسوس سے بلبل چمن مین
رہا تیرا نہین اب ایک پر تک

مجھے آئے نہ سمجھانے کو ناصح
اگر جائے ذرا اُس عشوہ گر تک

**ظفر** جس پر لگائی تاک تو نے
اُسی کو تک ادھر تک یا ادھر تک

بھلا اتنا تو رو دیجو اگر منظور ہے رونا
بہا کر اشک لیجائیں بھرا ای چشم تر دامن ٹھیک

ہمیشہ حضرت ناصح ہیں باتیں بناتے ہیں
کبھی تشریف لیجائیں نہیں یہ ای ظفر دانا ٹھیک

وہم کی راہ نہیں ای دل آگاہ ہی ٹھیک
راہ جو صدق و یقین کی ہے وہی راہ ہی ٹھیک

حلقۂ زلف میں ہے تیری رخ پر نور کہ ہم
دیکھتے ہیں تو نظر آتا ہمیں ماہ ہی ٹھیک

اوڑتا پھرتا تری کہ جبین ہے ہمراہ صبا
تن کا ہے یہ مرا اتنا پر کاہ ہی ٹھیک

سرکشی کرتا ہو ہمسے فلک ناہنجار
دیکھیں تو کیسا بناتی اسے ای آہ ہی ٹھیک

دل گدا کا ہو جو دولت سے عنایت کیجے غنی
شاہ کیا بلکہ اُسے کہنا شہنشاہ ہی ٹھیک

کیونکہ زیبا نہ تجھے جامۂ رعنائی ہو
ای صنم تیری ہی قامت پہ یہ دلق ہی ٹھیک

ای ظفر لوگ محبت کی ہوا باندھتے ہیں
پر نظر آتا نہیں کوئی ہوا خواہ ہے ٹھیک

میری اور مجنوں کی کیا تصویر ہے دونوں کی ایک
دو ہی طرح ایک ای رو ہی تحریر ہے دونوں کی ایک

برق سے نالہ کی میرے کچھ شرارت کم نہیں
آتش افروزی میں تاثیر ہے دونوں کی ایک

مسجد و بتخانہ سنگ و خشت سے دونوں بنے
فرق کچھ انمیں نہیں تعمیر ہے دونوں کی ایک

قیس سے سنیے کہانی مجھسے سنیے قیس کی
داستان ہے ایک اور تقریر ہے دونوں کی ایک

جو لکھا دشمن نے مجکو وہ ہی لکھا دوست نے
قاصدو کیا ایک قلم تحریر ہے دونوں کی ایک

دونوں وہ ناز و ادا دشمن ہیں میری جان کے
قتل کرنے میں مرے تدبیر ہے دونوں کی ایک

حسطرح رہتا ہے تو فکر سخن میں ڈوبا
یوں ظفر کوں ہو اس قلزم زخار میں غرق

تم جو ہر بات میں کرتی ہو ملاقات میں فرق
تمنے دیکھا ہماری جانب سے ہے کس بات میں فرق

بھیجے کس کس سے ہیں لکھوا کے خط اُسنے ہمکو
خط میں ہے فرق خط انکی ہے عبارات میں فرق

نہ رہی اُس نگہ مست کی کیفیت سے
گوشۂ مدرسہ و کنج خرابات میں فرق

مہ کو کیا حسن سے اوس مہر لقا کی نسبت
فرق وہ تو نہیں ہے یوں جیسے کہ ذرات میں فرق

چمن دل میں رہیں کیوں نہ گل زخم ہرے
جوش گریہ میں ہے مرا اور نہیں برسات میں فرق

کرتی ہیں پیشکش وہ سکو در اشک آنکھوں سے
ہم نہیں کرتی تری غم کی مدارات میں فرق

آج بیوقت وہ کیوں آگئے خلاف عادات
اے ظفر اونکی تو آتا نہیں عادات میں فرق

جوان تیغ نگہ ہے جبیں کی تاب میں رونق
برہ کعبہ نہیں ماہتاب میں رونق

حیات تو رہی پر ہیں لیک وہ نہ رہی
جو تھی حیات کی عہد شباب میں رونق

دکھائی دیتی ہے رونق جدھر دیکھو
گئی زمانہ کی سبب انقلاب میں رونق

دکھائی رونق حسن اپنی وہ تو ایک ذرۂ
رہے نہ ملا ہیں نے آفتاب میں رونق

فروغ شمع رہی زیر برقع فانوس
بجائے حسن کی تیری حجاب میں رونق

اگر وہ مست ہو تا رونق افزا ہو
تو ہو کچھ اور ہی بزم شراب میں رونق

۵۶

فدا اگر نہ ہو جان پر دانہ لیکن
نہ میری جان نثاری کے موافق

اگر ہوا بہ دریا بار تو بھی
نہ ہو وہ اشکباری کے موافق

نگہ کرتی ہے تیری کار ظالم
جگر پر تیر کاری کے موافق

محبت مین یہ بیہوشی بھی اپنی
ظفر ہے ہوشیاری کے موافق

گل سے ہین تیری عارض ای لالہ رو مطابق
سنبل سے زلف تیری ہی مو بمو مطابق

تیغ قضای مبرم اور تیری تیغ غمزہ
ہی تیری زبان مین ای جنگجو مطابق

دل کی بھی ڈھنگ وہ ہی مجھسی جو ہین تیرے
ہی تیری اور اوسکی کیا خو بخو مطابق

کیا جوش گریہ مجھسے لایا ہی رنگ دیکھیو
ہی میری چشم تر مین اشک اور لہو مطابق

جو دل ہی میرا کتا ہوتا ہی وہ ہمیشہ
حکم منجم ہے ہوتا کبھو مطابق

تو بھی وہی کہی ہے جو کہ رہا ہی دشمن
ای دوست اُس سے تیری ہی گفتگو مطابق

یوسف مین اور اُسمین فرق ای ظفر نہین ہے
یہ نقل و اصل دونون پائیگا تو مطابق

آئینہ ہی اگرچہ سر بسر صفا مین غرق
تیرا اگر تیرے رخ کی ہے شرم و حیا مین غرق

دولت سے آفسو نگری کیا عجب کہ ہو
کشتی گدا کی آب درِ بے بہا مین غرق

نی شام کی خبر ہی اُسے اور نہ صبح کی
جو ہی خیال زلف و رخ دلربا مین غرق

خط لکھتے لکھتے آیا جو رونا تو ہو گیا
کاغذ تمام خون دلِ مبتلا مین غرق

۵۵

[illegible]

| | |
|---|---|
| وہ روز ان دیوار سے کیونکر ہین جھانکین | سب تاک رہے ہین پس دیوار مخالف |
| کیا سحر ہے آنکھون مین ترے دیکھکے تجکو | ہوجاتے ہین سب تیری طرفدار مخالف |
| کر صلح کل اے دل کہ سب اُٹھ جاے لڑائی | کافر نہ مخالف ہو نہ دیندار مخالف |

برگشتہ زمانہ ظفر ایسا ہوا ہمسے
جو یار موافق تھے وہ ہین یار مخالف

| | |
|---|---|
| مجھے جو تیری جدائی کا دی ہے غم تکلیف | خدا کسیکو نہ دے ایسی اے صنم تکلیف |
| لکھینگے ہم نہ تکلف سے اور کچھ قاصد | اگر لکھینگے خط مین تو ہم اپنی یکقلم تکلیف |
| مریض عشق کو آرام ایک دم مین ہو | کرے ذرا جو یہان وہ مسیح دم تکلیف |
| یہ جان کنی ہے بڑا کام مشکل اے فرہاد | کہ اس سے کوہکنی مین کہین ہے کم تکلیف |
| مسافران عدم کی خبر خدا جانے | کہ انکو چین ہے یا جانب عدم تکلیف |
| مزا ہی کچھ تو مصیبت مین عشق کی ناصح | اوٹھاتی جان ہے جو اسقدر ہین ہم تکلیف |
| قدم سمجھکے رکھو اے دل رہِ محبت مین | یہ راہ وہ ہے کہ ہے جسمین ہر قدم تکلیف |
| جو دیکھین بتکدۂ دلمین صورت اُس بت کی | اگر ہین شیخ جی صاحب سو ہے حرم تکلیف |

دیا ہے ایسے ستمگر کو دل ظفر ہمنے
کہ جس سے جان کو پہونچے ہے دمبدم تکلیف

| | |
|---|---|
| ہوئی غیر دن کو خطا کی ہے جو تقدیر معاف | اسکا باعث ہے بتا دون جو ہو تقصیر معاف |

[illegible]

ردیف القاف

[illegible]

مہ ہو ہمتاب تیرے رُخ سے غلط
اے ستمگر خرام ناز سے تو

ہمسر ابرو سے ہو ہلال دروغ
ٹکرے دل کو پائمال دروغ

شیوۂ راستی ہے خوب ظفر
بات منہ سے نہ تو نکال دروغ

چاہیے ذی شمع مجکو ذی سر مدفن چراغ
جنبش دامن سے تیری ای نسیم صبحدم
یوں پس مژگان ہی وہ سُرخی چشم خمار
شب دکھا کر تو رخ روشن نکر غماز تکری
وقت صحبت یار سے گھر میں اندھیرا چاہیے
رات کو چوری سے جھانکا جو ذرا وہ شمع رو

داغ دل روشن ہے زیر خاک بے روغن چراغ
گر نہیں ہوتا چمن میں گل کا یہ روشن چراغ
رکھ دیا جیسے جلا کر ہو پس ملگن چراغ
ساتھ اپنے رات کو رکھتی ہیں کب ہر زن چراغ
روشنی اُسوقت ہی غماز اور دشمن چراغ
تاب رخ سی بنگیا دیوار کا روزن چراغ

شمع ساں جلتے ہیں سب جو سوز غم سے ای ظفر
ہے جلائی گھر میں گھی کے وہ بت مدفن چراغ

## ردیف الفا

ہم ہوئے جب سے کہ اُس ماہ جبیں سے واقف
عین ایمان سمجھتے ہیں ہم اُ نکا دیدار

پھر جہاں میں نہ ہوئے اور حسیں سے واقف
نہ تو ہیں کفر سے آگاہ نہ دیں سے واقف

ہمسر تری ابرو پہ خم سے بن سکے
یہ ماہ نو نہیں ہے گردون پہ سر جبین
تیری نگاہ ہے وہ غضب دیکھکر جسے

گرچہ بنائے تیغ گر اصفہان تیغ
چمکا رہا ہے سر پہ مگر آسمان تیغ
خنجر تو الحفیظ کہے الامان تیغ

کچھ بحر و قافیہ کو بدل کر ظفر غزل
تیری مین تیر سے ہے قلم دو زبان تیغ

وہ گل کہ گرد جن کے آنکھ نے خار ہی تیغ
سوال بوسہ ابرو کیا ہے کب مین نے
ہمیشہ سینہ بسینہ ہین ہم بھی سینہ سپر
الٰہی سر پہ دنبالہ دار ہے کس پر
وہ چین دیکھکے ابرو پہ لا نہین سکتے
ہر ایک غنچۂ گل کے لیے کمستا نہین

تیری نگاہ کو کوئی قہر خوش غلاف ہی تیغ
جو جھپ کے کھینچا وہ ہو گئے برخلاف ہی تیغ
اگرچہ سیلی وو سینہ سے تا بناف ہی تیغ
یہ اسکی چشم نے کھینچی پے مصاف ہی تیغ
زبان پہ جوہر خوبی کی اپنے لاف ہی تیغ
یہ تیری موج تبسم جگر شگاف ہی تیغ

ظفر ہے قدر سپاہی کی اس زمانہ مین کیا
ہر ایک باندھتا مذاق و نور باف ہے تیغ

آج زینب نوحہ گر ہی داد بیداد دریغ
گھر چلی اے خیمہ چلا بیٹھے کہان جائی کدہر
نور چشم ساقی کوثر ہے پیاسا دشت مین

بیٹھی سر ننگے سر ہے وا دریغا وا دریغ
اب نہ گھر ہی اور نہ در ہے وا دریغا وا دریغ
خشک لب ہے چشم تر ہی وا دریغا وا دریغ

ہمکو نہین رہی ہوس گل ہوا کے باغ — گل رشک خون مین تختۂ زمین بجای باغ

دل اسقدر ہی تنگ غم ہجر مین کہ ہے — زندان سے تنگ تر مرے حق مین فضای باغ

وہ پھول بھی ہزار پہ اونکے نہین فلک — لیکر زمین جنہون نے ہزارون بنائے باغ

تا باغ ہم نہ پہونچے قفس ہی مین مر گئے — کہکر کہ ہائے ہائے چمن ہای ہای باغ

منظور سیر باغ اگر ہو تو اب مجھے — داغون سے اپنے سینہ کے عاشق دکھائے باغ

بھر جام ساقیا کہین جلدی کہ پھر کہان — یہ گل یہ سبزہ اور یہ ٹھنڈی ہوائے باغ

وہ رشک باغ پاس نہین اپنے اے ظفر
کیا گل خوش آئے اور نہین کیا خوش آئے باغ

تو نے جسے کہدیا ای بت پرفن دروغ — بات اگر سچ بھی تھی وہ تو گئی بن دروغ

دلکو یہ ڈس لیتی ہے جانتا ہون خوب اسے — مین نہین کہتا تری زلف کو ناگن دروغ

دوست جسے سمجھے وہ ہمین ایک بنا ور کرین — باتین بنائین ہزار آنکے دشمن دروغ

ہو گئے محبت مین تم ہمسے نہ سیجے کبھی — دیتی ہے ہمکو جتا آپکی چتون دروغ

گل کو ہے نسبت کہان اس ترے رخسار سے — بولتے شاعر ہین ای غیرت گلشن دروغ

لکھے کو تقدیر کے جانتے ہین ہمتو سچ — لوتھی مین جو ہے ترے ہے وہ برہمن دروغ

درد دل اپنا نہ کہ تو ناصح بیدرد سے
جانتا ہے اے ظفر اسکو یہ ہے کو دل دروغ

جام مے تک نہیں پہونچی ابھی نوبت کہ ہوئی
بیخ میخوار کی ساقی کی ملاقات مین نفع

کیون لگاتا نہیں تو پہنچنے کے قاتل شمشیر
تنہ یک عمر کا تا ہو ابھی اک بات مین نفع

واعظا فایدہ کیا مدرسہ مین بک بک سے
سمجھ جو دلکا ہی ہوگا وہ خرابات مین نفع

وہ رہین آگئے اگر شب کو ہمارے گھر مین
اگلے پچھلے گلے سب اونسے ہوا اک رات مین نفع

مردا سے فخر جہان تا ہون ظفر کے دلمین
سب ملال آپکے الطاف و عنایات مین نفع

نہ ابر کی طمع ہے نہ گہر نہ ور کی طمع
جو بد معاش ہین انکو ہے مال و زر کی طمع

## مطلع ثانی

نہیں ہے ہمکو سوا وصل سیمبر کی طمع
فقط ہے عین عنایت سوا اک نظر کی طمع

روان ہو پر یہ اگر بیکے زلکا قاصد اشک
نہ کچھ ہو نامہ کی حاجت نہ سیمبر کی طمع

طمع کا چھوڑنا آسان نہیں کہ زیر زمین
بشر کے ساتھ ہی جاتی ہے یہ بشر کی طمع

تصور لب و دندان یار کی دولت
نہ ہمکو لعل کی خواہش نہ ہے گہر کی طمع

نگس کیطرح سے پیسے گا منہ کو اے طماع
نکر حلاوت دنیا سے تو شکر کی طمع

اوٹھا جکا ترا عاشق ہے وہ جہان ہاتھ
نہ اب وہ ہمکو ہی لالچ نہی ادہر کی طمع

وہ تیر سے محو وہان کمر کا پوچھے حال
جو رہنگان عدم نے رکھے خبر کی طمع

شکست دیجے کسطرح نفس سرکش کو
نہیں ہے اسکے سوا اور کچھ ظفر کی طمع

ان کی ظاہر آشنائی ہے فقط
ورنہ پنہان بیوفائی ہے فقط

کیون لڑائی آنکھ اُس نے غیر سے
ہیرے اُسکے یہ لڑائی ہے فقط

دلکو سودا ہے جو غش ہے زلف پر
اُسمین کیا ہے کج ادائی ہے فقط

ہمکو کافی منزل مقصود تک
عشق ہی کی رہنمائی ہے فقط

جان تک دیگا جلا یہ سوز عشق
آگ ابھی دلمین لگائی ہے فقط

گر سخن مین عشق کے گرمی نہین
اے ظفر ہرزہ درائی ہے فقط

کیا لکھون قاصد سے شکوے کی طغیانی مین خط
حرف مچجائینگے سارے بھیگ کر پانی مین خط

ہو لکھا تقدیر کا معلوم کس عنوان مین
وہ پڑھا جاتا نہین ہے جو کہ پیشانی مین خط

قتل کرنیکو ہمارے کم نہین شمشیر سے
سبز ہون سرمہ کا چشم دلبر جانی مین خط

کیا قبا دریا تو ہے کام مجنون کو کہ ہین
ناخن وحشت جنون سے تن بہ عریانی مین خط

ہم ترے رخ کے کتابی کو ہین مصحف جانتے
ملتا ہے عارض کا ترے خط قرآنی مین خط

بندہ گیا ہو جب سے اُس زلف پریشان کا خیال
ہم شکستہ لکھتے ہین اکثر پریشانی مین خط

صفحۂ عالم پہ ہین جتنے سخندان اے ظفر
لکھتے ہین تیری غلامی کا سخندانی مین خط

## ردیف الظاے معجمہ

| | |
|---|---|
| میری بات تو نہین اگر ہووے نہ بوالفتکی | تو پھر اس شوخ کو کیا ناک چڑھانے سے غرض |
| کچھ ہوا ایسا کہ قرار آئے دل مضطر کو | نہ غرض خط سے نہ قاصد کے بہی آنے سے غرض |
| دل ہو سینہ مین نشانہ کہ جگر تجھکو کیا | اے کماندار تجھے تیر لگانے سے غرض |

دے کے دل اپنا اُسے ایسے ہوئے بے پروا
ہم نہین رکھتے ظفر ایک زمانہ سے غرض

## ردیف الطاے مہملہ

| | |
|---|---|
| کس کس کے نام آئے ہین اس عشوہ گر کے خط | ہین آج دونون ہاتھونمین جو نامہ بر کے خط |

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| دلوادے یاد کوئی انھین یاد کر کے خط | تکیہ تلے وہ بھول گئے میرا دہر کے خط |
| تاباں ہین نور عشق سے مثل خطوط مہر | ہین گرد جو نہٹون کے داغ جگر کے خط |
| کرتا ہے کہکشان کو شب تار مین خجل | اُس مہ جبین کے مانگ کا بالونمین سر کے خط |
| سو ٹکڑے دل کے ہو گئے پر جسم پر کہین | ظاہر پڑا نہ وار سے تیغ نظر کے خط |
| حال اپنا لکھکے آئے جو رونا کبھی مجھے | بہ جائے جوش گریہ سے اُس چشم تر کے خط |
| تاثیر کچھ تو کی ہے مرے دود آہ نے | آیا نکل جو رخ پہ ہے اس سیمبر کے خط |
| ہے یہ خطا اگر کٹے نہ قاصد کے دے اُڑا | پھینکا بلا سے قینچی سے اُسنے کتر کے خط |
| ہون لاکھ خوشنویس اگر خط نسخ مین | پر ہو کسیکا خوش خط سے ظفر کے خط |

رکھتے ہیں ذات روا اپنی جو دنیا میں حریص
یہ قصور انکا نہیں ہے اے ظفر تقصیر حرص

سب آفتیں بری ہیں پر الفت علی الخصوص
سب غم ہیں سخت پر غم الفت علی الخصوص

ہر ناز غمزہ اسکا قیامت سے کم نہیں
اور پھر وہ جلوۂ قد و قامت علی الخصوص

کرتی ہے چشم یار جب ایمای قتل عام
ہوتی ہے میری طرف ہی اشارت علی الخصوص

ہے صاف جوش عشق میں نقصان آبرو
اور ہے جب آئین گریہ کی شہرت علی الخصوص

ہم وحشیوں کو ہیں ہے وحشت سمجھا چکی
اور اس نگاہ و چشم کی وحشت علی الخصوص

سب انکے ناپسند سمجھنا میں دوستی
اور اسمیں دشمنوں کی شکایت علی الخصوص

جتنے کہ شیوہ خوب تھے دنیا سے اٹھ گئے
اور اے ظفر طریق مروت علی الخصوص

## ردیف الضاد معجمہ

رکھتا نہیں ہے جو وہ بیوفا غرض
تو ہم بھی بیغرض ہیں نہیں ہے اس سے کیا غرض

ہم انکے ملتجی ہوں نہ کیوں وصل کے لیے
دنیا میں کب نکلتی ہے بے التجا غرض

مطلب نہ ظلم سے ہے نہ تیرے ستم سے کام
ہمکو وفا سے اپنی ہے اے دیر جفا غرض

کام اپنا ہو گیا نگہ یار سے تمام
اب تجھ سے کیا رہی ہے ہمیں اقتضا غرض

ناحق بناؤں اپنے لیے اور مدعی
کیوں جاؤں میں وہاں مجھے کچھ مدعا غرض

[illegible]

جلا شمع کے گرد پروانہ پھر کر — ہوئی رہنما سوز الفت مین گردش

بگولے کے مانند مجھکو ہمیشہ — لیے پھرتی ہی دشت وحشت مین گردش

پھرا ہر زردار ہو کر جہان مین — ہے اہل دولت کو دولت مین گردش

ظفر ہم جو رہتے ہین آوارگی مین — نصیبون کی ہے یہ حقیقت مین گردش

## ردیف الصاد مہملہ

ہے غمخوار ہمین ہے یار دل غمناک خاص — کیون نہ غم کھائے کہ ہے اسکی ہی خوراک خاص

اور بھی یون تو ہزار دن مین شکار اے شہسوار — پر یہ میرا صید دل ہی قابل فتراک خاص

وہ سمند ناز کو کرتا ہے کیا کیا گرم خیز — ہے اسکے واسطے یہ توسن چالاک خاص

قاصدان اشک جو رہتے رواں ہین رات دن — واسطے دل کے خبر لانیکی ہے یہ ڈاک خاص

ابر نیسان ہے برستے کب ہین لعل لخت دل — یہ تو ہین برسانے والے دیدۂ نمناک خاص

خاکسار ہین تم اپنے خاص کہتے ہو جنہین — اور بہتیرے ہین سو ہم خاک ہین ہین خاک خاص

یون تو قتل عام کرتے ہین وہ سب ناز و ادا — پر ظفر اس کام کا ہے غمزۂ سفاک خاص

سمجھا ہے جسے یار وہ نہین تو خاص — تری ہوئی ہے اس سے گفتگو خاص

حسین تو اور بھی ہین خاصے خاصے — مگر سب مین ہے تو اے ماہرو خاص

[illegible]

کیا ابر نو بہار سے ساقی نسیم خوش
رکھی ہے دیکھ دوش پر اپنے گلیم خوش

خوش آئی بوئی مشک کسی جب دماغ سے
اس زلف عنبرین کے بھری ہو شمیم خوش

ان تیرے سر خوشوں کے لیے کوئی میفروش
آپ ہو وے آخوش سے ہے ساقی نعیم خوش

تیرے مریض عشق کو مرنے کی ہے خوشی
دیکھا سوائے اسکے نہ کوئی سقیم خوش

گر ہو پسند ای سہ پردہ نشین تجھے
ہے چشم منتظر مری خوش دل حریم خوش

بیت الحزن مین یار ترے غمزدونکے پاس
ہے داغ ہمنشین خوش ہو غم ندیم خوش

جو ہے یہان مسافر ناخوش ہے ای ظفر
پایا نہ اس سرا مین کوئی بھی مقیم خوش

ہمکو بے بوسہ دل اتنا دون چہ خوش
تم ہو خوش مین وہ ناخوش ہون چہ خوش

مین خوشامد بھی اگر اسکی کرون
ہو گئے وہ ناخوش کہے ہے لون چہ خوش

ہے وہ جانا دشمن جانی مرا
دوست اپنا اسکو مین جانون چہ خوش

تو ہے خوش خوش وہان غیر نہین مجھے
کھاؤ نہین یان رشک سے افیون چہ خوش

اٹھ گیا جو پاس کر کے غیر کا
اسکو پھر مین پاس بٹھلاؤن چہ خوش

وادی وحشت مین میری طرح سے
خاک اڑا کے تو بھی ای مجنون چہ خوش

وہ خطا وار نہیں ٹھہرائین مجھے
انکو مین خط لکھ کے بھجواؤن چہ خوش

ہون وہ مثل زلف برہم اور مین
انکی زلفونکی بلائین لون چہ خوش

اے ظفر دامن سے اس سفاک کے
کوئی ڈہونڈ لے ہما سا خون چہ خوش

[illegible]

دشک ہین تھی یہ خوشبو نہ آگے عنبر مین
لیے ہین طرۂ مشکین سے اُس حبیب کے بس

ذرا بھی پائی نہ گرمی گلو نکے دلمین صبا
بہی تھی نالۂ پرسوز عندلیب کے بس

کہے ہے عشق ظفر عقل کا نہ مان کہا
تمام ہو چکے آداب اس ادیب کے بس

جمع کر سکتے نہین صاحب تدبیر حواس
منتشر کرتی ہے جب گردش تقدیر حواس

کہو اُس عذر شتے سے نہ غرا اتنا
تیرے کمو دیگا مرا نالۂ شبگیر حواس

لائے زندانمین جب اُس زلف کے سودائی کو
اور بھی اُسکے گئے دیکھ کے زنجیر حواس

کچھ بجا و بجا خاک کہ پیری کی سبب
رہے تیرے نہ بجا لے فلک پیر حواس

دلکی دل ہی مین ہی منہ سے نہ کچھ دلکی کہی
گم ہوے سامنے اُسکے دم تقریر حواس

تیغ ابرو سے ہین سینہ سپر ہین ورنہ
اچھے اچھو نکے اوڑا دیتی ہے شمشیر حواس

نہین معلوم ظفر یاد ہے اُسکو کیا ہیچ
کہ بھلا دیتی ہے وہ زلف گرہ گیر حواس

بعد آزادی بھی ہے ہے یہ تاثیر قفس
ہوش اڑجاتے ہین گر دیکھون ہوں تصویر قفس

ہم چمن مین کرے ہین آشیان اپنا درست
کرتا ہی صیاد فکر و اہم و تدبیر قفس

سیر کو دن جائین ترے ہاتھو نسلے ای صیاد دو
یون گرفتاری مین ہین جیسے عصافیر قفس

یاد شاخ گل مرا کر دلکو کرتی ہے فگار
ہی بجا جو بہ قفس کو گر کہون تیر قفس

[illegible]

[illegible]

غیر سے آہستگی مین بات کرنی پیار سے
اور ہمسے بولنا یون آپ خود کام تیز

ہوش وحشت مین ترے مجنون کو پیر آ نہین
خار زیر پا مین صحرا مین سر ہر گام تیز

گرمی رخسار تیری ہی قیامت زیر زلف
اسقدر ہوتا نہین خورشید وقت شام تیز

بوسہ مانگو تو طبیعت اسکی ہو جاتی ہے تند
اے ظفر ہو جاے ہے دینا کو وہ دشنام تیز

یون ہے ذقن پہ زلف شکن در شکن دراز
چاہ عمیق کے لیے جیسے رسن دراز

عاشق کو تیرے ہوگا نہ آرام جیتے جی
جا کر کریگا پانون نہ زیر کفن دراز

تا حق زبان شمع نہ گلگیر کاٹتا
کرتی نہ وہ زبان جو سر انجمن دراز

بارے کیا وہ تیشۂ آخر نے مختصر
تھا جو کہ قصۂ عشق کا اے کوہکن دراز

مارے ہے بے زبان وہین زخم لاف عشق
یہ تو زبان دراز نہین ہے دہن دراز

تشبیہ اسکو دون قد موزون سے کیا ترے
اے رشک گل ہے قامت سرو چمن دراز

جانے دے تو نہ چھیڑ ظفر ذکر زلف یار
ہو جائیگا زیادہ وگرنہ سخن دراز

## ردیف السین مہملہ

بارش کے تار مین سر مژگان تر کا عکس
خورشید چرخ ہے مرے داغ جگر کا عکس

تالاب پر وہ ماہ جو دیکھے ہے چاندنی
پانی مین رقص کرتا ہے کیا کیا قمر کا عکس

| | |
|---|---|
| معلوم نہیں نامہ میں ہے کیا رقم تیز | جو نامہ بر آتا ہے اوٹھائے قدم تیز |
| سست آئے کہ تیز آئے مری آنکھ سے آنسو | نے مجکو غم سست ہے اے دل نہ غم تیز |
| سب حال کہے دے ہو مرا ان کے سب سے | کندی جو اس ادمیہ سحر لحظہ دم تیز |
| اس عاشق شیدا پہ ستمگر نہ روا رکھ | یہ سستی الطاف اور اتنا ستم تیز |
| جو دیکھے تجھے یہ کہے واللہ نہ دیکھا | جانانہ گرم ایسا نہ ایسا صنم تیز |

سرکش ہو عدو گر سر میدان کتابت
ہو خنجر تیز اے ظفر اپنا قلم تیز

| | |
|---|---|
| گر تو خوشی سے حرف حکایات چند روز | اے یار پھر کہاں کہ یہی بات چند روز |
| دنیا مثال فاختہ جاتی ہے جسکے پاس | رہتی ہے اسکے پاس یہ بد ذات چند روز |
| تو جانے گرم و سرد زمانہ کو اس لیئے | گرمی کبھی ہے اور کبھی برسات چند روز |
| بیٹھا ہے اعتکاف میں کیا زاہدونکی طرح | تو اوٹھ کے کرلے سیر خرابات چند روز |
| ہو جلد ہوشیار کہ جاتے ہیں ہاتھ سے | غافل نشاط و عیش کے ہیہات چند روز |
| کچھ لطف زندگی کا اگر ہے اسی میں ہے | ہے یہ جو دوستونکی ملاقات چند روز |

فرصت بہت ہی کم ہے غنیمت سمجھ ظفر
ہنس بول کر بسر ہو تو اوقات چند روز

| | |
|---|---|
| کرے ہے کسلیئے تلوار تو تیز | ظفر کیا کم ہے تیری جنگجو تیز |

دیگر

کیا نہ ہجر کا دل سے غم و ملال اک روز
امید وصل میں ہے ہو گیا وصال اک روز

دیگر

## ردیف الرائے ہندی

| | |
|---|---|
| مین نہین کہتا کہ دل تونے لیا جان تو چھوڑ | پر خدا کیلیے کافر مرا ایمان تو چھوڑ |

### مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| بڑ ریان چھوڑ نہ ہا زلف پریشان تو چھوڑ | دولت حسن پہ تو کوئی نگہبان تو چھوڑ |
| استقدر دست درازی نہ کرے دست جنون | چھوڑ ثابت نہ اگر جیب کو دامان تو چھوڑ |
| کرتے دنیا کو ہو سامان عبث تم اتنا | غافلو جاؤگے یان کا یہین سامان تو چھوڑ |
| جنبش ابرو پر خم سے دل بسمل پر | ہاتھ اک کھینچ کے شمشیر صفاہان تو چھوڑ |
| ہووے اس حور لقا پر جو پری دیوانی | اور اگر کچھ نہ کرے دے پرستان کو چھوڑ |
| تیر ثابت تو نچھوڑا کوئی ولین تونے | پر جگر مین کوئی ٹوٹا ہوا پیکان تو چھوڑ |
| دل کبوتر ہے مرا جال مین نفونکے ترے | تو نچھوڑ اسکو اگر سمجھے ہے گردان تو چھوڑ |
| شیوہ آہ و فغان مجھ سے یہ چھوٹے کیونکر | روش آن و ادا اپنی تو اک آن پر چھوڑ |
| جب کہا مین نے کہ چھوڑونگا نہین آج تجھے | لگے کہنے کہ ذرا پردہ دالان تو چھوڑ |

لے گئے ساتھ ظفر سب وہ مرا صبر و قرار
لیکن البتہ گئے حسرت و ارمان تو چھوڑ

## ردیف الرائے معجمہ

| | |
|---|---|
| یون ہوا سینے مین یار کا پیکان عزیز | جسطرح آیا ہو گھر مین کوئی مہمان عزیز |

### مطلع ثانی

۴۰

مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| غمزہ ہو ترا ملق پہ سینہ مین تیرا تیر | یون چاہیے کھینچی تری نخچیر کی تصویر |
| حیران رہے ہو صورتِ تصویر مصوّر | کھینچے اگر اس عالم تصویر کی تصویر |

قربان ظفر مین قلم شوق کے اپنے
کھینچے ہے مرے ولیہ مرے پیر کی تصویر

| | |
|---|---|
| عشق مین کیونکر جیئین ہم اپنا سینہ کوٹکر | جیین ہے کھا جائین ہیرے کا نگینہ کوٹکر |
| واہ وا کیا صانع قدرت نی آنکھون مین تری | بھر دیے موتی ہے اے ماہ شبینہ کوٹکر |
| تیغ ہمسر تیرے ابرو کے نہ کوئی بن سکے | تیغ گر سو بار مین لوہا بے قرینہ کوٹکر |
| ہاتھ لوٹین محتسب تیرے کہ تونے سنگدل | ریزہ ریزہ کر دیا پتھر سے مینا کوٹکر |
| گر کبھی ہو وصل کی کچھ شب تو ہم اسکے عوض | دق گذارین چھاتی اپنی اک مہینا کوٹکر |
| پارہ پارہ کر دیا سنگ ستم سے ہے ستم | لے پر پرو تونے دل کا آبگینہ کوٹکر |

ظلم ہو جو ہے کیا نقصان شریفون کو ملے
کب گھٹائے قدر زر لوہا کمینہ کوٹکر

| | |
|---|---|
| وہ ہے فروغ محبت نے لگے داغ کا نور | نہ پہونچے شمع کا نور اسکو نی چراغ کا نور |
| پڑے شراب مین گر عکس روے ساقی کا | تو آفتاب سے مہتاب ہو ایاغ کا نور |
| نظر لگائے اگر اسکے خال عارض کا | تو یہ دعا ہے کہ اوڑ جای چشم زاغ کا نور |
| گل چمن مین ہو کیا روشنی صبح بہار | جو دیکھیے چہرہ خوبان رشک باغ کا نور |

بڑھے جو عشق کے شعلے سے نکلے داغ کا نور
نہ پہنچے شمع کا نور اسکو نہ چراغ کا نور

پڑے شراب میں گر عکس روے ساقی کا
فزون ہو نور سے خورشید کی ایاغ کا نور

اگر کو اسکی شب تار زلف مین ڈھونڈھے
کہان ہے عقل مین یہ طاقت سراغ کا نور

وہ ماہ باغ مین جسوقت چاندنی دیکھے
تو دیکھے پھر کوئی اسوقت صحن باغ کا نور

ہے جو خال رخ یار سے وہ ہمچشمی
تو پھر یقین ہے کہ اڑجائے چشم زاغ کا نور

بغیر تیرے ہے عاشق کے حق مین نار سقر
چراغ محفل یاران خوش دماغ کا نور

فروغ بخش ظفر فانوس کے چہرہ پر
ہمیشہ انکے ہے دلہائے با فراغ کا نور

کھلتا نہین ہے حال کسی پر کہے بغیر
پر دل کی جان لیتے ہین دلبر کہے بغیر

مین کیون کہون تم آؤ کہ دل کی کشش سے وہ
آئینگے دوڑے آپ مرے گھر کہے بغیر

کیا تاب کیا مجال ہماری کہ بوسہ لین
لب کو تمہارے لب سے ملا کر کہے بغیر

بیدرد تو سنے نہ سنے لیک درد دل
رہتا نہین ہے عاشق مضطر کہے بغیر

ہم ہین وہ خاکسار کہ مانند نقش پا
در پر جما ہو یا ترے بستر کہے بغیر

جو مین کہون تم وہ سب کہی جاتی ہے غیر سے
آگے قرار اسکو نہ دم بھر کہے بغیر

صورت ہی میری دیکھکے سب میرے دل کا حال
معلوم کر گیا وہ ستمگر کہے بغیر

کیا خاکساری اپنی کہون تم سے جا کے مین
وہ ہے مین تجھ سے مکرر کہے بغیر

[illegible]

| | |
|---|---|
| بنا یا دشمن انھین اپنا چھیڑ کر مین نے | کہ انکو مجھ سے پڑا ایک گذ گذری مین بیر |
| الہی اُترے مین کیون مدرسہ مین طالب علم | پڑھا او نھون نے ہے کیا درس مبتدی مین کہ |
| نہ آیا وادی مجنون مین ناقہ لیلے | غضب ہے تیرے بھی آسا بان عمر مین بیر |

ظفر وہ ہویگا ہونا ضرور ہے جس کا
کوئی ہزار کرے امر لابدی مین بیر

| | |
|---|---|
| ڈہونڈے کوئی کیا یار کا در چھوڑ کے اور | اس گھر کے سوا تو نظر آتا نہین گھر اور |

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| ہم دیکھتے ہین انکی نظر آج ادہر اور | معلوم ہوا انکو ہے کچھ مد نظر اور |

## مطلع ثالث

| | |
|---|---|
| جس وقت ہوے اشک فشان دیدۂ تر اور | دل اپنا جلا اور بڑھا سوز جگر اور |
| اس منزل ہستی سے کوئی آگے عدم ہے | کیا جانیے بیٹھے کہ ہے درپیش سفر اور |
| گل پھولے سمائے نہین جامہ مین صبا کیون | کچھ اوڑتی ہوئی آئی ہے کانون مین خبر اور |
| رسوا جہان کیا ہو گریہ سے ہم اے دل | ہمکو تو ڈبو ویگا ابھی دیدۂ تر اور |
| جس دن سے تصور ہے رخ و زلف کا تیرے | اوس دن سے مرا حال ہے شام اور سحر اور |
| ہر چند کہ بتر دن سے ہے سینہ مرا غربال | پھر بھی کہے جاتا ہون دل اور جگر اور |

دیگر

[illegible]

[illegible]

اٹھا کر آج میری جنس دل ڈھی چلا تھا وہ
ظفر کتنے سے اپنے دوستوں کو اسنے دے دی پر

تمہاری گالیاں کھاتا ہوں میں کو سہ نہ ٹالے پر — کہو گا سچ یقین ہو یا نہو تمکو مرے سچ پر
مری اکبات بھی تم جو رکھتے ہو خدا جانے — لگے ہے آپکا دل کسطرح اور دونکی پیچ پیچ پر
کھجا کچھ بھرے ہیں عشق نے دمیں ہم حسرت — نہیں ہوتی ہے نیت سیر انکی اس کھجا کچھ پر
سفارش لاکھ پر سچ گر کری کوئی نہیں سنتا — وہ ظالم جبکہ آجاتا ہے اپنی بانکی تیچ پر
کہا سب نے مرے دلکو کہ پیچ پیچ بار گیسو سے — بچا ہرگز نہ یہ شامت کا مارا اتنی پیچ پیچ پر
چمن کو یاد کر کر ہم قفس میں اسقدر ٹھہر کے — کہ بازو لوٹ کر دونوں ہے ہو ہو ہیں شاخ نخ پر

ظفر دلکا محل مضبوط ہوتا ہے تو ہمت سے
نہ موقوف اسکا استحکام ہے نہ پرہے نس گچ پر

کیا عجب ہے کہ ہمارا دل غمناک میں تیر — تو وہ نوا کے لگا وہ بر خاک میں تیر
سرکشی ہے سزا تیری یہی اے گردون — کہکشاں دیتی ہے ہر شب تری ناکمیں تیر
انکو انجم نہ کہو آتے ہیں سوفار نظر — بیٹھے ہو نگے مرے سینہ افلاک میں تیر
کس کمانداز نے کی دشت میں تیر اندازی — کہ سوں ہر سمت پڑے ہیں خس و خاشاک میں تیر
جو کہ دنیا میں ہیں آلودہ یہ کاوش ہے انہیں — ہے ہر اک ڈگمگاتا گویا تن ناپاک میں تیر
دیکھنا جذب محبت کہ نہ نکلا ہرگز — گیا ٹوٹ کے اسکا دل صد چاک میں تیر

لکھوں اُس مہ جبین کا مین جو وصف عارض روشن
تو ہمسر نور مین ہو ماہ پر تنویر کا کاغذ

لکھا مین چاہتا ہون شکوہ اُسکو سرد مہری کا
مرے نامہ کو قاصد چاہیے کشمیر کا کاغذ

ظفر مضمون چاک سینہ نے تاثیر کی آخر
کیا ہے چاک اُسنے عاشق دلگیر کا کاغذ

لکھنے بیٹھا جو نشے مین وہ شرابی کاغذ
تو کیا بادۂ گلگون سے گلابی کاغذ

کیا عجب چاک کرے رشک سے حسن خط کے
سو کتابون کے تراشے کتابی کاغذ

اپنے دل سوز کا انگار و نہ رکھدے افسوس
ہون وہ بیکس شرر و کاہ کبابی کاغذ

نامہ بر تو مرے کاغذ کو چھپا کر یجا
مجکو ڈر ہے کہ نہ لائے یہ خرابی کاغذ

عشق نے جب سے دیا ہے مجھے دیوانہ خطاب
کوئی بیکار نہین ہے مہر خطابی کاغذ

ہین پڑے اُسپہ مرے گریہ کا مضمون لکھاہے
نامہ بر ہو مرے نامہ کا جوابی کاغذ

کیا عجب گر اثر شوق سے میرے اوڑ کر
اے ظفر پہونچے کبوتر کا شتابی کاغذ

جبکہ در پردہ کہین سے لگے آنے کاغذ
انکو ناچار پڑے سب سے چھپانے کاغذ

جوش گریہ کا برا ہو کہ ترے نامہ کو
دیا آنکھون نے بھی ہمکو نہ لگانے کاغذ

تجھے خط پیر سے گئے شوخ کما نہ رکھے پاس
اُسنے تیرونکے بنائے وہ نشانے کاغذ

یہ نوشتہ کی ہے خوبی کہ وہان پہونچایا
نہ کبوتر نے ہمارا نہ صبا نے کاغذ

تشبیہ دینی ہوئے عرقناک کو ترے
میرے وفور گریہ سے ہالہ کو ماہ کے

نزدیک میرے قرص گل میں اب ہے بعید
نسبت نہیں ہے حلقۂ گرداب سے بعید

میرے گلے سے آن کے لگا دین جو عید کو
ہے کیا ظفر عنایت احباب سے بعید

پھانس الفت کی نہ ایدل کبھی نشتر سے کرید
دیکھ تو کتنے نکلتے ہیں ترے پیکان تیر

دھب ہے تو سوزن مژگان دلبر سے کرید
میرے سینہ کو ذرا تو نوک خنجر سے کرید

جب ذرا ابھرنے لگی ہے پائے مجنون کی خراش
دے ہے نوک خار صحرا پھر نئے سر سے کرید

لگتے ہیں خاک مین کتنے ہی تیرے ہاتھ سے
پر نہیں کرتا کوئی ظالم ترے ڈر سے کرید

ہاتھ آتا ہے نصیبون سے دفینہ اے حریص
خاک تو بیجا ید دست خواہش زر سے کرید

ناخن حسرت نے چھیلا سینہ باہر سے مرا
کاوِ کاوِ غم نے ڈالا دل کو اندر سے کرید

خاک مین میری دبی ہے آتش دل اے ظفر
اگر نہو باور تو کہدو اُس ستمگر سے کرید

ہے ہے لمین محبت کے شور و شر کا فساد
ہوئے گا ئے کیسے یا رب یہ کیونکر گھر کا فساد

جلایا آہ کے شعلہ نے خیمۂ افلاک
بڑھا ہے دیکھو تو کیا سوزش جگر کا فساد

لڑائی مجمین اور اسمین ہے مفسدونکے سبب
ہے ادھر کا فساد اور نہ ہے اُدھر کا فساد

بشر نہ جانیے شیطان ہے وہ فساد انگیز
ہمیشہ کام ہے دنیا مین جس بشر کا فساد

بنا ہے نشہ سے جب کبھی دود تم کا کاغذ

لکھوں

چھپی فرقہ کی جو بخت دل خراب میں سیخ
دکھائی دی وہ پروئی ہوئی کباب میں سیخ

ہمیشہ نان پز آسمان کے ہاتھوں سے
فقط شعاع کی ہے قرص آفتاب میں سیخ

نشہ بغیر گزک بے مزا ہے اے ساقی
کباب کیا ہوے خالی دھری ہے قاب میں سیخ

بری نظر سے جو دیکھے تجھے وہ آ کے ہوش
تو کر دے آہ مری چشم ماہتاب میں سیخ

یہ دیکھیو خنجر و برق گر کے آگ میں لال
لپیٹ دیتی ہے کیا چادر سحاب میں سیخ

کباب ہے واسطے اس خوش دماغ کے نہ لگا
نہ دھو کے پہلے کبابی اگر گلاب میں سیخ

بندھا خیال کیا یوں کا رات کو جو ظفر
تو کہکشان بھی لگی نشۂ شراب میں سیخ

ہے اسکی چشم کی گردش سے آسمانکو چرخ
اور آسمانکی گردش سے ہے جہان کو چرخ

قریب اُس رخ روشن کے دیکھ کر گوش
فروغ دے نہ مہ و زہرہ کے قران کو چرخ

بتوں کے ہاتھ سے لوٹا ہے زمانہ میں
ہمارے دین کو ایمان کو دلکو جانکو چرخ

کرے نہ جلوہ شام و شفق پہ ناز اتنا
جو دیکھ لے ترے رنگ مسی پان کو چرخ

ہزار قصر و محل ہوں تو ہے مٹا آخر
مثال نقش کف پا ترے نشان کو چرخ

عجب نہیں ترے ابرو کے سامنے دل سے
اتار دے مہ نو کی اگر کمان کو چرخ

نہیں یہ کاہکشان گرمی فغان سے مرے
نکال دیتا ہے منہ سے ظفر زبان کو چرخ

| | |
|---|---|
| مجنون کے جو قدم بقدم اک طرح پہ ہو | رکھے کبھی نہ اپنا قدم دوسری طرح |

**قطعہ**

| | |
|---|---|
| یکبار اک طرح پہ اُنھیں لکھے کوئی حال | گر خط کرے دوبارہ رقم دوسری طرح |
| ہاتھ اُسکا قطع ایک تو ہو ایک طرح پر | اور دوسرا جو ہاتھ قلم دوسری طرح |

جب اک طرح پہ چڑھتے نہیں دم پہ وہ ظفر
وہباز اُنکو دیتے ہین دم دوسری طرح

| | |
|---|---|
| کیون لینگے اب وہ مجھ سے گنہگار کی صلاح | دس پانچ دن ہے اور ہے دو چار کی صلاح |

**مطلع ثانی**

| | |
|---|---|
| اُسکے خلاف کب ہو دل زار کی صلاح | دلکی وہی صلاح جو دلدار کی صلاح |
| کافی ہے اک نگاہ تری میرے قتل کو | لینے کا ہین نہین تجھے تلوار کی صلاح |
| رکھینگے ہم خیال خطِ سبز کا ترے | ہم زخم دل پہ مرہم زنگار کی صلاح |
| امکان کیا کہ آے وہ میری طرف کبھی | جبتک کہ لے نہ اپنے طرفدار کی صلاح |
| برگشتگی بخت کا دیکھو مرے اثر | یہان آتے آتے پھر گئی طرفدار کی صلاح |
| مرجائیے نہ جیئے منت کش مسیح | اتنو یہی ہے اس دل بیمار کی صلاح |
| ناصح ترے کہے پہ عمل مجھ سے کیون کرے | دیوانہ کیا جو مان لے ہشیار کی صلاح |

ردیف الخائے معجمہ

مجھ پہ بھی

گرچہ چھپائین یار مری سو کسی طرح
پر ایک ہے یہ دل کی بجھے تو کسی طرح

ناخن سے تیرے پانو نکے ہمسر نہو سکے
اے مہروش فلک یہ مہ نو کسی طرح

ہر غیر ہے نصیب پہ موقوف وصل یار
پر چھوڑیے نہ اسکی تک و دو کسی طرح

اس رنگ گندمی کا دلا آدمی سے شوق
جبتک ہے زندہ کم نہو یکجو کسی طرح

ناصحین نصیحتین کہو کس کس کی ناصحو
دس کہتے ہین کسی طرح اور سو کسی طرح

مین ضبط گریہ کرتا ہون سو سو طرح مگر
اشکون کی ہے جھڑی تھمتی نہین وہ کسی طرح

خورشید وار جنکے ہین دل روشن اے ظفر
پڑ جائے انکا تجھپہ بھی پرتو کسی طرح

دیکھا اس ابرو کی جو تصویر کو اچھی طرح
پھر سپر دیکھے کب شمشیر کو اچھی طرح

ہین پڑھے خط پر زبرے پرزے یقلم تمنے کیا
پڑھ تو لینا ہماری تحریر کو اچھی طرح

دیکھا جب گردش کو تیری چشم کی اے فتنہ گر
ہمنے جانا گردش تقدیر کو اچھی طرح

اپنی کیا اچھی عمارت پر ہو نازان غافلو
دیکھ لو اگلون کی یہان تعمیر کو اچھی طرح

کاتب قدرت نے گرد اس مصحف رخ کے لکھا
کیا ہے خط خوب سے تفسیر کو اچھی طرح

دل ہے گھر اچھا نہین ہے کوئی ایذا وک فگن
بیٹھنے دے اسمین اپنے تیر کو اچھی طرح

ہو رہینگے خار بھی مانوس پر اتنو خیال
پاؤن پڑنے دے مری زنجیر کو اچھی طرح

جو تجھے منظور ہے کر تا ہی پر اکبار
سن تو اے ظالم مری تقریر کو اچھی طرح

گل جو بھولے نہیں جامے میں سماتے ہیں صبا
ابھی مرجاؤں اگر مجھکو یقین ہو کہ وہ شوخ
یوں ہلی زلف ہوا سے کہ وہ لہرائیں دلمیں
جب مسی سے ہوے رنگین لب نازک اسکے

آ گیا کیا باغ میں وہ غیرت گلشن سچ مچ
آئیگا گو یہ بیکسی بس مروں سچ مچ
کاٹ کھائیگی ابھی ڈر کے یہ ناگن سچ مچ
برگ گل بنگئے برگ گل سوسن سچ مچ

قشقہ ماتھے پہ ہے زنار گلے میں ہے ظفر
بنگیا عشق میں اس بت کی برہمن سچ مچ

نقاش نقشہ کھینچ سکے اسکا گر تو کھینچ
کیوں کھینچتا عبث ہے دلا آہ بے اثر
قمری پہ کیا کریگا ستم اور عشق سرو
بولیگا اسکے سامنے ای غنچہ منہہ سے کیا
کیوں دیر کر رہا ہے اگر میرے قتل پر
کہتا ہے جذب شوق کہ میں کھینچ یوں بہار

کیا کھینچتا ہے دیکھیں ہاں دل پر تو کھینچ
گر جانتا ہے کچھ بھی ہے اسمیں اثر تو کھینچ
ڈالا گلے میں طوق دیا دار پر تو کھینچ
باہر تو اپنا جیب خجالت سے سر تو کھینچ
تلوار تونے باندھی ہے آفتہ گر تو کھینچ
اس تنگ دل کو لا کبھی پاس ادھر تو کھینچ

ایسے نہیں ہیں وہ تو چلے آئیں گے ابھی
تو انکا انتظار ظفر دو پہر تو کھینچ

دیگر

ردیف الحاء المهمله

دل عشق میں جو میری نہیں مانتا صلاح

خواہش بوسہ ہے تیرے لب شیرین کی مجھے
ای شکرلب نہیں ہم قند و شکر کے محتاج

نور افزائے بصر جبکہ ہیں تیرے رخسار
وہ نہیں روشنیٔ شمس و قمر کے محتاج

یاں کبھی ہے تجھے گلشن ہی میں یاد ہے
ہم قفس میں ہیں صبا گل کی خبر کے محتاج

اشک لخت جگر اپنے ہیں جو ہیں دامن میں
انکے دولت نہیں ہم لعل و گہر کے محتاج

جو تری تیغ غم عشق سے ہوں سینہ سپر
وہ بجز داغ جگر ہوں نہ سپر کے محتاج

چشمۂ دجلہ و جو بحر و سحاب نیسان
اے ظفر سب ہیں مری دیدۂ تر کے محتاج

ہیں ترے شیفتہ مال نہ زر کے محتاج
بھوکھے اک ناز کے ہیں ایک نظر کے محتاج

جنکو بوسہ ہو میسر لب شیرین کا ترے
اے شکرلب وہ نہوں قند و شکر کے محتاج

دیکھیے کیسکے بھرے ہے یہ دل اپنا اسکو
نالۂ آہ تو دونوں ہیں اثر کے محتاج

سامنے تیغ غم یار کے سر باز وفا
ہوں بجز داغ محبت نہ سپر کے محتاج

اشک لخت جگر اپنے کی بدولت عاشق
ہوں نہ دنیا میں کبھی لعل و گہر کے محتاج

نکہت گل کی روش رہتے ہیں جو خانہ خراب
وہ مسافر نہیں اسباب سفر کے محتاج

دل سے ہے دلکو ظفر راہ نہو گی ہرگز
انکے ہم اور ہمارے وہ خبر کے محتاج

## ردیف الجیم قلم رسی

سیل گریہ سے ہوئی خانہ خرابی ایسی
نہ رہا در کا پتہ اور نہ دیوار کا کھوج

کوچہ زلف مین گوشانہ پھرا سرگردان
نہ ملا پر نہ ملا میرے دل زار کا کھوج

جب ہوئی رخصت پرواز قفس سے ہمکو
کہ جو ڈھونڈھا تو نپایا گل گلزار کا کھوج

لاغری سے ہے یہ حالت کہ نہین ہاتھ آیا
بستر غم پہ ترے عاشق بیمار کا کھوج

نہ وفا دیکھی نہ دیکھا کوئی خواہان وفا
نہ کہین جنس کا پایا نہ خریدار کا کھوج

## قطعہ

رفتہ رفتہ روش چشم نشان کف پا
مٹ گیا اس ترے حسرت کش دیدار کا کھوج

زلف کافر تری برہم زن اسلام جو ہو
نہ ہے دین کا نشان اور نہ دیندار کا کھوج

یون گیا دل سے گذر میرے ظفر تیر اُسکا
کہ نہ پیکان کا ملا اور نہ سوفار کا کھوج

ہوا ہی عہد مین ظالم ترے جفا کا رواج
کہان ہے رسم محبت کہان وفا کا رواج

جو دیکھین خون سے بھرے ہاتھ اُس نگار کے سرخ
تو گل خون مین نہ ہرگز رہے حنا کا رواج

ترا مریض کرے کیا کہ درد فرقت مین
نہ ہے دوا کا رواج اور نہ ہے دعا کا رواج

جھکا رہی ہے جو یون چشم سرنگین نرگس
ابھی ہے کچھ چمن دہر مین حیا کا رواج

کرے نہ کیونکہ وہ عاشق کا بے تامل خون
کہ جانتا ہی نہین آئین خونبہا کا رواج

بدن پہ سمجھے ہے مجنون برہنگی کو لباس
دیا جنون نے اُٹھا جامہ و قبا کا رواج

رات کو جاتے تھے تم غیر کے گھر سچ ہی کہ جھوٹ
چھپ گئے تھے آپ ہمکو دیکھ کر سچ ہی کہ جھوٹ

اُنکے اُنکی سنی ہمنے اور کہتی سنی خبر
اے صبا تو سچ بتادے یہ خبر سچ ہی کہ جھوٹ

اپنا جلوہ ہم دکھادو سکو تا معلوم ہو
ہم جو کہتے ہیں تمھیں مشک قمر سچ ہی کہ جھوٹ

کھینچتے ہیں آج اے دل اُنکو ہم اپنی طرف
دیکھتے ہیں جذب الفت میں اثر سچ ہی کہ جھوٹ

خط میں تو ہے سر بسر مضمون الطاف و کرم
پر خدا جانے لکھا اُس نامہ بر سچ ہی کہ جھوٹ

جبتلک جل بھن کے سر تا پا نہ میں ہو جاؤں خاک
کوئی کیا جانے مرا سوز جگر سچ ہے کہ جھوٹ

عشق میں جو حال ہی میرا نہیں اُسمیں خلاف
نقشہ مجنون خدا جانے ظفر سچ ہے کہ جھوٹ

دیگر

قول بھی جھوٹ قسم بھی بت گمراہ کی جھوٹ
جو کہے وہ اسے جانو قسم اللہ کی جھوٹ

لوگ کہتے ہیں تجھے مہروش و مہ رخسار
نہ تو یہ مہر کی ہے شکل نہ ہی ماہ کی جھوٹ

آشنا کون ہوا اور جیا ہے تجھے کون کہے
روش الفت کی غلط طرز تری چاہ کی جھوٹ

سنگدل ہی یہ وہ پتھر کہ نہ ہو موم کبھی
ہوئی دلمیں ترے تاثیر مری آہ کی جھوٹ

تم جو ہر بات پہ ٹھہراتے ہو جھوٹا کیئے
وکبھی بات آپنے کیا بندہ درگاہ کی جھوٹ

صبح سے لوگوں کے یہ سنتے ہیں کہ آج آئینگے وہ
پر خدا جانے خبر سچ ہی کہ افواہ کی جھوٹ

| | |
|---|---|
| ہو کیمسر مو دلمین نہ زاہد کی صفائی<br>ہے تار محبت بھی عجب رشتہ نازک | جب تنگ کرے ریش کو رندوں مین صفا چٹ<br>جب دلمین کھچاوٹ ہوئی یہ ٹوٹ گیا چٹ |

اچھے سے نہ کام اسکو نہ مطلب ہے برے سے
کرجائے ہے اک روز ظفر سبکو قضا چٹ

| | |
|---|---|
| ظالم بلا سے سر کو تو اس مبتلا کے کاٹ | لیکن نہ بات غیر سے ہین باتین بنا کے کاٹ |
| ای دل اوٹھا نہ ہاتھ محبت سے ہجر مین | دن جسطرح کٹین یہ مصیبت اوٹھا کے کاٹ |
| ہمسر جو تجھ سے گل ہو تو اسکا جگر تمام | شبنم چمن مین تو ابھی ہیر کھلا کے کاٹ |
| اے مار زلف یار مجھے کیون ڈسے ہے تو | چھیڑا اگر ہے نالے تجھے اسکو جا کے کاٹ |
| گن گن کے تارے کرتے ہین ہم صبح اسطرح | جیتے ہین رات ہجر مین اس لقا کے کاٹ |
| جا فرہین چار دن سینہ و دل جان اور جگر | یہ جونگ کا شین تیغ نگہ کا دکھا کے کاٹ |

منظور یوہ غم کا ہے گر کاٹنا سبے تجھے
نالہ کو اپنے تیشہ ظفر تو بنا کے کاٹ

| | |
|---|---|
| جو وقت ترے تجھسے طرفدار گئے ٹوٹ | تو جو کہ ترے دلمین تھے بیزار گئے ٹوٹ |

مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| اب تو ترے پیمان سبھی یکبار گئے ٹوٹ | آگے تو یہ تھا چار رہے چار گئے ٹوٹ |

مطلع ثانی

اُدھر ہے معلوم ہوئی تجھ سے کسی بات چیت

| | |
|---|---|
| کیا کہین اپنی مصیبت کہ جدائی مین ترے | ہمیہ ہر وقت گذرتا ہی مصیبت کا وقت |

اس زمانہ مین ظفر مہر و محبت ہے کہان
ہے یہ وقت اور گیا مہر و محبت کا وقت

| | |
|---|---|
| کیا غضب ہین تیز ظالم آرہ کا غم کے دانت | ہین یہ گر جاتے جھڑ ہین عاشق بیدم کے دانت |
| ورندان سے ترے نسبت اُنھین کیا رشک گل | گو وہان غنچہ مین ہون ہر گو شبنم کے دانت |
| عشق اُس آہو نگہ کا ہی قوی دست اسقدر | مارے گر منہ پر طمانچہ جھڑ پڑین ضیغم کے دانت |
| اس فلک کو دشمن عالم نہین کیونکر کہون | پیتا ہی یہ ہمیشہ سر پہ اک عالم کے دانت |
| کان کے بالے کے موتی اُلجھے باتونین نہین | ہین یہ اُس مار سیاہ زلف خم در خم کے دانت |

سامنے آئے مرے گر عشق کے میدان مین
کھٹے کر دون اکیدم مین ظفر رستم کے دانت

| | |
|---|---|
| آشنا کون رہا جس سے کہین ہم صحبت | نہ وہ ہمدم نہ وہ ہمراز نہ وہ ہم صحبت |
| زلف کے چھیڑتے ہی ایسے ہوئے وہ برہم | روشن زلف پریشان ہوئی برہم صحبت |
| کم نصیبی یہ ہماری ہے کہ جو غیر دن سے | اُنکا اخلاص بڑھا ہم سے ہوئی کم صحبت |
| کرتے کس لطف سے ہین یہ سرگوشی | شیشہ و جام مین ساقی ہے جم جم صحبت |
| عشق مین ہین تو یہی اپنے مصاحب دونون | ہم رکھین کس سے سوا الم و غم صحبت |
| دیکھنا اُس رخ روشن پہ عرق کے قطرے | رکھتی کیا مہر رخشان سے ہی شبنم صحبت |

[illegible]

زبان ہو منھ مین ہمارے بھی پر ترے ڈر سے
ہمیشہ رہتے ہیں ہم اے شوخ بدزبان ہین چُپ

بہار ہو کہ خزان مثل بلبل تصویر
ترے فریفتہ او رشک گلستان ہین چُپ

ظفر نہین ہے اگر باغبان کا کچھ کھٹکا
تو آج کیون ہوئے مرغان بوستان ہین چُپ

## ردیف التای فوقانی

شانہ اُس زلف کی ڈالے ہے شکن مین انگشت
کون یون دیتا ہے کالے کی دہن مین انگشت

کرنیا فاختہ کو عشق مین انگشت نما
سرو نے اپنی اُٹھائی جو چمن مین انگشت

کرین اُس چشم مفتن سے اگر ہم چشمی
تو کرون چشم غزالان ختن مین انگشت

دیکھ اُس مانگ کو دانتون کے تلے انجم نے
کہکشان نے ہے دیا چرخ کہن مین انگشت

خونفشان ہے جو کسی پاے برہنہ کی خراش
کیا خنائی ہوئی ہر خار کے تن مین انگشت

پوچھے قاتل کو اگر کوئی تو کشتہ تیرا
دے اوٹھا تیری طرف اپنے کفن مین انگشت

دست نازک پہ ظفر اسکے ہو بار سنگین
ہو اگر خاتم یاقوت یمن مین انگشت

دیگر

اللہ ری تری مشت کماندار تنگ چست
بیٹھا مرے جگر مین ترا ہر خدنگ چست

کیونکر بچاؤن جان کو مین چشم یار سے
باندھے کمر جو قتل پہ ہے خانہ جنگ چست

[illegible]

| | |
|---|---|
| دل سا بھی اک چلبلا کوئی ہو تو خال خال | جو پڑ جائے تلک خال رخ تو دل نا لے ملاپ |
| گر ارادہ ہے کہ پہونچوں منزل مقصود کو | عشق سے چل چل پہنچو اس سیر منزل کے ملاپ |

جسکو ہو جہل مرکب اس سے کوسوں دور بھاگ
اے ظفر اچھا نہیں ہے ایسے جاہل سے ملاپ

| | |
|---|---|
| ساتھ میرے چلے چلو چپ چپ | راہ میں تم نہ کچھ کہو چپ چپ |
| گھر میں چل کر شکایتیں کرنا | یہاں نہ مجھ سے گلہ کرو چپ چپ |
| کہیں ایسا نہو سنیں دو چار | مجھکو تم ایک بوسہ دو چپ چپ |
| راز پنہاں فغاں سے کھلتا ہے | حضرت دل بس اب رہو چپ چپ |
| میرے جاتے ہی انکے غیروں سے | پھر لگی ہونے گفتگو چپ چپ |
| بوسۂ چشم سرمہ سا دیدہ | منہ سے کیا مجھسے کہتے ہو چپ چپ |
| بولتے تم تو کیا غضب کرتے | سو ستم کرتے ہو بتو چپ چپ |
| ابھی صیاد کی لگی ہے آنکھ | نہ کرو شور بلبلو چپ چپ |

دل کسی غنچہ لب کو تم نے دیا
اے ظفر تم جو رہتے ہو چپ چپ

دیگر

| | |
|---|---|
| گر ہو موسم گرمی میں ہوئی تیز بڑی دھوپ | پر سوزش دل سے ہے ٹھنڈی وہ بڑی دھوپ |

| | |
|---|---|
| جیسے کیے ہین ٹکڑے ٹکڑے دل کے عشق نے | ایسے بنے نہ ہاتھ سے قصاب کے کباب |

جو آبرو ہے عشق مین آنسو کو اے ظفر
ہے ایسے منھ پہ گوہر خوش آب کے کباب

| | |
|---|---|
| منعم و مفلس ہین دونون بزم ہستی مین خراب | لال مستی مین ہے یہ، وہ فاقہ مستی مین خراب |
| ہین بھوین تیری وہ آفت ہوین جنکے ہاتھ سے | دو جہان یک ضربت تیغ دو دستی مین خراب |
| یہان ترقی و تنزل سے مثال گرد باد | گہ بلندی مین ہین ہم اور گاہ پستی مین خراب |
| غرق ہو جام و سبو مین خاک اپنی ساقیا | تا نہو مٹی ہماری مے پرستی مین خراب |
| تنگدل کو یون خرابی مین رکھے دست فراغ | جسطرح ہیہوے کوئی تنگدستی مین خراب |
| قیس و مین عشق مین دونون ہین آوارہ مگر | وہ ہے جنگل مین خراب اور مین ہون بستی مین خراب |

حق پرستی کا جنھین دعوے تھا اپنے اے ظفر
عشق کے ہاتھون سے ہین وہ بت پرستی مین خراب

| | |
|---|---|
| ہین تیرے قد کے سامنے سرو چمن خراب | ہین تیرے رخ کے آگے گل یاسمن خراب |

مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| دلکو رکھیگا خوب یہ دیوانہ پن خراب | اسکے ابھی سے ڈھنگ ہین چلن خراب |
| جسطرح وقت صبح کے فانوس مین ہے شمع | یون حال اہل جلوہ نگاہ زیر کفن خراب |

ردیف الباء فارسی

تم ایک بوسہ نہ دو مجھکو اور یوں ہین مفت
دل ان زبا دون بھتین مین ابھی جان کن کیا خوب

بھولائے نیم نگہ مین جو اک جہان کے ہوش
تمھاری چشم کو بھی یاد ہے فسون کیا خوب

چمک کو دیکھ کے اسکی پڑے نہ برق کو کل
ترے ہی پانو مین کفش کلابتون کیا خوب

جو خوب رنگ حنا چاہتے ہو ہاتھ مین
تو دیکھو کھاتا ہے سرخی ہمارا خون کیا خوب

تمھاری بزم مین غیر ونسے ہوئے سرگوشی
ہم آ بیٹھے ہین چھپکے سرنگون کیا خوب

ہزار خوب ہون عالم مین خوبرو لیکن
ترے مقابلہ مین انکو مین کہون کیا خوب

بہا رہے ہین جو یہ اشک گہر دیدۂ تر
بجھیگی انسے مری سوزش درون کیا خوب

بہار لالہ چمن مین نہ کچھ انکو دیکھ
ظفر ہین یار کے رخسار لالہ گون کیا خوب

ہو رہے شبنم سے نہان ہر گل سرگوشی ہے خوب
اس چمن مین غنچہ کے مانند خاموشی ہے خوب

خواب مین کسکے لب میگون کا بوسہ لیا
آج جو ہمکو نہین کچھ ہوش بیہوشی ہے خوب

جو کہا تھا مین نے تم سے تم نہ رکھو گے یاد
یاد رکھو ایسی باتونمین فراموشی ہے خوب

غیر کہتے ہین کبھی نہین ہوے غمگین ان کر
اندنون غیر ونسے جو انکو ہم آغوشی ہے خوب

جس جگہ اہل ہنر کے بے ہنر ہون عیب جو
وان ہنر کے فاش کرنے سے ہنر پوشی ہے خوب

پڑ رہی آنکھین تیرے چہرہ ہی پر اترا ہوا
کسکے ساتھ تونے آج مے نوشی ہے خوب

تابش ... دریا مین پڑے جیسے ظفر
کر رہی ہر موج دریا بادہ نوشی ہے خوب

عنبر کے ہاتھوں سے پی تو نے شراب اچھا کیا
رشک سے دل کو کیا سیخ کباب اچھا کیا

کھوئی میری آبرو رو کے کوئے یار میں
تو نے رسوا مجکو اے چشم پر آب اچھا کیا

کہتے ہیں کہنے دو اُسکے لوگ دیوانہ مجھے
یار نے مجکو عنایت یہ خطاب اچھا کیا

شکوہ میں کس کس خرابی کا کروں تیرے دلا
جو کیا تو نے سو اے خانہ خراب اچھا کیا

ہوتا عیسیٰ سے نہ برسوں میں بھی چنگا یہ مریض
اے اجل تو نے اسے آکر شتاب اچھا کیا

سو دل سے اتنے دن ہیں آتش دوزخ میں ہم
عشق نے سکو گرفتار عذاب اچھا کیا

اپنے ابرو پر بنایا نقطۂ خال سیہ سے
واہ واہ کیا تمنے مطلع انتخاب اچھا کیا

لیگیا کوچے میں اُس بیدرد گر کے کیوں مجھے
یہ نہ تو نے اے دل پر اضطراب اچھا کیا

ٹکڑے ٹکڑے تو ہوا خط کی طرح قاصد مگر
جو کیا اُس نے ظفر اُس سے جواب اچھا کیا

حال غم لکھکر تجھے بھیجوں بت گمراہ کیا
تجکو اے بندے خدا کے ہے مری پرواہ کیا

قامت رعنا کا تیرے جب سے ہے سکو خیال
دل سے نکلی ہے ہمارے ایک سیدھی آہ کیا

بیطرح چاہ زنخداں کی ہوئی ہے دلکو چاہ
دیکھیں تو ڈانواڈول کرتی ہے یہ چاہ کیا

لاغری سے عشق نے دیکھو لگائے پر مجھے
اوڑتا پھرتا ہوں ہوا میں برنگ کاہ کیا

اُس پری کو دیکھکر دیوانہ یہ جو ہو گیا
بیٹھے بیٹھے ہو گیا دلکو مرے ناگاہ کیا

ہمیہ گر تیغ آزمائی اب تجھے منظور ہے
کر تو بسم اللہ دیکھے ہے اجل کی راہ کیا

ہمنے ہی قاصد کئی دن سے وہان بھیجا ہوا
آجتک آیا نہین کیا جانے اسکو کیا ہوا

مین اگر یہ جانتا تجھسے نکرتا دوستی
دوستی مین تیرے دشمن اک جہان میرا ہوا

آگے تو آگ اسطرح مجبیر نہ ہوتا تھا کبھی
آج ہے اے شعلہ خو تو کسکا بھڑکایا ہوا

مر گیا بیمار اُسکے نرگس بیمار کا
دوستو اچھا ہوا اچھا ہوا اچھا ہوا

دلکو سمجھا تو مرے ناصح اگر سمجھا سکے
مجھکو سمجھاتا ہے کیا ہو نہین تو سب سمجھا ہوا

ور وہ او بیٹھے رشک سے کیونکر نہ پہلو مین مرے
غیر کو دیکھون بغل مین جب ترے بیٹھا ہوا

وہ جو دل کی آگ بھی میری نہ ہرگز بجھ سکی
گرچہ اشکونکا رہان چشمون سے اک دریا ہوا

جب کہا مین نے کہ سمجھے دل کا سودا زلف نے
ہونے برہم ہو کے وہ ہی کیون تجھے سودا ہوا

خیر تو ہے کیا ہوا بگڑی کہین اُس یار سے
آج کیون تو اے ظفر پھرتا ہے گھبرایا ہوا

جو مطلب ہے کتاب عشق مین سب یاد ہو جاتا
مری صحبت مین مجنون بیٹھکر اُستاد ہو جاتا

زبان جب اپنی ہو جاتی ہے اپنے واسطے دشمن
سخن ہی اپنا حق مین اپنے ہی جلاد ہو جاتا

قیامت کرتا برپا عاشق شوریدہ پر کیا کیا
اگر بیدار شکوے سے وہ فریاد ہو جاتا

مرے نالون سے پتھر موم ہو جاتے ہین پر ظالم
ترا دل اور بھی ہے سخت اک فولاد ہو جاتا

خجل ہو جاتا ہے گل دیکھکر رخسار کو تیرے
ترا قد دیکھکر شرمندہ ہے شمشاد ہو جاتا

اگر دو چار ہوتے اور بھی مجھ سے ترے مجنون
تو اے وحشی نگہ دشت جنون آباد ہو جاتا

دیگر

[illegible]

دیگر

غلط گو ہی کہے جو جیب بر سے کچھ نہیں ہوتا
یہاں جب بہ ہی کچھ اچھی ہی کہے سے کچھ نہیں ہوتا

نہ سے جام لبالب بھی تو کیفیت ہوئے ساقی
صراحی کے تو خالی قہقہے سے کچھ نہیں ہوتا

سہنے ظلم ان ستمگاروں کے کوئی کس توقع پر
کیا ان ظلم و ستم بھی تو سہے سے کچھ نہیں ہوتا

مجھے سمجھا ہیں آیہ نالہ نے ارے بلبل
مرا دل جو تستر ہے اس چھپے سے کچھ نہیں ہوتا

دکھاوے تو رخ نو خط یہ خط سبز کی سبزی
کہ حاصل لطف سبزی کا لئے سے کچھ نہیں ہوتا

نہیں بجھنے کی دل کی آگ گرچہ ہیں چشموں سے
بہا دریا تو کیا دریا بہے سے کچھ نہیں ہوتا

خط آنے پر بھی ہے عالم وہی اس روئے روشن کا
ظفر بے نور یہ سورج کہے سے کچھ نہیں ہوتا

دیگر

کچھ دیدۂ گریاں سے ہے آنسو نہیں تھمتا
زخم جگر و دل سے بھی لوہو نہیں تھمتا

تھامے دل دیوانہ کو کیا کوئی کہ جبتک
ہوتا نہیں پابستہ گیسو نہیں تھمتا

اے صید فگن چشم غضبناک سے تیری
بھاگے ہی جو ڈر کر تو پھر آہو نہیں تھمتا

کیوں ہو کے خفا ایسا چلا آج یہاں سے
سب تھامتے ہیں اور وہ بدخو نہیں تھمتا

سر کیوں نہ اڑیں سیکڑوں شمشیر زنی سے
اک دم ترا ہاتھ جفا جو نہیں تھمتا

تو کہتا ہے جانیکو تو تب جائیگا کیونکر
مینہ آج تو اے شوخ پریرو نہیں تھمتا

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

| | |
|---|---|
| میرے گریہ نے کیا جو خشکی لب کا علاج | صاف ہر آنسو برنگ شمع روغن بنگیا |
| گر لگا تیر اُسکے سینہ میں ترا اچھا ہوا | بھاگنے کو دل کے تیر ایک روزن بنگیا |
| روئے ہم اپنی اسیری پر تو یہ سیلاب بہا | حلقۂ گرداب اپنا طوق گردن بنگیا |
| نے اثر کرتا ہے نالہ اور نہ کچھ تاثیر آہ | دل خدا جانے ترا پتھر کہ آہن بنگیا |

ہو گیا پانی مرے نالونکی گرمی سے جو خشک
پاٹ دریا کا ظفر صحرا کا دامن بن گیا

دیگر

| | |
|---|---|
| نہ ہے یہان دیر کا چرچا نہ حرم کا چرچا | اپنے گھر میں تو ہے اس اپنے صنم کا چرچا |

## حسن مطلع

| | |
|---|---|
| تھا جو خوبان ستمگر میں ستم کا چرچا | اور وہ تیغ ستم سے ترے چمکا چرچا |
| نہ کہیں تذکرہ دریا کا ہے نہ ابر کا ذکر | تھا بجا اب تو ہے اس دیدۂ نم کا چرچا |
| کیونکہ خندان ہو نہ گل کیونکہ نہ ہو شبنم گریان | اس چمن میں جو ہے شادی و غم کا چرچا |
| تن گل خوردہ کو جسے ہمارے دیکھا | کوئی کرتا نہیں گلزار ارم کا چرچا |
| ذکر ساقی کا ہے یا ساغر مے کا مذکور | نہ یہان جام کا چرچا ہے نہ جم کا چرچا |
| خط پشت لب لعلین کو دکھائے اپنے | ہو جہان کچھ خط یاقوت رقم کا چرچا |

مطلع ثانی

[illegible]

ودیگر

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible]

بیٹھ گئے مثل کف پا اٹھ نہ اسکے کوچے سے
کچھ ہی ہووے اب تو ظفر یہ دل میں ہمنے ٹھان لیا

اگر بے پردہ ہم سے وہ بت کافر ادا ہوتا — میسر ہمکو دنیا ہی مین دیدار خدا ہوتا
چھپاتا مجھ سے زیر زلف تو کیون خال رخ اپنا — ستارہ گر مرا چمکا ہوا اے مہ لقا ہوتا
اگر تھوڑی سی پڑ جاتی بھی نمک مین بیستر قاتل — لگا دیتا مرے زخمونکے منھ کو کیا مزا ہوتا
خدا سے ڈر نہ کر ہم پر روا جور و ستم اپنے — کہ ظالم دل ستانا ہے غریبون کا برا ہوتا
نہ ملتا اس طرح مین خاک مین گر میرے جانب سے — نہ ہوتا تو مکدر دل ترا مجھ سے صفا ہوتا
تری اس بیوفائی پر فدا ہوتی ہے جان اپنی — خدا جانے اگر تجھمین وفا ہوتی تو کیا ہوتا
خطا ہی کیا اگر دشمن ہے میرا وہ بت کافر — نہین اے حضرت دل کچھ بھی بحکم خدا ہوتا
خدا نے خیر کی جلدی بجھائی آگ اشکون نے — وگرنہ سوز دل سے آج مین جل ہی گیا ہوتا

ظفر کچھ درد ہوتا ماسح بیدرد کو میرا
اگر درد محبت مین دل اسکا مبتلا ہوتا

ودیگر

جبکہ مجھے اندیشۂ عقبی بھی دنیا مین ہے بہلاتا — پھر تو بہلتا جی نہین میرا لاکھ طرح تو بہلاتا

مطلع ثانی

نالہ کرون کیا سانس بھی لینی اب تو جی پر کھلتا ہے — چشم سے مین کچھ اشک بہا کر دل کو ہون اپنے بہلاتا

[illegible]

تجھے ہم ... [illegible] ... باندھ لب
[illegible] ... باندھ لب
[illegible] ... باندھ لی
حصار ... [illegible] ... رات
دو آدمی ... [illegible] ... باندھ لیا
[illegible] ... دریا میں
[illegible] طوفان ظفر نے باندھ لیا

دیگر

کی اگر تو نے ... قتل کی ... [illegible]
سر پہ عامہ ... [illegible]
[illegible] ... جان کو ساتھ ... [illegible]
یوں تو ... [illegible]
[illegible]

چمن میں جائے بھی جب آئے ظفر وہ رشک چمن
تو اُسکو دیکھ کے ہے باغ باغ گل ہوتا

جب آکے میرے قتل کو قاتل اُلٹ گیا
آیا نظر ہی یوں فلک سبز واژگون
جان اولٹی پھر گئی ہے آگر یوں نگہ
عاشق کے دلکو یہ ترا مارِ سیاہ زلف
ساقی مثال شیشہ رہی روتے روتے آج
عالم وہ کیا عمل نہو جسکا کتاب پر

مضطر ہوئی یہ سنکے قضا دل اُلٹ گیا
جیسے ہی جام زہر ہلاہل اُلٹ گیا
یہ آکے راہ رو سر منزل اُلٹ گیا
لبس کاٹتی ہے جو رُو شمایل اُلٹ گیا
دوم ہیراہن ترے سر محفل اُلٹ گیا
بیفائدہ دو دریو میں جاہل اُلٹ گیا

بتیابیوں سے دل کی پس از مرگ اے ظفر
سنگ مزار عاشق بیدل اُلٹ گیا

دیگر

جب اُس نے ناز سے تیغ کمر پہ باندھ لیا
یہی علاج کھا بیٹی کی جا ترا رومال
یہ کہدو شمع سے گلگیر چھوڑنے کا نہ
ترا ہے تار نظر بھی عجب کمند بلا
گذر ہو کیونکہ مرا وہاں کہ مجھ سے لوگوں نے

قضا نے میرا کفن اپنے سر پہ باندھ لیا
اوٹھا کے ہمنے جو زخم جگر پہ باندھ لیا
ارادہ اُسنے ترے تاج زر پہ باندھ لیا
کہ تونے اُسکو جہاں جو نظر پہ باندھ لیا
غرض وہیں ہی اُس رہگذر پہ باندھ لیا

[illegible]

صدا آتی نہین قلقل کی ساقی شیشہ مے سے
تجھے وہ جانتا ہے رونق محفل دعا دیتا

دل ایذا طلب یون میلا دن انداز ونکو
وہ تماہی محسن کو جیسے ہی سائل دعا دیتا

تجھے ای صید افگن دیکھ تو کس کس محبت سے
ترا صید محبت ہی دم بسمل دعا دیتا

ظفر اشکون سے میرے جب مدد پہونچے ہے دریا کو
تو میری چشم تر کو ہے لب ساحل دعا دیتا

نہ آئے آتے آتے کیون خبر کیا تھی ہوا یہ کیا
وہ اُلٹے پھر گئے مدنظر کیا تھی ہوا یہ کیا

وہ ڈوبا دشمنون کا گھر ترے رونے سے ہم ڈوبے
توقع ہمکو تجھ سے چشم تر کیا تھی ہوا یہ کیا

کیے خط کی طرح کیون پرزے پرزے قاصد کے
کوئی پوچھے خطائی نامہ بر کیا تھی ہوا یہ کیا

وفا کے ہم ہوے خواہان کیا تو نے ستم ہم پر
تمنا ہمکو اے بیداد گر کیا تھی ہوا یہ کیا

کہین کیا سرگذشت اپنی نپوچھو شمع سان ہم سے
لگی لو ہمکو شب سے تا سحر کیا تھی ہوا یہ کیا

ہوا دل اُسکا پتھر چاہتے تھے موم ہو جاوے
ہمین نالون سے اُمید اثر کیا تھی ہوا یہ کیا

دعا دو اپنی پیری کو ہے تم پارسا دیکھو
تمھاری وضع آگے اے ظفر کیا تھی ہوا یہ کیا

دیگر

یون تیرے ہجر مین دل مضطر ہے لوٹتا
جیسے کہ ذبح ہو کے کبوتر ہے لوٹتا

کیا کہدیا ہے کان مین باد بہار نے
مارے ہنسی کے گل جو زمین پر ہے لوٹتا

زلف عارض پہ ہے اس شوخ گلستان رو کے / یا چمن مین ہے کوئی مار سیہ بل کھاتا

دیکھ اے قاتل سفاک ترا کشتۂ ناز / خون کے دریا مین ہے غلطے سر مقتل کھاتا

بوسہ یون سیب ذقن کا ترے آے سر دوران / نخل سے سرو کے ہو کوئی اگر پھل کھاتا

چشم گریان سے جو میرے نہ مقابل ہوتا / تو ہوا کے نہ طمانچے کبھی بادل کھاتا

کھا لیا آج ہی گر غم نے مجھے خوب ہوا / آخرش کھاتا ہی یہ آج نہین کل کھاتا

ہون وہ سرگشتہ جنون مین کہ بگولے کی طرح / اے ظفر دیکھ کے چکر مجھے جنگل کھاتا

وہ سیکھے بے طرح کچھ بیر کرنا / مجھے ڈر ہے الٰہی خیر کرنا

تو دل مین جو میرے آ بسے تم / ہوا منظور کعبہ دیر کرنا

طیور سدرہ و طوبیٰ کو سکھلائے / ہمارا طائر دل طیر کرنا

غضب ہے توپ پر عاشق کو رکھکر / فرنگی زاد تیر افیر کرنا

ہرے ہونے پہ میرے زخم دل کے / پھر آکر اس چمن کی سیر کرنا

نہین اس مصحف رخ پر مناسب / تجھے اے زلف لٹنے بیر کرنا

ظفر جاتے وہ میرے پاس سے کیون / اگر ہوتا نہ پاس غیر کرنا

کوئی دم فنا کی ہے منزل مین بیٹھا / بس اب تو ہے کس فکر باطل مین بیٹھا

مطلع ثانی

[illegible] محفل مین بیٹھ / [illegible] دل مین بیٹھ

[illegible] قاتل مین بیٹھا

کہان جا کے سودا [illegible] زلف [illegible] سلاسل مین بیٹھا

[illegible] دل مین بیٹھا

[illegible] ظفر اس سے کہدو [illegible] محفل مین بیٹھا

[illegible]

[illegible]

کرشمہ ہے یہ تری چشم ست کا سیکش
نہین نصیب جو شاہان ہفت کشور کو
شگفتہ غنچۂ دل کیون نہو کہ اُس گل نے

چمن مین جو کف نرگس سے سراغ دیا
ہمین جو فقر نے ہے گوشۂ فراغ دیا
ہمین جو بوسہ دیا ہو کے باغ باغ دیا

سخنوری مین ظفر کون تم سے ہو ہمسر
خدا نے ہے یہ تمھین کو دل و دماغ دیا

نکو کی یار پایا اور نہ کوئی آشنا پایا
پھرے ہم ڈھونڈھتے مدت تلک اُلفت نہ
قمر کو نسبت اُس عارض سے کیا ہمنے ملا دیکھا
کسی سے کس لیے پوچھین صنم خانہ کا رستہ ہم
ملا یا تیرے خال رخ کو جب خال سویدا سے
خط اُس نے نامہ بر سے لیا پڑھکر چھپا ڈالا
سنا یوسف کو بھی اور اک جہانکو آنکھ نے دیکھا
ذرا بھی دل ہلا تیرا نہ کافر ہیکے نالہ سے

جسے یان دوست جانا اسکو دشمن جانکا پایا
رفیق اپنا نہ کوئی بھی ترے غم کے سوا پایا
اسے اُس سے جدا پایا اُسے اس سے جدا پایا
کہ اپنے اُس صنم کا ہمنے دل ہی مین پتا پایا
قسم ہے ہمنے دونو مین نہ فرق اک نکتہ کا پایا
الٰہی شکر غیرون نے نہ میرا مدعا پایا
مگر تجھ سا حسین ہمنے نہ ہرگز دوسرا پایا
فرشتے کانپ اُٹھے عرش برین کا ہلگیا پایا

ظفر کیونکر نہ یہ ظلم و ستم مجھپر روا رکھین
کہ مجھکو ان ستمگارون نے اپنا مبتلا پایا

مانگ کی لیکھ پہ ہر رات سویرا دیکھا
کوچۂ زلف مین ونکو بھی اندھیرا دیکھا

[illegible]

عشق کے ہاتھ اے ظفر بیچ متاعِ جان کو
وہ زرِ نقدِ داغِ دل دیگا تجھے کھرا کھرا

دیگر

سوزشِ غم سے پڑا دل پر پتنگا آگ کا
جامۂ آبی کا اپنی آسمانی دیکھنا
نالۂ سوزاں کی میرے گرمئ ہنگامہ سے
دھیکر بجلی کو ستون نے یہ پوچھا ارے
دل مرا پروانہ ہے آتش رخوں کے عشق کے
ہر بُنِ مو سے ترے دیوانہ کی نکلی جو آگ
رفع ہے بادہ سے کیوں مستوں کی گرمئ جگر
ہے خدا جانے یہ میری آہ سوزاں کیا بلا

یہ جلا ہوگا بڑی مشکل سے چنگا آگ کا
ہے شفق سے کیا تماشا رنگ رنگا آگ کا
اسکے گر جینے کا اب سب ایک ہی رنگا آگ کا
تونے ڈالا جگ میں کیا جھلنگا آگ کا
انتا ہرگز نہیں ڈر یہ پتنگا آگ کا
نکلیا تیلا سراپا جسم ننگا آگ کا
کب بجھاتا ہے یہ شعلہ آب گنگا آگ کا
آسماں پر ایک لگاتی ہے اڑنگا آگ کا

لڑتی ہے بندوق سے جو لے ظفر فوجِ فرنگ
رکھے ہے ہتھیار پاس اپنے تلنگا آگ کا

عارض کا صاف رنگ ترے گل میں آ گیا
کس چشمِ پُرخمار کا ساقی پڑا اٹھا عکس
کبتک کروں میں صبر کہ دردِ فراق سے

زلفوں کا پیچ و خم ترے سنبل میں آ گیا
جس سے کہ یہ نشا قلقلِ مل میں آ گیا
ہے فرق میرے صبر و تحمل میں آ گیا

آج کیا کل بھی نہین آنیکا وہ عذر خلاف ۔ اے دل بیتاب مین کیونکر کہون آج آئیگا

زلف کے افعی کو ہاتھون مین کھلائیگا وہی
ہاتھ جسکے لے ظفر کوئی فسون آجائیگا

دیگر

سنا ہی مشورہ شب کے گھر مین اور کچھ ٹھہرا ۔ ارادہ کیا دل بیشک قمر مین اور کچھ ٹھہرا
یہ ٹھہرا جاتے جاتے کیون مرا خط لیکے کیا باعث ۔ مگر قصد اب خیال نامہ بر مین اور کچھ ٹھہرا
نگین دل کا تھا مول اور کچھ ٹھہرا ہوا پہلے ۔ گیا جب دن سے دست سیمبر مین اور کچھ ٹھہرا
کبھی اخگر کبھی شعلہ کبھی گل ہے کبھی لالہ ۔ نہ ٹھہرا داغ یہ میرے جگر مین اور کچھ ٹھہرا
کوئی زہرا جبین ٹھہرا ہے کوئی مہ لقا اسکو ۔ مگر وہ مہوش میری نظر مین اور کچھ ٹھہرا
نہین نازان ہم اسپر اس نے ہمکو دوست ٹھہرایا ۔ ابھی دیگا وہ ظالم لحظہ بھر مین اور کچھ ٹھہرا
ہر اک کے ذہن مین کچھ طور ٹھہرا اسکے ملنے کا ۔ طریقہ اسکا پر فہم ظفر مین اور کچھ ٹھہرا

اس تنکدہ مین جسنے کہ اے بت تجھے تا کا ۔ کیا خوب نظر باز وہ بندہ ہے خدا کا
اللہ رے تیزی تری شمشیر نگہ کی ۔ دم سرد جسے دیکھ کے ہو تیغ قضا کا
کہتے ہین مہ نو جسے دیکھا اسے ہمنے ۔ ہے ایک تراشیدہ ترے ناخن پا کا
کیا اس ترے بیمار کو امید شفا ہو ۔ جسکو کہ اثر ہو نہ دعا کا نہ دوا کا
اے دوستو اس دلبر بے مہر کے آگے ۔ کیا نام وفا لون کہ وہ دشمن ہے وفا کا

[illegible]

علم کر تیغ کو سو بار اُس قاتل کا ہاتھ اوٹھا
نہ ہرگز واسطے فریاد کے بسمل کا ہاتھ اوٹھا

رہا تجھ بن یہ عالم رات دل کی بیقراری کا
کہ دل پر سے نہ دم بھر عاشق بیدل کا ہاتھ اوٹھا

عطا منظور ہے اسکو دعا دستور ہے اُسکا
اودہر منعم کا ہاتھ اوٹھا اودہر سائل کا ہاتھ اوٹھا

اوٹھایا دو جہان سے ہاتھ پر تیری محبت سے
نہ ہرگز اے ستمگر اس ترے مایل کا ہاتھ اوٹھا

نہین اوٹھنے کا ہو کر خشک اُسکا ہاتھ اے مجنون
جو تجھ پر ساربان ناقہ محمل کا ہاتھ اوٹھا

گئے ہم سامنے سو بار پر صاحب سلامت کو
نہ محفل مین کبھی اُس رونق محفل کا ہاتھ اوٹھا

رہا سر پر ہمارے دو جہان مین افسر شاہی
ظفر سر سے نہ اپنے مرشد کامل کا ہاتھ اوٹھا

## دیگر

بن تیرے عجب حال مری جان ہے میرا
بیٹھا ہون کہین اور کہین دھیان ہے میرا

کچھ پوچھ نہ جو حسن بتان کی ہے تجلی
دل دیکھتا کچھ اسمین عجب شان ہے میرا

حال دل غمگین نہ کہا مینے کسی سے
اے حسرت غم تجھ پہ یہ احسان ہے میرا

نے مجکو غرض دین سے نہ کفر سے مطلب
عشق اُس بت بدکیش کا ایمان ہے میرا

مانع جو رہ نیک سے ہووے تجھے غافل
تو جان لے یہ دل مین کہ شیطان ہے میرا

صحرا سے کبھی مین جاؤن نکل تنگ ہون اتنا
پر خار نہین چھوڑتا دامان ہے میرا

[illegible]

[illegible]

| | |
|---|---|
| تھا کسو کے بھی قابو کا یہ لشکر لیکن | قضا نے اسکو دبایا فنا نے تھنبایا |

ستم سے ہم نہین اُس بیوفا کے گھبرائے
ظفر ہمین تو ہماری وفا نے تھنبا یا

دیگر

| | |
|---|---|
| دیکھ کر شکل الف وہ قدِ رعنا سیدھا | دل سے نکلا مرے جو نالہ سو نکلا سیدھا |
| نہوا گردن دلدار مین خم یونہین رہا | رتوں بہر دعا دست تمنا سیدھا |
| کج ادا ایسا کیا حسن کی دولت نے اُسے | بولتا بھی نہین وہ شوخ خود آرا سیدھا |
| باتین کرتا ہی عدو مجھ سے جو ٹیڑھی سیدھی | ایکدن خوب یہ کج بحث بنے گا سیدھا |
| خانہ اُس زلف کے کوچے مین کہ ہے خم در خم | دل شامت زدہ نے تاکا رستا سیدھا |
| اے کماندار ترے تیر کے قربان ہون کیون | چھوٹتے ہی مرے دل کی طرف آیا سیدھا |

طرز ٹیڑھی ہے سخن کی ترے کس سے ہو ادا
ظفر انداز ہے یارون کا تو سیدھا سیدھا

| | |
|---|---|
| بنا ہی جو رخ مہوش پہ تل پری ہے بنا | کوئی ہے زہرہ بنا کوئی مشتری ہے بنا |
| جو دیدہ مین اشک تو یاقوت و لعل لخت جگر | ہمارا دیدہ یہ دوکان جوہری ہے بنا |
| کوئی بنا کوئی بگڑا یہی رہا ہر روز | جہان مین جیسے کہ یہ چرخ چنبری ہے بنا |
| تمھارے روے منور یہ مطلع ابرو | عجب مطلع دیوان انوری ہے بنا |

[illegible]

کہہ گئے حال دل اپنا ظفر کیا مست جنبون سے
کہ انکا تو دماغ اے مہربان پایا نہین جاتا

کھا کھا کے تیر غم یہ مرا حال ہو گیا
سینہ تمام سینۂ غربال ہو گیا

زلفونکو اس نے ہاتھ لگانے دیا ہمین
کچھ دستگیر اپنا جو اقبال ہو گیا

کوئی درخت زلف کی کشتہ کے خاک سے
پیدا ہوا نہ ایک مگر جال ہو گیا

جانیکا دل کے غم ہے نہین اور غم سب مجھے
غارت بلا سے گرچہ زر و مال ہو گیا

رنگ شفق نہین ہے کسی پر مگر فلک
گرم غضب ہوا ہے جو منہ لال ہو گیا

عاشق ہوا جو یار کے طرز خرام پر
آخر کو رفتہ رفتہ وہ پامال ہو گیا

وقت نظارہ روے مصفاے یار کے
عکس اپنی مردمک کا ظفر خال ہو گیا

کدورت دل مین ہے ظاہر صفائی گر ہوئی تو کیا
ملاپ انسے ہوا تو کیا جدائی گر ہوئی تو کیا

ارے نا آشنا پھر وہی نا آشنا ہو تم
کبھی تم سے دو دن آشنائی گر ہوئی تو کیا

بنایا ہے صنم جس نے انھین سجدہ اسی کو ہے
بتونکے سنگ در پر جبہہ سائی گر ہوئی تو کیا

جوانی کیسی طاقت کوئی ہو سکتی ہے پیری مین
کسی تدبیر سے حاجت روائی گر ہوئی تو کیا

لڑائی جاتی ہے وہ آنکھ دیکھو ابھی غیرون سے
مری اسبات پر انسے لڑائی گر ہوئی تو کیا

نہین پرواز کی صیاد بال و پر مین جب طاقت
قفس سے ہم اسیرونکو رہائی گر ہوئی تو کیا

[illegible]

تیرے گلتار کی قیمت مین جو دون چین و تتار
تو بھی سودا نہو آنکہ زلف پریشان مہنگا

روبرو اس لب پان خوردہ کے کچھ لال نہین
کیا ہوا گرچہ بکا لعل بدخشان مہنگا

جان تک بھی تو اگر دیکے اُسے لے ایدل
نہ کہون مین کہ لیا تونے یہ پیکان مہنگا

کہو قاتل سے کرے ہاتھ لہو سے رنگین
نہین مہندی سے سوا خون شہیدان مہنگا

کردیا آنسوؤن نے میرے بکھانک بے آب
ایک کوڑی پہ بکے ہے اب دُر غلطان مہنگا

گر ظفر ایک نگہ پر ترا ہو جائے غلام
چھوڑیو مت کہ نہین تجکو یہ انسان مہنگا

## دیگر

ساقی ہے نشہ انکھو نمین معمول سے ہلکا
نظرون مین ہے اب رطل گران پھول سے ہلکا

ہر بات مین تو ایک بھی ہے لاکھ پہ بھاری
گر بات کو اپنے نکرے طول سے ہلکا

ہوجاے تکلف کا پسندیدہ احمق
ہوگا نہ گدھا یہ کبھی اس جھول سے ہلکا

اچھا کیا سر تونے مرے تن سے اوتارا
اب کوئی نہین اس ترے مقتول سے ہلکا

جز تارک دنیا ہو ہوس سے نہ سبکدوش
یہ بوجھ نہ دنیا کے ہو مشغول سے ہلکا

مرفہ نہین کاغذ کا اگر بھیجتے ہین وہ
خط ڈاک مین اندیشہ محصول سے ہلکا

دنیا مین ظفر جو ہے گرانبار جہالت
کب ہوتا ہے وہ مردم معقول سے ہلکا

[illegible]

اے پری پردا اپنی صورت تو دکھائیگا جسے
وہ جو دلمین لگ رہی ہے آگ بجھنے کی نہین
دیکھنا اس چاند کے ٹکڑے کو کیونکر جانتا
اے جنون تیری بدولت نام میرا آخرش
باز آس خونفشانی سے کہین اے چشم تر
اے تغافل کیش کی تونے اگر آنے مین دیر

صاف وہ حیرت زدہ آئینہ سان ہوجائیگا
چشم تر سے گرچہ اک دریا روان ہوجائیگا
ٹکڑے ٹکڑے دل مرا مثل کتان ہوجائیگا
دشت مین ہر خار کے منہ پر زبان ہوجائیگا
دیکھ میرا راز دل سب پر عیان ہوجائیگا
کام آخر تیرے عاشق کا یہان ہوجائیگا

کرتے ہین دعوی محبت کا جو اس سفاک سے
اے ظفر اک روز انکا امتحان ہوجائیگا

دیگر

ہمارا انکا ہے جبکہ سامنا بلا پڑتا
فراق یار مین ہودیگی زندگی کیونکر
یہ سوز دل سے مرا اشک گرم ہے کہ جہان
سناتے نالۂ پر درد ہم اگر اپنا
نصیب ہوتے بھلے اپنے گر محبت مین
اسیر زلف ترا ہے یہ قید سے مانوس
بلا سے تیری جو الجھے وہ زلف شانہ سے

نہین کلام کا غیرون کو حوصلا پڑتا
کہ تجھسے جان کے یہ غم تو ہے بلا پڑتا
بدن پہ گرتا ہے دان ایک آبلا پڑتا
تو بلبلو ابھی صیاد ملبلا پڑتا
تو بد معاملہ سے کیون معاملا پڑتا
کہ چین ہے نہین بے طوق و سلسلا پڑتا
تو اسکے پیچ مین ہے کسلیے دلا پڑتا

میں چمن میں بھی رہونگا دل گرفتہ ای صبا
دل نہیں ہے میرا وہ غنچہ کہ جو کھل جائیگا

جان شیریں جائیگی اپنی مثال کوہکن
پر نہ تیرا شوق ای شیریں شمائل جائیگا

تیرے کوچہ سے کہاں جائیگا تیرا خاکسار
مثل نقش پا وہیں یہ خاک میں مل جائیگا

ہووے گی اس روز برپا کیا قیامت اے ظفر
خاک پر جسدن شہیدوں کے وہ قاتل جائیگا

غلط ہے جو کہے یہ چپکے رہنا کچھ نہیں اچھا
نہ کہنے میں مزا ہے منہ سے کہنا کچھ نہیں اچھا

انہوں سے دوستی کی وہ ہمارے ہوگئے دشمن
قصور انکا نہیں ہے اپنا لہنا کچھ نہیں اچھا

ستم اس یار کا سہنا یہ سہنا ایدل اچھا ہے
ولیکن ہاتھ غیروں کے سہنا کچھ نہیں اچھا

محبت کی پڑیں گر بیڑیاں پاؤں نہیں پروا ہے
نہ کہنا چاہیے ہرگز یہ گہنا کچھ نہیں اچھا

جہانتک رک سکے اس گریہ کا ہی روکنا اچھا
ہمیشہ اشک کا آنکھوں سے بہنا کچھ نہیں اچھا

خط شبرنگ تیرا خوشنما ہے تیرے عارض پر
وگرنہ چاند کا عالم میں گہنا کچھ نہیں اچھا

مثل یہ اے ظفر ہے نکلی ہونٹوں اور چڑھی کوٹھوں
نہیں کہنے کی جو بات اسکا کہنا کچھ نہیں اچھا

دیگر

جال اس زلف نے ایسا کسی صورت کا مارا
ہوگیا دل یہ گرفتار غضب کا مارا

پھر گیا منہ ترا عقبی سے کہ جب دنیا نے
اک طپانچہ ہوس عیش و طرب کا مارا

شعلہ خو اک بات تو میری اگر سن
بڑی بات [illegible] کلیجہ جل گیا دل بن گیا

## مطلع ثانی

شمع بھی یاں رو گئی شعلہ بھی یاں [illegible]
آگے پروانہ بھی کیا اس بزم میں جل [illegible]

[illegible] بھی کوئی دن مفتون تمہاری چشم کا
بن کے آہو کی طرح وحشی وہ [illegible]

جو گیا دل سوختہ وہاں بانکپن [illegible]
نام جسکا رہ گیا کچھ اسکا [illegible] باقی رہا
ورنہ جو باقی [illegible] گیا ساتھ اسکے اسکا [illegible]
مین صبا وہ طائر بیطاقت اس گلشن میں [illegible]
ایک پر [illegible] اڑ کر [illegible] گلشن گئی
ہاتھ اٹھایا سینہ کاوی سے نہ [illegible]
لے جنون جب تک نہ [illegible] چاک [illegible]
واسطے [illegible] کیا خاک [illegible]
سبز ہو سکتا نہین وہ [illegible]

## ۲

| | |
|---|---|
| کھل گئیں یکبارگی آنکھیں سی ٹھہر ماہ کی | جبکہ انگے منہ سے تونے دور گھونگھٹ کر دیا |
| جو ترے کوچہ مین سویا خاک پر آرام سے | ترک اسنے اپنے سونیکا چپر کھٹ کر دیا |
| یہ تو لٹکا خوب سیکھے ہو جسے چاہا اُسے | تمنے سودائی دکھا کر زلف کی لٹ کر دیا |
| اشک کے قطرے لئے جاتی ہین بہر بہر کر سبو | جوش گریہ نے مری آنکھوں کو پنگھٹ کر دیا |
| دل فقیری سے صفا کر اس سے کیا حاصل اگر | تونے داڑہی کو بڑھایا یا صفاچٹ کر دیا |

ہوتا ہے چرچا محبت کا لگاوٹ سے ظفر
ہمنے رسوا آپ کو وان بی لگاوٹ کر دیا

| | |
|---|---|
| تیری گلی سے عاشقِ زار اُٹھہ کر رہگیا | اُٹھا تھا نا توان سا غبار اُٹھہ کر رہگیا |
| دنیا مین اک جہان کو بہا سیل اشک سے | پر دل مین کیا جوش سا یار اُٹھہ کے رہگیا |
| گنبد بنا نہ گور پہ مجنون کے دشت مین | اکثر بگولا گرد مزار اُٹھہ کے رہگیا |
| رخ سے اُٹھا کے زلف جو یار اس نے رکھی | دل پہ سے پردۂ شب تار اُٹھہ کے رہگیا |
| گر کر سنبھل سکا نہ ترا زخمی نگاہ | دیکھا یہ تیر خوردہ شکار اُٹھہ کے رہگیا |
| رکھہ ہاتھہ سے نہ جام صراحی اٹھا کے تو | ساقی بلا سے ابر بہار اُٹھہ کے رہگیا |

ٹہری ہے بیطرح یہ ظفر آج دل کی آگ
آگے تو شعلہ سا کئی بار اُٹھہ کے رہگیا

## دیگر

## دیگر

کاکل [illegible] مین [illegible] ظفر [illegible]
[illegible] دل جانیگا
ستم [illegible] بیمار [illegible] دل جانیگا
[illegible] ابھی [illegible] جانیگا
[illegible] جانیگا
[illegible] جانیگا
[illegible] جانیگا [illegible] منزل جانیگا

جبکہ ہوتا ہی دل مرا بیتاب
تو سنبھالا ذرا نہین جاتا

محوِ حیرت ہون صورت تصویر
کیا کہون کچھ کہا نہین جاتا

بادۂ عشق سے جو ہین مخمور
انکا ہرگز نشا نہین جاتا

اُڑ کے جاؤن ظفر وہان لیکن
بے پر و بال اُڑا نہین جاتا

جو تیرے آتشین رخ پر نہ خط عنبر نہ ہوتا
تو آتش سے دھوان پیدا نہ عالم مین کہین ہوتا

## مطلع ثانی

مرے نالون سے پتھر موم ہوا ہی نازنین ہوتا
اگر دل مین اثر تیرے نہین ہوتا نہین ہوتا

کہان جا سکتا چھپکر ہمسے ظالم تو جہان جاتا
برنگ سایہ پیچھے پیچھے تیرے ہم وہین ہوتا

تری دوری مین کیا کیا سو جتنی ہی دور کی مجکو
عیان ہی حال مجھپر دور گلے دور بین ہوتا

ترے مضمون خال لب کے آگے نا چین وہ
تری محفل مین گر کیسا ہی کوئی نکتہ چین ہوتا

دکھاتا کان کا بالا جو تو رخسار پر اپنے
تری حلقہ بگوشی مین مہ ہالہ نشین ہوتا

ہمارے پیچ و تاب دل کی یہ تاثیر تو دیکھو
کہ ہمکو دیکھکر ہر دور وہ چین بر جبین ہوتا

لپٹتا اے ظفر اسکو وہ آہ گرمیرا
تو کاہیکو کھڑا یہ خیمۂ چرخ برین ہوتا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## ردیف الف

ادا پورا نہو یک حرف اصلا حمد یزداں کا
اگرچہ صد زباں ہو ہو زباں خامہ سخنداں کا

ملک سے تا بشر مصروف ہیں سب اسکی طاعت میں
ہر اک ہے عرش سے تا فرش ممنون اسکے احساں کا

وہی کعبہ کا صاحب خانہ وہی ہے دیر کا مالک
وہی رزاق ہے کافر کا وہی ہادی مسلماں کا

اگر ہو جائے پارہ پارہ دل اسکی محبت میں
تو پھر ہر پارۂ دل کو سمجھ سیپارہ قرآں کا

نکرتا وہ اگر پیدا نبی کو نوعِ انساں میں
تو مخلوقات میں اشرف نہو رتبہ انساں کا

نبی وہ رحمۃ للعالمیں جسکی شفاعت سے
نہو ہر عاصیوں کو حشر کے دن خوف عصیاں کا

عجب کیا نعتیں گر اسکی نور حسن معنی سے
بجائے حسن مطلع ہووے مطلع مہر تاباں کا

نبی کا دیکھتی گر اسکی نظر اسکا رخ روشن
تو اب یکو خواب ہو جاتا تماشا ماہ کنعاں کا

[illegible] مضمون حمد و نعت کے [illegible]

ورق مہر ہے سر دیوان کا [illegible]

دیگر

ہم نے ہر روضہ کو تیرے روضۂ رضوان پایا
بلکہ رضواں کو یہاں ہم نے دربان پایا

محو نظارہ ہوا جو کہ وہ اس گلشن میں
چشم نرگس کی طرح سے اُسے حیران پایا

[illegible]

۲

مطلع ثانی

[illegible]

الماسِ رخشانِ سخن روشن بیانی و لعلِ تابانِ لآلی افشانی

منجملہ چار جلد

# کلیات ظفر

دیوان سوم

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں نقشِ نگینِ طبع ہوا

[illegible]

| | |
|---|---|
| بسم اللہ ہو ارادہ اگر میرے قتل کا<br>بسمل کی طرح آہ تڑپتا ہوں میں سدا | چھوٹے کہیں عذاب سے تا جان مبتلا<br>کیا دیکھتا ہے تیغ نگہ ایسی اک لگا |
| قصہ تمام عمر کا اسے پر جفا چکے | |
| ٹھہرے ہیں بعد مرگ تو راس خرابہ میں<br>کیا کیا نہ ہمنے آکے گیا اس خرابہ میں | ورنہ پھر سے خراب سدا اس خرابہ میں<br>اب خاک کے ہیں ڈھیر تو کیا اس خرابہ میں |
| پہلے تو ہم بھی خاک بہت سی اڑا چکے | |
| کہنہ ظفر برا نہ کہو میکدہ کو ذوق<br>تم دیکھ کر نہ جل ہیں کو میکدہ کو ذوق | ہے کچھ تو دان بھی دیکھو تو میکدہ کو ذوق<br>بیکار ہو آج خوب چلو میکدہ کو ذوق |
| چھوڑو کہیں وظیفہ بہت پڑھ پڑھا چکے | |

## ایضاً

| | |
|---|---|
| یہ جانتے ہیں غنچے بھی ہیں اور گل تر بھی<br>ہے میری صبح شام بھی یہ اور سحر بھی | اور دیتے گواہی ہیں و برگ شجر بھی<br>گل پھینکے ہیں اور سو نکی طرف بلکہ ثمر بھی |
| اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی | |
| مدت میں ہے مرے گھر کی طرف سے جو گذرنا<br>اور مجھسے دو چار آنکھیں بھی اک بار نکرنا | دو چار گھڑی غیر کے تو پاس ٹھہرنا<br>کیا ضد ہے مرے ساتھ خدا جانے وگرنہ |
| کافی ہے تسلی کو مری ایک نظر بھی | |

تمام مخمس

جلد دوم دیوان ظفر

سوز عصیان سے جگر سوختہ جب ہو گلوفات | آئین صحرا ہو قیامت مین طلبگار نجات
کہین سر چشمۂ احسان سے تہا تیری فات | ماہمہ تشنہ لبانیم توئی آب حیات

لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبے

ہے ظفر کے دل بیمار کا بھی حال وہی | اور اسی طرح سے اب چارۂ طلب وہ بھی
کر گیا آگے ثنا مین تری جیسے قدسی | سیدا انت حبیبی و طبیب قلبی

آمدہ سوے تو قدسی پئے درمان طلبی

## ایضاً

جو عشق باز مین وہ رہ دین ہے آ چکے | سر بازئ وفا مین وہ گھر لٹا چکے
واعظ برب کعبہ تجھے ہم جتا چکے | جو دل قمار خانہ مین بت سے لگا چکے

وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے

ساری حقیقت اپنی مری اُنپہ کھل گئی | ہے بات اور قابل تحریر کون سی
لیکر قلم کو ہاتھ مین ہون سوچتا یہی | کیا خط مین مدعا لکھون اپنا کہ مدعی

پہلے ہی انکو میری طرف سے پڑھا چکے

ہر چند اُسکا لطف عداوت سے کم نہین | اور آمد آمد اُسکی کچھ آفت سے کم نہین
پر اپنے حق مین وہ بھی عنایت سے کم نہین | آنا بلا سے اُس کا قیامت سے کم نہین

مرتے ہین انتظار مین اک روز آ چکے

ہاکی تری جلوہ سے مسجود ملائک آدم ... نور سے پر نور حدوث اور قدم

[illegible] دونوں عالم

[illegible] جمال تو تجلی [illegible]

[illegible]

| | |
|---|---|
| مفتیِ شہر کوئی ہو کہ ہو قاضیِ شہر | ہوگا اس فاحشہ سے دلکا لگانا اک زہر |
| اگر اسکے غضب اور قریب اسکے ہیں قہر | ازل نے بنا ہی عجب طرح کی علاّ دہر |

مرد دیندار کو بھی دہریہ کر دیتی ہے

| | |
|---|---|
| بھیجتا تھا ایت فو خط ہمیں خط اپنے بھی | لیک وہ حرف عتاب السیر نہ لکھتا کبھی |
| ہو گئی اور بھی کچھ طرز کتابت اسکی | بڑھتی جاتی ہی جو شوخی ستم اُس ظالم کی |

کچھ محبت مری اصلاح مگر دیتی ہے

| | |
|---|---|
| گرمیِ عشق جوانی کا ہی چارہ دشوار | دار کے سر ہو پیر پسر نہ کیونکہ درکار |
| جسکو باور نہو وہ دیکھ لے اسکو سو بار | تپ سل شمع کی جب کم نہیں ہوتی ناچار |

اسکو کافور سفیدی کا سحر دیتی ہے

| | |
|---|---|
| رکھتا ہی زیب گلو جیسے ظفر عشق کا طوق | لکھتا ہی آہ و فغان سی ہی کچھ بھی عشق میں ذوق |
| حال رسوائی مرا سننے سی ہی یار کو شوق | کوئی غماز نہیں میری طرف سی اوروں کے |

کان اسکے مری فریاد ہی بھر دیتی ہے

## ایضاً

| | |
|---|---|
| سرورا تو وہ نبی جسکے نہیں بعد نبی | دیکھ شان تری عرش کی بھی شان بلی |
| انبیا تجھسے کہیں وقت شفاعت طلبی | مرحبا سید مکی مدنی العربی |

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

[illegible]

لیک کہتے یہ دمبدم تو رہا ۔ سبحہ گر زبان ہی میں ہمتو رہا
دست کوتاہ تا سبو نہ گیا

## ایضاً

آشنائی کرے جو قابل ہیں الفت والے ۔ نہ یہ پر مہر و وفا دولت و حشمت والے
یا سرہ ہیں جو ہیں یار و ہیں رفاقت والے ۔ کیا غرض لاکھ خدائی میں ہوں دولت والے
اُن کا بندہ ہوں جو بندہ ہیں محبت والے

اسقدر خواہش نظارہ مجھے ہے تیری ۔ چاہوں میں اسکو چھپاؤں تو نہیں چھپ سکتی
جبکہ لکھواتا ہوں یار و حقیقت اپنی ۔ ٹلے ری حسرت دیدار مری یاں کو بھی
لکھتے ہیں ہارے دو حسنی سے کتابت والے

پس مردن بھی مرقد پہ کوئی بھی غمخوار ۔ فاتحہ پڑھنے کو صد حیف نہ آیا یکبار
سوختہ جان کا بجز سوختہ جانکی ہو یار ۔ نہیں جز شمع مجاور مری بالین مزار
نہیں جز کثرت پروانہ زیارت والے

دمبدم کلبۂ احزان میں ہے دم گھبراتا ۔ دم کے جانے میں مرے اب ہے کوئی دم جاتا
اور غمخوار تو صورت بھی نہیں دکھلاتا ۔ کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا
دل بیمار کے ہیں دو ہی عیادت والے

بھیجوں کیا نامہ میں لکھوا کے تمہیں دل کا راز ۔ ہو نہ تحریر سے بیتابی دل کی غماز

ایضاً

## ایضاً

| | |
|---|---|
| کہہ چکے غم سے بارہا ہیں ہم | گرچہ آوارہ جون صبا ہیں ہم |

لیک لگ چلنے کو بلا ہیں ہم

| | |
|---|---|
| جرم ثابت ہوا ہے کیا ہم پر | نہیں کھلتا یہ ماجرا ہم پر |
| ادراک ظلم ہے نیا ہم پر | اے بتو اسقدر جفا ہم پر |

عاقبت بندہ خدا ہیں ہم

| | |
|---|---|
| تونے دیکھا جب اٹھا کر چشم | کیا مفتون اسے دکھا کر چشم |
| سنکے یہ چشم سے ملا کر چشم | سرمہ آلود مت رکھا کر چشم |

دیکھ اس وضع سے خفا ہیں ہم

| | |
|---|---|
| گرچہ ہوتی رہی جفا پہ جفا | پر نہ سرکے وہاں سے اک ذرا |
| ہم پہ احسان یہ وفا نے کیا | تیرے کوچہ میں تا بہ مرگ رکھا |

کشتۂ منت وفا ہیں ہم

| | |
|---|---|
| نہیں مرہم طلب تن مجروح | ہے یہ اپنا عجب تن مجروح |
| دیکھو تو آگے اب تن مجروح | ہے نمک سود سب تن مجروح |

تیرے کشتوں میں میرزا ہیں ہم

| | |
|---|---|
| ہوئی ہمکو نصیب جتنی عمر | تھی وہ تھوڑی سی یا بہت سی عمر |
| ہم نے اس طرح سے بسر کی عمر | آستاں ہی پہ تیرے گذری عمر |

کہا یہ شاہ نے اعدا سے چاہیے تمکو
یہی ہے دلمین مری آرزو کہ تہ تیغ
سر اپنا سجدہ پہ آب سے وضو کر کر

تو نیف اتنا کہ ہو میری اختتام نماز
ادھر تمام حیات اور ادھر تمام نماز
ہمیشہ پڑھتے ہیں شبیر کے غلام نماز

نہ دی کوئی مجھے غم بجز غم شبیر
ظفر یہ مانگ دعا پڑھ کی تو مدام نماز

## مسدس بطور مرثیہ

نماز پڑھ کے سدا سجدہ و قیام کے ساتھ
اگر ہے دوستی اس سرور انام کے ساتھ

وظیفہ چاہیے ذکر غم امام کے ساتھ
تو ورد صبح کے ساتھ اور ورد شام کے ساتھ

سلام تم پہ ہو صلوٰۃ علی الدوام کے ساتھ
کہ ہر نماز ادا ہوتی ہے سلام کے ساتھ

ہزار کوئی عبادات میں رہے مشغول
نماز اسکی نہ مقبول نہ دعا مقبول

جو دل میں رکھتا نہ ہو حب اہل بیت رسول
جو ہو تو دولت ہر دو جہان اسے ہو حصول

سلام تم پہ ہو صلوٰۃ علی الدوام کے ساتھ
کہ ہر نماز ادا ہوتی ہے سلام کے ساتھ

بجز حسین ہو کون شیعہ مصطفیٰ
اگر کرے جو وہ نہ شفاعت تو ہو عت کیا

[illegible]

متفرقات قطعہ

[illegible]

یونچھے آنسو نہ مرا اپنی غمخواری مین
ای پری وش ترے عاشق کا جو کچھ احوال
فصد مجنون کی ترے کوئی کیونکر فصاد
ناتوان تیر اٹھے بستر غم سے کیا خاک

اپنے دامن مین کبھی تم یہ گہر لے نسکے
نام بھی عشق کا پھر کوئی بشر لے نسکے
کام نشتر کا وہ ہر خار سے گر لے نسکے
جبکہ کروٹ بھی ادھر سے وہ ادھر لے نسکے

تا نہ صد چاک ہو شانہ کیطرح دل اپنا
اسکی زلفونکی بلائین یہ ظفر لے نسکے

سلام

[illegible]

غرور حسن سے گر وہ جلال مین آوے
اسیر زلف ہوا اُس خال رخ کو دیکھ کر دل
کرے اُس ابرو پر خم سے ہمسری کیونکر
وہ خال رخ پہ جو بکھری ہوئی لٹ کی بال
حنا جو اسکی قدمبوس ہو تو پھر کیونکر
بلا سے وصل کا دن ہو وہی عید کا دن

تو اسکی پھر نہ ذرہ خیال مین آوے
بغیر دانہ کے طائر نہ جال مین آوے
کہان سے خم یہ کمان ہلال مین آوے
ستارہ دیکھیے کسکا وبال مین آوے
نہ حسرت اپنے دل پائمال مین آوے
کہ اکبار تو وہ اکیہ سال مین آوے

ظفر وہ خواب مین کسطرح آئے میرے پاس
کہ جب نہ خواب ہی رنج و ملال مین آوے

نہ نالا سے نہ زاری سے نہ تدبیر سے چمکے
یہ انجم تابان نہیں شعلے ہین نکلتے

چمکے اگر اقبال تو تقدیر سے چمکے
آہ جگر عاشق دلگیر سے چمکے

قطعہ

[illegible]

نہ دل ان شعلہ رخسارون نہ ٹوٹا
بلا سے گرچہ انگارو نہ ٹوٹے

تم اینڈ دل بستر گل پر تھین کیا
کوئی حسرت سے گر خارو نہ ٹوٹے

کہان پایا یہ منہ جو ہنستے ہنستے
گل اُس گل کے دل افگارو نہ ٹوٹے

نہین زلفون کے سودائی کو کچھ ڈر
پڑ شبکو سیہ مارو نہ ٹوٹے

اُسے جو دیکھا ہو برق بیتاب
زمین پہ لوٹے نہ دیوارو نہ ٹوٹے

گیا دل لوٹ میرا اُن بھوون پہ
دگر نہ کون تلوارو نہ ٹوٹے

ہمیشہ لوٹے بسمل کی طرح وہ
ظفر جو اُن طرحدارو نہ ٹوٹے

ہے جبکہ خلق سوچ کے تدبیر بولتی
کچھ اور ہے جو ابھی تقدیر بولتی

ہنستا وہ گل چمن مین اگر کھلکھلا کے صبح
حسرت تھی کیا جو بلبل تصویر بولتی

ہر بار ہے خانۂ زندان مین ایک غل
مجنون گرا ہے جو پانو مین زنجیر بولتی

بلبل ہوائے شوق کہ آندھی کے شور مین
گیا کیا ہے خاک عاشق دلگیر بولتی

گرچہ نہین ہے میر کے استخوان مین دم
پر عشق کے باعث تاثیر بولتی

افسون عشق سے دل عاشق کے سر پہ روز
ہے وہ بلائے زلف گرہ گیر بولتی

تیرے کلام مین ہے وہ انداز اے ظفر
محفل مین آفرین دم تقریر بولتی

تمام عمر گذاری ہے اپنی غفلت میں
جہان کی ہم ظفر نے خواب میں کی ہے

دیگر

طرز آنکھ کی نرگس میں ہے زخم زلف کا سنبل میں ہے
نقشہ ہے قد کا سرو میں رخ کی نبات گل میں ہے

جام جہان بین میں نظر آیا وہ کب جمشید کو
دیکھا تماشا ساقیا جو ہمنے جام مل میں ہے

سو ٹکڑے ہو گل کا جگر اک دم میں از باد سحر
تاثیر درد عشق کی وہ نالہ بلبل میں ہے

جائیگا جس ملت میں تو پائیگا وان دیگر دید
آرام گر منظور ہو تجھکو تو صلح کل میں ہے

ہوتی ہے رنج ماندہ دل بزم شراب ناب میں
اعجاز اے ساقی عجب اس خندہ قلقل میں ہے

میرا دل شامت زدہ ظالم گرفتار بلا
ہے گاہ تیری زلف میں گاہ تیری کاکل میں ہے

خاموش رہنا چاہیے دنیا کی شورش گاہ میں
سنتا کسیکی اے ظفر یان کون شور و غل میں ہے

یہ عمر ہمنے بسر سب شراب میں کی ہے
سفید ریش نہیں آفتاب میں کی ہے

گیا ہے بھول مری اب قرار یان قاصد
ہدر نگ اس نے جو خط کے جواب میں کی ہے

بجا رہے نہیں اسکے حواس جسکی طرف
نگاہ تونے خشم و عتاب میں کی ہے

بنا ہے چرخ پہ جو ماہ ساغر سیمین
کسی نے بادہ کشی ماہتاب میں کی ہے

سمجھ حباب کو بحر جہان میں اے غافل
کہ بند ایک ہوا سی حباب میں کی ہے

ملا نہ رہنے کو جب گھر کہیں تو غم نے ترے
جگہ مرے دل خانہ خراب میں کی ہے

ہوئی جو پیر ہمیں ثابت تو کیا ہے خواب
کسی نے توبہ جو عہد شباب میں کی ہے

فلک پہ برق جہان کر اڑا دیے ہیں ہوش
جو آہ ہمنے کبھی اضطراب میں کی ہے

اشارہ ہی کہ ہم افشان جبین اپنی غلطی مین
انھون نے خط جو بہ طالع افشانی پہ لکھا ہی

دوا میری ہی وصل یار کیون نسخہ حکیمون نی
طریق حکمت ہندی و یونانی پہ لکھا ہے

کہان ہی خط صین اس ابروئے خمدار پر دیکھو
یہ نام تیغ گر تیغ صفاہانی پہ لکھا ہی

کہون کیا ماجرا بے ثباتی نقش ہستی کا
مٹا جاتا ہی یون گویا کہ یہ پانی پہ لکھا ہی

متانت دیکھتا ہی کیا ظفر کی طبع عالی مین
کہ جو لکھا ہی مضمون طرز خاقانی پہ لکھا ہی

وہ دل کیا ہی کہ جو تیری غم الفت سے خالی ہی
وہ دیدہ کیا جو تیری دید کی حسرت سے خالی ہی

عجب انداز سے ہمکو خط اس حرف نے لکھا
نہین اک حرف جسمین نامہ حسرت سے خالی ہی

بھر اگرچہ جام مے ساقی نے لیکن ہمکو کیا حاصل
کہ اپنا ساغر دل بادۂ عشرت سے خالی ہی

نظر صورت پہ جو کی دیدۂ تحقیق سے دیکھو
کوئی صورت نہین اللہ کی قدرت سے خالی ہی

گیا یان سے نکل کیا جانے دیوانہ کہان تیرا
پڑا پھر خانۂ زنجیر اک مدت سے خالی ہی

رہیگا داغہای عشق سے سینہ بھرا تو بھی
کوئی ہوتا خزانہ اپنا دولت سے خالی ہی

ظفر ہم باندھتے ہین جب کے مضمون کم اسکا
ہمارا شعر بھی کوئی نہین رفت سے خالی ہی

پھرتی ہے آنکھون مین جو اس رفتنا کی شکل ہی
خوابین آتی نظر مجکو بلا کی شکل ہے

شوق مینا اُس قد رعنا کی ہے شکل آزاد سر
بنگیا لیکر چھری جو مینا کی شکل ہے

[illegible]

دیگر

[illegible]

| | |
|---|---|
| ہمارا غم دل کی حجرے مین نہین کہتا وہ غمزہ<br>مجھے دل کھو لکر اپنے درد کو نہ ہم چشم پڑتا<br>لگا تیغ ستم تو شوق سے ظالم کہ بخرسے<br>یہ کیا اندھیر جون دیدۂ خاسے اجالا | مگر جو وقت پاتا ہے مجھے غافل چوراتا ہے<br>کہ پانی آنسوون سے میرا زخم دل چوراتا ہے<br>بھلا کب جان اپنی یہ تماشا مفت چوراتا ہے<br>مری دلکو رخ روشن کا تیرے تل چوراتا ہے |

ظفر سب کو برابر دیکھتے ہین جو ہین روشن دل
کسی سے آنکھ اپنی کب وہ کامل چوراتا ہے

| | |
|---|---|
| عجب اشک آنکھ سے کچھ یہ برفہ مژگان تیز بہتا ہے<br>ترے زخمی کو یاد آتی ہے جب شمشیر کی تیزی<br>سخن مین اس لب جان بخش کے ایسی روانی ہے<br>کبھی دل مین جو ہے دریا دلی سے جوش آجاتا<br>عرق افشان تیری زلفین جو رخسار پہ ہوتی ہین<br>کوئی کم آشنا ایسا ہے جسکے پانون مین بھنور | کھڑا ہے کھیت خشک اور آب بہتا ہے تیزی<br>تو کیا کیا خون زخم تیغ بران تیز بہتا ہے<br>کوئی جانے کہ گویا آب حیوان تیز بہتا ہے<br>تو کیا کیا لہر مین تنکا سا انسان تیز بہتا ہے<br>چمن مین یا سلکے کیا کیا آب باران تیز بہتا ہے<br>کہ دریائے محبت اے مرے جان تیز بہتا ہے |

ظفر بہتا تو ہے ناسور دل کا روز میرا سکو
کوئی گر چھیڑتا ہے اور بھی ہان تیز بہتا ہے

| | |
|---|---|
| ہو تمہید وقت ہے وہ پیشوائی وقت ہے<br>رہتا ہے ہر وقت جاری چشم سے دریا ئے اشک | بات کرنا دیکھ کر جو مقتضائے وقت ہے<br>پوچھتا اے آشنا کیا ماجرائے وقت ہے |

[illegible]

[illegible]

کیا غضب ہے جو محبت کا تری بھرتا ہی دم
اس سے ہوتا تری محفل میں تبرا صاف ہی

دھو دیا رد ہی زمین کو آب گریہ نے مرے
پر نہیں ہوتا دل اسکا آئینہ ذرا صاف ہی

حاشیہ کیا کیا چڑھاتی ہی محبت دیکھو
اب تلک تو یہ کتاب دل معرا صاف ہی

جانہ تو با تو نہ زاہد رند ہو تسلیم کی
منھ پہ تیرا نام ہی پر دل میں یہ اطراف ہی

آج مرغان قفس مجھے کیا کہیں کتر کے سر
گر رہا مقراض کا صیاد تیرا صاف ہی

حرص دنیا ہی بشر کے واسطی آلودگی
ہو گیا جس وقت یہ اس سے مبرا صاف ہی

تیر ہے رشک قامت رعنا سے سر بر سر کے
شہپر قمری چمن میں شکل آرا صاف ہی

اے ظفر ہمسر ہو گیا شعلہ دل بیتاب سے
دیکھ کر برق تجلی بھی جا وہ اسکو تھرا صاف ہے

مصور نے ہمیں کیا جانے دی تصویر کسکی ہی
ملے تصویر ایسی کسکو یہ تقدیر کسکی ہی

ہمیشہ آہ بھی کرتے ہیں ہم نالہ بھی کرتے ہیں
پر اسکے دل میں ہوتی دیکھئے تاثیر کسکی ہی

تری تقریر ناصح خوب ہی ہاں ہم بھی قائل ہیں
مگر سنتا دل دیوانہ یہ تقریر کسکی ہی

ترا ہی ناز بیجا پائداری پر عمارت کی
رہی قائم یہاں منعم سدا تعمیر کسکی ہی

بجز تیغ نگاہ یار کشتہ خون عاشق پر
زیادہ تیز ہوتی دمبدم شمشیر کسکی ہی

کیا جو کچھ نصیبوں نے نہ کچھ دل نے نہ آنکھوں نے
کہوں میں یہ خطا کسکی ہی اور تقصیر کسکی ہی

ظفر جو کچھ ہی پیشانی میں ہی وہ ہے نہ ٹالے سے
کہ جاتی پیش اسکے سامنے تدبیر کسکی ہے

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

مثلث

[illegible]

[illegible]

| | |
|---|---|
| شبکو اس طرح اسکے گرد کا شانہ رہے | جیسے سر گرداں سر فانوس پروانہ رہے |

**مطلع ثانی**

| | |
|---|---|
| سینہ واحیب مثل گل وہ بے حجابانہ رہا | بوے گل سے کیوں نہ مہکا اپنا کاشانہ رہا |

**مطلع ثالث**

| | |
|---|---|
| ہم رہیں ساقی یہاں اور دور پیمانے رہے | حشر تک بارے یونہیں آبا دمیخانہ رہے |

**مطلع رابع**

| | |
|---|---|
| گرم آرایش جو اپنا اور جانانہ رہے | کیوں نہ دست مہر میں آئینہ و شانہ رہے |
| تم بناؤ اپنے گورے منھ پہ اک کاجل کا تل | پاس تا کافور کے فلفل کا بھی دانہ رہے |
| ہو وے محتاج نمکداں زخم دل بلبل کیوں | جبکہ شبنم سے بھرا ہر گل کا پیمانہ رہے |
| جسطرح سے شمع پر پروانہ ہوتا ہے فدا | اس طرح سے شمع اسکے رخ پہ پروانہ رہے |
| ہیں وہ مجنوں کہ صحرا میں زبان خامہ | تا قیامت اس مری وحشت کا افسانہ رہے |
| زیر محراب خم ابرو کے چشم مست یار | دیکھا کیا نہ دہرے مسجد میں بتخانہ رہے |
| موج جوہر نہ کیونکر پاے در زنجیر ہے | جبکہ آئینہ ترا ہی صورت کا دیوانہ رہے |
| دیکھکر خال اسکے رخ پر کیونکہ میں حیران ہوں | یعنی قائم شعلہ پر کس طرح پروانہ رہے |
| جو کہ ہو وحشی تری آنکھوں کا ہی آہو نگاہ | کسکا اس سے خیر خواہی اخلاص یارانہ رہے |
| شمع تیرا آب گریہ پھر یہ کسکا کام آئیگا | جب ٹپکا پڑے غسل یونہیں لاش پروانہ رہے |

[illegible]

[illegible]

عشق کا آزار صحت سے ہے بہتر ای طبیب
جو رہے اُس شوخ کے بیمار غم اچھے رہے

اب خدا جانے کہ دلمین کیا بُرائی آگئی
پہلے تو ہمپر تری لطف و کرم اچھے رہے

وہ رہی کھل کر پریشان انکو دلجمعی رہی
گل سے غنچہ ای نسیم صبحدم اچھے رہے

خاک آخر ہونگی سب پر پہلے ہی جو خاک کستا
ہو گئے اس یار کی خاک قدم اچھے رہے

ہر کسی سے راز دل کہہ بیٹھنا اچھا نہین
اے ظفر دنیا مین ہین اب لوگ کم اچھے رہے

غیر کر سکتا ہی گو مجھ سی عداوت کیا ہی
مہربان دوست ہی دشمن کی حقیقت کیا ہی

جو نہ دیکھا تھا سو وہ عشق مین تیرے دیکھا
دیکھیں اور دکھاتی ہین قسمت کیا ہی

زلف اکثر جو تری کان لگی رہتی ہی
کہتی یہ کانین ای کان ملاحت کیا ہی

سب جگہ ہی وہی اور سبکی نظر سو نہان
پڑ گیا آنکھون پہ یہ پردہ غفلت کیا ہی

ابرو دکھوتا ہی کیون کہدے یہ صاف آئینہ سے
اس سی تو ہو گا نقابل ما تری صورت کیا ہی

غمزہ کرتا ہی ترا ایک جہان کو غارت
یہ بلا کیا ہی خدا جانی یہ آفت کیا ہے

جلد آ جلد نکر دیر تو ای رشک مسیح
دیکھ تو اب تری بیمار کی حالت کیا ہی

کیا کہون کہنی مین تو اور مصیبت ہو سوا
مجھسے وہ پوچھتے ہین تجھپہ مصیبت کیا ہی

مین کرون شکوہ جو کچھ انکو محبت ہو ظفر
جب محبت ہی نہین ہی تو شکایت کیا ہی

جو انیا لقد دل و جان ظفر لگا دین ہم
قمار عشق مین اک آدھ داؤ ہو تو سہی

اُس عداوت کیش کو مجھسے عداوت ہو گئی
اس عداوت پر بھی جو مجکو محبت ہو گئی

بھولتا ہرگز نہیں میں اسکی قامت کا خیال
روز میرا پا سیر کر سر پر اک قیامت ہو گئی

کر چکے ساری اطبا لیکہ عیسی بھی علاج
پر ترے بیمار ہجران کی جو حالت ہو گئی

کیا بتاؤں نہیں کہ ہے مجھسے وہ کیسا بیوفا
عشق مین اچھی نہیں منہہ سے شکایت ہو گئی

آگیا آنکھوں مین دم ظالم ترے مشتاق کا
پر تری دیدار کی آنکھوں کو حسرت ہو گئی

حسن بینا کر نشے نے جنکو غافل کر دیا
تا بوقت مرگ انکو وہ ہی غفلت ہو گئی

میرے گریہ نے نہ دھویا یار کے دل سے غبار
اسکے دلمین میری جانب سے کدورت ہو گئی

فصل گل بھی چلی لیکن ترے دیوانہ کو
وہ ہی سودا ہی سو ہے اور وہ ہی وحشت ہو گئی

اے ظفر مجھسے ہا جانا نہین بے شغل عشق
کیا بتاؤن رنج ہے اسمین کہ راحت ہو گئی

کچھ عجب آفت کا دور آسمان مین پیچ ہے
جسکے باعث سے جہان دیکھو جہان مین پیچ ہے

شاخ سنبل مین بھلا کہاں ہے یہ انداز شما
جو تمہارے کاکل عنبر فشان مین پیچ ہے

زلف پیچان کسکی دریا مین ہے عکس افگن کہ یہ
پڑ گیا جو موجۂ آب روان مین پیچ ہے

کیا کرون آہ و فغان سنکے یہ کہتا ہے وہ
جانتا ہون مین کچھ اس آہ و فغان مین پیچ ہے

خط نورستہ سے تیرے دل بیتاب مرتا ہی
یہی بوٹی ہے وہ جسمین کہ سیماب مرتا ہے

خبر لے جلد ای دریائے خوبی اپنی تشنہ لب کی
کہ تجھ بن وہ مثال ماہی بی آب مرتا ہے

اوگے ہیں سنبل اسکی خاک سے جو مرا آشفتہ
خیال زلف مین کھا کھا کے پیچ و تاب مرتا ہے

پلا اک جام ای ساقی کہ جو تو زندگی کو
کوئی مینوش پیاسا بے شراب ناب مرتا ہے

پڑی ہے حلقہ گیسو مین اس بحر خوبی کے
یہ نادان ڈوب کر یاقوت گرداب مرتا ہے

چمن مین تو جو تیرے مردہ ہے خوار کھلا اسکو
اگر کچھ تجھ مین پانی ای گل شاداب مرتا ہے

کہے کون ای ظفر اس سے تو مینوش غیر دین مین
وگرنہ رشک سے بیکر کوئی زہر آب مرتا ہے

ہر خط پرادر ہے قاصد زبانی اور ہے
لکھا تمون لو یہ کہتا زبانی اور ہے

کیون سناتا ہے مرا افسانہ غم قصہ خوان
نیند اڑ جائیگی انکی قصہ خوانی اور ہے

ای تغافل کیش آنا ہے اگر تجکو تو آ
کوئی دم عاشق کی تیرے زندگانی اور ہے

باندھتا ہے یہ دریا بار ہی تو یون ٹھہر
بر سر مژگان تیرے کی خونفشانی اور ہے

پانون سے تم ملکر میرے دل خون گشتہ کو
یا ابھی منظور کچھ مہندی لگانی اور ہے

مہربانی ہے تو ہے ہمپر بھی تمہاری مہربان
پر جو ہے غیرون پہ وہ کچھ مہربانی اور ہے

ساقیا گردش مین لا ساغر کو جلدی ورنہ دیکھ
لاتا فلک کوئی دور آسمانی اور ہے

آنسوؤن سے کم نہین ہوتا مرا سوز جگر
بلکہ اس آتش کو بھڑکا دیتا پانی اور ہے

[illegible]

روی روشن پر ترے کب زلف کا سایہ نہ تھا | رات کی اٹھی سیاہی جان رہا تھوڑا سا ہی

مطلع ثانی

دیدۂ تر جوش گریہ سے جو اک دریا بنا | دامن مژگان ہر سر پاٹ دریا کا سا ہی

زلف سنبل خط ریحان چشم نرگس تیری ہی | رخ ہی رنگ گل ہی غنچہ سا قد بوٹا سا ہی

وصل کی شب ہر گھڑی گھڑیال کی سنکر صدا | ہو نکلتا اک دلکو صبح ہجر کا دھڑکا سا ہی

جو ہی ان آنکھوں کا مفتون اسکو کہ دیجئے وحشی ہی | جسکا ان زلفوں میں دل الجھا ہی سودا سا ہی

حال مجنوں کا نہ اے لیلی اپنی ہی پوچھ | ہو گیا دست جنوں میں سوکھ کر تنکا سا ہی

دیکھنا اس لب پہ سبزۂ خط کی بہار | واہ کیا یاقوت احمر پر کیا مینا سا ہی

بیٹھا کیا باتیں بناتا ہی اگر دیکھی اسے | حال ہو جاتا ترا ناصح ابھی میرا سا ہی

جلوہ گر ہے وہ تجھی میں جسکا ہے مشتاق تو
ای ظفر تیری خودی پر در پردا پڑا سا ہی

غزیزو گور میں کیا دل کا داغ جلتا ہی | اندھیرے گھر میں ہمارے چراغ جلتا ہی

کیونکہ گل ہوں سب آ کر کہ دیکھا تجکو | ہمیشہ باغ بھی اے رشک باغ جلتا ہی

ہوای زلف سے بھڑکی یہ آتش سودا | کہ بوی مشک سے میرا دماغ جلتا ہی

بجای بادہ بھرا کیا مرا جگر کا داغ | کہ آفتاب کا گردون ایاغ جلتا ہی

کہاں ہی لالۂ خود رو فغان بلبل سے | صبا تمام یہ دامان زاغ جلتا ہی

[illegible]

[illegible]

گرچہ وہ بیداد گر بیدردی بڑا تو ہی
پر جو میں کچھ درد دل کہتا ہوں سنتا تو ہی

دیکھیئے ہی کیا نوشتہ میں مرے ہوتا ہی کیا
اُس بت نوخط کو قاصد میں نے خط لکھا تو ہی

پوچھتے ہو اور کیا رونے کا میرے ماجرا
دیکھ لو چشموں سی ہم چشموں رواں دریا تو ہی

دیکھتے ہیں جب برا احوال میرا عشق میں
پوچھتے ہیں ہمنشیں اسکے وہ مجھسے تو اچھا تو ہی

یہ نہیں معلوم ہاں کسکو اُس سفاک نے
پر گلی میں اسکے ہنگامہ سا اک برپا تو ہی

گر نہیں غمخوار وحشت میں کوئی میرا انہو
پوچھنے کو میرے آنسو دامن صحرا تو ہی

جانتا تھا میں کہ پہلو میں نہیں ہی میرے دل
پھری سے آج تونے چیر کر دیکھا تو ہی

گر بگڑ کر الجھے وہ کافر تو پھر کیسی بنے
تو نے زلف کج ادا کو ای ظفر چھیڑا تو ہی

یہ نہیں ٹپکے میاں ہر دو ابر تنگ سے
قبضہ و شمشیر میں اُسکے ہر جفا جو تنگ ہی

کیونکہ ہوں دل کھول کر باتیں کہ قسمت سے مری
جا ہی بے قابو کشادہ جا پہ قابو تنگ ہے

آبلہ میں پاؤں کے کیونکر سما میں خار دشت
ای جنوں انبوہ اتنا اور تغیو تنگ ہے

دیکھ کر تحریر سرمہ چشم وحشی میں تری
ہوتا ہے گلے کے اندر آہو تنگ ہی

ای دل دیوانہ ہی داماں صحرا تو وسیع
توسن وحشت کا لیتا کیوں نہیں تو تنگ ہی

منہ ہی کیا تیرے دہن سی ہو مقابل غنچہ مرے
قافیہ غنچہ کا پہلے ہی سی دلگیر و تنگ ہی

زشت خصلت کو ہمیشہ رنج میں دیکھا ظفر
اپنی خوی بد سے رہتا آپ بد خو تنگ ہی

مطلع ثانی

[illegible]

گر تری عیاری میں وان رسم یاری یوں بھی ہے
ہر گھڑی کیا ہمکو واجب جان نثاری یوں بھی ہے

رکھتے ہو ہمسے تم کیا کیا دل بیمار کو
واہ وا اگر کوئی بیمار داری یوں بھی ہے

چشم سے دریا بہے لیکن بجھی دل کی نہ آگ
وہ جو تھی نالوں کی اپنی شعلہ باری یوں بھی ہے

ہجر میں حسن عمل کی ہے وصل میں ہجر کا
جان پر آرام دن بھی ہے ہماری یوں بھی ہے

رات دن ہیں عین فشاں آنکھیں کیا دیکھو تو
کبھی کبھی اے ابر تو ہے اشکباری یوں بھی ہے

کوچہ جاناں میں بھی جاکر نہیں آیا قرار
لکھی قسمت میں ہماری بیقراری یوں بھی ہے

دو نمو بوسہ ہمیں تم ہم تمھیں تیر میں دل
ہمکو تو منظور ہاں خاطر تمھاری یوں بھی ہے

سنگ سے تیر نہ لگاؤ کیوں ہو تم تیغ نگاہ
قتل کو عاشق کے آمین ہماری یوں بھی ہے

گر نہ یار راز اپنا ظاہر سب پہ عزائے ظفر
دل لگا کر کوئی کرتا آہ و زاری یوں بھی ہے

دل ہی کہتا اور کچھ تدبیر کرتی اور ہے
عقل کہتی اور ہے تقدیر کہتی اور ہے

مجھ سے تو کچھ اور کہتی ہے تمنائے وصال
اور اُس سے کچھ وہم تقریر کہتی اور ہے

ہو گیا معلوم جنبش سے لب شمشیر کے
آج قاتل کچھ تری شمشیر کہتی اور ہے

بولتی وہ تصویر تصویر نہیں ہیر نُو دیکھ کر
صورت حال اپنی یہ تصویر کہتی اور ہے

کاٹتا ہے کیوں زبان شمع کیا خبر نزول
یہ زبان سے اپنی اے گلگیر کہتی اور ہے

لکھا چکا وہ دل پر جراحت پر جراحت مستقل
اور اسیر بھی زبان تیر کہتی اور ہے

مطلع ثانی

مطلع ثالث

جلد دوم دیوان ظفر

مقطع

مطلع ثانی

زلف کرتی ہے رخ اسطرح جھلمل سا ہے
اک طرف ہے چاندنی ہے اک طرف بادل سا ہے

جی لگی تجھ بن مرا کیونکر کہ نظروں میں ہی
گھر ہی ویرانہ سا جنگل ور شہر اک جنگل سا ہے

چاہیے کیا روشنی مجکو شب تاریک میں
ساتھ میرے شعلہ میری آہ کا مشعل سا ہے

تار اشک سر چشم تر سا ہی یار کا
مصحف رخسار پر گویا خط جدول سا ہے

یوں ہی بکتا ہی ہمیشہ ناصح بیہودہ گو
کون اسکے منھ لگے جانی بھی دو ادبل سا ہے

کل کی آنیکا الٰہی کسنے ہی وعدہ کیا
دل جو شوق وصل میں آج اسقدر بیکل سا ہے

اُنکے سوزاں ہیں وہ داغ محبت سے ظفر
دل آتش جنکے باعث سے مرا مشعل سا ہی

دم ہجراں اگر صورت بدل جائے عجب کیا ہے
اور اس صورت سے دم میرا نکل جائے عجب کیا ہے

دکھاتا اپنے بازو نکو ہے وہ جنبش ابرو
اگرچہ ہے ہمدگر تلوار چل جائے عجب کیا ہے

اگر درد محبت سے اثر ہو نالۂ دل میں
تو شل پتھر بھی پگھل جائے عجب کیا ہے

مرا غمخوار میری پوچھتا ہے گرم گرم آنسو
پھپھولوں سے جو اسکا ہاتھ پھر پھل جائے عجب کیا ہے

بھری گو ہے شیخی کا دم غیر سامنے میرے
جبیں آئے عشق کے میداں میں ٹل جائے عجب کیا ہے

تمہارے عشق جان سوختہ کی خاک دفن کیا
اگر برسات میں بھی گھاس جل جائے عجب کیا ہے

ظفر آگاہ ہے جو کوئی آداب محبت سے
وہ پابوسی کو اسکے سر کے بل جائے عجب کیا ہے

ہماری آنکھ سے دریا جسطرح سے بحر خوبی
جہاز ایسا کہاں پانی کے اوپر تیز چلتا ہے

چلا ہے جلد کسکے ذبح کرنیکو خدا جانے
لئے خنجر بکف جو وہ ستمگر تیز چلتا ہے

اگرچہ طائر شوق اپنا ہے بے بال و پر لیکن
پرندہ بھی نہیں اسکے برابر تیز چلتا ہے

درازی وصل کی شبکو ظفر گر ہو تو کیونکر ہو
کہ اُس شب اور صبح کینہ پرور تیز چلتا ہے

مجھکو اپنے دلربا کا دھیان بھی جو ہے سو ہے
اور دل میں وصل کا ارمان بھی جو ہے سو ہے

زلف سرکش یہ تری کیا رہزن دین ہے فقط
بلکہ کافر دشمن ایمان بھی جو ہے سو ہے

منزل ہستی سے ظالم ہے ترے عاشق کا کوچ
اور مہیا کوچ کا سامان بھی جو ہے سو ہے

شاخ گل بے تجھ چمن میں ہے مجھے مثل خدنگ
اور غنچہ ہمسر پیکان بھی جو ہے سو ہے

تازہ ہے غمزہ ترا ظالم ہے کیا قہر و ستم
بلکہ آفت ہر ادا و آن بھی جو ہے سو ہے

کیا تماشا ہے کہ منہ چڑھتا ہے تیرے آئینہ
اور صورت دیکھ کر حیران بھی جو ہے سو ہے

اے صنم قدرت خدا کی ہے ترا حسن و جمال
اور پھر اس پر شگفتہ شان بھی جو ہے سو ہے

ہائے کس کس کو سنبھالوں میں فراق یار میں
دل ہے گیا بیتاب مضطر جان بھی جو ہے سو ہے

واں تو ہیں بدعہد یاں پر اب تلک یاں اے ظفر
عہد بھی جو ہے سو ہے پیمان بھی جو ہے سو ہے

کہاں مژگان تر سے ابر دریا بار ہمسر
سمندر سا نہیں اس چشم کے گر چشمہ کا گھر ہے

دیگر

| | |
|---|---|
| ہمکو اے دلبر تری محفل مین گنتا کون ہے | سچ ہو اے صیاد ہمکو دام مین گنتا کون ہے |
| زخم شمشیر ادا اور روزن تیر نگاہ | ہین ہزارون سینۂ بسمل مین گنتا کون ہے |
| لاکھ غنچون کی گرہ تو کھولے سکین اے صبا | بجھا مین حل عقدۂ مشکل مین گنتا کون ہے |
| کچھ نہ پوچھو اے ستمگار تبا ہین کیا مہر | داغ ہین کتنے دل مائل مین گنتا کون ہے |
| ہین پڑے ہمسے ہزارون کشتۂ تیغ ستم | ہمکو اے دل کوچۂ قاتل مین گنتا کون ہے |
| دم مین دم جبتلک ہے طے کر تو رہ عمر روان | اے مسافر ہمکو بس منزل مین گنتا کون ہے |

چشم میری جب ہو دریا پر ظفر ہے اشکبار
موتیون کو دامن ساحل مین گنتا کون ہے

جہان ویرانہ ہے پہلے کبھی آباد گھر یان تھے
شغال اب ہین جہان رہتے کبھی بستی بشر یان تھے
جہان جنگل ہے میدان اور سراسر ایک خارستان
کبھی یان قصر و ایوان تھے چمن تھے اور شجر یان تھے
جہان پھرتے بگولے ہین اڑاتے خاک صحرا مین
کبھی اڑتی تھی دولت رقص کرتے سیمبر یان تھے
جہان ہین سنگریزے تھے یہان یاقوت کے تودے
جہان کنکر پڑے ہین اب کبھی رولتے گہر یان تھے

قطعہ

زہرہ جبین ہین اور بھی لیکن ترے سوا
روشن جہان مین مثل قمر کسکا نام ہے

جسکے لیے کی ہین عشق نے خانہ خرابیان
ہم گھر کو جانتے نہین گھر کسکا نام ہے

کہتے ہو نامہ غیر نے ہمکو نہین لکھا
سر نامہ پر تو دیکھیے نظر کسکا نام ہے

بدنام ہے جہان مین ظفر جنکے واسطے
وہ جانتے نہین کہ ظفر کسکا نام ہے

دیگر

مری اشکون کی ڈور اک ہی چشم تر بہتیری آتی ہے
تسلی ہو نہو دلکی خبر بہتیری آتی ہے

کیا ہی کیا فسون تونے کہ دل تھمتی نہین گرتا
برائی دلمین ہے امید اگر بہتیری آتی ہے

جو لیکر گل چمن مین دیکھتے ہین ہم رگ گل کو
تو ہمکو یاد اس گل کی کمر بہتیری آتی ہے

تری عارض پہ دیکھا زلف کا لچھا ادھر ہی عالم
گھٹا یون بھی چمن مین جھوم کر بہتیری آتی ہے

ہم اس چشم تصوری کو پیا جام جم جھبین
اسیمین ہمکو کیفیت نظر بہتیری آتی ہے

عنایت نامہ آتے ہین خط انکے پاس اور ونکے
تو حسرت ہمکو بھی اے نامہ بر بہتیری آتی ہے

ہوا تھوڑے سے رنج و غم مین تو کیون مضطرب اتنا
کہ آفت عشق مین تو اے ظفر بہتیری آتی ہے

بندھا جس روز سے ہمکو خیال زلف تیرا ہے
پریشان حال ہمکو دیکھکر کہتے ہین سودا ہے

نہ پوچھو ہمنشینو تم مرے آنسو کہ یہ دریا
امنڈ آتا ہی جسدم پھر کوئی روکے سکتا ہے

مرے آئینہ دل مین ہے عکس خال رخ اسکا
نہ سمجھو نکتہ فہم اسکو جو کہتا ہے سویدا ہے

خدا محفوظ رکھے آدمی کو حرص دنیا سے

[illegible]

دیگر

[illegible]

افعیٔ زلف جو ڈستا ہے کسی کو تیرا
زہر یان مجھکو تری سرکی قسم چڑھتا ہے

زینۂ بام حقیقت ہے ظفر عشق مجاز
رکھ کے ہشیار اسی پہ تو قدم چڑھتا ہے

دلکی مہمان سرا ے خالی ہے
تم اگر آؤ جاے خالی ہے

نالہ وہ ہو کہ جس مین ہو تاثیر
بے اثر اک صداے خالی ہے

دین بجز نقد جان تمھین کیا ہم
کیسہ اپنا تو ہاے خالی ہے

مے نہ تھی تیرے جام مین ساقی
کون اُسے منھ لگاے خالی ہے

چاہتے کیا ہو تم فقیرون سے
یان فقط اک دعای خالی ہے

آسمان مین ہین دانۂ انجم
نہین یہ آسیا ہی خالی ہے

بوالہوس خالی درد عشق کو کیا
کر رہا ہاے واے خالی ہے

گر وہ آتا ہے خانۂ دل مین
اُس سے کہدو کہ آنے خالی ہے

دین دنیا کے فائدے سے ظفر
نہین دانا کی راے خالی ہے

دل دیوانہ میرا نالہ و زاری مین رہتا ہے
نہین کھلتا مجھے یہ کس گرفتاری مین رہتا ہے

تری آنکھونکو یکبار آنکھ بھر کر جسنے دیکھا ہے
ہمیشہ مبتلا آنکھونکی بیماری مین رہتا ہے

جلانیکو خریدی مین مجھے جون شمع کا فری
مرا دل سر سے گرم بازاری مین رہتا ہے

[illegible]

بہار اُس گل کی کرو پر ارغوانی کا نمونہ ہے
خزان عاشق کا رنگ زعفرانی کا نمونہ ہے

## مطلع ثانی

وہ چشم فتنہ گر آسمانی کا نمونہ ہے
نگاہ اُسکی بلائے ناگہانی کا نمونہ ہے

| | |
|---|---|
| ہمتو ہین ہور دکے غمکو بیکسی مین ٹالتے | اور وہ رونے کو ہمارے ہوئین ہنسی مین ٹالتے |
| کرتے ہین اہل دل دولت مین عمر اپنی بسر | اور ہین مفلس وہ اب مفلسی مین ٹالتے |
| بس چلتا اپنا کرلیتے زلف سے دل کو بچا | اس بلا کو کیونکہ ہم اپنی بےبسی مین ٹالتے |
| تیرے مہجور انکو ہی کیا نرگستان سے غرض | کوئی دم ہین یاد چشم نرگسی مین ٹالتے |
| وہ جو خرقہ مین گزرکے ٹالتے ہین دن فقیر | انکو منعم ہین لباس اطلسی مین ٹالتے |
| وہ شب مدہ بھی آتے کر دیتے ہین صبح | رات ساری ہین نہین کا جلسی مین ٹالتے |

ٹالنے کی انکو آتی ہین بہت باتین ظفر
گہ کسی مین ٹالتے ہین گہ کسی مین ٹالتے

| | |
|---|---|
| ہم وہ تلک آتے تری رات وہم سے | اور اُنے بھی کی نہ ملاقات وہم سے |
| بیٹھے لگا کے تاک ترے در پہ ہمتو کیا | ملنے کی کچھ لگا نہ سکے گھات ہم سے |
| آنکھین دو چار تجھ سے جو ہوتی بھی ہین کہین | کر سکتے ہم نہین ہین اشارات وہم سے |
| باتین بہت بناتی ہین تیرے رو برو | ہمسے نہین بن آتی کوئی بات ہم سے |
| لکھتے ہین خط جو تجھکو یہ لکھا نصیب کا | لکھ سکتے دل کے ہم نہین حالات ہم سے |
| نے بھیج سکتے ہین کوئی پیغام خوف سے | نے بھیج سکتے ہین کوئی سوغات ہم سے |

کرتا ہے پاس آنے کا تیرے ظفر جو قصد
آتے ہین سو طرح کے خیالات وہم سے

ردیف

ظفر کونسے زلف و رُخ سے سوا
نہین اور کچھ رات دن یاد ہے

دیکھیے

ظفر بات اُس لب شیرین کی سن پائینگے گر کوئی
تو پانی شرم سے کیا کیا نبات و قند ہو وینگے

آپ جو تشریف یان سے ٹھہر ان لیجائینگے
حضرت دل دیکھیے مجھکو کہان لیجائینگے

ہم کفن مین بھی جلینگے شعلۂ فانوس وار
ساتھ اپنے یہ اگر سوز نہان لیجائینگے

جاؤن کیونکر اُنکے مین در تک سگ بان ابھی
جیب و دامن کی اُڑا کر دھجیان لیجائینگے

چاہیے پرچہ خبر کا دل کی کیا اُنکے لیے
پارۂ دل قاصد اشک روان لیجائینگے

جبکہ چمکینگے تو خورشید درخشان بھی فوق
ای فلک شعلۂ آہ و فغان لیجائینگے

کرتے ہین فکر عمارت مین بسر جو اپنی عمر
کیا اُٹھا کر اپنے سیر وہ مکان لیجائینگے

ای ظفر بہتر ہے خاموشی خدا جانے کہ تو
کیا کہے گا اور وہ دل مین کیا گمان لیجائینگے

لڑکپن کا وہ سیر بن یاد ہے
ترا روٹھ جانے کا دن یاد ہے

نہین بھولتا کوئی معبود کو
اُسے کرنا ہر انس و جن یاد ہے

جو ٹھہرا ہے روز اُنکے آئینگے یان
دلا روز گن یا نہ گن یاد ہے

نہین بھولتا دل سے عاشق ترا
تری ایک پل ایک چھن یاد ہے

نہ کر امتحان ہمنے جو کہدیا
ہمین تو وہ اے ممتحن یاد ہے

گئے بھول سب عیش دنیا کے ہم
نہین کوئی بھی یار بن یاد ہے

مسلمان جاہین بن گر ساریے کہ چھوڑا
نہ چھوڑا وہ ان بت خدایا کہ چھوڑا

دیکھیے

ظفر خالق نے زمین اور آسمان پیدا کیے

دیکھیے

[illegible]

مری سوز محبت نے یہ مجھسے شرارت کی | تب غم نے مری جو اسقدر بیدا حرارت کی
بلا غارت گری آتی ہو ظالم تیری غمزہ کو | متاع صبر و طاقت سب ہی اک پلمین غارت کی
یہ کس سلطنت کے ہین عشق کے دونون دل و دیدہ | اسی عہدہ وزارت کا اسے خدمت نظارت کی
بیسر خاک سے یاری ہی ہو وے اگر سرمہ | تو پھر دیکھو مری آنکھو نہین تم قوت بصارت کی
کبھی رتبہ بلند اُنکا نہو جو پست ہمت ہین | دکھائین گر بلندی لاکہ وہ اپنی عمارت کی
نہین آگاہ وہ رنگین ادا رنگ محبت سے | اگر ہی سو رنگ سی گو خط مین رنگینی عبارت کی

ظفر جو آپ کو سب سے بیان کمتر سمجھتے ہین
کسیکو دیکھتے ہین کب وہ آنکھون سے حقارت کی

جب کی جفا کشی ای ہمنشین نہی کی | سب سے ہی کی اُسنے ہمسے نہین نہی کی
جلا دہی ہا دو حق مین مرے ہمیشہ | روز اُسنے تیر مجھپر شمشیر کین نہی کی
ہین شیخ و برہمن کے قصے وہی پرانے | بات ایک ہی ہے حاصل ہے نہین نہی کی
کی کس سے ہاتھا پائی مستی مین اُن جو تونے | پوشاک ٹکرے ٹکرے ای نازنین نہی کی
وہ مہ وش جو آیا گھر مرے بن بلائے | یہ تونے آج گردش چرخ برین نہی کی
اک حسن کیا کہ تجھ مین ہین خوبیان ہزارون | تعریف تیری جتنے کی ہے بہ عین نہی کی

باندھے نئے مضامین جنکر ظفر سب ہمین
تجویز جس غزل کی ہمنے زمین نہی کی

[illegible]

یونہیں ہم سے جو تیری بات گرہ بگڑیگی
تو تو ہم بھی ہان کہتے ہین طرح خواہ مخواہ بگڑیگی

بکھیر اُس بت کی لٹ ایدل خدا ہی اس سے بہتر ہے
نہیں تجھ سے سنور سکنے کی جب واللہ بگڑیگی

بناہی تیری صورت دیکھکر بہزاد صورت گر
کہ جو صورت بنائیگا وہ رشک ماہ بگڑیگی

نہ بنتے ہم تمھارے آشنا گر یہ خبر ہوتی
کہ یون ہم سے طبیعت آپکی ناگاہ بگڑیگی

بگڑ جائیگا حال اپنا اگر ہو غم میں جبتک
کبھی مجھ سے بنا اپنی اے غم جانکاہ بگڑیگی

تری عارض سا قرآن کیا بنا کر کوئی لکھیگا
ہوا ان سے ہر دور پہلے ہی بسم اللہ بگڑیگی

نکر بننے بگڑنیکا خیال اصلا کہ دنیا مین
بنے گی اے ظفر جو چیز اکدن آہ بگڑیگی

شکر اللہ ہم سے یہ کافر صنم اچھے رہے
حق پرستی سو بت پرستی مین بھی ہم اچھے رہے

وہ برا کہتے رہے ہمکو پر اُنکے عشق مین
جیسے ہم اچھے رہو ایسے بھی تم اچھے رہے

مر سکے تو ہو چار ہو گئے سب خاک لیکن جیتے جی
جو رہے اُس یار کی خاک قدم اچھے رہے

بعد مردن داغ دیتے ہین فقیرونکو درم
ہم رہے ای دل یہان بے درم اچھے رہے

ہو نہیں سکتا نوشتہ سے زیادہ ایک حرف
اپنے کچھ اعمیٰ ہے وہ یک قلم اچھے رہے

ای بت کافر ترے شیدا محبت مین تمہی
مرگئے تو بھی واللہ کی قسم اچھے رہے

ہے بہائی اشکباری رحمت باری ظفر
ابر آسا جو رہے با چشم نم اچھے رہے

دیگر

| | |
|---|---|
| مرے ہاتھ ناحق وہ کرتا قلم ہے | وہ کرتا قلم ہے ہاتھ ناحق |

ظفر کیا ستم ہے ہوا دوست دشمن
ہوا دوست دشمن ظفر کیا ستم ہے

| | |
|---|---|
| ہم سمجھے اپنے دل مین تقدیر نکلے بگڑی | جب وصل دلربا کی تدبیرین کی گڑی |
| مسجد مین پھر رہی شمشیر نکلے بگڑی | ابرو بنائے اپنے تو نے جو اے پری رو |
| اپنی مصوروں نے تصویرین کے بگڑی | صورت بگاڑ دی ہے کیا وحشت جنون نے |
| دیکھو جہان مین کیا کیا تعمیر نکلے بگڑی | تم کیا بنا رہے ہو اے غافلو عمارت |
| کیا کیا میان ہوس اکسیر بن کے بگڑی | خواہش مین زر کی تمنے بھی چھوڑ خاکساری |
| سو بار بات وقت تقریر نکلے بگڑی | دیکھو بگاڑ اپنی قسمت کا اُنکے آگے |

جس وقت زلف لیلی بکھری ظفر سنور کر
مجنون کے واسطے اک زنجیر نکلے بگڑی

| | |
|---|---|
| ایک دن چشم کی گھر سے نکالے جائینگے | کو دکان اشک کو کب تک سنبھالے جائینگے |
| کسطرح ہے یہ مرے پاؤن کے چھالے جائینگے | پا برہنہ پھر رہا ہون مین دشت مین لوابر وا |
| اور غیر از معصیت ہم یان سے کیا لیجائینگے | جائیگی جب ان ہان سوغات انکے واسطے |
| کاغذ اعمال اپنے دیکھے بھالے جائینگے | دیکھیے کیا ہو گا جب محکمہ مین حشر کے |
| ہمنشین دیکھین ہین کیونکر اٹھائے جائینگے | جبکہ اُس کوچے مین ہم بیٹھین گے مثل نقش پا |

دیگر

خواب مین آکر جگا جاتی ہین وہ شب کو مجھے
نیند آنکھون مین کوئی لحظہ بھر آجائے ہے

کیونکہ ہو جائے نہ لکھتے لکھتے خط اسکو تر
آپ رو نامہ مجھکو اپنے حال پر آجائے ہے

اُسکی جب تصویر سینہ سے لگا لیتا ہون مین
چین میری جان مضطر کو ظفر آجائے ہے

آبلے کے پاس ہین کیا داغ سینہ پر کئی
گرد اک شیشہ کے ہین رکھے ہوئے ساغر کئی

## مطلع ثانی

رخ یار لاکان کا بالے پہ ہین گوہر کئی
ماہ پر ہالہ ہے اور ہالہ پر ہین اختر کئی

دل کے داغون کے کھلے حال اسپہ کیا جبتک ہین
خط مین بھیجون کہ کے برگ لالۂ احمر کئی

ایک جنبش اپنی مژگان کو اگر دیتی ہین وہ
دو دو جاتے ہین رگ جان مین ہی نشتر کئی

مختصر ہوتا نہین وہ قصۂ زلف دراز
رہ گئے اس جھگڑے مین ہوتے ہین دفتر کئی

حال مرغان چمن کا تو نہین معلوم پہ
ہین پر اکھڑے ہوئے گلشن مین بلبل پر کئی

محکمہ مین اتے ہی اُس قاتل سفاک کے
ہو گئے صید ایک دم مین خون کے محضر کئی

ایک جلوہ سے ترے رخسار کے اے شمع رو
ہو گئے پروانہ سان دل جل کے خاکستر کئی

ہو برا اس سخت جانی کا کہ اُسکے ہاتھ سے
رہ گئے پہلو مین میرے ٹوٹ کر خنجر کئی

دل کے در پے ہین وہ زلف و کاکل و چشم سیاہ
اک مسلمان کے ہین پیچھے پڑ گئے کافر کئی

جمع سورج گنبد پر ہندہ ہو رہی یا ای ظفر
خال اُس مہوش کے ہین تہ زنخدان کئی

طلب بوسہ جو لے وہ دم کھا بیٹھے
جب سوال اور کیا کچھ تو قسم کھا بیٹھے

کیا کہیں تجھ سے خدا اپنی تری عشق میں ہم
داغ کھا بیٹھے کبھی اور کبھی غم کھا بیٹھے

وہ پیئے گا جو تو غیر و نہیں تو پھر حسرت سے
ایک دم دیکھیو افیون ہی ہم کھا بیٹھے

دشمنو نکا ہو جگر خون کہیں اللہ کرے
ہاتھ سے پان ہمارے وہ صنم کھا بیٹھے

کیا عجب دیکھ کے تیرے گل عارض کی بہار
گل اگر سینہ پہ گلزار ارم کھا بیٹھے

طفل اشک اب تو اٹھا پنجۂ مژگان سے کوئی
یہ طمانچہ نہ ابھی دیدۂ نم کھا بیٹھے

تو جو ہو صید فگن ہاتھ سے تیرے کافر
کیا عجب تیر اگر صید حرم کھا بیٹھے

نکر ہو فائدہ جب کوئی دوا تو ناچار
زہر کیونکر نہ یہ بیمار الم کھا بیٹھے

اے ظفر دیکھے دل اس شوخ ستمگار کو ہم
زخم شمشیر ستم ہائے ستم کھا بیٹھے

شاخ سنبل کیوں نہ پریشان حال ہمسی ہو گئی
دیکھکر زلفوں کے کسکے بال ہمسی ہو گئی

خاک اڑاتی کیوں نہ عالم میں پھرے باد صبا
ہے اڑا کر یہ ہماری چال ہمسی ہو گئی

پائی اس پائے نگارین تک جو تو نے دسترس
اے حنا تو بھی کہیں پامال ہمسی ہو گئی

کیا کریگی چھوٹکر قید قفس سے عندلیب
اب تو ہے وہ بھی شکستہ بال ہمسی ہو گئی

کہتے ہیں ہنسکر وہ لعل لب کہ دیکھو بہار
سنگ ہی گل کی بھی لالون لال ہمسی ہو گئی

ہر گھڑی ہے سینہ کوبی ہر گھڑی فریاد ہے
پوچھیں گھڑیالی سے کیوں گھڑیال ہمسی ہو گئی

دیگر

نکر شکوہ ظفر گر دوستی مین وہ ہوے دشمن
کبھی حاصل بھلائی مین برائی یون بھی ہوتی ہے

ہوا اُس رخ پہ جب سے خط عنبر فام پیدا ہے
اسیکا نام ہی دنیا کہ سبکو نام ور ہی ہین
زیادہ ہائے آب تیغ سے نیم بسمل سے
تمھارے کشتگان چشم داب کی خلش سے ہین
بپا کرتا ہون محشر کر دل کا خون مین دیدہ تر مین
گر وہ چشم کافر کیون نہ غارت دین و ایمان کو

اُسیدن سے ہوئی ہر صبح ہر اک شام پیدا ہے
کیا عالم مین دنیا نے اسی سے نام پیدا ہے
ہمارا دل ہوا بیتاب سبکے آرام پیدا ہے
ہمیشہ ہوتا نخل پیشہ دیا دام پیدا ہے
ہو لبریز لئے یہ شیشہ اور یہ جام پیدا ہے
کیا اُسکو خدا نے رہزن اسلام پیدا ہے

ظفر وہ کامیاب وصل جانان ہو تو کیونکر ہو
کہ جو عاشق ازل ہی سے ہوا ناکام پیدا ہے

مجھے جو یار میرے آئے ہین سمجھانے کیا سوجھی
جو مجھکو عشق مین سوجھی کوئی کیا جانے کیا سوجھی
تماشا ہے کہ وہ سودا زدون سے اپنے پوچھے ہے
کہ مجھکو دیکھکر تم جو ہوے دیوانے کیا سوجھی
وہ سب دنیا مین ہین جتنے مزے ہین زندگانی کے
خدا جانے کیا کیون ترک اُسے دانا نے کیا سوجھی

چارہ گر اور لگا انپہ کتر کے پھاہے
یہ تو سب تجھ مین ہین زخم جگر کے پھاہے

سب کھل جائیگا میرے دل مجروح کا حال
دل لگے خون سے ذرا بھی جو یہ سر کے پھاہے

جب تلک نہ ہر مین آ لو وہ نکر لے نہ لگا
زخم پر زخمی شمشیر نظر کے پھاہے

چارہ گر آگ سی نکلے ہے مرے زخمون سے
ہاتھ اپنا نہ جلا ہاتھ سے دھر کے پھاہے

بھر دے زخمون مین مرے پیس کے تھوڑا سا نمک
گر لگاتا نہین تیزاب مین بھر کے پھاہے

ایک خورشید بھی اپنین ہے ہر تھے وہ جو گر کر
کی داغ دل سوزان سے اتر کے پھاہے

دیکھ کیا سرخ خون سے ہین رنگ گل سرخ
خوشنما سینۂ زخمی پہ ظفر کے پھاہے

دل اسکی زلف مین ڈھونڈھے چراغ سے ڈھونڈھے
اگر شب کو گم ہوا گھر چراغ سے ڈھونڈھے

بلا ہے کوئی جو اس خبط خال کا جل کا
تو شب بھلے وہ اک چشم زاغ سے ڈھونڈھے

مرو قفس کے بھی رکھنے کو جا اے صیاد
برا ستم ہے کہ تو در باغ سے ڈھونڈھے

پھرے ہے ڈھونڈھتا دیر و حرم مین کیا غافل
کھو کے بیٹھ کے یکجا فراغ سے ڈھونڈھے

جو کوئی آپ کو پائے تو اسکو بھی پیے
سراغ یار کا اپنے سراغ سے ڈھونڈھے

ہمارے دل کو وہ گم کر کے ہاتھ سے اپنے
اگر وہ ڈھونڈھے بھی تو اک داغ سے ڈھونڈھے

شراب پائے نہ اس چشم کی سی کیفیت
ظفر ہزار وہ چشم ایاغ سے ڈھونڈھے

عشق کی گرمی سے دلمین ایسی جلتی آگ ہے
سانس ٹھنڈی بھی جو لے بھر تو نکلتی آگ ہے

سوز دل سے چشم مین کیا اشک خون ہین سرخ ناک
جا ئے آب اس چشمہ سے دیکھو نکلتی آگ ہے

سرخ ہین رنگ حنا سے ان کف پا نگار
حسرت پابوس ان پانونسے ملتی آگ ہے

آہ کی ہمراہ سینہ سے نکلتے ہین شرار
واہ کیا منقل کے اندر سے نکلتی آگ ہے

خاک دل تفتگان کی جب گذرتی ہے گھٹا
برق کے دامن مین لیے گردون چلتی آگ ہے

سوز الفت سے نہ جب تک جلکے خاکستر ہو مین
سینہ سوزان سے میرے کوئی اٹھتی آگ ہے

پھول جھڑتے ہین چراغون سے جو اسمین اے ظفر
سیری تقریر مین وہ انگارے اگلتی آگ ہے

اسلیئے ان سے طبیعت کی مری ہنداینی ہے
کہ پسند انکی نہین وہ جو پسند اپنی ہے

بے پروبال پہونچتا ہی جہان میر خیال
بھول جاتا وہان پرواز پرند اپنی ہے

گردن دل میں مرے تار نظر سے ڈالی
غضب اس چشم مفتن نے کمند اپنی ہے

پردہ گوش فرشتونکے پھٹے جاتے ہین
میر انالہ جو صدا کرتا بلند اپنی ہے

آئیگی سامنے اسکے لب شیرین کی نبات
کیون جتاتا یہ حلاوت کہو قند اپنی ہے

ہوتی اک بوسہ لب سے نہین اپنی سیری
بلکہ ہو جاتی طلب اور دو چند اپنی ہے

دیکھیے خاک ہو برباد ظفر کس کس کی
آج دکھلاتا وہ رفتار سمند اپنی ہے

مطلع ثانی

انہی نگین اس رو سیاہی کو سمجھ اپنا فروغ
زلف نے کافر مجھے مارا سر راہ وفا

دیکھ کرتی نام وشن نہین تو کون ہے
ہے ترے حق مین مار رہزن نہین تو کون ہے

بت کدہ مین جب گیا مین کھینچکر قشقہ ظفر
بول اٹھا وہ بت برہمن نہین تو کون ہے

ہوئی تب لکو تسکو نکی تراوش ہونیوالی ہے
کہ گرمایا ہوا ہی خوب باریش ہونیوالی ہے

بھوونکا یار کی ہلنا ہلاہی بیگا دل اپنا
کہ اس بھونچال سی اس گھر کو لرزش ہونیوالی

جو مثل نقش پا بیٹھے ہین جاکر تیری کوچہ مین
کوئی اٹھتے ہین وہ کب انکو جنبش ہونیوالی

کری ہو ملبوس اسنی جفا سی عشق کا دعوی
مگر اک روز اسکی آزمایش ہونیوالی ہے

بہایا آنسوونکا چشم نے دریا تو کیا حاصل
فرو کب اس سی تیری دلکی سوزش ہونیوالی

نہ بدخواہون کے کچھ ہوگا نہ ہوگا خیرخواہو نسے
جو کچھ تقدیر کی ہی اپنی خواہش ہونیوالی

رہا گر شور زور اپنے دل شوریدہ کا یونہین
تو اک دن مثل شور حشر شورش ہونیوالی

کیا اس ماہ وش سی آہ فلک نے تو جدا ہمکو
نہ تھے واقف کہ تیری ان بھی گردش ہونیوالی

مزاج اپنا اسی باعث سے کچھ ناساز رہتا ہی
سنا ہی یہ تری غیرونسی سازش ہونیوالی ہی

نگین بے سینہ کاوی نامور ہو یہ نہین ممکن
تجھے گر نام کی خواہش ہی کاوش کرنیوالی

ظفر زرتا ہی جو اپنے گناہون کی ندامت سے
وہ ہی کیسا ہی عاصی اسکی بخشش ہونیوالی ہی

وہ دیکھتا ہے تجھے دیدۂ تصور سے
ہزار پردے مین بھی تو ظفر کے سامنے ہے

ایدل وارستہ کیون حرص و ہوس مین بند ہے
شعلہ ہو سکتا کہین بھی زیر خس مین بند ہے

یہ ہوئی برسات اکی جوش گریہ سے مرے
قافلونکو آمد و رفت اس جرس مین بند ہے

سب کے نالے ہین دم مارے گر انکے آگے نے
دم ابھی ہو جاتا اسکا اک نفس مین بند ہے

جائیگا اڑ کر کہان صیاد یہ مرغ اسیر
ایک تو پر بند ہے اسپر قفس مین بند ہے

پھرتا تھا چھوٹا ہوا میرا دل وحشت زدہ
آگیا جسدن سے ظالم تیرے بس مین بند ہے

عقل کے کوچے مین کیا اندیشۂ فاسد کا کام
آمد و شد دزد کی راہ عسس مین بند ہے

آگے پیچھے پھرتے ہین غماز کیا تجھ سے ظفر
ہوگیا دل اپنا فکر پیش و پس مین بند ہے

گذرتی ہی جو دل پہ تجھسے چشم نم ہویدا ہے
کہین گو ہم نہ منھ سے ایک منھ پر غم ہویدا ہے

غم و شادی ہین باہم دونون اس گلزار ہستی مین
رخ خندان گل پر گریۂ شبنم ہویدا ہے

چھپائین کسطرح سے دل مین ہم سوز محبت کو
کہ آہ آتشین سے وہ نوائے ہمدم ہویدا ہے

ذرا غفلت سے کھول آنکھین کہ تیری جو دلہ
تماشائے جہان مانند جام جم ہویدا ہے

نہ سمجھو اسکو ماہ نو فلک کے آئینہ مین
کسی مہوش کا عکس ابروئے پرخم ہویدا ہے

نہین ہے خرد کوئی فیض سے خالی بزرگون کے
کہ ہر ذرہ مین نور نیر اعظم ہویدا ہے

محبت باندھ لی اک لالچی کی ہنسے پڑی ہم
الٰہی دیکھیے کیا ہو نہ چلے ہے نہ ٹلے ہے

نہیں ہے وادی وحشت میں بیٹھا ہر دیوانہ
لیے پھرتا غم حسرت کے ساتھ اپنے دھولے ہے

نکارا یہ اشارہ ہے کہ گل کھا اپنے ہاتھوں پر
جو دل چھل لیکے دیتا تو مجھے ہاتھوں کے چھلے ہے

اگر دل قلزم ویں بھی ہو گا ٹوٹ جائیگا
کہ کرتی اُسپہ سو سو فوج غم ہر روز حملے ہے

گری کلا عدو مجھسے تو کلکے چیر ڈالوں میں
پر اُس پردے میں تو دکھلاتا اپنے گلے چھلے ہے

بلائیں حسن بلاکش ہیں بلا خوف اُسکی لیلیتے
تو اسکے یا العوض نام اُنکا ور کھتا بلے ہے

ابھی وہ کافر کیش آتا ہے جو مسجد میں
بھلا دیتا ہے تسبیحیں اُٹھا دیتا مصلے ہے

وہ برہم ہو کے اُلجھے ہر یہ گرتا ہی نمود اپنی
لڑائی زلف خا میں رات ان کلے کلے ہے

نکالے حسن میں کیا کوئی مشتاق جمال اپنی
کہ تو نکلے ہے اپنے گھر سے جب نام نکلے ہے

اگر سیلاب گریہ آگے ہے خانہ خرابی پر
تو پل میں صاف کر دیتا محلے کے محلے ہے

ظفر ان قافیوں میں کہہ نہیں سکتا غزل کوئی
اگر کہتا بھی ہے تو تجھ سے اصلاح غزل لے ہے

بندہ خدا کا کون وہ خاص آفریدہ ہے
پشت فلک سلام کو جسکے خمیدہ ہے

مطلع ثانی

ابروی یار جب سے کہ خنجر کشیدہ ہے
دل اک جہان کا بسمل درخون طپیدہ ہے

مطلع ثالث

ولہ

[illegible]

کہو نہ نرگس جادو کو کیا بلا ہے تیری
کہ سحر ساحر و سحر آفرین یہی تو ہے

وہ پوچھتا ہے مجھے اور سامنے ہو نہیں
یہ آشنا کوئی بھی کہتا نہیں یہی تو ہے

صفا ہو دل تو وہ دوری میں بھی نہیں ہے نظر
کہ اسکے دیکھنے کی دوربین یہی تو ہے

گلی سے یار کی جائیں کہاں ہم اے واعظ
کہے ہے تو جسے خلد برین یہی تو ہے

کرے وہ کندہ ظفر دل پہ میرے اپنا نام
کہ اسکے نام کو زیبا نگین یہی تو ہے

تری بیمار ہجران کی جو حالت کل سحر اور ہی ہے
نہیں پہچانی جاتی اسکی صورت کل سحر اور ہی ہے

مکدر تھا تو برسوں بھی مرا آئینہ دل مجھ سے
ولیکن دیکھتا ہوں کچھ کدورت کل سحر اور ہی ہے

الٰہی خواب میں دیکھا تھا کل کس آفت جاں کو
کہ رہتی جان غمگیں پہ اک آفت کل سحر اور ہی ہے

کیا تو نے جو کل کی رات وعدہ کل کے آنے کا
تو دل بیکل مرا اے ماہ طلعت کل سحر اور ہی ہے

خدا جانے کہ کس وحشی نگہ نے کل مجھے دیکھا
کہ میں جو دیکھتا ہوں مجھکو وحشت کل سحر اور ہی ہے

ہمیشہ عشق میں مجھکو نیا اک رنج رہتا ہے
کہ برسوں اور رہتی مجھپہ مصیبت کل سحر اور ہی ہے

اگر رونا رہا میرا یہی آجائیگا طوفان
الٰہی خیر ہو گریہ کی شدت کل سحر اور ہی ہے

نکر واعظ یہ کل کل مجھسے فردائے قیامت کی
جدائی میں کسو کی یاں قیامت کل سحر اور ہی ہے

ظفر سنتا ہوں میں اسنے سنے اپنے گلے شکوے
کہ کل تک اور تھی انکو شکایت کل سے اور ہی ہے

دیگر

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible]

دیگر

[illegible]

مجرب

نم اس قدر دل کی ہے بنا پایدار ... ہو گی اور ہی
بعد مرنے کے بیان ... ہو گی اور ہی
جو تجلی پر ہے ... ہو گی اور ہی
... دل شکست زدہ ... ہو گی اور ہی
... کیا ... ہے اپنے دل کو یار ... ہو گی اور ہی
حاصل اس ... ظفر ... ہو گی اور ہی

دیگر

... ہمارے دل کی علامت پائی جاتی ہے
... زرد رنگت پائی جاتی ہے

خاک اڑاتا کو نسا دیوانہ ناشاد ہے
گردبادون سے جو صحرا آج گردآباد ہے

ایتو نے مجنون ہے نے وامق ہے نے فرہاد ہے
اپنے دم سے کشور عشق و جنون آباد ہے

لکھہ لکھہ خط شکستہ سے خطا ہی پیمان شکن
تیری زلف پر شکن بھو نہین ہم یاد ہے

تو نے مارا ہے جسے دکھلا کے یہ بوٹا سا قد
نخل اسکی گور پر یا سرو یا شمشاد ہے

کیا ستم ہے دیکھہ تو تیر ہوئے شوق مین
خاکساری خاکسارونکی ہوئی برباد ہے

دیکھہ تو کیا ضبط ہے دم بھی نہین ہم مارتے
ورنہ ہر اک استخوان مین شل نے فریاد ہے

قتل کرتا ہی ہمین لعل لب جان بخش یار
تو مسیحا بھی ہمارے واسطے جلاد ہے

تیرے مجنون مین کہان لو ہو جو کوئی فصد لے
ورنہ ہر اک خار صحرا نشتر فصاد ہے

کر دیا آگاہ اسرار دو عالم سے ظفر
عشق ہی مرشد ہے میرا عشق ہی استاد ہے

اے پری خط مین جو وان تحریر ہو گی اور ہی
مین پڑھا جن ہون یہان تدبیر ہو گی اور ہی

دیکھہ زخم دل ہلال آسا کہا جراح نے
زخم یہ جس کا ہے وہ شمشیر ہو گی اور ہی

نے نوازون کی صدا نے مین ہے تاثیر اور
نالہ دلکی مرے تاثیر ہو گی اور ہی

ہمنشینو بیٹھے باتین بناتے ہو یہین
جب وہان جاؤ گے تم تقریر ہو گی اور ہی

جو تری زلفونکے سودائی ہین انکے واسطے
طوق ہو گا اور ہی زنجیر ہو گی اور ہی

ہو گئے جنکے یار تم ہو نگے نہ مجھسے بد نصیب
مہربان انکی تو کچھ تقدیر ہو گی اور ہی

... عشق ... پائی جاتی ہے
... پائی جاتی ہے

ظفر دیکھا ... پائی جاتی ہے

دیگر

... ہے ... ہے ... ہے

خاکساری کیمیا ہی جو ہوا اس رہ میں خاک
ایکبار اسکو ہم اکسیر پہونچی تو ہے

جب دوبارہ پھر اشارہ اسکے ابرو کا ہوا
انجمن میں نوبت شمشیر پہونچی تو ہے

دشمنوں میں ہیں سو طرح کے ڈر دیکھیے ہوتا ہی کیا
لیکے وان مجھکو مری تقدیر پہونچی تو ہے

سینۂ افلاک میں ہوں کتنے روزن دیکھیے
میری ہر اک آہ مثل تیر پہونچی تو ہے

رحم آئے یا نہ آئے لیکن اسکے تا بگوش
اے ظفر فریاد بے تاثیر پہونچی تو ہے

گر اے دل میں دید دوری جانانہ واجب ہے
تو غم تنہا ہی اس گھر میں کوئی ہمخانہ واجب ہے

بھرے ہے دامن اپنا ہر چمن گلبو سے ایسا تو
تجھے بھی ہے پھر تا شیشہ و پیمانہ واجب ہے

اٹھائے تو جو منہ سے برقع فانوس محفل میں
جلانا شمع غیرت ہے اگر پروانہ واجب ہے

بہت کرتا ہے دعوی زاہد اپنی پارسائی کا
تجھے دکھلانا اسکو جلوۂ مستانہ واجب ہے

خبر لے ہم اسیرون کی کہان صیاد بے پروا
سمجھنا اپنے آنسو ہی کو آب و دانہ واجب ہے

اگرچہ درد سر ہے سربسر ہو ہرزہ بانی سے
و نا سن لینا میرے درد کا افسانہ واجب ہے

مجھے آرایش ان زلفوں کی ہے منظور اب مجھکو
بناؤں پنجۂ مژگان کو گر میں شانہ واجب ہے

محبت ہے مجھے ساقی سے باقی بعد مردن بھی
بنانا خاک سے میری خم و خمخانہ واجب ہے

ظفر جوش بہار حسن سے اس رشک گلشن کا
زیادہ دل کو ہونا اندنوں دیوانہ واجب ہے

بود در خاکساری چو من بے نوا ہے
بود در ناز و تمکین چو ادبا دشا ہے
بدام تغافل پیش او از نگاہی
بود در دیدہ اشکے بود در سینہ آہے
فکندہ از سر لطف آن شاہ خوبان
ظفر بین بیچ بضاعت نگاہے

دیگر

محبت اُس صنم کی خاص ایمانی کا تقاضا ہے
پریشان ہونا سنبل کا پریشانی کا تقاضا ہے
جہان زلف جانان کی پریشانی کا تقاضا ہے
بتاتے ہین جسے خورشید تابان تیغ گردون
وہ اُس شمشیر کی شعلہ افشانی کا تقاضا ہے
کمان ابرو دیکھا جسے خط چین ابرو کو
سمجھا اُس تیغ صفاہانی کا تقاضا ہے

[illegible]

| | |
|---|---|
| کمند لیا نہو یارہو جان دو لیہ عاشق کے | اگر تیری ناف پر سیلی بلا جادو کی سیلی ہے |
| کیا ہو بوسہ عارض کا اسکے قصد جو بل سے | تو کھائی منہ پہ جنبش گیسو کی سیلی ہے |

ظفر رکھتا ہے الفت مین کسی وضع فقیرانہ
بنائی آہ کی اسنے چھڑی آنسو کی سیلی ہے

| | |
|---|---|
| اُس نگاہ مست کے مستونکی مستی اور ہے | اور مے ہے اور اُنکی مے پرستی اور ہے |
| ابر مژگان سے برسے جسطرح اشکونکی جھڑی | اسطرح سے کب گھٹا کوئی برستی اور ہے |
| نیم غمزہ پر ترے ہم بیچتے ہین اپنا دل | اس سے بھی کوئی زیادہ جنس سستی اور ہے |
| غنچہ کی مٹھی مین زر ہے پر نہین پست کرم | تنگی دل اور ہے اور تنگدستی اور ہے |
| جو بلندی چاہتا ہے اپنی مثل گرد باد | چرخ کی گردش دکھاتی اسکو پستی اور ہے |
| ہستی یکدم پر اپنی تو جو ہنستا ہے شرر | تیری اس غفلت پہ ہنستی تیری ہستی اور ہے |

ای ظفر بستے ہین دل مین رنج و غم درد و الم
ابتو کچھ اس خانۂ ویران مین بستی اور ہے

| | |
|---|---|
| بہ سر کشتہ کافرے کج کلاہے | بحسن آفتابی برخسار ماہے |
| معطر کن مغز جان دو عالم | بعنبر فشانی زلف سیاہے |
| مسخر بیک غمزہ سازد جہان را | کند چون ز مژگان صف آرا سپاہے |
| بہر گام در راہ مہر و محبت | دو دیدہ بدنبال او داد خواہے |

[illegible]

نہ کہنا حق پرستی بت پرستی ہو نہیں سکتی
اگر ہو بنا عشق بتاں ہو سکتا ہے سب کچھ

اگرچہ ناتواں ہوں اسقدر دم بھی نہیں سکتا
پر اب بھی نالۂ شور و فغاں ہو سکتا ہے سب کچھ

ظفر دشوار ہے ہر چند اہل معرفت ہونا
مگر صدقے سے فخر الدین کے ہاں ہو سکتا ہے سب کچھ

ناصح بیدرد کب آشنای عشق ہے
اس سے واقف ہے وہی جو مبتلای عشق ہے

ہے جمیں سے کام کیا اُنکو کہ جنکے سینہ میں
رشک صد گلشن ہجوم داغ ہای عشق ہے

ہر مرض کے واسطے وارد ہے گر ڈھونڈھے کوئی
پر نہیں پیدا جہا نیں اک دوای عشق ہے

کیونکہ عاشق ہو نہ سیرب حیات جاودان
تیغ براں چشمۂ آب بقای عشق ہے

خاک جو اُڑتی ہے میری کوچۂ دلدار سے
کر رہی برباد مجھکو یہ ہوای عشق ہے

زلف جسدن سے ہے کافر تری زنجیر دار
دل اسیدن سے گرفتار بلای عشق ہے

زردی رخسار کی دولت سے ہے زر وارده
ای ہوس باش جسے کیمیای عشق ہے

آدم خاکی ہوا اشرف جو مخلوقات سے
اسکا باعث ہے یہی خاکپای عشق ہے

ہو گیا ہے ابتدا ہی سے ظفر تیرا یہ حال
دیکھیے کیا ہو ابھی دور انتہای عشق ہے

کیا دل نے عداوت سے مرے وصل بغلین ہے
مجھے رہی اسی تمن کا یہ دشمن بغلین ہے

کہوں کیا زلف کو منہ کے تیرے مصحف رخ ہے
ہمیشہ اسکے قرآن اسکے بغل بغلین ہے

دیگر

حق نے جو حق میں ترے جانا مجھے منظور ہے
آہ میری وا ہوئی اور دم مرا منصور ہے

جسم بھی ہو دور ہیں اس بت کی شکل ہیں
اور ہاتھ پہ شفق سے قشقہ سینہ ور ہے

ہی تصور مجھکو پہنچا دے جاناں تلک
میں ضعیف و ناتوان ہوں اور جانا دور ہے

ہے جہاں میں نور و ظلمت سے رخ و زلف یار
ایکروز روشن ہیں اک شب دیجور ہے

سوزش داغ جگر میری نہیں ہوتی کم
کیوں لگاتا چارہ گر تو مرہم کافور ہے

تیر کھایا زہر آلودہ ترا ناوک فگن
زخم ہر جو میرے سینہ میں وہ ناسور ہے

یہ جو دو داغ ہیں میرے دل کے اے جوہر شناس
ایک تو وہ نور ہے اور ایک کوہ طور ہے

ہم جہاں سے لیکے جائینگے دل پر آبلہ
اپنا توشہ تو یہی اک خوشہ انگور ہے

جانتا سارا زمانہ ہے ظفر کو عشق میں
وہ ترا دیوانہ مجنوں سے سوا مشہور ہے

ہمنے لکھ کر انہیں بھجوائی خبر اور ہی تھی
مخبروں نے وہاں پہنچائی خبر اور ہی تھی

چھین آتا ہے قلم ہاتھ کردن کاتب کے
کہ لکھی اور ہے لکھوائی خبر اور ہی تھی

شکر ہے نامہ بر آیا تو سلامت وان سے
پہلے آنے سے ترے آئی خبر اور ہی تھی

تو نے وہی خوش خبری کب ہمیں یہاں قاصد
ہر خبر میں ترے جو بھائی خبر اور ہی تھی

پھولے جامہ میں سماتے تھے نہ گلہائے چمن
آج کچھ باد صبا لائی خبر اور ہی تھی

پانوں رکھتے ہوئے اس کو حسین تو ش اڑتے تھے
ہمنے اڑتی سنی جو سن پائی خبر اور ہی تھی

آنکھ کی گردش سے کیا چرخ برین چکر مین ہے
ہو گئے بھی بچاں سے ساری زمین چکر مین ہے

صبح سے تا شام پھرتا ہی رہے ہے آفتاب
جیسے دیکھا تیر اڑے آتشین چکر مین ہے

ہے علاج درد دل سے ہے کیا حیران طبیب
بلکہ عقل عیسی گردون نشین چکر مین ہے

پھرتا ہے منزل بمنزل جو ہمیشہ ڈھونڈھتا
کون ہے جسکے لیے ماہ مبین چکر مین ہے

روح مجنون رقص کرتی ہے مری وحشت کو دیکھ
جانب صحرا بگولا یہ نہین چکر مین ہے

جسکی قسمت مین ہے گردش صورت جام شراب
بزم عشرت مین بھی وہ اے ہمنشین چکر مین ہے

ہے جو یاد حلقہ زلف اُس کی گرداب بلا
اے ظفر میرا دل اندوہگین چکر مین ہے

حقیقت کچھ اپنی اُدھر اُڑتی سی پہونچی ہے
کہین حاسدوں کی اُنکو خبر اُڑتی سی پہونچی ہے

نہین پہونچا اسیران قفس تک گل تو گلشن سے
مگر بوے گل اے باد سحر اُڑتی سی پہونچی ہے

نہین خال لب شیرین منھ کو کھولکر آتے
کوئی مکھی سر قند و شکر اُڑتی سی پہونچی ہے

جہنم مین کہان تھی آگ شاید آتش دل کی
کوئی چنگاری اے باد سحر اُڑتی سی پہونچی ہے

غبار خط کہان ہے یار کے روے مصفا پر
مگر کچھ گرد یہ آئینہ پر اُڑتی سی پہونچی ہے

نہ دامن تک ترے اس ناتوانی کی گرد پہونچیگی
کہ مدت مین قریب رہگذر اُڑتی سی پہونچی ہے

کبھی ہے غیر سے جو بات اُس کان ملاحت سے
وہ میرے کان تک بھی اے ظفر اُڑتی سی پہونچی ہے

دلکی شامت ہی لے گئی دل کو
ظفر اُس زلف عنبرین تک ہے

زخموں پہ باندھی جراح ڈھر کے پھائے
دریا بہیگا خون کا جسدم سر پھائے

اتنے ہیں زخم دلکے پورے نہو وین اُمید
گر خیمہ فلک کے کیجے کتر کے پھائے

تیر اب ہن ہر گز زخموں پہ اپنے رکھیں
مجروح یار تیرے تیغ نظر کے پھائے

بلبل کے زخم دل پر مرہم ہو شبنم گل
اور اُسپہ چاہیے پھر گلبرگ تر کے پھائے

جون آگ سے تو ہی ہوں ہیں گرم اسقدر ہے
زخم جگر پہ باعث سوز جگر کے پھائے

خورشید و ماہ بکر سپر پر چڑھے فلک کے
زخمنے دو گز وہ تیرے تیر اُسکے پھائے

جو تیغ عشق کے ہیں زخمی ظفر جہان میں
ہوں سج دمندان کو کیا چارہ گر کے پھائے

تو حسین ایسا ہے کا ہیکو پری آتی ہے
حسن بھی کچھ ہو تو کب عشوہ گری آتی ہے

تجھے کہان آئے کہان جائینگے پھر اپنے کہان
کچھ خبر ہمکو نہیں بے خبری آتی ہے

ہم تو جا پہنچیں ابھی اُسکے گرہ ہاں پر ہمکو
دینی رخصت نہیں ہے بال پری آتی ہے

نہ تو ہی نالہ شب آ کرے اُسکو اثر
اور نہ تاثیر مین آہ سحری آتی ہے

دیکھنے کی نہیں خورشید جہانتاب کو تاب
رخ روشن کی ترے جلوہ گری آتی ہے

پاٹ دریا کا جہانسے ہے پانی پانی
آنسوؤں سے بھر دامن میں تری آتی ہے

ہم اپنی وحشت اگر دکھائین تو پھر یقین ہے کہ بھول جائین
جو کہتے مجنون کی ہین کہانی ہمارے ہمدم سنی سنائی

وہ دل مین کیفیت اپنے دیکھی سنی تھی جو جام جم مین لیکن
زیادہ ہم جانتے ہین دیکھی سمجھتے ہین کم سنی سنائی

دکھادے گریہ کا اپنے عالم جو آنکھ سے دیکھ لین سب اسکو
کہ باتین طوفان نوح کی تو ہین چشم پرنم سنی سنائی

کرے نہ اقرار وصل جب تک وہ اپنے منہ سے نہ آدمی باور
کوئی سنائے خبر یہ ہمکو ہزار ہے ہم سنی سنائی

کہون جو خوبی حسن یوسف کہے وہ برقع اٹھا کے منہ سے
کہ یون دکھاو ہمکو بی تو جانین سنین ہین کب ہم سنی سنائی

جو محرم دل ہے جانتا ہے وہ دل کی حالت کوئی الحقیقت
وگرنہ کہتے ہین اے ظفر سب سوائے محرم سنی سنائی

دلکو اُن لعون سے سودے مین پریشانی سی ہے
اور جان وحشت مین اُن آنکھون سے دیوانی سی ہے

چشم ہے پُر نور اپنی دیدۂ خورشید وار
خواب مین دیکھی شب ایسی شکل نورانی سی ہے

دیگر

مطلع ثانی

ارادہ جب وہ مینوشی کا وان کرتی ہین عبیر و نہین
تو پینا پڑا یان خون جگر پہلے سی ہمکو ہے

لگا پہلے بھی تھا دل مین نظر کا تیر اپکی
نظر آتا زیادہ کار گر پہلے سے ہمکو ہے

ابھی اخبار کا وان کے کوئی آیا نہین کیا چہ
کرون نے دی ہماری یان خبر پہلے سی ہمکو ہے

کرینگی اکیدن دل سے خلش اس شوخ کی مژگان
کہ کھٹکا ہو گیا یہ اے ظفر پہلے سے ہمکو ہے

ترا سرمے اشک چشم ای پری فن ٹپکتا ہے
تماشا ہو کہ یون بادام سے روغن ٹپکتا ہے

گلاب آگہی اُسکے پانی پانی اسقدر خوشبو
عرق رخ سے ترے ای غیرت گلشن ٹپکتا ہے

ٹپکتے ہین مکان سات تین جوش گریہ سے
ہمیشہ خانۂ چشم اپنا پرساون ٹپکتا ہے

ترے بھیگے ہوے گیسو یہ بوندین نہین جھڑتین
دہان مار سے زہر اب جان من ٹپکتا ہے

نظر مین ہے ہماری لالۂ سیراب سے بہتر
یہ اشک خون جو مژگان سے سراسر دامن ٹپکتا ہے

کیا ہو قتل جرم دوستی پر اب کسے تولے
تری تلوار سے لوہو جو او دشمن ٹپکتا ہے

جگر کی آگ دونی اے ظفر ہوتی ہے رونے سے
ٹپکتے یہ مرے آنسو نہین روغن ٹپکتا ہے

ایک تو آفت تری گردن کلائی گول ہے
اور پھر اسمین غضب جوڑی طلائی گول ہے

قطرۂ آنسو کا نہین دیکھ میری چشم تر
خوب موتی تیرے دکھلاتی کو لائی گول ہے

کیا بھروسا کیجیے اس آشنا کی بات کا
جیسے وہ کرتا کلام آشنائی گول ہے

خوب رو یوں سے کیا امید وفا
کبھی کی بھی وفا کسی نے ہے

اے ظفر رو دیا ہے جب میرا
کچھ سنا ماجرا کسی نے ہے

دل سے پھر جا رہی ہے چشم تو ہاں چاہیے ہے
ہے یہ بیمار اسے نقل مکان چاہیے ہے

ہے کمانِ ابرو سے تیر کا پیکان کافی
دہن زخم میں کیا تیرے زبان چاہیے ہے

ایک دو جام سے کیا ہوگا کہ ہے جوش بہار
اب تو کوئی خم مے بادہ کشان چاہیے ہے

دل سے جاتی ہے کوئی سنگ دلوں کی الفت
رکھنا چھاتی پہ کوئی سنگ گران چاہیے ہے

پاس موجود ہیں یہ تیر نگاہ و ابرو
ناوک افگن تجھے کیا تیر و کمان چاہیے ہے

آتش دل کا مری گر ہے بجھانا منظور
ہونا آنکھوں کو مری اشک فشان چاہیے ہے

جائیں ہم خلد کو کیوں چھوڑ کے یہ کوچہ ترا
خاکسار وں کو ترے رہنا یہاں چاہیے ہے

رخ روشن کے ترے سامنے اے ماہ لقا
سینہ چاک مرا مثل کتان چاہیے ہے

کرتا ہے ابرو سے پُر غم سے تجھے قتل وہ شوخ
اے ظفر کیا اسے تیغ صفہان چاہیے ہے

آج اٹھا جو صحرا میں غبار اور بنا ہے
کیا توسن وحشت پہ سوار اور بنا ہے

خون ہوتا ہے تازہ ترے کوچے میں ہمیشہ
بنتا وہاں روز ایک مزار اور بنا ہے

تار آنسو کا قطرۂ خون سے ترے ہر دم
میرے لیے اک پھولوں کا ہار اور بنا ہے

ہے تو بشر پر اُسکو فرشتے بھی اے ظفر
گردون سے جھانکتے ہین جگر تھام کے تلے

عرق آلودہ زلف اُس حیا کی سحر نمائی ہے
شب تار اُسنے اک تارون بھری ہمکو دکھائی ہے

مطلع

گل رنگین ہے کوئی یار ترا دست حنائی ہے
کوئی یہ شاخ گل ہے یا تری نازک کلائی ہے

خط سبز اُس رخ روشن پہ یہ رنگ کیا لایا
دکھاتا چشمۂ خورشید تابان مین بھی کائی ہے

دھوان دل کا گھٹا یہ سینۂ افگار مین میرے
کہ گویا لب پہ ہر اک زخم نے مستی لگائی ہے

گیا جو عاشق جانباز تیرا تیرے کوچہ مین
نہین آیا وہ پھر کر قاتل اُسکی لاش آئی ہے

ہماری ہے الف بے خار صحرا دخراش پا
کہ ہمنے پہلے وحشت مین یہی تعلیم پائی ہے

بہایا اشک خون سے رات کو مین نے ظفر دریا
نہین سرخی شفق کی صبح لوہو مین نہائی ہے

خدا جانے صنم مین ہے یہ صورت کسکی ملتی ہے
وگرنہ ایسے کافر سے طبیعت کسکی ملتی ہے

نہ پوچھو شعلہ مین ہے کسکی گرمی پائی جاتی ہے
یہ جو چھوتا شرارہ مین شرارت کسکی ملتی ہے

لکھا کیون لکھ کر نامہ بر حاضر ہے دیکھو تو
کہ خط ملتا ہے کسکا اور عبارت کسکی ملتی ہے

مزا ہے جو محبت مین نہین ہے وہ کسی شے مین
کسیکو کیا بتاؤن اسمین لذت کسکی ملتی ہے

نہو سودا جلا کر مجھکو میری خاک اڑا دینے
یہ سوچو خاک مین گرد عزت کسکی ملتی ہے

نے جگر مین آہ نے آنکھون مین اشک | کام اپنا عشق مین کیونکر چلے

دم نہ مارا تیرے سر بازون نے آہ | سر پہ آرے حلق پر خنجر چلے

ذکر جب خانہ خرابی کا مرے | بزم مین آیا وہ اپنے گھر چلے

جو کیا سوائے ظفر ہنے بھرا
کیا کہین دنیا مین ہم کیا کر چلے

بارے آنسو تیرے ای دیدۂ تر چل نکلے | پانون چل سکتے نہین لڑکے پر چل نکلے

## مطلع ثانی

چاہیے حد سے زیادہ نہ بشر چل نکلے | چلیئے چال ایسی کہ کچھ کام ظفر چل نکلے

قدردان جب کہ ہنر کا نہ جہان مین دیکھا | بے ہنر رہ گئے اور اہل ہنر چل نکلے

ای جنون تو نے یہ کی خانہ خرابی ہماری | جانب دشت جو ہم چھوڑ کے گھر چل نکلے

آنکو رخسار پر انوار دکھا دے اپنے | کہ فلک پر سے بہت شمس و قمر چل نکلے

دم بھی چلنے کو ہے ہمراہ یہ قاصد نے کہا | کہ کہین یار ڈھلے جلدی سے کمر چل نکلے

کیا کہین تجھ سے کدھر ہم گئے وحشت مین نکل | کہ جدھر لے گئی تقدیر ادھر چل نکلے

دیکھ رو سے عرق آلودہ کر دی جان سفر | چھانون تارون کی یہ شبنم سے اگر چل نکلے

بوسہ مانگا تو کہا بس چلو یان سے نکلو
منہ لگایا تمہین کیا تم تو ظفر چل نکلے

| | |
|---|---|
| کہان ہین وہ اگلے ملاقات والے | عنایات والے مدارات والے |

**مطلع ثانی**

| | |
|---|---|
| خوش اوقات دیکھے خرابات والے | ہمیشہ ہے خوش اس اوقات والے |
| جو دل مین تمہارے وہ اُنکی زبان پر | تمہارے ہین عاشق کرامات والے |
| جو دین ایک گالی بھی سو منتون سے | ملین ہین وہ ہمکو عنایات والے |
| مرے گریہ سے اتنے بارہ مہینے | گذرتے مہینے ہین برسات والے |
| ہم اک روز دل تحفہ دے آئے اُنکو | وہان چاہئین روز سوغات والے |
| سنو تم جو اُنکی نہ ہو مار باندہ ہین | کہ ہین ہم تو وہ بول اکبات والے |
| ہم اُسکو سمجھتے ہین جو مُنہ سے کہدو | اشارات جانین اشارات والے |

قیامت یہ کرتے تھے برپا قیامت
ظفر سینے وہ ہجر کی رات والے

| | |
|---|---|
| بہونچ جائین جو وان تک صبحدم چلے سے ہم چلے | تو جھک کر چوم لین انکے قدم چلے سے ہم چلے |
| ہوا چلنے ہمسے قتل کوئی اُسکے ہاتھون سے | کہ جا بیٹھے تہ تیغ ستم چلے سے ہم چلے |
| نہین شکوہ پریشانی کا ہمکو تیری لعون سے | پریشان تجھے ترے سر کی قسم چلے سے ہم چلے |
| اگر ٹوٹے نہ امید اُس مسیحا دم کے آنیکی | تو کیون توڑین تڑپکر اپنا دم چلے سے ہم چلے |
| نہین آیا زبان پر اپنی تو اک حرف بھی تب تک | زبان کر جا چکے شل قلم چلے سے ہم چلے |

قیمت جنس دل اپنی کہون کیا ہین سستی
پوچھو کیا دیتے ہین بازار محبت والے

نہین آنسو ہوے رحمت کے فرشتہ نازل
پاک بالکل ہین گناہون سے ندامت والے

شمع دیرہ اُٹھا سمجھے نہ تو بزم مین دیکھ
مثل پروانہ جلے جاتے ہین غیرت والے

عاشقونکو نہین کچھ کافر و دیندار سے کام
اُن سے ملتے ہین جو ہین عشق کی ملت والے

یہ شمشیر ستم رکھ ہی دیا سر اپنا
ہم بھی ہین عاشقو نہین کیا تری جرأت والے

ہمنے اُس بت مین جو دیکھا ہی نہین کہہ سکتے
کہ مبادا کہین سن پائین شریعت والے

وسعت ملک سلیمان کو سمجھتے کیا ہین
سامنے گنج قناعت کے قناعت والے

اس ستم پر تو ظفر دیتے ہو تم دم اُن پر
کیا ستم ہو جو وہ ہون مہر و مروت والے

دیر کیون کر رہے تھے وہ تو شتابی والے
اب تلک ہین اُسی محفل مین خرابی والے

## مطلع ثانی

ہین جو محفل مین ترے جام گلابی والے
آنکھ تو مُنہ نہ لگائین یہ خرابی والے

نہین معلوم پڑھا جاتے ہین کیا کیا آکر
تیرے دشمن تجھے اور وے کتابی والے

گو زر و سیم کے رکھتے ہین طبق شمس و قمر
پر ہین دونون ترے صدقے کے رکابی والے

تھے تو ہم صوفیونکے یار پر اب ہین مشہور
اے شرابی تری صحبت مین شرابی والے

دل بریان کو مرے دیکھ کے ہوتے ہین کباب
آتش رشک سے وہ کان کبابی والے

[illegible]

رکھا کیوں عشق نے زاہد کو خنک دل تو زمانہ مین
اُسے کچھ گرمیِ سوزِ جگر ہو بچا تو دمی ہوتی

بلا ہر خاک عاشق کی اگر برباد ہو جاتی
پر اُس کو چمن سے آباد سحر ہو بچا تو دمی ہوتی

بہت کرتا تھا دعوے عشق کا یہ دل اگر ہوتے
ادب خوب اے بیداد گر ہو بچا تو قسمی ہوتی

لکھا تھا مین نے خط مین اُسکو مضمون اگر کچھ کا
نمی کاغذ کو کچھ اے چشم تر ہو بچا تو دمی ہوتی

مرے احوال سے وہ بیخبر اب تک نہین واقف
کوئی بات اُسکے کانون تک ظفر ہو بچا تو دمی ہوتی

ہم یہ تو نہین کہتے کہ غم کہہ نہین سکتے
پر جو سبب غم ہے وہ ہم کہہ نہین سکتے

ہم دیکھتے ہین تم مین خدا جانے تو کیا
اس بھید کو اللہ کی قسم کہہ نہین سکتے

رسوا جہان کرتا ہے رو رو کے ہمین تو
ہم کچھ تجھے اے دیدۂ نم کہہ نہین سکتے

کیا پوچھتا ہے ہم سے تو اے شوخ ستمگر
جو تو نے کیے ہم پہ ستم کہہ نہین سکتے

ہے صبر جنھین تلخ کلامی کو تمھاری
شربت ہی بتاتے ہین دم سم کہہ نہین سکتے

جب کہتے ہین کچھ بات رکاوٹ کی تو ہم
رک جاتا ہے یہ سینہ مین دم کہہ نہین سکتے

اللہ رے ترا رعب کہ احوال دل اپنا
دی دیتے ہین ہم کرکے رقم کہہ نہین سکتے

طوبیٰ سے بہشتی ہے تمھارا قدِ رعنا
ہم کیونکہ کہین سرو ارم کہہ نہین سکتے

جو ہم پہ شب ہجر مین اس ماہ لقا کے
گذرے ہین ظفر رنج و الم کہہ نہین سکتے

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible]

مطلع ثالث

[illegible]

الٰہی خیر ہو پھر چشم میں تحریر سرمہ سے
سپاہ ناز و غمزہ کی کمر بندی لگی ہونے

یہان عاشق سے نعمت تیرے باندھا تار الجھنکو نکا
دہان نون کے گانوں بانو پر گہر بندی لگی ہونے

جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے طفل اشک نکلے ہیں
ہمیں معلوم تھا اسکی جگر بندی لگی ہونے

لکھنے بھی لگے اب شعر کہنے کیا تماشا ہے
کہ مضمون بندی ہی نرُ زون چھپر بندی لگی ہونے

کہان مرغ نظر اس گلشن رو جا سکے تیرے
کنار اشک سے پہلے ہی پر بندی لگی ہونے

کسی نے کچھ بہتان باندھا کھل گیا پھر
جو اپنی آنکھ کے گوشے مین ظفر بندی لگی ہونے

ہجوم اشک سے مژگان اگر اودی بھی نہیں ہوتی
تعجب کیا کہ شاخ پر ثمر اودی بھی نہیں ہوتی

دکھاتا اپنا اے پردہ نشین منظور ہے مجکو
جواب یار پردہ پیش در اودی بھی نہیں ہوتی

نظر پر چڑھ گئین ایسی ہو بین اس ماہ طلعت کی
کہ سو سو بار تو اپنی نظر اودی بھی نہیں ہوتی

ترا اوصاف بالا ہے جو اپنا بول بالا ہے
کسیکی بات اپنی بات پر اودی بھی نہیں ہوتی

ہوئی ہے شرمگین گلشن مین کسکی چشم فتانے سے
کہ چشم نرگس آباد سحر اودی بھی نہیں ہوتی

لگا یا جب سے دل رہتی ہیں ہم ایسے تفکر میں
کہ گردن اپنی اب دو پہر اودی بھی نہیں ہوتی

بنایا گرد تجھے آئے تو ہمکو وہ اشارے دین
اب انگشت اشارت بھی ادھر اودی نہیں ہوتی

تری تیغ نگہ کا کون رودار کیا طاقت
کرے ہے رستم بھی گر نہ ہو سپر اودی بھی نہیں ہوتی

ہم اس غرفہ نشین کو آنکھ اٹھا کر کس طرح دیکھیں
کہ چلمن اسکے در کی اے ظفر اودی بھی نہیں ہوتی

[illegible]

دم جنبش تری زلفوں سے ٹپکتا ہے عرق — یا کہ ہیں مار سیہ زہر اگلتے پھرتے
شمع رو جب سے ہوا تو سر زیب محفل — مثل پروانہ عدو جیسے ہیں جلتے پھرتے
غافلو عالم پیری ہے کوئی دم بیٹھو — دیکھو لڑکوں کی طرح کیوں ہو مچلتے پھرتے
شعلہ خو یوں تو ہیں بھڑکاتے ہوا تو وہی — جو کہ نکلے نہیں گھر ہی میں ہیں جلتے پھرتے
اپنے کوچے میں جو بیٹھے ہیں تو اس ناز سے وہ — پاؤں سے ہیں دل عشاق مسلتے پھرتے
تیری مرضی ہو تو ہوں ایسے ابھی ہیں بد — تیوری بھیجے میں لوگ بدلتے پھرتے
گر کے اس کوچہ میں پھر ہم سے تو سنبھلا نہ گیا — کیونکہ ہم پھر تو وہاں سے جو سنبھلتے پھرتے

ای ظفر در تو جائے ہیں وہ گھر غیروں کے
آنکلتے ہیں ادھر بھی کبھی چلتے پھرتے

جسکے دل میں کہ ستمگر ترا تیر اڑ بیٹھے — وہ ترے کوچے میں آرام سے کیونکر بیٹھے
اس ستم کیش نے مژگان کو جو دی اک جنبش — تیر کتنے ہی ہر دل میں برابر بیٹھے
درد کیونکر نہ اٹھے آ ورے پہلو سے — جاکے پہلو میں جو غیر کے وہ دلبر بیٹھے
بیٹھے جس گھر میں ترا شیفتہ با چشم پر آب — کیا عجب گریہ کے سیلاب سے وہ گھر بیٹھے
بستر غم پہ رہے ہے ترا بیمار پڑا — اتنی طاقت نہیں اس میں کہ وہ اٹھ کر بیٹھے
دیکھے اس شوخ ستمگار کو ہم دل اپنا — جیسیں پچھتاویں اب آکہ یہ کیا کر بیٹھے
مر مٹیں گے نہ اٹھینگے روش نقش قدم — ای ظفر خاک در یار پہ ہم گر بیٹھے

[illegible]

[illegible]

کلام کرتے نہ یوں وہ بد دعدہ ہم سے — جواب کوئی اگر اُخ نگار پا جاتے
زبان سے نام بھی لیتے نہ ہم محبت کا — نجات اُس سے اگر ایکی بار پا جاتے
کسی کا قتل جو ہوتا ہے اُنکو مد نظر — تو ہیں نظر ہی ہم جان نثار پا جاتے
جو زندہ رہتے محبت میں ہم تو اور بھی کچھ — اذیتیں ترے ہاتھوں سے یار پا جاتے

عوض بدی کا نہیں کرتے ہم کسی سے ظفر
مگر ہیں اپنا کیا بد شعار پا جاتے

تم بیارے ہو کیا مجھکو مری جان جتاتے — دیتے ہو جو بوسہ تو ہو احسان جتاتے
کچھ ذکر کروں زلف کا اُسکی وہ کبھو ہے — تم اپنا ہو یہ حال پریشان جتاتے
میں راز دل اپنا نہ جتاؤں کبھی اُنکو — لیکن ہیں مرے دیدۂ گریان جتاتے
یاد اُنھیں کب آئے ہیں گو لاکھ طرح سے — ہم آپ کو ہیں تابع فرمان جتاتے
اُس دشمن ایمان کو دکھاؤ اُنھیں یکبار — جو آپ کو ہیں صاحب ایمان جتاتے

ہر آن و ادا اُسکی بلائے دل و جان ہے
تم دیکھو ظفر تمکو ہیں ہر آن جتاتے

نہ عمر دھیان میں دل زلف یار کے کاٹے — کہ بچتے دیکھے نہ اس کالے مار کے کاٹے
یہ اُڑ کے آئیگا کوچے میں تیرے خاک کی طرح — جو تو نے کوچے بھی اس خاکسار کے کاٹے
خفا ہوا جو اسیرانِ دام پر صیاد — اُکھاڑے چار کے پر اور چار کے کاٹے

[illegible]

[illegible]

| | |
|---|---|
| ہوا رنج اسکے دلکو جس سے حال دل کہا ہمنے | کسیکے سامنے پھر ایسے فسانہ کو کیا کہیے |

ظفر وہ حور وش گھر مین ہمارے جلوہ افزا ہو
سواے قصر جنت اپنے کاشانہ کو کیا کہیے

| | |
|---|---|
| کیا مصور یار کی تصویر قامت کھینچتے | کھنچ نہ سکتی ان سے وہ گر تا قیامت کھینچتے |

مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| ہم جو انکو باعث جذب محبت کھینچتے | دور ہم سے آپ کو کیون ماہ طلعت کھینچتے |
| کھینچتے ہین غیر انکو اپنی جب آغوش مین | دل سے ہم ہین نالۂ پر درد وحسرت کھینچتے |
| دیکے دل ناحق بلا مین ہمنے ڈالا آپ کو | گر نہ دیتے دلکو کیون رنج و مصیبت کھینچتے |
| کھینچتے گر حضرت یوسف کی مصور شبیہ | تیری صورت دیکھکر وہ انکی صورت کھینچتے |
| حق کہا جو کچھ کہا منصور نے ناحق لئے | دار پر ہین مردمان بے حقیقت کھینچتے |
| سرکشی کرکے گرا فوارہ آخر کو سر کے بل | جو کہ ہین سر کھینچتے آخر خجالت کھینچتے |
| کھینچتا ہون دامن صحرا سے جب مین قدم | خار ہین دامن مرا ہر جوش وحشت کھینچتے |

مائل ابروے خوبان گر نہ ہوتا مین ظفر
تجھپہ تلوارین یہ کیون پھر ہر ساعت کھینچتے

| | |
|---|---|
| عدم سے آگئے ہم یان نہین ہوتے تو کیا کرتے | ہوئے تو کیا کیا ہمنے نہین ہوتے تو کیا کرتے |
| بلائے عشق مین کھو بیٹھے ہم دنیا و دین دونون | ہمارے پاس گر دنیا و دین ہوتے تو کیا کرتے |

دیگر

[illegible]

[illegible]

طرح ثانی

خواہ مسجد مین خواہ بتکدے بین
مدعا سجدہ ہے کہین ہو جائے

یا نہو وہ مری نظر سے دور
یا مری آنکھ دوربین ہو جائے

بائے اُس خال رخ کا جو نکتہ
نکتہ دانون پہ نکتہ چین ہو جائے

ہو اگر دور بھی تو ہو نزدیک
یار دل سے اگر قرین ہو جائے

شب کو آتا جو ہو تو ہان کر لو
اور نہین تو الٰہی نہین ہو جائے

یاد گیسو مین آنسوؤن کا تار
کیا عجب مار آستین ہو جائے

اسکا محشر اگر وہ آ جائے
حشر برپا ابھی یہین ہو جائے

کیا خطر اُس کو راہ دین مین ظفر
رہ نما جس کا فخر دین ہو جائے

ہزار ہول ہے مرد کے نال پر چڑھ جائے
وہ سفلہ ہے اگر اسکے خیال پر چڑھ جائے

سوال بوسہ کرین کیا ہمین تو یہ ڈر ہے
کہ ضد اُسکو ہمارے سوال پر چڑھ جائے

چڑھے نہ پیر کے جوانی خضاب سے ای شیخ
اگرچہ رنگ ترے بال بال پر چڑھ جائے

بڑی ہی پست ہے اس سرو قد کے یون چوٹی
کہ جسطرح کوئی ناگن نہال پر چڑھ جائے

دفور گریہ سے میری اگر چڑھے دریا
تو ایک آن مین پانی جبال پر چڑھ جائے

نہو نہین عشق مین نامی بلا سے یہ تو ہو
کہ نام دفتر رنج و ملال مین چڑھ جائے

کمال کو ہے زوال اے ظفر گرے ہی گرے
زیادہ کوئی جو زور کمال پر چڑھ جائے

جو کرے یاد ترے مصحف رخسار کو روز
گرچہ ناخواندہ ہو وہ حافظ قرآن بنجائے

گر خوش آئے تجھے اے یار تو آئے بلبل
دل نالان بھی مرا مرغ خوش الحان بنجائے

صورت اس عالم تصویر کی جو صورت گر
دیکھے خود صورت تصویر وہ حیران بنجائے

آویں کس طرح سے ہم بیٹھ کے ہمچشموں میں
گریہ رونا ہی کوئی اور طوفان بن جائے

زلف تیری ہے عجب لام جمال پر نور
دیکھے اس لام کو کافر تو مسلمان بنجائے

دیکھے آئینہ میں گر وہ گل رخسار اپنے
روبرو اور گلستان کے گلستان بن جائے

بات کرنے میں جو حیوان ہو مطلق وہ بھی
اے ظفر فیض سخن سے ترے انسان بن جائے

بن سکتی ہے تدبیر اگر بن کے بگڑ جائے
کیا بن سکے تقدیر اگر بن کے بگڑ جائے

ہے میری تمنا کہ میں ہوں خاک در یار
پروا نہیں اکسیر اگر بن کے بگڑ جائے

شمشیر گرو ہے ترے ابرو کے مقابل
بنوائیے شمشیر اگر بن کے بگڑ جائے

ہے شرح محبت کو قلم آہ کی کافی
خامہ دم تحریر اگر بن کے بگڑ جائے

بگڑا ہوا یہ حال ہے میرا کہ مصور
کھینچے مری تصویر اگر بن کے بگڑ جائے

افسوس صد افسوس محبت میں مرا کام
اے آہ کی تاثیر اگر بن کے بگڑ جائے

بکھری ہوئی وہ زلف جو دیکھے تو عجب کیا
حلقہ زنجیر اگر بن کے بگڑ جائے

بگڑی ہوئی کچھ صید محبت کی ہے قسمت
یہ جان ترا تیر اگر بن کے بگڑ جائے

نہین جانیکی صبوحی تو شب وصل جاناں کی
مگر ہان بعد مرنے کے اجل جائے تو یہ جائے

نجاوے گر اُس گلی مین پانو کے بل کہہ دو قاصد سے
اگر میری طرح سے سر کے بل جائے تو یہ جائے

نہین جائیگا اپنی جا سے قانع کہین اٹھکر
اگر پائے قناعت ہی پھسل جائے تو یہ جائے

کوئی جاتا ہے لیکا مجھ سے اُس کوچے جائیگا
وہ دل بیتاب ہے پہلے سنبھل جائے تو یہ جائے

ظفر کیا کیا کہین ہین شعر ایسے واہ وا تو نے
سخن فہمون کی محفل مین غزل جائے تو یہ جائے

مجھے ایذا جو تو نے دی تو اور یارون نے بہو بجائی
خبر ای بیخبر کچھ تو خبردارون نے بہو بجائی

یہ ہین جو درد و غم یاس و الم چار آشنا میرے
محبت ہے بہم تجھ سے انھین چارون نے بہو بجائی

نہ دیکھا کوئی ہووے کام کرتا یُد حق ہم نے
مدد سو سو طرح سے وہ مددگارون نے بہو بجائی

اگر مین جانتا ایسا نہ دیتا دل کہ دل لیکر
مجھے تکلیف کیا کیا اُن دل آزارون نے بہو بجائی

کیا کیا خاک حاصل کوچہ گردی سے جو خاک اپنی
نہ کوچہ تک بھی میرے سر سے آوارون نے بہو بجائی

ہجوم داغ پر بھی آہ اب تک سرد ہے دل مین
ذرا گرمی اُسکو اتنی انگارون نے بہو بجائی

ظفر اکبار بھی کانون تک اُس کان ملاحت کے
ہماری داستان غم نہ غمخوارون نے بہو بجائی

نہ دل دون گر خفا وہ یار ہو جائے تو ہو جائے
بلا سے ترک چھوٹا یار ہو جائے تو ہو جائے

اگر منظور آنکھین ہی دکھانی ہین دکھا دو تم
ہمین کیا گر کوئی بیمار ہو جائے تو ہو جائے

اگر لگے دنیائے دون دامن سے انکے اے ظفر
پھینک دین مانند گرد اہل تغافل جھاڑ کے

ڈر ہے کہ کچھ زبان سے تیری نکل نجائے
ہے خوش غلاف یہ تو تلوار اگل نجائے

یون آپ کون جائے قاتل تری گلی مین
جبتک کہ لے نجائے اسکو اجل نجائے

حیران سے دیکھتے ہو تم کیا مریض غم کو
یہ رنج ہون تو کیونکر صورت بدل نجائے

دیکھے جو شمع تیرے رخسار آتشین کو
محفل مین رشک سے وہ کسطرح جل نجائے

جب صاف صاف ایسے رخسار ہون بھلا سے
پائے نگاہ اُنپر کیونکر پھسل نجائے

نے پیچ و تاب نکلے دل سے نہ آہ سوزان
رسی جلے بلا سے پر اُسکا بل نجائے

ان روزون اُس گلی مین جاسوس جابجا ہین
کہدے کوئی ظفر سے وہان آج کل نجائے

مین ہون اس فکر مین یار آئے تو کیونکر آئے
مجکو اُس بن جو قرار آئے تو کیونکر آئے

سیر بجا ہے اگر غیر مکدر نہ کرین
دل مین پھر اُسکے غبار آئے تو کیونکر آئے

ساتھ میرے نہین گلگشت مین وہ رشک چمن
خوش مجھے باغ و بہار آئے تو کیونکر آئے

تو لگاتا ہی نہین دلپہ کبھی تیر نگاہ
ہاتھ تیرے یہ شکار آئے تو کیونکر آئے

گو ترا وصل میسر ہو مگر اُسکا مزا
مجھے بے بوس و کنار آئے تو کیونکر آئے

نہ تلطف نہ دلاسا نہ محبت نہ وفا
کوئی ہونیکو نثار آئے تو کیونکر آئے

[illegible] مری طرح کوئی ہو
عاشق زار مری طرح کوئی ہو
[illegible] ہون جو [illegible] مری طرح کوئی ہو
[illegible] دیکھ

اس زمانہ مین ظفر ایسے کہان وہ آشنا
جا بہا دل مین ہو جو ایک خواری ایک کی

مکتب عشق مین ہم شروع سبقے
جلوۂ شبنم و گل پر ہے رولاتی مجکو
اپنے بیمار کی آئے وہ عیادت کیلیے
اس گلستان مین شگفتہ اگر مین ہون تو کیا
کچھ عوض دلکے وہ تکرار سے دیتا ہے تو کیا
رخ گلگون پہ ہے اس گل کے نشکی سرخی

پہلے مجموعۂ دل کے ہون پریشان ورقے
دم گلگشت چمن یا درخ پر عرقے
جب جاناکہ ہو جان اسمین تو شاید رمقے
روش گل ہون جگر خون شدہ سینہ شقے
الیے الیے یا قلقے بر قلقے
جلوۂ صبح بہاران و بہار شفقے

اے ظفر تجکو ہے منظور اگر رد حسود
تو پڑھا کیجیے قل اعوذ برب الفلقے

مرادل کیا دل آنکھ بھی لیے تھے ہو تکے
مرا تیر خدنگ ناز کا سایہ بنایا تھا
ذرا دکھلا دیا بہار و آتشناک جو انسے
ہلو پھر اسکو شوق تیغ بازی دیکھیے کیا ہو
کبھی ہے حسرت دل گیا نہ اس نے پر بنایا ہوگا
دکھائی بھی سکی اس فتنہ جو نے چشم کی گردش

دکھا کر زلف وہ پیر بلا لائے تھے ہو تکے
اگرچہ تیر بہنے ہاتھ سے کھائی تھی ہو تکے
تو شعلا آگ کے سینہ مین بھڑکائے تھے ہو تکے
انھین کھیلو نے پہلے پیر بھی کسو دی تھی ہو تکے
اگر تم بیتاب ہے کہ آگے جلا دی تھی ہو تون کے
اگر ادل ہی بہا تیر ہوش جگر لا دی تھی ہو تکے

[illegible] مری طرح کوئی ہو
دیکھ

گر کبھی ویران چمن بعد خزان لگی بہار
[illegible]
[illegible] بہار

ایسا ہی ہے کہ ہے یہ چمن جائے گشتی | ہر گل دکھاتا آنکھ ہے مانند جام کی
آیا ہی ہو یہ پوچھنے کو وہ ظالم مرا مزاج | طاقت بھی جب زبان کو نہیں ہے کلام کی
اتنے قیام پر تو ہیں اتنی قیامتیں | کیا جانے کیا ہو گر یہ جگہ ہو قیام کی

مشکل ہے کار عشق و جنون لیکن آگہی
مجنون کو عقل ہے ظفر اس انصرام کی

میاں مجنون کو تو سنتے ہو تم دیوانے برسوں کے | اگر ہیں آباد کل پر سو نہیں ہم پیارے برسوں کے

## مطلع ثانی

پری پیکر تو ہیں تم پر رہے دیوانے برسوں کے | اور ان مستی بھری آنکھوں کے متوالے ہیں برسوں کے
کسی ٹوٹے ہوئے دل کو سنوارو ورنہ کیا حاصل | بنا ہیں مسجدیں ڈھا کر بتخانے برسوں کے
سینہ آتش پہ کب ٹھہرے ہے پردہ خال عارض کے | پڑی ہیں حسن کے شعلہ پہ کالے دانے برسوں کے
ابر ہو محتسب کا ایک دن میں کر دے ویران | وہ جو آباد تھا اس شہر میں بتخانے برسوں کے
گلے سے آؤ لگ جاؤ وہ اگلے قصے جانے دو | گلے شکوے باہر کیوں لگے تم لانے برسوں کے
اگر ہیں ہیں سینہ کوبی ہم تمہی الفت میں مدت سے | درد دل پر یہ ہمارے ہیں تو بتخانے برسوں کے
لگی کرتے ہیں کیوں اے چشم تر آنسو بہا ہم ہیں | ابھی تو تجھ سے داغ سینہ میں ڈھلوانے برسوں کے

مرا کاتب لگا گھبرانے دو باتوں کے لکھنے میں
ابھی دفتر پڑے ہیں اے ظفر لکھوانے برسوں کے

سوزش دل نے ہر بن مو سے | ایک پیدا صدائے نے سی کی
تیری موج تبسم لب نے | کی نمایش تو موج مے سی کی
کیا کہین کیا بشر کے قالب مین | ہے نے معلوم ایک شے سی کی
کی برائی تو جھ سے آنکھون نے | دل نے کیا اس سے ایسی تیسی کی

دیکھو ہوگا وہ برہم اور ظفر
بات گر تم نے ایسی ویسی کی

اللہ رے سختی بت کافر کے جگر کی | کچھ بھی نہ حقیقت رہی پتھر کے جگر کی
پھڑکے ہو پڑا لاٹ بسمل کی طرح دیکھ | حالت ہے عجب عاشق مضطر کے جگر کی
تیرا رخ روشن ہوا گر روشنی افزا | اڑ جائے سیاہی مہ انور کے جگر کی
تیغ نگہ یار پڑی فکر مین دل کے | فارغ ہوئی تدبیر جو وہ کر کے جگر کی
مفلس کا جگر کیا کہ نہین آہ جگر پر | قوت کو وہ کیا پہونچے تونگر کے جگر کی
شیشے پہ نہ اترا یہی ہو نازان دل فولاد | پر کھائے قسم مرد لاور کے جگر کی

ٹپکا نہ ظفر خون نہین آنکھون سے غم یار
طاقت یہ بجوڑے ہے وہ دھڑ دھڑکے جگر کی

ہم اس کے دینہ پر اس چشم پرنم پیا ہو دھڑکے | کبھی لیتے صراحی کے ہین بوسے گاہ ساغر کے
لگا کر دل کو ہم اس سنگدل سے کیون نہ پچھتائین | کہ رکھتا ہی بھلا کوئی ہی شیشہ پاس پتھر کے

جو گیا سوی عدم آیا قیامت ہی کو پھر | واقعی تیری راہ ہی گویا قیامت دور کی
شکوہ تھا جبتک کہ تھا پاس محبت کچھ نہین | جب پاس انکو رہا ہمنے شکایت دور کی

گو کہ ہے دنیا مین وہ لیکن ہے دنیا سے الگ
جب سے دنیا کی ظفر دل سے محبت دور کی

ہمکو جہان سے گزرنیکو رخصت آئی جو پاس غم ملے | رو دی تھی اک کے اُسے دم ہا گلے سی ہم ملے
آخر تو ہی رنج جدائی اُسکو غنیمت جانو تم | گذری عیش و عشرت سے جو یار و کوئی دم ملے
دیکھی کیونکہ چھوٹیگا دل یار کی زلف مسلسل سے | باندھتی اُسکی شکنین لو دو نون اُسکے پیچ و خم ملے
دیکھ کرامت اُسکو انکو تو اپنی دست مژگان سے | ہوتی ہین ایسے آب گہر خاک مین جس تم ملے
آہ و فغان کے ساتھ جو میری جاتی ہی نکلی جان حزین | کیا جانے کیا دیتی ہین یا رب دونون اُسکو دم ملے
برسون پھر آیا ہجر مین تو نے ہمکو فلک ہم سے | بیٹھے اگر اک لحظہ کبھی اس یار لقا سی ہم ملے

اب جو کیا ہی تمنے ارادہ اُس سے ظفر پھر ملنے کا
آگے کیا ہو سوائے جان کچھ آپ ہوئے تھے کم ملے

دیکھے تری تو سن پرائے رشک چمن گل منہ دیکھے | ہوتی ہین شرمندہ چمن مین تجھ سے سب گل منہ دیکھے
روز لگی ہے یار تو نہین منہ ہی آتا جو یان منظور نہین | ہم تماشا جانتے ہین ایسے سست تغافل منہ دیکھے
جسکو کیا ہی تو ذکشتہ اے دست حنائی سے | گور پہ اُسکے پھول تو جا ہے سوسن و سنبل منہ دیکھے
شادی طفل اشک کی ہو منظور تجھکو کیا دیدہ تر | خون جگر سے گرتی ہین مژگان جو تجمل منہ دیکھے

ہو جو تصور آنکھوں میں اُس ماہ جبین کے جھومر کا
کیونکہ کہو گر جاے نہ اپنے عقد ثریا آنکھوں سے

خانہ چشم میں وقت گرمی اگر وہ یار آئے ظفر
کیونکہ جھلوں مژگان کا نہ اپنی اُسکو پنکھا آنکھوں سے

مرا ڈرتا ہی جی مژگان چشم پر تغافل سے
کیا دلکو گرفتار اُسنے جب جرم محبت پر
مری آہ و فغان سے بہمزہ ہو تو نہ ای گلرو
خیال زلف میں دل کسکی جلکا آہ کرتا ہی
چمن میں نغمۂ بلبل کو سنکر وہ لگے کہنے
خبر اُڑتی سی کچھ سنکر صبا سے اُسکے آنے کی

الٰہی تو بچائے رکھیو اُس موذی کی چنگل سے
تو شکین زلف سے باندھیں لگا دی کوڑی کا کل سے
نمک پڑتا ہی اک حُسن گل میں شور بلبل سے
کہ موج و پیچان کم نہیں ہے شاخ سنبل سے
لگے آگ اس چمن کو میں گھبرا تا ہی جی غل سے
رہیں سرگوشیان غنچہ کی کیا کیا باغ میں گل سے

ظفر تھوڑے سے ہمنے شعر جھٹ پٹ اسلیے لکھے
نہ تھی ایسی غزل یہ جسکو لکھتے ہم تامل سے

دکھاتے ہیں کسیکو زور اپنا گر جہالت سے
ملے خسرو کو شیرین کوہکن ناکام مر جاوے
اُسی ہی اختیار ای دل جدھر چاہے وہ لیجائے
زبانکو کچھ نہیں ہے کام اظہار محبت میں

اُٹھے ڈوب سر شرب جاتے ہیں عرق میں ہم خجالت سے
بعید از عشق ہی تا بات انصاف و عدالت سے
نہیں ہے کام کچھ ہمکو ہدایت اور ضلالت سے
کہ دل آگاہ کر دیتا ہی دلکو اپنی حالت سے

## قطعہ

عشق مین ایسی ہوئی ہے مجھکو بیچینی نصیب
ظاہر ہون گرچہ مین سبکی نظر مین چین سے

اور دل بیچین دس حصہ سوا ہو ہر گھڑی
اک گھڑی گذری مجھے گردش مین چین سے

گرمی و سردی مین ہین یہ چین کے دونون مکان
تم رہو آکر دل و چشم ظفر مین چین سے

جائین نکل ہم دشت جنون کو چھوٹین گھر کے قضیے سے
تاک مین دم اے ہوش و خرد ہے آٹھ پہر کے قضیے سے

زلف ہے اسکی شام بلا یا رخ ہے اسکا صبح صفا
ایدل تجکو مطلب کیا اس شام و سحر کے قضیے سے

الفت مال و زر نہین جنکو انکو غرض کیا قضیون سے
سارے قضیے دنیا کے ہین مال و زر کے قضیے سے

جو قضیے دلال ہین وہ سب جمع ہین انکی محفل مین
بیٹھے رہتے ہین ان سے الگ ہم یار و ڈر کے قضیے سے

کرتا ہے جو بازار وفا مین سودا جنس محبت کا
کام نہین سوداگر کو اس سود و ضرر کے قضیے سے

ایدل ہو مشغول بحق تو ہو کر فارغ دنیا سے
جو ہین ادھر انکو نہین ہے کام ادھر کے قضیے سے

[illegible]

جفاکش اور ستم پرور نہ ہم جیسے نہ تم جیسے
بلاکش اور غارتگر نہ ہم جیسے نہ تم جیسے

نہ ہے عشق کے چرچے نہ پڑتیں حسن کی دھومیں
جہاں میں تھے ہویدا گر نہ ہم جیسے نہ تم جیسے

گہا یہ چشم تر میں یا یہ رہا ہی دل نے اشکوں سے
نہ ہونگے لعل اور گوہر نہ ہم جیسے نہ تم جیسے

جہاں میں حضرت دل یوں تو دیکھو سیکڑوں بسمل
دل بیتاب اور مضطر نہ ہم جیسے نہ تم جیسے

شرارہ سی کہتے تھو شعلے شکوہ نالوں کے
کہ چمکے چرخ پر اختر نہ ہم جیسے نہ تم جیسے

جہاں میں عاشق و معشوق یونہی تو اور بھی ہونگے
مگر ہوویںگے ای دلبر نہ ہم جیسے نہ تم جیسے

جلا دی عشق کی آتش نے ایسا تو دل جلے
ہوی یہ جلکے خاکستر نہ ہم جیسے نہ تم جیسے

نگاہ و چشم سی کہتی ہیں اسکے عشوہ و غمزہ
کہ ہیں دنیا میں جادوگر نہ ہم جیسے نہ تم جیسے

بری ہیں یا بھلے ہم تم ظفر لیکن غنیمت ہیں
کہ یاں آوینگے پھر پھر کر نہ ہم جیسے نہ تم جیسے

نکالوں بات کوئی سوچکر انوکھی سی
سناؤں انکو حکایت مگر انوکھی سی

ادھر بھی دینکا انداز اک نرالا ہے
ہنسی کی طرز اگر ہو ادھر انوکھی سی

انوکھی طرح سے آتا ہے میرا قاصد آج
کوئی وہ لایا ہو شاید خبر انوکھی سی

نہیں ہیں ناز ہی پر فقط عجب زیب
ہر اک ادا بھی ہے ای عشوہ گر انوکھی سی

کہاں تو عالم شام و شفق کہ سرخی پاں
تری ہے لعل مسی زیب پر انوکھی سی

ہمیشہ آگے بھی آتے تھے خط پر ابکی بار
عبارت اس نے لکھی نامہ پر انوکھی سی

[illegible]

دیگر

[illegible]

قطعہ

[illegible]

ظفر لگے نہ لگے ہاتھ کچھ نصیبون سے
پر اُنکی چھاتی پہ ہاتھ اپنا دمبدم دوڑے

حضرت دل وصل جاناں کی شتابی مین پڑے
محتسب ہے سدراہ میکدہ کیونکر نہ مست
جا ہیں آج کی گھڑی ہم چپکے چپکے سب سین
کون وہ مینوش ہے جسکی اُزک کیواسطے
ہوتے ہین سب خدا سے عالی مین حاضر بازباز
خم ہے کس کام کی ساقی کہ خم ہی سربمہر

ہو کے ہم بیتاب سیاب تھ اُنکے خرابی مین پڑے
لو مین انگار دنیہ دکان بی مین پڑے
غیر سے باتین کرو تم بے حجابی مین پڑے
نقل انجم پہ فلک کے ہین رکابی مین پڑے
ہم ہین دروازہ پہ فکر باریابی مین پڑے
منھ پر آئے اپنے اگر جام گلابی مین پڑے

بھگیا چشمون سے دریا اے ظفر مانند سیل
وہ نظر اس رنگ سے پوشاک آبی مین پڑے

کرتے ہین تم پہ ہم تدبیر دیکھین کیا کرے
خط تو اسکو بھیجتے ہین ہم مگر یہ سوچ ہے
سینہ دل تو مشبک کر چکے تیر نگاہ بہتر
یان تو قاصد نے بہت باتین بنائین ہمنشین
سیکڑون کو قتل کرتا ہے وہ ظالم بیقصور
ای پری جو سنکے شہرت ہی ترا دیوانہ ہو

اور پھر تدبیر سے تقدیر دیکھین کیا کرے
وہ جواب اسکا ہمین تحریر دیکھین کیا کرے
کھینچی اس ابرو نے بھی شمشیر دیکھین کیا کرے
جا کے اُسکے روبرو تقریر دیکھین کیا کرے
ہمسے تو سرزد ہوئی تقصیر دیکھین کیا کرے
دیکھلے جب وہ تری تصویر دیکھین کیا کرے

[illegible]

ہماری ساتھ رہا گریہ ہم جدھر کو پھرے
ابھی تمام خدائی اُدھر کو پھر جاوے

نہ ہووے کشورِ دل کسطرح اُدھر تاراج
بسان ابرِ بھر چشمِ نم جدھر کو پھرے

تونکی آنکھ خدا کی قسم جدھر کو پھرے
یہ عشق ساتھ لیے فوجِ غم جدھر کو پھرے

اُدھر ہی قبلہ ہو اپنا کہ دلکا رخ اپنے
مثالِ قبلہ نما اے صنم جدھر کو پھرے

بچھے جو بازو وہ کیوں نہ اپنی آنکھونکو
اُدھر بچھائے زیرِ قدم جدھر کو پھرے

چھری گلے پہ اُدھر سیکڑونکے پھر جاوے
ذرا تری نظر اے پرستم جدھر کو پھرے

کوئی زمین ہو اُدھر پھرنے دیجیے اسکو
ظفر عنانِ کمیتِ قلم جدھر کو پھرے

دوست تو بد خو نہو دشمن جو بد خوئی کرے
تونکوئی کر اگر تجھ سے بدی کوئی کرے

ہے جو گویائی کی خاطر منھ میں انسانکے زباں
پر زبان کس کام کی وہ جو کہ بدگوئی کرے

ہووے تو سرگرم آرائش قناعت سے اگر
جو دو شالہ کام کرتا ہے وہی لوئی کرے

تونگر اس زلف کے بل اے دلِ شامت زدہ
لاکھ کج خلقی کرے وہ لاکھ کجروئی کرے

کہکشاں سے کیا عجب تیر ڈوبے کیلیے
اک ستارہ زینت آسمان کوئی کرے

بیچ ڈالے آپ کو شوقِ خریداری میں مشک
بو ہے زلفِ یار گر دوکان خوشبوئی کرے

حق تو یوں ہے بندۂ حق ہے وہی جو لے ظفر
بندگی لائے بجا حق کی رضا جوئی کرے

[illegible]

دیگر

مبارک چراغ چمن گل کرے
تو نظارہ کیا گل کا بلبل کرے

مطلع ثانی

کیون زلف کو اُس کافر بدکیش کی چھیڑا
بیشک ہوئی ہمسے خطا مارے کہ چھوڑے

کب چھوٹتے ہین ہاتھ سے ہم دامن قاتل
وہ کھینچکے شمشیر جفا مارے کہ چھوڑے

گل تمسے ہو وکش تو رخ گل پہ طمانچہ
گلشن مین کہو باد صبا مارے کہ چھوڑے

ہو مین بس مین ہین صیاد کے وہ دیکھیے مجکو
پھر کالکتہ دام بلا مارے کہ چھوڑے

بوسہ لیے ہی چھوڑونگا ترا بوسہ بلاسے
گو ہی مجھے گیسوے دوتا مارے کہ چھوڑے

اُس کوچے مین چھپ چھپکے جو تم رات کو جاؤ
پھر کوئی ظفر تمکو بلا مارے کہ چھوڑے

خیال شام تک آیا سحر سے دوباری
کہ نکلے شب کو وہ کیون اپنے گھر سے دوباری

ہم اک نظر مین ہو دینگے تاڑ لیتے ہین
چہ جای گذرے جو کوئی نظر سے دوباری

خط اُس سے لیکے مرا اور خط کو پھر پڑھکے
خفا ہو کہ وہ مرے نامہ بر سے دوباری

وہ روز نکلے ہی یون گھر سے باعث عید ہمین
نکلتے شاہ ہین سب کروفر سے دوباری

دل ایکبار مرا خون ہوا جگر اکبار
بہا لہو جو مری چشم تر سے دوباری

ہمین نہ شوق ہوا ہو تو کیون روانہ ہو
خط ایکبار اُدھر اُسے ادھر سے دوباری

خفا ہو غیر سے دو چار دن مین تم اک بار
اور اک گھڑی مین ہو برہم ظفر سے دوباری

حضرت دل جبکہ قابو شرابی مین پڑے
ہم بھی ہو کر اک خراباتی خرابی مین پڑے

| | |
|---|---|
| وہ ہے مار سیہ جو اُسکو چھیڑے | اُسے زلف دوتا مارے کہ چھوڑے |
| بلا مین زلف کی کیون جا پھنسا دل | مری جانے بلا مارے کہ چھوڑے |
| مجھے غمزہ ترا ای چشم قاتل | تری مرضی ہے کیا مارے کہ چھوڑے |
| اُسے مین نے نچھوڑا اُسنے مجھکو | بت تیر جفا مارے کہ چھوڑے |
| گرفتاری مین ہون مدت سے مجھکو | کہین وہ بیوفا مارے کہ چھوڑے |

ظفر چھوڑونگا مین دامن نہ اُس کا
مجھے قاتل ملا مارے کہ چھوڑے

| | |
|---|---|
| مشہور ہے پر دوست ہین جو سب مین ہمارے | کرتے ہین عداوت وہی مطلب مین ہمارے |
| جاگیر مین وحشت نے دیا ہمکو جو صحرا | جانا کہ ترقی ہوئی منصب مین ہمارے |
| گر ہو بھی گئی رات کوئی وصل کی تو کیا | ارمان نکلتے ہین کب اک شب مین ہمارے |
| شیرین ہین اب اور بھی ہین پر کہان ہے | جو بات ہے اُس شوخ شکر لب مین ہمارے |
| کیون خال رخ یار پہ مائل ہو تو تا نا | ای دل جو محبت نہو کوکب مین ہمارے |
| عکس رخ ساقی ہے کہ خورشید درخشان | ہے جلوہ نما جام لبالب مین ہمارے |

دم اُسکی محبت کا بھرے جائینگے ہر دم
جب تک کہ ظفر جان ہے قالب مین ہمارے

| | |
|---|---|
| عقل سے اپنی کوئی تدبیر جو چاہو کرے | پر ہوے تقدیر کیا تقدیر جو چاہے کرے |

نہین گرچہ جگر پر زخم بھی لیکن تیغ ابرو نے
نلی کو فصد یہ دیوانے نے تیر و پر رگ جان تک
اگر چہ دم بھی لینا ضعف سے دشوار تھا لیکن

مدد گریہ کی تو نے چشم تر ہو سکا تو یون بھی دی
ترے مژگان نے نوک نیشتر ہو سکا تو یون بھی دی
فلک تک بھیج فریاد جگر ہو سکا تو یون بھی دی

کبھی آیا بھی تو وہ ساتھ اپنے غیر کو لایا
مجھے اُسنے اذیت اے ظفر ہو سکا تو یون بھی دی

چاہ ذقن مین تیرے کوئی دل ڈبو ندے
ظالم بت ولا نہ سے تو کہہ رہے یہ
دریائے علم عشق ہے جو ہووے آشنا
دل کو الگ نکال لے تو سینہ چیر کر
غوطے جو دے رہا ہے مجھے بحر غم مین عشق
ہندو کبھی نہانے ستارے کا ڈوبنا

قسمت تیری اُسکو جو رشتہ ال ڈبو ندے
عالم کو گریہ سے ترا نامل ڈبو ندے
کیونکر خرد کا دفتر باطل ڈبو ندے
ہاتھ اپنا میرے خون مین قاتل ڈبو ندے
گردن میری باندھ کے کیون سل ڈبو ندے
جب تک پسینا جبین پہ تیرے تل ڈبو ندے

ڈرتا ہون موج بحر محبت سے اے ظفر
ہاتھ آتے آتے دامن ساحل ڈبو ندے

کیا نگاہ مست مین ساقی کی مستی ہے بھری
ہم تو بین دیکھتے ہین جلوہ حق ز ابدا
سیکڑون دل اک نگہ لیے ہین مول

بسکہ دل مین آرزوے مے پرستی ہے بھری
بت پرستی مین ہماری حق پرستی ہے بھری
ہو نہو کچھ نفع لیکن جنس سستی ہے بھری

کم ہوئی جب آتش دل کی بھڑک اس چشم نے
جنبش مژگاں سے دو پنکھے برابر جھل دیے

توڑ کر زنجیر ہمکو جوشش وحشت لیے کہاں
جا ور ہنے کو تمھارے ہم نے اب جنگل دیے

شعلہ ساں وہ ہیں ہیں اسی ہمکو بھی یا بتیاں
جسنے مثل برق ہیں اس شوخ کو چھلبل دیے

اب وہ مانگے گا تو کیا دو گے انہیں تم اے ظفر
دین و ایمان جان و دل تو آپ نے اول دیے

چٹک کے غنچہ جو تیرے جواب منہ پہ دے
طمانچہ اسکے صبا اک شتاب منہ پہ دے

برا بھلا نہ کہے بیٹھ پیچھے ہم خوش ہیں
وہ گالیاں ہمیں گر بے حساب منہ پہ دے

چمن میں بل نکرے شاخ سنبل پیچاں
وہ اپنی زلف کو گر پیچ و تاب منہ پہ دے

یہ زندگی ہے تری خواب کیا عجب غافل
سفید ریش جو تعبیر خواب منہ پہ دے

کھلے نہ راز محبت جو مہر خاموشی
لگا یہ عاشق پہ اضطراب منہ پہ دے

لگا دے گر نہ مرے منہ سے جام مے ساقی
بلا سے تھوڑی سی ٹپکا شراب منہ پہ دے

ظفر ہو دامن شب پردۂ رخ خورشید
جو کھول اپنی وہ مشکیں نقاب منہ پہ دے

تو نے بعد از صلح ہمسے پھر لڑائی ڈالدی
جلکے شاید کچھ کسی نے جلتوائی ڈالدی

وہ صنم سیدھا ہو کیا ہمسے جدا نے مثل زلف
ہے طبیعت ہی میں اسکی کج ادائی ڈالدی

جلتے ہیں اعضا مرے سارے برنگ خار و خس
تو نے کیا چنگاری اے سوز جدائی ڈالدی

تماشا اور ہی کچھ ہمنے دیکھا ساغر دل مین
ظفر کیا دخل کیفیت کو اُسکی جام جم پہونچے

مکدر ہو جیو کیون اور صفائی سوچکر کیجے — اگر پہلے ہی اُن سے آشنائی سوچکر کیجے
سنو قدرت خدا کی حسینون کی بت نہین ایسا — صنم خانہ مین سیر خدائی سوچکر کیجے
کیے سیدھے ہزارون ٹیڑھے بانکے چرخ کجرو نے — اگر کیجے بہانہ کچھ ادائی سوچکر کیجے
کہان پرواز کی طاقت نہین ہین بال و پر باقی — قفس مین کیا تمنا رہائی سوچکر کیجے
گرہ زلفونکی اپنی کھولتے ہین آشنا پہ سے — مرے دلکی بھی کچھ عقدہ کشائی سوچکر کیجے
لگایا انکو جو ہاتھ تو جھنجلا کے یون بولے — کہ ہاتھ اورونکے بھی ہین ہاتھاپائی سوچکر کیجے

نہین ہے بے تامل خوب کوئی کام دنیا مین
ظفر کیجے بھلائی یا برائی سوچکر کیجے

دلبر بلا ہے زلف گرہگیر ڈال دی — تو نے مصیبت اے مری تقدیر ڈالدی
جب پڑ رہا ہوئے تو پایا نے نگاہ مین — موج سرشک چشم نے زنجیر ڈالدی
اپنی بھوین بنا کے دکھائین جو یار نے — شمشیر گر نے ہاتھ سی شمشیر ڈالدی
لکھا جو ہمنے اپنی سر افگندگی کا حال — گردن قلم نے بھی دم تحریر ڈالدی
جب ہم سمجھ گئے کہ ہے تقدیر کیمیا — دریا مین ہمنے جتنی تھی اکسیر ڈالدی
جون مہر و مہ ہمیشہ ہے دوبار گرد ورنہ — تو نے جدائی اے فلک پیر ڈالدی

| | |
|---|---|
| لگے بجنے جہانمین اپنی رسوائی کے نقارے | محبت مین تری نسبت اے بیداد گر ہو چکی |
| ہماری خاک اُس کوچہ مین تو نذر صبا دی | تجھے تکلیف تھی کیا اُس سے اے باد سحر ہو چکی |
| کبھی تو پہنچا نہ جاتا آنسوؤن سے میرے دامن تک | ادھر جانب سے خون دل کی پڑی اے چشم تر ہو چکی |
| ہوئی اُس مہروش کو حال سے میرے آگاہی | اگرچہ آسمان تک میری فریاد جگر ہو چکی |

غم دوری ہی پاس اپنے نشانی اُنکی کافی ہے
نہ چھلا نے انگوٹھی چاہیے ذات ظفر ہو چکی

| | |
|---|---|
| ہر کام کے آخر پہ نظر پہلے ہی ہو چکی | عقل اپنی جدھر ہو چکی اُدھر پہلے ہی ہو چکی |
| کیا کوئی فرشتہ تھا مرا ایک تصور | قاصد بھی نہ پہونچا کہ خبر پہلے ہی ہو چکی |
| کیون خاک اُڑائی ہے کہ اُس خاک بسر کی | دہان خاک تو اے باد سحر پہلے ہی ہو چکی |
| اول ہی سے اُسکے لب شیرین تھا غافل | مکھی سر تنگ شکر پہلے ہی ہو چکی |
| آیا نہ وہ مے کش ابھی گلشن مین کہ نرگس | لے ہاتھ مین ایک کاسہ تر پہلے ہی ہو چکی |
| پہونچا ہے ہوا بے دیدہ تر اشک سے پانی | ہے آتش دل تا بجگر پہلے ہی ہو چکی |

پہونچے سر منزل جو کئی راہ روِ عشق
تقدیر مجھے لے کے ظفر پہلے ہی ہو چکی

| | |
|---|---|
| خیال اور ہم اک عمر ہر کہیں پہنچے | جہان سے آئے تھے آخر کو پھر وہیں پہنچے |

مطلع ثانی

چڑھ جائیں نظر اپنی گر اسکے در دندان | اسکو بھی طرح گوہر آنکھوں سے گرا دیجے
حیف جان کے ساتھ اپنی جا یہ رفیق اپنا | کیونکر غم جانان کو پھر دل سے بھلا دیجے
نرگس کو بہت ہے یہ دعوی ہم چشمی | یکبار اسے آنکھیں گلشن میں دکھا دیجے
صورت کیے دکھا نہیں اٹھتا ہے اگر پردہ | تو پردہ ہی میں اپنی آواز سنا دیجے
بھڑکائیے غیروں کے تم آگ نہ وہ ہمپر | گر ہمکو جلاتا ہے تو یوں نہیں جلا دیجے
زخموں پہ مرے دل کے کیجے نمک افشانی | الفت کا مزا اسکو ہاں کچھ تو چکھا دیجے

تو بھی نہ ہلے ہرگز وہ غیر کے پہلو سے
نالوں سے ظفر اپنے گر عرش ہلا دیجے

کب تصور سے تری تصویریں دیکھے کھچے | پر محبت میں ہے یہ تاثیریں دیکھے کھچے
کھچتے ہیں اس سے کہ جسکی دیکھتے ہیں کچھ خطا | مجھ سے کیا جائے وہ کیوں تقصیریں دیکھے کھچے
صورت اپنی وہ جو دکھلاوے تو پھر کیا حال ہو | جیسے یارو نہیں ہم شمشیریں دیکھے کھچے
قصر جنت جنکو کہتے ہیں وہ ہیں اے حور وش | تیرے گھر کے نقشہ کی تحریریں دیکھے کھچے
دیکھکر اسکو نہ ہو دے جان کے دینے میں دیر | کچھ کچھے عرصہ تو الٰہی تقدیریں دیکھے کھچے
مثل سیر اسکا انداز ونہ دیکھا بھی نہیں | ہیں کمانو نہیں ہزاروں تیریں دیکھے کھچے

دیکھکر ذلت جو کھینچا ہاتھ دنیا سے تو کیا
اے ظفر کچھ ایسی ہو تدبیریں دیکھے کھچے

[illegible]

| | |
|---|---|
| مانگ کیا بیٹھا ستم گر ہی گلے لگ جائے | رات باقی ہی ابھی پر آدھی رہ گئی |
| آکے آدھی دور میرے گھر سے کیون وہ پھر گئے | کیا کشش میں دل لگی آتا تیر آدھی رہ گئی |
| نامہ بر جلدی مین میرے وہ جو تھی مطلب کی بات | خط مین آدھی ہو سکی تحریر آدھی رہ گئی |
| پاس میرے وہ جو آئے تھے تو بعد از نصف شب | نکلی آدھی حسرت ای تقدیر آدھی رہ گئی |

دل نے کی ساری خرابی لے گیا مجکو ظفر
وان کے جانے مین مری توقیر آدھی رہگئی

| | |
|---|---|
| کیا خرد بد خواہ کیا تدبیر دشمن بنگئی | میرے حق مین تو مری تقدیر دشمن بنگئی |
| پر زہی پر جو لئے کیون اُسکے جو لیجاتا یہ خط | میرے قاصد کی مری تحریر دشمن بنگئی |
| زلف مشکین باندھتی ہو لگی تسکین کیلیے | کیا خطا کیا جرم ہے تقصیر دشمن بنگئی |
| مین اگرچہ جانتا تجھ سے نکرنا دوستی | خلق میری ای بت بے پیر دشمن بنگئی |
| جانتا ہو نہین ہے گی یہ مقرر میرا خون | میری ای قاتل تری شمشیر دشمن بنگئی |
| گر نہ کہتا حال اپنا کیون وہ ہوتا خشمناک | میری ای یار و مری تقدیر دشمن بنگئی |

ای ظفر اس وقت مین عزت ہی ذلت کا سبب
صاحب توقیر کی توقیر دشمن بن گئی

| | |
|---|---|
| کبھی منہ سے نہ انکا نام یارو نہین نکالینگے | ہم اُن سے کام اپنے سب اشارو نہین نکالینگے |
| نہین کھلتا دل اپنا صوفیو نہین یکدن اسلئے جا لگے | دہن ہم دل کی اپنے بادہ خوارو نہین نکالینگے |

[illegible]

[illegible] کھلجائیگی

قفل ہے یہ بحر و بر کا [illegible] کھلجائیگی

[illegible] ہو جائیگا [illegible] کھلجائیگی

اگر تیری [illegible] کھلجائیگی

جو کہ دونون مین [illegible] کھلجائیگی

| | |
|---|---|
| کیفیت اپنی چشم سیہ مست کی نہ پوچھ | صوفی تمام دیکھکے میخوار بن گئے |
| مین نے دیا تھا دل اُنھین دلدار جانکر | وہ لیکے میرے دل کو دل آزار بن گئے |
| اُس گل بغیر رات کو آئی نہ مجھکو نیند | بستر کے تار حق مین مرے خار بن گئے |
| کیسی یہ گی دیکھیے کیونکر چھپے گا راز | غماز میرے دیدۂ خونبار بن گئے |
| بنا بگڑنا ساتھ بنا ہے زمانہ مین | دو چار گر بگڑ گئے دو چار بن گئے |
| یہ کیا بلا ہوئی کہ ابھی پیش چشم یار | ہم تندرست آئے تھے بیمار بن گئے |
| بھیجا تھا مین نے اپنی طرف سے جنھین وہان | جاتے ہی سب وہ اُسکے طرفدار بن گئے |

ہشیار رہنا چاہیے یارون سے اے ظفر
ہین یار اس زمانہ کے عیار بن گئے

| | |
|---|---|
| چشم غفلت اگر ذرا تیری اگر کھلجائیگی | جو حقیقت ہے وہ سب اے بیخبر کھلجائیگی |

مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| زخم سینہ کی مری پٹی اگر کھلجائیگی | بند ہے وہ جو رہ خون جگر کھلجائیگی |
| تو سمجھ دلکی گرہ ہے یہ غنچہ کی گرہ | تجھ سے یہ کسطرح ای باد سحر کھلجائیگی |
| چشم مہر و ماہ مین ہو جائیگا عالم سیاہ | زلف مشکین جب سر رخسار پر کھلجائیگی |
| گر یہی زنار ہا تیرا تو آخر دلکی بات | میرے چشم تر سے سب اے چشم تر کھلجائیگی |
| نامہ اسکو لکھا خط جو سینے جاتا تھا | خط کو کھلنے سے خبر ان پیشتر کھلجائیگی |

[illegible]

بارا قاتل نے ہمیں کو سب سے پہلے اے ظفر
اسکے سر بازو نہیں بارے اپنی عزت رہ گئی

دھیان جسکے تری لٹ کا چڑھ جائیگی
لہر کالے کی ہر اک کو اک بلا چڑھ جائیگی

ہم سولی پہ نہ چڑھتے نہ سمجھ کر جلنے
تیوری جو ان ہی تیری آ کا فرادا چڑھ جائیگی

تو چلے گی دشت وحشت میں ہمارا ہو تو کیا
دو قدم میں پاس تیری اے صبا چڑھ جائیگی

رات کیسے آئی یہ تیر کیا کروں تکرار میں
ضد تجھے تو اور بھی اے مہ لقا چڑھ جائیگی

چھوڑنے کے نہیں ہم درخت کو دیکھنا
جب وہ قابو پر ہمارے ساقیا چڑھ جائیگی

زخم دلبر حسرتے پٹی زہر کی اے چارہ گر
چڑھ چکی ہر بار ہا اور بار ہا چڑھ جائیگی

ڈھیر تک اپنے جو آئے گا ظفر وہ شہسوار
باد کے گھوڑے پہ خاک اپنی سوا چڑھ جائیگی

ابرو کی تیرے بات ذرا چلکے تھم گئی
تلوار آج ہوش ربا چلکے تھم گئی

بحر جہاں میں کچھ نہ چلی کشتی حباب
تھوڑی سی دیر تو دلا چلکے تھم گئی

قاتل چلی تھی حلق پہ تیر ذرا چھری
تو نے جو ہاتھ تھام لیا چلکے تھم گئی

تو کیا چلیگی خاک کہ آندھی بھی تیرے گھر
دشت جنوں میں اے صبا چلکے تھم گئی

ہے کچھ سبب کہ اب تلک آئی نہیں اجل
یا تو ابھی چلی نہیں یا چلکے تھم گئی

تن سے نکل چلی تھی مری جان ناتوان
پر لے عصا آہ رسا چلکے تھم گئی

جو ست سرکشی کے پیکر شراب ہونگے
مستی مین آپ ہی وہ اپنے خراب ہونگے

**مطلع ثانی**

گرہم فغان جو ہم با چشم پر آب ہونگے
ہو وینگے دشت دریا دریا سراب ہونگے

گرمی ہے اس تمہارے رخسار آتشین کے
گلشن مین گل ہزارون گلگر گلاب ہونگے

غفلت ہے آنکھ تیری جس دم کھلیگی غافل
جتنے ہین یہ تماشے دنیا کے خواب ہونگے

تب یہ سانس ٹھنڈی ہم سامنے نہ اونگے
گر جانتے وہ ہمپر گرم عتاب ہونگے

ہے سوز عشق سے وہ دل پر ہمارے گرمی
دیکھین گے گر خنک دل جلکر کباب ہونگے

چپ سے ظفر تمہارے سبکی زبان ہے چلتی
جب تم جواب دوگے سب بے جواب ہونگے

اس نگاہ مست سے کچھ ایسی مستی لگ گئی
چھٹ گئی پرہیزگاری مے پرستی لگ گئی

گر پڑے فوارہ سرکش نکو نکر کے سر بل
ہے بلندی کے عوض ساتھ پستی لگ گئی

آگیا اس ابروپیوستہ کا جس دم خیال
دلپہ میرے یک بیک تیغ دودستی لگ گئی

اک نگہ پر لے لیا ہی مول تو نے میرا دل
دیکھ میرے ہاتھ یہ کیا جنس سستی لگ گئی

کھولدی اسنے عرق افشان جو وہ زلف دراز
کیا زمین سے جھوم کر بدلی برستی لگ گئی

بھاگا مجنون دشت کو طعنہ زنی سے خلق کے
کیا کہو وہ پیچھے اسکے ساری بستی لگ گئی

اسنے ہنس ہنسکر گذاری عمر غفلت مین ظفر
مثل گل جسکو ہوائے باغ ہستی لگ گئی

بنگیا اتنا تصور گر مصور دیکھنا
یار کی تصویر اک پیش نظر بنجائیگی

دیکھو مانو دختر رز کو لگاؤ تم نہ منھ
یہ پڑے گی جب گلے مشکل ظفر بنجائیگی

تنہا کبھی جو اُنسے ملاقات ہوئیگی
باتیں بھی ہوئنگی اور بھی کچھ بات ہوئیگی

مہماں بلا کے غم کو کیا وای گھر تباہ
ایسی بھی کم کسی کی مدارات ہوئیگی

آئیگا خاک ہوکے بھی دامن اُس کا ہاتھ
قسمت تو اپنی ساتھ ہی ہیہات ہوئیگی

برسینگے اشک یہ نہیں جو آنکھوں سے متصل
بارہ مہینہ ملک میں برسات ہوئیگی

خط غیر کا چھپایا جو اُس نے تو کھل گیا
کچھ خط کے ساتھ اور بھی سمات ہوئیگی

ہونگے جدا نہیں تو طرحدار اور بھی
لیکن یہ چھب کہاں یہ کہاں گات ہوئیگی

ہونی نصیب سے ہے میسر شب وصال
جب تک نہ دن پھرینگے نہ وہ رات ہوئیگی

نکلینگے خانقاہ سے جسوقت پھر زاہدی
ہم ہونگے رند ہونگے خرابات ہوئیگی

چھپ چھپ کے رات کا نہیں جانا یہ بے سبب
تو نے ظفر لگائی کہیں گھات ہوئیگی

صلح کی ٹھہری ہے اب تو لڑائی ہوچکی
ہوچکی صاحب محبت آزمائی ہوچکی

سیر گریہ نے نہ دھویا یار کے دل کا غبار
ہے زیادہ تر کدورت بس صفائی ہوچکی

جسطرح اے دل پھنسا تو جاکے زلف یار میں
تجکو اس دام بلا سے اب رہائی ہوچکی

[illegible]

تھی جو اس گلشن ہستی مین ہمیشہ [illegible] اور لگی
کچھ ہوا ای ابر ای باد صبا اور لگی
ایک تو دل کو لگی زلف کی کافر وہ بلا [illegible] اور لگی
اُسپر چشم سخن کی [illegible]
ای ستمگر [illegible] کا لگا کام تمام
ابر کی اک ابھی ای تلوار لگی اور لگی
دست [illegible] کو نکالا [illegible]
[illegible] اور لگی
نہ تھی پیاس [illegible] جان کی [illegible] اور لگی
اس [illegible] کے پاؤن [illegible] اور لگی
دیوانہ [illegible] لگی دل [illegible] عشق مین اور
شام کو اور لگی [illegible] اور لگی
ہوئی [illegible] جب ای [illegible] آتش دل
بلا [illegible] ای دیدہ تر اور لگی
[illegible] اُسکے ظفر اور لگی

| | |
|---|---|
| دیکھنا دل کیا قیامت پہ قیامت لائیگا | لیکے محشر مین جو ہم ساتھ اس بلا کو جائینگے |
| قتل ہے عشاق کے کسواسطے ڈرتے ہو تم | آپ سے کیا مانگتے وہ خونبہا کو جائینگے |
| نسخۂ اکسیر جبکو خاکساری نے دیا | کیا غرض جو ڈھونڈھنے وہ کیمیا کو جائینگے |
| گل گریبان چاک کرڈالین گے جسدم الصبا | وہ چمن مین کھولکر بند قبا کو جائینگے |
| جائینگے گر ناصح شفق تیرے عاشق کے پاس | پوچھا سمجھا کے کیا اس مبتلا کو جائینگے |

ہم جو کعبہ جائینگے تو وہان سے ہوکر اے ظفر
پھر مدینہ کو بنعت کو کربلا کو جائینگے

| | |
|---|---|
| آئینہ ہے تو نہین تیری آنکھ گر لگجائیگی | دیکھنا پھر تجکو تیری ہی نظر لگجائیگی |
| آج بھی آئیگا تو یا پھر وہی کل کی طرح | یا تو نہین منہدی ترے ای فتنہ گر لگجائیگی |
| ہے بری اُس زلف کی سرکار اپنی جنس دل | گر لگا دیگا کوئی آشفتہ سر لگجائیگی |
| جینے دینے کا نہین یان اضطراب دل مجھے | دیر گر تجکو وہان آنا مہ بر لگجائیگی |
| تم جو پوچھوگے کسی سے کوچۂ دلدار مین | ہمنشینو کچھ نہ کچھ دلکی خبر لگجائیگی |
| کیون لگاتے دل کسی سے ہم اگر یہ جانتے | جان کے پیچھے بلا اک اسقدر لگجائیگی |

گر یہی ہے آہ آتشبار تو جا ے شفق
خیمۂ افلاک کو آگ اے ظفر لگ جائیگی

| | |
|---|---|
| گفتگو ہے وہان آٹھ پہر اور لگی | دل خبردار ہو یہ آج خبر اور لگی |

دیگر

[illegible] زلف [illegible] بن جائیگی
برق تو بیری [illegible] کہلا [illegible] بن جائیگی
روکنا رو دیکھا [illegible] بن جائیگی
دیکھ [illegible] دل [illegible] بن جائیگی
ضعیف ناتوان [illegible] بن جائیگی
[illegible] آہ [illegible] بن جائیگی
[illegible] بن جائیگی

[illegible] بن جائیگی
[illegible] دیکھو [illegible] جان [illegible] بن جائیگی
[illegible] بن جائیگی
[illegible] بن جائیگی
[illegible]

| | |
|---|---|
| گاہ خوشی ہین گاہ خفا ہین گاہ تکدر گاہ صفا | |
| | گاہ جدا ہین گاہ بہم یہ کسکے ہوے اور کسکے ہونگے |
| کرتے ہین ظاہر لطف و عنایت منہ کے ہین میٹھے نہایت | |
| | دلمین بھرا ہے انکے ستم یہ کسکے ہوے اور کسکے ہونگے |
| قول و قسم سب انکے غلط ہین اپنی غرض کے یار فقط ہین | |
| | جانتے ہین خوب انکو ہم یہ کسکے ہوے اور کسکے ہونگے |
| کتنے ہین انکے مریض ہجران مرگئے آہ بغیر از درمان | |
| | چارہ ساز عیسی دم یہ کسکے ہوے اور کسکے ہونگے |
| کس سے انھون نے مہر و فا کی جس سے لیا دل اس سے دغا کی | |
| | ان سے ہو کیا امید کرم یہ کسکے ہوے اور کسکے ہونگے |
| انکو کسکا پاس محبت یہ کیا جانے طرز مروت | |
| | انکی نہ بھرے چاہ کا دم یہ کسکے ہوے اور کسکے ہونگے |
| کشتہ اگر ہو تیغ جفا سے کوئی انھین کیا انکی بلا سے | |
| | انکو ظفر ہے کسکا غم یہ کسکے ہوے اور کسکے ہونگے |
| اس میکدہ مین کیا خوش ہیکر شراب ہو گے | تم ای شراب خوار دیکھو خراب ہو گے |
| مطلع ثانی | |

| | |
|---|---|
| بوسہ لینے خال رخ کا جو تمہارے جائینگے | زلف کے ہاتھوں وہ اک نکتہ پہ مارے جائینگے |

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| بحر غم میں سست پا اک عمر مارے جائینگے | اس کنارے سے کہیں جب اس کنارے جائینگے |
| کچھ اشارہ ہو ادھر کا جو کیا ہے ہمنے قصد | ہم نہیں ہیں وہ کہ انکے بے اشارے جائینگے |
| تو جلاتا ہی ہمیں دیکھا ای مہروش | آسمان تک اپنی آہوں کے شرارے جائینگے |
| ہم جہاں سے ہونگے رخصت جائینگے جی سے گزر | آپ رخصت ہو کے جب گھر سے ہمارے جائینگے |
| بعد مردن بھی زبان پر اپنی ہوگا تیرا نام | چپ نہیں بیٹھے رہے کے ہم تجھکو پکارے جائینگے |
| آشنائی گر جتائینگے تجھے ای بحر حسن | ایکدن ہم پار دریا کے اُتارے جائینگے |
| کوئی حسرت ای فلک اپنی نکلنے کی نہیں | ساتھ ہی زیر زمین ارمان سارے جائینگے |

کل تو کہتے تھے ظفر کے گھر نہیں جائینگے پھر
آج ہیں کچھ مہربان کتنے ہیں بارے جائینگے

| | |
|---|---|
| رخ روشن کو شاعر جب سے خورشید باندھینگے | جبیں کو ماہ در گوش کو ناہید باندھینگے |

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| ادھر ہم ٹکٹکی اپنی جو وقت دید باندھینگے | عدو کیا جانے کیا کیا دیکھ کر تمہید باندھینگے |
| کمر اس بیگنہ کے قتل پر باندھینگے گر دشمن | تو وہ یہ دست تیری باعث تاکید باندھینگے |
| نہ پھیر بیٹھے کبھی پھر رہرو راہ فنا ہرگز | وہ جیسے دم سید سوئے عالم جاوید باندھینگے |

دل ربا [illegible] دلربائی سے
دلربائی نہین تو پھر کیا ہے
[illegible] آشنائی نہین تو پھر کیا ہے
[illegible] جدائی نہین تو پھر کیا ہے
[illegible]

ہم سواے سیر نہین کچھ اور تماشا دیکھتے
اس تماشا گاہ مین ہین کچھ تماشا دیکھتے

توئے مارا کسکو ای ظالم تری کوچے مین ہم
ہین نیا آج ایک خون آلودہ لاشا دیکھتے

جوش وحشت اپنا دکھلاتے اگر مجنون کو ہم
بھاگتا صحرا سے وہ کیا بے تحاشا دیکھتے

یارو اُس تو خطکی تم مشق ستم مثل قلم
ہر بار اُسے تھا جبدم تراشا دیکھتے

ای ظفر جس شے کو بتلاتے ہین سیر البو الفضول
پاس اُنکے ہم نہین دو دم تماشا دیکھتے

صورت جیسے اُس یار نے دکھلائی نہوگی
چشم اُسکی جو ہوگی بھی تو بینائی نہوگی

گر آہ و فغان ضبط کریگا دل بیتاب
ہوگا نہین کچھ فائدہ رسوائی ہوگی

ہوگی نہ تری چشم کے بیمار کو صحت
جب تک کہ ترے لب سے مسیحائی نہوگی

افسانہ غم جس نے سنا ہوگا ہمارا
اک لحظہ اُسے رات کو نیند آئی نہوگی

ہونگے بہت باغ مین شمشاد و صنوبر
ای سرو روان تیری سی رعنائی نہوگی

مٹی تجھے دینی ہی اگر کشتہ کو اپنے
جا جلد پہونچ لاش ابھی دفنائی نہوگی

اُس یار دل آزار کو دل دیکے کسی نے
راحت کبھی دنیا مین ظفر پائی نہوگی

وان رسائی نہین تو پھر کیا ہے
یہ جدائی نہین تو پھر کیا ہے

ہو ملاقات تو صفائی سے
اور صفائی نہین تو پھر کیا ہے

[illegible]

دل دیتا اپنا اُس بت سنگدل کو نہ ہم
...کی آہ مین کدورت تھی اپنی تو نہین لکھی
اَے نصیب مین نہی وہ گر زمین ہی
صفحہ پہ فلک کے خط کہکشان آہ ...
رنج محبت دل ازو لکھین لکھی
دیکھی

تو نے کہ ستار اس وا ... کو خال ... لکھی
کوئی ہے نقطہ کو اُس سے جمال ... لکھی

مطلع ثانی

وہ تیر سینہ ... سے سنبھال ... لکھی
کر ساتھ دل ... دیکھو بھال ... لکھی

مطلع ثالث

وہ کیونکہ ... ہلال ... لکھی
اور ... غزال ... لکھی

ظفر اُس چشم وحشی مین نہین تحریر سرمہ کی
اِس آہو کے گلے مین پالہنگ لاجوردی ہے

عیش سے گذری کہ غم کیسا تھا اچھی نبھ گئی
دوستی اُس دشمن جان سے نباہی تو سہی
خوب گذری گرچہ اورونکی نشاط وعیش مین
ہمکو تھا منظور اپنی خاکساری کا نباہ
جو زبان پر اُسکی آیا دل پہ نقش اُسنے کیا
بو سے گل کیا رہے کرتی گل نے رہ کر کیا کیا

نبھ گئی جو اُس صنم کیساتھ اچھی نبھ گئی
گو نبھی ظلم وستم کیساتھ اچھی نبھ گئی
اپنی بھی رنج والم کیساتھ اچھی نبھ گئی
بار ہے اُس خاک قدم کے ساتھ اچھی نبھ گئی
لوح کی صحبت قلم کیساتھ اچھی نبھ گئی
وہ نسیم صبحدم کے ساتھ اچھی نبھ گئی

شکر صد شکر اپنے منھ سے جو نکالی مین نے بات
اے ظفر اُسکے کرم کے ساتھ اچھی نبھ گئی

خط مین بہت سی اُسنے چنان اور چنین لکھی
گرد رخ اُس حسین کے خوبی نے حسن کی
ثابت ہو جب خطا مری اور ہاتھ ہون قلم
ہوتا اسیکا صفحہ ہستی پہ ہے ظہور
میری دوا تو شربت دیدار یار ہے
لکھا جو اُسنے خط مین کسو کے مجھے سلام

ہر بات اک چھپی ہوئی ابتک نہین لکھی
کیا خوب خط خوب ہے حسن حسین لکھی
خط مین اگر ہو مین نے شکایت کہین لکھی
جو کچھ کہ سرنوشت مین نقش نگین لکھی
نسخہ مین کیون طبیب نے سرکنگبین لکھی
سو بندگی رقیب کو بھی ہمنشین لکھی

... نصیب مین ... سنبھال
... زلف ... سنبھال
... سنبھال
... دل ... سنبھال
... خیال ... سنبھال
... سنبھال

صفات ... انتقال ... سنبھال
کوئی ... سنبھال
... کمال ... سنبھال

رشک سے خون شفق میں غرق ہے کیوں ماہ نو
دیکھ پایا کیا کہیں تیرا لب پان خوردہ ہے

ساقیا دے بھر کے تو جام شراب آتشین
اب یہی ہے بس علاج خاطر افسردہ ہے

رکھدیا سر زیر تیغ یار تو نے اے ظفر
آفرین شاباش تیرا واہ کیا دل گردہ ہے

دیگر

جو زندہ ای بت بے مہر تیرے در سے پھرے
ترا مریض محبت خدا کے گھر سے پھرے

نظر تو پھیرے ہے جو مجھسے تو پھر گلے پہ مرے
نہ کیونکہ خنجر بران تری نظر سے پھرے

مسافران عدم کا کھلا نہ حال افسوس
کہ جو ادھر سے گئے پھر نہ وہ ادھر سے پھرے

چڑھے جو منہ پہ دم گریہ ابر دریا بار
بہا بہا دہ مرے اشک چشم تر سے پھرے

حریص صاحب زر ہو ہزار چون خورشید
مگر تلاش ہی میں شام تک سحر سے پھرے

نہ پھیرے عہد محبت سے وہ کبھی لیکن
ہمارے طالع برگشتہ کے اثر سے پھرے

بتاؤ پھیر دے کوئی عمر رفتہ کو کیونکر
کہ وہ نہ علم و ہنر اور نہ زور و زر سے پھرے

وہ پھیرے چشم سے منہ یا غضب سے پھیرے آنکھ
مگر نہ دل کبھی اُس شوخ عشوہ گر سے پھرے

تمھاری بات کا کیا کوئی اعتبار کرے
کہ قول دیکے کئی بار تم ظفر سے پھرے

دیگر

یہ جلوہ کسکا مثل آفتاب آنکھوں کے آگے ہے
وفور اشک سے جو اک حجاب آنکھوں کے آگے ہے

تصور میں ترے اے رشک گل روئے گلابی کے
ہمیشہ اک گلستاں کی کتاب آنکھوں کے آگے ہے

ظفر

[illegible]

دیگر

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible]

ہاتھ آئے جو عاشق کے تری دولت کونین
یکمشت گھاؤ اسے یکشت اٹھائے

اس قاتل سفاک نے آفاق مین کیا کیا
ہنگامے نہ ہنگام نبرد دشت اٹھائے

انگشت نما ضعف سے ہون مثل مہ نو
اک خلق ہی میری طرف انگشت اٹھائے

اے دل تری بس دیکھی فاقت کہ ابھی سے
تو نے تو قدم اتنے مین چل ہشت اٹھائے

تھا موتیونکا ڈھیر جو اشکون سے ہمارے
بینان نے اُسمین سے کئی مشت اٹھائے

جو بار امانت کہ ہے انسان نے اُٹھایا
کیا تاب فلک کو یہ نہ یک پشت اٹھائے

اسلام عجم مین ظفر آیا تھا عرب سے
اسواسطے تا مذہب زرتشت اُٹھا کے

روئے کب آہو نگہ کب نے آنسو پی گئے
کب بہا چشمون سے پانی اور کب آہو پی گئے

مطلع ثانی

خون مرا کیون اس بت کافر کے گیسو پی گئے
کچھ یہ گنگا جل نہ تھا جو اُسکو ہندو پی گئے

ایکدو ساغر سے کیا ہوتا ہے ہمتو خم کے خم
بیٹھکر ساقی کے سب زانو بزانو پی گئے

بوسۂ رخ جو مانگا آگیا غصہ اُنھین
پڑھ کے کچھ تھوڑی سی ہو کر چین بر ابرو پی گئے

ہاتھ سے غیر کے تو نے پیا جام شراب
ہم پیالہ زہر کا سن لیجیو تو پی گئے

تیری آب تیغ ہے عشاق کو آب حیات
جی گئے وہ اُسکو جو اے عربدہ جو پی گئے

بے نشہ تو ایک دن بھی ہم اے ساقی رہتے
مے نہین تو بنگ ہی دو چار چلو پی گئے

[illegible]

دیگر

[illegible]

قاتل اگر پھنسے ترے عاشق کا مرغ جان — تیری ہی دام جوہر شمشیر مین پھنسے

دنیا کی چاٹ چھٹتی نہین کیا کرین حریص — مثل مگس ہین آ کے شکر و شیر مین پھنسے

رہتے ہو اب جو فکر و تردد سے اتنے تنگ
تم اے ظفر ہو کون سی تدبیر مین پھنسے

دیگر

گوش پر کاکل بت پرفن ہے — سانپ بانبی سے نکالے ہوئے گردن یہ ہے

نرم ہوتا ہے نہین دل بت کافر تیرا — کوئی پتھر ہی خدا جانے کہ آہن یہ ہے

نخل سر دائسنے جو دیکھا مری بالین پہ کہا — کشتۂ قد کا مرے دیکھو مدفن یہ ہے

دم گلگشت نہین ساتھ جو وہ گلشن مین — تو مرے واسطے گلشن نہین گلخن یہ ہے

مہ کو اور یار کے رخسار کو دیکھو یارو — چشم انصاف سے تم وہ ہے کہ روشن یہ ہے

کہتے ہین منزل دنیا جسے گھر اسکو نجان — فکر کر خانۂ عقبیٰ کا کہ مسکن یہ ہے

دوست اس دلکو سمجھتا تھا ظفر مین اپنا
اب جو دیکھا تو مری جان کا دشمن یہ ہے

دیگر

خیال اپنا ادھر ہو بجا بقصد تسخیر مشکل ہے — کھینچی کلک تصور سے بھی وہ تصویر مشکل ہے

رہے ہے ہجر کی شب ہجوم رنج و غم دلمین — کہ نکلے ہر ہمارا نالۂ شبگیر مشکل ہے

ہزارون طرح کے ہین پیچ اسکی زلف پیچان مین — بنائی ہے کسی صناع نے زنجیر مشکل ہے

جو دیکھین خط کا عالم مصحف رخسار پر تیرے — مفسر پھر لکھین قرآن کی تفسیر مشکل ہے

مطلع ثانی

[illegible]

دیگر

[illegible]

فلک کے ماہ گرچہ آپکو چمکاتا پھرتا ہے
مگر اس مہ جبیں کے گرد چکر کھاتا پھرتا ہے

خبر ہی یا نہیں تجھکو کہ ہر شب تیرے کوچے میں
کوئی دیوار و در سے اپنا سر ٹکراتا پھرتا ہے

ہوا سے صبا گلگشت کے وہ غیرت گلشن
بہار اپنے گلوں کی باغ میں دکھلاتا پھرتا ہے

نہیں اپنی خبر بھی مجھکو اور وہ سب سے کہتا ہے
خبر یا کسی کی ہو تو جا بجا پوچھا تا پھرتا ہے

قیامت قتلگہ میں کیونکہ ای قاتل نہ برپا ہو
کہ لاشیں اپنے مقتولوں کی تو ٹھکراتا پھرتا ہے

ترے کوچے کو ای رشک چمن گلزار کر دیکھا
کہ عاشق چشم تر سے اپنے خون برساتا پھرتا ہے

تسلی دیوے کیا مجھکو ابھی سے وہ جو آتا ہے
تو میری طرح تو بھی ہمنشیں گھبراتا پھرتا ہے

لگایا عطر تو نے غیر کو ہاں ہنسنے دیا پائی
وہ تیری اس لگاوٹ پر بہت اتراتا پھرتا ہے

نہیں دل یار سے پھرتا اگرچہ ناصحا مشفق
پھری یہ ساتھ میرے اور مجھے سمجھاتا پھرتا ہے

بلا ہی فتنہ گر ہی شوخ چشم سرمہ سا تیری
کہ جسکی دیکھ کر گردش فلک چکراتا پھرتا ہے

الجھ کر پھر سلجھنا دیکھ اس کافر کا ہے مشکل
ظفر زلف بتاں میں دل کو کیوں الجھاتا پھرتا ہے

اشک خوں ہوکر جو شب گالوں پر تیرے تھے چلے
سیکڑوں نالے مری خون جگر سے تھے چلے

خط مرا پہونچا رسید آئی مگر ہے یہ خطر
ذکر کچھ بیٹھے سب مرا ان نامہ بر سے تھے چلے

گر کسی کے قتل پر تجنے کمر باندھی نہ تھی
باندھکر تلوار کیوں اپنی کمر سے تھے چلے

کو تجھ کشتہ اگر اس کوچے میں رکھتے قدم
سر کٹانیکی ہوس تھی ہم جو گھر سے تھے چلے

دیگر

[illegible]

[illegible]

تری تیغ نگہ کے سامنے ہو کون آ سکتا ۔ وہی آویگا قاتل موت جسکی آئی ہووے گی

جو اتنا گرم ہو کر آج تو اے شعلہ خو آیا ۔ ہوا خواہوں نے تیرے آگ کچھ بھڑکائی ہووے گی

سبب غافل نہ پوچھ اس رستے سے بھول نکل آیگا ۔ چلن یہ دیکھ کر تیری زمین تھرائی ہووے گی

ملا دو ہاتھ سے گر ساغر مے وہاں سے نگا تو ۔ تو سن لیجیو یہاں پینے بھی افیون کھائی ہووے گی

دکھاتا ہی رہیگا وہ تو اپنے ہر طرح جلوہ
ظفر دیکھے گا پردہ ہی جسے بینائی ہووے گی

زیادہ غیر سے جسم مرے تر پاک ہووے ۔ ہم آتش تب حسرت سے جلکے خاک ہووے

تمھاری موج تبسم کے ایک خنجر سے ۔ ہزاروں غنچے گلستان مین سینہ چاک ہووے

خدا ہی جانتا کہ ہین دل تو نکلے کیا تیر ۔ کہ تجھ سے ہم اے آہ دردناک ہووے

لگی رہی ہے انگور سے جو اپنی تاک ۔ تو بعد مرگ بھی ہم دفن زیر تاک ہووے

عجب طرح کا طبیب مرض ہے مہلک ۔ کہ جو مریض محبت ہوے ہلاک ہووے

جنھوں کے دل رہے آلودگی مین دنیا کے ۔ ہوئی طہارت ظاہر تو کیا وہ پاک ہووے

بڑے تھے عشق مین فرہاد و قیس مرد نبرد
گر زیادہ ظفر سنکے تیری دھاک ہووے

ملائے خاک مین گر وہ ستم شعار مجھے ۔ بلا سے سمجھے مگر اپنا خاکسار مجھے

وہ گرچہ دشمن صبر و قرار ہے لیکن ۔ نہ دیکھوں جب تلک اسکو نہیں قرار مجھے

کہوں سو بار دل کو میں اگر مانے کہا میرا — جو مانے ہی نہیں تو پر کہو کس کی بلا کہوے
جو زخمی ہو تیغ عشق کا یہ اسکو واجب ہے — لب زخم سے قاتل کو آفریں مرحبا کہوے

ستاروں کی طرح سے تو بھی کاٹے رات آنکھوں میں
ظفر اپنی کہانی تجھ سے گر اے مہ لقا کہوے

دیگر

نہ تو بیرنگ کبھی ہمنے نہ مینوش ہوے — سبز رنگوں کی نگاہوں سے ہی بیہوش ہوے
اٹھ گیا کون سا اس بزم سے میکش ساقی — جسکے ماتم میں یہ دل ہی سیہ پوش ہوے
عہد و پیمان تھے مرے ساتھ تمہارے کیا کیا — ہو گیا کیا کہ جو سب تمکو فراموش ہوے
دل گرفتہ کوئی کیا مجھ سا چمن میں آیا — کہ جسے غنچۂ گل دیکھ کے خاموش ہوے
گئے آغوش لحد میں ہم اسی حسرت سے — کہ کبھی تم نہ آ کے ہم آغوش ہوے
گئے اس منزل ہستی سے بآرام وہی — جو کہ بار غم دنیا سے سبکدوش ہوے

نکلے اشک آنکھ سے اور سینہ سے میرے نالے
دل میں پیدا جو محبت سے کے ظفر جوش ہوے

جب سنی بات تری تنگ ہی لو اور سنی — شام کو اور سنی وقت سحر اور سنی
نہ سنا ہمنے کسی بات پہ حرف تحسین — منہ سے گالی تری ہاں کوئی مگر اور سنی
نہیں تحقیق کہ ہے کیا ترے بیمار کا حال — کل خبر اور سنی آج خبر اور سنی
دیکھیے حال جو ہوتا مگر اس ظالم نے — اک ذرا میری نہ فریاد جگر اور سنی

مطلع ثانی

مطلع ثالث

دیگر

## مطلع ثانی

پھپھولے دلکے تازہ تازہ طرز اشک افشانی
رہ الفت مین ہے روز اک نیا دانہ نیا پانی

کہا مین نے نہ کھینچ اُس لف کی تصویر کھینچیگا
زمانی بات مانی نے مری آخر کو چین مانی

ترے سر بازہ کو وہ دن ہنوز کم عید قربان ہے
کرے جسبر و نستو قربان اُسے مانند قربانی

دکھا دیتا جو حسن اپنا وہ طلعت گر زلیخا
تو اُسکو خواب ہے جاتا جمال ماہ کنعانی

پریشان مثل زلف یار ہو ہر سطر کاغذ پر
جو کچھ لکھون مین اے دلکا احوال پریشانی

تماشا آکے اس تصویر کدہ مین ہے کیا دیکھا
کہ اتنی صورتو مین جسنے اک صورت نہ پہچانی

کوئی جاتی ہوا سمین بیش تدبیر آخر دہ بیشہ
نوشت اپنی جو پیشانی مین ہے وہ ہی پیشانی

ظفر اِس عالم تصویر کی صورت کو جب دیکھا
ہوئی صورت گردن کو صورتِ تصویر حیرانی

صحبت ان بتون سے گر اتنی ذرا ہے
واللہ اعلم اپنے دل و جان پہ کیا ہے

لیجا ہے اڑا لکے زر گل نہ کس روش
باد چمن مین جو ہر جو باد صبا ہے

سر تو ہمنے آنکھون مین اُنکی لگا دیا
پر ڈر ہے یہ کہ اور نہ کچھ لٹوطیا ہے

ذرات پیستے ہین سر سرکشی سے کیون
کیا نہ فلک حق مین مرا آسیا ہے

اے ظلم کیش کیا وہ بچے جسکے واسطے
تیز نگاہ ہمسر تیر قضا ہے

دود جگر سے میر ہی اے آہ کیا عجب
زیر فلک جو اُسکو فلک دوسرا ہے

[illegible]

گیا زمین دلکش ہے کوچے کی ترے اٹھے نہ پھر
دلعم ہے اسواسطے ہون جانورا سمین اسیر
ہو گیا پھر کر نہ آیا اور کس سے پوچھے
ہی عبث کہ عشق فیروغ انسا ز قسمت کی بات
ای پری رو ہو اگر آگاہ تو آجائے پھر

جو مثال نقش پا دان بیٹھے جم کے آدمی
پھنستے ہین پھندے مین زلف خم بخم کے آدمی
رہتے ہین کس حال مین ملک عدم کے آدمی
جب تلک طالع چمکاؤ نہ چمکے آدمی
کیون نہ فیروز ہین ترے قول و قسم کے آدمی

عشق کا کب بوجھ اٹھتا ہے فرشتون سے ظفر
ہین اٹھانیوالے اس بار الم کے آدمی

شوخ چشمی خوش نگاہی بیوفائی بدگمانی
مست نازی فتنہ سازی تندخوئی جنگجوئی
کج کلاہی کج ادائی پر فریبی پر دغائی
چشم میگون مست فتنہ نگاہی بادہ نوشی
خوش نگاہی خوبرو بد لہجہ نغز گوئے
خودپرستی خودنمائی خودپسندی خودستائی

دل فریبی دلنوازی دلربائی دلستانی
ظلم کیشی ظلم گوشی ظلم خواہی ظلم رانی
بدطریقی بدشعاری بدمزاجی بدزبانی
خط عارض سبزہ زاری روئی گلگون گلستانی
ہوشیاری حرف گیری نکتہ طبعی نکتہ دانی
خود سے نا آشنائی سرکشی نامہربانی

ہم ظفر ہین اسپہ مفتون خوار در سوز ار مجز دل
وہ یہ بائے ادائے وہ یہ ابلے یا نہانی

کیا کہون گریہ سے جو کچھ چشم پر بیدل بنی
دیکھئے سر ہاتھ دھو کے یہ بڑی مشکل بنی

آنسوؤن سے رات دن ہی لگی نم دیدہ آنکھ ‏ کیون لگائی ہمنے اُس سے ای دل شوریدہ آنکھ

خواب مین بھی دیکھنے پائے نہ اس مہوش کو ہم ‏ کھل گئی یکبار گی ای طالع خوابیدہ آنکھ

لیگئے دلکو چرا کر رہگئے سب دیکھتے ‏ کیا بلا ہی دزد ای کافر تری دزدیدہ آنکھ

سچ ہی رنجش کے سوا کیا اُٹھائین حصول ‏ تجھسے اُٹھکر دلکو کرتی ہو ہی رنجیدہ آنکھ

جلوہ ہا فہمو نکو دنیا اپنے دکھلایا کرے ‏ دیکھتے ہین کب اُٹھا کر مردم سنجیدہ آنکھ

چاہتا ہی شوق نظارہ مرا آ نامہ بر ‏ خط کے سر نامے پہ جا کر ہو چسپیدہ آنکھ

ای دل شامت زدہ یہ حلقہ مو سے سمجھ ‏ تجکو دکھلاتا ہی اُسکا طرۂ پیچیدہ آنکھ

ماہ کی تجکو نہ لگ جائے نظر ڈرتا ہے جی ‏ ڈالتا ہی تجھپہ مثل مردم نادیدہ آنکھ

اللہ اللہ جلوہ حسن و جمال فخر دین ‏ ہے اُسی پر اے ظفر گردیدہ دل گردیدہ آنکھ

## ردیف الیاء التحتانیہ

خدا سے پا جو تری دیکھ ای صنم لیتے ‏ تو پاؤن باغ مین جھک جھک کے گل قدم لیتے

## مطلع ثانی

اگر وہ نام ہمارا نہ دم بدم لیتے ‏ تو انکا کیا یہ نہین مطلب سمجھ نہ ہم لیتے

یہ ناتوان ہین کہ چڑھتا ہی انکا ضعف سے دم ‏ جو سانس بھی ہین تمہارے مریض خم لیتے

دور سے بھی جسکی صورت دیکھنے پائے نہ ہم — یہ تماشا ہے کہ ہو اُسکا مقرب آئینہ

دیکھیے ہوتی ہے کیا کیا ہمکو حیرانی ظفر
مُنھ لگا ہے اُس رہی پیکر سے بیڈھب آئینہ

کب کہا میں نے کہ تو اُسکو بھی الفت سے نہ دیکھ — دیکھ پر میری طرف چشم عداوت سے نہ دیکھ

## مطلع ثانی

جو کہ ہو تجھسے سوا تو اُسے حسرت سے نہ دیکھ — اور جو تجھسے ہو کم اُسکو حقارت سے نہ دیکھ

وہ تو دکھلائے ہی ہر رنگ میں تجکو جلوہ — خواہ تو دیکھ اُسے خواہ تو غفلت سے نہ دیکھ

دیکھ آئینہ صفت ساتھ صفائی کے ہمین — رکھ کینہ آئین کدورت سے نہ دیکھ

دیکھون کیا گلشن ہستی کو کہ کہتی ہے خزان — تو بہار اسکی بہت بیٹھ کے فرصت سے نہ دیکھ

دیکھ کر تو مری تصویر ہٹاتا کیون ہے — تجکو بیزار ہی اگر ہے مری صورت سے نہ دیکھ

فال کیا دیکھتا ہے تو کہ تری فال نکو — نہین دینے کی زیادہ تجھے قسمت سے نہ دیکھو

زال دنیا تجھے سو جلوے عروسانہ دکھائے — ہے جوانمرد اگر تو اُسے رغبت سے نہ دیکھ

سُن ظفر قافیۂ مصرع طرحی مین غزل
میری جانب کو ذرا چشم حقارت سے نہ دیکھ

کون کہتا ہے کہ شوخی و شرارت سے نہ دیکھ — دل کو لیکن تو طرز دزدی و غارت سے نہ دیکھ

دیکھ تو ہمت عالی سے بشر کا رتبہ — مرتبہ اسکا بلندی عمارت سے نہ دیکھ

پھرتا آوارہ ہون پیچھے کسی ہرجائی کے
ٹھہرے کسطرح ظفر میرا قدم ایک جگہ

قلم سحر خامہ نوک قلم نکال کے لکھ
جگر سے آہ دلا دم بدم نکال کے لکھ

جواب نامہ ہمارا ہمارے قاصد پر
نہ آنکھین غصے سے اے پرستم نکال کے لکھ

لگاؤ دلکو وہی جو اُٹھاؤ جان ہاتھ
کفن پہ تیرے یہ تو میرا دم نکال کے لکھ

کبھی تو رکھ طلب مین سے مرد خدا کے لیے
کوئی ملاپ کا رستہ صنم نکال کے لکھ

کسے ہر گون کہ خط اُسکو تو نہ لکھ اے دل
پرانا سے حد سے باہر قدم نکال کے لکھ

طبیب سے میرے لیے بھی کتاب مین تو
کوئی تو نسخہ آزار غم نکال کے لکھ

پڑھے وہ دلبر تو خط ظفر خوشی سے خط
کچھ ایسی تو نئی طرز رقم نکال کے لکھ

اُسکے کوچے مین کہان ایسے ٹھکانے کی جگہ
کہ جہان ہمکو ملے آنکھ ملانے کی جگہ

آئینہ کو تم اگر منہ نہ چڑھاؤ اپنے
تو نہو اُسکو کہین منہ بھی لگانے کی جگہ

نقش بر آب ہے ہستی کی نہین کچھ بنیاد
اے حباب اُسپہ کہان گھر کے بنانے کی جگہ

دل پہ گر زخم نہو کوئی تو کیا ہو معلوم
کہ یہ ہو ناوک جانان کی نشانے کی جگہ

کیا کرین جا بین اگر آپ ہم یار کے گھر
گھر مین جب آپ نہو اُسکے بلانے کی جگہ

بجھے اے شمع ہو سر کے کٹانے مین فروغ
جائے شادی ہے نہین اشک بہانے کی جگہ

مطلع ثانی

[illegible]

| | |
|---|---|
| میری صحبت خوش آئے کیونکہ انھیں | ان کی صحبت کا اور ہی نقشہ |
| دل تو کیا جان تک بھی دیتیں تجکو | اپنی ہمت کا اور ہی نقشہ |
| چلتے تدبیر سے تب غم کیا | اس حرارت کا اور ہی نقشہ |
| ہے قیامت سے اسکو کیا نسبت | تیری قامت کا اور ہی نقشہ |
| سیدھی بات تو یہ ٹیڑھے ہو جاتا | اسکی خصلت کا اور ہی نقشہ |
| تیری [illegible] سرد مہری پر بھی [illegible] | سوز الفت کا اور ہی نقشہ |
| جانے کیا بوالہوس حقیقت عشق | اس حقیقت کا اور ہی نقشہ |
| کیونکر جان بر ہو دردمند ترا | درد فرقت کا اور ہی نقشہ |
| تھا تو مجنون کو بھی جنون لیکن | میری وحشت کا اور ہی نقشہ |
| نقش جب لکھتے ہیں عبث احباب | کہ محبت کا اور ہی نقشہ |
| جیسے دیکھا ہے تجکو آئینہ رو | اپنی حیرت کا اور ہی نقشہ |
| کھینچ صورت نہ اسکی صورت گر | انکی صورت کا اور ہی نقشہ |
| گر جراح چارہ کس کس کا | ہے جراحت کا اور ہی نقشہ |

اے ظفر ہے جہان میں خلق کہاں

اب تو خلقت کا اور ہی نقشہ

| | |
|---|---|
| کھینچا عجب تیرے روئے جبین کا ہے نقشہ | وہ مہر کا ہے یہ ماہ مبین کا ہے نقشہ |

مطلع سوم دیوان ظفر

[illegible]

| | |
|---|---|
| شمع سے پروانہ مل کر دیکھو جلجائے ہے | سوختہ ہونا ہو جسکو جاے سوے سوختہ |
| بجا دل آتش کدہ ہوا انکو آتش کیلیے | کیسی حقیقی کی تلاش اور جستجوے سوختہ |

عاشق دل سوختہ جب ہی رہے تو خوب ہے
کون سنتا ہے ظفر وان آ وہوے سوختہ

| | |
|---|---|
| خجل ہو دیکھکے ابرو ہلال کیسا کچھ | ابھی حباب کہ ہو گا حباب کیسا کچھ |
| فلک کے مینے ستارے تو کر لیے معلوم | کھلا نہ یہ کہ ہے اس رخ کا خال کیسا کچھ |
| جو دوست تھے وہ ہین دشمن عجب بلا ظاہر | ہوا ہے دیکھو زمانے کا حال کیسا کچھ |
| مرے زوال سے جانو کمال کو میرے | زوال یہ ہے تو ہو گا کمال کیسا کچھ |
| نہوے کیونکہ گرفتار تار تار مین دل | بچھایا زلف نے ہے اسکے جال کیسا کچھ |
| نہ آئے پھر عیادت جو وہ مسیحا دم | تو ہو مریض کو اسکے ملال کیسا کچھ |

ظفر نکالے فلک نے جو کجروی کے ڈھنگ
تو اک زوال نہ ہوا یا کمال کیسا کچھ

| | |
|---|---|
| ہے جہان مین خواہش نام و نشان بیفایدہ | سینہ کا دی ہے نگین کی طرح یان بیفایدہ |
| مسکن اس بحر فنا مین گر نہ مانند حباب | ڈال پانی پہ بنیاد مکان بیفایدہ |
| چھلنی کیجیو فلک آپ ہی جگر مین | ہے ہوس راحت کی زیر آسمان بیفایدہ |
| دیکھ غنچہ کو کہ آخر مثل گل بکھر گیا | پیر ہے سنتا ہے تو کیا ہے جوان بیفایدہ |

ابیات قافیہ ہماہ کا اور یہی نقطہ
ابی قافیت کا اور یہی نقطہ
مطلع ثالث
نام نصرت کا اور یہی نقطہ
مطلع ثانی
قدرت کا اور یہی نقطہ

جابجا دنیا سے جو ہوں ہی بازہ پکاری ہے بہار

رخ فرنگی جہان میں کی صورت ان کی جب یار برداشتہ

کی صدا آتی ہے کی دل کو ہم برداشتہ

ہو گیا مضمون قرآنی ہی نالہ برداشتہ

ٹھہرتی اُس رخ مصفا پر — نہیں ہرگز نظر صفائی کیساتھ
اسکا تیر نگاہ سینہ سے — جاے ہو گیا گذر صفائی کیساتھ

کیا مقابل ہو خاک آئینہ
اُسکے رخ کے ظفر صفائی کے ساتھ

کیاہی لایا قول پر اُس رونق محفل کا ہاتھ — اُسکے جھوٹے قول پر دہو بیٹھے آخر دل سے ہاتھ

مطلع ثانی

چڑھ بھی جاتے ہیں پر نہیں کبھی گلشن ہاتھ — بھاگ جاتے ہیں چھوڑ کر اپنے وہ قاتل سے ہاتھ
کون کتا ہے نکر توضیح پر اسطرح سے — ہوں نہ آلودہ ترے خون اُس بسمل سے ہاتھ
چاہتا ہے جا کہ ہو جاے مسخر وہ پری — کوئی آجاے عمل ایسا کسی عامل سے ہاتھ
غوطہ کھاتا ہے ہی میں آشنا بحر عشق — تا کہ گر پہونچے نہ یہ ساحل تلک ساحل سے ہاتھ
ہو نہیں سکنے کا بیمار محبت کا علاج — اے طبیبا بیٹھا اٹھا تدبیر لا حاصل سے ہاتھ
ہوگا خون مجنوں کا دل تغیر سے اے خدا — گر نکالا قیس نے لیلی پردہ محمل سے ہاتھ
حسرت اُس بسمل پہ دامن گیر ہو جسکی قضا — اور اوسکا دور ہو وے دامن قاتل سے ہاتھ

پہ سمجھے آنسو خاکسار دل کے وہ کیا جوا ای ظفر
دھوے سو سو بار گر بھر جاے عطر گل سے ہاتھ

خط آے جلدی میں لکھتا ہوں قلم برداشتہ — جا بیو اے نامہ بر تو بھی قدم برداشتہ

تو نے کیا جانے نکالا ہے کہ جو کار است
رکھ قدم راہ محبت میں سنبھل کر اپنا
دیکھو ہو دل کہ ہے ہو خون ظفر کار است

ہو گیا مضمون جو دیکھا اسکا معنی بن دیا برداشتہ
ہو ظفر کی طرح جو رنج و الم برداشتہ

مطلع دیوان ظفر

[illegible]

بہاؤن کیونکر نہ آنسو کہ وہ مکدر ہے
دل اسکا مجھسے صفا ہو نہو تو یونہین ہو

خیال زلف ترا جائیگا مرے سر کے ساتھ
یہ رنج سر سے بلا ہو نہو تو یونہین ہو

فنا سے چاہیے ہو جائین ہم فنا پہلے
نصیب ہمکو بقا ہو نہو تو یونہین ہو

عدو جو کہتے مرے حق مین گو وہ ہو کہ نہو
کہے وہ ہوش ربا ہو نہو تو یونہین ہو

گرہ کو دل کی ہے درکار ناخن ابرو
یہ عقدہ وہ ہے کہ وا ہو نہو تو یونہین ہو

مریض عشق ترا کسطرح نمانگے موت
کہ جانتا ہے شفا ہو نہو تو یونہین ہو

ظفر لگانے سینہ سے یار کی تصویر
قرار دل کو ذرا ہو نہو تو یونہین ہو

مرے اشکو جب آنکھین مین بھی عقدہ سا ہی آجہ
چپ ہون کیونکر مجھے بھی گفتگو لب ہی ہو

جب ہو خلوت کا مکان اور یار بھی ہو ہمکنار
پھر تو کسی اپنے دل کی آرزو جب ہی ہو

اے سراپا ناز خاک کشتگان ناز پر
ہون نہون گل یک نا نازبو جب ہی ہو

نسترن یاسمن گر ہے جسم چاک سینہ یار کا
وان بہانا اپنا یارو نکو لہو جب ہی ہو

بس بیہودہ ناز نگاہ و سوزن مژگان مجھے
چاک سینہ پر اگر کیجیے رفو جب ہی ہو

جو کرے ہر جا سجدہ تکو دل لیے پھرتا در بدر
در بدر خانہ بخانہ کو بکو جب ہی ہو

تیری محراب خم ابرو مین جو سجدہ کرے
اپنے آپ بیٹھے سے اسکو وضو جب ہی ہو

ذبح کرنا جسکا ای قاتل تجھے منظور ہو
زیر خنجر اسکو رکھ اپنا گلو جب ہی ہو

دیگر

اگر ہو دل میں محبت کا داغ اچھا ہو

تمہاری کھینچیں نہ کیں تصویر ہم تصور سے
جو تمکو آتا ہے آئینے دم مسیحا دم

کیا ہے عہد تو پہلے پھرین نہ وہ اس سے
کمی نہ گریہ مین تو کیجو دیکھ دیدۂ تر

فقط ہے چشم عنایت یہ زندگی میری
تمہارے کھوج سے آگاہ ہے دل پامال

تری گلی سے کہان جاے ناتوان ظفر

ہمارے پاس قلم ہو تو ہو نہ ہو تو نہ ہو
ترے مریض میں دم ہو تو ہو نہ ہو تو نہ ہو

دو بلا قول و قسم ہو تو ہو نہ ہو تو نہ ہو
یہ سوز دل کا اگر کم ہو تو ہو نہ ہو تو نہ ہو

تری نگاہ کرم ہو تو ہو نہ ہو تو نہ ہو
زمین پہ نقش قدم ہو تو ہو نہ ہو تو نہ ہو

روانہ سوے عدم ہو تو ہو نہ ہو تو نہ ہو

ہم اُس صنم کے رہین اے ظفر بلا گردان
نصیب طوف حرم ہو تو ہو نہ ہو تو نہ ہو

کہتا ہے کون تمسے کہ خنجر بکف نہو
خاطر نشان دل کی ہو ناوک کبھی
آتی ہے سینہ کوبی عاشق کی یہ صدا
رکھتی ہے ولسے قصد صف جنگ چشم یار
جبتک کہ خوب عشق میں عاشق نہو خراب
بستر میں دیکھ اسکے مری چشم ہے اشک
اللہ ہے ہمارا طرف دار اے ظفر

برحق ہیں جان نثار محبت تلف نہو
جبتک کہ تیرے تیر نگہ کا ہدف نہو
غفلت میں آسکے کہ نہیں آواز دف نہو
مژگان کی کیونکر فوج کھڑی صف بصف نہو
جلیے وہ یہ کہ ہو جسے عز و شرف نہو
نازان و خوش آپ یہ تو اے صدف نہو
تو وہ اگر نہیں ہے ہماری طرف نہو

ہو نہ بغیر از مرگ شفا بیمار طلسم الفت کو تر سے

اسکا علاج اگر رشک مسیحا ہوسے نہوئے تو یہی ہو

زیر خاک بھی دل مین میرے خار محبت کھٹکے گا

بعد فنا کچھ مجھکو کھٹکا ہوے نہوے تو یہ ہی ہو

لکھتے ہین وہ خط مین کچھ ایسا دیکھ کے جسکو قاصد ہم

جانتے ہین تقدیر کا لکھا ہوے نہوے تو یہ ہی ہو

تو نے کیا خون تازہ میرا ای عربدہ گر بیجا پر خطا

ہو رہا ہی کچھ کچھ جو بیجا ہوے نہوئے تو یہ ہی ہو

کیون نہ لگاے سینہ سے رکھین اپنے داغ عشق کو ہم

کنج لحد مین مونس اپنا ہوے نہوئے تو یہ ہی ہو

رکھتا جگر فولاد کا ہی یان کون سوائے آئینہ

جاکے حریف اس تیر نگہ کا ہوے نہوے تو یہ ہی ہو

لکھو ظفر تبدیل قوافی کر کے غزل اس بحر مین تم

لیکن ہوے ثابت ہر جا ہوے نہوے تو یہ ہی ہو

کون بجز دل سادہ بر فن ہوے نہوے آئینہ ہی ہو

ناوان دوست اور دانا دشمن ہوے نہوے تو یہ ہی ہو

دیگر

ہمارا کوچۂ جانان مین جانا ہو تو کیونکر ہو [illegible]
اگر جانا ہمی ہو تو پھر آسکے آنا ہو تو کیونکر ہو
ہمیں ہوش اپنا ٹھکانے ہے نہ دل اپنا ٹھکانے ہے
محبت مین کسی سے اپنا ٹھکانا ہو تو کیونکر ہو
[illegible]

| | |
|---|---|
| تو نہو پہلو مین تو پھر درد دوری کا تری | بیقراری رات بھر دل کو نہو کیونکر نہو |
| زخم کھانے مین محبت سے حلاوت آئی ہو | تیر پھر انیشکر دل کو نہو کیونکر نہو |
| دل صفائی اپنی اگر دکھلائے تو پھر آئینہ | محو حیرت دیکھکر دل کو نہو کیونکر نہو |
| ہوتی ہو تیغ محبت کی محبت سے سیاہ | داغ دل منہ پر سپر دل کو نہو کیونکر نہو |
| سود کا خواہان ہو دل سود کر الفت مین | بالعوض اسکے ضرر دل کو نہو کیونکر نہو |
| کشتی شکستہ ہو دل جس مین بیتابی تری | ہمسہ خطر دل کو نہو کیونکر نہو |
| دل جگر ہمدرد ہو جب تو نہ عشق مین | ہمدمی دردِ جگر دل کو نہو کیونکر نہو |

دل سے دل کو راہ ہے راز دل دلدار سے
میرے آگاہی ظفر دل کو نہو کیونکر نہو

| | |
|---|---|
| غافلو دل بھی ادھر آنکھوں سے پھر باندھے رہو | تم رہو جیسے کمین دھیان ادھر باندھے رہو |
| جلوہ گر ہو وہ تو بے پردہ بر آئے کیا نظر | جبکہ تم غفلت کی پٹی چشم پر باندھے رہو |
| حضرت دل باندھ ہو گر وہ مضمون کمر | چلنے کو سوے عدم اپنی کمر باندھے رہو |
| دشت کے کانٹوں نے کیتے ہیں اگر دامن تار | سر پہ دستار اب تم سر بسر باندھے رہو |
| ہو اگر منظور تمکو طائر دل اڑ نہ جائے | اپنے تم تار نظر سے اسکے پر باندھے رہو |
| گلشن دنیا میں ہے قیام اے غافلو | غنچہ سان تم وقت رفتن سے باندھے رہو |
| فخر دین فخر دنیا ہی جو بس فخر دین | تم ادب سے ہاتھ اے ظفر باندھے رہو |

دیگر

[illegible]

تسکے دل کے پرزے کرتا ہے نیچو پرین — نہین یہ چھالیا جلبین تم اندر گنتے ہو

یہ گلگیر اہل بزم سے یہ شمع کہتی ہے — مرا سر کاٹتے ہو تم کہ میرے سر کترتے ہو

مرا زخم جگر تو دم بدم بڑھتا ہے جراحو — عبث ٹانکے برابر جسکے رکھ رکھ کر کترتے ہو

وہ مہوش کونسا ہے جسکے نزلہ بند کی خاطر
ظفر کاغذ کے گل تم چاند کے ہمسر کترتے ہو

ہاتھ اٹھاتے نہین لف دوتا سے کچھ ہو — ہو چکے ہم تو سیہ بخت بلا سے کچھ ہو

بیوفا تجھسے شکایت ہے ستم کی بیجا — کیجے اسکی کہ جو آگاہ وفا سے کچھ ہو

سر ہے یا نہ ہے جان بچے یا نہ بچے — منہ نموڑینگے تری تیغ جفا سے کچھ ہو

ہو چکا بس تری بیمار محبت کا علاج — نہ تو اب ہوتا ہے دوا نہ دعا سے کچھ ہو

خاک سے بچتے رہے تو جبین کسکی کیا خاک — جب تلک اوسکی نگاہ دشت فنا سے کچھ ہو

دستگیر اسکا یہ جبتک ہے تو ہو دست ستم — ہاتھ کٹواؤن جو شمشیر قضا سے کچھ ہو

تیرے غمزدے یہ پوچھون کہ ہوئے تم سیراب — یا ابھی اور بھی خون کے پیاسے کچھ ہو

کہہ دیتی ہین نگاہین ہی تمھاری سب کچھ — کیا ہو اگر نہین تم کہتے حیا سے کچھ ہو

نہین معلوم ظفر ان سے ہوئین کیا باتین
جبکہ بیٹھے ہوئے تم آج خفا سے کچھ ہو

تجھے ہم نے کہ گر اپنا جانا تو پوچھتے کیون ہو — نہین تجھسے کا ہر گز میرا ہو تو پوچھتے کیون ہو

[illegible]

نہ مرا پاس کسیکو نہ کوئی میرے پاس | ہان مگر ایک جو ہو مجھسے ہم تم ہی تو ہو
کفر و دین کا مجھے تبلادیا تمنے رستا | میرے تو راہبر دیر و حرم تم ہی تو ہو
خواہ رلواؤ ہمین خواہ ہنساؤ ہمکو | کہ ہمارے سبب شادی و غم تم ہی تو ہو
چرخ کو یاد تھے پہلے یہ انداز ستم | اس ستمگر کو سکھاتے یہ ستم تم ہی تو ہو
جب تلک تم ہو تو ہستی ہے نہیں تم تو عدم | میرے نزدیک تو ہستی و عدم تم ہی تو ہو

دم محبت کا تمھاری جو ظفر بھرتا ہے
اُسمین کیا دم تھا مگر دیگئے دم تم ہی تو ہو

اگر عمر اپنی مجھے یاد کم ہو | تو کیا دخل کچھ اُسکی میعاد کم ہو
وہی جائے خوش آخر اس غمکدہ سے | جو غمگین زیادہ رہے شاد کم ہو
گھٹے تو رمہ بارہا آسمان پر | پر اُسکا نہ حسن خداداد کم ہو
نہین پائدار اپنی تعمیر ہستی | کہ ٹھہرے وہ کیا جسکی بنیاد کم ہو
محبت مین فریاد دل ہو زیادہ | ستم ہو جو تاثیر فریاد کم ہو
نہ کم ہو کبھی جوشش سودا کا میرے | ہزار اب لہو میرا فصاد کم ہو

زمانے مین اُس شوخ بیداد گر کے
ظفر کس طرح داد بیداد کم ہو

دوستی مجھسے اگر تجکو صنم دل سے ہو | جو ہو قول و قسم اللہ کی قسم دل سے ہو

جلد دوم دیوان ظفر

[illegible]

| | |
|---|---|
| الجھے ہو تم جو حضرت دل زلف یار سے | ہو کر شکستہ خوب پریشان تو نہو |
| صورت جو اُسکی دیکھنی منظور ہے تمھین | اے آنکھو مثل آئینہ حیران تو نہو |
| تم زعم مین گر اپنے فرشتہ بنے تو کیا | اے زاہدو ذرا بھی انسان تو نہو |

ایسا نہو جو راکے وہ لے جائے اے ظفر
بیٹھے ہو اپنے دل کے نگہبان تو نہو

| | |
|---|---|
| ہو رہائی یا نہو زلف دوتا سے کچھ ہی ہو | جا پھنسا دل تو بلا مین اب بلا سے کچھ ہی ہو |
| ہو گئے جب وقت اے سفاک ہم سینہ سپر | منہ نہ موڑینگے تری تیغ جفا سے کچھ ہی ہو |
| وہ ترش ابرو ہو یا ہو تلخ گو پر ہمکو آج | بوسہ اک لینا لب شیرین ادا سے کچھ ہی ہو |
| ظلم ہو یا ہو جفا اُس بیوفا کے ہاتھ سے | ہاتھ اُٹھا لینگے نہین ہم تو وفا سے کچھ ہی ہو |
| ناصحا کب تک بکے تو کیون سر پھرا ہے عبث | دل نہین پھرنیکا اُس دلربا سے کچھ ہی ہو |
| گرچہ دنیا کی ہوا مین سو طرح کا ہو خطر | لیک بچ سکتے نہین ہم اس ہوا سے کچھ ہی ہو |

کوچۂ دلبر مین ہم تو آج جاتے ہین ظفر
دل کو لے آتے ہین دیکر دم دلاسے کچھ ہی ہو

| | |
|---|---|
| وہ انکی مخلصی کے لئے قسمت ہو تو کیونکر ہو | کہ ہین آلودہ عصیان ہون رحمت ہو تو کیونکر ہو |

مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| بجز شرمندگی جن تم عنایت ہو تو کیونکر ہو | کہ بے اشک ندامت جنس رحمت ہو تو کیونکر ہو |

قابل تمھارے نام کے ای نگین دل
افسوس ہی کہ تم ایسے نگین نہ ہو
ملتی نہیں کرو دل و جان و مال کی
ہوکن میں جب تلک کہ تم ایمان دین نہ ہو
ای قاصد جو ہو وہ لاکے ہوگا خط
ظفر ای نام اس نگین نہ ہو

| | |
|---|---|
| تمھیں ہی عاشق بیدل سے لینا دل کا کیا مشکل | کہ تم دمباز ہو جس وقت چاہو دیکھتے دم لیلو |

نہیں ہی اعتبار انکا وہ کہکر ہین مکر جاتے
نوشتے انکے ہاتھونکے ظفر تم تکیہ قلم لیلو

| | |
|---|---|
| جاؤ اُس بن اگر آرام نہین تم جانو | حضرت دل ہین کچھ کام نہین تم جانو |
| چرھتے نظرو نہین ہو لگ جائے کسی کی نظر | بیٹھنا خوب لب بام نہین تم جانو |
| طلب بوسہ یہ کہتے ہو کہ دین گے گالی | بات قابل دشنام نہین تم جانو |
| دل تو موجود ہی کرنا ہو جو سودا منظور | گرہ زلف مین گرو دام نہین تم جانو |
| قتل کرتا ہی ترا ناز سے کہنا ساقی | کوئی پیتے ہو یو جام نہین تم جانو |
| ابتدا ہی مین تیرے ڈھنگ جتاتے ہین ہمین | عشق کا جانتے انجام نہین تم جانو |
| سکیںو جان جلاوےگی کہ ساقی کے بغیر | ہی یہ آتش تر گلفام نہین تم جانو |
| قاصد انکو نکرو منع نہ ہمکو بھیجے | مجھے ان سے خط و پیغام نہین تم جانو |

تم مسلمان ہو ظفر خوب نہین عشق بتان
اور اگر یہ ہی تو اسلام نہین تم جانو

| | |
|---|---|
| کہتا ہی کون مول کہان مہ جبین نہ لو | پر جب تلک نہ تو مرے گھر کے قرین نہ لو |
| سو دا گلے پرے کا نہین مول ہین لیجے | خواہش اگر ہی تم کو تمھین خانہ نشین نہ لو |
| ڈر ہی یہی کہ حضرت دل تم ہو مضطرب | کروٹ پڑے پڑے کوئی زیر زمین نہ لو |

جی دھڑکتا ہے نزاکت سے تمہاری دیکھو
اپنی تم گردن نازک میں نہ ہیکل ڈالو

صندلی اسکا عرق چین ہی سونگھاو دو مجکو
نہ دواؤن مین طبیبو مری صندل ڈالو

اپنی تم جنبش ابرو نہ دکھاؤ مجکو
کشور دل مین کہین دیکھو نہ ہلچل ڈالو

جس طرح غنچے کو مل ڈالتے ہو چٹکی مین
مجکو ڈر ہے کہ یونہین دل نہ کہین مل ڈالو

کشتۂ ناز کرین شور قیامت برپا
سایۂ قامت اگر تم سر مقتل ڈالو

عشق کہتا ہے ہمین کر تو فقیرانہ لباس
تم گلے مین کفنی دوش پہ کمبل ڈالو

گردن دل مین ہے گر طوق گرفتاری تم
نہ بجز حلقۂ گیسوے مسلسل ڈالو

کچھی ہی جائے قدم پھر نہ ہٹے وان سے ظفر
پانون جس کام مین تم سوچ کے اول ڈالو

سرمہ کی اپنی چشم مین تحریر کھینچ لو
تیرے تو قتل کو بھی شمشیر کھینچ لو

گر مرغ دل کو دام مین ہو کھینچنا تمہین
دکھلا کے اپنی زلف گرہ گیر کھینچ لو

تم وہ نہین کہ کھینچ لو ظلم و ستم سے ہاتھ
جبتک نہ روح عاشق دلگیر کھینچ لو

تم اے مصور مری صورت کو دیکھکر
مجنون کی کھینچتے ہو جو تصویر کھینچ لو

کھینچے ہی تیر سینہ سے جائیگا دم نکل
ایسا نہ ہو کہ تم کہین یہ تیر کھینچ لو

ہے صبح کو حسرت دل جبتلک ہے رات
دو چار اور نالۂ شبگیر کھینچ لو

منظور کھینچتا ہے گر اپنی طرف سے مجھے
کیون کھینچتے ہین کرتے ہو تاخیر کھینچ لو

کسکی ہو تصویر زلف اے ہو دل آراست روبرو
ٹھوکرون ہی مین اڑانے وہ خرام ناز سے
جو مرا احوال ہے اپنی زبان سے مین کہون
اپنی آنکھون مین جسکہ کیونکر تھکو بیٹھ دن
کس لب شیرین کا ہون یارب شہید تشنہ کلم
کرتے ہو غائب مین کیون پیر اگلے تم عجب
تاب نظارہ کہان ہے دیدۂ پر آب کو
جب سے دل اس آفت جان کو دیا ہے ہمنشین

روز ہجر روز سیاہ و شام غربت روبرو
اسکے قامت سے جو آجاے قیامت روبرو
گر بلا بھیجین مجھے وہ وقت فرصت روبرو
رہتی ہے کسکی بدولت اسکی صورت روبرو
جو لیے حد مین گھڑی ہین جام شربت روبرو
جو شکایت کرنی ہو کر لیجیے شکایت روبرو
آتی جاے گرچہ وہ خورشید طلعت روبرو
موت نے ہے سر پر کھڑی روز اور آفت روبرو

پیچھے سنتے انسے کیا کیا اے ظفر کہتے ہین وہ
کرتے ہین جو آکے اظہار محبت روبرو

ہو گئی تیرے ہجر مین ایسی رونے کی عادت آنکھون کو
ایک گھڑی نہین آٹھ پہر مین گریہ سے فرصت آنکھون کو
روے عرق افشان پہ تیرے سیراب ہو ایسا سبزۂ خط
دیکھ کے جسکو دل کو ہو ٹھنڈک اور طراوت آنکھون کو
کیون وہ ناحق مجھ سے ہو برہم کیون یہ بیجا مجھسے لڑین
گر تو سوداز نفون کو تیری گر نہ ہو وحشت آنکھون کو

[illegible]

دیکھ لینا ہوگی جو برپا قیامت سر و پر
جلوۂ قامت چمن مین اسکو دکھلانے تو دو

میرے سمجھانیکو آئے حضرت ناصح ہین آج
دیکھیے کیا مجھکو سمجھاتے ہین سمجھانے تو دو

ہین بہت وحشت زدے پر ایک مین اور ایک قیس
ہو گئے ہین شہرۂ آفاق دیوانے تو دو

ہجر مو پھر شعلہ بازی دیکھنا اس آہ کی
عشق کو دل مین ہمارے آگ بھڑکانے تو دو

پوچھتے کیا ہو ابھی دلسے محبت کا مزا
زخم شمشیر ستم اُسکو ابھی کھانے تو دو

دیکھیو اس ناقدردان کو دو نہ دل اپنا ظفر
قدر وہ دل کی تمھاری کچھ اگر جانے تو دو

لاشے کو مرے رکھکے نہ دیوار مین چن دو
ہون کشتۂ قامت مجھے مینار مین چن دو

درکار ہون پارۂ دل یکو گر اشک
بکھرے ہین پڑے کوچۂ دلدار مین چن دو

دو تم دل عشاق کو جا جنم مین اپنی
ان شیشونکو اس خانۂ خمار مین چن دو

گل کھاؤن نہ کیون رشک سے مین میرے کو پرار
تم ہاتھ سے گل اپنے جو گلزار مین چن دو

مین چند خزف پارہ جو بتخانہ مین ستو
زاہد انھین گر باندھے دستار مین چن دو

عاشق ہین بہت آپکے لیکن کوئی بھلا
جب جانون کہ تم ایک بھی جا مین چن دو

کرتا ہے ستارہ نکو جو شرمندہ نوا نشان
ماتھے پہ ظفر اُسکے شب تار مین چن دو

یار و سفر کا کچھ سر سامان تو کرو
جانان کہان ہو تمکو ذرا دھیان کچھ کرو

[illegible]

چمن مین بیٹھ کر جو اس گل کے سامنے ہو وہ
چھپا رہا ہو ظفر ایسے دہن کی بو
عجب نہین جو رکے خون کو کفن کی بو
آ رہے عشق کے داماں کو وہ بن کی بو
چمن مین لائی صبا کس کے پیرہن کی بو
گلہائے محبت دیوانہ گل گریبان چاک
اک گل سے جو آئی ترے بدن کی بو
اف فرزان کہین گلشن مین نہوا غنچہ
کی بوئی گل آ کے نہ تو کل گل چمن کی بو

داغ پر داغ جو وہ دل پہ مرے دیکھتے ہین
گھر مین کیا گھی کے چراغ انکے ظفر جلتے ہین

| | |
|---|---|
| قمار عشق مین دیکھا جو کامل ہین تو آپہی ہین | کہ جان پر کھیلتے آنحضرت دل ہین تو آپہی ہین |
| برنگ شمع تم کرتے ہو میری محفل افروزی | تمہین سے روشنی ہے زیب محفل ہین تو آپہی ہین |
| کسیکی عقل پر کرتے نہین یہ عشق بازی ہم | جو ناداں ہین تو آپہی ہین جو عاقل ہین تو آپہی ہین |
| جہان مین اور بھی ہین پر وہ سفاک و عاشق کش | نگر میرے کشتہ تیغ قاتل ہین تو آپہی ہین |
| کسیکا دل جو لیتا ہے کوئی تو دل ہی کرتا ہے | مرا دل لیکے رکھتے مجکو بیدل ہین تو آپہی ہین |
| کرے ہین صید افگن ذبح پورا صید کو اپنی | مگر اک چھوڑ دیتے نیم بسمل ہین تو آپہی ہین |
| یہ رستا عشق کا طی حضرت دل کیونکر ہو تمسے | کہ اس منزل مین اپنے میر منزل ہین تو آپہی ہین |
| حجاب جلوہ دیدار جانان ہے خودی اپنی | نہین پردہ کوئی حائل جو حائل ہین تو آپہی ہین |

زمین سہل مین تو ہین سبھی کچھ شعر اے لیتے
ظفر لکھتے غزل جو ایسی مشکل ہین تو آپہی ہین

## ردیف الواو

| | |
|---|---|
| بھری دماغ مین کس زلف پر شکن کی بو | کہ خوش نہ آئی ہمین نافہ ختن کی بو |
| لگا یا منہ جو اس غیرت چمن کو گلے | بدن مین بس گئی نسترن و نسترن کی بو |

فزار ہو دین جہان گر خون کے کشتون کے — ہمیشہ پھول وہان کیونکہ ہر جگہ کھلتے ہین
ستم پسند ہے ایسا وہ خوش نہو ظالم — جو روز دار یہ وہ چار نگینہ پچھڑتے ہین

ظفر یہ کون کہے میرے زلف مشکین کو
کہ منہ پہ یار کے اتنے یہ روسیہ چڑھتے ہین

جو پہلے تھے یار اپنے اب انکا گمان ڈھونڈتے ہین — باقی ہے نشان کسکا ہم کسکا نشان ڈھونڈتے ہین
جب تم کے ظفر نے کام پھر نہ ٹھکانا ہو — ناداں ہین جو رہنے کا یان گھر مکان ڈھونڈتے ہین
سمجھیں اگر غافل جو نیستہ یا خستہ — ہاتھ آئے وہی آنکھ جب نہ رہے کو یہان ڈھونڈتے ہین
اس ابروے پُرخم سے تیغ ایک ہاتھ آوے — پھر پھر کے سبھی گرد سارا اصفہان ڈھونڈتے ہین
کُشتہ ہی گناہ ہونگی کیا کم ہو گر انباری — جو اور زیادہ ہم کچھ بار گران ڈھونڈتے ہین
جو ابروئے مژگان سے دل صید کرین انکو — وہ صید فگن ناحق کیون تیر و کمان ڈھونڈتے ہین

پیری مین ظفر بہتر ہے ہمسر ہم زیر نیہ
جو لوگ جوان ہون وہ دلدار جوان ڈھونڈتے ہین

تمھارے کچھ بغیر غم نہ کہتے ہین نہ سنتے ہین — بری بستر پہ آئینہ ہیں ہم کچھ ہین نہ سنتے ہین
مثال آئینہ کیا جانے کسکی دیکھکر صورت — ہیں یہ محو حیرت ہم نہ کہتے ہین نہ سنتے ہین
اٹھاتے ہین سر طوفان کیا کیا آنسو ہم — پڑے ہین چپ پہ چشم نم نہ کہتے ہین نہ سنتے ہین
ہم اپنا کہہ نہین سکتے کسی سے سن نہین سکتے — ہے اب کچھ کا سا عالم نہ کہتے ہین نہ سنتے ہین

ہو وہ تنہا تو کچھ کہوں میں ظفر
ساتھ اُنکے رقیب رہتے ہیں

| | |
|---|---|
| نہ ہم کچھ ہنسکے سیکھے ہیں نہ ہم کچھ رو کے سیکھے ہیں | جو کچھ تھوڑا سا سیکھے ہیں کسیکے ہو کے سیکھے ہیں |
| کسیکو کیا اگر جی کھو کے سیکھے ہم فن الفت | نہیں سیکھے کسیکا کھو کے اپنا کھو کے سیکھے ہیں |
| نہ تھے آگاہ ہم اس کشت کاری سے محبت کی | زمین دل میں اپنی تخم الفت بو کے سیکھے ہیں |
| لیا ہے دیکھئے دلکے دل انھوں نے ایک عالم کا | خدا جانے کہ وہ ہے کس سے وہ یہ دھوکے سیکھے ہیں |
| کسیکو کاہیکو آتی ہے راہ و رسم جانمازی | مگر ہم زندگی سے ہاتھ اپنے دھو کے سیکھے ہیں |
| سکھائی زلف نے ہیں انکو طرزیں کج ادائی کی | وہ یہ انداز سب اس کافر کے ہو کے سیکھے ہیں |

ہمیں عشق محبت نے سکھائی نالہ و زاری
ظفر دو کام یہ ہم فیض سے ان دو کے سیکھے ہیں

| | |
|---|---|
| جب سے صحبت میں تمہاری یار بیڈھنگے سے ہیں | ہو گئے سب آپکے اطوار بےڈھنگے سے ہیں |
| ہوتے ہیں معلوم ان باتوں سے ہمکو ڈھنگ اور | بولتے وہ جو دم گفتار بیڈھنگے سے ہیں |
| اے مسیحا دم نہیں جینے کا اُنکے کوئی ڈھنگ | ہو گئے ایسے ترے بیمار بیڈھنگے سے ہیں |
| روبرو ہونٹوں کے تیرے لعل ہیں بیرنگ سے | آگے دانتوں کے در شہوار بیڈھنگے سے ہیں |
| زاہد مکار سے بہتر ہیں اُنکے رنگ ڈھنگ | کیا ہوا ظاہر میں گر میخوار بیڈھنگے سے ہیں |
| غمگساری کو مرے آتے ہیں انکو خوب ڈھنگ | ورنہ جتنے ہیں مرے غمخوار بیڈھنگے سے ہیں |

جتون کو خوب جاہ کی پہچانتے نہین
کوٹھے سے جو اُتارتے ہین اپنے وہ مجھے
گو ملگئے ہین خاک مین اہل صفا مگر
کھائین گے اور کیا وہ مرے گھر مین آن کر
مین نے کہا ہی جب خفقان کا کچھ اپنے حال
آتے ہین کیونکہ حضرت دل پھر کے دیکھیے
آئینگے یا نہ آئینگے یہ کسکو ہے خبر

پر دیکھنے سے میرے وہ شرماگئے تو ہین
کچھ اونکے نخچ غیر انھین سمجھاگئے تو ہین
جوہر مثال آئینہ دکھلاگئے تو ہین
آنے کی میرے پاس قسم کھاگئے تو ہین
یکبار اُسکو سنکے وہ گھبراگئے تو ہین
کوچے مین زلف یار کے تہناگئے تو ہین
لیکن یہان وہ آنے کو فرماگئے تو ہین

دنیا کا ہے مزا ظفر انجام کار زہر
میٹھا سمجھ کے لوگ اسے للچاگئے تو ہین

مری آنکھون سے مثل ابر جب آنسو ٹپکتے ہین
تو ہنسکر برق آسا مجھ پہ وہ کیا کیا چمکتے ہین

## مطلع ثانی

چمن مین جب بہار آتی ہی اور غنچے چٹکتے ہین
تو حسرت سے اسیران قفس کیا کیا پھڑکتے ہین

مجھے سمجھانے مین کیا ناصحو کو کوئی سمجھائے
نہین آتا سمجھ مین میری اتنا کیا وہ بکتے ہین

مجال گفتگو ہمکو کہان ہے اُس پریرو سے
مگر آئینہ سان حیران سے صورت تکتے ہین

گیا منزل پہ سارا قافلہ اور راہ غربت مین
ہم آواز جرس کی طرح سے تنہا بھٹکتے ہین

کرے ہی گر مجوشی غیر سے جسدم وہ آتشخو
تو میرے دل مین کیا کیا شعلۂ حسرت بھڑکتے ہین

اجل کھیلے ہی شاید عاشق سر بازنکے سر پر
ظلم و جور مدام آج اپنی وہ شمشیر کرتے ہین

بچائے تیرے غمزون سے خدا امید محبت کو
کہ یہ کافر ہمیشہ ذبح بے تکبیر کرتے ہین

نہین آئے گی ہر گز بات بھی اُس شوخ کے آگے
یہ بیٹھے حضرت ناصح نہین تقریر کرتے ہین

خدا جانے اثر ہوتا نہین کیون دل مین اُس بت کے
ظفر نالے مرے پتھر مین بھی تاثیر کرتے ہین

کام جو کرتے ہین بیہودہ ظفر کرتے ہین
ہرزہ گردی مین ہم اوقات بسر کرتے ہین

شب غم یا ہو شب عیش برابر ہی کہ ہم
شمع کی طرح سے رو رو کے سحر کرتے ہین

بیخبر دل پہ جو گذرے ہی محبت تیری
قاصد اشک میرے مجکو خبر کرتے ہین

جبکہ وہ جنبش مژگان مین دکھاتے اپنی
ایک پل مین دو جہان زیر و زبر کرتے ہین

کیا ہنسین کھولکے دل غنچہ صفت وہ دلگیر
باغ ہستی سے جو ہنستے ہی سفر کرتے ہین

ٹکڑے کرتے ہین جگر اپنے وہ غمخوارون کے
آہ جس وقت ترے خستہ جگر کرتے ہین

تیر مژگان ترے سیکھے ہین کچھ ایسی گھس بیٹھ
چھوٹتے ہی دل عشاق مین گھر کرتے ہین

خاک اُڑاتے ہوئے پھرتے ہین بگولی کی طرح
عمر کیا خاک بسر خاک بسر کرتے ہین

اے ظفر یہ ترے اشعار ہین یا نالۂ زار
کیا بلا ہین کہ جو یون دل مین اثر کرتے ہین

مسی مالیدہ جو دندان پہ نظر کرتے ہین
ہم آئینہ مین وہ شام و سحر کرتے ہین

[illegible]

| | |
|---|---|
| دریائے اشک میں ہی مرے چرخ حباب نمونہ | جتنے کہ ہیں ستارے وہ سب بلبلے سے ہیں |
| زنداں میں ہے یہ جو نالۂ زنجیر کا بے غسل | برپائے جنون نے مرے غلغلے سے ہیں |
| دل عاشقوں کے ہیں شجر عشق کے ثمر | بریاں ہیں ان میں مزکے دہی جو کھلے سے ہیں |
| شادی ہی کسکے آئی گلشن میں اے صبا | غنچہ کے گال پھول کے جو کھلکھلے سے ہیں |

نالے ہمارے بارش گریہ سے اے **ظفر**
چڑھ چڑھ کے اونچے ہوگئے باران ٹیلے سے ہیں

| | |
|---|---|
| لٹھے پارۂ دل آ کے کب مژگان پہ تھمے ہیں | چمن میں عشق کے ہم جو لکانو میں پروتے ہیں |
| ہمیشہ چاہتے ہیں چھیڑ اُس کافری مژگان سے | یہ کانٹے حضرت دل اپنے حق میں آپ بوتے ہیں |
| جدائی میں تری ہر رات میری آہ و زاری سے | زمانہ جاگتا ہے اور میرے بخت سوتے ہیں |
| اگر دیتا ہی اپنی تیغ کو وہاں آب قاتل | تو جانا بار محبت جانسے یہان ہاتھ دھوتے ہیں |
| جو تجھسے آشنا ہیں وہ ترے چاہ زنخدان میں | نہیں دل کو ڈبوتے پر نصیب اُنکو ڈبوتے ہیں |
| تمہارے محو صورت صورت تصویر حیران ہیں | نہ کہتے ہیں نہ سنتے ہیں نہ ہنستے ہیں نہ روتے ہیں |

وہ اپنی جنبش مژگان دکھا کر اے **ظفر** ہمکو
جگر میں اور دل میں سیکڑوں نشتر چبھوتے ہیں

| | |
|---|---|
| رہینگے سب ترے عاشق غم و حسرت میں جتنے ہیں | پھرینگے دن مصیبت کے یوں ہی قسمت میں جتنے ہیں |
| ہوئے گلہائے نرگس تجھسے کیوں ہمچشم گلشن میں | کہ ہیں آنکھیں جھکائے سب وہ اس خجلت میں جتنے ہیں |

جلد دوم دیوان ظفر

[illegible]

اتمام ہی پیش و کین کس طرح سے وہ تمکو
ظلم و ستم کی اپنے کرتے تلافیون مین
وہ تو نہین خلاف تیغ ہی قتل کو ہمارے
جو بار ہی تمھاری آنکھین غلافیون مین
مژگان سے کہ خنجر آتے ہین کام اپنے
سینہ چاکیون مین یاد ان کو نہین
وعدہ خلاف ابتو وعدہ کہین وفا کر
اک عمر یون ہی گذری وعدہ خلافیون مین
ظفر غزل وہ دیکھا

| | |
|---|---|
| کہان ہی آئینہ کو تاب اپنی ای پری پیکر | کہ وہ ہو مقابل تیرے عارض کی صفائی مین |
| نہوتے آشنا تیرے جو ہمکو یہ خبر ہوتی | کہ تو ہو جائیگا نا آشنا یون آشنائی مین |
| میسر ہی تمہین بوس و کنار اُسکا تصور سے | مزے ہم وصل کے لیتے ہین کیا اب جدائی مین |
| اسیران قفس نے جو وا اپنے بال و پر توڑے | ہوا حاصل ٹھہر کر یہ تمناے رہائی مین |

ظفر رنگ حنا مین گو نہان ہی اسقدر شوخی
کسیکا خون ملا اُسنے مگر دست حنائی مین

| | |
|---|---|
| گاہ بیگاہ ادھر وہ جو گذر کرتے ہین | خوب چھڑکاؤ مرے دیدۂ تر کرتے ہین |
| پھر تجہین خاک اُڑاتے ہوے مانند صبا | عمر ہم خاک بسر خاک بسر کرتے ہین |
| کیون نہ قربان ہون انداز تیر تیرو نکے | واہ کیا چھٹتے ہی دل مین ترے گھر کرتے ہین |
| دیکھو ای غنچہ یہاں باغ مین خندان ہو گل | ہنستے ہی گلشن ہستی سے سفر کرتے ہین |
| دل پہ جو گذرے ہی ہو جاتی ہی مجکو معلوم | قاصد اشک ترا آکے خبر کرتے ہین |
| ہنستے ہین کیونکہ ترے سوختہ جان ہجر | شمع کی طرح سے رو رو کے سحر کرتے ہین |

ای ظفر ہمکو اُدھر وہی نظر آتا ہی
ہم نظر اس کے تصور مین جدھر کرتے ہین

| | |
|---|---|
| ناصافیون دل کے باصاف صافیو نمین | چھنتی ہی ہمسے ان کی کیا بر خلافیو نمین |
| کوچہ مین زلف کے تو رہنے دے تیر دل کو | ای شانہ مت ہو ہی یہ معافیو نمین |

ظفر دیوان

### مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| ہوا جو بلند جھنڈے اس قلزم فنا میں ہیں | حباب دار وہ بےتیغ کس ہوا میں ہیں |
| نہ انکو چاہیے خنجر نہ چاہیے شمشیر | وہ قتل کرتے ہزاروں کو اک ادا میں ہیں |
| ہمارے انکے محبت کے کچھ نہ پوچھو ڈھنگ | کہ ہم وفا میں ہیں سرگرم وہ جفا میں ہیں |
| جنوں کے ہاتھ سے دو چار تار بھی باقی | نہ جیب میں ہیں مرے دامن قبا میں ہیں |
| مزا ہو آج اگر انسے ہاتھا پائی ہو | لگا رہے وہ حنا اپنے دست و پا میں ہیں |
| ترے ہی کوچے میں ہیں دفن تیرے کشتۂ ناز | یہ تجھ سے چاہتے وہ اپنے خونبہا میں ہیں |
| کیر لگے پارہ کو کیا خاک یہ مہوس خاک | کہ آپ کشتۂ تمنائے کیمیا میں ہیں |

جو اپنے دل میں جگہ دیتے ہیں بتوں کو ظفر
بناتے بتکدہ وہ خانۂ خدا میں ہیں

| | |
|---|---|
| فدا پروانہ ساں جاں آپسے ہم جانباز کرتے ہیں | اگرچہ پر نہیں پر شوق میں پرواز کرتے ہیں |

### مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| ستم ہم پر نہیں یہ دلبر طناز کرتے ہیں | ستم کا ظاہرا پر وہ ہی لیکن ناز کرتے ہیں |
| تمہارے گھر میں شب کو کسطرح ہم آئیں چوری سے | کہ چوکیدار کھٹکا سنتے ہی آواز کرتے ہیں |
| جو کہتا تھا وہی کہتا رہا منصور سولی پر | کہ کہہ کر حرف حق انکار کب سرباز کرتے ہیں |
| ہم اسمیں آپ ہو جاتے ہیں گم انداز سے باہر | نظر میں جب نگا یار کی انداز کرتے ہیں |

| | |
|---|---|
| تسلی ہمکو ہوجاتی ہی جبدم غیر کی منہ سے | شکایت ہم تری ای دلبر طناز سنتے ہین |

کنارے بیٹھ کر انکو سنا تو مدعا اپنا
سر محفل ظفر کہتا ہی کیا غماز سنتے ہین

| | |
|---|---|
| مرے اور غیر کے کیا منہ سے جام مے لگاتے ہین | وہ اسکا سہ مین پانی شیر بکری کو پلاتے ہین |
| لگائی عشق نے وہ آگ دل مین بجھ نہین سکتی | وفور اشک سے ہر چند ہم دریا بہاتے ہین |
| دکھاتے ہین دل پر داغ جب ہم چارہ سازونکو | ہمارے داغ دل کیا کیا ہمین آنکھین دکھاتے ہین |
| نہین معلوم پھونکا کیا صبا نے کان مین گل کے | چمن مین جسسے غنچے چپکے چپکے مسکراتے ہین |
| جگائین بخت خوابیدہ کو گر میرے تو مین جانون | کہ میر نالۂ دل خوب ہو تو انکو جگاتے ہین |
| نئی تلوار جبدم کوئی انکے ہاتھ آتی ہی | تو پہلے اسکو وہ اس سخت جان پر آزماتے ہین |

### قطعه

| | |
|---|---|
| وہ ہمسے وعدہ کر جاتے ہین اکثر شب کے آنیکا | مگر آتے نہین ہرگز کہ جا کر بھول جاتے ہین |
| گذر جاتی ہی ساری رات کہتے کہتے یہ ہمکو | آتے ہین اب آتے ہین آتے ہین اب آتے ہین |

اگرچہ کھینچتے ہین آپ کو وہ دور تر انکو
کشش سے اپنے دل کی اے ظفر ہم کھینچ لاتے ہین

وہ جو چلے ہین اتنی جلدی دیکھین کدھر کو جاتے ہین
ٹھہرتے ہین رستے مین کہین یا سیدھے گھر کو جاتے ہین

ظفر رکھے اُسے در پردہ دل مین کیا عاشق
چھپائے ماہ کو کیونکر کتان کے پردے مین

گر کام تیرا دہم کے بھٹکاؤ پر نہین
تیرے لیے اٹک کسی اٹکاؤ پر نہین

جھٹکے ہی جب وہ ہاتھ تو کیا کیا ہمارا دل
جھٹکے اُٹھاتا ہاتھ کے جھٹکاؤ پر نہین

جوڑ یسے دلکو باندھو نہ الجھاؤ لف مین
مشکین بلا سے پیچ دو لٹکاؤ پر نہین

دل سے بلا مین لون تری ہاتھون سے کون لون
بخیا پرا ونگلیون ہی کے چھڑکاؤ پر نہین

بھٹکائے ہی تو غیر کو کیا کیا کہ یان نہ آئے
لیکن وہ رُکتا اس ہرے بھٹکاؤ پر نہین

ای کوہکن نہ سر کو پٹک کوہ سے کہ عشق
رکھتا ہے شکوہ سر ہی کے پٹکاؤ پر نہین

اڑنے کی دام سے نہین ہمکو ممانعت
صیاد ایک ہی یہی اٹکاؤ پر نہین

کیونکر نکالے سوزن تدبیر دل سے پھانس
جب اطلاع ہی اُسے کھٹکاؤ پر نہین

مٹکائے آنکھ یا نہ وہ مٹکائے اے ظفر
موقوف آنکھ ہی کے تو مٹکاؤ پر نہین

بوسہ ہم رضی ہم ای رشک قمر لیتے نہین
کس لیے بستر پہ ہم کروٹ ادھر لیتے نہین

کیا کہین حال اپنا تجھ سے اسقدر ہین ناتوان
سانس بھی باہر ہرون سے خستہ جگر لیتے نہین

تم ہوئے رشک مسیحا بھی اگر کیا فائدہ
اپنے بیمار الم کی تو خبر لیتے نہین

دیکھے اس نو خط کو خط جسکے ہے پائی سزا
خط کو میرے ہاتھ مین بھی نامہ بر لیتے نہین

دیوان ظفر

[illegible]

منہ لگ سکے زخم اسکے وہ کہہ بیٹھتا ہو صاف
جو آئنے ہی اُس آئینہ رخسار کے منہ میں

مرید قطب دین ہوں خاک پای فخر دین ہوں میں
اگرچہ شاہ ہوں انکا غلام کمترین ہوں میں

الٰہی مجھ ... ہے نام روشن میرا عالم میں
وگر ہوں تو بالکل رو سیہ مثل نگین ہوں میں

نہ کعبہ سے غرض مجھکو نہ بتخانہ سے کچھ مطلب
ہمیشہ گھستا انکے آستانے پر جبین ہوں میں

رہوں میں بند کشمکش ہوں انکی محبت میں
نہیں ... صوفی خلوت نشین ہوں میں

مجھے تو ... وہ تو ...
ولیکن یہ سمجھتا ہے کہ انکا ہوں کہیں ہوں میں

یہی عقدہ ... رہنما ہے
سمجھتا انکو اپنا حامی دنیا و دین ہوں میں

بہادر شاہ میرا نام ہے مشہور عالم میں
ولیکن اے ظفر انکا گدای رہ نشین ہوں میں

حرم کی راہ ... بند میں
دونوں ... چار بند میں

میں باغ و گلشن ... گرفتار
ہے ... طرح کہ جیسے گنہگار بند میں

... مجھکو
دونوں رہینگے کافر و دیندار بند میں

... ہو تو ...
کیوں بند ہو یہ بند ... ستار بند میں

... ساتھ ہو ...
آزاد بھی ہے باعث پندار بند میں

مجھکو یقین ہے بات مری ہوں ...
رہینگے گرہ اگرچہ وہ سو بار بند میں

[illegible]

دشتِ جنون کو جائینگے ہم کل مین آج مین
رکھینگے ہماری خام قدم کل مین آج مین

کرتے تھے یون تو ظلم ہمیشہ پر آپ نے
کچھ کچھ کئے تھے تازہ ستم کل مین آج مین

ہستی کے قید خانہ سے مجنون ہے تنگ
چلتا ہو سوئے دشتِ عدم کل مین آج مین

معلوم ہی ہمین تھی جو کچھ عدو کے ساتھ
کتنے کئے ہین قول و قسم کل مین آج مین

اُس بُت کی بیوفائی اگر ہے یہی تو ہم
ڈھونڈینگے کوئی اور صنم کل مین آج مین

جو کل تھا دل کا حال وہی آج بھی ہا
پایا کچھ اضطراب نہ کم کل مین آج مین

پڑھ قافیہ بدل کے ظفر اور بھی غزل
کچھ شعر کر لئے ہین رقم کل مین آج مین

کرتا وہ بیچارہ کیا تدبیر سے چارہ نہین
پر کرے کیا چارہ گر تقدیر سے چارہ نہین

صورت بتصویر مین حیران ہین حیرت کا کیا
ہوتا کچھ اس عالم تصویر سے چارہ نہین

زلف کی سودائیون کو قید کرنا چاہیے
بہتر انکے واسطے زنجیر سے چارہ نہین

روز ہوتا جا ہے وہ بت زیادہ سنگدل
ہوتا کچھ اس آہ کی تاثیر سے چارہ نہین

کرتی ہے دل کو نشانہ ناوک مژگان یار
غیر رضا کوئی قضا کے تیر سے چارہ نہین

وہ مریض عشق کو کوئی دوا کیا اور خاک
ہوتا اس بیمار کا اکسیر سے چارہ نہین

تشنہ لب ہین جو شہادت کو ظفر انکو ہے
بہتر اس آبِ دمِ شمشیر سے چارہ نہین

بے طاقتی اگر یہ ہمین تو ہمین شعر دیکھنا

سمجھے گا کون دل کو ہمارے کہ ہم سبب

مطلع ثانی

کل تھی نگاہ اور تری آج اور ہے
ہے کچھ بھری ہوئی سی نظر کل مین آج مین

وہ دن گئے جو شب گریہ سے تو نے ہزار بار
طوفان اٹھائے دیدۂ تر کل مین آج مین

کل سے رقیب گھر مین جو سوگیا ہے آج تک
نہین کہین گیا ہو نہ گھر کل مین آج مین

تھا کل تو وعدہ آج کا کہتے ہو آجکل
جائیگی یونہین عمر گذر کل مین آج مین

کل اشک گرم چشم مین تھا آج ہین شرر
کتنا بڑھا ہے سوز جگر کل مین آج مین

نے کل تھا دل کو چین نہ ہے جی کو آج کل
کچھ ہو تو کہئے فرق ظفر کل مین آج مین

دیگر

بعد دو دن کے اگر دیکھی تری صورت دن
جا تو مہ ہو کے یہان آیا نظر تیسرے دن

بوسۂ لب ترا لیتے ہی مجھے ہوگی شفا
یہ دوا وہ نہین ہو جسکا اثر تیسرے دن

کیا غضب ہے نظر لطف کا ہے یہ دو دن
پھر نہین دیکھنے کا بھی وہ ادھر تیسرے دن

نہ ہوی ساتھ جنازے کے سوم مین آئے
سنکے عاشق کے وہ مرنیکی خبر تیسرے دن

گر زمانہ مین ترقی نہ ہو فتنہ رفتہ
کیون ہلال اوج فلک پر ہو قمر تیسرے دن

تپ غم جا کے ہی ساتھ نہین دیتی ہے
رہے دو روز چڑھا جائے اثر تیسرے دن

ہم رہے اس نگہ مست سے دو دن بیہوش
بارے کچھ تھوڑا سا ہوش آیا ظفر تیسرے دن

کیون قدر نہ آنسو کی ہو جسے نظر دین
نکلا نہ گھر ایسا ہزارون گہر دین مین

سینہ کوبی سے ہوا ہے کیا سینہ کا حال
اپنا کیا کچھ [illegible] کے ہاتھ مین

یاد دلواتا ہے ساقی مجکو چشم مست
دیجیے جام بادہ کیفیت کے ہاتھ مین

طوقِ گردن کر گئے ٹکڑے گریبان کے
دیکھو تو کیا [illegible] کے ہاتھ مین

نسخۂ بیماری دل ہے یہ نامہ یار کا
آگیا کیا جانے کس [illegible] کے ہاتھ مین

کیونکہ دامن گیر ہون اس قاتل بیباک کا
ہو رہا رعشہ سا ہے [illegible] کے ہاتھ مین

دے گئے تجھے وہ نشانی مجکو اپنے ہاتھ سے
یہ جو چھلا ہے ظفر مدت سے میرے ہاتھ مین

دولتِ عشق ہو گر پاس تو زر کچھ بھی نہین
زر نقد بازداغ دگر کچھ بھی نہین

بیخبر ہم ہین محبت مین تمھاری ایسے
کیا خبر پوچھتے ہو ہمکو خبر کچھ بھی نہین

غیر پر لطف و کرم ہم پہ نہ شفقت کی نظر
واہ جو کچھ ہے ادھر ہے وہ ادھر کچھ بھی نہین

جو ہے کام انھین مضرت ہی مضرت ہے تمام
[illegible] محبت مین ضرر کچھ بھی نہین

یکدن وہ تھا کہ تھی آہ مین کیا کیا تاثیر
یکدن یہ ہے کہ نالون مین اثر کچھ بھی نہین

گرچہ بےپردہ ہے وہ پر ہین ہزارون پردے
کام کرتا ہے [illegible] غفلت مین نظر کچھ بھی نہین

واہ ری عقل کہ مرتے ہین یہ شاعر کس پر
جس [illegible] سمجھے ہین دہن اور کمر کچھ بھی نہین

اسپہ بھی کتنا ہون سرگرم شرارت [illegible]
گرچہ ہستی مری مانند شرر کچھ بھی نہین

جبتلک چشم ہے وا آتا نظر ہے سب کچھ
ہو گئی بند جہان آنکھ ظفر کچھ بھی نہین

جراحت دل پر اضطراب پر رنگین
ظفر جواب لب لعلین سے ہو جواب پر رنگین
تو دیکھا جواب وہ کیا کیا جواب پر رنگین
ورق لگاتے ہین ہم خط کتاب پر رنگین
[illegible]

| | |
|---|---|
| پھر گئی اک بار بھی باغ عالم کی ہوا | بولتے وہ بولیان بھی جانور اگلی نہین |
| اور ہی طرز روش پر لکھ کے بھیجا اسنے خط | وہ رہ و رسم کتابت نامہ بر اگلی نہین |
| نالۂ شب ہی کے کیا اگلے اثر کو روئیے | تجھ مین بھی تاثیر اے آہ سحر اگلی نہین |
| دیکھتے ہین ہم تیرے ظلم و ستم | بھولتے تیری وفا پیارے مگر اگلی نہین |
| ہو گیا معلوم انداز سخن ہی سے مجھے | وہ عنایت انکی میرے حال پر اگلی نہین |

گرچہ آیا وقت پیری جا چکا عہد شباب
پر وہ باتین ہمسے چھٹتی اے ظفر اگلی نہین

| | |
|---|---|
| نصیب وصل جو اس نازنین سے ہی نہین | اندھیرے گھر مین سواے روشنی کہین نہین |
| تو آنکھ دید کی طاقت نظر مین پیدا کر | کہ یار تو نظر آئیگا دور بین سے نہین |
| برنگ نقش قدم خاک مین ہین مل جاتے | پر اٹھتے کوچۂ جانان کی ہم زمین سے نہین |
| اگرچہ کیسا ہی ہوگا کڑی کمان کا تیر | وہ پیش جائیگا آہ دل حزین سے نہین |
| یہان ہے آتش دوزخ بھی اک شرار برق | ترا مقابلہ اس آہ آتشین سے نہین |
| کیا ہے تو نے نیا کسکو ذبح او سفاک | کہ چھوٹا جسکا یہ خون تیری آستین سے ہی نہین |

ہمیشہ رہتے ہین انکی مصاحبت مین وہی
ظفر ملاتے ہین جو ہان مین ہان نہین سے نہین

| | |
|---|---|
| نقاب اسکی رخ پر عتاب پر رنگین | شفق کا پردہ سا ہے آفتاب پر رنگین |

دیگر

[illegible]

باندھا کیا کیا ہوا ہون اپنی مانند حباب
آگیا اس ہستی یکدم کے ایسا دم مین ہون

مجھسے کیون الجھے ہے تو ناصح کہ مین الجھا ہوا
آگے ہی اسکے خیال گیسوئے پُر خم مین ہون

رہتا ہون مثل گل خندان گریبان چاک مین
یہ نہین معلوم شادی مین ہون یا ماتم مین ہون

بڑھتے بڑھتے دل تلک پہونچا ظفر زخم جگر
اور مین اب تک تلاش نسخۂ مرہم مین ہون

مین ہون عاصی کہ پُر خطا کچھ ہون
تیرا بندہ ہون ای خدا کچھ ہون

جزو کل کو نہین سمجھتا مین
دل مین تھوڑا سا جانتا کچھ ہون

تم سے الفت نباہتا ہون مین
با وفا ہون کہ بے وفا کچھ ہون

جب کہ نا آشنا ہون مین سب سے
تب کہین اُس سے آشنا کچھ ہون

نشۂ عشق لے اُڑا ہے مجھے
اب مزے مین اُڑا رہا کچھ ہون

خواب میرا ہے عین بیداری
مین تو اسمین بھی دیکھتا کچھ ہون

گرچہ کچھ بھی نہین ہون لیکن
اسپہ بھی کچھ نہ پوچھو کیا کچھ ہون

سمجھے وہ اپنا خاکسار مجھے
خاک رہ ہون کہ خاک پا کچھ ہون

چشم الطاف فخر دین سے ہون
اے ظفر کچھ سے ہو گیا کچھ ہون

کان سے سنین ہم بات چیت کونکی دن
پر کہین منھ سے ہم بات چیت کونکی دن

نہ کہون بجا جو ہو بجا [illegible]
نہین وہ مین کہ مرے التماس بیجا ہون
سب اپنی اپنی جگہ پر بیان [illegible]
جو ایک ہون تو مین تیرے پاس بیجا ہون
امید وصل کی ٹھہری ہے نا امیدی سے
اگرچہ ہر لحظہ ہم دل مین اس بیجا ہون
نہ ہو بجا ہو نہین تو کیا حاصل
غزل مین حرف شکایت کا [illegible] بیجا ہون
[illegible] ہو جو بجا تو ہمارا پاس بیجا ہون

جدا مجھسے ہوا دل یہ نہ سمجھا وہ کہ مدت سے
از خود رفتہ سکا ہون کہ اسکی قبضہ سے کیونکہ کر جاؤن

پلائے غیر تجکو مے پیون مین خون دل اپنا
گوارا اسکو مین اے بیمروت کیونکہ کر جاؤن

وہ بھاگین گے مجھ سے دور مجکو پاس ہے انکا
کنارہ ایسے مین اے بے محبت کیونکہ کر جاؤن

جو باعث اس مصیبت کے ہین سب پاس ہین تیرے
ترے آگے بیان اپنی مصیبت کیونکہ کر جاؤن

سفر دنیا سے کر جانا تو کچھ مشکل نہین لیکن
تبا اے دل کہ طے مین راہ الفت کیونکہ کر جاؤن

دل بیتاب کو تو تھام کر مین نے رکھا اپنے
مگر نالہ کو ضبط اے درد فرقت کیونکہ کر جاؤن

مری صورت تو سب پہچانتے ہین اسکے کوچے مین
اگر جاؤن بدل اپنی صورت کیونکہ کر جاؤن

ظفر منظور ہو جلوہ دکھانا جب اسے اپنا
نہ دیکھون کسطرح مین دور غفلت کیونکہ کر جاؤن

کدورت دھوکے گر ساری دل بے کینہ نہ جاؤن
صفائے سینہ سے مین اپنا ایک آئینہ نہ جاؤن

کرے مشق خدنگ ناز تو گر اے کمان ابرو
تو مین تو دہ مقابل کر کے اپنا سینہ نہ جاؤن

برابر آشنائے نو کے بھی سمجھے نہ وہ مجکو
اگر مین عمر کھو کر عاشق دیرینہ نہ جاؤن

کہا یہ دار نے منصور سے گر قصد ہو تیرا
تو بام عشق کا تیرے لئے مین زینہ نہ جاؤن

نہین جاے تعجب اے ظفر گر عشق کی دولت
ہجوم داغ سے مین اپنے ایک گنجینہ نہ جاؤن

وہ بیٹھے یونہین جو مین اداس بیٹھا ہون
تو پھر بجا ہے مرے گر حواس بیجا ہون

| | |
|---|---|
| مین بھلائی کہون توکسکی کہون | وربرائی کہون توکسکی کہون |
| کہو نا آشنا کہون کسکو | آشنائی کہون توکسکی کہون |
| رند بے باک ہین کہون توکسے | پارسائی کہون توکسکی کہون |
| شیوۂ راستی کہون کس کا | کج ادائی کہون توکسکی کہون |
| جبکہ ہو سب مین وہی جلوہ نما | خودنمائی کہون توکسکی کہون |
| وہ توکہتا ہے باوفا ہو نہین | بیوفائی کہون توکسکی کہون |
| روبرو روے صاف کرا سکے | مین صفائی کہون توکسکی کہون |
| وہ تو ہردم ہے میرے دم کو ساتھ | پھر جدائی کہون توکسکی کہون |

اے ظفر بخت نارسا کے لئے
نارسائی کہون توکسکی کہون

چوری سے وہ بوسہ عارض زلف اٹھا کر کیون کر لون
مال وزری یون توچھپا کر سب کو دکھا کر کیون کر لون
میری طرف سب تاک رہے ہین محفل مین ہین جتنے حریف
ساقی تجھ سے ساغر مے مین آنکھ بچا کر کیون کر لون
کیا کیا مجھ پر ظلم کئے ہین چرخ نے پر یہ فکر ہے مجھے
بدلا اس سے لون جو کئے ہین قابو پا کر کیون کر لون

## مطلع ثانی

جو لالہ ہو دست حنائی کے قربان
تو ہو شاخ نازک کلائی کے قربان

نظر آئے جلوہ اپنا
جو ہو خود نمائی کے قربان

| | |
|---|---|
| نہین آتا سمجھ مین لوگ سمجھاتے ہین کیا انکو | کہ سمجھائے کسیکے کب ہے شیدا سمجھے ہین |
| نہ دو خورشید کو نسبت ہمارے داغ سوزان سے | کہ اُسکو اسکا ہم اُترا ہوا چھاپا سمجھتے ہین |
| تری باتین تری گھاتین سمجھ مین کسکی آتی ہین | نہین کچھ ہمین اے شوخ تو بیڑا سمجھتے ہین |
| دل پر خون مین میرا نہ کیونکر اپنے تلوونسے | کہ خون دل کو میرے وہ حنا سمجھتے ہین |
| الٰہی حضرت دل کی سمجھ کیون ہوگئی اُلٹی | کہ اس نا آشنا کو آشنا اپنا سمجھتے ہین |

کبھی گر دیکھتے ہین آئینہ حیران ہوتے ہین
ظفر وہ حسن مین جو آپ کو یکتا سمجھتے ہین

| | |
|---|---|
| لاغری سے یون ترے اندوہگین کی ہڈیان | ہین عیان جیسے کہ مجنون حزین کی ہڈیان |
| گر ترا دلسوز سرگرم فغان ہو جل اُٹھین | شمع سان گرمی سے آہ آتشین کی ہڈیان |
| یہ حلاوت ہے محبت کی کہ سر تا پانون تک | ہے مزا سب مین ہما کھائے کہین کی ہڈیان |
| خاک کو بھی جسم ہے غافل نہین یاد کو | یہ زمین کی ہین نگین اور وہ زمین کی ہڈیان |
| جیمین ہے میرے لکھون قاتل تری شرح ستم | ہون قلم سر بسر شمشیر کین کی ہڈیان |
| قابل نفرت ہے وہ یا تک نہو جسکو یقین | کھاتے کتے بھی نہین اُس بے یقین کی ہڈیان |

آگے اُن آنکھون کے گر شوخی کرے تو اے ظفر
توڑ ڈالون مار کر آہوے چین کی ہڈیان

| | |
|---|---|
| ہنسی مین رکھائی رکھائی کے قربان | تری واہ اس خوش ادائی کے قربان |

| | |
|---|---|
| واعظو صبح قیامت کا جو تم لاتی ہو گو | اسنے دکھلایا نہین اپنا بنا گوش تمھین |
| کون ایسا ہی جو زلف کو تھو دیکھو پیچے | مجھ سا ملنے کا نہین کوئی بلا نوش تمھین |

شمع سان گو کہ سراپا ہو زبان تم لیکن
دیکھتا ہون ظفر اس بزم مین خاموش تمھین

جگر اور دل جو زخمی میری جان دونون کے دونون ہین
خدنگ ناز و غمزے کے نشان دونون کے دونون ہین

جہان مین رنج و راحت کی ہو رہنے کا ٹھکانا کیا
نہ دل ہی ہے سما جاتے جہان دونون کے دونون ہین

مرے جو سینہ و پہلو مین ہین دو تیر کے روزن
اندھیرے گھر کے یہ تو تابدان دونون کے دونون ہین

ہوے ہین اشک خون سے جیب و دامن اسقدر رنگین
مرے نزدیک یہ باغ جنان دونون کے دونون ہین

ترے ابرو ہین وہ کج خلق مانگو اک اگر بوسہ
ابھی رخ پھیرتے مثل کمان دونون کے دونون ہین

امید وصل دل مین چشم مین ہے شوق نظارہ
بہت دن سے تصرف مین مکان دونونکے دونون ہین

## مطلع ثانی

خود نما ہو تم کوئی پردے مین کیا رکھے تمھین
وہ رکھو در پردہ جو دل مین چھپا رکھے تمھین

حضرت دل کیا کرو نہین خود ہی لٹّا آپکی
تم اُسی سے رہتی ہو خوش جو خفا رکھے تمھین

ناصحو جانو مرا تم حال گرچہ زلف یار
ایک دو دن بھی گرفتار بلا رکھے تمھین

درد اُٹھے اس طرحسے دلمین کیون سیدھ
اپنے پہلو مین اگر عاشق تمھارا رکھے تمھین

تم ہو عیار لیکن وہ بڑا عیار ہے
اس بگڑنے پر جو یار اپنا بنا رکھے تمھین

نکلے دم جبتک کہ میرا آہ بالین پر کھڑے
کوئی ایسا ہو کہ باتون مین لگا رکھے تمھین

خط تو مین لکھتا ہون لیکن یہ مجھے رہتا ہے ڈر
کوئی دشمن کچھ نہ پہلے سے پڑھا رکھے تمھین

اُسکے حسن حیرت افزا کو جو دیکھو اے ظفر
عمر بھر آئینہ سان وہ چشم وا رکھے تمھین

کیا کہین اُسنے تو نہین ہمنے کیا دیکھا نہین
جو یہ کہتے ہین سنا ہے پر خدا دیکھا نہین

جیسے دیکھا ہے ترے ابرو کو ہمنے تہ جبین
ماہ کو تو آسمان پر آنکھ اٹھا دیکھا نہین

پہلے ہی سے حسن کا اپنے ہے تجکو اک غرور
آئینہ تو نے ابھی اے خود نما دیکھا نہین

خوف ہے روز قیامت کا تجھے اسواسطے
تو نے اے زاہد کبھی دن ہجر کا دیکھا نہین

وہ تماشا دیکھے گر دیکھے زلیخا تیری شکل
خواب مین بھی اسنے جو اے مہ لقا دیکھا نہین

یون تو ہین سرو گل اندام اور بھی اے رشک گل
تجھسا پر رنگین ادا گلگون قبا دیکھا نہین

مطلع ثانی

اہل بخشش سے برابر ہوں کہاں یہ خستہ طبع
ہیں ثمر موزوں ہی تو کیا نخل ثمر اور ہیں

جو ہیں دل میں وہی منھ پر لاتے ہیں آئینہ دار
ہم نہیں ہیں وہ کہ دل میں اور منھ پر اور ہیں

خوبی جوہر سے یاں ہے ہر اک شے کو امتیاز
لعل بھی پتھر ہی ہیں لیکن وہ پتھر اور ہیں

سوزِ غم سے جل کے خاکستر تو ہم ہو ہی چکے
ہے جو گرمی سی ہی شاید کچھ انگار اور ہیں

شعلۂ آہ و فغاں ہے ہم سر چرخ کہن
دیکھتے ہر شب عیاں تابندہ اختر اور ہیں

ہم قناعت کو تری دولت سمجھتے ہیں ظفر
ڈھونڈھتے جو زر کو ہیں وہ طالب زر اور ہیں

ابھی زاہد نہیں یاں ہے میخواروں کے قابو میں
چکھا دینگے مزا گر آ گیا یاروں کے قابو میں

منافع کو ہے مجرا حضرت عشق آپکی دولت
پھنسی ہے جنس دل جا کر خریداروں کے قابو میں

ابھی جائیں یاں تنگ زندگی سے تنگ ہیں لیکن
نہیں ہے موت اپنی تیرے بیماروں کے قابو میں

وہ چشم مست ہی ہو کہ تیرے سامنے ظالم
نہیں رہتے ہیں بالکل ہوش ہشیاروں کے قابو میں

نگاہ و ناز و انداز و ادا سے دل بچے کیونکر
کہ یہ تو آ گیا بیچارہ ان چاروں کے قابو میں

کہیں ہیں دم زدیدہ مرے اشکوں سے رد رو گر
کہ اب تو آ پڑے ہم مردم آزاروں کے قابو میں

ظفر بچتا ہی رہیو دیکھ اہل صومعہ سے تو
خدا کے واسطے آنا نہ مکاروں کے قابو میں

نیند اس فکر میں یاں رات بھر آج آئی نہیں
کہ ہو گیا جو وہاں کی خبر آج آئی نہیں

پر نہ جچ اچھی جتائی خوب بھینکا چرخ نے — گہ بلندی پہ ہمین گاہ پستی مین ہمین
ابر باران مین سوا ہوتا ہی منوشی کا لطف — ساقیا دی جام مئ بدمستی مین ہمین
ہو وقتِ خست کہ ہمارے اور ہی گھر دیکھنا — نہ رہیگا یہ نہ جنگل مین نہ بستی مین ہمین

ای ظفر جو کچھ کئے ہمنے زبردستی مین کام
انکے بدلے مل رہی ہین زیردستی مین ہمین

جاؤ تم تنہا کہین ایسا تو ہو سکتا نہین — اور نہ مین پہونچون ہین ایسا تو ہو سکتا نہین
چھیڑون چین زلف کو مین اور نہ ہو تقصیر — ہو نہ چین جبین ایسا تو ہو سکتا نہین
کیا ہوا گو حسن یوسف شہرۂ آفاق ہی — تو ہی پر جیسا حسین ایسا تو ہو سکتا نہین
نہ عنایت نہ نوازش کیونکہ اسکا ذکر ہو مین — دون دل ایمان دین ایسا تو ہو سکتا نہین
زلف کے حلقے مین بھی جیسا رخ روشن ترا — ماہ بھی ہالہ نشین ایسا تو ہو سکتا نہین
جاؤ تو بالین سے میرے اور نہ جاؤ تیر سا — میری یہ جان حزین ایسا تو ہو سکتا نہین
مین نہ ایسا چاہتا دل ہو اسیر مبتلا — کیا کہون پر ہمنشین ایسا تو ہو سکتا نہین

سینہ کا دی بیان کرے کوئی نہ جبتک ای ظفر
نامور ہو جون نگین ایسا تو ہو سکتا نہین

دن گئے زلف یت کا ذمین پہونچے تو نہین — شام کو شامت زدہ یہ گھر مین آ پہونچے تو نہین
کوئی دن دیکھنا لختِ جگر بھی آئین گے — قطرۂ خون دل کے چشم تر مین آ پہونچے تو نہین

گو بنگیا ہوں سوکھ کے کانٹا سا میں حقیر — لیکن کھٹکتا اب بھی ہوں ان چشم حسود میں

وہ کھیل کھیل جس سے بنے کچھ وہاں کا کھیل
کیا فائدہ یہاں کے ظفر کھیل کود میں

| | |
|---|---|
| سوتے ہیں گو ہم خواب ایسے مزے میں | پی تھی نہ کبھی ہمنے شراب ایسے مزے میں |
| اس رو کے کتابی کا ہے آنکھوں میں تصور | ہم دیکھتے ہیں دیکھو کتاب ایسے مزے میں |
| جو ہمنے مزا عشق کا پیری میں اٹھایا | گذرا نہیں ادرد کا شباب ایسے مزے میں |
| ساقی مری توبہ کے ٹھہرینگے نہیں پاؤن | گر جھومتا آئیگا سحاب ایسے مزے میں |
| پروا ترے زخمی کو نہیں آب بقا کی | رکھتی ہے تری تیغ کی آب ایسے مزے میں |
| جیسا کہ دل سوختہ ہے اپنا مزیدار | رہتا ہے کہاں جل کے کباب ایسے مزے میں |
| پوچھو نہ یہ ہم جیسے لیے کتنے مزے سے | رہتا ہے کسے یاد حساب ایسے مزے میں |
| چھٹا ہے مزا عشق کا ہمسے کوئی ناصح | آئے نہیں ہم خانہ خراب ایسے مزے میں |

ہوتے ہی نشہ کیونکہ نہ کھل جائے وہ ہمسے
رہتا ہے ظفر کوئی حجاب ایسے مزے میں

| | |
|---|---|
| ڈھ گئے بن بن کے دنیا میں مکان بہتوں کے ہیں | اے فلک تو نے مٹائے یاں نشان بہتوں کے ہیں |
| حال دیوانوں کا انکے پوچھ خار دشت سے | یعنی افسانہ ہے نوک زبان بہتوں کے ہیں |
| ہر قدم پر تیرے انداز خرام ناز نے | دل کئے پامال اے سرو روان بہتوں کے ہیں |

دیگر

لگے ہین دل پہ بہت زلف یار کے تسمین
کیا ہے ٹھیک اسے ہار کے تسمین

شکار بند مین تیرے سوار توسن ناز
کہان نصیب کہ ہون اس شکار کی تسمین

خدا بچائے اُسے جسکے قتل پر کھولین
بتان عربدہ جو سوگوار کے تسمین

بتا تو کھینچی کس ان نہین تری زلفین
گلے مین ڈالکے دو تیغ جار کے تسمین

فلک نے رعد کے طبلہ پر آج اے ساقی
چڑھا دیے رگ ابر بہار کے تسمین

ابھی جو ہاتھ لگاتا ہے اک وہ قاتل
تو پھر لگے نہین ہاتھ ہزار کے تسمین

رہے نصیب جو کام آئے ان حسینون کے
بوقت قصد ترے جسم زار کے تسمین

فقیر جائے کمر بند باندھتے ہین سدا ر
کمر مین ہمت پہ استوار کے تسمین

ستم سے ہاتھ وہ کھینچے ظفر یہ کیا امکان
نہ کھینچے جب تلک اس بیقرار کی تسمین

دیگر

قتل کرتی ہین مجھے اسکی رسیلی آنکھین
رہتی ہین خون سے مری ور رنگیلی آنکھین

شدت گریہ سے کس وقت جدا ہین تری
آستین کو نہین رکھتی میری گیلی آنکھین

نوک جھوک انکی چلی جائے دل سے بہرے
کتنی قربان ہین بلا تیری نکیلی آنکھین

ڈورا کاجل کا جو ہے وہ رسن گردن دل
کیا تماشا ہوا گر پھوڑ دین ڈھیلی آنکھین

کھل گئین جلوہ رخسار ترا دیکھتے ہین
مہر و مہ کی بھی سر گنبد نیلی آنکھین

نہین ان کا فزون نیم نگہ کی بھی امید
مجھے رکھتی ہین تری تیز نکیلی آنکھین

مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| چاک کیون جیب جگر اپنا کرین مثل کتان | اگر نهون دیوانهٔ عشق اس قمر طلعت کے ہم |

ان بتون کی صورتو نمین واہ کیا کیا ای ظفر
ہین تماشے دیکھتے اللہ کی قدرت کے ہم

| | |
|---|---|
| زلف پر تیری نظر جب اے صنم کرتے ہین ہم | سورۂ واللیل پڑھ کر منہ پہ دم کرتے ہین |
| کب تمھارا شکوهٔ جور و ستم کرتے ہین ہم | ورکرتے ہم تو کہدیتی کہ ہم کرتے ہین ہم |
| وہ قدم اپنا جہان رکھتا ہی ان پر قدم | فرش آنکھین صورت نقش قدم کرتے ہین ہم |
| کیا ستم ہی وہ صرنجا ہم پہ کرتی ہین ستم | اور کہتی ہین کہ یہ لطف و کرم کرتے ہین ہم |
| اپنی خارستان مژگان کو ہمیشہ عشق مین | اشک گلگون سے گلستان ارم کرتے ہین |
| کیا کسی سے خاک ہون وحشت مین اپنا نوش ہم | دیکھتے ہین اپنے سایہ کو تو رم کرتے ہین ہم |
| سچ ہی سچ لکھا ہی قاصد خط یہ ہمنے یکقلم | جھوٹ ہو تو ہاتھ بھی اپنے قلم کرتے ہین |
| تربت خضر اس حلاوت سے ہی گاکوئی گیا | جس مزے سے نوش جان زہر اب ہم کرتے ہین ہم |

یہ جو دم کی آمد و شد ہے اسی بن ای ظفر
دمبدم اک سیر ہستی و عدم کرتے ہین ہم

## ردیف النون

| | |
|---|---|
| کرتا مین ترک غم یار کی تدبیر تو ہون | کیونکہ تارک ہمہ دگار ہو تقدیر تو ہون |

بغیر اشک پیا جاے کیونکہ خون جگر
کہ ہوتا آب سے ہے تیز تر شراب کا میل

جو ہے گرم طپش ہین شرار و شعلہ و برق
کچھ انمین بھی ہے مرے دل کے اضطراب کا میل

فروغ حسن مین ہے نشۂ شراب کو دخل
ہو صبح مین ہے نور آفتاب کا میل

ہمارا میل ہو کیا اس سے جسکی باتو نمین
کبھی ہو لطف کا میل اور کبھی عتاب کا میل

نہ کوہکن سے ملے دل مرا نہ مجنون سے
نہین کسی سے بھی اس خانماں خراب کا میل

دل برشتہ یہ مائل ہین وہ لب میگون
کہ ہے شراب کا اور اے ظفر کباب کا میل

## ردیف المیم

یہ جو تم کھاتے ہو خدا کی قسم
ہے دروغ اے بتو خدا کی قسم

پھرتے ہین مہر و مہ جو سرگردان
ہے تری جستجو خدا کی قسم

کھول دیتے ہین میرے نالہ و آہ
راز پوشیدہ کو خدا کی قسم

پہونچے منزل پہ ہمسفر اور ہم
گئے غفلت مین سو خدا کی قسم

جاؤ غماز کی نہ باتون پر
ہے وہ بیہودہ گو خدا کی قسم

یہ جو تم دیکھتے ہو غفلت مین
خواب ہے غافلو خدا کی قسم

ہر کیا ذرہ کیا کہ ہے سب مین
جلوۂ یار لو خدا کی قسم

شمع مین ہے وہی تجلی نور
گل مین ہے وہی بو خدا کی قسم

ظفر اس سے نہ کر زیادہ کلام
کہ وہ ہے تند خو خدا کی قسم

قیس و فرہاد کو کیا تاب کہ آگے میرے
نیش کژدم کی کجے وا بھی کہ دم میں نکال

اگر سکیں ایک قدم عشق کے میدان میں بل
تنا ہی گوہ نخ کو بالے کے تری کا نہیں بل

یہ بھی کچھ پیچ نوشتہ ہی کا ہی انکے کہ ہین
زورِ گریہ کا ہمارے نہیں دیکھا اس نے

نا وک انداز تری جو ہر یکا نہیں بل
آ گیا اُس سے ہی کچھ موجۂ طوفان میں بل

آدمی خاک کرے بل کہ اجل کے آگے
اے ظفر اُسکا نکل جاتا ہے اک آن میں بل

تیرا ایوان ہے کیا روضۂ رضوانکی نقل
ماہِ نو جسکو بتاتے ہین وہ ہی جلوہ گا

بلکہ ہے روضۂ رضوان ترے ایوانکی نقل
اے مہ نہرہ جبین تیرے گریبانکی نقل

بے دوات و قلم اس رخ کتابی کا خیال
کرتا ہے کیا دلِ سیپارہ مین قرآنکی نقل

زلف کیا کیا تری ہوتی ہے پریشان شکن
دل سودا زدہ کے حال پریشانکی نقل

لی ہے عکسِ خطِ رخسار سے آئینہ نے
اے شہہ حسن ترے حسن کے فرمان کی نقل

کرتی ہے کعبہ سمجھ کر جسے اک خلق طواف
ہے وہ دراصل ترا حضرت انسانکی نقل

ہے ترے فیض سخن سے وہ سخنور کامل
جسنے اک بار ظفر کی تری دیوانکی نقل

کیلو اک بوسہ یہ دل عاشق بدحال کا سوال
کچھ سوا کہتا نہیں مانگتا ہے مال کا مول

مطلع ثانی

فلک کے ہاتھ سے کلفت اگر روشن فقیروں کو
حمائل کر گلے میں اپنے میر دستِ گل خوروں

نہو حاصل تو پھر ماہ کا کہنا ہوا حاصل
گلوں کا ہار تو نے رشک کا پہنا ہوا حاصل

نجانے ظلم سہنے پر بھی گر وہ قدر عاشق کی
ظفر تو اس ستمگر کا ستم سہنا ہوا حاصل

جبکہ دل ہی نہ ملے ماہ جبین کیا حاصل ۔ ساتھ شکووں کے جفا در چنین کیا حاصل
گرچہ ہمسر ہے ہر اک آہ عصا سے لیکن ۔ دل کو منظور سہارا ہی نہیں کیا حاصل
ای کماندار نہ سینہ سے مرے تیر نکال ۔ جائیگی ساتھ نکل جانِ حزین کیا حاصل
زلفِ مشکین سے تری اپنا معطر ہے مشام ۔ کیوں پھریں ڈھونڈھتے ہم نافۂ چین کیا حاصل
گورِ عاشق پہ نہ لا غیر کو اپنے ہمراہ ۔ ہو جو بدچین کوئی زیر زمین کیا حاصل
نظر آئی نہ تری شکل اگرچہ ہم نے ۔ رو کا آنکھوں نے دمِ باز پسین کیا حاصل
کیوں ملاتا ہے ہمیں خاک میں ظالم بار بار ۔ اس سے ہوگا تجھے ای چرخ برین کیا حاصل
دل و جان دیتے ہیں نثار کسی پر لیکن ۔ جب محبت کا نہیں تمکو یقین کیا حاصل

ای ظفر دل ہے جو دور وہ میرے نزدیک
گرچہ ظاہر میں نہایت ہے قرین کیا حاصل

موباف اسکے جعد شکن در شکن میں لال ۔ گویا زبان ہے مارِ سیہ کے دہن میں لال
فرقت میں تیرے ٹپکے جو آنکھوں سے اشک خون ۔ وہ جیسے سے جا بجا ہیں مرے پیرہن میں لال

کیا کیا ہوئی ہے رنگ سے حسرت سے لالہ کیونکہ ہو [illegible] چمن میں لال
بوسہ جو لعلِ لب کا لیا [illegible] ظفر وہ [illegible] انجمن میں لال

دیگر

جب [illegible] ان بھووں کی [illegible] ہلال
منھ [illegible] کیوں [illegible] گریبان میں ہلال

[illegible]

جہاں مین مین ہوون دیوانہ جسپہ کون لگے
یہ سر پہ باندھے دستار کیا سنوار کے تو

اس اپنے شیفتہ کو سنگسار کر لیکن
وہ میری لاش کو گاڑے نہ اپنے کوچہ مین

تمام پتھر اٹھا کر دیے پہاڑ کے پھینک
کہ رند دین گے اسے زاہد بگاڑ کے پھینک

نہ کنکر اور نہ تو ساتھ پتھر جھاڑ کے پھینک
اگر گڑھی بھی ہے تو اسکو دے اکھاڑ کے پھینک

مجھے نکال کے بستی سے میری وحشت نے
دیا ہے اب تو ظفر در بیابان اجاڑ کے پھینک

## ردیف اللام

واہ کیا زلف بتا بد پیر کے حلقہ مین گول
آسمان پر یہ نہین ہالے مہ و خورشید کے

واسطے عاشق کے ہین گرداب پا فنا
کہتے ہین چشم و دہن جنکو وہ ہیر و ہیا

ہم ہجوم خم ہی کو تیغ سمجھے ہین
ہمین شفقت سے بتا شہسوار انکو رکاب

گر درو خوبرویان دیکھتا ہنگام خط
گل جو کھائے تیری چہلو کن تو کیا ہو خوشنما

دیکھ کر جنکو تیر زنجیر کے حلقہ مین گول
دونون اس سقف کہن تعمیر کے حلقہ مین گول

وہ جو اسکے جوہر شمشیر کے حلقہ مین گول
وام جسپہ تھا ... کے حلقہ مین گول

گول یہ ... نہین ہین تیر کے حلقہ مین گول
یہ جو دونون دیدہ نخچیر کے حلقہ مین گول

کیا بنے پہ کار سے تقدیر کے حلقہ مین گول
ہاتھ پر اس عاشق دلگیر کے حلقہ مین گول

فلک

دیگر

جو کچھ تھا وہ ہنر دلسوزی سب ترک کیا
لیکن نہ محبت کی تمہاری کی ترک

مین سوزش دل بجھاؤن کیونکہ اپنی
چشمون نے بھی تو اشکباری کی ترک

جس دن سے دیا ظفر دل اسکو اپنا
اُس دن سے نہ ہمنے آہ و زاری کی ترک

تھامتا ہی دل ہی میرا ہمرہ ناز کی جھوک
گرچہ رستم ہو نہ سنبھلے اس سے ابھار کی جھوک

زلف کافر کھاؤ ہے جھونکے ہوا کی دیکھنا
کیا بلا ہے عالم مستی مین اس کالی کی جھوک

بارش گریہ نے ہے لا کر دیا پانی جھکا
ورنہ تھی اتنی کہان مژگان کے بیزار کی جھوک

ڈر ہے صرصر سے یہی مجکو کہین ایسا نہو
آشیان میرا گرا دے باغ مین آنی کی جھوک

تولے ہے سبکو برابر اپنی آنکھون مین وہی
اس ترازو مین نہین جس تولنے والے کی جھوک

پھول بالے مین پرو کے تو نے کیون اے نازنین
گوش نازک سے سنبھلنے کی نہین بالی کی جھوک

شاخِ گل جیسے ہوا سے جھومتی ہے باغ مین
اے ظفر یون چال مین اس تیرے متوالے کی جھوک

حسن ہے کیا ہی پری چہر بھی حور کا ٹھیک
ہے بہر وجہ غرور اُس بت مغرور کا ٹھیک

داغ دل سوختگان کو نہو بہبود نصیب
ایک نسخہ نہ بنے مرہم کافور کا ٹھیک

دل پر آبلہ کو میرے وہ چٹ سے ناز
کہتا ہے تاک کے یہ خوشہ انگور کا ٹھیک

حق شناس ایسا نہ تھا کوئی جو یہ حق کہتا
خون ناحق نکرو قول ہے منصور کا ٹھیک

ہی عاشق دلسوز سراپا شجر عشق
پھل جاتا پھوپھولون ہی اسکا ثمر عشق

ہوتے نہ اگر قاصد اشک اپنے روانہ
یارونکو پہونچتی نہ ہماری خبر عشق

نکلے ہی جو یون داغ بدن خاک سے لالہ
ہی زیر زمین کیا کوئی تفتیہ جگر عشق

تھرانے لگے آتش دوزخ تو عجب کیا
دکھلائے شرارت اگر اپنی شرر عشق

کیا فائدہ اشکونکو اگر چشم مین روکا
ہی زردی رخسار سے ظاہر اثر عشق

بجلی گرے اے چرخ اگر اسپہ بجا ہے
لیکن نہ پڑے دل پہ کسو کی نظر عشق

ہو گرچہ دماغ اسکا فلک پر تو بجا ہے
جو آپ کو سمجھے ہے ظفر خاک در عشق

## ردیف کاف فارسی

سوزش عشق کی یون ہے دل بیتاب سے لاگ
جسطرح آتش سوزان کی ہو سیماب سے لاگ

آنکھ کسطرح لگے میری کہ تجھ بن شب
خواب کو چشم سے ہی چشم کو ہی خواب سے لاگ

آبرو رکھنی ہی دریا کو گر اپنی منظور
کہو باندھو نہ مری دیدہ پر آب سے لاگ

کام مسجد سے مجھے کیا مگر اس ابرو نے
شوق مین اپنے لگا دی ہی محراب سے لاگ

آ لگی زلف کے حلقہ سے دل ای تجھ حسن
اس شناور کو ہی اس حلقہ گرداب سے لاگ

دل لگا اور حسین سے نہ مرا تیرے سوا
لگے جز شمع نہ پروانہ کی مہتاب سے لاگ

[illegible]

ہوگا یہ خاک بھی ساتھ جو دل کا قلق | جا کے ہلا دین گے ہم ساتون مین کے طبق
لعل مسی نے یہ اسکی جو ہی رنگ پان | ہوتی ہین کیا کیا خجل دیکھ کر شام و شفق
حال شب غم میرا سب نہین جاتا لکھا | گرچہ سیہ ہوتے ہین روز ہزارون ورق
دل کر ہین مکر و نہین ہون ہو مشغول اشک | جیسے گلستان کا لین طفل دبستان سبق
اسکو خط کہکشان تو نہ سمجھ رات کو | نالہ نے میرے کیا سینۂ گردون کو شق
گو نہ زبان سی کہا راز محبت تو کیا | خشک ہی لب چشم تر زرد ہی منہ رنگ فق

لالہ و گل پر ظفر اوس سی پڑ جائیگی
دیکھ کے رخسار پر اس کے بہار عرق

دیگر

[illegible]

خلق کے دلونمین فرق ہی انکی بانمین فرق | مطلب مین انکی فرق ہی انکو بیانمین فرق
مین خاکسار اور فلک پر ترا دماغ | ہی مجھمین تجھمین جیسے زمین آسمانمین فرق
پہلو سہی ہو کہان کے گزیران نہ کیونکہ تیر | ہوتا ہی ہان طبیعت پیر و جوان مین فرق
نے ہی تفاوت اس رخ پر نور و ماہ مین | نزمانگ مین ہی اور خط کہکشانمین فرق
ہو کیا غم فراق سی حال آگے دیکھئے | کچھ آگیا ابھی سے ہی تاب و توانمین فرق
ہی اپنا فیض عشق سی ہر یکسان دل جو | مطلق نہین ہی اپنی بہار و خزان مین فرق

ہان ہی تو ہان ظفر جو نہین ہی تو ہی نہین
نے کچھ نہین مین فرق ہی اپنے نہ ہان مین فرق

مطلع ثانی

[illegible]

ہر رقم میں اسکا انداز رقم ہی مختلف
جو قلم سے اسکے نکلا کہ قلم ہے مختلف

وہ جو پاس انکے نہیں بیٹھا جسکے باعث اختلاط
کچھ مزاج انکا بہت آگے سے کم ہے مختلف

روبرو عارض کے تیری روشنی خورشید کی
صاف مثل نور شمع صبحدم ہے مختلف

بات کا تیری بھروسا کیا کہ ہمنے لاکھ بار
قول کو پایا تری بعد از رقم ہے مختلف

گاہ گریہ نالہ گہ گاہے قلق گہ اضطراب
میری دل کی حالت رنج و الم ہے مختلف

اک طرح پر ہو اگر ظلم و جفا کوئی سہے
اے ستمگر تیری ہر طرز ستم ہے مختلف

باغ عالم میں مناسب ہے بشر کو احتیاط
اے ظفر چلتی ہوایان دمبدم ہے مختلف

## ردیف القاف

زلف کافر کا ہے ڈر دین کو ایمانکو خوف
چشم سفاک کا ہے دلکو خطر جانکو خوف

بیدھڑک جاتے ہیں ہم در پہ ترے ہمیں
ڈر نہ ہے صاحب خانہ کو نہ مہمان کو خوف

دل کیا ایسا ہمارا غم حسرت نے خراب
دیکھ کر آئے ہے اس خانۂ ویرانکو خوف

در جانان سے ہوا یا نون اٹھانا مشکل
آگیا دیکھ کے جو صورت دربان کو خوف

کم ہو اندیشہ اگر کم ہو مآل اندیشی
قبلہ دانا کو ہے آنا نہیں نادان کو خوف

اگرچہ ہو دشمن جان سارا زمانہ نڈر
ہان مگر چاہیے اللہ کا انسان کو خوف

اے ظفر شافع محشر کی محبت ہو جسے
کیا ہو محشر کا پھر اس مرد مسلمانکو خوف

نہین اس شوخ کی وہ ناز و ادا سے واقف
کر دیا زلف نے کافر تری ہمکو آگاہ

[illegible]

جو دیکھوں تم مین اُس شوخ جنگجو کی طرف
چھری کو دیکھ کر دیکھو مری گلو کی طرف

تجھی کو دیکھتے ہین اپنے دل کی آنکھوں سے
تری سوا نہین ہم دیکھتے کسو کی طرف

جو پائی بزم مین ساقی تری جگہ خالی
بھر آیا دیکھ کے دل ساغر و سبو کی طرف

تصور اُس قدِ دلجو کا چشم تر مین ہے
چمن مین دیکھیے کیا سرِ آبجو کی طرف

تلاشِ مشک مین جاتا ہی چین کو سوداگر
چلا دل اپنا نہین زلف مشکبو کی طرف

نہ اُسکی بزم مین آنسو بہائیو اے چشم
نگاہ رکھیو ذرا میری آبرو کی طرف

ظفر مین اُنسے کرون بات کیونکہ محفل مین
لگائے کان ہین سب میری گفتگو کی طرف

---

اور بھی بیمارِ غم کی کل خبر چارو نطرف
آج کچھ سنتے ہین احوالِ دگر چارو نطرف

ڈھونڈھتی ہین جسکو آنکھین وہ نہین آتا نظر
ہم بہت دوڑاتی ہین اپنی نظر چارو نطرف

خاک بھی ہو کر رہا آوارہ ہی مین خاکسار
خاک اُڑاتی ہے مری بادِ سحر چارو نطرف

خط مین جو مینے لکھا رسوا ہوا مین چار سو
اُسنے پھینکا خط کو میرے چاک کر چارو نطرف

دل طواف کرتا ہی یون اُس حسن کے شعلے کے گرد
جیسے پروانہ پھرے ہے شمع پر چارو نطرف

کیا نوشتہ مین ہے اپنے دیکھیے ہوتا ہے کیا
خط کے چرچے ہو رہی ہین نامہ بر چارو نطرف

ہے وہ دل ہی مین تمھارے تم اگر ڈھونڈھو اُسے
پھرتے ہو ناحق بھٹکتے اے ظفر چارو نطرف

[illegible]

سایہ میں اسکے طرۂ مشکین کے بنگیا | رخسار آتشین تب دیجور کا چراغ

روشن دلون کے قرب مین ہین لاکھ فائدے
آتا نہین ہے کام ظفر دور کا چراغ

ہے پاس تیرا اس رخ پر نور سے چراغ | ہے ماہ نو دکھانا ہمین دور سے چراغ

روشن ہو چشم مست کے کشتہ کے گور پر | روغن کی جلے بادۂ انگور سے چراغ

شعلہ کو میری سوزش لب پر جو رشک ہے | جلتا ہے بزم مین مرے مذکور سے چراغ

رونق ہے تفتہ جانون کو بخت سیاہ سے | پاتا فروغ ہے شب دیجور سے چراغ

کچھ ہو ریون کی رگ مین نہین روشنی کا کام | مانوس کب ہے خانۂ زنبور سے چراغ

اللہ رے تجلی انوار حسن یار | ہے میری گھر مین روشنی طور سے چراغ

روشن ہوا آفتاب قیامت کا اے ظفر
ہم دل جلون کی شمع سر گور سے چراغ

کچھ بات کہہ دی جسکو سمجھا تجھ سی ہم دروغ | اے بت قسم نہ کھا مین خدا کی قسم دروغ

قاصد خط اسنے لکھکے جو بھیجا کبھی تو کیا | تحریر جو ہے اسمین وہ ہے یکقلم دروغ

ابرو کو اسکی کہتے ہین سب تیغ اصفہان | ہے اصفہان مین نہین کہان ایسا خم دروغ

غم کھاکے کھاتے جان مری لب پہ آگئی | وہ اسکو جانتے ہین مرا حال غم دروغ

سچ تو کچھ کہا نہین تم کہتے ہو تو کیا | کیا جھوٹون اس دروغ کو ہے اے ستم دروغ

ردیف الفا

کیا تھا آئے ظفر امتحان محبت کا … آزمائی ہے دروغ

| | |
|---|---|
| زخسے ہمتاب ہوا سکے تری کیا جانے شمع | کہ روشنی تیری فقط رات کی مہمان ہے شمع |

## مطلع ثانی

خوب سنجون کا یہ پروانہ کی ساماں ہے شمع
قد ترا تیر ہے شعلہ ترا پیکان ہے شمع

اشک تو اتنے بہاتی ہے ولیکن تیرا
سوز دل کم نہیں مجھ تا کسی عنوان ہے شمع

سر کے بل جا تو جا منزل مقصود کو تو
کرنا طور راہ محبت نہیں آسان ہے شمع

ساق سیمیں کو تری دیکھ کے ای سیم بدن
ہو کے خاموش کھڑی بزم مین حیران ہے شمع

شعلہ آہ جو نکلے ہے دل سوختہ سے
دل جلون کے لئے وہ کعبہ احزان ہے شمع

سر قلم ہونیکا باعث ہی یہی بزم افروز
تہہ اس تاج سے تو یا سر غزبان ہے شمع

جسطرح شمع پہ ہوتا ہے فدا پروانہ
ہوتی یون اس رخ تابندہ پر قربان ہے شمع

ای ظفر اشک ندامت مین ڈبو کر کیونکر
کہ جلا کر دل پروانہ پشیمان ہے شمع

چاہیے بزم مین کیا عاشق رنجور کی شمع
آہ سوزان ہو جب اسکو دل محزون کی شمع

واہ کیا جلوہ نما قد ہی ترا سیم بدن
ڈھلے سانچے مین ہی قدرت کی شب نور کی شمع

روشنی سوز محبت سی رہیگی تا حشر
ہمکو پروا نہیں گل ہوا اگر گور کی شمع

آتش فرقت جانان سے دل سوز مرا
اسطرح جلتا ہے جیسے کوئی کافور کی شمع

تار کھو دیکھ کے اپنا وہ محبت مین قدم
چاہیے دار پہ ہر راہ مین منصور کی شمع

| | |
|---|---|
| ہمدمو عشق کی نہ پوچھو شرط | جان دیجے تو کچھ ادا ہو شرط |
| خو تمہاری نجائیگی بدلی | اس مین جو چاہو ہمسے بدلو شرط |
| ہم کو منظور ہار ہے اپنی | ورنہ تم اور ہمسے جیتو شرط |
| دلِ بیمار کے علاج مین ہی | وصل دلدار اے طبیبو شرط |
| دل بندھا زلف سی نہین چھٹتا | اسکے چھٹنے مین تم نہ باندھو شرط |
| یون کسی کو ہی کون دیتا دل | دلبری بھی ہے دلربا کو شرط |

اس کا دشوار ہے بجا لانا
ہے محبت کی اے ظفر جو شرط

## ردیف ظاء معجمہ

| | |
|---|---|
| یون ہر جنبشِ ابرو سی ترے دل مضبوط | جیسے بھونچال سی جاتا ہی مکان ہل مضبوط |
| پائداری نہین ہستی کو کہ ہی سست بنا | یان محل اینٹ بناتے ہین یہ غافل مضبوط |
| دل کے کچھ نہین ہم جان تلک دینی | گر رہی قول پہ یہ حور شمائل مضبوط |
| ہمنشین باتین بناتے ہین ہزارون آسان | لیکن ایک بات پہ ہو جانی ہی مشکل مضبوط |
| بسملِ تیغ محبت سے نچھوٹے تا حشر | تھام لے ہاتھ مین گر دامنِ قاتل مضبوط |
| زخم پر زخم لگا تیغِ ستم کے قاتل | اُف نہین کرنیکا ہی دل کا یہ بسمل مضبوط |

ای ظفر کیونکہ عقیدہ مین ہو اپنی سستی
جبکہ کر دے مدد مرشد کامل مضبوط

## ردیف عین المہملہ

جو خوش نویس ظفر ہے بگاڑ کر لکھا
دکھلائے اور وہی حسن اس بگاڑ مین خط

[illegible]

لکھو خدا کے لئے وجہ اس تغافل کی
لکھا جو تمنے نہین اب تلک ظفر کو خط

جو پہونچا اپنا دست یار مین خط
کھلا وہ محفل اغیار مین خط

نوشتہ مین ہو رسوائی جو تھا بھید
گرا دے ہر مرا بازار مین خط

خط رخسار اس رشک چمن کا
ملا دے ہے خط گلزار مین خط

نہ ہو وے موت تو تلوار سے بھی
پڑے تن پر نہ اک سو وار مین خط

نہ پہونچا قاصد اس پردہ نشین تک
دھر آیا روزن دیوار مین خط

مرا تعویذ درد سر یہی ہے
کہ ہو سر پر تری دستار مین خط

ظفر کا راز سربستہ کھلے گا
نہ پڑھ تو بیٹھ کر دو چار مین خط

بہو بھیجے ہے مجھے مجنون جاڑے مین خط
تو کوہکن بھی ہے لکھتا پہاڑ مین سے خط

کواڑ کھول نہین سکتا گر وہ پردہ نشین
تو پھینک دے ہے پٹونکی دراڑ مین سے خط

گلی مین یار کی اغیار جمع ہین قاصد
نجانا لیکے تو اس بھیڑ بھاڑ مین سے خط

جلایا کاغذ اگر سوز دل کی مضمون نے
تو نامہ بر مجھے کیا دیگا پھاڑ مین سے خط

رہا یہ مار سیہ گھانس کی نیچے نہان
نہ نکلا سرمہ کا مژگان کی آڑ مین سے خط

ہوا تھا کل جو مرا خط پلنگ پر سے گم
سو بارے آج وہ پایا نواڑ مین سے خط

[illegible]

رو رو کے نہ کہہ حال کہ وہ رکتا ہی دل مین
گر گریہ کو تو اپنی ظفر وقت بیان ضبط

اُسنے پوشیدہ آہی کسے لکھا ہی خط
سنتے ہین ہم کہ چھپا کر کہین بھیجا ہی خط

خط دیا میرا جو قاصد نے کہا یون اُسنے
تو کہان سے اُٹھا لایا یہ کس کا ہی خط

دیکھے وہ رشک چمن کیا وہ چمن مین سبزہ
سبزہ جسنے تری رخسار کا دیکھا ہی خط

ہوگا اس رنگ سے معلوم کہ خون ہی گا مر
وہ جو شنگرف سے اکثر مجھے لکھتا ہی خط

ہی کہ شاید دل صد چاک کی مضمون کا اثر
کرکے چاک اسنے جو قاصد کو بھیجا ہی خط

کیون نہ خوش دل شکنی سے ہوئی وہ نو خط
کہ خطون مین شکستہ اسے بھاتا ہے خط

خط مین لکھی ہے ظفر جسکی شکایت ہمنے
ہاے پڑھوا تا اُسی سے وہ ہمارا ہی خط

ترا آنسوؤن مین ہو اگر چشم نم سے خط
جلجا ہی لکھتے لکھتے مرا سوز غم سے خط

آزاد پھر نہ کیجیے ہمین تیری شرط ہی یہی
لکھواتے گر ہین آپ غلامی کا ہم سے خط

یار رنج کشتگان کا کھلے حال کس طرح
بھیجا نہین کسی نے بھی لکھ کر عدم سے خط

بہتر ہے رخ ترا گل گلزار خلد سے
خوشتر ہے تیرا سبزہ باغ ارم سے خط

دشمن ہزار وار کرے گر نہو قضا
تن پر پڑے نہ ایک بھی تیغ دو دم سے خط

کھینچی تری کمر جو مصور نے مو کمر
باریک ایک کھینچ دیا مو قلم سے خط

کون کہتا ہے کسیکو گھر مین آؤ بے غرض
حضرت دل گر نہو تمکو غرض اس لف سے
بن سنور کے تم مقرر آج جاؤ گے کہان
کیا غرض تمکو مرا دل اُس سے گر پھر تا نہین
قصد شبخون ہے کسیکا ورنہ تم کیون شام کو
جو کہ ہین اپنی غرض کے یار وہ عیار ہین
اپنے شتاقون سے جان گر رونمائی مین نہ لو
شمع کو بھی ہین جلاتے کچھ یہ غرض کیو اسطے

کچھ لگاؤ بھی نہین یہ بے لگاؤ بے غرض
آپکو دام بلا مین کیون پھنساؤ بے غرض
یہ نہین تم نے کیا اپنا بناؤ بے غرض
ناصحو بک بک کے تم سر مت پھراؤ بے غرض
پان کالا کھا مسی پر یون جماؤ بے غرض
انکو جانون یار جنکو یار پاؤ بے غرض
کیا غرض تمکو جو تم صورت دکھاؤ بے غرض
یہ غضب کیا ہے کہ تم ہمکو جلاؤ بے غرض

اے ظفر صاحب غرض سے بھاگتے ہین لوگ دور
اس زمانے مین کہین جاؤ تو جاؤ بے غرض

منظور ہے کہ یار ہے قرآن کے بالعوض
راضی ہون لے سر انیزہ وہ ناوک فگن اگر
مثل شرار جھڑتے ہین مژگان سے اشک گرم
منظور گر معاوضہ ہووے تو جانتک
چین و تتار گرچہ مجھے دے کوئی نہ لون
گر زہر مرگ ہو تو گوارا ہو وہ مجھے

در کار کفر زلف ہے ایمان کے بالعوض
سینہ سے دل نکال لے پیکان کے بالعوض
برسے ہے آگ ابر سے باران کے بالعوض
دے دیجیے بوسۂ لب جانان کے بالعوض
مین اُسکی تار زلف پریشان کے بالعوض
اے یار تلخئ غم ہجران کے بالعوض

ردیف الضاد المعجمہ

| | |
|---|---|
| تیرے جلوے نے دیا دل کو جلا ماہ مبین | یہ تعجب ہے کہ ہو تاب قمر مین سوزش |
| سوزش دل نہین جاتی کہین باہر جا کر | گھر کے باہر ہے جو سوزش وہی گھر مین سوزش |
| ڈالے فرخ مین خدا ایک محبت مین تری | آتش غم کی دل و جان بشر مین سوزش |
| سنجر سرخی و گرمی سے ہے یہ نالۂ عشق | نہ اُسے خلد مین ٹھنڈک نہ سقر مین سوزش |
| ہو دل پیر مین گر عشق کی گرمی تو یہ جان | ابھی باقی ہے کہ جیسے شمع سحر مین سوزش |

میری تاثیر دم سرد سے عالم مین ظفر
نہ رہی شعلہ مین گرمی نہ شرر مین سوزش

| | |
|---|---|
| بات میری جب سے دل پر ہوئے یار نقش | فائدہ کیا جبکہ لکھوئی زرگر دو چار نقش |
| ہو نگین خاتم دست سلیمان وہ نگین | جسپہ ہووے نام تیرا ہی پری رخسار نقش |
| وہ ہوا اک بار غیرون پہ نہ سر گر عشق نام | ہمنے لکھ کر جلائی آگ مین سو بار نقش |
| نقش اپنا تو دکھا دے جسکو ہو یہ نقش نشین | ہو وہ یون حیرت زدہ جیسے سر دیوار نقش |
| تیرا خط ہی اے بت نوخط اُسی تعویذ ہے | تیری بیمار محبت کو نہین درکار نقش |
| نقش بر آب اپنا جینا بحر ہستی مین سمجھ | ہے کہین بھی ٹھہرتا پانی پہ اے ہشیار نقش |
| میرے خون سے اسکے در پر ہون اگر نقش | اے ظفر ایک ایک ہو وہ رشک صد گلزار نقش |

## ردیف صاد مہملہ

دیگر

## ردیف ضاد معجمہ

بڑی قسمت سے گرفتاری مین دام
[illegible]
جس طرح چھوٹے تصدق مین عصا قفس
اور گرفتاری تری دولت سے تا قید حیات
جانتا ہے اپنے نفرت سے نہ جالم قفس
[illegible]

## ردیف السین معجمہ

انکو کشتہ کی نہین وہ زلف ماتم دار اگر
کیون سیہ اپنا کیا ہے اُنھون نے شانہ لباس

گل بھی ہے تیرا شہید ناز اور رشک بہار
جامہ پر خون سے رکھتا ہے شہیدانہ لباس

لین اسے پہچان ہر یکرنگ مین اہل نظر
بدلے گر سو رنگ سے رنگین وہ جانانہ لباس

جو کہ ہین باتین فقیرونکی ظفر وہ چاہئین
اس سے کیا حاصل اگر پہنا فقیرانہ لباس

مرغ اسیر چھوٹ گئی گر قفس کے دس
صیاد تیرے دام مین اور آ پھنسے کے دس

رکھا نہ ساتھ انکے فلک تو نے ایک بھی
جنکے کہ تھے رفیق یہان اک نفس کے دس

ہر ساربان ناقہ برابر نہ ہو سکین
مجنون کی ایک آہ سے نالہ جرس کے دس

ساقی خوش آج بادہ کشون سے ہے اسقدر
ایک جام مانگتے ہین تو دیتا ہے ہنس کے دس

وہ بات ایک سے کہے برابر ہے شعلہ خو
گرمی سے جسکی خاک ہون دشمن جھلس کے دس

اس دلربا کے پاس اگر بھیجون ایک کو
موجود ہون خوشی سے کمر اپنی کس کے دس

ظالم جو تیری جنبش مژگان نیش زن
نشتر ہون رسیان مرے اک نیس کے دس

افسوس ایک بات بھی ہمسے یہان کی ہو
اور ہو دین کام یا انکی ہلو و ہوس کے دس

خط لکھتے دیر مین تو ہین دونون بڑی ظفر
یان اک برس کے دس ہین تو وان ہین ترس کے دس

طائر دل کے لئے کیجیے نہ تدبیر قفس
واسطے انکے چمن مین بھی ہے تاثیر قفس

[illegible]

محو ہون یا درخ و زلف مین اسکے ایسا
بھول جاتا ہون ظفر صبح کو مین شام کی چیز

بوسہ روز آپنے ٹھہرایا تو دو روز کا | کیون چڑھائے ہو تم اس عاشق دلسوز کا روز
رکھتا ہے مہر جہانتاب بھی گردش مین | شوق دیدار کسی ماہ دل افروز کا روز
اشک طوفان جو اٹھا ہے کہون کیا کہ نہ پوچھ | یہ تو اک کھیل ہے اس طفل بدآموز کا روز
گل گئی ہوش و خرد آج گئے صبر و قرار | مال لیتا ہے مری جان غم اندوز کا روز
جلوہ افروز اگر ہو نہ وہ خورشید لقا | شب یلدا سے نہو کم مجھے نوروز کا روز
عشق مین ٹھہر گئی ہے یہی سوزی تیر | زخم کھانا مجھے اس ناوک دلدوز کا روز

چرخ فیروزہ پہ یہ مہر کو دیتا ہے فروغ
اے ظفر جلوہ ترے طالع فیروز کا روز

خاطر سے مین ہون آپکی سنتا کلام تیز | ورنہ زبان تو رکھتا ہے یہ بھی غلام تیز
خورشید بھی ہے دیکھ کے گرز دنکو کانپتا | ہوتی ہین جب کسی پہ بالا ہے بام تیز
لائی ہے کھینچ کشش دل مری اسے | آتا ہے اس طرح سے جو وہ خوشخرام تیز
پی جانا اشک خون کا ہمارا ہی کام ہے | کون ایسی پی سکے ہے مے لالہ فام تیز
گرمی ہے کیون سوا ترے خنجر کی زیر زلف | ہوتا ہے آفتاب کہان وقت شام تیز
کرتا ہے عاشقون ہی کو تو ذبح تند خو | رہتی تری چھری ہے انھین پہ مدام تیز

ردیف سین مہملہ

مطلع ثانی

ظفر ہے راہ رہ خودرفتگی عجب ہموار
کہیں بھی جسکی نہیں درمیاں نشیب و فراز

اپنا اثر دکھائے اگر عشق جاں گداز
کر ڈالے کوہ کو مری آہ و فغاں گداز

دل میرا موم شعلۂ آتش ہی حسن یار
ہو جائے موم آگ سی کیونکر نہ یاں گداز

تاثیر سوزِ دل سی مرے کیا عجب کہ ہو
مانند شمع تن میں ہر اک استخواں گداز

دل داغ میں ابدان خنک اک شل آفتاب
ہو آفتاب ساغر مے سے مغاں گداز

دل اس سی ہے دوچار کہ جسکی نگاہ گرم
ہے عقل و فہم و سوز و شکیب و تواں گداز

دل میرا سخت کیا ہی وہ آفت ہی میر گیا
آہن بھی ہو تو اس سے ہوا دلستاں گداز

ہمسر ہوں میرے نالہ سے کیا نالہا ے نے
اُسمیں ظفر یہ سوز کہاں اور کہاں گداز

نکلا ہی رخ پہ خط ترا ہی رشک ماہ سبز
کیا گل زمین حسن سراسر ہی واہ سبز

اُس شوخ سبزہ رنگ نے کشتہ کیا جسے
رہتی ہے اسکی خاک پہ اکثر گیاہ سبز

کیا اعتبار یاں کی خزان و بہار کا
ہی رنگ اس چمن کا کبھی زرد گاہ سبز

اُسکی ذقن پہ سبزۂ خط کی نہیں نمود
کائی سے ہو گیا ہے سراسر یہ چاہ سبز

برسا ہزار بار یہاں ابر نو بہار
نخل مراد پر نہوا اپنا آہ سبز

انسان کی زیب یہ ہے کہ یکرنگ دل ہو
ظاہر میں خواہ سرخ ہو پوشاک خواہ سبز

## ردیف زاء معجمہ

تمھارے گھر مین جو پتھر ہین رات کو آتے
کسی کا ایسا ہی کھٹکا کہ بند کرکے کواڑ

ہمین خبر ہی وہ ہین چھیڑ چھاڑ کی پتھر
لگاتے آپ ہین پیچھے کواڑ کے پتھر

اگر زمانے عدو یون مراد پاؤ ظفر
تو اسکی چھاتی پہ دھر دو پہاڑ کی پتھر

## ردیف ڑا ہندی

بٹھا کے غیر کو قائم نہ کر فسا کی جڑ
نکال اسکو کہ ہی یہ بشر فساد کی جڑ

جو خط کے لکھنے مین برپا ہون سطر کے فتنے
تو ٹھہری شاخ قلم سربسر فساد کی جڑ

قیام ارنڈ کی جڑ سے بھی کم ہی دنیا کو
کچھ اسکی اصل نہین ہی مگر فساد کی جڑ

اکھاڑ نخل طمع کو کہ باغ عالم مین
رکھے ہی یہ شجر بے ثمر فساد کی جڑ

وہ فتنہ زا ہے نگہ دل ہی یہ فساد انگیز
ادھر ہی فتنہ کی جڑ اور ادھر فساد کی جڑ

کرے جو ریشہ دوانی یہ آہ و نالہ سے
تو جانو ہے دل شوریدہ سر فسا کی جڑ

رکھے فلک سے جو اصلاح کی کوئی امید
تو سر پہ ہول ہی یہ فتنہ گر فسا کی جڑ

نہ ہو شریر کوئی اور نہ کوئی مفسد ہے
ترا ہی نفس ہی بنیاد سر فسا کی جڑ

ظفر جہان مین نہو کوئی مفسدہ پیدا
نہ ہو زمین و زن و زر اگر فسا کی جڑ

ان تک ... کا پاس ہی انکو کہ ... زمین
وہ بیٹھے بھی ہین تو مری ہمنشین سے دور
منظور ہو جو دیکھنے دل کی آنکھ سے دور
ہو تیغ تیز ... نظر ... دور بین سے دور
پہنچے تو ان کی دست ... تحت ... ظفر
انسان کو ... ایمان و دین سے دور

دیگر

جگر مین ... پیش ... بہشت ... نواز جان نثار کیجیئے تم
اگر ہی باغ مین ہر شاخ گل کو دل پر ... فگار کیجیئے تم
نہ فراق سے اس شوخ گل عذار کے تیر
لہو کے پیاسے ... جانب کو
برسے ... نگاہ دوڑ ... مین ... سار کے
تو جانو ... ہی ... پلکون
عجب نہین ہی ... ہو کہین ... کا ہی
بہار ... نو بہار ...

ای ظفر آئیگا کون آج تمہاری گھر مین
تم جو گھبرائے ہوئے پھرتے ہو باہر اندر

کرے ہی نکہت گل دمبدم چمن مین سفر
کچھ ایسا آنکے قاصد سنا گیا ہی پیام
خدا کی راہ مین شیطان ہی سمجھ کے چلو
نہ نور اشک سی ہیرے نگاہ دیدۂ تر
کہان مین اور کہان گھی عشق یہ جا نفزا
جہان سی کتنے ہی ناکام کرگئے آخر

ہمیشہ خانہ بدوشون کو ہی وطن مین سفر
کہ روح کر گئی قالب سی اک سخن مین سفر
مسافر و ہی گذرگاہ راہزن مین سفر
ہمیشہ کرتا ہی دریا ہوج زن مین سفر
لکھا تھا کعبہ کا تقدیر برہمن مین سفر
تمہاری آرزوی بوسۂ دہن مین سفر

ہوا نصیب مہ و مہر کو نہ خیمۂ نو
کیا ہمیشہ ظفر خیمۂ کہن مین سفر

کیونکر نہ خاکسار ہین اہل کہین سے دور
پروانہ وصل شمع پہ دیتا ہے اپنی جان
مضمون وصل و ہجر جو نامہ مین ہی رقم
گو تیر بےگمان ہے مری پاس پر ابھی
وہ کون ہی کہ جاتی نہین آپ جسکی یاد
حیران ہون کہ اسکے مقابل ہو آئینہ

دیکھو زمین فلک سی فلک ہی زمین سے دور
کیونکر رہی دل اس کے رخ آتشین سے دور
ہی حرف بھی کہین سے ملے اور کہین سے دور
جائی نکل کے سینۂ چرخ برین سے دور
لیکن ہمیشہ بھاگتے ہو تم ہمین سے دور
جو ہے غرور کھینچتا ہی ماہ مبین سے دور

[illegible]

تمہارے

یہ ہی باتین ہین دل کرتی نہین اس بت کا | جاتے تھے پتھر پگھل جسکے اثر سے پیشتر
فصد کی حاجت ہی کیا مجھکو کہ رگ رگ مین مرے | چبھ گئے وہ موے مژگان نیشتر سی بیشتر
رخصت پرواز گر صیاد تو دیتا ہمین | ہم چمن مین پہونچتے باد سحر سی پیشتر
رکھتے ہستی مین عدم سی کیون قدم اپنا جو ہم | ہوتے واقف اس مقام پر خطر سی بیشتر
تھے جو خوبان زمانہ اور بھی ہان فتنہ ساز | پر یہ فتنے تھے کہان اس فتنہ گر سی پیشتر
ضعف سی اُس در پہ اب ہم نقش بر دیوار ہین | سر بہت ٹکرا چکے دیوار و در سی بیشتر
عرصۂ ہستی ہی تنگ اتنا کہ جب ہون گرم رو | یکنفس مین ہم گذر جائین شرر سے بیشتر
مارا سر کیون کوہکن نے پتھرون سے عشق مین | تیشہ اسکو مارنا تھا اپنے سر سے پیشتر
نور تھا خیر البشر کا گو تھا ظاہر مین بشر | حق اگر پوچھو بشر ہی تھا بشر سے پیشتر
دیدۂ مشتاق کا شوق نظارہ دیکھیا | چاہتا ہے مین نکلجاؤن نظر سے پیشتر
جاتے ہین پیش نگاہ یار ہونیکو نثار | نیشتر دل سی جگر اور دل جگر سی پیشتر
پیش آیا آہ جو جو کچھ کہ راہ عشق مین | کہدیا تھا ہمدمون ہمنے ظفر سی پیشتر
گذرا یہ خاطر مین خطرہ اس خبر سی پیشتر | کون خط کو لیکر آیا نامہ بر سی پیشتر

## مطلع ثانی

دخل کیا وہ شب کو آئین دو پہر سی پیشتر | صبح یہ جلدی کہ اٹھ جائین گجر سی پیشتر

ردیف راء مہملہ

گر چڑھاوے زہر و کافر تری چشم سیاہ
عشق کی دولت ہی کان لعل و گوہر چشم تر
تار بارش کو نشے مین دیکھ کر کہتے ہین مست
اشک خون آلودہ میرا جیب تر ہی کوئی
خانۂ دل ہی سپید اسکی سیاہی رکر
عشق مین ہی پر سیہ چشمون کے دل اتبک جو
خط جسے لکھتے ہو تم لکھو ہمین یون لکھکر

مر ہی جا یین جھاگ منہ سے ڈال کر آہو سفید
سیکڑون ہین سرخ آنسو سیکڑون آنسو سفید
ہوگئے سب ریش مین پیر فلک کے مو سفید
ایک بازو سرخ ہی تو ایک ہی بازو سفید
کیا سفیدی اسے مخل کرتا ہی اپنا تو سفید
ہوگئی پیر ایسے گو مژگان سفید ابرو سفید
رکھ لیا ہے آپ نے کاغذ تہ زانو سفید

سرخ رو ہون ای ظفر کیونکر عزیز و نسبی غریز
بمروت ہے زمانہ ہوگئے لہو سفید

## ردیف ذال معجمہ

چھپایا تو نے ہے کس کا کوار مین کاغذ
لکھے جو محضر خونی کو کوہ کن کی عشق
کسیکو لکھتے تھے خط وہ پلنگ پر بیٹھے
جلے بھنے مرا مضمون سوز دل پڑھکر
یہ کسکی خانہ خرابی کے تم ہوئے درپے

دھرا ہوا ہی جو در کی دراڑ مین کاغذ
تو برگ لالہ ہو جیسے بہار مین کاغذ
مجھے جو دیکھا چھپایا نوار مین کاغذ
لکھے ہی پھینکو تیرا ایسا بھاڑ مین کاغذ
دبا یا لکھ کے جو تعویذ او جاڑ مین کاغذ

تری وہ چشم کی گردش ہی جس سے ای ساقی
مثال جام ہی ہر پیر و ہر جوان کو چرخ

جو کشت و خون پہ ہماری نہیں کمر باندھی
تو باندھے پھرتا ہی کیوں تیغ کہکشان کو چرخ

بچے جو چرخ کی گردش سی کیا بچے انسان
یہ چرخ وہ ہی کہ دی ہے فرشتگان کو چرخ

نہیں ستارہ یہ بھر لایا اپنی چشم میں اشک
شب فراق میں سنکر مری فغان کو چرخ

جو خاک بھی ہوں تو ہوں فخر دین کے در کی
ظفر چھوڑائے نہ مجھسے اس آستان کو چرخ

تری فرقہ کے دل کو ہی اضطراب میں سیخ
ہی اس طرح کہ ہو جسطرح سے کباب میں سیخ

خمیدہ ہو گئے اب حلقۂ ضعف پیری سے
قد اپنا تھا جو کبھی عالم شباب میں سیخ

تنور چرخ سے لیتے گرسنہ کبکی اُتار
ذرا بھی لگتی اگر قرص آفتاب میں سیخ

کباب کا جو مزا ہی زبان ہیکش پر
کھے ہر شیخ کو یہ نشہ شراب میں سیخ

پلا وہ بنگ ہمیں ساقیا کہ سینگ تو کیا
کھڑی ہو چاہیے اس جام پر شراب میں سیخ

لگو نہ شیخ کے منہ دیکھو آج ای رندو
کہ اُسکی ریش کا ہر بال ہے عتاب میں سیخ

مزا شراب کا ساقی نہیں بغیر کباب
لگا کے لا کوئی اس سیر ماہتاب میں سیخ

شتاب کر تو مہیا پر اس سلیقہ سے
کہ نی کباب جلے اور نی شتاب میں سیخ

وہ سیخ آہ ظفر ہے جگر کباب ہوں کی
ندیکھی ہوگی کبابی نے اپنے خواب میں سیخ

پھر کہاں ہمسے تمسکش تو کریگا ہمکو یاد
کر لے اب ہم پر ستم اے دلستان اچھی طرح

اسقدر جلدی سے کیا بیٹھو سنبھلکر وقت ذبح
تا مری گردن پہ ہو خنجر رواں اچھی طرح

یاس پیچل اُسکے کہتا ہے دل خانہ خراب
جانتا بھی میں نہیں جسکا مکان اچھی طرح

اے ذتم اُسدم کہ جسدم آ گیا آنکھوں میں دم
سینے دیکھا بھی نہ تمکو میری جان اچھی طرح

اتنی بھی فرصت نہ دی ہمکو فلک نے اے ظفر
کرتے اُس کوچے میں ہم آہ و فغاں اچھی طرح

سوز غم سے پیچھے پڑا دل کے ہمارے بے طرح
لا لگی گرمی محبت کی جرارے بے طرح

چل بچا ہے بزم میں تلوار دیکھا اے جنگجو
کرتا ہے ابرو سے تو اپنے اشارے بے طرح

جنبش گیسو سے کہدے دل ہے بیتاب تو ان
کوڑے اس شامت کے ماریگو نہ مارے بے طرح

جی ڈرے کیونکر نہ میرا اے شب تار فراق
آنکھیں دکھلانے لگے مجکو ستارے بے طرح

پارہ پارہ کرکے چھوڑینگے کتان کی طرح
دل کے در پے ہیں تیرے ماہ پارے بے طرح

خانۂ دل کو لگی کیا آگ سوز عشق سے
ہر بن مو سے نکلتے ہیں شرارے بے طرح

دیکھنا سودا زدونکا اور بگڑیگا مزاج
تنے ہیں بال آج زلفوں کے سنوارے بے طرح

دل کو لیکر تم نہ ترسوگے خواہان جان کے
مجکو آتی ہیں نظر تیور تمہارے بے طرح

اے ظفر کس طور سے کس طرح سے لیجے پناہ
ان طرحدار و نکے ہیں طوار سارے بے طرح

ردیف فا

خبر نہ تھی ہمکو انسو ڈھلکی کہ ہونگے یہ قلقل ایسے ابتر — ہوئی ہے ہاے چشم تر تماری گلی کی آخر کو بار سچ مچ

مثال پروانہ جان دیدون مین اپنی اوس شمع رو پہ یارو — کریگا وہ جا بجا یہ موختہ جان نثار ہو جان سچ مچ

یہ کیا ستم ہے کہ میری جانب سے کوئی غماز کوئی مفسد — اگر کہو جھوٹ موٹ بھی کچھ کرے تو جاتا وہ یار سچ مچ

بہاؤن خسار زر پر مین عشق مین اپنے اشک گلگون — دکھاؤں آنکھوں سے اک تماشہ کہ نہیں خزانہ بن پہ سچ مچ

بچائے اللہ اس بلا سے وہ زلف کافر بڑی بلا ہے — کہ ڈسن لیا دل ظفر ہزارو نکالا اسنے ہزار سچ مچ

## ردیف حاء مہملہ

جہان گیا مین یہ لیکر نہین مجھے آئی اور طرح — تیوری اوسنے دیکھ کے مجکو آج چڑھائی اور طرح

لکھا اوسنے اور طرح پر قاصد پرچہ کاغذ کا — تو نے مرا پرچہ کو ہے بات بنائی اور طرح

دست نہ پا گر باندھی مہندی تجھکو خوب ہوا — بن نہین آتی یون تو تمسے ہاتھا پائی اور طرح

ظاہر و باطن ایک طرح پر مجکو دکھا آئینہ رو — دل مین صفائی اور طرح ہے منہ پہ صفائی اور طرح

لاکھ دوائین مین ملیا تیرے مریض ہجران کی — ہو نہ سوائے وصل علاج درد جدائی اور طرح

بام پہ چڑھ کے کس نے جلوہ اپنا دکھایا ہے — دیتا ہمکو آج فلک پر چاند دکھائی اور طرح

ایک طرح پر بات ہو تو ہم یاد آ کے ادنیٰ ... — کہتے ہین منہ سے اور طرح دل مین سمائی اور طرح

غنچہ نہین اے باد صبا یہ جسکی گرہ تو کھولے گی — میرے گرفتہ دل کی ہوگی عقدہ کشائی اور طرح

اوڑتے ہین اوسان کہ دیکھیں سر کتنوں کے اوڑتے ہین
سان پر اوسنے آج ظفر تلوار لگائی اور طرح

| | |
|---|---|
| آتش افروز ہو ساغر مین جو روی ساقی | جلوہ گر ہو روش برق نے ناب مین موج |

ہنسے وہ اور ہم اوس سے ہین ظفر یون باہم
موج مین آب ہو جسطرح سے اور آب مین موج

## ردیف جیم فارسی

| | |
|---|---|
| پیچ سے زلف کے جیتا نہین بیمار کا پیچ | گرہ ہے رای دل شماست نہ وہ تقدیر کا پیچ |
| گریا عشاق سے ذرہ پیچش گرداب فنا | اے ستمگار ہے کے جوہر شمشیر کا پیچ |
| حرف پیچیدہ ہی مضمون لکھا پیچیدہ | پیچ در پیچ ہی خط تری تحریر کا پیچ |
| نہ بچا پیچ سے کوئی بھی بل گردو کے | گویہ ہی پیر مگر ہی غضب اس پیر کا پیچ |
| پانون پڑ پڑ کے جو رکھتی ہے مجھے زنجیر مین | ای جنون گیا ہی خدا جانے یہ زنجیر کا پیچ |
| لیگئی کھینچکے کس پیچ سے میرے دل کو | نہ کھلا مجھ پہ کچھ اوس زلف گرہگیر کا پیچ |

سیکڑون پیچ وہ ہر بات مین کرتا ہے ظفر
ایک ہو تو کہون اوس شوخ کی تقریر کا پیچ

| | |
|---|---|
| چل گیا دل پہ جو اوس زلف گرہگیر کا پیچ | تھا یہ ای بخت سیہ اپنی ہی تقدیر کا پیچ |
| بوسہ لینے مین ہو تم پیچ کی باتین کرتے | ہم نکالینگے کوئی اور ہی تدبیر کا پیچ |
| حلقۂ زلف کو رکھکر سر ابرو دیکھو | تینے دیکھا ہو گر جوہر شمشیر کا پیچ |

مطلع ثانی

مطلع ثانی

جانتے ہو کہ وہ مجھ سے ہے کشیدہ خاطر
ہمنشینوں سے اُٹھ کھینچ کر یہاں لائے عبث

غیر کا سر ہے زانوں پہ رہیگا یوں ہیں
سر کوئی سنگ سے ٹکرا دو تو ٹکرائے عبث

نکمیا کام کچھ ایسا جو وہاں کام آتا
کھوئی یہاں عمر ظفر ہمنے یونہیں ہائے عبث

ہیں بہاریں رنج کی آثار خوشی کے باعث
اشک آنکھوں سے ٹپکتے ہیں ہنسی کے باعث

عجب آیا ہمیں عالم نظر اللہ اللہ
دیکھیں اُن دانتوں نہیں بخیئیں جو مسّی کے باعث

ہول دل سمجھو مجھے خواہ بیاد خفقان
ہے یہ جو کچھ سو تمھاری خفگی کے باعث

میرے زخموں سے نہ رکھ آب دم تیغ دریغ
خشک لب چاہتے ہیں تشنہ لبی کے باعث

تم جو غصے ہو تو غصہ مرے سر آنکھوں پہ
پر بشرطیکہ نہو اور کسی کے باعث

سطر ابرو ہیں اُس روئے کتابی پہ ظفر
ترک کاتب نے لکھی ہے غلطی کے باعث

## ردیف جیم تازی

غم فرقت سے ترے جسکا رہے نبض مزاج
سو مفرح سے بھی اوسکا نہو خورسند مزاج

سن تو لیتے ہیں مرا حال جو کچھ کہتا ہوں
اونکا برہم مری جانب سے ہے ہر چند مزاج

آ گیا چشم کے بیمار کے گھر آنکھوں میں
تو نے پوچھا نہ کبھی کیوں ہے کسلمند مزاج

سمجھ نہ صحن چمن میں اسے گل نرگس
جھکی ہوئی ہے ظفر چشم پُرخمار بسنت

ہو خوب گرچہ مہ کنعان کی صورت
لیکن ہے کہان تیری سی اس شان کی صورت

ہو شاخ گل اس بن مجھے کیا تیر کے مانند
آتا ہے نظر غنچہ بھی پیکان کی صورت

صورت کو تری صورت تصویر ہے تکتا
ہے اب تری عاشق حیران کی صورت

سودائی ترے رہتے ہین با حال پریشان
ای یار تری زلف پریشان کی صورت

یاد آتی ہے ہر سورۂ قرآن کو سنکر
وہ روے کتابی مجھے قرآن کی صورت

لکھتا ہون جو صورت مجھے ایجان دکھا دیجو
کہتا ہے کہ کیا دیکھیگا تو جان کی صورت

انسان ہے وہی جسمین ہو انسان کی سیرت
ہین یون تو ہزارون ظفر انسان کی صورت

## ردیف تاے ہندی

روز لیتا ہے جو خون عاشق مضطر کو چاٹ
لگ گئی ہے کیا یہ اے قاتل ترے خنجر کو چاٹ

ایسی دنیا کی حلاوت پر گرے اہل ہوس
جائینگی یہ مکھیان گویا کہ اس شکر کو چاٹ

جرعۂ مے کا تو زاہد کو کہان ہے حوصلہ
مست ہو جائے اگر لیوے ذرا ساغر کو چاٹ

کان کے آویزہ لعلین تک ہے زلف یار
سانپ پتھر چٹا ہے لیتا ہے پتھر کو چاٹ

بولی کا کیمیا کی تمنا سا ہون کیون عبث — خوبان سبز رنگ کی بھی کیمیا شناخت
ہمت و وفا مین جان تک اپنی فدا کرین — پر تجکو بھی وفا کی ہوا ئی بیوفا شناخت
تیغ نگہ کے تیرے بھرے مین یکدم — اُسکی نہین کسیکو ہمارے سوا شناخت
پہچان لینگے اور جواہر تو جوہری — پر جوہر رشتہ کی ہے مشکل لاشناخت

پوچھون ظفر طبیب سے اپنی دوا اے درد
پر اُسکو اس غرض کی ہو کچھ تو ذرا شناخت

آجاے ہر جو نقش تری دنیا مین صورت — ہو جاے ہے ہان اور ہی اک آئینہ صورت
بتخانۂ چین مین کوئی کیا دیکھیگا کافر — تیری سی نہین عالم امکان مین صورت
زلفون سے تمھاری ہون پریشان زیادہ — دیکھو مری اس حال پریشان مین صورت
ہون عاشق سرباز سمجھے بوالہوس آکر — دکھلائیگا کیا عشق کے میدان مین صورت
ہے صاف ترے نگہ کی اختر مین شباہت — ملتی ہے مہ نو مین گریبان مین صورت
یوسف بھی ہوا شوخ ترا محو تماشا — کھنچوا کے جو بھیجین تری کنعان مین صورت
دیوانہ ترا بنکے جو مین خاک اڑاؤن — مجنون کی نگہ پڑے جا بیابان مین صورت
تجھ بن یہ ہوئی شکل کہ پہچانے ہین دوست — مشکل ہے مری کلبۂ احزان مین صورت

کیا دیکھتا ہے آئینہ اے شوخ پری رو
دیکھ اپنے ظفر کی دل حیران مین صورت

مطلع ثانی

بولتے طوطی تصویر کو دیکھا کسنے — آیونکہ نکلی دہن عاشق حیران سے بات

اے ظفر بیٹھا بنایا کرے باتین لیکن
اُسکے بن فضل بن آتی نہین انسان سے بات

پسند طبع بہو میری اِک جہان کو بات — نہ بھائی وہ کبھی اُس شوخ بدگمان کو بات
لگی ہے کان ملاحت نہ زلف تیری کہان — کہے ہے کیا یہ خدا جانے لگکے کان کو بات
دکھا نہ رنج مجھے اپنی تو جدائی کے — نکالی اور کوئی تیرے امتحان کو بات
کہا یہ لیلی محمل نشین نے مجنون سے — کہ راز کی نہ ہو معلوم ساربان کو بات
سنی نہ بات کوئی اُس سے ہمنے حرف دشنام — یہی اک آ گئی ہے اُس شوخ بدگمان کو بات
کہے تو کیا کہ عاشق کہ بھول جاتا ہے — وہ دیکھتے ہی تمہاری ادا و آن کو بات

اگرچہ پیر کی ہے بات سودمند ظفر
مگر خوش آتی نہین وہ کبھی جوان کو بات

نہ آ ہوا ہین اگرچہ ہوا محل مین نشست — سمجھ تو ہر نفس اپنی رہ اجل مین نشست
اُٹھے ہے درد سا پہلو مین میرے دبدا دا — کہے ہے غیر کی جیسے تری بغل مین نشست
خدنگ عشق کا ہین جو ہدف ہمیشہ سے — کہ دلبہ کی مرا اُس تیر نے ازل مین نشست
جو ہمنشین رہے انکے بھی تو محفل سے — ہماری ہوتی ہے موقوف اجل مین نشست
ہمیشہ شہر مین کہ دل بیار دست بکار — نہ بیٹھ دشت مین تو اور نکر جبل مین نشست

دیگر

مطلع ثانی

جلد دوم دیوان ظفر

ہے پسند اہل تو زاہد بادہ خوارونکا ملاپ — ہو مبارک تجکو یہ پرہیزگارونکا ملاپ

## مطلع ثانی

تیری یاری مین گیا سب یارون کا ملاپ — ایک ملنے سے ترے چھوٹا ہزارون کا ملاپ

ملتے ہی پروانہ سان جان اپنی کی تجھپر نثار — تو نے دیکھا شمع و ہم جان نثارونکا ملاپ

جو ہی میرا دوست تم دشمن ہو اسکی جان کے — تمکو کب بھاتا ہے میرے دوستدارون کا ملاپ

رنج و غم دونون یہ مدت سے مری ہین غمگسار — ترک تجھسے کیونکہ ہو ان غمگسارونکا ملاپ

زخم دل انکی بھی ملجائین اگر منظور ہو — اے ستمگر تجکو اپنے دلفگارون کا ملاپ

بس نہ مین آسمان کے تو نہ قلابے ملا — ہمنشین ہے سخت مشکل باہیارونکا ملاپ

کیا جلا آئینہ کو ہوتی ہے خاکستر سے دیکھ — صاف کردیتا ہے دلکو خاکسارونکا ملاپ

دیکھ باعث مہر کے دل پر ہوا کاغذ کے داغ
اے ظفر اچھا نہین ہے نامدارون کا ملاپ

## ردیف تاے فوقانیہ

خواہ ہو جمعہ کی اور خواہ ہو اتوار کی رات — کیٹے مشکل سے ہے ظالم تری بیمار کی رات

نہ بالیے خلش نے تری مژگان کے مجھے — نشتر خار تھے بستر مین جگہ تا سکی رات

تار اشکونکا جو باندھا تھا مری آنکھون نے — ہر مژہ ایک لڑی تھی دُر شہوار کی رات

چلے کہاں ہمسے روٹھ کر تم اُٹھائے تمنے قدم جھپا جھپ

انجانے دینگے لپٹ کے بوسے تمھارے لے لینگے ہم جھپا جھپ

زبان ہے قینچی سی انکی چلتی جو کچھ کہ کترینگے گل تو اے دل

اوڑا ہی دیوینگے تیرے پُرزے ابھی خدا کی قسم جھپا جھپ

جو ہمکو دو حرف تم ہو لکھتے تو پہروں تم دل مین سوچتے ہو

یہ کیا کہ غیرونکو خط پہ خط ہو ہمیشہ صاحب رقم جھپا جھپ

نفس کی ہی جو کہ آمد و شد بغور کر سیر اسکی غافل

کہ دیکھ طے ہو رہی ہے کیونکر رہ وجود و عدم جھپا جھپ

خدا بچاوے کہ ان لیٹرون کو یا دلپ جھپ ہی اس بلا کی

کہ لے ہی جاتے ہین دین و ایمان کو لوٹ کر یہ صنم جھپا جھپ

زہے نصیب انکے عاشقونکے کہ بے تامل رہ وفا مین

اڑا دے سر ایک دم مین سبکے وہ لیکے تیغ دودم جھپا جھپ

ظفر ہزار آفرین و تحسین کہ واہ کیا خوب اس غزل مین

لکھے ہین اشعار عاشقانہ اُٹھا کے تو نے قلم جھپا جھپ

ہوگا ظاہر یہ مراد رد جگر آپسے آپ — تجکو ہو جائیگی ہمدرد خبر آپسے آپ

مطلع ثانی

[illegible]

کرتی ہے غمزہ نرگس فتان عجب عجب
ہار تو ہے پیچ سنبل پیچان عجب عجب

گہ یاس و گہ امید و گہی رنج و گہ خوشی
مہمان میرا دل مین ہین مہمان عجب عجب

شب کو جو اسکی زلف کا بندھ جاے ہی خیال
ہم دیکھتے ہین خواب پریشان عجب عجب

مجروح تیغ عشق کو دکھلاے ہے مزے
قاتل ترا لب نمک افشان عجب عجب

اے چشم بار بار نہو دیکھ اشکبار
ہر بار تجھسے اٹھتی ہین طوفان عجب عجب

ہے نامہ میرے نام کا اور خط رقیب کا
ظالم ترے ستم کے ہین عنوان عجب عجب

ہوجاؤن کیونکہ محو تماشا نہ یک بیک
دیکھون تماشے جا کے جو ہین وان عجب عجب

غمزہ عجب نگاہ عجب اور ادا عجب
کچھ دلربائی کے ہین سامان عجب عجب

وہ لوگ اس زمانے مین ہین اے ظفر کہان
دیکھے ہوے ہین آپنے انسان عجب عجب

یون تو سیکھے ہین بہت اپنی عالم نے فریب
سیکھو عالم سے نرالا کوئی تم ہمسے فریب

## مطلع ثانی

ایکدن وہ تھا کہ تم کو جتے تھی ہمسے فریب
اب لگی آپ ہین دینی ہمین دم سے فریب

جام مے دیکے ہمین کہتی ہو لو ساغر جم
یار دینی لگی اب آپ بھی جم جم سے فریب

جان کر مار سیہ بوسہ نہ لینے پائے
بھاگ گئے سب کو سم اس طرہ پر خم سے فریب

غیر کیا دیگا فریب آنکے لاحول ولا
بھاگ گئے ہی صورت شیطان اس آدم سے فریب

[illegible]

ردیف بائے فارسی

[illegible]

دیگر

[illegible]

## ردیف باء موحدہ

جہان ہی دل لگی باہم گر دونونکی دو جانب
لگی ہو لی ہی دلمین وان خبر دونونکی دو جانب

نہ بولے منہ سے وہ اور ہم ہوئین تصویر جب جا کہین
رہی اک ٹکٹکی وہ وہ پہر دونونکی دو جانب

مزا جب ہی کہ ہم وہ یون لپٹ کر آنکھ سوتے ہون
نہ بدلی جاکے کروٹ تا سحر دونونکی دو جانب

اٹھاتا کیون ہی رخسار نسے تو زلفونکو سن اے دل
حفاظت کیلیے ہی سیمبر دونونکی دو جانب

مرا دل اور جگر ہوئے نہ ٹکڑے منہ تیغ دو ابرو نسے
وہ پھینکے لوٹیان کر کے کمر دونونکی دو جانب

نہ رہتا کوہ مین فرہاد اور دشت مین مجنون
نہ لیجاتی اجل دونونکو گر دونونکی دو جانب

دہ دیکھے آئینہ اور ہم اسے یہ کیا تماشا ہی
کہ ہر اک جلوہ منظور نظر دونونکی دو جانب

نجائے ہنگ کیو یہ ہمین دیر شیخ کعبے کو
محبت گر نہووے راہ پر دونونکی دو جانب

ہوئے وہ حسن مین مشہور اور ہم عشق مین رسوا
رہی شہرت جہانمین اے ظفر دونونکی دو جانب

کرتی ہی ہر لحظہ مجکو ہجر جانان کیا ہی خراب
کاہش جان سے ہوئین عشق مین کیا ہی خراب

ماہ سرگردان ہی اور ماہی تہ بار گران
خوب دیکھا تو یہان ہی مہ سے تا ماہی خراب

دیکھ میرا حال کیا سوز گداز عشق سے
بزم عالم مین ہی جون شمع سحرگاہی خراب

وا نہو غنچہ تو پھر کیون ہو پریشان اسقدر
کرتی ہے اسکو صبا تیری ہواخواہی خراب

تب چڑھیگی اور گرمی سے سوا خورشید کو | نالۂ سوزان مرا گر آسمان پر پھر گیا
بوالہوس نے بھی کیا تھا اُنسے اقرارِ وفا | لیکن اِس اقرار سے وہ امتحان پر پھر گیا
جب ہلی مژگان تمھاری ایک خنجر سا وہین | یان گلوے عاشق آزردہ جان پر پھر گیا
بجھ سکا سوزِ جگر میرا نہ جوشِ گریہ سے | گرچہ اِس طوفان سے پانی اک جہان پر پھر گیا
اب تو ہم دل کو بچا لائے نہین لائینگے پھر | گر یہ ہو کر شیفتہ اُس دلستان پر پھر گیا

دیر گیا اور کعبہ گیا دونون سے دل میرا ظفر
پہونچتے ہی اُس صنم کی آستان پر پھر گیا

نہ اُسکا بھید یاری سے نہ عیاری سے ہاتھ آیا | خدا آگاہ ہے دل کی خبرداری سے ہاتھ آیا
نہوا جنکو ہاتھ ... ہوش وہ منزل کو کیا پہونچے | کہ رستہ ہاتھ آیا جسکی ہشیاری سے ہاتھ آیا
ہوا حق مین ہمارے یون ستمگار آسمان اتنا | کوئی پوچھے کہ ظالم کیا ستمگاری سے ہاتھ آیا
اگرچہ مالِ دنیا ہاتھ بھی آیا حریصون کے | تو دیکھا ہمنے کس کس ذلت و خواری سے ہاتھ آیا
مگر ظالم دل آزاری جو دل منظور ہے لینا | کسیکا دل جو ہاتھ آیا تو دلداری سے ہاتھ آیا
اگرچہ خاکساری کیمیا کا سہل نسخہ ہے | ولیکن ہاتھ آیا جسکے دشواری سے ہاتھ آیا
ہوئی ہرگز نہ تیرے چشم کی بیمار کو صحت | نہ جبتک زہر تیرے خطِ زنگاری سے ہاتھ آیا
کوئی یہ وحشی رم دیدہ تیرے ہاتھ آیا تھا | برای صیاد وحشی دل کی گرفتاری سے ہاتھ آیا
ظفر جو دو جہانمین گوہرِ مقصود تھا اپنا | جنابِ فخرِ دین کی وہ مددگاری سے ہاتھ آیا

گلر و ہین بہت گلشن آفاق مین لیکن | تجسا کوئی ای شوخ گل اندام نہ پایا
آغاز محبت کو تو ہان سمجھے ہم اچھا | اچھا پر اس آغاز کا انجام نہ پایا
لگتی عجب انداز سے ہی رخ پہ تری زلف | ایسا خط تعلیق مین بھی لام نہ پایا
جینے کا مزا عاشق ناکام نے تیرے | جز تلخی مرگ ای بت خود کام نہ پایا

دولت سے اس اپنے لب خاموش کے ہمنے
کچھ بزم جہان مین ظفر آرام نہ پایا

بکتے بکتے ناصحا تیرا تو بھیجا پک گیا | اور سنتے سنتے اب میرا کلیجا پک گیا
دل مین وہ پھوڑا نہین ایسے کہ پک کر پھوٹ جاے | تو اگر جراح کہتا ہی کہے جا پک گیا
جانتے تھے ہم یہ مدت سے کہ کچا ہی خیال | خواہ ای ہمدم سجا تھا خواہ بیجا پک گیا
دل ہی ای ظالم مرا نخل محبت کا ثمر | اب نہین کچا رہا یہ سکو بیجا پک گیا

جسم خاکی اپنا ظرف خام تھا اسنے ظفر
آتش غم سے پکا نیکو جو بھیجا پک گیا

وہ داغ عشق دل ناتوان نے کھایا | کہ جسکے داغ پہ گل اک جہان نے کھایا
کہان گیا مرا قاصد خبر نہین اسکی | زمین نے کھایا کہ ہی آسمان نے کھایا
کلام تلخ کیے پینے کیا گلی مین ترے | کہ زہر مجھ پہ ہراک پاسبان نے کھایا
نکلکے چشم سے لی سیدھی جاکے جیب کی راہ | نہ پھیر آنسو نکے کاروان نے کھایا

مرا تو پیسہ ظفر اس مکان سے کھایا

مطلع ثانی

آج بازو تھین جو ہب مجھ سے میرا دلبر کھل گیا
دل کا جو مطلب تھا اسکے سب وہ مجھ پر کھل گیا

جلد دوم دیوان ظفر

لکھ کے خط وصلی پہ کیا تو خط جتاتا ہی ہمین
سُن چکے ہم غیر سے تجکو تو تل ہو گیا

تھی اجل کو سونپا اُسکی چشم سے
کام اپنا اک نظر مین بے تامل ہو گیا

فاتحہ مین تو نہ آیا حسرتا و احسرتا
اور اس حسرت مین عاشق کا ترے قل ہو گیا

ساتھ اس شامت سے مار کے سر اپنا تو نہ مار
اے ظفر دل تو اسیر زلف و کاکل ہو گیا

خطابت مین جو کہون اس نے خط پڑھا نگیا
پڑھا گیا مگر اچھی نمط پڑھا نہ گیا

لکھا ہے صفحۂ رخسار پر خط گلزار
ہجوم خال سے تھے جو نقط پڑھا نہ گیا

ہمارا محضر خونی جو لکھے مین گیا
لکھا ہوا تھا کچھ ایسا غلط پڑھا نہ گیا

جو کوئی مصرع مضمون گریہ ہم نے لکھا
کسی سے مثل خط موج شط پڑھا نہ گیا

پڑھا تمام مرا نامہ اُسنے حرف بحرف
جو مدعا تھا وہی ہان فقط پڑھا نہ گیا

ترے مریض کا نسخہ طبیب نے جو لکھا
قلم کا ایسا دیا اُسنے قط پڑھا نہ گیا

لکھا ہے کیا مری تقدیر مین خدا جانے
پڑھا اگر یہ ظفر سو نمط پڑھا نہ گیا

سینے مین اک دھوان کبھی بار اُٹھکے رہگیا
نکلا نہ میرے دل کا بخار اُٹھکے رہگیا

پہلو مین میرے رشک سے کیا کیا اُٹھا نہ درد
پہلو سے غیر کے جو وہ یار اُٹھکے رہگیا

صحرا مین ایک تیر شکار افگن کھا کے تیر اتیر
اُٹھا جو کوئی تیرا شکار اُٹھکے رہگیا

توڑی مریض غم نے تری اہ طرح سے جان
گھبرا کے غمگسار سرہانے سے اُٹھ گیا

وہ تھا جو مہر و مہ کے لیے اعتبار نور
سب تیرے ایک جلوہ دکھانے سے اُٹھ گیا

تھا کسکا تجکو پاس کہ تو میرے پاس سے
محفل میں بیٹھے بیٹھے بہانے سے اُٹھ گیا

وہ جانتا تھا مجسا نہیں ہے کوئی حسین
میرے سوا ہے حسن زمانے سے اُٹھ گیا

ہمصورت اپنے اسکو جو آئے کبھی نظر
حیران ہو کے آئینہ خانے سے اُٹھ گیا

تھا میرے اور اُسکے جو پردہ سا اک ظفر
یکبارگی دوئی کے اُٹھانے سے اُٹھ گیا

لکھا جو خط میں شکوہ کیوں نامہ بر نے کھولدیا
کہ اُسنے جا کے وہان ہر بشر سے کھولدیا

برا ہو تیرا محبت کہ یار پر تو نے
جو دل کا راز تھا سب اک نظر سے کھولدیا

ہم اپنا آج گلا کاٹ ڈالتے لیکن
نہ خنجر آپنے اپنی کمر سے کھولدیا

ہم اک نگاہ یہ دل بیچتے ہیں سے وہ اگر
کہ ہمنے مول یہ اپس عشوہ گر سے کھولدیا

نہ کھولتے کبھی دروازہ ہم عدو کیلیے
اگر خفا نہو تو تیرے ڈر سے کھولدیا

دل و جگر کے ہی روزن میں سانس کا رستہ
ادھر سے بند کیا تو اُدھر سے کھولدیا

ہمارے شوق نظارہ میں کچھ تو ہی گرمی
جو گھونگھٹ آپ نے رخسار پر سے کھولدیا

کبھی نہ دل سے کھلا اسکے زلف کا عقدہ
الٰہی شانہ نے یہ کس ہنر سے کھولدیا

بندھیگا زلف سے گر دل تو کھل سکیگا نہ پھر
یہ حال پہلے ہی ہمنے ظفر سے کھولدیا

دل سے بہتر نہین غم کے لیے کوئی زندان
اے ظفر خوب ہوا دل مین جو غم بند ہوا

جگر کا عشق مین سوزان جو داغ ہوا اچھا
اندھیری گور مین بھی یہ چراغ ہوا اچھا

ہوا بھی اچھی ہے گلشن مین گل بھی اچھے ہین
جو ساتھ یار کوئی خوش دماغ ہوا اچھا

جو اشک خون سے ہو گلزار تختۂ دامن
تو اپنی سیر کو اک یہ بھی باغ ہوا اچھا

اٹھا دے غیر کو پہلو سے میرے رشک چمن
کہ عندلیب کے کیا پاس زاغ ہوا اچھا

نہ اشک خون سے ہو اچھی ہوائے گلگون
نہ چشم تر سے زیادہ ایاغ ہوا اچھا

ہمارا راہنما جب تلک نہ ہو عنقا
کمر کا اسکی نہ ہمسے سراغ ہوا اچھا

سوائے کنج قناعت ظفر بشر کے لیے
کہین جہان مین نہ ہرگز فراغ ہوا اچھا

دل سے اک نالۂ موزونکو جہان کھینچ لیا
نقشۂ قد ترا ای سرو روان کھینچ لیا

جان جائیگی بغل میری اگر تیرا انکا
تمنے دل سے مرا ای چارہ گران کھینچ لیا

بال شانے نے جو اس زلف سیہ کا کھینچا
اس سیہ بخت کا تار رگ جان کھینچ لیا

کیا مرے قتل کو کم تھی یہ کشیدہ ابرو
تو نے شمشیر کو اپنی جو میان کھینچ لیا

جذبۂ شوق نے تیرے طرف میخانہ
خانقہ سے مجھے اے پیر مغان کھینچ لیا

تیری تصویر کو کیا صفحۂ دل پر ہمنے
دیکھ دست قلم آئینہ سان کھینچ لیا

کب ہو اتدبیر سے حاصل ظفر مقصود دل
اے نکونیت تری نیت مین جو تھا سو ہوا

پاس عارض کی ترے کان کا گوہر چمکا | دن ڈوبے پہلوی خورشید مین اختر چمکا
خون مرا اس سرخ گلگون کا ہوا گلگونہ | قتل ہونے سے کہ مر شوخ ستمگر چمکا
رد ہو اس سرخ پر نور کے یاوہ تابان | رات کو کرمک شب تاب سے کیتر چمکا
تازیانہ جو کیا طرۂ مشکین نے ترے | توسن ناز ترا اور بھی کافر چمکا
چرخ پر ٹھہری تری عقدۂ ثریا کی چمک | جبکہ ماتھے پہ ترے رانگ کو جھومر چمکا
کلبۂ تار مین میرے نہین کار چراغ | آتش عشق سے داغ دل مضطر چمکا
آتشہ خاک سیہ پایا ہی جلا کیا ہے عجب | خاکساری سے اگر صاحب جوہر چمکا
ہو گیا زردی رخسار سے عاشق کو فروغ | تیغ ہی انسان کے جہان ہاتھ لگا زر چمکا

شعلۂ آہ مرا جا کے فلک پر ہر روز
اے ظفر مہر درخشان کے برابر چمکا

لہو نہین کیا کہ ہی ہمسر لب مہتاب پارے کا | اسے تو دیکھ کر ہوتا ہی زہرہ آب پارے کا
وہ یارب سبزہ زار چرخ مین ہے کو نسی بوٹی | بنا تا ہی پیالہ جس سے یہ مہتاب پارے کا
کوئی مہتاب مرکر عشق مین گر خاک ہو جاوے | تو ہر ذرہ بنے اک کشتہ وہ نایاب پارے کا
کرے فریاد کیا بلبل کہ ہے مقطوع شبنم کو | ترے اب کان مین بھرنا گل شاداب پارے کا

جلد دوم دیوان ظفر

[illegible]

دیتا تھا اس زلف کو شب آرائش کیا کیا آنکھون سے
لیتا پنجۂ مژگان سے مین اپنے کا رشانہ تھا

چاہیے تھا اے ناوک افگن دل پہ لگانا تیر نگاہ
چھوڑدیا کیون اسکو تو سنے یہ تو خوب نشانہ تھا

پوچھتے ہو کیا مجھ سے عزیزو حال غم تنہائی کا
مین تھا اور غم خانہ تھا غمخوار غم جانانہ تھا

بل بے تب اندوہ محبت اُف رے گرمی داغ فراق
دل تھا کیا پہلو مین ہمارے گویا آتش خانہ تھا

کوئی ملا گر اشک کا قطرہ عشق مین تیرے شکر کیا
جانا اپنی قسمت مین ہان یہ ہی آب و دانہ تھا

حسن و جمال یار ظفر جب رات کو بزم افروز ہوا
شمع رخ پُر نور پہ اُسکے ماہ بھی اک پروانہ تھا

کبھی رونیکا جو تو عشق مین قابو بنتا
تو چمن مین ہو دکھاتا قد رعنا اپنا
تیکے یہ مردم ہشیار سے جو اتے مین
کی عبث تیشہ زنی ہوتی جو تقدیر بھلا

دل کا خون بنتا ہی اور خون کا ہی آنسو بنتا
دار تم ہی کے لیے سرو لب جو بنتا
وحشی آنکھو نسے ترے کیونکہ نہ آہو بنتا
کام فرہاد کا بے قوت بازو بنتا

گئے دنیا سے جب شاہ و گدا دونون ہوئے یکسان
کہ کوئی صاحب زر کوئی بے زر تھا تو اس جا تھا

کیا کیون چاک سینہ کو جگہ تھی دل کے پہلو مین
لگا نا مجھکو اے قاتل جو خنجر تھا تو اس جا تھا

لگے جسدم نکلنے چشم تر سے اشک کے موتی
کھلا ہم پر کہ پنہان گنج گوہر تھا تو اس جا تھا

ہمین جنت مین بھی میخانہ یاد آئیگا اے ساقی
کہ ہے جو عیش وہ ہمکو میسر تھا تو اس جا تھا

ظفر آرام سے بیٹھے گا جا کر اُسکے کوچے مین
نہین ہوئیگا وان مضطر کہ مضطر تھا تو اس جا تھا

اُسکا عاشق پہ عتاب اور نہ تھا یہ ہی تھا
کہ کوئی چشم پر آب اور نہ تھا یہ ہی تھا

دیدۂ تر سے ہے دیکھتے ہم کیفیت
ہین ترے جام شراب اور نہ تھا یہ ہی تھا

خط مرا پھاڑ کے ظالم نے دیا قاصد کو
اور کہا اسکا جواب اور نہ تھا یہ ہی تھا

گر شکنجہ مین سب تجھے لف کی اُسنے کھینچا
تنگ کر دل کہ عذاب اور نہ تھا یہ ہی تھا

گر کیا کام تمام اُسنے مرا خوب کیا
کہ کوئی کار ثواب اور نہ تھا یہ ہی تھا

سب خودی اپنی اُٹھا کر الہی دیکھا
تو یہ جانا کہ حجاب اور نہ تھا یہ ہی تھا

[illegible]

عشق ہے یا بلا کہ اسمین ظفر
ایک عالم کو مبتلا دیکھے

کچھ جواب اُسنے دیا خط کا جو اُلٹا سیدھا
نامہ بر نے مرے رستہ لیا گھر کا سیدھا

خلق سمجھی کہ شبِ تار مین ہی کاہکشان
مانگ کو خط سے ترے یار جو دیکھا سیدھا

ہے سے ہر بات مین وہ کاہکو ٹیڑھے ہونے
ہمنشین ہوتا نصیبہ اگر اپنا سیدھا

خوشنویسون نے کہا دیکھ کے بینی اُسکی
لکھا ہی کاتبِ قدرت نے الف کیا سیدھا

ہی یہی طالعِ واژون اگر اپنا اے دل
نہوا ہی نہ کبھی ہی وہ ہوگا سیدھا

اُسنے گلشن مین دکھا کے قدِ دلجو اپنا
خوب ہی سرو لبِ جو کو بنایا سیدھا

سیدھ باندھی ہے مژگان نے فلک کی ایسی
کہ یہ جب سینہ سے نکلا تو یہین پہنچا سیدھا

زلف کافر کی کجی پر بھی یہ ٹیڑھا نہوا
دل مرا دیکھیے مسلمان ہی گیا سیدھا

ٹیڑھی باتون کو پسند آتی ہین ٹیڑھی باتین
اے ظفر اپنا تو انداز ہے سیدھا سیدھا

سبب اس رنجشِ بیجا کا بتا کچھ بھی تھا
تو جو آزردہ ہوا ہمنے کہا کچھ بھی نہ تھا

کیونکہ ہوتا ترے بیمارِ محبت کا علاج
نہ بناتا کوئی طبیب اسکی دوا کچھ بھی نہ تھا

رنج و غم مین ہی کاتین ہمیشہ اے عشق
میری تقدیر مین اسکے سوا کچھ بھی تھا

اشکِ خون پونچھتی جبتک کہ نہ تو زمیرے
شوخ ہاتھون مین ترے رنگِ حنا کچھ بھی نہ تھا

[illegible]

دیگر

[illegible] میں الجھا

[illegible] جو وہ صیان میں الجھا

[illegible] ابرو میں مژگان میں الجھا

[illegible] کہ جو دام زلف دینا ہی

ہزار دل ہوں تو لیں ایک آن میں الجھا

ظفر نے قصۂ زلف دراز جب یاں پر

کیا بیان تو ہی کیا ہے بیان میں الجھا

| | |
|---|---|
| دل کو فوج غم و حسرت کا ہی ہر وقت خیال | ہی یہ سالار سپہ فکر سپہ میں الجھا |
| زلف کو اس مہ بیست کی بتانی یہ | میں نے چھیڑا تو وہ کیا کیا شب مہ میں الجھا |
| ہوں وہ آتش قدم اس دشت میں جسکا میں دامن | روشن برق نہ خار سر رہ میں الجھا |

اسے ظفر خوب کیا جسنے کیا ترک لباس

نہ جامۂ و دستار کلہ میں الجھا

دیگر

| | |
|---|---|
| عجب اس عشق کے دریا کا ہمنے ماجرا دیکھا | خدا کا جلوہ دیکھا انہیں ہر سو ہمنیا دیکھا |

مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| نہ پوچھو تو جنہنے انکو بتو ہمیں کیا دیکھا | خدا کا جلوہ دیکھا انہیں ہر سو ہمنیا دیکھا |

مطلع ثالث

| | |
|---|---|
| ترے عالم کو اے یکتا وہ عالم ہمنے کیا دیکھا | یہی دیکھا کہ عالم میں نہ تجھسا دوسرا دیکھا |
| ہوے جب خدا سے ہم آشنا جن | کیا ناہمنے تو ہمنے محبت کا مزا دیکھا |
| ڈبویا آشنائی نے ہمیں جسکی اُسے ہمنے | نہ کبھی آشنا دیکھا تو بس نام آشنا دیکھا |
| دیکھا اُنہوں کی ہر کل میں تماشائی سنے وہ ہر گز | تماشا ہمنے جو دل کر کے اپنا پرصفا دیکھا |
| کبھی بیٹھے محل میں انکو دیکھی انہیں آبادی | کبھی ہمنے خرابی اور اک ویرانہ سا دیکھا |
| چراغ شمع میں کیا برق میں کیا اور شرر میں کیا | جہاں دیکھا وہاں اک جلوہ تیرا ہو کا دیکھا |
| گیا کیا گذرا عالم ظفر آنکھوں کے آگے سے | نہیں کیا ہمنے جو یاں مثل نقش پا دیکھا |



دل کا معاملہ [illegible] جب بلا دیکھا

مطلع ثانی

[illegible]

[illegible]

مطلع ثانی

گر زخم پر آلودہ ہو خوناب کا پھاہا
ہمرنگ ہو برگِ گلِ شاداب کا پھاہا

دلریش کو اس نرگسِ مخمور کے مرہم
کیا چاہیے کافی ہے مے ناب کا پھاہا

کام آیا نہ زخمِ دلِ صد چاک کتان سے
اک مرہم کافور ہے مہتاب کا پھاہا

اپنے خطِ عارض سے جو چھا زہر کی پٹی
چپکا نہ مرے زخم پہ تیزاب کا پھاہا

منت کشِ مرہم ہوئے مجروحِ ازل کے
دیکھا نہیں زخمِ گلِ سیراب کا پھاہا

گرمی سے مرے خونِ جراحت کی عجب کیا
ہے مہر ہو جو خورشید جہانتاب کا پھاہا

وہ زخمیِ شمشیرِ حوادث ہے کہ جس کو
آئے ہے نظر چرخ بھی زہراب کا پھاہا

زخمِ دلِ عاشق کی نہ سوزش میں کمی ہو
بالفرض اگر اسپر ہو گرداب کا پھاہا

ہر درد کو ترمین سے غرض کیا کہ ہے زخم
یکسان ہے گزی کا کہ ہو کمخواب کا پھاہا

پھوڑا سا نہ کیوں پھوٹ بہے دل ظفر اب
ہے مرہم غمخواری احباب کا پھاہا

تونے جو گل سیطرف غیرت گلشن دیکھا
کبھی آئینہ میں اپنا نہیں جوبن دیکھا

مطلع ثانی

مہ جبین ہمنے تجھے کیا پس چلمن دیکھا
تار بارش میں چھپا اک مہ روشن دیکھا

تو ہوا جب سے کہ اے دستِ جنون سست اندام
ہمنے ثابت نہ کبھی جیب نہ دامن دیکھا

| | |
|---|---|
| رفیق ایک تھا دل سو وہ دور ہمسے ہوا | نہ اُسکو روک سکے یہ قصور ہمسے ہوا |
| بنایا ہمنے جو عجز اپنا ای بُت مغرور | تو اور تجکو زیادہ غرور ہمسے ہوا |
| اسی سے عشق مین وہ تو ہوئے خراب کہ صبر | نہ تجسے اور نہ دل ناصبور ہمسے ہوا |
| اگر سمجھتا ہی بیہودہ گو ہمین ناصح | تو ہم کلام وہ کیون بےشعور ہمسے ہوا |
| ہوا بہار کا گر جوش تو یقین ہی ہمین | کیون بھی دست و گریبان ضرور ہمسے ہوا |
| جہان مین جبکہ ہوئے حسن و عشق جلوہ نما | جفا کا تمسے وفا کا ظہور ہمسے ہوا |

ظفر بہشت مین کیونکر سے لگے کا دل اپنا
خدا ہمارا اگر رشک حور ہم سے ہوا

| | |
|---|---|
| دلخراش اتنا چمن مین شور بلبل کیون ہوا | کیون ہوا چاک ای محبت سینہ گل کیون ہوا |

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| عاشق بیدل اسیر تیرے یون بیتاب کیون ہوا | اور ہوا تو اتنا بے صبر و تحمل کیون ہوا |
| دسترس ہیہات اُسکے ہاتھ تک اُسکے نہین | دست گلگل خوردہ ہمارا دستہ گل کیون ہوا |
| کاٹتے ہین ہو نشاط اس حسرت سے ہم ای بادہ نوش | لب بلب محفل مین تجسے ساغر مل کیون ہوا |
| گر نہین بھولا خیال ظالم جنبش ابرو تری | نشتر مین ملک دل مین بھر تزلزل کیون ہوا |
| گر نہین آشفتہ میری طرح اُس زلف سے | باغ مین اتنا پریشان حال سنبل کیون ہوا |
| ہر مین لینا پر کمر تو کسلیے باندھے ہے چست | سست ای غافل کمر بند توکل کیون ہوا |

دیگر

جلد دوم دیوان ظفر

| | |
|---|---|
| فرق مجھ میں اور مجنوں میں نہو گر میرا نام | ہو نہ میرے کاغذ تصویر میں لکھا ہوا |
| ای ہوس آگے قسمت کے لکھے کی خاک ہے | ہے یہ جو کچھ نسخۂ اکسیر میں لکھا ہوا |
| مصحف رخ کی تری تفسیر خط ہے پر کوئی | پڑھ تو دے کیا کیا ہے اس تفسیر میں لکھا ہوا |

خوب جو دیکھا تو پایا سب تجھ میں ای ظفر
جو کہ ہے اوصاف عالم گیر میں لکھا ہوا

| | |
|---|---|
| میں ہی دیوانہ فقط کیا تیرے نقشہ پر ہوا | ای پری نقاش کا بھی نقشہ دیگر ہوا |
| دل مرا تھا غم کا گھر ای دلبر ناوک فگن | جبکہ تیرا تیر آیا اور گھر میں گھر ہوا |
| تو تو ہے نازک زیادہ گل سے بھی ای نازنین | پر خدا جانے ترا دل سخت کیوں پتھر ہوا |
| جسکو ای ساقی دکھائی تو نے اپنی چشم مست | پھر نہ وہ میکش کبھی منت کش ساغر ہوا |
| بنگیا بستر پہ تیسم زار اک بستر کا تار | تیرا بیمار محبت اسقدر لاغر ہوا |
| جب ہوا تیرا قد رعنا چمن میں جلوہ گر | سر پہ برپا سرو کے اک فتنۂ محشر ہوا |
| گرم ہو کر منہ پر آتا ہے ہمارے طفل اشک | منہ لگانے سے یہ لڑکا دیکھو کیا ابتر ہوا |
| ہمنے جانا تھا کشش دل کی اسی لائیگی کھینچ | اس کشش سے تو کشیدہ اور وہ دلبر ہوا |

فی الحقیقت وہ برے ہیں جو سمجھتے ہیں برا
اے ظفر اسکی طرف سے جو ہوا بہتر ہوا

| | |
|---|---|
| ہاتھ ملتا ہوں کہوں کیا یار جانی کیا ہوا | ہاے وہ قول کا چھلا نشانی کیا ہوا |

جلد دوم دیوان ظفر

| | |
|---|---|
| سلجھے گا کیونکر دیکھیے اُن لف یار سے | جس طرح اسمین ہی الجھاؤ پڑ گیا |
| جو کعبہ مین ہی شیخ وہی میکدہ مین ہے | ناحق کا تیرے دل مین ہی کھٹکا و پڑ گیا |

بازی لگاوے عشق کی چوسر مین شوق سے
پوبارہ مین ظفر جو کوئی داؤ پڑ گیا

| | |
|---|---|
| مصور جبکہ اُسکی صورت مقبول کھینچیگا | نہین کھینچینگے زلف اور ایک قصہ طول کھینچیگا |
| کوئی قطرہ عرق کا گر ترے رخسار پر دیکھا | چمن مین ایسا کبھی ہو تیرے کا پھول کھینچیگا |
| نہ کر تو دیر کار رنگ مین کیا جانے کیا ہوگا | اگر اس کام مین کچھ عرصہ ای مجہول کھینچیگا |
| تیرے شمشیر بعد از قتل بھی جرم محبت پر | مقرر کو بکو وہ لاشہ مقتول کھینچیگا |
| جو ہوگا مرد معقول اُسکو ہوگا پاس اُنکا | اگر دور آنکو کھینچیگا نا معقول کھینچیگا |

ظفر گر یہ نہین معمول اُسکا کھینچکے پھر آنا
مگر یہ جذبۂ دل اُسکو بے معمول کھینچے گا

| | |
|---|---|
| ڈھنگ نے رونیکا تری بزم مین آن بنا | مجھپہ یارون نے لیا پہلے ہی طوفان بنا |
| جب کی آہ ہی معرکہ عشق مین تیر | شعلۂ آہ مرا تیر کا پیکان بنا |
| خانۂ چشم مین کسطرح مرے آئے خواب | کہ خیال رخ دلدار ہی دربان بنا |
| بنگئی جان پہ اور تونے بنجانا ہرگز | ہائے تو آپنا مری حال سے انجان بنا |
| کیونکر حسرت سے نہین ہونٹھ چباؤن ظالم | ہاتھ سے اپنے بیڑی غیر کو تو پان بنا |

رخ جو زیر سنبل پر پیچ وتاب آجائیگا | پھر کے برج سنبلہ مین آفتاب آجائیگا

## مطلع ثانی

تیرا احسان ہوگا قاصد گر شتاب آجائیگا | ہمبہ مجھکو دیکھ کر خط کا جواب آجائیگا

## مطلع ثالث

ہونہ بیتاب اتنا گر اسکا عتاب آجائیگا
تو غضب مین ایدل خانہ خراب آجائیگا

اسقدر رونا نہین بہتر لبِ انسکو نکو روک
ورنہ طوفان دیکھ ای چشم پر آب آجائیگا

پیش ہو ویگا اگر تیری گناہون کا حساب
تنگ ظالم عرصہ روز حساب آجائیگا

دیکھ کر دست ستم مین تیری تیغ آبدار
میرے ہر زخم جگر کے منہ مین آب آجائیگا

اپنی چشم مست کی گردش نہ ای ساقی دکھا
دیکھ جگر مین ابھی جام شراب آجائیگا

خوب ہوگا ہان جو سینہ سے نکلجائیگا تو
چین مجکو ای دل پر اضطراب آجائیگا

اسے ظفر اٹھ جائیگا جب پردہ شرم وحجاب
سامنے وہ یار میرے بے حجاب آجائیگا

مثال گوہر آنکھوں سے جو آنسو بنکے نکلیگا
تو ساتھ اسکے برنگ لعل لہو بنکے نکلیگا

تری محفل مین جائیگا کوئی کیسا ہی گردانا
وہ دیوانہ مجھی سا ای پریرو بنکے نکلیگا

پکارا تھا جو اسکو دوست اپنا جان کر ہمنے
نجانا تھا کہ وہ دشمن بدخو بنکے نکلیگا

جو ہوگی جوے اشک اس سرو قد کی یاد مین جاری
تو نالہ دل ہر اک سرو لب جو بنکے نکلیگا

رکے جیب اشک تو کیا جائے سوئے منزل دوست — ارادہ دل نے بھی بے قافلہ کیا نہ کیا
بنا کہ خوشۂ انگور دیکھ کر تو نے — تصور دل پُر آبلہ کیا نہ کیا
دیے ہین فرد محبت مین اُسنے داغ مجھے — بلا سے اور عطا کچھ صلا کیا نہ کیا
مُرید زلف جو دل ہوگئے رُلف کو بھولا — کم اُسنے اپنا کبھو سلسلہ کیا نہ کیا
گلے بندھا تھا جو عاشق کی زیست کا جھگڑا — اجل سے پوچھو کہ کچھ فیصلہ کیا نہ کیا

عدو اگرچہ بڑا شیر دل تھا لیکن دیکھ
ظفر نے دم مین اُسے بزدلا کیا نہ کیا

فلک پہ مہر نے پیدا بہت فروغ کیا — پر اُسکے رخ سے جو دیکھو کیا دروغ کیا
سر ہائے تہ قمری کی عشق نہ شبے بس — چمن مین سرو کو استادہ مثل توغ کیا
دیا جو عشق نے شوریدہ سر کہ ہین — تو نوش جان اُسے ہمنے مثال دوغ کیا
تُنکو عشق مین کام آئی دونون نالہ و آہ — کیا علم اُسے ہمنے تو اسکو توغ کیا

کل اک حریص نے تخفیف وقت برخوارزی
عجیب کی ظفر آردغ کو اروغ کیا

جو خط لکھا تو بھیجدیے یار اپنے ہاتھ کا — بنواؤن دست نبد نگار اپنے ہاتھ کا
جوش جنون سے جیب مین آتا نہین نظر — ثابت بچا ہوا کوئی تار اپنے ہاتھ کا
زخمی کو اپنے آپ شکستہ نہ چھوڑیے — اک اسپ اور دیجیے وار اپنے ہاتھ کا

| | |
|---|---|
| کیا کہیں دیکھا خط فراق اس مہ پرنور کا | کہکشان ہی چاک ہی سینۂ شب دیجور کا |

**مطلع ثانی**

| | |
|---|---|
| ہے یہ حال ناتوانی عاشق رنجور کا | سر پہ ہی سایہ گران مژگان چشم مور کا |

**مطلع ثالث**

| | |
|---|---|
| ہے تو انسان پر ہی یہ عالم بت مغرور کا | جلوۂ شوخی پری کا سا ہی چہرہ حور کا |
| اشک کے قطرے کو کیون مرجان مژگان پر نہین | حق ہی اعلی مرتبہ ہے دار پر منصور کا |
| کرتے ہین ہر دم مشبک جو مری آہونکے تیر | چرخ پر انجم ہے ہمسر خانۂ زنبور کا |
| دور ہین دل سی جو دیکھے تو وہ نزدیک ہے | تجھ مین انسین ہی نظارا ایک عینک دور کا |
| دل نہین کھلنے کا دل پر جب تلک ہی داغ عشق | قفل تو ہی ہی یہ اس خانۂ معمور کا |
| میرے نالے سی قیامت بھی کہی ہی الامان | دیکھنا دم بند کردیگا یہ دم مین صور کا |

آدمی کو چاہیے آدم شناسی اے ظفر
ہے یہ فرمودہ ہمارے حضرت تیمور کا

| | |
|---|---|
| جب خون نظر یار کی شمشیر سے ٹپکا | مریخ ہو قطرہ فلک پر سے ٹپکا |

**مطلع ثانی**

| | |
|---|---|
| جو قطرۂ پیکان کہ ترے تیر سے ٹپکا | خون ہو کے فقط زخم دل نخچیر سے ٹپکا |
| سنبل پہ گئی اوس سی پڑا جبکہ دم غسل | پانی تری اُس زلف گرہگیر سے ٹپکا |

جو وزیر فخر جہان کا ہو گدا اُسکو ظفر
بادشاہی سے زیادہ ہے گدائی مین مزا

حال کب ہی شام سے اپنا سحر تک ایکسا
دوپہر تک یک سا ہی دوپہر تک ایکسا

کیا تلون ہی کہ رہتا ہی نہین انکا مزاج
اُٹھ کے آتے اپنے گھر سے سیر گلشن تک ایکسا

اشک جو اُمڈے دم گریہ تو پھر دریا ہون
موجزن تھا دل سے لیکر چشم تر تک ایکسا

کیا نکالے طائر دل زلف کی پھندے سے پانون
اسمین وہ الجھا ہوا ہی بال و پر تک ایکسا

جانتے ہین یان نہین رہنے کے لیکن اسپہ بھی
شوق اسباب اقامت سے سفر تک ایکسا

لدرہا داغون سے ہون نخل چراغان کی طرح
سر سے لیکر پانون تک پانون سے سر تک ایکسا

واہ کیا میدان چٹیل خاک اڑانے کیلئے
عشق کا صحرا اودھر جیسے ادھر ہی ادھر تک ایکسا

پھونکدی ہی کسنے بیہوشی یہان ایسی کہ ہی
مست غفلت بیخبر سے باخبر تک ایکسا

روے نوخط پر ہین کیا مژگان و ابرو دیکھنا
ہے یہ مصحف یکقلم زیر و زبر تک ایکسا

میرے سینہ مین کمان ابرو ترا تیر نگاہ
واہ ہی کیا کارگر دل سے جگر تک ایکسا

کشور صحراے وحشت ہو گیا ہے اب خراب
ورنہ تھا آباد مجنون سے ظفر تک ایک سا

نہ تو جھانکا نہ اُسے سوزن درزی نے تاکا
ہمنے تاکا بھی تو سوراخ جگر مین تاکا

عرش سے فرش تلک جو ہی وہ سب ہین اسمین
کیا بتائین کہ ہی کیا ہمنے بشر مین تاکا

وہ کماندار نگاہ [illegible] کوئی ناوک ہم
[illegible] بھی دل کو جو پہلو سے ظفر مین تاکا

کون ہے [illegible] راہ گذر مین تاکا

[illegible] نقش کف پا راہ تماشائی کی

[illegible] محبت کے [illegible] مین تاکا

زخم دل پر ہے جو [illegible]

[illegible] ایک نظر مین تاکا

[illegible] نہین غم دل مین [illegible] مین تاکا

دیگر

نہین جاتا کسی سے [illegible] نصیبون کا
[illegible] ہون [illegible] نصیبون کا

مطلع ثانی

شکوہ دشمنونکا [illegible] شکوہ نصیبون کا

[illegible] نصیبون کا

مطلع ثالث

[illegible] نصیبون کا
[illegible] نصیبون کا

[illegible]

دیوانہ وہ ہو نہیں کہ جسے لڑکے دوڑ کے
ہین گو پہنو نمین مارتے پتھر بھرا بھرا

مجکو بھگا دیا دلِ خانہ خراب نے
بہر جا یٔونگے عشق مین گھر گھر پھرا پھرا

یک یک کا نا صحو نگی نہ مجکو ہوا اثر
آخر وہ چپکے بیٹھ رہے سر پھرا پھرا

یہ صیدِ تیر البتہ فتراک تو ہوا
قاتل بلا سے حلق پہ خنجر پھرا پھرا

پھرتا مزاج انکا کسی سے نہین ظفر
لیکن مرا جو مجھ سے مقدر پھرا پھرا

آشنا بحرِ محبت مین کوئی گر تیرا
ہمنے جانا کہ یہ تیراک سمندر تیرا

ایسا گھبرا کے گرا ڈوب گیا گرتے ہی
دل ترے چاہِ زنخدان مین دم بھر تیرا

لال کاغذ کا کنول جیسے کہ تیرے آب
لختِ دل آنسوؤن مین نہ مرا اگر تیرا

آفرین تجکو دلا بحرِ غمِ عشق مین تو
خوب سید ھا روشِ شیر دلاور تیرا

بحرِ بخشش مین نہ کیون ڈوب گیا گر انبار گناہ
کہ نہین ڈوبا یہ ہرگز کوئی پتھر تیرا

دستِ پا مار کے اپنی دمِ بسمل کہ گیا
خون کے دریا مین عاشقِ مضطر تیرا

جسطرح پانی پہ تیرے کوئی تنکا اسطرح
آب گریہ مین ہمارا تنِ لاغر تیرا

رکھدیا سینہ تری تیغ پہ اپنا مین نے
آب شمشیر مین مثلِ شناور تیرا

تیرنا عشق کے دریا مین اگر سیکھے دل
تو ظفر پہلے اسے ہاتھون کے اوپر تیرا

دیکھا

بنے تری خاطر سے دل زار بھی چھوڑا
تو بھی نہوا یار اور اک یار بھی چھوڑا

کیا ہوگا رفوگر سے رفو میرا گریبان
اے دست جنون تونے نہین تار بھی چھوڑا

دین لیکے گیا کفر گئے بھی کام سو عاشق
تسبیح کے ساتھ اسنے تو زنار بھی چھوڑا

گوشہ مین تری چشم سیہ مست کے دل نے
پی جیسے جگہ خانہ خمار بھی چھوڑا

اس سے ہی خبر ہو تمکو تسلی کہ ابل نے
مفلس کو جو مارا تو نہ زردار بھی چھوڑا

ٹیڑھے نہو ہمسے رکھو اخلاص نو سیدھا
تم پیار سے رکتے ہو تو لو پیار بھی چھوڑا

کیا چھوڑے اسیران محبت کو وہ جسنے
صدقے مین نہ اک مرغ گرفتار بھی چھوڑا

پہونچی مری رسوائی کی کیونکر خبر اسکو
اس شوخ نے تو دیکھنا اخبار بھی چھوڑا

کرتا تھا جو یان آنے کا جھوٹا کبھی اقرار
مدت سے ظفر اسنے وہ اقرار بھی چھوڑا

ادھر تو دست وحشت نے گریبان کھینچکر پھاڑا
ادھر ہر خار صحرائی نے دامان کھینچکر پھاڑا

نہ اتنے تب مجھسے تم کھنچتے نہ اتنا تم سے دل پھٹتا
مرا دل رات کو تمنے تو جانان کھینچکر پھاڑا

کشاکش سے جنون کے تیرے دیوانے نے مر کر بھی
کفن اپنا نہ خاک بیابان کھینچکر پھاڑا

دامن و جیب اے ظفر چاک ہو تو ہو رفو
دل نہین جاتا سیا یہ جو پھٹا تو پھٹا

بتون کی ہے وہ آشنائی کا دھندا
کہ ہے جسمین ساری خدائی کا دھندا

وہ جب دیکھو آئینہ ہی دیکھتے ہین
رہے ہے انھین خود نمائی کا دھندا

جیے یا مرے پر نہ عاشق سے چھوٹے
خیال وصال و جدائی کا دھندا

ہمارا تو پیشہ ہے رندی ہمیشہ
ہوا ہمسے کب پارسائی کا دھندا

پڑی منہ پہ آئینہ کے خاک کیا کیا
ملے خاک مین یہ صفائی کا دھندا

رہے ہے خم و پیچ مین زلف جانان
وبال اسکو ہے کج ادائی کا دھندا

رہا جب تلک دم رہا ساتھ دم کے
ظفر سب برائی بھلائی کا دھندا

دیکھکر رخ پہ ترے زلف دوتا کا پھندا
جا پھنسا طایر دل تھا وہ بلا کا پھندا

ہاتھ آئے نہ کسو کے بھی یہ آہو نگہان
نہ پڑے پانو مین گر شرم و حیا کا پھندا

اسکی قدرت کا ہے یہ کھیل کہو لا ہے کہان
خاک کو باندھتا ہے دیکھو ہوا کا پھندا

رہے ہے زنار محبت مین گلا کیون نہ پھنسے
کہ یہ ڈالا ہوا ای بت ہے خدا کا پھندا

بحر ہستی ہے عجب دام کہ صید اجل
جا بجا جسمین ہے گرداب فنا کا پھندا

طایر ہوش کو پرواز مین کرتا ہے شکار
تیرے تار نگہ ہوش ربا کا پھندا

[illegible]

| | |
|---|---|
| نکلے چاہ غم یار کے غریقون کو | کوئی بھی ایسا نظر آشنا نہین آتا |
| وہ کونسا ہے کشش ترا بتا ظالم | جو خود بخود تری جانب کھنچا نہین آتا |

تمھارے وصل کو پیارے گذر گئے برسوں
گلہ ظفر کو کچھ اس کے سوا نہین آتا

| | |
|---|---|
| یار آئے مرے پیش نظر ہو نہین سکتا | اور آئے تو دیکھون ادھر ہو نہین سکتا |
| ہو زانہ کبھی تشنہ تری شمشیر جفا سے | سیراب کسیکا بھی جگر ہو نہین سکتا |
| بیجا نہین زنہار نہ کیون ساتھ جہان سے | بے توشہ تو یہ مجھسے سفر ہو نہین سکتا |
| تم لاکھ کرو حسرت دل نالہ و فریاد | چاہو کہ ہو کچھ اسکو اثر ہو نہین سکتا |
| کچھ شمع نے ہے معجزۂ عشق دکھایا | سر کٹ کی تو پیدا کبھی سر ہو نہین سکتا |
| جبتک کہ تصور نہو ابروؤن کا تمہارے | آنکھون مین بسر رشک گہر ہو نہین سکتا |
| کیا کیا نہوئی ہے مرے بیتے خانہ خرابی | پر اب بھی تو دل مین ترے گھر ہو نہین سکتا |
| رسوا جہان کرتا ہے کیا کیا مجھے گریہ | مین چاہتا ہون ضبط ہو پر ہو نہین سکتا |

جو کام کیا ہمنے محبت مین بتون کی
واللہ کسی سے بھی ظفر ہو نہین سکتا

| | |
|---|---|
| جو وہ قاتل نہ اپنے ہاتھ مین خنجر لیے پھرتا | تو یہ سرباز پھر کیون سر ہتھیلی پر لیے پھرتا |
| اگر تعبیر پڑتے انکی جنون آہ تری شمش پر | تو یون ہر طفل پتھر ساتھ کیون یہی لیے پھرتا |

دیگر

عشق کے میدان مین ہاتھ دیا کرتا

[illegible]

شور تراتنے نکالے کہ سمائے دریا
اے ظفر طبع رواں نے تری طوفاں اوگلا

خدا نخواستہ گر خط میں میرا نام آجاتا
جو کرتا اگے یاں آرام وہ آرام جاں اپنا
ترے کوچے سے آتے ہیں تو حال اپنا ہوتا ہے
ہوس طوبائے جنت کی نہ ہوتی تیرے کشتہ کو
ہوا پیلے ہی کام آخر ترے ناکام کا ورنہ
پیام مرگ کیوں پیک اجل قاصد کو ہو دیتا
گرفتاری نصیبوں میں نہ ہوتی تو چمن سے ہیں
تری دولت سے بخشتے ساقیا جمشید دوراں ہم

تو قاصد پر غضب ہی کیوں کام آجاتا
تو انچی جان کو آرام کو آرام آجاتا
کہ ہمکو ضعف سے تو عشق میں گر کام آجاتا
اگر تو کو پریا سیر گل اندام آجاتا
کسی دن اے بت خود کام تیرے کام آجاتا
جو قاصد لیکے تیرے وصل کا پیغام آجاتا
بھلا اسطرح کیوں صیاد زیر دام آجاتا
اگر اس وقت ہیں ہاتھ اپنے کوئی جام آجاتا

خجالت سے دکھاتا منہ نہ اپنا ماہ گردوں پر
ظفر وہ بام پر اپنے جو وقت شام آجاتا

کسی کی ہمکو نہ ہوتی کیا تھی خط لکھا تو ہوتا
خطا کی ہمنے ایسی کیا جو اسنے یہ پوچھا
قلم خط لکھتے لکھتے مجکو اسنے رکھ دیا کیوں
جواب خط کیا جسپر قلم انداز تو نے

جواب خط میں قیمت کیا تھی خط لکھا تو ہوتا
تجھے غم کیا تھا حسرت کیا تھی خط لکھا تو ہوتا
سبب کیا تھا حقیقت کیا تھی خط لکھا تو ہوتا
وہ بات اے بیمروت کیا تھی خط لکھا تو ہوتا

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شاباش دلا ارشدک اللہ تعالے
پہچانا اُسے تو نے جسے دیکھا نہ بھالا

بیہوش ہو نہیں دیکھ کے اُس مہ وش زیبا کو
جیسے کہ ابھی اُسنے تھا ہوش سنبھالا

ہے داغ بدل آتش رخسار سے تیرے
گردون پہ قمر اور زمین پر گل لالا

سینہ ہمارے ہے بطرح گل دل تیری زلف
کیونکر یہ بچیگا کہ ڈسے ہو اسے کالا

اللہ ری تری جنبش مژگان ستم کش
اک پل مین کیے تو نے تو دو عالم تہ و بالا

تیرے رخ روشن کے تصور سے ہمیشہ
ہے کلبۂ تاریک مین عاشق کے اُجالا

ہوجائیگی کل جان مری دیکھ کہ نہ دار
تیر اپنا اگر تو نے مرے دل سے نکالا

ہر خار بیابان ہے موتی سے پروتا
جب پھوٹ کے رہتا ہے کف پا کا چھالا

[illegible]

# رخشاں روبیانی لعل و تابان لآلی افشانی الماس سخن

منجملہ چار جلد

# کلیات ظفر

دیوان دوم

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں نقش گزین طبع ہوا

سبکو دیکھ دیت ہی گاری بھری سبھا مین آج ۔ جب مین آپنے لج چلون تم کسکی تو ہی لاج

یکے کردہ بے آبروئے بسے
چہ غم دارد از آبروئے کسے

جو کچھ کہنی تو نے ناکہی تھی وہ بھی ہوئی کہی ۔ اپنے من مین سوچ کے مین یہ چپکی ہوئی رہی

اگر نادان بوحشت سخت گوید
خردمندش بنرمی دل بجوید

بہت دنن مین ہاتھ لگے ہو کیسے جانے دون ۔ آج مین پھگوا تو سون کانھا ٹیٹھ پکڑکے لون

دیر آمدے اے نگار سرمست
زودت ندہیم زدامنت دست

شوق رنگ اپنے ڈھیٹھ مگر سے کھیلا کون اب ہولی ۔ مکھ مینڈے اور ہاتھ مروڑے کرکے وہ برجوری

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد
ساعد سیمین خود را رنجہ کرد

# تمام شد

# جلد اول دیوان ظفر

| | |
|---|---|
| پیم نگر کی پینٹھ لگی ہو دلالی سنے ماری | سودا بار دبا ٹنگیجو تو ہو دیکھ تماری |

کہ اس سودے مین نادان سود سمجھے ہو ضرر پہلے

| | |
|---|---|
| نیکی دی اگل کردی ہو ندسوچ سمجھ پہچان | بری گلان مٹھی لگدی تو ہٹی مت جان |

کہ آخر زہر قاتل ہوا گرچہ ہو شکر پہلے

| | |
|---|---|
| سوچ سوچ کے من مین اپنے ناحق ہو ورکسوماندا | ہونا تھا سو ہو ہی چکا اب وندے کی ہوندا |

تجھے لازم تھا اپنا کام کرنا سوچ کر پہلے

| | |
|---|---|
| منزل تیری دور پڑی اور گھاٹی تیرے ہاتھ | کچھ تو نیکی کمانے کے لیلے اپنے ساتھ |

مسافر چاہیے اندیشۂ زاد سفر پہلے

| | |
|---|---|
| دین دنیا مین لگدی پھردی ہکل ہندی جان | لیکن جس دے کارن لگدی پھرنی [illegible] |

آکہی کیا ہوا تھا وہ جو نالون مین اثر پہلے

| | |
|---|---|
| پھندلیا دل نے ہنڈا مار برہ دا جال | ایک چھونڈا ان پھندے سے چھٹنا بڑا محال |

پھنسانا دل نہ مین معلوم یہ ہوتا اگر پہلے

| | |
|---|---|
| سیانا نہین دیوانہ ہو جو ہر کچھ منھ سے بکدا | جو کرم مین لکھو دیو وہ میٹ نہ کوئی سکدا |

جو کچھ ہونا تھا سو وہ ہو چکا ہر ای ظفر پہلے

ایضاً

ستم در پردہ کرتے ہو بظاہر پیار کرتے ہو

ایضاً

کیون ہو پریم نگر کی ماری پچکاری
دیکھو کنور جی دو نگہی مین کاری

ہر کہ دلست از جان بشنوید
ہر چہ در دل دارد بگوید

شگفتہ ندارد ... بانو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

کوئی اپنے زمال ملک بر اور دولت خود ہی
ہر سال سے بن مین مال ہمارا ہی سب ناپوری

ظفر مین دو جہان مین غالبا فخر جہان کا ہون

ایضاً

رانگدان تیرا تصور ہے خیال اور نہین
ہست جسمین تو ہی ہی اور ترے سوا نہین جہان
ہر اور جہان کی بیخود بخود ابر بل اور ہر آن
کہ سوا اسکے محبت کا کمال اور نہین

ہر سیج و ہم ڈھونڈ ہیا نور بجز انہین کہین اور
تجھمین سمایا تیرا پیارا اسکی مین گر غور
کہ بجز تیرے سما کہین کا ڈھال اور نہین
چاند سورج کی آنکھون مین کر جو نہ انا نور
جھلکا نور پیا کا ہی سارا دیکھو اکھون کے

[illegible]

اک ہم ہی نہین بیخبر آئے ہین جہان مین | جو آیا جہان مین ہے سو وہ بیخبر آیا
اس بات پہ رونا ہمین اکثر ہے تو آیا
مین شرم سے عصیان کے ہوا سر بگریبان | جسوقت خیال آہ ادھر کا اُدھر آیا
کچھ پوچھو نہ کیا کیا مجھے خوف و خطر آیا

## مثلث دیگر

بتا دُن مین کسیکو کیا کہان ہون اور کہان کا ہون
اپنے دیس کو چھاندکے ہم نکلے پردیس | جیسے بیت سن بیس کی دیکھی ویسا کہنا بیس
نہ مین اس باغ مین محو تماشہ باغبان کا ہون
تجھ بن رین اندھیر ہمین تھاری آدکے تاسے | ستارے تارے دھو مین گئے ماری ہو کاری کاری
ہمیشہ رنگ نیلا دیکھتا مین آسمان کا ہون
کانٹا ہون یہ سوکھا ہون تیلی ہون یا تنکا | مین ہین جو ہی سکین جات نہین کچھ دیکھا
کوئی ہان اسسے پوچھے خار جنگلے آشیان کا ہون
نے مین ملک زمین موتی زمین ہیرا پنا | نہ مین چاندی زمین سونا جیسا بنا بانا
بلا سے سگ ہون مین لیکن اسیکے آستان کا ہون
ہم تنگی گھٹی ہی گھائی کون ادھر کو جاوے | میری ڈگر پہ جو کوئی آوے گرد ہی رستہ باوے
کہ جیسے کاروان کے نقش پا مین کاروان کا ہون

[illegible]

جان جیسی ہے دل غم میں گرفتار بھی ہے

[illegible]

| | | |
|---|---|---|
| کبھی دل مین نہ تیرے رحم اوکا فرِ صنم آیا | | |
| سہدے سدے ظلم تساڈے پڑگیے دل وچ چھید | | پھر تو کسدن نال نہ اکھان اپنی مینڈی آ مید |
| کبھی نبھا پر نہ میرے شکوہ جور و ستم آیا | | |
| شوق زنگا دسنو مینی ایہا ای توجہ اگان | | الجا ساڈے چھتیان جانی بیکل مینڈی جان |
| نہایت تنگ مین اب تو تری ناسر کی قسم آیا | | |

## مثلث

| | | |
|---|---|---|
| مرا ہمدم بھی ہے اور میرا وہ دلدار بھی ہے | | |
| رین گجری رہے روندیاں ہین تک گئی | | لوکان لا داوتا لی بسلنو اٹھین سنہ دور تکدی |
| مجھسے کو اب نہ چھپتے ہو خواہش دیدار بھی ہے | | |
| بتیان وسدے سید ساڈھی اٹھیا سندی بھی | | نکان دو سدے بھانبڑ لگادہین مینکن زہری بھی |
| اسکا ابرو نہ مجھے خنجر بھی ہے تلوار بھی ہے | | |
| ہوہ للا مین زل ہین مینڈا تھم سوہنی صورت دی | | کھولی کھولی جانڈا اوسنے بھو بھو لا صورت دی |
| منہ سے مین کیا کہون او ستمگر مجھے کی پیار بھی ہے | | |
| انکھیان مینڈی ڈھوندین وسنو بکل سندی جان | | نظر نہ آوندا سونڑان مینڈا مینو دہیان |
| مین تو لاکھون مین کہون اُس سے سرکار بھی ہے | | |
| بھرا بھرا دل وندا مینڈا انس سرسن جیتن | | لیلے ہجکی رینا رُدین ودین بھو ہجر مین |

دیگر

دیگر

[illegible]

اتھا پتہ وہ ملتا منزل [illegible]

کیا ایسا انکا مسیحا کیسی ہم اس مسیحی کی نہ جانے [illegible]

خوف ہے مجھے تو یہ ہے ڈر ہے مجھے تو یہ ہے

[illegible]

خوف ہے مجھے تو یہ ہے ڈر ہے مجھے تو یہ ہے

[illegible]

خوف ہے مجھے تو یہ ہے ڈر ہے مجھے تو یہ ہے

پیران [illegible] منزل [illegible]

خوف ہے مجھے تو یہ ہے ڈر ہے مجھے تو یہ ہے

[illegible]

ناڑی ہاتھ طبیباں دو یو جھیون کوئی بسید — روگ لگا سینو نینہ فار بتا جانے پھید

کوئی کیا جانے یہ کیا درد اور اسکی دوا کیا ہے

ہیم پیالی بھر بھر پیوان لیلے کے ہاتھ ا — ہین مدہ ماتی نینہ دی تاکو دنجانو بات

دم جان بخش عیسیٰ کیا ہے اور آب بقا کیا ہے

ہین تو یاد رہی ہو کیتان جانو نہ ست اور پانچ — تبلا دو لوگان نو ملین ہن مین جانچ

کہ لذت عشق مین کیا ہے محبت کا مزا کیا ہے

کی تبلا دان نو جھین بار اور کی بھیدی حال — دی نیندی جان ہے اور جیندی ہندی حال

نہین معلوم جینا کس کو کہتے ہین قضا کیا ہے

ایٹ رے دیکھا لکھا ہیندی کا سمجھ نہین آئے — سید براتم کوئی لا دین پھر پھر تبلاے

کہ لکھا مدعی نے کیا اور اسکا [illegible] کیا ہے

ایسی کسدی چاہ لگی جو آٹھ پہر مین روندا — ہین آنسو بہا تیکے کیہون جیندریکو تو کھوندا

تبادے مجکو تو اب اے ظفر یہ ماجرا کیا ہے

## ایضاً

خوف ہے مجھے تو یہ ہے ڈر ہے مجھے تو یہ ہے

بی کے بلائین جائینگے جب دل کے پاس — اسکے لنا کیسی ہو وگی مینو بھی ہراس

خوف ہے مجھے تو یہ ہے ڈر ہے مجھے تو یہ ہے

## ایضاً

[illegible]

| | |
|---|---|
| دل کو صد چاک بنایا تو بلا سے لیکن | زلف مشکین کا ترے شانہ بنایا ہوتا |
| اور یا خاک سے ایسا نہ بنایا ہوتا | |
| صوفیوں کے جو نہ تھا لائق صحبت تو مجھے | قابل جلسۂ رندانہ بنایا ہوتا |
| باعث قلقل مستانہ بنایا ہوتا | |
| تھا جلانا نہ اگر دوری ساقی سے مجھے | تو چراغ رہ میخانہ بنایا ہوتا |
| اور دل بادہ کشون کا نہ بنایا ہوتا | |
| شعلۂ حسن چمن مین نہ دکھایا ہوتا | ورنہ بلبل کو بھی پروانہ بنایا ہوتا |
| گل کو داغ دل دیوانہ بنایا ہوتا | |
| روز معمورۂ دنیا مین خرابی ہے ظفر | ایسی بستی سے تو ویرانہ بنایا ہوتا |
| بلکہ بہتر تو یہی تھا نہ بنایا ہوتا | |

## ایضاً

| | |
|---|---|
| عشق کا عالم نہ پوچھو وہ جہان ہی اور ہے | |
| نیم نگہ کی ریت نرالی اور نرالے طور ہے | ہے تو وہ ہر حکمت مین لیکن ہر جگہ وہ ہی اور ہے |
| وان زمین ہی اور وان آسمان ہی اور ہے | |
| کیسا بھالا کیسی برچھی کیا چھرا تلوار | اوس کے ابرو کج نگاہی تیغ دل پر دار |
| جس سے مین زخمی ہوا ہون داستان ہی اور ہے | |

[illegible]

مثلث ونیز

[illegible]

| | |
|---|---|
| کس سے کہیے کون اب مانے | جی کے بھید کو جی ہی جانے |
| ظفر ہوتی ہے دل کو راہ دل سے | |
| ایضاً | |
| کام دل ہو کیونکر حاصل اس بت خود کام سے | |
| کام پڑا ہو جن ستمین سانوں اس بیدردی نال | کان نگار کیونکر سینے وہ لوگان ساڈا حال |
| ہاتھ جو کانون پہ رکھتا ہو ہمارے نام سے | |
| پھڑ دی میری انکھیاں نے جہیں دو انکھیاں ملاتی | مینا بیون بیدہ کا پیالہ مینو دہ نہیں بھاتی |
| ساقیا دوران سر ہوتا ہے دور جام سے | |
| سینڈی ستم نہ اسیدا جس سے مینڈا انیمہ | اللہ باندا جو کوئی کیہے اسنو کہان رہینہ |
| کفر سے کیا کام مجھکو کیا غرض اسلام سے | |
| جیسے پھندا دل عشق دی کہندی پڑگئی دیکھ دھندے | جھٹ نہ سکن ان پھندون سے ہم کر ربکا دھندے |
| مدتون پھڑکے قفس مین ہم جو نکلے دام سے | |
| دیکھ کے سوتی سیج پیا بن پھر پھرائے نین | کچھ مت پوچھو لوگان مینو کیونکر گذری رین |
| روتے روتے صبح ہو جاتی ہے مجھکو شام سے | |
| کتنے دنون بیکل کیتا کل ناہین اک دن آئی | دل کے بیکل رہنے سے ہی دکھ پڑگئی جان |
| گر ہووے دل تو پھر گذرے عجب آرام سے | |

| | | |
|---|---|---|
| جو بو سا ہے دل پر بیتی رب جانے یا دل | | کاسون اکھان حال مین اپنا کہنا ہے مشکل |
| | حال غم کوئی میرا کیا جانے | |
| اپنی اپنی روگان کہندے میذ کہ بنرادی باشا | | جو جو مجھ پر بیتے ہو سو مو مین کہی نجاتا |
| | حال غم کوئی میرا کیا جانے | |
| رین و نا نہین پہین سانوں نہین انکو دہیان | | کالب ہے کیون اور کوئی بیکل رہندی جان |
| | حال غم کوئی میرا کیا جانے | |
| ایکا ایک دھر کا اس جگ اور دوجا کالو | | جندڑی کھلائی ان دھر کو نہین غم ہے جندڑ پر |
| | حال غم کوئی میرا کیا جانے | |
| کوئی نہین غمخوار ساڈا اکھان کس دے نال | | شوق رنگا ہے رب ان کسی جو یہی حال |
| | حال غم کوئی میرا کیا جانے | |

| | | |
|---|---|---|
| | الیضاً | |
| | جو گئے یہان سے وہان دیکھ لے پھر آتے نہین | |
| جانیو آپھر نہ آئے انکھیان تکدی راہ | | دن رین منیڈا ہیا ترپے زبان میر گواہ |
| | یہ تمھیں نظروں سے وہ صورت بھی دکھلاتے نہین | |
| آفتہ صحبون کسنو بھیجو جانو ٹھور ٹھانون | | اتنا کہ نجانون بس نا جانون جانون وہمنا |
| | ہے یہی رونا کہ ہم انکی خبر پاتے نہین | |

اثر جب ہو کہ نکلے آہ دل سے

نہ وہ آگ ہین نہ وہ جل مین

وہ دل مین دل ہے ترے بغل مین

بشرط ستی تو بھی ہو آگاہ دل سے

دل ہاتھ سمجھ دل سے منذر

جو چاہے سو دل کے اندر

ہر اک تجھ سے دنیا کی کیون اپنی گنوا دی جان
شوق زندگی سندی ابھی کوئی جس علت وا دھیان
نہ کچھ کوئی گیا کا سو آ خدا نہین

مثلث دیگر

ہم ان ہاں کی جھا دیکھو تو نہ جارون کس دا ہی
جن جھان باتنا او ہین کو دھوئی آدلب
زیادہ تسادی درسن کردی رام جی

| | |
|---|---|
| شوق لگ اسد یاتو عذاب کیجیے کی اعتبار | ایک ایک گل پر اپنی آنکھون دیکھ چلی بہار |
| ہم تو اس یار کی تقریر کو پلٹے کھاتے | |

## مثلث دیگر

| | |
|---|---|
| دنیا سے دل لگانا عزیز و بھلا نہین | |
| سچ سمجھ لو اس مین وچ سچ گلا نا جھوٹ | جو ہی ہاتھ تسادی کا وی الیدن ہاتھ سی جھوٹ |
| سب ہمنے کہہ دیا ہے نہ کہنا کہا نہین | |
| جار و کئی ہین پہ سنگاتی جارون پاؤن ہاتھ | اکدن لیسا آ و ز تسادی ایک نہوی ساتھ |
| پھر کون آشنا ہو کوئی آشنا نہین | |
| جس تن تے پہرا ہی جاندی نئی نئی پوشاک | اکدن گردن وچ کفنی ہو دے تن نوں لاگی خاک |
| پھر خاک کا بھی ڈھونڈھو تو ہرگز پتا نہین | |
| سینسو اپڑن الکھن نیڑان کوئی ہاتھ | جو ہی اپڑان نت دہاتی ہو وئی اپنے ساتھ |
| ہمدم تو اپنا کوئی بھی دم کے سوا نہین | |
| جن لوگان اکھان ڈٹھا گئے کہان آرام | وہ تو سانو نجر نہ آوندے کن کن کالون نام |
| پیدا کبھی جہان مین ہوئے تھے وہ یا نہین | |
| کس دا اپنا دھیان لگاہی کوئی نہین ہے پاس | زبان سائی سوچ وچ اپنی ٹوٹی جاندی آس |
| سب کچھ تو اپنے پاس ہی کیا جانے کیا نہین | |

سنگ دل وچ رہندا جاہے بے چین
چھپا اندی نکو تو بھی نہ سا بھرا نہین
زیادہ تسادی درسن کردی رام جی
جھبان بندی او سعود ہو نظر آندانی
نہ آندی جھپان بندی نکو جاندا جی
زیادہ تسادی درسن کردی رام جی

محمد دل توا ران خمسہ

سنگ سنگاتی ساتھ اسد ہی کی ا سدی جان
پار ہی اندر لیسیر مندا ہے سبح سن ہیں جان
زیادہ تسادی درسن کردی رام جی
کیہ تو دن دیاں سکھ دا سکھ دیوان سرکار
ناسکھ دی زبان ساندی سکھ ساجن حکم
زیادہ تسادی درسن کردی رام جی

کیہی بات ورزبان سا زاندی اودن لی
وادی دی ہی عمر دا نید ا شوق ار کس دا ہی پالن
زیادہ تسادی درسن کردی رام جی

الفیا
دانش ہاری کا دھیان دھیان سیان آ دندی ہے
عشق دا بیخ درد ل وہ حسن تو نوں پانا ہے
حال ہمنے کس سے کہی مرا کیا جانے

[illegible]

| | |
|---|---|
| برہ دی آگ وچ ہے جان پھکدی | نہیں جب کردی ہان : نرات لگدا |

مرم پر شور از عشقت چنان ست
کہ ہر موے تنم گرم فغان ست

| | |
|---|---|
| نہیں اب یار کوئی پاس ایسا | نہیں غمخوار کوئی پاس ایسا |
| جو میرے ادلی اپنی مہر نہ کہے | وہ تیرے کول جا کر ہنور کہے |

صنم بگذار این طرز جفا را
خدا را ظفر رحمے خدا را

## مثلث

کوردن خط مین کیا حال تحریر پہلے

| | |
|---|---|
| یانی لکھن سے پہلے اسلو دیو سب بھڑکا | قاصد ہو چکے باقی دیتا اگر بات بگڑ جاے |

دہان جاک خط کی ہے تدبیر پہلے

| | |
|---|---|
| سیسے کول نیو دے رانجھا آگے ہیر | جو کوئی دیکھی کھولکے اکھیا تو ہران دی تصویر |

رکھی سامنے مین نے تصویر پہلے

| | |
|---|---|
| سب نے اسدر درد سہو او سب نے عشق نبایا | جو وہ تجھی بیدا آئش درون کلن کرا یا |

تو اسے دل تجھ ہوگی تعذیر پہلے

| | |
|---|---|
| کیونکہ جہان میں آس ہند سی نہ ہند اگور کہ دھندا | پھر ان کان دل الجھنایا برہ ناروں پھندا |

### مثلث دیگر

[illegible]

کیا سکھ نجر نال ایہا کسنبلا
کسنبلا پھر مین جوڑ کے سنبھالا

بجان از دید بت دیوانہ گشتم
کہ من از خویشتن بیگانہ گشتم

۹۰ لکھو جانا تا آشنا مین
ہوتا تا آشنا سے تو بیوفا مین

۹۰ سیدا پسے پھندے سے پھندلینا
نگارا دان بتے کسی کہا سحر لینا

دلم را چون بزلف خویشتن بستی
مرا چون زلف در تاب نشستی

محبت کیا کہوں مین تجھ سے کیا ہے
کمند آفت و دام بلا ہے

جو اس پھندے مین آ کے پھر رہے
و یا دن رات بھاگے اپنا ...

درین دام بلا دل گشتہ بیتاب
ورنجا ہم تا افسوس افسوس

| | |
|---|---|
| کس ولی دین بھرے مینڈی کرا دھیان | جب دیکھے تو آوے ہووے سب مشکل آسان |
| ہر لحظہ ہے دریائے غم و رنج کا طغیان | ہاتھ آتا نہین دامن ساحل کسی عنوان |
| اور باد مخالف سے اٹھا ہوا طوفان | یمین خوف سے کیا کیا صفت موج ہون لرزان |
| کون لکھاوے یار نور تا ٹوٹ پڑے منجھدھارا | ساڈے ٹوٹنے تیری واہی تو ہی کھیون ہارا |
| ہون خاک نشین صورت نقش کف پا مین | ہمدرد نہین درد دل اپنا کہون کیا مین |
| اتنا ہوا پامال کہ جاتا ہون مٹا مین | جو دل پہ گذرتی ہے وہ دل جانے ہے یا مین |
| اسنو الکھان بھید مین دل داکون بندھا دھیر | تو ہی کرے کرم نظر اپنا سینڈی دھاکے ھیر |
| کسطرح ظفر اپنا کرے حال دل اظہار | اور دلمین کھٹکتے غم و اندوہ ہین خار |
| حیرت سے یہ ہے نقشہ کہ ہے نقش بدیوار | کس سے کہے کون سوا تیری مددگار |
| جلدی اسدے دل سے کدہ لی ساری لگدی رسول | نینڈا وہ ہو گماوی جگ وچ نار کہ اسنو ملول |

الیضا

| | |
|---|---|
| یہ پردہ تو نے کیا جلوہ دکھلایا | مجھے اک دم مین دیوانہ بنایا |

حال دل عاشقان جانے

جدا کا مین تری اک لحظہ ہے روز قیامت
شب ہجر اور دن میں چور ہو اسان

جو دن جلتی جلتی جیا کی کہان بتائیان
او رہان راتان رو دیا ...

دلم بیتاب از غم بسوز و گداز ...
بہر لحظہ آنکھ جانا ... دکھائی

نہین کچھ دیتی ... برحال ...
کہانی ... مجبوری ...

...

جو نخل پُر ثمر ہین اُٹھا سکتے سر نہین
سرکش ہین وہ درخت کہ جنمین ثمر نہین

باد صبا اُڑائے چمن مین ہو سر پہ خاک | ملتے ہین دمبدم کف افسوس گل تاک
غنچے ہین دل گرفتہ گلونکے جگر ہین چاک | کرتی ہین بلبلین بہی فریاد دردناک

شاداب حیف خار ہون گل پائمال ہون
گلشن ہون خوار نخل مغیلان نہال ہون

نزدیک اپنے آپکو جو کھینچتے ہین دور | دیکھا تو صاف فہم مین کچھ انکے ہے قصور
ورنہ جو باصفا ہین خردمند ذی شعور | کیا دخل انکو آوے کبھی نخوت و غرور

رکھتے غبار کینہ سے وہ سینہ صاف ہین
ہر نیک و بد سے صورت آئینہ صاف ہین

جائین نکل فلک کے احاطہ سے ہم کہان | ہوویگا سر پہ چرخ بھی جاوینگے ہم جہان
کوئی بلا ہے خانۂ زندان یہ آسمان | چھٹنا محال اس سے ہے جبتک ہے تن مین جان

جو آگیا ہے اس محل تیرہ رنگ مین
قید حیات سے ہے وہ قید فرنگ مین

یہ گنبد فلک ہے عجب طرح کا قفس | طاقت نہین ہے نالے کی بھی جسمین یک نفس
جنبش ہو ایک پر کی تو پر ٹوٹ جائین بس | رہ جاوے دل کی دل مین یکسطرح سے ہوس

[illegible]

الغیاث

[illegible]

جان ناخن تا ابد ... [illegible]

[illegible]

لب ہر زخم ہیم چون لب سوفار ہنوز

باغ میں نرگس بیمل کے خوش آتا ہی

نکہت گل سے دماغ اپنا اڑا جاتا ہی

سو گھروں جا کر باغ میں بھجوں دی باس

جندڑا باغ بہار دا سو نہیں تیندے پاس

آه ازان دم که نشان شد گلی روی تو نظر

بیخود در چمنم از غم او فار ہنوز

تیری فرقت سے کیا بجو ز بہ مجھ سے

جلد آ جلد کہ فرقت کی نہیں تاب مجھے

[illegible]

| | |
|---|---|
| دلتو بہ ابھی نہیں ہے بند<br>روزی بادہ رز ہو تو سند | توبہ ہر وقت ہے قبول و بہ<br>بلکہ آج اور بھی دو چند سے چند |

اے ظفر آمدہ بہار بجوش
موسم توبہ نیست بادہ بنوش

## مسدس دیگر

| | |
|---|---|
| کیوں دل آزار مرا تجھسے دل زار لگا<br>شوراں تیندی نینہ وچہ ہی کیا معمول | کہ جو دل لگتے ہی اک جان کو آزار لگا<br>پھندہ نال برہ کے پھند گئی اسانو بھول |

دل بدام خم زلفت ست گرفتار ہنوز
جانم از نرگس بیمار تو بیمار ہنوز

| | |
|---|---|
| واہ وا خوب ہی کی مجھسے محبت تونے<br>رونکدے رونکدے سو جھتا کچھ نہیں آنکھوں نال | خواب میں بھی نہ دکھائی کبھی صورت تونے<br>تونے تیری دیکھیں وا بھولدا نہیں خیال |

گرچہ شد دیدہ ام از گریہ ہجر تو سفید
لیکن از دل نزود حسرت دیدار ہنوز

| | |
|---|---|
| گرچہ بسمل کی طرح خاک میں غلطاں ہوں میں<br>دل وچ تیندی تیر نظر دی ایسے گر گھاؤ | دل ہے پر تیر نگہ کے تیرے قرباں ہوں میں<br>بھر بھر مرہم مرہم جاواں تو بھی نہ بھراد |

اے ظفر [illegible]

ایضاً

[illegible]

| | |
|---|---|
| ہے ہوا سرد اور چمن سیراب<br>ہے گناہ شکست توبہ ثواب | رخ خورشید پر ہے ابر نقاب<br>آج ہے دور دور جام شراب |

اے ظفر آمدہ بہار بجوش
موسم توبہ نیست بادہ بنوش

| | |
|---|---|
| گل تو گلشن میں تھے ہمیشہ ہسوڑ<br>شیشۂ توبہ شراب کو توڑ | آج غنچے بھی کہتے ہیں منہ موڑ<br>دامن عیش کو نہ ہاتھ سے چھوڑ |

اے ظفر آمدہ بہار بجوش
موسم توبہ نیست بادہ بنوش

| | |
|---|---|
| ہر رگِ رگ گل ہے اک ستار کا تار<br>جب وہ چھیڑے ہوا اسکو مطرب وار | زخمہ ہے عندلیب کی منقار<br>ہوتی ہے یہ ترانہ ساز بہار |

اے ظفر آمدہ بہار بجوش
موسم توبہ نیست بادہ بنوش

| | |
|---|---|
| ابر بھی اسقدر رہا ہے جھوم<br>لالہ و گل کا ہے چمن میں ہجوم | لے گا روئے زمین کو گویا چوم<br>بلبلیں یہ مچا رہی ہیں دھوم |

اے ظفر آمدہ بہار بجوش
موسم توبہ نیست بادہ بنوش

جام بر کف ہے ساقی خندان

اے ظفر آمدہ بہار بجوش
موسم توبہ نیست بادہ بنوش

اے ظفر آمدہ بہار بجوش
موسم توبہ نیست بادہ بنوش

اے ظفر آمدہ بہار بجوش
موسم توبہ نیست بادہ بنوش

ہیں ابھی دن بہار کے دو چار
توبہ کر بعد فصل بہار

اے ظفر آمدہ بہار بجوش
موسم توبہ نیست بادہ بنوش

اے ظفر آمدہ بہار بجوش
موسم توبہ نیست بادہ بنوش

کو یا نبی اللہ خبر یا حرمت آل وصی
تا آپ رحمت سے کہین سوز و با ہو منطفی
بر او سیلہ پنجتن بر کت سے اسکے نام کی
نسمی یہ آفت بلا ہو یون نہ دل بر اوپی

لی خمسۃ اطفی بہا حر الوبا را الحاطمہ
المصطفے والمرتضے وابنا ہما والفاطمہ

ہے یا جناب پنجتن وصف آپکا قرآن مین
لولاک اور تعظیم سے آیا تمہاری شان مین

وارفع بلا کا کام شہوا تا ہمین ہر دو جہان مین
یہ میرا ہو ورد زبان ہر جان جب تک جان مین

لی خمسۃ اطفی بہا حر الوبا را الحاطمہ
المصطفے والمرتضے وابنا ہما والفاطمہ

| | |
|---|---|
| ہی ہمہ جسکو پیار سے اپنے زہرا گودی پالے | اُسکے تن پر گھاؤ لاگے بہتے لہو کے نالے |
| | سر اب اسکا ہے اور نوک سنان ہے |
| جسے زہرا نے گودی مین کھلایا<br>چارون اور سے اُسکے لاگے برچھی بھالے تیر | نبی نے دوش پر جسکو چڑھایا<br>ماٹی اوپر لوٹے رن مین گھائل سارا سریر |
| | لہو کا زخم سے دریا روان ہے |
| ہوا زین العبا محبوس افسوس<br>جسکی پانو کی ماٹی ہو چاند سورج پر فوق | پیادہ پا چلا افسوس افسوس<br>اُسکے ہاتھون ہتھکڑیان ہو اور گلے مین طوق |
| | سفر در پیش ہے اور ناتوان ہے |
| طفر اس غم سے اک عالم ہے مغموم<br>میلا تاگا اکاس سے کینو جانی اندھیری رین | زمین سے تا فلک ماتم کی ہے دھوم<br>تارے نا ہین آنسو ان سے ہے بکھر زمانہ مین |
| | جسے دیکھو غرض ماتم کنان ہے |

## مسدس

| | |
|---|---|
| چلنے لگی ہے بے طرح باغ جہان مین یہ ہوا<br>یا رب طفیل پنجتن مجکو اس آفت سے بچا | جا بجا کہتے ہین سب جسکو وبا ہے وہ وبا<br>مین ہر گھڑی اور ہر نفس ڈھکر یہی ہون لپنا |

لی خمسۃ اطفی بہا حر الوبا را الحاطمہ
المصطفے والمرتضے وابنا ہما والفاطمہ

والشہ غیر از پنجتن یار و کسی پیدا کہان
جو اس بلا کو نالدے ساہو دو شفیع عاصیان
یا ورنہ آتا ہو جسے دیکھو یہان کالیا بیان
لکھتے ہین دروازے پر نام ہے دار الامان

لی خمسۃ اطفی بہا حر الوبا را الحاطمہ
المصطفے والمرتضے وابنا ہما والفاطمہ

بعد از نماز پنجوقت یہ سکو پڑھا کرو
لازم ہے خواص ہے سب نے دعا ہے بلا بریہ

لی خمسۃ اطفی بہا حر الوبا را الحاطمہ
المصطفے والمرتضے وابنا ہما والفاطمہ

## ایضا

آج کرتا ہے ساقی بدر ہو رنگ بہار
سر نہ لے نام نو یہ ہے سمجھ آب جوتن سے یہ کیف
مین بھی کہتی ہین اور ... بہار ... ہے
... ظفر آمدہ بہار ...

تجھی سے ہے امید عفو تقصیر | الٰہی از کمال لطف بپذیر
دل سوزان و چشم اشکبارم

رہا میں جیسے یہان خرسند و فیروز | یون ہین ہون حشر کو بھی جلوہ افروز
رہون دونون جہان مین بہرہ اندوز | الٰہی گر عزیزم کردی امروز
مکن فردا بنزد خلق خوارم

یہ کافر نفس ہے ایسا بلا بد | کہ جس سے چیز بدی ہو کچھ نہ سرزد
عداوت مجھسے یہ رکھتا ہے بیحد | الٰہی گر نہ توفیق تو باشد
بر آرد نفس بد از جان دمادم

مکان تاریک مین تنہا و بے زور | جو کوئی پاس ہے تو مار یا مور
سنے کون آہ و نالے کا مرے شور | الٰہی در شب منزل گہ گور
تو لطف خویش گردان غمگسارم

نشے مین مین تو ہون غفلت کے سرمست | لگے در پے ہین دو دشمن قوی دست
کہان جاؤن کرون مین کسطرف جست | الٰہی نفس و شیطان در کمین ست
ز تقوائے عبادت کن حصارم

ظفر ہے جنکو ایمان اپنا درکار | دعا ایمان کی وہ مانگے ہین ہر بار
کہے ہو دیکھ تو کیا مرد ہشیار | الٰہی بر جنید ایمان نگہدار

لمن الملک تو گوئی کہ سزاوار خدائی

| | |
|---|---|
| ظفر اسوقت مین خاموش ہو گیا غنچہ کے مانند | کہ اشعار مناجات کی یاد آئے اُسے چند |
| کرے اوصاف مین کسطرح تری اپنی زبان بند | لب و دندان سنان ہمہ توحید تو گویند |

مگر از آتش دوزخ بودش زود رہائی

## مخمس ثمانیہ عشر ۱۸

| | |
|---|---|
| ہمیشہ از ندامت اشک بارم | ز جرم خویشتن خود شرمسارم |
| مگر از رحمتت امید دارم | الٰہی واقفی از حال زارم |

تو میدانی کہ جز تو کس ندارم

| | |
|---|---|
| گناہوں کا مری از بس ہے طغیان | رہے ہی موجزن طوفان پہ طوفان |
| تری بے دستگیری ہون ہراسان | الٰہی غرقہ ام در بحر عصیان |

ز دستِ رحمت افگن بر کنارم

| | |
|---|---|
| جہان ہے مجمع ارباب غفلت | مہیا ہین سبھی اسباب غفلت |
| پیان پیکر شراب ناب غفلت | الٰہی رفتہ ام در خواب غفلت |

بروہ بیداری زین کار و بارم

| | |
|---|---|
| ترے آگے نہین مانند تصویر | زبان عذر کو یدا سے تقریر |

| | |
|---|---|
| تو کہے کیونکہ خدایا یہ خدائی تجھے ساری | تو خداوند کمینی تو خداوند بسیاری |
| تو خداوند زمینی تو خداوند سمائی | |
| نظر آتی ہے جہان مین جو سفیدی و سیاہی | قلم صنع یہ دیتے ہے تری ذرات گواہی |
| تیری یکتائی مبرا ہے ہر اک شے سے الٰہی | تو زن و جفت بجوئی تو خور و خفت نخواہی |
| احد ابی زن و جفتی ملکا کام روائی | |
| نہ پرستش کا تو محتاج نہ محتاج عبادت | نہ اعانت تجھے درکار کسو کی نہ حمایت |
| نہ شراکت ہے کسی سے نہ کسی سے ہے قرابت | نہ نیازت بولادت نہ بفرزند تو حاجت |
| تو جلیل الجبروتی تو امیر الامرائی | |
| جسے تو چاہے امیری دے جسے چاہے فقیری | جسے تو چاہے بزرگی دے جسے چاہے حقیری |
| کرم و عفو سے کیونکر نکرے عذر پذیری | تو کریمی تو رحیمی تو سمیعی تو بصیری |
| تو معزی تو مذلی ملک العرش بجائی | |
| گنہ و جرم پہ بھی کرتا ہے تو رزق رسانی | تیرے الطاف سے محروم نہ میخوار نہ زانی |
| کہ وہ ستار ہے تو واقف اسرار نہانی | ہمہ را عیب تو پوشی ہمہ را عیب تو دانی |
| ہمہ رزاق رسانی کہ تو موجود عطائی | |
| خرد و وہم گو دل سے کوئی بات تراشی | گرہ اول و آخر کی حقیقت کا تلاشی |
| مگر ہرگز نہ دیکھ سوا اسکے ہے سب سعی خراشی | نہ بدی خلق تو بودی نبود خلق تو باشی |

تو چیزی نہ دانستنی نہ فرزانی نہ تو کانی [illegible]
ہے مصروف نہ ساین جیب [illegible] خلاق تف
[illegible] وہ ذوق [illegible] فالق سبق
[illegible]
نہ تو صفت [illegible]

احد الیس کمثلی صمد الیس کفوی من
نجم [illegible] یہین کہ صفت کیا کرون تری
نہ خرد کو ہے یہ طاقت کہ تجھے پاوے ذرا بھی
نہ بشر کی ہے یہ قدرت کہ تری یاد [illegible] کی
نہ توان شرح تو کردن کہ تو در شرح نیائی
نہ توان وصف تو گفتن کہ تو در وصف نگنجی
نہ مری گو [illegible] زبان [illegible] معانی کی ہو گنجی
دم [illegible] اوصاف بیان [illegible]
تو نمایندہ فضلی تو سزاوار ثنائی
[illegible] تو سمیعی و بصیری

جو اعتبار کچھ نہ ہو ہم سے قول کا
تو بہتر ہے نوشتہ کو بھی جھوٹ جانتا
باور نہو کبھی سمجھے اسے شیخ بیوفا
سو عہد نامہ گر بقسم لکھکے بھیجدون

مری طرف سے غیر نے کیا جانے کیا کہا
مضمون خط و خال ہم لکھکے بھیجدون

یہ کیون لکھون کہ مین ہون سیہ روز ہجر مین
ہر چند اس الم سے مرا دل ہے لخت لخت
کھل جائیگا اگر ایسا تو عقدہ نہین ہے سخت
قاصد روان ہو باندھ کے پشتی سفر کا رخت
گر ماہ خسار فام و درم لکھکے بھیجدون

اسکا خیال زلف ہی کیا کیا وبال دل
لیکن اسے ذرا نہین آتا خیال دل
ہو وہ بھی کچھ تو واقف رنج و ملال دل
پرچہ پہ مین جگر بہ ظلم اسکو حال دل

جو دل مین ہے اٹھاؤن قلم لکھکے بھیجدون
خط غلامی اپنا صنم لکھکے بھیجدون
اور جو کہے خدا کی قسم لکھکے بھیجدون

آگاہ خوے یار سے ہوتا اگر نہ مین
مشق جفا سے اسکی ہے تو بیخبر نہ مین
قاصد خط اسکو لکھتا کبھی بیخطر نہ مین
ڈرتا ہون وہ قلم نکرے ہاتھ ورنہ مین
جو جو کیے ہین اسنے ستم لکھکے بھیجدون

جس وقت تجھ سے حضرت دل دادخواہ ہون
جھگڑے تمام یہ نہو کہین نہ آہ ہون
اور اس سے پوچھا جاے جو مجھسے گواہ ہون
ظالم ہزار دستہ کاغذ سیاہ ہون
گر ایک قصۂ شب غم لکھکے بھیجدون

کیا کیا تھی یار اپنے زمانہ کے انتخاب
ہوے دمثال نامہ نکیون دلکو پیچ و تاب
سب نے عدم کی راہ لی ای ہستی خراب
لا سکتا رفتگان کا نہین کوئی بھی جواب
خط کسکے ہاتھ سوے عدم لکھکے بھیجدون

اس گل کی ایک عمر سے تھی جستجوے وصل
اب جی مین ہے کہ یون ہو اگر گفتگوے وصل
باقی ہے اتنی تاب کہ کہین ہین بوے وصل
معلوم تا ہو اسکو مری آرزوے وصل
وصلی پہ حال رنج و الم لکھکے بھیجدون

لکھتے ہین بار بار وہ مجھکو کہ تو شتاب
اسکے سوا جو آتا نہین اور کچھ جواب
لکھ بھیج حرف عشق ہوا ہے جگر کباب
جاکر دکھاؤن دل کے جو ہین داغ بیحساب

مخمس ... عشق

تلون ہے مزاج یار کے ہر ہان حذر لازم | ہوا سو بار جھوٹا اور پھر ہرگز نہین نادم
کبھی کچھ کہتا ہے ظالم کبھی کچھ کہتا ہے ظالم | ظفر اک بات پر دائم وہ ہووے کسطرح قائم
جو اپنی پھیر تا نیت کبھی یون ہے کبھی وون ہے

## مخمس عشر

کچھ خبر پہلے کدورت اور صفائی کی نہ تھی | وجہ کوئی صلح کی صورت لڑائی کی نہ تھی
تھے خدائی مین مگر سیر خدائی کی نہ تھی | جب تلک دنیا نے ہمسے کچھ برائی کی نہ تھی
ہمکو آگاہی برائی اور بھلائی کی نہ تھی

آگے شہرت کیا تمھاری دلربائی کی نہ تھی | دلربائی مین مگر بات اس کھائی کی نہ تھی
ہمنے تو ایسا سمجھ کر آشنائی کی نہ تھی | یہ توقع ہمکو تجھسے بیوفائی کی نہ تھی
آشنائی کی تھی ہمنے کچھ برائی کی نہ تھی

ہے دل بے کینہ میرا وہ مصفا آئینہ | زنگ سے آلودہ جو ہرگز نہ دیکھا آئینہ
یہ کبھی محتاج صیقل کا نہوتا آئینہ | تھے مکدر تم ہی ورنہ میرے دل کا آئینہ
بے کدورت تھا اسے حاجت صفائی کی نہ تھی

شوق گلگشت چمن ہے نہ اب نہ بس مین اپنا دل | ہے بدلتا رنگ کیا کیا اک نفس مین اپنا دل
تھا پتنگ آزاد ہونیکی ہوس مین میرا دل | لگ گیا تھا جن دنون کنج قفس مین اپنا دل

زمانہ کی جو اب حالت کبھی یون ہے کبھی وون ہے
تو کیا ہے رنج یا راحت کبھی یون ہے کبھی وون ہے
غرض [illegible] کی قدرت کبھی یون ہے کبھی وون ہے
[illegible] عزت کبھی یون ہے کبھی وون ہے
بدل یہان ہے ہر ساعت کبھی یون ہے کبھی وون ہے

جو [illegible] آ کے کہتا ہون بیباک ہون گا
[illegible] افلاک ہون گا
[illegible] وحشتناک ہون گا
[illegible] خاک ہون گا

ہر ہر ایک طرز عتاب عربدہ جو خوشنما — اُسکی ابرو پر نہون کیون چین ابرو خوشنما
تیغ ہو تو تیغ پر جوہر بھی واجب ہے کہ ہو

ای شکار افگن وہ خنجر لا کہ جسمین آب ہو — آب وہ زہر آب ہو یا آب شہد ناب ہو
اُس سے پر نخچیر ناوک خوردہ کو کچھ تاب ہو — قطرۂ پیکان سے صید تشنہ کیا سیراب ہو
یان روان آب دم خنجر بھی واجب ہے کہ ہو

دیکھنا جب کچھ حصول مقصد و مطلب ہو دل — اور فارغ ساری تشویشون سے روز و شب ہو دل
آشنا و شد سے اس گلشن مین شاید جب ہو دل — سیر گلزار جہان سے یون شگفتہ کب ہو دل
غنچہ آسا کچھ گرہ مین زر بھی واجب ہے کہ ہو

ہو ذقن وہ جس سے باغ خلد کا ہو لطف سیب — زلف وہ کافر کرے دل کو ہزارون سے فریب
رخ کو دیکھو تو عبادتگاہ جانان شکیب — کیونکہ محراب دو ابرو کو نہو پیشی سے زیب
ہو جہان مسجد وہان منبر بھی واجب ہے کہ ہو

سوچ لے دلمین کہ اسکی زلف ہے ناگن بلا — جسکو کافر نے ڈسا پانی نہین وہ مانگتا
ہان کہنا تو مرا دست ہوس کو مت بڑھا — سانپ کا سا ہے کھلانا چھیڑنا اس زلف کا
اے ظفر ہان یاد کچھ منتر بھی واجب ہے کہ ہو

## مخمس اربعۃ عشر

اسکا مت پوچھ سبب بت غارتگر ہوش — تھا تری تیغ تبسم میں حلاوت کا یہ جوش

رہ گئے پھر سے لب زخم جگر بند کے بند

جوہری کا ہو اگر جمع جہان کے آدین — اور خوش آب گہر کان عدن کا لاوین

آب و تاب انکی وہ کیا خاک ہمین کھلاوین — نکلین دندان تر ہنستے مین تو پھر ہجاوین

دہن درج ہین دندانِ گہر بند کے بند

کوچ کی اپنی سنائی ہمین جب اسنے خبر — اپنا اک سکتے کا سا ہو گیا عالم سنکر

ہاے ہوتی ہمین کچھ طاقت گفتار اگر — کچھ نہ کچھ کہہ کے انھین روکتے ہم وقت سفر

پر زبان ہو گئی بندھتے ہی کمر بند کے بند

لیکے ہم اسکو جو گلشن مین سحر گہ جائین — جو کبھی منھ سے وہ گل لالۂ گلچہ جائین

منھ ہی کیا غنچون کا جو سامنے کچھ جائین — گر کھلے بات تو نہین وہ غنچہ دہن ہجائین

باغ مین غنچون کے منھ باد سحر بند کے بند

جی تو چاہے ہی یہی گل کی ہوس مین صیاد — پھو نچو نہین باغ تلک ایک نفس مین صیاد

بر کرون کیا کہ مین اب ہون ترے بس مین صیاد — باندھکر پر نہ مجھے چھوڑ قفس مین صیاد

فائدے کرنے سے کیا طائرِ پر بند کے بند

تیری سودائیون کو دی ہی سزاے تقصیر — لا کے زندان مین کیا پایہ دل ہر چند اسیر

شوق صحراے جنون جنکے ہوا دامنگیر — گئے دیوانے نکل مثل صفاے زنجیر

## مخمس اشاعت

نہ حسن مطلب یہ اور دل نے کبھی پوچھا گیا باعث | نہ برا عرض غیر فرنگی ہوئی کسطرح کیا باعث
گزارش کرتا بندہ بھی تو ہان خدمت مین یونہین تھا

ہمین منظور تھا جو کچھ مقرر ہم وہ کر جاتے | کہ جاتی بس جان ہے آج ہم اور چشم تر جاتے
نہ آئے آپ گر یکدم تو ہم جی سے گذر جاتے | تم اپنے وقت آ پہونچے وگرنہ ہم تو مر جاتے
ارادہ ہو چکا اپنا غم فرقت مین یونہین تھا

کیا تو نے نہایت کیون نحیف ایدل مزاج اپنا | تجھے کرنا کچھ اندیشہ تھا بیش از احتیاج اپنا
دکھاتا کیا ہی حال ناتوانی ہمکو آج اپنا | دل بیمار جب ہمنے کہا تھا کر علاج اپنا
کہ آیا فرق کچھ تیرے ابھی طاقت مین یونہین تھا

مرادم دید سے آنکھون مین تھا مشتاق نظارا | نہ تھا پر دیکھنے کا تیری اک لحظہ مجھے یارا
ترحم چاہیے تھا کچھ تجھے اے شوخ خود آرا | دکھا کر غیر کو صورت مجھے کیون رشک سے مارا
کہ مین تو مر رہا دیدار کی حسرت مین یونہین تھا

وہی آتا ہے یان جسکی گرفتاری ہے قسمت مین | نکل سکتا نہین پھر آ گیا جو کوئی الفت مین
پڑا ہے کیا سمجھ کر تو بتا رنج و مصیبت مین | نہین ہے جا گر نیرا دل اگر تجکو محبت مین
تو آیا تو ارے دیوانے اس آفت مین یونہین تھا

خدا جانے کوئی وہ ہے پری یا حور یا انسان | تصدق جائیے اس شکل کے اس حسن کے قربان
نہ پوچھو مجھسے کیا حیرت فزا ہے جلوہ جانان | ظفر تم دیکھتے ہو جسطرح آئینہ کو حیران

یا معین الدین چشتی دستگیری لازم ست

[illegible] یا معین الدین چشتی دستگیری لازم ست

## مخمس کلام صوفی

| | |
|---|---|
| جون گرا پڑتا بزنگ شک مژگان کہے بل | دستگیری گر تمہاری ہو تو مین جاؤن سنبھل |
| یا معین الدین چشتی دستگیری لازم ست | |
| خاک پر ہے جو کہ ہل سکتا نہو جون نقش پا | تم اُٹھاؤ تو وہین ہو وہ سنبھل کر اُٹھ کھڑا |
| عیسی جان بخش ہو تم اور خضر رہنما | دردمندونکی دوا ہو نا توانون کے عصا |
| یا معین الدین چشتی دستگیری لازم ست | |
| طوف کرتا ہے تمہارے آستان کا آسمان | کعبۂ اہل صفا ہو قبلہ گاہ مقبلان |
| خواجۂ ہر دو جہان ہو شاہ شاہان جہان | آپکا دست حمایت چھوڑ کر جاؤن کہان |
| یا معین الدین چشتی دستگیری لازم ست | |
| ہے یہ باغ خلد روضہ پر تمہارے گل فروش | جسکے ہر گل مین ہے بوباد وحدت کا جوش |
| ایک پٹ مین سیکڑون بیہوش ہین جو با ہوش | اور یہی کہتے ہین پھر جب انہین آتا ہے ہوش |
| یا معین الدین چشتی دستگیری لازم ست | |
| آستان بوسی کا مجکو شوق تو ہے اس قدر | پر کرون کیا مین ہون بے طاقت قدم ہے سر بسر |
| اڑ کے مین ہو پہنچون ابھی میرے اگر ہون بال و پر | ہے تمہاری ہی فقط چشم عنایت پر نظر |
| یا معین الدین چشتی دستگیری لازم ست | |
| وہ تمہارا نور باطن ہے کہ خورشید منیر | رو برو ہے اُسکے ذرہ بلکہ ذرہ سے حقیر |
| تمپہ روشن ہے کہ مین اے خواجۂ روشن ضمیر | دو جہان مین جانتا ہون تمکو اپنا دستگیر |

[illegible]

مجھے معلوم کچھ اسکا نہین ہرگز ہوا باعث

اگر اسکو کہا مین نے تو فرمایا بتا باعث

کردہ تو آگیا اس وادی وحشت مین یہ لنہین تھا

اڑاتی خوب خوب ہے خاک بھی مجنون کو کیا نسبت

اُسکے دیوانے بن مین ہین بھی کچھ بھی نہین نسبت

کہمان وحشت جنون کو اُسکے جہانا تھا [illegible]

ہوتی ہے قیس کی صحرا نوردی مین [illegible]

ہمین خاموش رہنا لازم [illegible]

اب زبانی وقت رخصت مین کہون تو کیا کہون

ہر جو فرماتے ہو مجکو تجھے سودا ہو گیا
اُسکی جانے بلا احوال اب میرا ہو کیا
جب صلاح عشقین کیا اور فرار اجسمین ہو گیا
مرنہین آگاہ ناصح عشقین ہونا ہو کیا
حضرت سلامت مین کہون تو کیا کہون

ہو سکے نہین مژگان رخصت قطرہ خون جگر
با نفس سینہ سے نالے کو ہی آہنگ سفر
مجکو گریہ سے کہان فرصت کہ لکھون مین شعر تر
یہ تو جلدی مین غزل مین کو ہی ہو ای ظفر
تو بھی گر وقت فرصت مین کہون تو کیا کہون

## مخمس عاشر

| | |
|---|---|
| گل نظر جو آ گئی قسمت سے دم بھر اُسکی شکل | جسمین تھا کچھ مین کہونگا دیکھ کر پھر اُسکی شکل |
| ہو گئی سکتے کی حالت مین کہون تو کیا کہون | |
| گو نگی مُنھ سے بیان شرح و تمنای وصال | اُنکو سب معلوم ہر جو دلمین گذرتی ہے خیال |
| کوئی چھپتی ہے محبت اسکا چھپنا ہی محال | میری نظرین ہی کہے دیتی ہین میرا دلکا حال |
| اُن سے اپنا راز الفت مین کہون تو کیا کہون | |
| تمکو غیر دن سے نہین محفل مین فرصت ایک آن | جو سنے تو گوش دل سے رازدلکا سب بیان |
| کیونکہ سرگوشی کرون ہی مجھسے عالم بدگمان | کان لگنے سے تری سب کے کھڑے ہوتے ہین کان |
| تجھ سوای کان ملاحت مین کہون تو کیا کہون | |
| کوئی وحشت مجکو بتلاتا ہی اور کوئی جنون | دل سے نکلی ہے فغان اور چشم سے جاری ہے خون |
| دوستی مین اُنکی جو کچھ ہو مرا حال زبون | دوستی تو چاہتی ہے یہ کہ کچھ اُنسے کہون |
| اور کہون تو ہو عداوت مین کہون تو کیا کہون | |
| بستر غم پر پڑا ہون زار و بیچارہ غریب | چشم تر رخ زرد دل پُر درد جان حسرت نصیب |
| اُسکی دوری سے ہوا ہون تو مرنیکے قریب | مجھسے چل تو درد دل کیا پوچھتا ہی اے طبیب |
| سب کہے دیتی ہین صورت مین کہون تو کیا کہون | |
| لیکے نامے کو مرے جب نامبر چلنے لگا | جسمین آیا کچھ کہون پر سوچکر جسمین کہا |
| آرزوی شوق شرح ہجر عجز و التجا | مدعا کا خط تو سب قاصد کہین نے لکھ دیا |

تم ہوا اچھا جب ہمین سروران حق پرست
تم ہو رمز آگاہ کہ ان دو رانتقا سراسر مست

[illegible] دیوان [illegible]

ہم مرد کار ظفر ہین [illegible]
[illegible]
با جلال الدین چشتی [illegible]
[illegible]
راہ دنیا ہو [illegible]
جا بجا اسمین [illegible]
[illegible] دون [illegible]
استقامت کا بست [illegible]
با معین الدین چشتی [illegible]
[illegible]
[illegible]
با معین الدین چشتی [illegible]
[illegible]
دیوان [illegible]

## مخمس ناسخ

| | |
|---|---|
| اُس دم کہین صحرا مین پانی کا نتھا قطرہ | جون آبلہ پا سے کانٹو نپہ گرا قطرہ |
| تھا آب بقا حق مین ان خشک زبانون کے | |
| معلوم نہین تیری ای عشق یہ ہی کیا خو<br>دکھلانے لگا اپنی جب شان و تجمل کو | اگر جگر و دل کو اک دم مین کے مر لو ہو<br>ساتھ آہ و فغان کے یون آنکھونسے بہے آنسو |
| ہو فوج روان جیسے با ساز و نشانون کے | |
| ای عیسیِ دوران ہے تیرا یہ سخن شیرین<br>تو حق مین ہمارے ہے جلاد ستم آئین | امکان نہین غم سے دے ہمکو ذرا تسکین<br>جان بخش ہین یہ تیرے گو لعل لبِ رنگین |
| پر ہمکو تو ای ظالم لالے پڑے جانون کے | |
| جادو کی کمندین ہین انکھو نکے یہ ڈورے ہین<br>اور ابرو نکو تیری سب دیکھ کے کہتے ہین | مژگان ہین تری گا فر سب بلکی کہتے ہین<br>کاجل کی بھوین تیری تحریر ہی کہتی ہین |
| رستم کے یہ چلے ہین حلقون کے کمانون کے | |
| دل پاک نہو جبتک دنیا کی تمنا سے<br>نادان سی نہین ہم کہتے ہین دانا سے | کیا کام نکلتا ہی تسبیح و مصلی سے<br>دانا ہی جو دل اپنا پھیرے ہے دنیا سے |
| کیا پھیرنے سے حاصل تسبیح کے دانون کے | |
| زلفین تری بکھری ہین عالم مین جو مستی کے<br>اور گوشون کے اور تیرے دشمن ہو نکیون جلیسے | ٹھہرین ہین بلائین یہ چھوڑینگی نہین ڈسکے<br>جون آبلہ زہر آگین ہو کام مین عقرب کے |

خدا دارم چہ غم دارم خدا دارم چہ غم دارم

کوئی مغرور ہے زور و زر پر کوئی دولت پر
کوئی نازان ہے شکوہ و شان پر کوئی حشمت پر
یہ غم کیا ہے کیا میں نے فقط اسکی عنایت پر
زمین تک میں نہیں کہتا ہون رافضی کی قسمت پر
خدا دارم چہ غم دارم خدا دارم چہ غم دارم

مخمس تمامی

| | |
|---|---|
| کرونگا پر نہ شکوہ گرچہ ہونگی لاکھ غم بر غم | کہے جاؤنگا میں یہ دم بدم ہی جبتک ہے دم میں دم |
| خدا دارم چہ غم دارم خدا دارم چہ غم دارم | |
| فلک کے ہاتھ سے کیا کیا مرا دل رنج سہتا ہے | کہ اک ہلکو نکا دریا چشم سے دن رات بہتا ہے |
| نہیں فرصت ذرا غم سے اسی میں غرق رہتا ہے | مگر تائید حق پر جب نظر کرتا ہے کہتا ہے |
| خدا دارم چہ غم دارم خدا دارم چہ غم دارم | |
| غم و اندوہ سے حالت ہوئی ہے سقدر میری | کہ ہوتا غم ہے غمگین آپ صورت دیکھکر میری |
| اگرچہ بار غم سے اب شکستہ ہے کمر میری | نہیں پر دل شکستہ میں خدا پر ہے نظر میری |
| خدا دارم چہ غم دارم خدا دارم چہ غم دارم | |
| مرا دل رنج و غم سے ہے بہت جسوقت گھبراتا | تو یہ احوال ہوتا ہے کلیجا منہ کو ہے آتا |
| نہیں ہرگز سمجھتا کوئی گر ہے لاکھ سمجھاتا | مگر جب میں یہ کہتا ہون تو بارے ہے ٹھہر جاتا |
| خدا دارم چہ غم دارم خدا دارم چہ غم دارم | |
| بلا سے گر نہیں کوئی رفیق و آشنا میرا | خدا پر دھیان ہے میرا نگہبان ہے خدا میرا |
| خدا آسان کریگا گو ہے مشکل مدعا میرا | خدا حامی ہے میرا اور خدا مشکلکشا میرا |
| خدا دارم چہ غم دارم خدا دارم چہ غم دارم | |
| نہیں غمخوار کوئی کون کر سکتا ہے غمخواری | توقع جنسے یاری کی تھی وہ کرتے ہین عیاری |
| خدا سے ہی میں کہتا ہون سید دگاری | زبان ہے جبتک منہ میں زبان سے ہے یہی جاری |

| | |
|---|---|
| نہین پر وائے افسوس کہ میرا بسمل | تڑپے ہی خاک پہ اب تک گر گیا خاک مین مل |
| نہین معلوم وہ کافر ہے کدھر کو مائل | نگہ یار کو اب کیون ہے یہ تغافل ایدل |

وہ ترے حال سے غافل کبھی ایسی تو نہ تھی

| | |
|---|---|
| کچھ خوش آتا ہی نہین اُسکو مری ایذا بن | بلکہ درپے ہے مرے قتل کے وہ رات اور دن |
| اُسکے ہاتھون سے مری جان بچے کیا ممکن | چشم قاتل مری دشمن ہے ہمیشہ لیکن |

جیسی اب ہوگئی قاتل کبھی ایسی تو نہ تھی

| | |
|---|---|
| جانتا ہے اُسے تو خوب کہ ہے عاشق زار | دل تو کیا جان کے دینے مین نہین ہے انکار |
| وہ کسی بات پہ تجھ سے نہین کرتا تکرار | کیا سبب تو جو بگڑتا ہے ظفر سے ہر بار |

خو تری حور شمائل کبھی ایسی تو نہ تھی

## مخمس سادس

| | |
|---|---|
| نظر پڑے جو کہین چاک در کھلے کے کھلے | شگاف دل کے سبب سر بسر کھلے کے کھلے |
| عجب ہے کیا کہ ہین لب اگر کھلے کے کھلے | کسی کے روزن در دیکھ کر کھلے کے کھلے |

ہمارے رہ گئے دیدے ادھر کھلے کے کھلے

| | |
|---|---|
| گرا ہے سر پہ فلک جسکے روز فتنہ بپا | جو گھر کو چھوڑ کے ہے آخرش نکل جاتا |
| نہ پوچھ مجھ سے یہ خانہ خراب ہے کیسا | کہو نہین چرخ کی خانہ خرابیان کیا کیا |

## مخمس سابع

| | |
|---|---|
| اے گل خندان بتا ہمکو ہمارا کیا قصور | مثل خار راہ پھینکے ہر گلی سے تو جو دور |
| ہم نحیفون کو اُٹھانا خاک در سے کیا ضرور | ضعف سے ہی ہمکو صرصر جنبش مژگان مور |

ایک جھوکے مین خدا جانے کدھر اُڑ جائینگے

| | |
|---|---|
| کچھ نہ پوچھو ہمدمو جو دل مین ہی سوز نہان | ساتھ دم کے ہر نفس نکلے ہی شعلہ یا دھوان |
| سوزش دل آہ کرونگا مین اگر آہ و فغان | برج آتشبار کیصورت براوج آسمان |

دیکھنا بھر کر مرے دود جگر اُڑ جائینگے

| | |
|---|---|
| روز فرصت کیا کرامت ایک سنتے ہین جدید | روز کہتی ہین کہ باغ قدس کی کر آئی ہین دید |
| آخرش اُنکو بنا کر طائر عرش مجید | شیخ صاحب کو اگر یونہین اُڑا دینگے مرید |

ہل نہ سکتے ہونگے تو بھی عرش پر اُڑ جائینگے

| | |
|---|---|
| صبح گلشن مین صبا تیرا اگر ہووے گذر | کہیو بلبل سے ذرا اتنا کہ ای شوریدہ سر |
| کر رہی ہے چہچہے کیا شاخ گل پر بیٹھکر | یہ چمن یونہین رہیگا اور ہزارون جانور |

اپنی اپنی بولیان سب بول کر اُڑ جائینگے

| | |
|---|---|
| بات جو کرتے نہین ہرگز غریب و مسکین | تو ہوا خواہی کا دعوی معتبر انکی نہ گن |
| گل کھلیگا جبکہ ہوگا کوئی انکا ممتحن | لوگ باغ سبز دکھلاتی تو ہین پر ایک دن |

ہاتھ کے طوطے سے اُنکے ای ظفر اُڑ جائین گے

## مخمس خامس

لطف سے جام کی ہی حلقہ طاعت مین جومی | یہ بجا دائرہ عیش مین دف کہتا ہے

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

حلقہ موج ہوا قوس قزح قوس ہلال | گردش چرخ برین گردش مہ گردش سال
گردش ساغر کی گردش فانوس خیال | سب تجہے کہتے ہین یہ حلقہ بگوشونکی مثال

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

جب کمان خم ہا جھکی لطف سے باعجز و نیاز | لیا آغوش مین جب تیر سا سرکش طناز
سب کے گوشون سے بوقت کشش تیر انداز | نکلتی ہے یہی دل سے کمان کے آواز

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

پرتو لطف سے خورشید کے ہو نور آگین | رات کو کہتا تھا گردونیہ مہ ہالہ نشین
حلقہ بندگی مہر ہے یہ ہالہ نہین | مہر کو مہر کے ہو کے غیر محبت آئین

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

کچھ گل و سرو مین بھی لطف کا دیکھا اسلوب | انکو بھی بلبل و قمری نے جو سمجھا محبوب
ای ظفر لطف ہی وہ شی کہ ہی سب کو مرغوب | یہ گلستان مین کہا بلبل شیراز نے خوب

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

## مخمس رابع

لطف سے سامنے کوئی جادو ہے نہ کوئی افسون

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

عاشق لطف ہیں ہم عاشق و ہم جانانہ

لطف سے شمع جلی شب کو جلا پروانہ

لطف وہ شے ہے کرے اغیار سے یارانہ

گر نہ ہو لطف تو اپنا بھی ہے بیگانہ

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

لطف کے آگے ہی کیا چیز طلسم اکسیر

روبرو لطف کے سب ہیچ ہے جب اور تدبیر

حق تعالی نے بڑی لطف میں دی ہے تاثیر

لطف بن غیر ہو کب دام محبت میں اسیر

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

| | |
|---|---|
| عازم کعبہ ہو تو خواہ ہو تو ساکن دیر | لطف کن لطف کہ ہی لطف سے انجام بخیر |
| تو کرے لطف تو کوئی نہ کرے تجھسے بیر | لطف سے ہووے ہی اپنے سے سوا اپنا غیر |
| لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش | |
| لطف سے وحشی صحرا ہی نہیں ہیں رام | لطف سے ماہی و مرغ آئے حلقہ دام |
| لطف سے بنتے ہیں انسان ہی فقط لیا خدام | لطف سے ہووے پرستار پری دیو غلام |
| لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش | |
| لطف سے آدمی ہی فیل کی گردن پہ سوار | لطف سے ڈالتے ہیں ناک میں اشتر کے مہار |
| لطف سے پکڑے گئے شیر و پلنگ اژدر و مار | لطف وہ شی ہے کہ بنجاتے ہیں اغیار بھی یار |
| لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش | |
| لطف سے کن کے ہوئے ہوویں گے ہی دونوں عالم | لطف سے روح ہوئی داخل جسم آدم |
| لطف سے گرچہ ہو معشوق بھرے عشق کا دم | لطف سے غیر بنے بندۂ بے دام و درم |
| لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش | |
| لطف ہی مطلب اظہار وفا کی تمہید | لطف ہے قفل در خانہ الفت کی کلید |
| صاحب لطف کی بر آئے ہی آخر امید | کر لیا لطف سے یوسف کو زلیخا نے خرید |
| لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش | |
| قیس لیلی پہ بنا لطف کی باعث مجنون | کوہکن لطف سے شیرین کا ہوا تھا مفتون |

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

[illegible]

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

[illegible]

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

[illegible]

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

## مخمس ثالث

[illegible]

هر طرف عیش کا سامان ہے عشرت کا رواج | اے ظفر خاطر یاران کا ہوا خواہ کو آج
فرحت افزا ہے دم گرمی صحبت پنکھا

## مخمس ثانی

کوئی جاوے جو ادھر شام د بگاہے گاہے | تو کہے اس سے یہ با نالہ و آہے گاہے
چاہیے زخم مرا حال بتا ہے گاہے | اس طرف بھی تمھین لازم ہے نگاہے گاہے
دمبدم لحظہ بہ لحظہ نہین گاہے گاہے

دل یہ سوزش ہے سدا لپٹا ہے ہر دم سرد | اشک سرخ آنکھو مین ہے رنگ ہے رخسار کا زرد
ہمدمو پوچھو نہ تم حال دل غم پرورد | ہے بلا کثرت انبوہ ہجوم غم و دید
دل کو فرصت نہین اتنی کہ کراہے گاہے

کیا کہون کیونکہ غم ہجر مین گھڑیان گن گن | دن ہے ہم رات کیا کرتے ہین دن رات ہے دن
مر بھی جاوین اسی حالت مین اگر ہم ادہن | بزم جانان مین ہمین بار کہان ہے لیکن
دیکھ لیتے ہین اسے ہم سر راہے گاہے

فرصت اکدم کی نہ دی دل کو ہجوم غم نے | خون کے دریا کیے جاری کبھی چشم نم نے
جو نہ کرنا تھا کیا تیرے لیے عالم نے | ابتو یہ عہد کیا چاہ کے ہمکو ہم نے
ردسے دے جو کوئی اور کو چاہے گاہے

جب سے مین عشق مین اس شوخ کی ہون تجویز خواب | کہ فغان لب پہ ہے اور چشم سے جاری خون آب

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

| | | |
|---|---|---|
| چشم کیوں شوق میں نرگس کی ہمیشہ وا ہے<br>سایۂ برگ سے گل باغ میں یہ کہتا ہے | | غنچہ پوچھے ہے صبا سے کہ بتا دے کیا ہے<br>کیا تماشہ ہے کسے دیکھے ہے دیکھا کیسا ہے |

وقت نظارہ مرے منہ پہ لگا مت پنکھا

| | | |
|---|---|---|
| دیکھنا برگ جو شاداب تری ہے اپنے<br>جوش فوارے سے دامن جو بھرے ہے اپنے | | ہر سحر شوق میں کیا وجد کرے ہے اپنے<br>ہاتھ پر گل دُرِ شبنم جو دھرے ہے اپنے |

گوہر قطرۂ نیسان لطافت پنکھا

| | | |
|---|---|---|
| بعضی آواز سے ہلجاے ہے دل انسان کا<br>ہر تکورے پہ ہی پنکھے کیطرح دل ہلتا | | آگے بھی ہمدم و دمساز سے سنتے ہی سدا<br>وہ بجا کہتے ہیں یہ بات کہ ہمنے دیکھا |

آج نوبت سی لگا کرنے یہ نوبت پنکھا

| | | |
|---|---|---|
| کہ وہ ہے غم کی طرف مار رہا دست رد<br>ہے تماشائیوں کو اپنے بلاتا شاید | | حرکتیں دیکھ کے پنکھے کی کہیں اہل خرد<br>لیکہ میں نے اس اشارے سے یہ پایا مقصد |

دست جنبان کی جو رکھتا ہے شباہت پنکھا

| | | |
|---|---|---|
| جام صہبا کیطرح سخت ہنسی آجائے<br>عاشق عشرت کا ہے یہ جوش کہ گھبرا جائے | | چشم نم کو جو وہان ہر تماشہ جائے<br>کیوں گہر جون شیشۂ مستی سے دم اُلٹا جائے |

گر جھلے دل پہ بشش وقت حرارت پنکھا

| | | |
|---|---|---|
| جو ہوا خواہ ہیں پنکھے کے وہ سب ہیں یکجا | | مرد و زن شاہ و گدا کودک و پیر و برنا |

ہے یہ عید صفت موجب شہرت پنکھا
خوشنمائی میں تماشہ ہے کوئی پنکھا ہے
طرفہ و نادر و زینت دہ و زیبا فزا ہے
زیور حسن پری چہرۂ مہ سیما ہے
شاہد عیش کے ماتھے پہ بھلا لگتا ہے
آئینہ جون ابرو ... [illegible]
یکہ صناع کی ہے اور صنعت کا کمال
[illegible]
[illegible]

مری ہر بات پر وہ آج ہی ہوتا ہے کیا برہم
ظفر اس بے مروت کی ہمیشہ سے ہے خو ایسی

جب اُس عالم سے اِس عالم مین ہم گریہ کنان آئے
کہان دل مین کہان تھے ہم کہان سے ہین کہان آئے

مری بالین پہ وہ آرام جان اک دم نہ آوے گا
اگر سو بار دم آنکھون مین آئے لب پہ جان آئے

دل اپنا لگ گیا کنج قفس مین اب کسے پروا
بہار آئے چمن مین ہمصفیرو یا خزان آئے

پھرین خانہ بخانہ مہر و مہ یہ حیف اے گردون
کہ میرے گھر نہ یک شب وہ مہ نا مہربان آئے

جواب صاف ہی تو کاش دے تسکین کے بدلے
بلا سے صبر تو دل کو مرے اے دلستان آئے

ترے ہاتھون سے گرچہ ناک مین دم اپنا آتا ہے
مگر کیا تاب جو لب پر کبھی آہ و فغان آئے

لگائین منزل ہستی مین دل کیا خاک ہم اپنا
کہ ہین وہ روز اس مہمان سرا مین میہمان آئے

اگرچہ عقل تو رکھتا ہے اور ... بھی کیا ہے
نوا ... سوچ ... ہمدم بھلی کیا ہے
بری کیا ہے بھلائی اور برائی یان ہین
دونون ... زیادہ کیا ہے ... ہم بھلی کیا ہے
بری کیا ہے ... انسان و حیوان مین ...
... اگر جانے نہ یہ انسان بھلی کیا ہے
بری کیا ہے مثال آئینہ ... صورت آشنا ... ہین بصیرت سے تو ہمدم بھلی کیا ہے
بری کیا ہے ... جو نیکی و بدی کا ... سو ہے ... دو ہستی مین

| | |
|---|---|
| چھپی ہے کوئی چاہ کی چتون بھی ہمنشین | جب دم ملی نگہ سے نگہ صاف کھل گئی |
| غافل کبھی ہو کبھی ہشیار ہم یہان | گہ آنکھ بند ہو گئی گہ صاف کھل گئی |
| چھپ چھپ کے گرچہ آپ گئے گھر مین غیر کے | لیکن خبر ہزار جگہ صاف کھل گئی |

نشتر سے کھل گئی نہ رگ جان مری ظفر
بے چھیدتے ہی پردہ نوک مژہ صاف کھل گئی

| | |
|---|---|
| بدن پہ بال ہین یون اس ملول کے کانٹے | کہ ہون درخت مین جیسے ببول کے کانٹے |
| زیادہ گوئی سے کیونکر نہو خلش پیدا | کہ حق مین ہوئے ہین وہ بوالفضول کے کانٹے |
| تری درازی مژگان کا ہے بڑا کھٹکا | کہ ہمنے دیکھے نہین اتنے طول کے کانٹے |
| رقیب نیش زبان اس گل کے ہمنشین ہین مدام | یہ کیا ستم ہے کہ ہین پاس پھول کے کانٹے |
| جو دیکھے اس گل عارض کو باغ مین گلچین | چنے گلون کی جگہ ہوش بھول کے کانٹے |
| کلام کیون نہو سنجیدہ نکتہ سنجون کے | کہ تولتے ہین وہ لیکر اصول کے کانٹے |

غم و الم کی شتابی دل ظفر سے نکال
الٰہی صدقہ سے اپنے رسول کے کانٹے

## دیگر

نہ ہمسے پوچھ اے ہمدم بھلی کیا ہے بری کیا ہے
بتائین اب تجھے کیا ہم بھلی کیا ہے بری کیا ہے



... جو یہ ... بھلی ہو اور بری ... بھلی کیا ہے بری کیا ہے

[illegible]

وفور اشک کے آگے سمندر کیا ہے یون ہین ہے
اور اُسکے بلبلے سے چرخ ہمسر کیا ہے یون ہین ہے

نہ کر اتنا ستم تو نیم جان پر اپنے جانے دے
کہ اسمین جان باقی اے ستمگر کیا ہے یون ہین ہے

خدا جانے پریرویون نے کیون اُسکو لگایا منہ
وگرنہ آئینہ مین ایسا جوہر کیا ہے یون ہین ہے

نہ یہ آنکھین نہ یہ مژگان نہ یہ گوش اور نہ یہ ابرو
ترے مکھڑے کے آگے ماہ انور کیا ہے یون ہین ہے

جو پی جاتے ہین آنسو بھر کے اپنی چشم ساقی مین
وہ کیا جانے کہ مے کیا اور ساغر کیا ہے یون ہین ہے

جو تجھ سے ہو سکے تو خانۂ عقبیٰ کو دے تزئین
نہ کر آرائش دنیا کہ یہ گھر کیا ہے یون ہین ہے

بجھا تجھ سے نہ سوز دل ذرا بھی بس تجھے دیکھا
یہ جوش گریہ تیرا دیدۂ تر کیا ہے یون ہین ہے

کہو نمین حسن مین گر تجکو رشک ماہ کنعانی
تو جھوٹ اسمین بتا اے ماہ پیکر کیا ہے یون ہین ہے

| | |
|---|---|
| ہوشِ آرایشِ تن خاک ہو اُس مجنون کا | جسنے جز خاک کبھی سر پہ نہ ڈالا پانی |

دیکھے گر وہ گُل رخسار عرق ناک ظفر
تو بھرے باغ مین سیرابی لالا پانی

| | |
|---|---|
| پھینکتی آب ہی شبنم جو رخ گل دھو کے | تو لیتی ہے اُسی منقار کو بلبل دھو کے |
| زاہد خشک کو ہی شربت کوثر کی طلب | ہان پلا دو اسے پانی قدح مل دھو کے |
| خاک عاشق کی لگی ہی تو جھٹکدی ظالم | تو خراب اپنا نہ کر دامن فرغل دھو کے |
| شانہ و آئینہ خورشید ہو لیکر حاضر | بیٹھے جب منھ کو وہ باشان و تجمل دھو کے |
| رحمت ای اشک ندامت کہ کیا تو نے سفید | رو سیا ہون کے سیہ نامہ کو بالکل دھو کے |
| کرتی ہی پاک مرے زخم کو مانند شراب | آب تیغ نگہ مست تغافل دھو کے |
| حرص دنیا کی نمایش پہ نجانا سراب | دکر ہے ای تشنۂ صحرای توکل دھو کے |
| اُسکی بھیگے ہوی بالون سے حذر کر ای دل | کہ ترے پیچھے پڑی ہاتھ وہ کاکل دھو کے |

یا علیؑ ہے وہ ظفر خاک سر راہ ترا
آب حیوان بھی پیے تو سم دُلدُل دھو کے

| | |
|---|---|
| جا کے کیون دیر مین اور کیون وہ حرم مین آوے | جسکو اللہ نظر اپنے صنم مین آوے |
| درم و داغ جگر کام نہ غم مین آوے | دل یہ کہتا رہا لیکن نہ وہ ہم مین آوے |
| اس دم سرد سے تو بار نہ دم مین آوے | ہان جو کچھ نالہ مین دم ہو تو وہ دم مین آوے |

مجذوب ہون یا سالک عاقل ہون کہ دیوانہ
کیا جانیے مین کیا ہون اور کیا مری حالت ہے

جلوہ تجھے وہ اپنا ہر شے مین دکھاتا ہے
پردہ تری آنکھون کا پر تیری ہی غفلت ہے

کہتا ہے ظفر جو کچھ اب جوش محبت مین
اے عجز ہمان سب وہ تیری ہی عنایت ہے

لیلی و مجنون کی ہان تصویر دونون کی کھینچے
ساتھ دونون کے مگر زنجیر دونون کی کھینچے

بوالہوس جھوٹا ہے گر عاشق ہے یہ جرم وفا
عمال واجب ہے یہ تعزیر دونون کی کھینچے

دل جگر دونون ہین فریادی مگر کیا فائدہ
آہ جب سینہ سے بے تاثیر دونون کی کھینچے

کھینچین جب دل مصحف رخ پہ اگر زلفین تری
آیہ ہی دونون طرف تحریر دونون کی کھینچے

ٹھہرے ہم اور غیر گر یکسان تو ظالم چاہیے
جان شکنجے مین بھی بے تقصیر دونون کی کھینچے

ان بھودن سے دیکھین اس دم کون ہوتا ہے دوچار
جب برابر ایک دم شمشیر دونون کی کھینچے

ان کے کھینچے پر جو سمجھائے گئے یار رفیق
اور وہ سنکر ظفر تقریر دونون کی کھینچے

تو نظر آیا نظر اپنی جدھر کو پڑ گئی
تیری نظارہ کی یہ عادت نظر کو پڑ گئی

سب پہ ہین لطف و عنایت ایک مجھ پر قہر ہے
مجھسے ضد کیا ہے اس عشوہ گر کو پڑ گئی

| | |
|---|---|
| اگر روتی ہے ای شبنم چمن سی جا کے باہر رو<br>چورا کر خم کے خم بیجا مینگے کیون ساغر سے ہم<br>اڑا لیتا ہی ہاتھون ہاتھ وہ وزد حنا دل کو<br>چورئے کوئی کالا چور دل کو پر جو تو پوچھے<br>نہین ہونے کا موزون اس سے اس انداز کا مصرع | تری آنکھون سے بالی گل کا زخم دل چورا تا ہی<br>عبث تو ہمسے آنکھ ای ساقی محفل چورا تا ہی<br>چورا تا بھی ہی گر کوئی بصد مشکل چورا تا ہی<br>کہون منھ پر کہ تیرے رخ کا کافر تل چورا تا ہے<br>تری قامت کا مضمون سرو لا حاصل چورا تا ہی |

ظفر اک عاشق جانباز ہی ہرنے پہ دم دیتا
وگرنہ جان یہان نادان سے نا عاقل چورا تا ہے

| | |
|---|---|
| پاس جانان کے کہا کس نے کہ جانا منع ہی<br>ہو کے سرکش گر پڑا فوارہ آخر سر کے بل<br>گل کھلایا تازہ یہ خون شہید ناز سے<br>کر کے منھ اس در کیجانب آہ کھینچون کسطرح<br>اپنے زخمون سے کہا ہنس ہنس کے زخمی نے تیرکے<br>عشق کے مذہب مین واجب ہے بہانا اپنا خون | دل کو پر اس دشمن جان سی لگانا منع ہی<br>جھک کے چلنا چاہیے یہان سر اٹھانا منع ہی<br>ہوش جبتک بھول انکو یہان کھانا منع ہی<br>تیر قبلے کیطرف ای دل لگانا منع ہے<br>آج ہی شادی کا دن آنسو بہانا منع ہے<br>خون بہا کا ذکر بر قاتل سے لانا منع ہی |

عشق نے دل کو ظفر اتنے دیے کیون ابلے
یہ وہ ہی بیمار جس کو آب و دانا منع ہے

| | |
|---|---|
| خاک مین تو قبر ہیش گلستان جا کر ملی | دل لگانے کی ہمین یہ داد وہان جا کر ملی |

کسی کے جب تصور کی نظر بندی لگی ہونے
تو ہو کر چشم بندی گھر کی در بندی لگی ہونے

الٰہی خیر ہو پھر چشم مین تحریر سرمے کی
سیاہ ناز و غمزے کی کمر بندی لگی ہونے

یہان مشتاق نے آنکھون سے باندھا تار اشکونکا
دہان تنگ ان کے بالون پر گہر بندی لگی ہونے

جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے طفل اشک نکلے ہے
ہمین معلوم اب اسکی جگر بندی لگی ہونے

نگینے بھی لگے اب شعر مینے کیا تماشہ ہے
کہ مضمون بندی ان دنون جوہر بندی لگی ہونے

کہان مرغ نظر اس گلشن رخسار تک پہونچے
کہ تار اشک سے پہلے ہی پر بندی لگی ہونے

کسی نے کچھ نہ کچھ بہتان باندھا کھل گیا پھر
جو اپنی اُنکے کوچے مین ظفر بندی لگی ہونے

ترے جور بیداد کا فر جو کوئی نام لیتا ہے
تو عاشق کھا کے مکا سا کلیجہ تھام لیتا ہے

گلِ رنگ شفق سے یہ کہ ہر روز اپنی گردن پر
ہزارون خون ناحق چرخ نیلی فام لیتا ہے

شب فرقت مین نیند آتی نہین از بسکہ بیقراری سے
سحر تک کروٹین بستر پہ یہ ناکام لیتا ہے

وہ مرغ ناتوان صیاد کیا نالہ کرے جس کا
ہوا ہوتا ہے دم گر دم بھی زیر دام لیتا ہے

نماز فجر و مغرب ہی یہ عاشق کی کہ اُٹھ اٹھ کے
بلائین اس رخ و گیسو کی صبح و شام لیتا ہے

کرون ہون ساتھ چاک جیب کے مین سینہ بھی تا
جنون کے کام دیکھو کام مین یہ کام لیتا ہے

پیون کیونکر نہ خون اپنا ظفر مین وقت بیہوشی
کہ اس لعل لب میگون کے بوسے جام لیتا ہے

گردش چشم مفتن کی ظفر ہے وہ بلا
دیکھکر جسکو فلک کی عقل بہی چکرائی ہی

جلا دل گرمی سوز جگر پہونچی تو یہ پہونچی
نہ ہیں یہ دون ہے دل لگانہ مجکو درد دل ہوتا
گیا ہی چارہ گر سر درد اپنا سر کے جانے سے
جو وہ پردہ نشین پہونچا دکھا حال کیا ہوتا
گیا دل بہی گئی ہیںدم نظر اس شوخ کی جانب
نہ پہونچا کوئی ایسا ہیں پہونچا جبکہ وقت اپنا

جگر کی دل کی ہمکو کچھ خبر پہونچی تو یہ پہونچی
اذیت اوسکی ہاتھون سے اگر پہونچی تو یہ پہونچی
دوا ہمکو ہم جو کارگر پہونچی تو یہ پہونچی
کہ حالت اپنی اوسکی دیکہ کر پہونچی تو یہ پہونچی
پہونچ دو نوگئے پر بیشتر پہونچی تو یہ پہونچی
اجل کو آفرین ہی وقت پر پہونچی تو یہ پہونچی

مرا ہون اب جگر کیونکر نہ آسائے جگر کا ہین
ہر دکو نالۂ دل کی ظفر پہونچی تو یہ پہونچی

شب ہاتھ ہماری جو مے ناب نہ آئی
برقع کو اوٹھایا رخ تابان سے جو اوسنے
صحرا مین گھٹا گو یہ ہم بادہ کشونکی
جا کر جو عدم سے نہ پھر آیا کوئی ہمدم
منھ پھیر گئی قتل سے ظالم تری قزاقان
لکھا ہی رہا حلقہ مین دل زلف کی جکبر

کیفیت سیر شب مہتاب نہ آئی
خورشید جہانتاب کو بھی تاب نہ آئی
کب آئی کہ بادیدۂ پر آب نہ آئی
کیا یاد اسے صحبت احباب نہ آئی
کام اپنے کوئی تیغ سیہ تاب نہ آئی
کس روز یہ کشتی سر گرداب نہ آئی

[illegible]

سرد مہری پر ظفر تم عشق کی مت جائیو
رکھتا اس سردی مین آتش کا شرارا عشق ہے

وان کھا ابرو نے اور یہان مژگان تیر ہے
یان ہی مثل کمان اور وہ آموزان تیر ہے

موج رنگ گل مجھے تجھ بن ہے موج نیچکان
شاخ گل ہر تار سے رشک گلستان تیر ہے

کیا کہا ای صید افگن صید ناوک خوردہ نے
جو لب سوفار سے اسطرح خندان تیر ہے

سرکشون کو پڑ رہی ہے تہہ نہین لوہے احتیاج
دیکھو گر باور نہین محتاج پیکان تیر ہے

جانتا ہے جو حلاوت زخم تیر عشق کی
نیشکر کیطرح سے کھاتا وہ لقمان تیر ہے

سرو گلشن رشک سے اس قد رعنا کی ترے
سینۂ گلشن مین ای سرو خرامان تیر ہے

رات بھر مجکو تصور مین تری ناوک فگن
شعلہ گر پیکان ہے تو شمع شبستان تیر ہے

تو بہت بھرتا تھا ترکش کہکشان نے اسلیے
خاک مین تیر دیا اے چرخ گردان تیر ہے

سہمتا ہے جی نشانا دل نہو جاوے کہین
اے ظفر اسکی نگاہ چشم فتان تیر ہے

دل مین اک آواز نے از خود نہین بھر بہا گئی
ہمدمو ان گرمی دم نائی کی نے مین آ گئی

تیری چشم مست کی گردش وہ ہے اے مست ناز
عقل ہشیار فلکی جسکو دیکھکر چکرا گئی

دل ہوا سوز محبت سے جو سرگرم طپش
شعلہ کانپ اٹھا فقط کیا برق بھی تھرا گئی

خانۂ تن سے کرے کیا جان نکل جانیکا قصد
کیا کرے انبوہ غم وہ دیکھکر گھبرا گئی

[illegible]

اگر ہو عشق کا دعوی تو سہا ہو … وفا لطفی ہو … دیکھا کام آخر امتحان پر وہ ہی ہوتی ہے

… ظفر مین جاتا ہون … کردن کیا ہم سے … پر وہ ہی ہوتی ہے

وہ دیکھ جو مست شوق یاد چشم مست یار مین جھوڑے
وہ کیون بدمست ہو کر خانۂ خمار مین جھوڑے
جنون کا وہ نشا ہی جسکو بود و [illegible] مین جھوڑے
[illegible] مجنون وادی پر خار مین جھوڑے
[illegible] زمانہ کا [illegible] مین جھوڑے
[illegible] کسکا جلوہ مستانہ تھا ایسا [illegible] مین جھوڑے
[illegible] برگ و بار مین جھوڑے

| | |
|---|---|
| ہوم مین کیونکر کردن دل کو ترے آسگے گل | آہ و نالہ مین تو جو تاثیر ہے ایک ہی سی ہے |
| قتل گر منظور ہے میرا تو میرے واسطے | ابروے قاتل ہے یا شمشیر ہے ایک ہی سی ہے |
| مرگ میری درد کا چارہ بتاتی ہین طبیب | سب کے نزدیک اسکی جو تدبیر ہے ایک ہی سی ہے |
| دل اسیر غم ہے میرا مین دل غم کا اسیر | پانو مین معشوقونکی گر زنجیر ہے ایک ہی سی ہے |

ہو گئے جو خاک راہ عشق انکے سامنے
اے ظفر ہے خاک یا اکسیر ہے ایک ہی سی ہے

جو دل مین بات ہوتی ہے زبان پر وہ ہی ہوتی ہے
سے ہین پھیرتے پھر پھر کے ہان پر وہ ہی ہوتی ہے
کل اس غمزے سے دل تو بچ گیا پر دیکھیے کیا ہو
کہ آفت آج جان ناتوان پر وہ ہی ہوتی ہے
فلک کے آئینہ مین عکس افگن مانگ ہے اسکی
نظر سب کہکشان سیر آسمان پر وہ ہی ہوتی ہے
کہان ہے مے کہ ساقی سیر دریا کی ہو کیفیت
مجھے تو یاد اس آب روان پر وہ ہی ہوتی ہے
کہان ہین اشک کوئی بوند ہے دل مین جو لوہو کی
مری مژگان چشم خونفشان پر وہ ہی ہوتی ہے

ظفر … دیکھیے … اس [illegible] عشق ہے

عشق [illegible] عشق ہے
جان و ایمان [illegible] عشق ہے
[illegible] عشق ہے
[illegible] عشق ہے

| | |
|---|---|
| ابھی ہین وہ مرے ہمدم ابھی ہو جائین گے دشمن | |
| | نہین اک وضع پر صحبت کبھی یون ہے کبھی وون ہے |
| جو شکل شیشہ گریان ہون تو مثل جام خندان ہون | |
| | یہی ہے یان کی کیفیت کبھی یون ہے کبھی وون ہے |
| کسیوقت اشک ہین جاری کسیوقت آہ اور زاری | |
| | غرض حال غم فرقت کبھی یون ہے کبھی وون ہے |
| کوئی دن ہے بہار گل پھر آخر ہے خزان بالکل | |
| | چمن ہے منزل عبرت کبھی یون ہے کبھی وون ہے |
| ظفر اک بات پر دائم وہ ہووے کسطرح قائم | |
| | جو اپنی پھیر تا نیت کبھی یون ہے کبھی وون ہے |

جب تلک دنیا نہ ہمسے کچھ برائی کی نہ تھی
یہ توقع ہمکو تمسے بیوفائی کی نہ تھی
تھے مکدر تم ہی ورنہ میرے دل کا آئینہ
بے کدورت تھا اسے حاجت صفائی کی نہ تھی
لگ گیا تھا جو نہ یون کنج قفس مین اپنا دل
ہمکو اے صیاد کچھ پروا رہائی کی نہ تھی
تونے کسکے دیدہ پر آب پوچھے تھے اشک
آج وہ سرخی تری دست حنائی کی نہ تھی
دل نہ ہو ممکن جو اس نا آشنا سے آگیا
ایسی کیا آگے کسی سے آشنائی کی نہ تھی
ہمکو آگاہی برائی اور بھلائی کی نہ تھی
آشنائی کی تھی ہمنے کچھ برائی کی نہ تھی

نہین احوال میرا کس کو معلوم
اگر تجھ سے کوئی کہتا نہین ہے

رقیبون کی شرارت ہے وگرنہ
ظفر وہ شعلہ خو ایسا نہین ہے

گیا وہ آپنے ہمسے بیان کیا تھا ہوا کیا ہے
مگر وہ تم یاد اقرار زبان کیا تھا ہوا کیا ہے

بہا دریای خون جاتا تھا قطرہ کوئی سکیگا
تصور ہمکو چشم خونفشان کیا تھا ہوا کیا ہے

یہ جانا تھا کریگا تو وفا پر کی جفا تو نے
اری ظالم ہمین تجھسے گمان کیا تھا ہوا کیا ہے

تجھے تھا ساتھ جانا وہ گیا تو رہ گئے تنہا
ارادہ تیرا جان ناتوان کیا تھا ہوا کیا ہے

تمنا تھی جواب خط کی قاصد کے کیے پر نے
ستم ہے مطلب دل میری جان کیا تھا ہوا کیا ہے

جلا کر یا تھا دل یا جان بھی جلنے لگی دیکھو
کہ میرے سینہ مین سوز نہان کیا تھا ہوا کیا ہے

گیا وہ کمر فکر کمر مین گم ہے تو ای دل
کہان تھا کون تھا کیان تھا بیان کیا تھا ہوا کیا ہے

ملا تھا خاک مین کون آگیا ہے کسکی بربادی
نہین معلوم زیر آسمان کیا تھا ہوا کیا ہے

اگر ہم جانتے ایسا ندیتے دل ظفر اسکو
کہین کیا ہمنے سوچا مہربان کیا تھا ہوا کیا ہے

تشنگی خون ہے کر جو شبگان تم سے تھے چلے
سیکڑون نالے مر کر خون جگر سے تھے چلے

خط مرا پہونچا رسید آئی مگر ہے یہ خطر
ذکر کچھ بید ڈھب مرو ہان نامہ بر سے تھے چلے

گر کسیکے قتل پر تم نے کمر باندھی نہ تھی
باندھ کر تلوار کیون اپنی کمر سے تھے چلے

ترے زخمی سے کہتا چارہ گر یون تھا سنا یون ہے
کہ پہلے تو نہ مشق تیرا جگر یون تھا سُنا یون ہے
مری قسمت سے باز آیا مرے تو قتل سے ورنہ
ارادہ آج تیرا فتنہ گر یون تھا سُنا یون ہے
پریشان حال دیکھا ہم کو تیرے عشق مین سب نے
بھلا مجنون کہان آشفتہ سر یون تھا سُنا یون ہے
لگے کیون رُکنے آنسو سے بہاتے کیون نہین دریا
تجھے منظور تو اے چشم تر یون تھا سُنا یون ہے
نہ یون باور نہ یون باور خدا جانے کہ ہے کیونکر
لکھو نہین کیا کہ حال اے نامہ بر یون تھا سُنا یون ہے
نہوتا اس سے گر جرمِ وفا تو قتل کیون ہوتا
وہ کہتا میرا لاشہ دیکھ کر یون تھا سُنا یون ہے
خدا جانے ہوا اب کیا جو اُسنے پھیر لین آنکھین
کہ پہلے تو نہین مد نظر یون تھا سنا یون ہے
وہ آوے یا نہ آوے پر کہا تھا رات آنے کو
کیا اقرار تو اُسنے سحر یون تھا سنا یون ہے

[illegible]

کیون کب آزردہ ہاتھ اُنکے لگا کر پانون کو
ہمنے تقصیر اپنی کی اثبات اپنے ہاتھ سے

سو تب اورون کے نہ ہاتھو پر کہ وہ کھاوینگے خاک
ہو سکے تو کرلے کچھ خیرات اپنے ہاتھ سے

مہرۂ شطرنج سان اپنی ظفر ہے کیا بساط
کرتا ہے وہ آپ بردو مات اپنے ہاتھ سے

نہ کیونکر بات اُسکو رو برو اب یون کی یون ہووے
کبھی تو لب پہ حرف خواہش وصل آ ہی آوے
جفا کو چھوڑ کر گرم وفا ہو تو یہ کیا امکان
خودی کو کھو خدا کو پا کہ اُسکو تو وہی پاوے
ادھر کی ہوا گر دنیا اُدھر لیکن نہو ہرگز
کبھی تو اُسکے دامن تک ہی پہونچا خاک کو سیر کیا
اگر تم قیمت یک بوسہ پر اُسکی گران سمجھے
دل صد چاک کا سینہ ہی چاک جیب سے بہتر

جسے منظور ہو یہ گفتگو اب یون کی یون ہووے
نہان کبتک دل مین آرزو اب یون کی یون ہووے
سبب ہو کر ظالم تیری خو اب یونکی یون ہووے
جسے معلوم ہو جستجو اب یونکی یون ہووے
اگر تقدیر اپنی ہے اُلٹی تو اب یونکی یون ہووے
صبا پر باد کلبلک کو بکو اب یونکی یون ہووے
تو وہ بس حبس دل آہ ہر ماہر و اب یونکی یون ہووے
مناسب ہے کہ تدبیر رفو اب یونکی یون ہووے

گرے گر دیکھ کر وہ چشم صوفی وجد مستانہ
تماشہ ہو ظفر جب ہاوہو اب یونکی یون ہووے

[illegible]

گر چھڑی ہشکونکی اسے ابر مژہ لگجائیگی
ایک جھڑی موتیونکی ہر جگہ لگجائیگی

کیا رہیگی چشم مین قدر جواہر سرمۂ خاک
ہاتھ اپنے جب تمھاری خاکِ رہ لگجائیگی

ماہتابی پر جو تو دیکھے گا سیر ماہتاب
ماہ کی تجکو نظر ای رشکِ مہ لگجائیگی

حکم ہو مژگان کو فتح قلعۂ دل کے لیے
اک اشارہ مین ادھر ساری سپہ لگجائیگی

دل لگاتا مین اس کا ڈر ہے گر مین جانتا
جان کیجیے بلا زلف سیہ لگجائیگی

اُسکے زخمِ دل پہ کیا مرہم لگائیگا کوئی
جسکے دل پر یار کی تیغ نگہ لگجائیگی

کیون نہو ٹیڑھا ظفر سے تو کہ ہوگا یہی حال
گر کسیکی آنکھ تجھ سے کج کلہ لگ جائیگی

نہو سکتی بیان ظلم و ستم بسمل سے قاتل کے
کھلے جو ہر زبان خنجر قاتل سے قاتل کے

بہایا ہمنے گو دریای خون ہر زخم سے اپنے
کدورت دھو سکی لیکن نہ ہرگز دل سے قاتل کے

کوئی ہے چھوٹنا آسان قیامت تک نچھوٹیگا
کہ پہونچا خون میرا دامن تلک مشکل سے قاتل کے

وہ بعد از قتل میرے کسلیے رنجیدہ ہوتا ہے
کہ اب کیا فائدہ اس رنج کا حاصل سے قاتل کے

دہن مین ہر جراحت کے نہ جبتک ہو زبان پیدا
ادا ہو شکر احسان کیونکر اس گھائل کے قاتل کے

نہین عشاق نام عشق اُس قتل عالم کا
اگرچہ ہو وین عاشق کیسے ہی قاتل سے قاتل کے

نہین شمشیر قاتل سے تمنائے شہادت ہے
ظفر مشتاق ہو کر آئین سو منزل سے قاتل کے

دیگر

تری دیوانگی کو تجھ بن جو گھر ہو خانۂ زندان
تو ہر موج سرشک چشم تر زنجیر پا ہووے

اُگے گیا خاک اُسکی خاک سے جو نرگس شہلا
کہ جو اُس شوخ کا مفتون چشم سرمہ سا ہووے

ترا جو تشنۂ آب دم خنجر ہوا اے قاتل
لگا دو وہ نہ منھ گر ساغر آب بقا ہووے

مثال موج و دریا مجھ مین اُسمین آشنائی ہے
نہ مین اُس سے جدا ہون اور وہ مجھسے جدا ہووے

ظفر جسکو تمنا ہو حیات جاودانی کی
فنا ہو کیسے اُسکو چاہیے پہلے فنا ہووے

کیا ہے بیخبر دل کو خبرداری بہت سی کی
ہوئی ہین ہوش گم ہرچند ہشیاری بہت سی کی

اگرچہ ہیکہ دل تو نے دل آزاری بہت سی کی
تری اُسپر بھی ہمنے نازبرداری بہت سی کی

غلط سمجھے تجھے عیار اپنا یار ہم سمجھے
کہ ہاری تیغ کی ٹھوکر سی عیاری بہت سی کی

ہماری چشم گریان کی نہ ہو نچا در فشانی کو
اگرچہ ابر نیسان نے گہرباری بہت سی کی

فروغ اصلا نپایا روبرو اُس ماہ طلعت کے
نہ کنعان نے اپنی گرم بازاری بہت سی کی

ندیکھی جام مے مین تیری آنکھوں کی سی کیفیت
اگرچہ میکدہ مین ہمنے میخواری بہت سی کی

سزا ہے گر رہی بیمار تیری نرگس فتان
کہ ہے اُس فتنہ گر نے مردم آزاری بہت سی کی

نہ آیا حرف شکوہ جب زبان پر سادہ لوحونکے
تو اُسنے اور بھی مشق ستمگاری بہت سی کی

سزا دیکھین ملے گی کیا ظفر روز قیامت کو
کہ ہمنے آکے دنیا مین گنہگاری بہت سی کی

دیگر

دیگر

جو مرد جاتے ہین کہ دنیا ہی فاحشہ | کہتے ہین وہ نہ آئے یہ مردار سامنے
حیران آسیہ مین ہون وہ ہم جو ہر کسو نسا | جاتی ہے جس سے بار کر سو بار سامنے

یہ چشم اشکبار وہ طوفان ہین ظفر
آئے نہ جسکے ابر گہربار سامنے

صاف مین ہون پاک ہو نا صاف تمکو چاہیے | اپنے دلمین آپ یہ انصاف تمکو چاہیے
داغ ہین سینہ مین میر غم کے سب بے درم | ہر نظر یک ذرہ ہی صراف تمکو چاہیے
جانتا ہو نہین کیو مجنون ہے جو تم نے سلوک | عشق میر گرد و برد کیا لاف تمکو چاہیے
زاہد و ہم اور وہ کوچہ سلامت تم کو ہو | یہ بہشت و نہ دوزخ و اعراف تمکو چاہیے
کیونکہ ہمسے سید سادھو ہی نہ کب آپکی | جیسے تم حراف ہو حراف تم کو چاہیے
آسمان حاضر کرے لا کر خطوط مہر کو | گر زری کی مہروش موباف تمکو چاہیے

اُس پری کے عشق مین ہم ہون اگر دیوانہ وار
اے ظفر تو سیر کوہ قاف تمکو چاہیے

خاکساری کر کہ روشن اس سے دل ہو جاتا ہے | خاک وہ شے ہی کہ دیکھ آئینہ کو چمکا ہے ہے
ای صبا ہون بلبل تصویر مجھکو کیا خبر | کب بہار آئی ہی گلشن مین خزان کب جاتا ہے
تم وہان چلا چڑھاتی ہو کمان پر اور یہان | کوئی صید عشق ہو کر مضطرب چلائے ہی
کاہیکو میری سمجھ مین آئیگی ناصح کی بات | ہی وہ دیوانہ کہ جو دیوار کو سمجھائے ہی

| | |
|---|---|
| تو کیا ہو اگر دانہ اسیری کے مزے سے | سب دانہ ہین ای مرغ قفس جاٹ سے لپٹے |

الغت کی ظفر چاٹ پڑا جسنے جو لگایا
ہم بھی لیے دو چار برس چاٹ سے لپٹے

| | |
|---|---|
| دل ہی جو درد آشنا یہ بھی کیا اُسی نے ہے | لجان جو ہین غم مین مبتلا یہ بھی کیا اسی نے ہے |
| ہو کے دلبر جو عدو کرتا ہے مجھ سے گفتگو | مین بھی ہون خوب جانتا یہ بھی کیا اُسی نے ہے |
| پہلے کرم تھا اب ستم پر نہین کرتے شکوہ ہم | وہ بھی کیا اُسی نے تھا یہ بھی کیا اسی نے ہے |
| کسکو ہے تاب اسقدر ملین کرے تیرے اثر | نالۂ دل کو مرحبا یہ بھی کیا اسی نے ہے |
| دل جو مرا رفیق تھا ہوتا نہ تھا کبھی جُدا | اب جو الگ وہ ہو گیا یہ بھی کیا اسی نے ہے |
| کوئی کرے قصور ہان وہ ہے مجھسے بدگمان | کہتا ہے سب سے برملا یہ بھی کیا اسی نے ہے |

کرتا تھا شاد وصل سے اپنے جو ای ظفر مجھے
ہجر مین حال اب مرا یہ بھی کیا اسی نے ہے

| | |
|---|---|
| تری جو رخ پہ خط مشک فام اوپر ہے | تو دیکھتا ہون سحر نیچے شام اوپر ہے |
| بدل کے دیجیو سر نامہ خط اُسے قاصد | خفا نہو کہ لکھا میرا نام اوپر ہے |
| جو نکلی زلف سی تو ڈر ہے دل کو کاکل کا | وہان تو دام کے اک اور دام اوپر ہے |
| بھری ہوئی ہے مئ عشق شیشۂ دل مین | جو مہر داغ ہے اُسکے مدام اوپر ہے |
| چڑھائی کیون مرا سر سنان پہ قاتل | کہ میرا سب شہدا سے مقام اوپر ہے |

منھ پہ طمانچے طعن بلا جب دل پہ ہے صدمہ درد نہان
ہم بھی سہنے والے ہین کیا ظاہر و باطن سختی کے

زلف تری وہ سخت بلا ہے سلسلہ ہین یہ اُسکے روا
لائق کافر راحت کے ہون قابل مومن سختی کے

کیا ہے تعجب سخت کمان سے تیر اگر چہ کاری ہو
جو ہین سرکش اُنسے نکلتے کام نہین بن سختی کے

شیشۂ سنگ سے دور ہی بہتر ٹھیس لگی اور ٹوٹ گیا
یعنی نازک دل متحمل ہون کب ممکن سختی کے

پکڑی ہے دل کو سخت جو اتنا کافر پنجۂ مژگان مین
سیکھے ڈھب یہ کس سے ظفر وہ چشم مفتن سختی کے

هم تصور سے ہین یہان اس گلبدن کو دیکھتے
یاد سب آتی ہین گلہای چمن کو دیکھتے

وہ لگا کر تیر جب چلتا رہا ہم رہ گئے
دیدۂ حسرت سے اُس ناوک فگن کو دیکھتے

پھر چمن مین سینۂ مجروح کے آئی بہار
تازہ ہم ہین ہر گل زخم کہن کو دیکھتے

موجزن آتا نظر ہے سر بسر دریای حسن
ہین جو ہم اُس رخ پہ زلف پرشکن کو دیکھتے

ندیون جوبن جو ہے اُبھر تو کس کس ناز سے
راہ مین چلتے ہین وہ اپنی پھبن کو دیکھتے

لالہ و گل خاک مین کیا کیا نہ ملتے رشک سے
گر شہیدون کو تری پر خون کفن کو دیکھتے

| | |
|---|---|
| خدا بچائے نظر سے گرسنہ چشمون کے | اٹھا نا کہتے ہین گدا بھی فقیر کی جھولی |
| ہجوم پارۂ دل نے بھری ہی زندان مین | لگون ہے اس ترے غم کے اسیر کی جھولی |
| چلے ہو کھیلنے ہولی تم آج کسکے ساتھ | بھری جو تمنے گلال اور عبیر سے جھولی |
| کھنچے پلنگ سو بہتر ہے تیرے ای منعم | وہ چارپائی کسی گوشہ گیر کی جھولی |

ظفر گدائی مین کیا کام ہے تکلف کا
نہین فقیر کو زیبا حریر کی جھولی

تھی جہان مہر و وفا دان بیوفائی رہ گئی
آشنائی ہو چکی ناآشنائی رہ گئی
صاف ہین منہہ پر مثال آئینہ دلمین غبار
ہے پریرویون کی دیکھو کیا صفائی رہ گئی
جب دیہ اظہار مطلب تم ہوے چین بر جبین
بات بھی جو دل کی وہ دلبر پہ نہ آئی رہگئی
لاش پر بھی میرے قاتل نے کیے ہاتھ اپنے صاف
تھی مگر کچھ خواہش تیغ آزمائی رہ گئی
دین و ایمان دیچکے جب اُس بُت بدمست کو
حضرت دل پھر کہان کی پارسائی رہ گئی

خون کی بوندین ہین جو ٹپکتی چشم حلقۂ جوہر سے
دیکھ کے اپنے بسمل کو کیا خنجر قاتل روتا ہے

ہوتے ہین اشک گرم سے پیدا آبلے جا بجا چھالونکے
بیٹھ کے تیرا سوختہ جان عجب لب ساحل روتا ہے

دیر نہ کر بھر دے سے پیالہ دیکھ تو ابر بہاری کو
جان کو تیری کب سے یہ ای ساقی محفل روتا ہے

اشک کے دریا جن نے بہائے اور نہ بجھائی سوزش دل
رونیسے کیا حاصل اسکے وہ لاحاصل روتا ہے

ہاتھ مین جسکے تیرا دامن آکر قاتل چھوٹ گیا
ہای پھر اپنے نصیبون کو وہ کیا کیا بسمل روتا ہے

پونچھ کبھی تو اشک ظفر کے قاتل اپنے دامن سے
آٹھ پہر وہ غم مین تیرے ای حور شمائل روتا ہے

یہ جو تیزی تیری ای بیداد گر خنجر مین ہے
کام کیا قاتل ہمین جب مر گئے ہم تشنہ کام
کون ہمسر ہو سکے اس ابروے خمدار سے
جام تجھ بن تشنۂ خون ہے ہمارا ساقیا

کچھ تری تھوڑی سی تاثیر نظر خنجر مین ہے
آب آب زندگی تیری اگر خنجر مین ہے
دم نہ اتنا تیغ مین نی اسقدر خنجر مین ہے
شکل موج بادہ ملتی بیشتر خنجر مین ہے

اہل ریا کے منہ پہ ہین ٹیکے کلنگ کے
سمجھو نشان نہ انکی جبین پر سجود کے

باندھے ہے اپنی ہستی الکدم پہ تو ہوا
قائل نہین حیات تری ہم نمود کے

پڑھتا ہون ایک مطلع و مقطع مین حسب حال
دیکھے تماشے مین نے جو ملک وجود کے

اکدن وہ تھا کہ ٹوٹے تھے دانت دودھ کے
پھر یہ ہوا اگر زنی لگے کھیل کود کے

اب ہے یہ حال عالم پیری مین اے ظفر
باقی نہین حواس بھی گفت و شنود کے

ہم قریب گل جنکے عشق مین غم سے ہوئے
دیکھ کر ہمکو وہ اور الٹے خفا ہم سے ہوئے

شانہ سان گستاخ کب ہم زلف پرخم سے ہوئے
ہو کرم ہم اسقدر زخم رد جو تم ہمسے ہوئے

دیکھ کر گلشن مین اس رخ عرق آلود کو
لالہ و گل غرق آب شرم شبنم سے ہوئے

فتنہ ای دمساز تیرے آگے کیا مار یگا دم
سیکڑون فتنے یہان پیدا تری دم سے ہوئے

عشق مین مرہم گئے لیکن کبھی ای چارہ گر
زخم دل اپنے ذرا واقف نہ مرہم سے ہوئے

باغ بھی اس سرو قد بن کیا ہوا ماتم کدہ
نخل بھی معلوم مجکو نخل ماتم سے ہوئے

کیا ہوا گرچہ فرشتون سے ہوئی اک بندگی
کام پر سارے خدائی کے تو آدم سے ہوئے

یہ غضب دیکھو نہین وہ بھی ہمین کہتے بھلا
واسطے جنکے بری ہم ایک عالم سے ہوئے

آتش غم دل مین بھڑکی ہے وہی ابتک ظفر
کہتے ہین دریا روان گو چشم پرنم سے ہوئے

دو لب دو چشم دو ابرو دو عارض او دو زلف | یہ کیون ہین قاتل سفاک دو ہمارے لیے

ظفر بنایا اسی واسطے بشر ہمکو
کہ ہر بنا ہے ہوائی ہوس ہمارے لیے

آخرش غم ہمکو ایذا بے ستم پہونچائین گے | دیکھ لینا زخم دل کو تا جگر پہونچائین گے
دل نہ دیتے انکو ہم اپنا اگر یہ جانتے | وہ ہمین صدمہ پہ صدمہ اسقدر پہونچائین گے
یہ تو ممکن ہی نہین پہونچین در تاثیر تک | نالۂ دل آپ کو گر عرش پر پہونچائین گے
دل نہ جلنے دینگے سوز غم سے ہم لینگے بجھا | دیدۂ تر آپ کچھ پانی اگر پہونچائینگے
زلف کے کوچے مین اے دل تجھکو جانا ہی پڑا | یون نجائیگا اگر تو باندھ کر پہونچائین گے
قاصد اشک اسکے کوچہ تک نجائینگے اگر | میرے دل کی تو بھلا انکو خبر پہونچائینگے

تجھکو دل انکے ہاتھون رکھ نہ تو امید ہو
دیکھنا وہ اے ظفر تجھکو ضرر پہونچائینگے

دیگر

لگانے مفسد ہین روز آ کر ہماری تم سے تمہاری ہم سے
یقین ہے بگڑے گی اب میسر ہماری تم سے تمہاری ہم سے
سدا جو باہم ہو شور افزا تمہارے حسن اور عشق اپنا
تو ہو نہ شہرت جہان مین کیونکر ہماری تم سے تمہاری ہم سے

تو جو کہے کچھ ہمسے بجا تو ہم بھی لائین حکم بجا
تالی دو ہی بجتی ہے اک ہاتھ سے کب اے یار بجے

حسن تو ساز عشق ہے بلبل تو نہ اگر ہو نغمہ سرا
چٹکے غنچۂ گل کے پھر بے لطف نجے بیکار نہ بجے

دل جو ہمارا گھر ہو صنم کا کیون نہ جگر فریاد کرے
ہووے جہان بتخانہ وہان ناقوس بھی وان سو بار بجے

ہر رگِ جان بر بزِ فغان انگشت سے تو گر مژگانکے
چھیڑ دے اسکو ایک ذرا طنبور کا جیسے تار بجے

ہو بجے جس دم نوبت راز عشق کے افشا ہونے کی
کیا کہون کیا رسوائی کے نقارے سر بازار بجے

زلف سیہ کو دیکھ کے سرکش آج ظفر اُس کافر کی
دل ہے میرا یون نالان جیسے تو بنی پیش مار بجے

ہم اسطرح ہین ہجر کی راتون کو کاٹتے
سینہ مین اپنا کوٹتے ہاتھون کو کاٹتے

کرتے نہ قطع آپ اگر مجھ سے دوستی
بزم عدو مین کیون مری باتون کو کاٹتے

ٹیڑھی جو لہر زلف کی اسکی تو خط موج
دریا مین سانپ بنکے نہ باتون کو کاٹتے

کوچہ مین انکے ہو نچ مرے بے خبر رفیق
ورنہ وہ کوچے دیکھ کے ہاتھون کو کاٹتے

نہ تو روتی ہیں نہ ہنستے ہیں نہ بکتے منہ سے | دلبہ جو گذرے ہے ہم کہہ نہیں سکتے منہ سے
بیٹھے ہیں مار سیہ حسن کے گنجینے پر | نہیں وہ گیسوے مشکین جو سرکتے منہ سے
ہونٹھ تر کرنیکو بھی لب ہیں ترستے ساقی | یا لگاتے تھے کبھی جام چھلکتے منہ سے
ٹوٹتے رات کو تارے ہیں کہ مہوش زلف | قطرے ہیں تیرے پسینے کے ڈھلکتے منہ سے
سوز دل خاک چھپاؤں کہ نکلتے ہیں سدا | ساتھ ہر آہ کے شعلہ سے بھڑکتے منہ سے
دیکھو زلف عرق افشاں کو نہ دیکھا ہو اگر | تمنے زہراب کو افعی کے ٹپکتے منہ سے

منہ لگانے کوئی کیا ایسے اُچکّون کو ظفر
ہیں جو کمبخت نوالے کو اُچکتے منہ سے

ہیں ہم ضعیف و ناتوان جو رہے یار کی گلی | اسکی ہو ہوے وصل پہ مجکو اُڑا کے لے چلی
حال عدم نہ کچھ کھلا گذری ہے رفتگان پہ کیا | کوئی حقیقت آنکر کہتا نہیں بری بھلی
جب کف پا ہیں یار کے غیر نے وہان ملی حنا | یہان دل پائمال بس کر نہ لگا تلملی
خاک پہ پھیر کیا قدم رکھے وہ شوخ نازنین | چبھتا ہے خار زیر پا گرچہ فرش مخملی
میرا علاج درد ہے جو تجھ سے ہو سکے | سر پہ تو میرے کر باندھ دے اپنا دوپٹہ صندلی
گل ہے وہ غنچہ لب مرا مجھ سے جدا جو ہو گیا | جان کو اضطراب ہے دل کو ہے میرے بیکلی

رہوے ظفر یہ تا کجا رنج و الم میں مبتلا
اسکی مدد شتاب ہو وقت مدد ہے یا علیؑ

مضطرب ہو کر جو مارا ہمنے سر دیوار سے
ای ظفر بنیاد تک بھی اُنکے گھر کی ہل گئی

ہو پڑے گر دل کو نہ چشم مست مہوش کھینچلے
اپنے مذہب مین نہ اس صوفی کو سرکش کھینچلے

شمع کی جذب محبت مین نہووے گر اثر
کون پروانے کو پھر لوین سے آتش کھینچلے

پھینکدے وہ کھینچکے جانی کہ شاید مر گیا
دم کو عاشق اپنے گر گھاکر ذرا غش کھینچلے

وہ کماندار اپنی عاشق پر ہو گر ناوک فگن
خالی ترکش چھوڑ دے سب تیر ترکش کھینچلے

کھینچکے قشقہ جبین کا نقشہ کھینچا ہی جو یار
تو مصور صورت لوح منقش کھینچلے

زلف ہر ای شوخ کافر کیش تیری وہ کمند
صد دل مغموم صد جان مشوش کھینچلے

دم محبت کا ظفر دیکھین تو پھر بھرتا ہے کون
گر ذرا تیغ ستم وہ شوخ سرکش کھینچلے

اشک خون سے ہینگے مژگان پر چمن پھولے ہوے
ہین شگوفے عشق کے ای گلبدن پھولے ہوے

گر نہین منھ مین بھرا انکے صبا خون جگر
ہین یہ کیون گلشن مین غنچونکے دہن پھولے ہوے

قشقۂ سرخ اس جبین پر دیکھ دیکھے ہی دلا
کیا شفق کو تو سر چرخ کہن پھولے ہوے

[illegible]

وله

[illegible]

| | |
|---|---|
| لے خبر تو اسکی اے عیسیٰ نفس جلدی کہ آج | ہے ترے بیمار کی حالت سوا بگڑی ہوئی |
| آدمی کہتے ہیں جسکو ایک پتلا گل کا ہے | پھر کہاں کل اسکو گر ہو ذرا بگڑی ہوئی |
| کھل گئی ہم پر کہ رندوں سے کہیں بگڑی ہے آج | سر پہ ہے پگڑی جو تیرے زاہدا بگڑی ہوئی |
| دیکھیے کیسی بنے ہر بات پر بگڑے ہے تو | ہے تری خوبی طرح اے دلربا بگڑی ہوئی |
| ہیں سبھی باتیں بناتے پر ہیں قائل اسکے ہم | اے ظفر جو بات دے کوئی بنا بگڑی ہوئی |

| | |
|---|---|
| گر دل وارستہ زندان ہوس میں بند ہے | مرغ وحشی ہے کہ وہ گویا قفس میں بند ہے |
| آئے دنیا کی فریب میں نہیں کوئی کیا تیز ہوش | شعلہ ہو سکتا کہیں بھی خار و خس میں بند ہے |
| ایک پل میں جسکو توڑا میر کی جوش گریہ نے | ٹوٹنا دریا کے کب وہ سو برس میں بند ہے |
| ہو گرفتار میں دنیا کے حلاوت بس حریص | یعنی ذوق انگبیں پائے مگس میں بند ہے |
| ساتھ دل کو ہے سبدم ہے انبساط و انقباض | کھلتا ہے یکدم میں ہوتا اک نفس میں بند ہے |
| گر مقید شرع کا ہے کوئی بدمذہب بزور | یہ سمجھیے دزد زنجیر عسس میں بند ہے |

دیگر

[illegible]

مضطر

[illegible]

جو ہوتا ظرف ساقی ہمکو معلوم
تو مست کشن نہ جام مل کے ہوتے
ہمارے وقت مین فرہاد و مجنون
جو ہوتے دن بسر مل جل کے ہوتے
خلاف شرع سے نادان نہوتا
غریق بحر عصیان پل کے ہوتے
جتاتے مست گر نازک دماغی
تو برہم شور سے قلقل کے ہوتے
لگاتے شمع سان گر لو نہ تجھ سے
تو یون آخر ہم گھل گھل کے ہوتے
نہوتے حضرت دل پابزنجیر
جو سودائی نہ اس کاکل کے ہوتے
ظفر سنتے جو تیرے شعر پھر وہ
نہ قائل طالب آمل کے ہوتے

ہان عقل تو کہتی ہے تدبیر چلی جاے
پر تیری کمکن بھی کچھ تقدیر چلی جاے
گو ہمکو جواب خط بھیجین نہ وہ ای قاصد
پر اپنی طرف سے کچھ تحریر چلی جاے
ہم ساکن و ہم مسکن فانی ہی اور اسپر بھی
دل چاہتا ہی ہوتی تعمیر چلی جاے
منظور ہمیں صورت ہے کلک نقاش سے
تصویر پہ ہیان کھینچے تصویر چلی جاے
مین زخم کے قابل ہون اتنا کہ اجل سر پہ
کھینچی ہوئی گر آئے شمشیر چلی جاے
جان آگئی ہونٹون پر تو ابتلک آتا ہی
افسوس تری اب بھی تاخیر چلی جاے
وہ خانۂ دل میرا ہی غمکدہ گر اسمین
آجای خوشی ہوکر دلگیر چلی جاے
گر تیر چلے تیرا جان صید محبت کی
ہونے کو ہدف آئے سو تیر چلی جاے

آمد نامہ لیلیٰ ہو اگر اے مجنون ن
خوبرو جتنے ہون اک ایک کا جی پڑک

دل ترا کیونکہ نہ اگروز جرس مین پھڑکے
شوخ جسوقت کہ تہا ترا ہمین پھڑکے

دل بسمل کا ہی یہ حال تری فرگان مین
مرغ مذبوح کوئی جیسے کہ خس مین پھڑکے

وصل اُسکا نہ میسر ہو اگر لاکھ برس
آنکھ میری ہی امید و ہوس مین پھڑکے

ہل نہین سکتا ہے گو طائر تصویر ظفر
پر مرے نالے سے وہ ایک نفس مین پھڑکے

ہی بجا گر کہیے دنیا سے محبت اُٹھ گئی
پاس تھا جنکو محبت کا وہ خلقت اُٹھ گئی

جلوہ تیرا ہی نظر آیا تصور مین ترے
آنکھ اپنی جسطرف اے ماہ طلعت اُٹھ گئی

غیر جو کچھ ہمکو کہتے ہین کھڑے سنتے ہین ہم
جب سے وے بیٹھے تمھین دل اپنی عبرت اُٹھ گئی

تشنہ مے سے چمن مین اور اک فتنہ اُٹھا
جب تری شرم و حیا اے سرو قامت اُٹھ گئی

کوئی اُرکے سے روکے ہے توسن دیوانگی
اب تو اُسکی باگ سوے دشت وحشت اُٹھ گئی

کرچکے سو بار تیرا امتحان اب تو ہمین
تجھسے امید وفا اے بے مروت اُٹھ گئی

کس توقع پر کسی کی ہم لگائین اپنا دل
اے ظفر بالکل جہان سے رسم الفت اُٹھ گئی

جب اُسکا تیر نگہ ناوک قضا ہنجاے
تو کہیے صید محبت کی جی پہ کیا بنجاے

ہزار عقدہ مشکل ہون اُلجھی دل سے
جو تیر ناخن ابرو گرہ کشا بن جاے

نہ بنا گردش کی یار پہ یون فتنہ جین [illegible] پر بنی
جسطرح طوفان نوح ہو [illegible] آن پر بنی
مطلق نہیں عمارت ہستی کو ہو قیام
گویا کہ ہے ہوا کے حباب ان پر بنی
اتنا تو اسکے بار امانت اٹھا لیا
[illegible] ظفر کہ جو انسان پر بنی

دیگر

جب چمن مین اسکو آنیکی خبر اڑ جائیگی
گل کی یہ رونق دم مین اے باد سحر اڑ جائیگی
آپکا کیا جائیگا گر خواب مین آوگے تم
نیند آنکھوں سے ہماری رات بھر اڑ جائیگی
کھولدے صیاد تو کھڑکی قفس کی شوق سے
بلبلے بال و پر ظالم کدھر اڑ جائیگی
خون کو دل آئیگا میری تو کعبت پاے رہے
سرخی رنگ حنا اے فتنہ گر اڑ جائیگی
آئیگا وہ مہروش اے دل تو شبنم کیطرح
تاب و طاقت تیری اسکو دیکھکر اڑ جائیگی
یہ صبا کوئی پوچھے تیرے کیا آئے گا ہاتھ
خاک میری اسکی کوچے سے اگر اڑ جائیگی
شعلہ رخسار ساقی گر ہوا پر تو فگن
مے جو ہے ساغر مین تیرے اے ظفر اڑ جائیگی

کیا کہے جا گیا وہان دل نالان پر بھی
جسکے قلق سے یہان ہے مری جان پر بنی
پہلے تو عشق مین دل و ایمان پر بنی
پھر ایسی بنگئی کہ مری جان پر بنی
ناصح نہ پوچھ مجھ سے کہ فصل بہار مین
ہاتھون سے کیا جنون کے گریبان پر بنی
منظور ایسا پردہ ہے کس سے کہ مہ جبین
دیوار اور کوٹھے کے دالان پر بھی
دیتا ہے اک نگاہ پہ مین دل کے ساتھ جان
قیمت نہ اُنسے اپنی بھی نقصان پر بنی
وحشت مین جتنی خاک پڑی اڑ کے جسم پر
پوشاک وہ مرے تن عریان پر بنی
جون آئینہ نہ کہہ سکے دل کی نہ چھپ سکے
مشکل ہے اب تو عاشق حیران پر بنی
خط کا جواب لائیگا قاصد یقین تھا
اُس سے نہ بات پھر کسی عنوان پر بنی

[illegible] کیا بندہ عاجز ہے
ہوا دشمن جو دل اپنا دوست اپنا بندہ عاجز ہے
[illegible] قوت کی جا بندہ عاجز ہے
مقدر کا نہیں [illegible] بندہ عاجز ہے
قضا [illegible] کسی صورت نہین [illegible]
[illegible] بندہ عاجز ہے
[illegible] بندہ عاجز ہے

جلد اول دیوان [illegible]

[illegible] بندہ عاجز ہے
[illegible]

ولہ

[illegible]

| | |
|---|---|
| سموم آہ سے میرے چمن مین | ہوئے گل سوکھ کر سنبل کے کانٹے |
| رہے ہی پر خلش دشمن دم جنگ | نہین یہ مرغ لڑتا کھل کے کانٹے |
| جو بیٹھین دشت مین ہم اور مجنون | نکالین بالون سے مل جل کے کانٹے |
| بجز مژگان چشم یار ہم نے | نہ دیکھے گرد جام مل کے کانٹے |
| خلش سے عشق کے نالان ہین عشاق | کہ بوئے اُسنے حق مین گل کے کانٹے |

ظفر پڑ گئے ہین گرمی سے فغان کے
زبان پر وقت شور و غل کے کانٹے

تار اشک خون مین جو دیکھی مژہ اُلجھی ہوئی
تھی رگ برق در رگ ابر مژہ اُلجھی ہوئی
تیری مژگان کو کمان تسخیر دل سے ہی فراغ
کام مین اس ملک کے ہی یہ سپہ اُلجھی ہوئی
تار دامن میرے کب کانٹون سے اُلجھی دشت مین
ہے جنون دستار تیری ہر جگہ الجھی ہوئی
کیونکہ چھوٹے دیکھیے اس زلف کی پھندی مین ہر
جان میری باعث تار نگہ الجھی ہوئی
راتدن اس فکر مین سودا سا ہی مجکو کہ زلف
کیون ہے گہ سلجھی ہوئی اس خستہ کی گہ الجھی ہوئی

ذکر نہ لا تو ہم سے ناصح ہر دم ترک محبت کا
کون سنے ان باتوں سے جی تیری قسم گھبراتا ہے

پوچھتے کیا ہو مجھ سے باعث دل کی میری گھبراہٹ کا
دیکھتا ہی جسوقت ہجوم رنج و الم گھبراتا ہے

راہ نورد دشت جنون ہو کس مین ہی ہمت میرے سوا
قیس بھی گر اس وادی مین رکھتا ہی قدم گھبراتا ہی

آگے ظفر یہ حال تھا اپنا ہم غم سے گھبراتے تھے
ہو گئے غم کش ایسے اب ہمسے غم گھبراتا ہے

دیگر

دشت گردی آج دیوانوں نے پھر کیا خاک کی
خاک اڑا دی گرنہ سارے دشت وحشتناک کی

باگ لی جسوقت اپنے توسن چالاک کی
کیا کہوں برباد کیا اسنے میری خاک کی

جب گل صد برگ کو دیکھی گلبازی کرے
دیکھی پھر طاقت کوئی میرے دل صد چاک کی

کون کہتا ہے کہ یہ نکلی ہی شب کو کہکشان
ہی مگر کوئی طناب اس خیمۂ افلاک کی

جامۂ آب روان ہو جب ہجوم تار اشک
چشم گریان کو مری حاجت ہو کیا پوشاک کی

کہدو حاضر ہی ابھی سر عاشق جانباز کا
ہی اگر تو نہیں خوشی اس قاتل سفاک کی

خاک مین ملجائیگی ای ابر تیری آبرو
دیکھ ہمچشمی نہ کر اس دیدۂ نمناک کی

نیا یا اُن سے جو ہمنے کلام کا یارا
ہمارے رہگئے لب اے ظفر کھلے کے کھلے

سو جب رات کو ہم ہجر میں اُٹھتے روتے — خواب میں وصل ہوا صبح کے ہوتی ہوتے
شمع کیطرح سے ہم رات کو روتے روتے — بہہ گئے آنسو وئمیں صبح کے ہوتی ہوتے
جسکے ملنے کی تمنا تھی نیا یا اُسکو — ہوگئی عمر بسر جان کو کھوتے کھوتے
نہ ملی عشق میں فرہاد کو مزد محنت — مرگیا مفت وہ پتھر تو ہیں ڈھوتے ڈھوتے
تیری دامن سے مرا خون نہ چھٹیگا قاتل — گرچہ دامن ترا گھِسٹ جائیگا دھوتے دھوتے
موت یار آئی تو غفلت سے ہون یون ہم ہشیار — ڈر کہ جون خواب میں چونکے کوئی سوتے سوتے

اے ظفر گریہ بارش سے مرگیا ہے عجب
سبز ہووانہ اگر خاک میں بوتے بوتے

اشک کے شور سے کیا آستین گلجائے ہے — بلکہ چمکی ہے زمین پر تو زمین گلجائے ہے
دل ترا ہے سخت پر یہ آہ وہ ہے جانگداز — اس سے تو فولاد بھی اے نازنین گلجائے ہے
رہتا کیون غیرون سے سرگرم ہم آغوشی ہے تو — جو پسینے سے سر جامہ کے چین گلجائے ہے
عشق ٹپکاتا ہے جبدم قطرۂ زہراب غم — گوشت کیا تا استخوان تن میں گلجائے ہے
ہو مرے گریہ سے بدتر یہ تن لاغر کا حال — جیسے لکڑی پکڑ پانی میں کہین گلجائے ہے
اور بھی لگتا زیادہ ہے مری چھاتی پہ مونگ — دال جب وہان غیر کی اے ہمنشین گلجائے ہے

| | | |
|---|---|---|
| تو دل کی مشعل راہ سراغ گل ہو جائے<br>جو تیری طرح سے نازک دماغ گل ہو جائے | | خدا نخواستہ بجھ جائے گر یہ شعلۂ آہ<br>چمن مین کون سنے عندلیب کی فریاد |

ظفر بعید نہیں اشک خون سے مجنون کے
نمود گر سر ہر خار داغ گل ہو جائے

بتون نے حسن پر نخوت اگر سیکھی تو کیا سیکھی
تکبر رو ہو کے بدخصلت اگر سیکھی تو کیا سیکھی
نہین میری طرح برق جہان کو یاد بیتابی
وہ میری دیکھکر حالت اگر سیکھی تو کیا سیکھی
جو کھینچے یار کو اپنی طرف ہم اُسکے قائل ہین
کسی نے کھینچنی صورت اگر سیکھی تو کیا سیکھی
ترے کام آئے عقبیٰ مین جو سیکھے کام سیکھ ایسا
بے دنیا کوئی صنعت اگر سیکھی تو کیا سیکھی
کتابین دیکھ دیکھ آنکھون کو پھوڑا اپنی واعظ نے
یہ کج بحثی باین محنت اگر سیکھی تو کیا سیکھی
تری طینت مین بے مہری ہو اب تونے سکھائی ہے
کوئی رسم رہ الفت اگر سیکھی تو کیا سیکھی

[illegible]

یہ تو نہیں معلوم ہمیں کون آئیگا مہمان آج نیا
لیکہ حویلی اُنکی ظفر یاں سنتے ہیں ہم جھڑتی ہے

## دیگر

دہان سر عارض جو بو زلف خم کھا جائینگے
تو بنا کر سانپ یان افعی کے ہم کھا جائینگے

بوسۂ لب کے سوا تیرے نہوگا فائدہ
گرچہ یاقوتی ترے بیمار غم کھا جائینگے

وہاں ٹھہر کر نہ دیوانے ترے جون گرد باد
سیکڑون جنگل سر دشت عدم کھا جائینگے

ہاتھ مین رنج والم کو وہ غضب جاکو ہین تیز
استخوان کو بھی یہ مانند قلم کھا جائینگے

دھیان رازق پر نہیں رکھتے یہ کہتے ہین حسیس
کھائینگے پھر کیا جو یہ دام و درم کھا جائینگے

گر یہی ہے اضطراب دل تو یہ بسمل ترے
لیتے ہین ہم تیر شمشیر ستم کھا جائینگے

سینہ و اگر نکالین اُن سے کچھ تو کنی جات
جو تمہاری زلف کی جھوٹی قسم کھا جائینگے

روز جو کھاتے ہین گے رنج و غم غیبت مین ظفر
دیکھ لینا اُنکو اک دن رنج و غم کھا جائینگے

نگاہ یار یون دل و جگر پر کیسے بیٹھے
[illegible] بیٹھے

ارادہ خاک مین کرتا ہے جو ہنی بلا نہ سکا
[illegible] بیٹھے

لب شیرین سے اسکے خال کو جو تلخی یاد
[illegible] بیٹھے

نگار رہتا ہے تیرا غمیں یہ تیاں ہمیشہ
[illegible] بیٹھے

[illegible]

دیگر

سرکشی سے آج تک مجھ سے کشیدہ ہے وہ یار
کچھ تو اے دل کی کشش تاثیر کرنی چاہیے

مخبروں نے میری جانب سے لکھا ہے کچھ اسے
اب کبھی کوئی خبر تحریر کرنی چاہیے

عشق کہتا ہے کہ جاری ایک جوئے خون بھی ہو
جب روان فرہاد جوئے شیر کرنی چاہیے

گر غم یار آئے دل میں کیونکہ میں رسوا کروں
ایسے مہمان کی تو ہان توقیر کرنی چاہیے

شمع کا سر کیوں قلم کرتا ہے اسنے کیا کیا
زبان درازی تھی نہ اے گلگیر کرنی چاہیے

آگیا آنکھوں میں دم بیان کروں کرتے انتظار
جلد آؤ آتی کیا تاخیر کرنی چاہیے

ڈھا دیے گردون نے گنبد سیکڑوں جن کے گرد
بس بلند تھی نہ سیاں تعمیر کرنی چاہیے

خاک پا سے مخردین ہے حق میں کیمیا
اے ظفر کیوں خواہش اکسیر کرنی چاہیے

جب بہار آئی کے سب گلوں کے دفتر پھٹ گئے
پھیرتے ہی اپنے جواہروں کے سار پھٹ گئے

بلبلے شور عشق بھڑکی ہے بس مردون بھی آگ
گور نقشہ دلون کی ساری تحریر پھٹ گئے

ہاتھ سے جوش جنون کی اور جار وحشت کے
جب وہ دامن آخرش دونون ہزار پھٹ گئے

نالہ کش اتنی ہوئی گلشن میں اے عندلیب
پردے گوش گل کے تیرا شور سنکر پھٹ گئے

خوب دیوانے جو دیکھا جلوہ تیرے حسن کا
سب کے سینے جون کتان ہے ماہ پیکر پھٹ گئے

اے ستمگر لے مبارک ہو کہ تیرے روبرو
سب آتش فریادون کے آج محشر پھٹ گئے

ہو گئی میرا سری قسمت سے دریا میں مبارک
تختے کشتی کے مری کھاڑ کر پھٹ گئے

مزا تبدیل کرنے سے ہے کیا ہوتا مزا حاصل
مزا اسمین ہے کھائے یا مزہ اور بیمزا سمجھے

جو اپنی جان دینے کو حیات جاودان جانے
وہ اس آب دم شمشیر کو آب بقا سمجھے

بچھائین زیر پا آنکھیں ہین وہ تو خاکسارون نے
کہ جنکو خاک رہ پر اپنے ہو تم نقش پا سمجھے

اونھون نے خط جو میرا کھولتے ہی پھاڑ کر پھینکا
کوئی پوچھے پڑھا کیا آپ نے کیا مدعا سمجھے

ترے بیمار غم کا حال یہ ہے ناتوانی سے
اگر ہاتھ آئے پائے مور تو اُسکو عصا سمجھے

امید زندگانی اپنی آخر قطع کر بیٹھے
ظفر عشق و محبت کا یہی ہم انتہا سمجھے

دیگر

| | |
|---|---|
| ہر دلکو جو یاد آئی فلک پر کسیکی | آنکھون کے تلے پھرتی ہے تصویر کسیکی |
| گریہ بھی ہوتا بھی ہو اور آہ و فغان بھی | پر دل مین ہوئی اُسکے نہ تاثیر کسیکی |
| ہاتھ آئی ہے کیا خاک ترے خاک کف پا | بجز اسکے نہ قسمت مین ہو اکسیر کسیکی |

مصحف رخ پر ترے خط ہے کہاں — وہ کلام اللہ کی تفسیر ہے
دل سمجھ جائے ہمارا ناصحا — دیکھیں کیسی آپ کی تقریر ہے
خانۂ زنداں ہے تجھ بن صحن باغ — موج رنگ گل نہیں زنجیر ہے

کوچۂ فخر جہاں کی اے ظفر
خاک کی چٹکی بھی بس اکسیر ہے

جب قفس کی سمت گلشن سے ہوا سی آگئی — ہمصفیران چمن کی اک صدا سی آگئی
کھول کر زلف سیہ اُسنے جو دیکھا آئینہ — صاف دریا پر نظر کالی گھٹا سی آگئی
کیا ہوا بہتی نہیں کہتا کہو دیتی ہے آنکھ — کسکے دل کو کچھ تری دلمیں دغا سی آگئی
تھے برنگ گل شگفتہ غیر کی محفل میں وہ — دیکھتے ہی مجکو چہرہ پر اداسی آگئی
اے قناعت کر دیا ہے تونے مستغنی مجھے — تیری دولت ہاتھ میرے کیمیا سی آگئی
آنکھ نیچی باغ میں نرگس کی کیوں اے صبا — روبرو شاید کسی گل کے حیا سی آگئی
اُس شب ہجراں کا منھ کالا کہ اے بخت سیاہ — سر پہ میرے یہ کہاں سے اک بلا سی آگئی
آگے تو شیوی نہو تھی ایسے چرخ پیر کے — شاید اب پیری کے باعث بیوفائی آگئی

دل ہے وہ آئینہ پھر جو کر نہیں ہوتا ہے صاف
اے ظفر اسمیں کدورت جب ذرا سی آگئی

ہم اگر پا جو اگر اس صنم کے در سے پھرے — کہینگے لوگ ہیں یہ خدا کے گھر سے پھرے

کھلتے کھلتے رک گئے وہ آنکھ تو نے اے ظفر
سچ لگوس آنکھ سے دیکھا کہ چاہت کھل گئی

پھر بہار آئی ہے لو اور ہوا پھرتی ہے
جھاڑتی صحن چمن باد صبا پھرتی ہے

نہ چھری پھیر کہ ہم ذبح ہوئے بیٹھے ہیں
ابھی ظالم جو تری آنکھ ذرا پھرتی ہے

ہیں شبیہ مہ کنعان کو بھلا کیا دیکھوں
صورت آنکھوں میں تری مہر لقا پھرتی ہے

لاکھ تدبیر سے پھیرین مجھے پھیر احباب
کوچۂ یار سے پر میری بلا پھرتی ہے

کوچہ گردی کی جو کچھ دل میں ہوس باقی ہے
خاک بھی اڑتی مری بعد فنا پھرتی ہے

وہی ہے دل قاتل بے رحم کو پھیروں کیونکر
کہ نہ تدبیر سے ہے نہ قضا پھرتی ہے

اے ظفر گردش چشم اسکی ہے کچھ اور بلا
آسیا چرخ کی پھرتی ہے تو کیا پھرتی ہے

تم سی صفات ہو کے بشر کیونکہ ہو گئے
ہم بھی ادھر سے ادھر ادھر کیونکہ ہو گئے

کیا عاشقوں سے پوچھیے مژگان سے اپنی پوچھ
یک لخت ٹکڑے انکے جگر کیونکہ ہو گئے

دیکھا انھیں جو ہنستے تھے ہستی میں آنکھ کر
کم ہنستے ہنستے مثل شرر کیونکہ ہو گئے

ڈر موت سے کسی کا نہیں ہے زیادہ تر
پوچھو تو غافلوں سے نڈر کیونکہ ہو گئے

پرتو پڑا ہوا ہے ترے نور حسن کا
روشن دگرنہ شمس و قمر کیونکہ ہو گئے

کی گر کمی نہیں ہے تری آب تیغ نے
تو خشک میرے زخم جگر کیونکہ ہو گئے

آہ سوزان کا مری چرخ پہ انجم ہی حریف — آبلے سینے پہ جل جل کے نہ کیونکر پڑتے
تشنۂ خون وہ نہوتا جو مرا ای سفاک — کانٹے جوہر سے نہ خنجر کی زبان پر پڑتے
خاک اُڑ جاے نہ کیون مزرع دل کی میری — غم و حسرت کی بیابان و فر ہین لشکر پڑتے
اے ظفر کسکے یہ عارض سے ہوا تھا رو کش — کہ طمانچے ہین ہوا سے رخ گل پر پڑتے

ہو گئے شیر و شکر وہ یار بھی ایسے ہوئے — تلخ کر دی زندگی بیمار بھی ایسے ہوئے
قد قیامت کیا بنا فتنے نے وہ رفتار بھی — اس قیامت کی نمود آثار بھی ایسے ہوئے
جو ہوے مفتون تمھاری نرگس بیمار کے — پھر وہ جانبر ہجر سے بیمار بھی ایسے ہوئے
برق ٹھہرائی کہ دامن کیسے کیسے پکڑے ہون — تیز وادی کی ہماری خار بھی ایسے ہوئے
میر کہنا تو تمانا حضرت دل نے ولے — خوب بھٹکائے ذلیل و خوار بھی ایسے ہوئے
ہیہ جو صدمے ہو لیے لاکھون محبت مین تری — عمر بھر اب تک نہین دو چار بھی ایسے ہوئے
کنج تنہائی مین مونس ہی ہوے تو رنج و غم — میری قسمت سے مری غمخوار بھی ایسے ہوئے
بر سر یاد ل لاکھ بار اس چشم تر کے سامنے — پر کبھو یارو کبھی خونبار بھی ایسے ہوئے
شکوۂ رنجش نکر ہین ایتہ لطف اُنکے ظفر — گر عتاب ایسے ہوئے تو پیار بھی ایسے ہوئے

دل ہی میرا داغ دل کی یون سیاہی کے تلے — بادشہ ہو جیسے چتر بادشاہی کے تلے

گر پڑے پانوں پہ مثل سایہ اس خوش قد کے سرو
کیا مجال آگے کھڑا رہوے قدم گاڑے ہوئے

حسرت و درد و الم رنج و تعب اندوہ و یاس
ساتھ دل کے دیکھا مین نے جمع کیا دھاڑے ہوئے

تھے عدم مین جب تلک واقف نہ تھے جھگڑون سے ہم
آکے ہستی مین یہ سب معلوم پچھاڑے ہوئے

اڑ گئی صیاد اب دل سے ہوس پرواز کی
بیٹھا رہنے دے قفس مین ہمکو پر جھاڑے ہوئے

گرم نالون سے ہوئی ہین یون تو کیا کیا گریبان
سرد آہون سے ظفر لیکن بڑے جاڑے ہوئے

## دیگر

جب دل سوزان کی مژگان سے کئی تارے جھڑے
کیا کہین کیا آگ برسی کیسی انگارے جھڑے

قطرہ پانی کی جھڑی کیسی سے اسکے بعد سیل
کیا تماشا ہی شب تاریک مین تارے جھڑے

خوب ہنس ہنسکر سنائین تو نے ہمکو گالیان
پھول کیا کیا واہ وا منہ سے تری پیارے جھڑے

جھڑ گئی مژگان سے میرے اشک کے قطرے اگر
ساری شیخی ایکدم مین تری فوارے جھڑے

کفش پا سے اس پری وش کے ہنگام خرام
سب ستارے کیا جھڑے گویا کہ سیارے جھڑے

[illegible]

دیگر

[illegible]

جو یہان ذکر وہ دو چار بار و نہین نکالین گے
سراپا شمع ساں جلجائینگے لیکن زبان سے ہم
نہین نکلی یہ حسرت گر تری آزردہ جانونکی
خدانخواستہ گر ہو گئے برہم تو پھر گھر سے
محبت کا خواص اصلا نیا یا پارسا و نہین
نکالین گے جو دل سے آہ آتشبار ہم اپنے
ستمگر جان دیگر بر وہی ہم کر دکھا ئینگے
جبین پر نکیے قشقان مہ جبین گر تو دکھا ئیگا

تو ہم دل کا بخار اپنے ہزار و نہین نکالین گے
نہ حرف سوز دل آتش زبا نو نہین نکالین گے
تو ہمنا کہ ارمان دل کے وہ ہزار و نہین نکالین گے
وہ بیجرم ہمکو بھی تقصیر دار و نہین نکالین گے
رہ اخلاص اب ہم یار سا و نہین نکالین گے
شرر شعلہ مین وہ شعلہ شرار و نہین نکالین گے
جو منہہ سے بات تیری جان نثار و نہین نکالین گے
تو پھر ہم عیب چن چن کر ستار و نہین نکالین گے

ظفر ہم چشم پوشی دیدہ و دانستہ کرتے ہین
وگرنہ کام سب اپنے اشار و نہین نکالین گے

سیفی ای قاتل تری تصویر منہہ مین نگئی
آہ دل مین پر اثر تھی پر مری تقدیر سے
کہتا انگلی دبا دیر و کیا مین کہ حیرت سے زبان
بات اب منہہ سے جو کرتا ہے تو اگلے ہی زہر
شمع مین گرمی تھی جو کھا گیا شعلہ کو تو
پرورش کو طفل غنچہ کی ہی دایہ بہار

قتل کو میری زبان شمشیر منہہ مین نگئی
کیا کرو نہین آگے بے تاثیر منہہ مین نگئی
شکل برگ غنچہ تصویر منہہ مین نگئی
پان کی مسی کی کیا تحریر منہہ مین نگئی
گل کی گولی سی ناے گلگیر منہہ مین نگئی
بوند شبنم کی برنگ شیر منہہ مین نگئی

[illegible]

دیگر

[illegible]

کاروان حیات ہے تن زار | ہے مگر گرد کاروان باقی
سینہ کاوے نگہ نگین کر رہا | کس کا یان نام اور نشان باقی
دم محبت کا زندگی ہے مری | ورنہ ہے مجھ مین وہ کہان باقی
کچھ کھٹکتا ہے دل مین ای جراح | کوئی پیکان ہے یا سنان باقی

خال جنال اس زمانے مین ہوگا
اے **ظفر** کوئی نکتہ دان باقی

نہ دل خوشی ہے نہ رنجیدہ ہیچ تو بس یون ہے | جو یک نفس کبھی وہ ہم تو یک نفس یون ہے
فغان سے اپنی دل اہل قافلہ ہے دو نیم | جگر خراش کہان نالۂ جرس یون ہے
قفس کے تیلیاں اڑا دون پھڑک پھڑک کر آج | ارادہ میرا اسیران ہمنفس یون ہے
حذر نکر جو لگے آستین سے اشک نہ دو | نکالا تیری پسینے نے عطر خس یون ہے
کسی کے خال لب شکرین پہ ہے اے رنگ | یہ دونون ہاتھون سے سر پیٹتی مگس یون ہے

یہ سر ہو اور **ظفر** آستان فخر الدین
اگر ہوس ہے تو کیسی مجھے ہوس یون ہے

جو زخم دل کو مری صاف کر دی دو ٹانکے | ہوا سمین کچھ نمک سو وہ بھر کی دو ٹانکے
ہزار تار شعاعی کو تاب دے خورشید | نگین نہ چاک مین جیب سحر دو ٹانکے
تمہاری سوزن مژگان سے فائدہ کیا | جو زخم دل مین نہ تار نظر کے دو ٹانکے

رنج دیتا ہے ظفر آرام عقبے کا سبب
آخر مشقت مری راحت مجھے پہونچائیگی

تڑپتا وصل کی ہوس میں یونہی پہ کچھ نہیں چلتی
کہ جیسے جانور تڑپے قفس میں کچھ نہیں چلتی

اگر آہ کا غم ہوتا اُسے انگیز ہم جاتے
کریں اے ہمنشینوں کیا کہ دسترس میں کچھ نہیں چلتی

ہمیں بس بس سمجھا دو اُٹھو اے ناصحو جاؤ
پڑے ہیں ہم کسی ایسے کے بس میں کچھ نہیں چلتی

یہ آنا جانا دم کا ہے فقط اُسکی عنایت سے
کسی کی آمد و رفت نفس میں کچھ نہیں چلتی

دل و جان سوزش غم سے پھکے جاتے ہیں کیا کیجیے
لگی ہے آگ وہ اس خار و خس میں کچھ نہیں چلتی

لگائیگا کوئی کیا آج انکو میری جانب سے
کہے گر سو برس تو بھی برس میں کچھ نہیں چلتی

ابھی چل جائے سب تدبیر اپنی گر وہ تنہا ہوں
ظفر اندیشہ ہائے چند کس میں کچھ نہیں چلتی

تری شمشیر سے گردن یہاں پھیری نہیں جاتی
کہ ہے اقرار سے اپنی زبان پھیری نہیں جاتی

اگرچہ کیسی ہی پھر کر نظر وہ پھیر لیں اپنی
ولے چشم مروت ہم سے ہاں پھیری نہیں جاتی

نصیحت ہو چکی بس ناصحو کیوں پھر پھر آتے ہو
جہاں آئی طبیعت مہرباں پھیری نہیں جاتی

کہے گر اور کوئی تو جواب اُسکا دیا جائے
تمہاری بات کہا آرام جاں پھیری نہیں جاتی

ترے بیمار کا یہ حال ہے اب ناتوانی سے
کہ کروٹ ایک بھی اُسسے زمان پھیری نہیں جاتی

بلا سے خاک ہو برباد ساری ہی کساروں کی
سمند ناز کی اُسکے عنان پھیری نہیں جاتی

بلا سے ٹوٹ پڑی یا پاؤن وحشت مین — دلا یہ خار مری کیون تہ قدم ٹوٹے
انھین ہو رشک سے اس زلف پر شکن کی غرض — کہ شاخ سنبل تر کھا کر پیچ و خم ٹوٹے
دل شکستہ کا احوال گر کرون تحریر — لکھون تو حرف بھی ثابت کہ جھٹ قلم ٹوٹے
برس گئی گریہ عاشق سے ابر تر سے تر — نہ تار آنسوؤن کا دیکھ چشم نم ٹوٹے
الجھ کر زلف سے یون ٹوٹی موتی کی مالے — کہ تارے رات کو اس طرح ہونگے کم ٹوٹے
ترے ہر جام مین ساقی طلسم کیفیت — اگر یہ ٹوٹے تو گویا کہ جام جم ٹوٹے
جو شوق بت شکنی ہو تو اپنے نفس کو توڑ — کہ ٹوٹ تجھ سے اگر یہ بڑا صنم ٹوٹے

بیان کے آنے کی اُس یار نے قسم کھائی
کچھ ایسی بات ظفر ہو کہ یہ قسم ٹوٹے

کہتے تھے جو نہ زمین بار اپنی گل چھاتی پہ ہے — سنگ خارا کا اب تک فرش گل چھاتی پہ ہے
یاد آتا ہے جہان چھاتی پہ اُسکا ٹوٹنا — طفل اشک آنکھون سے آتا دوڑ مین چل چھاتی پہ ہے
واسطے اُس کے یہ دکھ کرتا نہین مین چاک جیب — داغ جو چھاتی کا ہے جاتا وہ کھل چھاتی پہ ہے
کیا لگاؤن جام منھ سے منھ سے مین کب جاتی ہے — کرتی ہمدوشی ردان ہو تو تسے مل چھاتی پہ ہے
ہول اول کچھ نہ پوچھو گرمی دل سے مری — بس بھی تختی کی جون موم گھل چھاتی پہ ہے
سیکڑوں لاچاری ہے جسدم کوئی ماتم زدہ — ہاتھ اپنا مارتا با شور غل چھاتی پہ ہے
وہ عنایت ہو ظفر پر جس سے مٹ جائے تمام — بار غم جو اُسکی ای شاہ رسل چھاتی پہ ہے

## دیگر

دھرے ہے زلف شانہ جبین زلف یار مین انگلی
وگرنہ کون دیتا ہے دہان مار مین انگلی

کہا مین نے کہ گل سے بھی زیادہ کوئی نازک ہے
اٹھائی شاخ نے تیری طرف گلزار مین انگلی

جنون کو شوق چاک جیب در پہان ناتوانی ہے
کہ ہل سکتی نہین الجھی جہان بکتار مین انگلی

سلائی گر نہین پیکان تو ہے اس ناوک افگن کا
نہ پھیرے چارہ گر زخم دل افگار مین انگلی

دکھائین جائین گے اپنے جو زیر بار حسرت ہم
دبانے کو کہین دانتون تلے کہسار مین انگلی

بتاتا تھا کہین انگلی ہے اس نے شاہ خوبان کو
کٹے ہے شمع کی جو حسن کے بازار مین انگلی

مجھے کس آنکھ سے دیکھا کہ جو تار شعاعی ہے
فلک نے کی ہے چشم مہر انوار مین انگلی

جاٗئینگے محکمہ مین اگر تیرے داد خواہ
مایوس لیکے ہاتھ مین محضر پھر آئینگے

جسکو وہ منہ لگائینگے ہنگام میکشی
گیا کیا اُسے وہ صورت ساغر پھر آئینگے

ہرجائی ہین سے اپنی یہ خورشید رو ہمین
مانند ماہ شہر مین گھر گھر پھر آئینگے

گویا خدا کی گھر سے پھرینگے وہ اے صنم
جتنے کہ تیری کوچے سے جاکر پھر آئینگے

جھوکے ہمارے صرصر نالہ کے دیکھنا
پھرکی کی طرح کہ بگو بھر کر پھر آئینگے

وصل اُسکا آب خضر ظفر ہو کہان نصیب
پیاسے بہت مثال سکندر پھر آئینگے

ضبط نالہ ہے ادھر گرمی اُدھر ہووے ہی گی
دلکو ایسی راہ ہے اُنکی خبر ہووے ہی گی

مثل شمع صبحدم ہو ویگا ٹھنڈا آفتاب
ٹھنڈی ٹھنڈی گرمی آہ سحر ہووے ہی گی

دور ہے گرچہ نگاہ چشم ظاہر بین سے یار
دور بین دل سے مگر میری نظر ہووے ہی گی

کچھ اگر تاثیر رکھتا ہے مرا مضمون شوق
تجھ سے دان پہلے خبر اے نامہ بر ہووے ہی گی

برق تو ہنستی ہے کیا دیکھ اپنے دامن کو بچا
آسمان پر اپنی آہ پر شرر ہووے ہی گی

بال بھی رکھتا نہین پر اس گلی مین مرغ دل
دیکھنا پر جھکر ہوا کی دوش پر ہووے ہی گی

فخر دین فخر جہان کی دولت الطاف سے
دولت ہر دو جہان تجکو ظفر ہووے ہی گی

## دیگر

بچاؤں تیری آنکھوں سے دل اپنا کیونکر ای کافر
نہیں جاتی کوئی تدبیر ان آنکھوں کی آگے ہے

نہیں ہے اعتبار گلشن ہستی کہ رنگ اُس کا
ہوا کیا کیا ظفر تغیر ان آنکھوں کے آگے ہے

امن ہے شب خواب میں ہوتی جو ملاقات سی ہے
صبح بھی چشم تصور میں مرے رات سی ہے

سوزش عشق میں آنکھوں سے رواں ہیں آنسو
عین گرمی بھی مرے واسطے برسات سی ہے

زندہ کر دیتا دل مُردہ کا ای عیسیٰ دم
آگے تیرے لب جان بخش کے اک بات سی ہے

روک سکتا نہیں میں اپنی در افشانی اشک
کہ بدولت ترے اے عشق یہ خیرات سی ہے

صید کرنے کو مرے دل کے وہ چشم قاتل
دیکھیے کیا ہو لگائے ہوئے گھات سی ہے

کوئی ہشیار نہیں جو ہو سرمست و خراب
بزم دنیا عجب اک بزم خرابات سی ہے

جبکہ ہر لحظہ و ہر دم ہے الے اللہ رجوع
بات بھی اُنکی ظفر ایک مناجات سی ہے

## دیگر

خط و پیغام اُنکو نامہ بر پہونچا ہی جائین گے
پہونچکر لاکھ ڈر سے وہان خبر پہونچا ہی جائین گے

بچھوڑا ہے نچھوڑین گے ہم اُنکی زلف کا سودا
بلا سے وہ اگر ہمکو ضرر پہونچا ہی جائین گے

ستمگر کہتی ہین دیکھ اسکی جبین پر ورقِ کرم | کہ یہ جوہر بھلا کاہیکو تیغ اصفہان پر ہے
نظر سے مہر کی کب دیکھتے ہین خاکساروں کو | داغ ان مہ جبینون کا ہمیشہ آسمان پر ہے
پھنسایا تو نے دل کیا طرۂ شمشاد مین قمری | ہماری جان ہے جاتی کسی سرو روان پر ہے
یہی ہے عین ایمان طاق سمجھہ عشق مین اسکو | رکھا ایمان نے سبز طاق ابروے بتان پر ہے
قفس سے چھوڑتا ہے جبکہ اڑنیکی نہین طاقت | ستم صیاد کیا کرتا اسیر ناتوان پر ہے
پہنچتا ہے جہان پیک تصور اپنا در پردہ | پرندہ مار سکتا ہے پر پرد کب وہان پر ہے
کرے ہے ناز کیا کیا سرفرازی کا پر محبت کی | شہید ناز کا تیر جو سر نوک سنان پر ہے

نہ کعبہ سے غرض نے بتکدہ سے کام ہے اسکو
جھکایا اے **ظفر** سر جس نے دل کی آستان پر ہے

غیرتِ دل عشق کی رنج و تعب مین پڑ گئے | ہر عضب بیٹھے بٹھائے کس غضب مین پڑ گئے
اس نے کیسی قہر کی آنکھون سے دیکھا آئینہ | تہلکے یکبارگی شہرِ حلب مین پڑ گئے
کارِ دنیا ہووے یا ہو کارِ دین محنت ہے شرط | اُنسے کیا ہوگا کہ جو عیش و طرب مین پڑ گئے
جلبے سوزِ دل کہ مین سر دیر اعمان بنگیا | داغ اتنے میرے تن پر ایک شب مین پڑ گئے
کیون نہ عزِ چشم عنایت سے نہین پڑتی نظر | پڑ گیا آنکھون پہ رنج و تعب مین پڑ گئے
اے محبت وہ ہے طلب کی منزل اے رہیان | جلتے جلتے آبلے پائے طلب مین پڑ گئے
عقدۂ دشوار ہے اے دل یہ کھلنے کا نہین | آپ کیون فکرِ دہانِ غنچہ لب مین پڑ گئے

ڈرہی خوبان کمان ابرو سے یہ ناوک فگن
تیر مژگان دل پہ ہیں سو سو برابر مارتے

پاس خاطر تھا اسیری میں ہمیں صیاد کا
ورنہ ہوتا دام سو ٹکڑے اگر پر مارتے

سر کشی کرتی تھی میری روبرو اے شعلہ خو
شمع کو محفل میں ہاں گردن نہ کیونکر مارتے

فتنۂ محشر نہ ہر دن پیش پا افتادہ ہیں
پر نہیں بنتا کسی سے ایک ٹھوکر مارتے

دمبدم کرتا ہی ہمیں تیز تو تیغ ستم
اور ہرگز ہم نہیں دم اے ستمگر مارتے

کچھ تو منہ کھولا تری آگے کہ جھونکے باد کے
ہیں طمانچے دمبدم منہ کی برابر مارتے

خیر گذری تو نے کھلائی نہ اپنی چشم مست
ورنہ میکش تیرے اب ساقی کو ساغر مارتے

لکھے تو ایسی غزل کوئی قلم برداشتہ
اے ظفر لاف سخن میں کیا سخنور مارتے

دیگر

دہان تند پر گشت و خون و قصد ظلم رانی ہے
بیان ہے صبر و شکر اور آرزوے جانفشانی ہے

نہیں ہم ڈرتے گر قاتل کو قصد تیغ رانی ہے
ہمیں پاس وفا ہے جان دینی شادمانی ہے

تری آب دم شمشیر آب زندگانی ہے
شہیدوں کے لیے تیرے حیات جاودانی ہے

داغ حسرت جو دل فرمانبر جانان پہ ہے — عشق کی مہر ترک مہمان لالستان یہ ہے
ہمنے جانا آج پھر آیا ہی عقرب مین قمر — اس طرح تیرے کہ زلف اسکی رخ تابان یہ ہے
دیکھ پیشانی پہ افشان تیرا اسکا مہ جبین — پہر گردان سر اگر دون سرگردان یہ ہے
ابر تو بھی ٹانک دی موتی کہ مقراض صبا — دیکھ تو کیا کیا کترنی لہر ریگستان یہ ہے
یار کی لعل حیات افزا یہ دیکھو خط سبز — خضر آبہو نجا یہ گویا چشمۂ حیوان یہ ہے
ناتوانی سی گران ہی وہ بھی مجنون کو تیرے — تار آنسو کا اگر کوئی تن عریان یہ ہے
اک تبسم سی کریگا تیرا سو ٹکڑے جگر — غنچہ تو کس بیچ ہنستا اس لب خندان یہ ہے
جسکی گردن پر پھرا نا لگا نشانی اس سے پھر — آبداری حتم تیری خنجر بران یہ ہے

ہے نوشت خاک یہ ناچیز پر کچھ جب نہ ہے
ای ظفر جس سے فرشتو نکی بھی رشک انسان یہ ہے

زندہ یون عشق مین ہین مائل گیسو جلتے — جسطرح سی کہ لیس از مرگ ہین ہندو جلتے
گرمی دل سی ہین سینۂ و پہلو جلتے — کہ نکلتے مری آنکھون سے ہین آنسو جلتے
آدمی میرا تیری گھر مین کہان جا کہ وان — پر فرشتون کے ہین وان شوخ پری رو جلتے
پارہ دل کو ہو اگر یہ سی مژگان پہ فروغ — دیکھو پانی سے چراغان ہین لب جو جلتے
شعلہ سی برق تلک شمع سی خورشید تلک — دیکھ کر سب ہین یہ تیرا رخ نیکو جلتے
سرد ہو گرمی بازار تری ای خورشید — داغ سینہ مین مری دیکھے اگر تو جلتے

زیادہ وہ تنگ غنچہ سے دہن ہے

شکستہ ہو نہ کیونکر حال دل کا

[illegible]

وہ زلف پرشکن عاشق شکن ہے

[illegible]

| | |
|---|---|
| گر چمن میں زرا اپنی برق نالہ ہوگی عندلیب | جل کے خاکستر ہزاروں آشیانے ہوینگے |
| سبحہ گردانی کرینگی عشق میں آنکھوں سے ہم | تار نظر گا نہیں جو کچھ اشکوں کے دانے ہوینگے |
| شام ہی سے وہ جو بیٹھے دیکھ میرا حال نزع | گھر میں ہاں گھی کے چراغ انکی جلانے ہوینگے |
| تنکے اٹھوا صبح جبتک ہو دیا سمجھے وصل | ڈھونڈتے دلمیں نہ آئینگے بہانے ہوینگے |
| اپنی انجم تجکو دکھلا کر فلک کہتا ہے دیکھ | عشق میں اتنے ہی تجکو داغ کھانے ہوینگے |

آدم خاکی میں ہے تو یہ زر حسن اے ظفر
کر دیے اس خاک میں پنہاں خزانے ہوینگے

| | |
|---|---|
| برای روشنی دل ہے دلمیں داغ اولے | درون خانہ تاریک ہے چراغ اولے |
| بہار دیکھ لگا اپنے دست و پا میں حنا | نہیں ہے اس سے تماشای چار باغ اولے |
| مجھے دکھادے زرا اپنی چشم میگون تو | کہ میرے حق میں ہے ساقی یہی ایاغ اولے |
| زیادہ رتبہ ہے جسکو ہو خوش کلام سے کیا | کہ ہو سکے کہو طوطی سے کیونکہ زاغ اولے |
| نہ وہ ملانے لگا سوا اگو جب زلف | جو ہے نہان دل گم گشتہ کا سراغ اولے |
| سمجھ نہ سلطنت جم سے کم قناعت کو | ہزار ملک سے یک گوشۂ فراغ اولے |

ظفر ہو کیوں نہ عالم پسند تیرا سخن
کہ تیرا فکر رسا دل صفا دماغ اولے

| | |
|---|---|
| خط سبز اسکا کیا زیب ذقن ہے | برنگ کعبہ جنت کا چمن ہے |

[illegible]

انصاف کی آنکھوں سے دیکھا جو ظفر ہمنے
وہ چار سے بہتر ہے وہ چار سے بدتر ہے

آشنا ہو تو آشنا سمجھے — ہو جو ناآشنا تو کیا سمجھے
ہم اسی کو بھلا سمجھتے ہین — آپ کو جو کوئی برا سمجھے
وصل ہے تو جو سمجھے اُس سے وصل — تو جدا ہے اگر جدا سمجھے
زہر دیوے جو اپنے ہاتھ سے تجھے — تیرا بیمار غم دوا سمجھے
تو ہی کعبہ مین تو ہی بتکدہ مین — ہے وہ مشرک جو دوسرا سمجھے
ہو وہ بیگانہ ایک عالم سے — جسکو اپنا وہ دلربا سمجھے

اے ظفر وہ کبھی نہو گمراہ
جو محبت کو رہنما سمجھے

جو تو کاغذ کا چمن مین گل کتر کر پھینک دے
اپنے پر منقار سے بلبل کتر کر پھینک دے
باغ مین آوے جو تو اپنی کتر کر بیٹر یان
موے زلف اپنے ابھی سنبل کتر کر پھینک دے
یون اُڑا دیتے ہین سر عاشق کا وہ بیداد گر
شمع کا گلگیر جیسے گل کتر کر پھینک دے

الف مین قطرہ حق کی نظر آنے لگا
وہ دہ غفلت ہی مین ہوکر نظر آنے لگا
واہ رے ساقی کی ناز ہمہ تن چشم نسب
صاف صوفی مزہ ہر شب نظر آنے لگے
بیرحم کیا حسان کہ جب اسکی نظر آنے لگے
تو اب مین مار رہے ہم ہر شب نظر آنے لگے

مجکو نہ گریبان سے نہ دامان سے گلہ ہے — پر دست جنون کو تن عریان سے گلہ ہے

دیکھی نہ کبھی خواب مین بھی زلف پریشان — آنکھون کو مری خواب پریشان سے گلہ ہے

دہول بھی لایا نہ سر گور شہیدان — تا حشر یہ اس رشک گلستان سے گلہ ہے

شکوہ نہین بسمل کو تری تیغ قضا سے — البتہ تری خنجر مژگان سے گلہ ہے

مین لعل رخ یار سے رکھتا ہون یہ شکوا — ہندو سے نہ شکوہ نہ مسلمان سے گلہ ہے

شکوہ ہے اگر مجکو تو وحشت سے ہے اپنی — نہ دشت سے نہ خانہ زندان سے گلہ ہے

رو رو کے کیا راز دل اس نے مرا افشا
مجکو ظفر اس دیدۂ گریان سے گلہ ہے

تو دست سے دل دین ابھی بت بے دین — آپ سے کس نے دی جس نے لیے چھین لیے

چشم مین اسکی کمان سرمہ کا دنبالہ ہے — دل غدر کر کیسے ہے سست قرابین لیے

گالیان دین ہمین ہر بوسہ پہ اسنے دعا — بوسہ اسکی دہن لب سے جو دو تین لیے

کون دل شاد گیا غمکدۂ دنیا سے — جو گیا یہان سے گیا خاطر غمگین لیے

اپنے دامن مین بجای گل تر پارۂ دل — ہین ہمیشہ چمن عشق مین گلچین لیے

دل لیا تیغ نگہ نے تری چشم فسون — جس طرح صید کو جنگل مین ہو شاہین لیے

اے ظفر بحر تفکر مین لگا کر غوطہ
ہم نکلتے نہین بے در مضامین لیے

راز خلوت فتنہ ز خلوت میں
بیان کرنا ظفر ... پانی ... سے گل بات

[illegible]

دیگر

[illegible]

| | |
|---|---|
| کیا بدمست ہمکو تب سے چشم مست ساقی نے | نظر یان خواب میں بھی شیشہ و پیمانہ آتا ہے |

جو سمجھے کفش پا سے مرد دین کو تاج سر اپنا
پسند اسکو ظفر کب افسر شاہانہ آتا ہے

دیگر

ہاے ان آنکھوں کی میری کیا وہ بینائی ہوئی
چھپ گئی آنکھوں سے اک صورت نظر آئی ہوئی

ہی جہان تیرے لب لعلین کا اے قاتل شہید
جامۂ پر خون سے نعش اسکی ہے کفنائی ہوئی

تیری صورت جام کی ہے جام مے کا دور ہے
تجکو گردش اس لیے اے چرخ مینائی ہوئی

عارض روشن دکھایا کسنے جسکے رشک سے
روشنی ہے شمع محفل تیری کجلائی ہوئی

رقص بسمل ہووے اور نغمہ بھی ہو فریاد دل
جانے جب قاتل کہ بان کچھ محفل آرائی ہوئی

آئینہ جب دیکھتا ہے یار زلفین کھول کر
دیکھتا ہون صاف دریا پر گھٹا چھائی ہوئی

دیگر

[illegible]

تصور سے سوا دیکھا نہ کوئی راہبر کامل
جہاں در پردہ تھا یار وہاں بے پردہ ہم پہونچے

کہا نامے میں دکھ کر میں نے لعل لخت دل اپنا
کہ اے قاصد مری جانب سے اُسکو یہ رقم پہونچے

دم گم گشتگی پہونچے نہ میری گرد کو عنقا
وہ گو معمورۂ ہستی سے تا ملک عدم پہونچے

بلا زلف فسوں آنکھیں نگہ فتنہ ادا آفت
بری گھڑا قیامت قد غضب بازو ستم پہونچے

ظفر کیا پوچھتا ہے اُس سراپا ناز کا عالم
یہ زیبائی وہ رعنائی بھلا کس کس کو ہم پہونچے

## دیگر

ہر سر مژگاں نظر لخت جگر آنے لگے
ان دنوں تو نہیں ہم کیا طرفہ تر آنے لگے

میری رونے سے ہنسی اُنکو اگر آنے لگے
ایک عالم برق و باراں کا نظر آنے لگے

اشک دیدہ دم پر شور اپنے کوئی آئے
پر کچھ ایسا ہو کہ بے پر دل کی خبر آنے لگے

تجھ پہ عاشق ہو جو ایسی ہوئی طاقتی
غش پہ غش ہر دم ہمیں اے عشوہ گر آنے لگے

ایک پرچہ بھی نہ آتا تھا اب ہے کچھ خبر
خط جو لے کر تو اتر نامہ بر آنے لگے

دیگر

دیگر

وہ مانگ جبکہ نکالے ہے سر کے بالوں کی
کماں ابر میں کیا خوشنما نکلتی ہے

کہاں ہے تاب و تواں یہ کہ دل سے نکلے آہ
نکلتی بھی ہے تو لیکر عصا نکلتی ہے

نسیم خلد یہ کرتی ہے کس طرح کا ناز
تری گلی سے جو ہو کر صبا نکلتی ہے

کہوں میں کیا ترے احسان تیغ ای قاتل
کہ زخم زخم کے منہ سے دعا نکلتی ہے

بھری ہے دل میں کسی کی جو اسکی حسرت وصل
نہ جیتے جی نہ وہ بعد فنا نکلتی ہے

ظفر چھپانے سے کیونکر چھپے یہ سوز دروں
کہ زخم سینہ سے آتش سدا نکلتی ہے

چل گیا کوئی تیر اثر نظر اور بھی ہے
آج اک زخم سر زخم جگر اور بھی ہے

مجھسے کیا پوچھتے ہو غم سے ہی پوچھو میرے
جیسا میں غمزدہ ہوں کوئی بشر اور بھی ہے

قید ہو جائیگا قاصد ہی کہ ڈر کیا ہے مجھے
خط بھی پکڑا گیا ہو یہ خطر اور بھی ہے

جی میں ہے ابر کو میں اپنا دکھاؤں رونا
کہ وہ جانے کوئی با دیدہ تر اور بھی ہے

ماشاء اللہ ری نزاکت کہ اگر زلف کا عکس
بوجھ ڈالے تو لچکتی وہ کمر اور بھی ہے

گذری دنیا سے تو کیا گر نہ خودی سے گذرے
ابھی درپیش میں ایک سفر اور بھی ہے

کہا مجنوں نے بگولے سے اڑا خاک نہ تو
آج اس دشت میں اک خاک بسر اور بھی ہے

اسنے کس لطف سے پوچھا دم بسمل مجھ سے
کہہ کچھ دل میں تمنا تری گر اور بھی ہے

ہم انھیں لینے کو جائینگے وہ آئیں کہ نہ آئیں
کئی بار ہی تو ارادہ یہ ظفر اور بھی ہے

| | |
|---|---|
| اڑ گئی ہستی و عدم اک دم میں ہو مثل برق | ذرہ چمکا دے جو میری گرمی جولانی مجھے |

ایک جہان زیرِ نگین ہے میرے داغِ عشق سے
اے ظفر کیا چاہیے مُہرِ سلیمانی مجھے

| | |
|---|---|
| میر قدرت میں اُسکی یہ تدبیر کیا خالی پڑی | تیر کیا خالی پڑا شمشیر بھی خالی پڑی |
| کیا نکل بھاگی تیرے دیوانے زندان سے کہ ہے | طوق بھی خالی پڑا زنجیر بھی خالی پڑی |
| فائدہ ہو ویگا کیا تیرا دوا میں اے طبیب | اسکی گر ہی خاک یا اکسیر بھی خالی پڑی |
| تیشۂ آہِ سحر سے کیا نہ ڈھا کوہِ ستم | بلکہ ضربِ نالۂ شبگیر بھی خالی پڑی |
| مدرسے میں عشق کے ہے اور ہی درسی کتاب | شرح بھی بیکار ہی تفسیر بھی خالی پڑی |
| نے جواب خط ملا قاصد کو نے منہ سے جواب | ساتھ وہاں تقریر کی تحریر بھی خالی پڑی |
| گاہ دیکھی منعمو تیرے مال و زر سے گھر بھرے | اور کبھی دیکھا کہ ہی تعمیر بھی خالی پڑی |
| گر گیا جب سے ترے وہ ناوک افگن ہاتھ سے | ہر مرے سینے میں جا کے تیر بھی خالی پڑی |

شاہدِ مقصود ہے کس کی بغل میں اے ظفر
دیکھ ہے آغوشِ چرخِ پیر بھی خالی پڑی

دیگر

وان ارادہ آج اُس قاتل کے دل میں اور ہے
اور یہاں کچھ آرزو بسمل کے دل میں اور ہے

کیا کیا دل رُبا [illegible] دل میں اور ہے
باندھتا منصوبہ ہے کچھ وہ دلداری کا
پہلے تو مشتاق [illegible] دل میں اور ہے
دل میں ناقص [illegible] وہ کامل کے دل میں اور ہے
وصل کی ٹھہرا دے ظالم تو کسی صورت [illegible] دل میں اور ہے
ذرہ ٹھہری کچھ نہ سے سائل کے [illegible]
وصل کی [illegible] بعد از سوال بوسہ خواہش
ہے تمنا ایک اس سائل کے دل میں اور ہے
گو وہ محفل میں تو بُلا لایا ہے
دل میں اور ہے وہ ہی دل عالم
دل میں [illegible] صاحب دل
اسکا عالم دل میں اور ہے

[illegible]

ظفر لب خشک ہین تو دیدہ ہی نم دیدہ عاشق کا
زمین ہی اس خرابی کی کہین سوکھی کہین گیلی

دل اتنا طپش مین کیون لا کی تو بگڑتا ہی — کہ جوش کھا کی جگر مین لہو بگڑتا ہے
چمن مین کہدو نہ چلاے عندلیب اتنا — کہ خوش گلو ہی وہ اُسکا گلو بگڑتا ہے
جو ہاتھ بھی مرے آتا ہے نسخہ اکسیر — نصیب سے کبھو بنتا کبھو بگڑتا ہے
سوال بوسہ کرون کیا بگاڑ مین اُس سے — کہ اور سنکے وہ یہ گفتگو بگڑتا ہے
جو روبرو مرے بولے تو منھ بگڑ جاے — تمھاری سامنے کیا کیا عدو بگڑتا ہے
گیا نہ بعد فنا بھی بگاڑ قسمت کا — کہ میری خاک سے بنکر سبو بگڑتا ہے
خدا نہ دی تجھے ناخن خبون ترے ہاتھون — ہمیشہ چاک جگر کا رفو بگڑتا ہے
سنوار بیٹھا ہو زلف تو تجھے کیا کام — کسو کا کام گر اے حیلہ جو بگڑتا ہے

خدا ہی ہو کہ بنے اُس سے اے ظفر اپنی
کہ بات بات پہ وہ تند خو بگڑتا ہے

بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی — جیسی اب ہے تری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی
لیگیا چھین کے کون آج ترا صبر و قرار — بیقراری تجھے اے دل کبھی ایسی تو نہ تھی
اُسکی آنکھون نے خدا جانے کیا کیا جادو — کہ طبیعت مری مائل کبھی ایسی تو نہ تھی
عکس رخسار نے کسکے ہے تجھے چمکایا — تاب تجھ مین مہ کامل کبھی ایسی تو نہ تھی

| | |
|---|---|
| زلف اُر کافر تری ہی کیا کمند فتنہ بند | ہر گرہ مین ہی دل شوریدہ سر باندھے ہوئے |

معنی تازہ کی رہتی ہی ہمین ہر دم تلاش
باندھتے ہین ہم کوئی مضمون ظفر باندھے ہوئے

| | |
|---|---|
| کافر تجھے اللہ نے صورت تو پری دی | پر حیف تری دل مین محبت نہ ذری دی |
| دی تو نے مجھے سلطنت بحر و بر عشق | ہونٹون کو خشکی مری آنکھون کو تری دی |
| خال لب شیرین کا دیا بوسہ کسی نے | اک چاٹ لگانے کو مرے نیشکری دی |
| کافر تری سودے آسر زلف نے مجھکو | کیا کیا نہ پریشانی و آشفتہ سری دی |
| محبت سے ہی عظمت کہ زمانے مین نگین کو | بے کاوش سینہ نہ کبھی ناموری دی |
| صیاد نے دی رخصت پرواز پر افسوس | تو نے نہ اجازت مجھے بال و پری دی |
| کتنا تر اکچھ سوختہ جان یک اجل نے | فرصت نہ اُسے مثل چراغ سحری دی |
| قسام ازل نے نہ رکھا ہمکو بھی محروم | گر رہ نہ دیا کوئی ہنر بے ہنری دی |
| اس چشم مین ہی سرمہ کا دنبالہ پر آشوب | کیون ہاتھ مین بدمست کے بندوق بھری دی |
| دل دیکے کیا ہمنے تری زلف کا سودا | اک آپ بلا اپنے لیے مول خریدی |

ساقی نے دیا کیا مجھے اک ساغر سرشار
گویا کہ دو عالم سے ظفر بے خبری دی

| | |
|---|---|
| ہے دوپٹہ سرخ جو وہ رشک گل اوڑھے ہوئے | باغ مین گل برقع خلعت مین گل اوڑھے ہوئے |

خوشبو تری پسینے کی مین کیا کہون کہ ہے — ہر قطرہ ایک شیشۂ لبالب گلاب ہے

بیتاب ہو کے کاہیکو یون لوٹتی تھی برق — سیکھی کہین یہ تیرے دل پر اضطراب سے

تم جھاڑ دو دہنا کی ذرا نم تر کے بال — پھر دیکھو کیا برستی ہین موتی سحاب سے

کرتا ہی قتل وقت جواب سخن مجھے — ہنس دینا اُنکا اور نہ کہنا حجاب سے

مارے ہے ڈر نہین اتنا کہ جس قدر — ڈرتا ہون اُسکے طرۂ پر پیچ و تاب سے

گر ساتھ سوز عشق رہے بعد مرگ بھی — کوئی نہین عذاب سوا اس عذاب سے

اتنک خمار آنکھون سے جاتا نہین ظفر — لیٹے تھے رات خواب مین کس مست خواب کے

یہ دیوانہ دل جو اُنکے ملنے کو ترستا ہی — کہ ظاہر کی جو دوری تو وہ تو پاس بستا ہی

مجھے رونا تو یہ ہی مثل شبنم اے گل خندان — کہ جب روتا ہون میں تیرے روبرو تو تو ہنستا ہی

اڑا لائی ہوا ابرو پہ وہ زلف عنبر افشان — طرف قبلہ کی دیکھو ابر رحمت کیا برستا ہی

جو دیکھا ہی مزار کشتۂ چشم مفتن کو — کہ جب دیکھو سر بالین پہ اسکے نرگس کا دستا ہی

اگر ہوش و خرد دیگر وہ تار زلف ہاتھ آئے — نہ چھوڑ اے دل کہ یہ سودا تجھے اس مول سستا ہی

لکھا خط مین جسے قاصد اسلئے خط شکستہ مین — کہ تا معلوم ہووے اُسکو یان دل شکستا ہی

ظفر کیا پوچھتا ہی راہ مجھسے اُسکے ملنے کی — ارادہ ہو اگر تیرا تو ہر جانب سے رستا ہی

چہرۂ ساقی جو ہوگا عکس افگن اے ظفر
صاف ساغر سے پری بنکر شراب اڑ جائیگی

دیگر

ان سے اگر کسی دن ہو گفتگو ہماری — تقریر پھر تو کیا کیا ہو رو برو ہماری
اس شوخ نازنین کے مقتول نازنین جو — تربت پہ جای سبزہ ہو تازہ بو ہماری
شب بھر ہیں اشک خون رو دیتے بھی اسقدر ہم — ٹپکے ہی آستین سے اب تک لہو ہماری
عشق و جنون کی ہمکو منظور ہو رفاقت — اے عقل اب نہ ہم ہیں تیرے نہ تو ہماری
ہم خاک منہہ کو ملتے ہیں خاکسار اپنے — جون آئینہ اسی میں ہے آبرو ہماری
تم ہو گے لاکھ برہم اچھے ہیں پر ازل کو ہم — گر وہ ہی خو تمھاری تو یہ ہی خو ہماری
پایا تو اسکو ہمنے دل کے مکان میں پایا — دیر و حرم میں بجا تھی جستجو ہماری
نازان ہو غیر ناحق اپنی مصاحبت پہ — رہتی تھی یون ہی صحبت انسے کبھو ہماری
اس گل کے تا بدامن پہونچے نہ ای صبا ہم — برباد خاک تو نے کی کو بکو ہماری

سر جا ہی پہونچا اپنا قدموں پہ فخر دین کے
بر آئی اے ظفر تھی جو آرزو ہماری

جیسے ہم یار وفادار ہیں ایسے ہوتے — جیسے تم شوخ جفاکار ہیں ایسے ہوتے
رفتہ تیری رفتار سے ہو حشر بپا — ہمکو معلوم کچھ آثار ہیں ایسے ہوتے

کہاں تھا چور نا حق قہر جو گنبد اسپر ٹوٹا
ظفر ٹوٹی ہوئی ہے وہ تو زنجیر اپنے ہاتھوں کی

نکل کے آنکھ سے آنسو کچھ آستین پہ ٹکے
اور آستین سے گری وہ تو پھر زمین پہ ٹکے

پھنسے حلاوت دنیا میں کس طرح نہ حریص
مگس کب اٹھتی ہے جب پانوں انگبین پہ ٹکے

اُچھل کے آتش سوزاں سے بھاگتا ہے سپند
عجب ہے خال ترے روے آتشین پہ ٹکے

زمین پہ ہاتھ سے دنیا کو ٹک سکے نہ مسیح
اور اتنے دن جو ٹکی چرخ چارمین پہ ٹکے

یہ خانہ باغ ہے موجود سینہ پر داغ
جو سیر دیکھے تو وہ دل کی شہ نشین پہ ٹکے

مجال اتنی مری مرغ نامہ بر کو کہاں
کہ اُسکا پنجہ ذرا بام مہ جبین پہ ٹکے

وہ مضطرب ہون کہ مانند موج بر سر آب
کوئی نہ حرف مرے نام کا نگین پہ ٹکے

جو تجھ سے ہون وہ مقابل صبا کے کہدے ہان
کہ دھول اک سر نسرین و یاسمین پہ ٹکے

کبھی نہ لغزش پا ہووے استقامت کو
اگر عصاے توکل رہ یقین پہ ٹکے

نہ کھینچے سر بفلک کیونکہ وہ ظفر جس کا
سر نیاز قدم گاہ فخر دین پہ ٹکے

پاس جاناں کے کہا کسنے کہ جانا منع ہے
دل کو پر اُس دشمن جان سے لگانا منع ہے

ہو کے سرکش گر پڑا فوارہ آخر سر کے بل
جھک کے چلنا چاہیے یہان سر اُٹھانا منع ہے

گل کھلایا تازہ یہ خون شہید ناز نے
ہوں نہ جبتک پھول آنکھوں پان کھانا منع ہے

[illegible]

برنگ غنچۂ و گل اس چمن مین آکے جو دیکھا
دل شگفتہ پہلے خاطر مسرور پیچھے ہے
ظفر کیونکر مبدل ہو سکے تقدیر کا لکھا
کہ جو مغموم پہلے تھا وہی منصور پیچھے ہے

دیگر

ترا خیال نہ مجھ کو خیال ہو تو یہ ہے — زہے خیال کو راہ وصال ہو تو یہ ہے
مثال آئینہ مجسے کبھی ہوا نہ وہ صاف — ہمارے دل مین نہ گرد ملال ہو تو یہ ہے
دکھا دے تو رخ تابندہ و خم ابرو — کہ ماہ ہو تو یہ ہو اور ہلال ہو تو یہ ہے
اتار دین فلک ز کو نہ کیونکہ شیشہ مین — خرابی ڈالنے والی جنجال ہو تو یہ ہے
کرے ہے قتل مین تیر کی تری شمشیر — جھکا دے کیونکہ نہ سر انفعال ہو تو یہ ہے
دکھائے گر مہ کنعان کو جلوہ تو اپنا — تو وہ کہے کہ جو حسن و جمال ہو تو یہ ہے

ظفر دم آنکھون مین ہے اور نگاہ جانب در
اب انتظار مین اسکے جو حال ہے تو یہ ہے

جسکی تصویر ہے یہ سامنے ہم جان گئے — خواب مین دیکھ کے تجھے ابھی پہچان گئے
غضب جوہر شمشیر قضا ہر قاتل — چین ابرو کی تری دیکھ کے چین تان گئے
اس گلستان مین ہزارون روش غنچہ و گل — آئے با خاطر دلگیر و پریشان گئے

دیگر

[illegible]

[illegible]

مرگ ہی صحت ہے اسکی مرگ ہے اسکا علاج
عشق کا بیمار کیا جانے دوا کیا چیز ہے

دل مرا بیٹھا ہے لیکر پھر مجھی سے وہ نگار
پوچھتا ہے ہاتھ میں میرے بتا کیا چیز ہے

خاک سے پیدا ہوئے ہیں دیکھ رنگا رنگ گل
ہے تو ناچیز لیکن اسمیں کیا کیا چیز ہے

جسکی تجھکو جستجو ہے وہ تجھی میں ہے ظفر
ڈھونڈھتا پھر پھر کے تو پھر جا بجا کیا چیز ہے

دوستی میں جسکی اپنی جان پر ای دل بنی
وہ بھی دشمن نکلا افسوس کیا مشکل بنی

پھر گئی اس آبرو میں سیکڑوں شمشیر زن
تیری ابرو سی نکوئی تیغ ای قاتل بنی

کوہکن کا کام کیا پتھر بتا کاڑھے وہ
ہاں مگر چھاتی پہ رکھنے کو کوئی ہے سل بنی

ملک ہستی سے جو راہ ہے سوے عدم
کچھ نہیں معلوم آخر کیا سر منزل بنی

آدمی ہو وے سیہ دل کاش وہ ہی سنگ ہم
جس سے اُسکی تختی تعویذ ہول دل بنی

اس عداوت گاہ میں ہے ہر درستی پر شکست
جو بنی یہاں بگڑ ہی کر وہ قابل بنی

محو حیرت ای ظفر ہو دیں نہ کس صورت سے ہم
آرسی اب اُس پری رخسار کی حائل بنی

جب دم غسل اُسکی گیسو آب میں لہرائیں گے
موج نکہ سانپ سے تالاب میں لہرائیں گے

اُسکے خط سبز سے سر سبز ہو ونگی نہیں
لاکھ سبزے گلشن شاداب میں لہرائیں گے

اُس رخ روشن پہ گر زلفیں ہوا سے ہل گئیں
حوت کی جلوہ مہتاب میں لہرائیں گے

رہی اتنی بھی طاقت و تاب نہیں کہ زمین سے اب اٹھے یہ خاک نشین
ترے کوچے کی سمت بلا سے کہیں جو اگر یہ شوق بہا دے مجھے

کئی زخم تو کھائے یہ آج تلک ملی لذت عشق نہ زیر فلک
مرے زخم جگر پہ چھڑک کے نمک مزہ عشق وفا کا چکھا دے مجھے

لگے بات کا میری ٹھکانا کہاں کہ جب ایک سخن میں وہ سحر بیان
کبھی عرش بریں پہ چڑھا دے مجھے کبھی فرش زمین پہ گرا دے مجھے

نہو دام علائق جسم اگر کروں گلشن قدس کی سیر ظفر
کوئی ایسا کامل پاک نظر کہ جو قید سے اس کے چھڑا دے مجھے

## دیگر

شوق خار دشت دامنگیر ہے — اور مجنوں پائے در زنجیر ہے

جذبۂ دل میں جہاں تاثیر ہے — بس وہیں جب ہے وہیں تسخیر ہے

فرق مجھ میں اور مجنوں میں نہیں — ایک صورت ایک سی تصویر ہے

کیا شگفتہ کر سکے باد بہار — دل نہیں یہ غنچۂ دلگیر ہے

غفلت دنیا ہی خواب ای غافلو — عاقبت اس خواب کی تعبیر ہے

مصحف رخ پر تری خط ہے کہاں — وہ کلام اللہ یہ تفسیر ہے

دل سمجھ جائے ہمارا ناصحا — دیکھیں کیسی آپ کی تقریر ہے

شغل میں دل کو جو مشغول ہو اپنے ہر دم | اس سے بہتر ہے کہ جو شاغل آئینہ ہے

اُسکا رخ آئینہ میں دیکھ کے حیران ہوں میں
کیونکہ آئینہ ظفر داخل آئینہ ہے

ملک فنا اور ہے ملک بقا اور ہے | یہاں کی ہوا اور ہے وہاں کی ہوا اور ہے
زندگی و مرگ کا ذائقہ میں کیا کہوں | اُسکا مزا اور ہے اسکا مزا اور ہے
قلب بصفا سے کیا آئینہ روکش ہو خاک | اسمیں صفا اور ہے اسمیں صفا اور ہے
ہو تری بیمار کا چارہ طبیبوں سے کیا | اسکو مرض اور ہے اُسکی دوا اور ہے
بیر الہوا بوں سے دل کو چھپانے ہو کیا | سُرخی خون اور ہے رنگ حنا اور ہے
نالۂ ذی میں کہاں دل کی فغاں کا اثر | اُسکی صدا اور ہے اِسکی صدا اور ہے

اُسکے ستم کو ظفر کیوں کہ ادا جانیے
طرز ستم اور ہے طرز ادا اور ہے

لپٹی ہے یہ جو آتش عصیاں وجود سے | ٹھنڈی نہ ہو دیگی مگر آب سجود سے
مٹ جائیگی نمود تری دم میں اے حباب | کیوں باندھتا ہے اپنی ہوا تو نمود سے
ظالم نہ کھول تو رخ روشن پہ اپنی زلف | تاریک کر جہان نہ مرے دل کو دود سے
سودائے عشق میں وہی ہوتا ہے کامیاب | بہتر زیاں کو اپنے جو سمجھے ہے سود سے
دیکھی ہے جسنے گردش چشم سیہ تری | ڈرتا نہیں وہ گردش چرخ کبود سے

روکشی کرتا ہی تو ماہ جبین سے لیکن
اسمین نقصان مہ کامل تجھے کچھ ہوتا ہے

خواب غفلت مین پڑا سوئیگا کب تک بدمست
ہو تو ہشیار جو غافل تجھے کچھ ہوتا ہے

خاک ہونیسے ہیولا پہلے ہو تو خاک کہ پھر
نہ ہوا ہی نہ یہ گل تجھے کچھ ہوتا ہے

اے ظفر پیش نظر یار کی تصویر کو رکھ
اُسکے ہونے سے مقابل تجھے کچھ ہوتا ہے

یہ جہان کا آئنہ خانہ پری خانہ سا ہے
جو یہان ہشیار آتا ہی وہ دیوانہ سا ہی

کوئی اس سے بادہ کش ہی کوئی ہی خونناب نوش
یہ جو گردون رات دن گردش مین پیمانہ سا ہی

آشنائی گر نہو تجھ سی تو ہے کون آشنا
آشنا نا آشنا ہے اپنا بیگانہ سا ہے

جسکو تو نے اپنا جلوہ شمع رو دکھلا دیا
گرد پھرنا تجھ پہ جی سے گرد پروانہ سا ہے

تو کہی تو زلف آنکھون سے تری سلجھائین ہم
یہ ہمارا پنجۂ مژگان بھی اک شانہ سا ہے

علم سینہ ہو تو رشک بوعلی سینہ ہی تو
یہ جو سینہ مین ترے دل ہی کتب خانہ سا ہے

ای ظفر رونا پڑی دولت ہے اُسکے عشق مین
جو ہی قطرہ اشک کا موتی کا اک دانہ سا ہے

راہ صحرائے جنون کی جبکہ ہم لینے لگے
ہر قدم ہر خار صحرا ائے جنون لینے لگے

واقفے سب ہو گئے معلوم دل کی لاگ سے
جب کہ ہم ہنسکر کی چشم نم لینے لگے

اور ہجر کی آتش غم اور دل جلنے لگا
سانس جو ہم ٹھنڈی ٹھنڈی دمبدم لینے لگے

اُس راہ پر جو ایک جگہ جھکے بیٹھ جائے
مانند نقش پا سر رہ جھکی بیٹھ جائے

دیتی نہیں صفائی ٹھہرنے نگہ کا پانوں
اُس رخ پہ ذرہ میری نگہ جھکی بیٹھ جائے

ہم گریہ کی ہماری جو بو پہنچے تو پھر ابھی
گرد دل کیے نہ ورق کی بھی تہ جھکی بیٹھ جائے

جیا ما تو بہار کی صنعت نہو تو پھر
غنچہ کے سر پہ کیونکہ کلہ جھکی بیٹھ جائے

ٹانکے سے جیونٹے کی وہ بہتر ہی چارہ گر
گر زخم دل پہ اُسکی مژہ جھکی بیٹھ جائے

اُس رخ پہ حلقہ زن خط مشکین ہے یون ظفر
دولت پہ جیسے مار سیہ جھکے بیٹھ جائے

جو تماشا دیکھنے دنیا مین تھے آئے ہوئے
کچھ نہ دیکھا پھر چلے آخر وہ پچھتائے ہوئے

فرش مخمل پر بھی مشکل سے جنھین آیا تھا خواب
خاک پر سوتے ہین اب وہ پانوں پھیلائے ہوئے

جو مہیا ہے فنا ہستی مین ہین مثل حباب
پھرتے ہین اول ہی سے بیدار وہ کفنائے ہوئے

غنچے کہتے ہین کہ ہوگا دیکھیے کیا اپنا رنگ
جب چمن مین دیکھتے ہین پھول کملائے ہوئے

غافلو اس اپنی ہستی پر کہ ہے نقش بر آب
موج کی مانند کیون پھرتے ہو بل کھائے ہوئے

ز قدم نقش قدم کب بیٹھ سکتا ہے کہ ہم
آپ سے بیٹھے نہین بیٹھے ہین بٹھلائے ہوئے

اے ظفر ہے آب رحمت اُسکے کیونکر بجھ سکے
نفس سرکش کے جو یہ شعلہ ہین بھڑکائے ہوئے

ہر کہین مجکو تماشائے جہان ایک سا ہے
کہ تصور ترا اے راحت جان ایک سا ہے

نزاکتیں آج بھی گل کی طرح جو وہ دو کام
پھر ان کے حسن کی اور ہے دل میں حرارتیں دونی
نگاہ یار کو جو دل ہو گیا ہے مگر بھی رقیبی
اٹھائیں عشق میں ہم نے اذیتیں دونی
ظفر نہ کیوں ہو محبت کا ہو ایسی کہ ہوں ان
ہاں بجز دونوں طرف سے محبتیں دونی

دیگر

عجب خواری میں زیر خاک بھی عاشق ہمارا ہے
کہ دل میں خار غم پھانس ہے سنگ مزار اپنا

غوطہ دریاے محبت میں لگانے کو ظفر
آشنا ہمت تو کرتے ہیں مگر دم چاہیے

قاصد وہ نہ کیونکر خط و پیغام سے چونکے
جو خط کے لفافہ پہ مری نام سے چونکے

شب بھر وہ پڑی رہتی تھے منہ اپنا لپیٹے
کیا وجہ کہیں آج سر شام سے چونکے

اللہ ری غفلت کہ یہ بستر پہ ذرا بھی
وہ نالۂ آہ دل ناکام سے چونکے

اس تلخکلامی پہ دل اپنا تجھے کیا دیں
ہم پہلے ہی ظالم تری دشنام سے چونکے

تھا شام سے تا صبح بغل میں جو دل آرام
آرام سے شب سوئے ہم آرام سے چونکے

ساقی تری سرکش ہیں وہ مستی میں بھی ہشیار
جو خندۂ مینا و لب جام سے چونکے

اس شور قیامت کا برا ہو کہ عدم میں
سوتے تھے پڑے ہم عجب آرام سے چونکے

تھے سو میں سیاہی ڈرا ایسا نہیں ہمکو
ہم ڈر کے تری زلف سیہ فام سے چونکے

یوں مرغ دل اس زلف کی پھندی سے ڈرے ہے
جس طرح ظفر صید کوئی دام سے چونکے

لکھونگا میں جو خطوں میں شکایتیں دونی
بڑھیں گی اور بھی قاصد عداوتیں دونی

نمک چھڑک کے جو مرہم لگاؤ وہ قاتل
اٹھاؤں زخم کہ کھاؤں میں لذتیں دونی

تری نگاہ وہ ہے الحفیظ کی ہو جاے
اگرچہ دل کی کروں میں حفاظتیں دونی

رقیب نے تجھے بھڑکا دیا ہے آتش خو
کہ بات بات میں اب ہیں شرارتیں دونی

| | |
|---|---|
| تمہاری عاشق کو کیا ہوا ہے نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے | |
| | وہ مست مجذوب نگیا ہے نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے |
| ہزار کوئی سیانے لائے کوئی بلائے کوئی کھلائے | |
| | جیسے کہ زلف کا ہے نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے |
| گیا جب تو لے سحو حیرت دیکھا کے آئینہ وار صورت | |
| | وہ تیری صورت کو تک رہا ہے نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے |
| تمہاری وہ بات ہے دہن میں ہزار انداز ہیں سخن میں | |
| | چمن میں یہ غنچہ کیا بلا ہے نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے |
| طمانچہ سو کوئی منہ پہ مارے چلیں ہزار اُسکے سر پہ آرے | |
| | جو اس لب لعل پر فدا ہے نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے |
| کھلی ہے جسپر کہ کچھ حقیقت وہ کھول کر دیدۂ بصیرت | |
| | تماشے قدرت کے دیکھتا ہے نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے |
| جو ورد ہوتا تو غل مچاتا جو سایہ ہوتا تو سر ہلاتا | |
| | الٰہی دل کو مرض یہ کیا ہے نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے |
| کریں نکیرین قبر میں گر سوال سو سو طرح سے آکر | |
| | جو کشتۂ چشم سرمہ سا ہے نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے |

دیگر

دیگر

غوطہ دریا

| | |
|---|---|
| آتشک جگر کو چھین کیا اور دیدۂ تر کھائے ہے | رو دی زردی نے سر ہمارا آپ چکر کھائے ہے |
| پنجۂ مژگان میں دل ہمیشہ نخچیر یوں | داب کر جنگل میں جون شاہین کبوتر کھائے ہے |
| پارۂ دل نوکِ مژگان پر کہاں ہی جلوہ گر | مرغِ آتشخوار یہ مستی میں انگر کھائے ہے |
| ہم لہو پیتے ہیں اپنا گھر میں اپنی رشک سے | ہاں جب غیر دن کے گھر کا وہ ستمگر کھائے ہے |
| کیا عجب آسن خالی ہشیانی سے ہو رخ پر خجل | رشک اس رخسار سے جب مہر انور کھائے ہے |
| سوزِ غم خوراکِ دل کس طرح سے میری نہو | گو کہ آتش تیز ہی لیکن سمندر کھائے ہے |
| یوں خطِ جبین پر زلف دہ لہرائے ہے | جسطرح سے سانپ کو اپنے چھنگر کھائے ہے |
| ایکدن وہ تھا کہ ہم کھاتے تھے غم اے شعلہ خو | ایکدن یہ ہی کہ غم ہمکو جلا کر کھائے ہے |

جب کبھی کرتے ہیں ہم منہ سے بیان احوالِ غم
ایک عالم اے ظفر افسوس سنکر کھائے ہے

| | |
|---|---|
| ناز سے گر انکھڑی تیری ادھر لگی ہیگی | اور کو کیا میں کہوں میری نظر لگی ہیگی |
| کھینچے جائینگے یونہیں ہر دم جو آہ سرد ہم | کنکنی پھر تھر ابھی باد سحر لگی ہیگی |
| دیکھ خط جلدی پھر آنا ورنہ مر جائینگے ہم | دیر کر تجکو ذرا بھی نامہ بر لگی ہیگی |
| میری آنکھوں نے مجھے رو رو کے رسوا کر دیا | دیکھیے کس کس جگہ اسکی خبر لگی ہیگی |
| سینے سے لگی ڈبرے اک تیر کو آئے ہو | باتوں ہی باتوں میں دیکھو دوپہر لگی ہیگی |
| مرغ چوری کو نہ گھر سے تم نکلے تو ہو | پر جدھر جاؤ گی اک آتش ادھر لگی ہیگی |

نہین اس رخ پہ لٹ وزیر زلف اس الف نشان کا ۔۔۔ چمن مین ناگ سا لہراتا ہوا ناگن سے نکلے ہے

نہ بھولا بعد مردن بھی تری شمشیر کا احسان ۔۔۔ صدا شاباش کشتہ کی تری مدفن سے نکلے ہے

گئی بو بھوٹ اہل بزم سے لون اسکی الفت کی ۔۔۔ کہ جلسے بوے گل باہر صبا گلشن سے نکلے ہے

مشبک ہو گیا ہے دل یہ ٹوٹی تیر قاتل کے ۔۔۔ کہ اک پیکان زہر آلود وہ ہر روزن سے نکلا ہے

ترا جو دانت ہے رنگ مسی مین اک تماشا ہے ۔۔۔ کہ غنچہ موتیا کا سا گل سوسن سے نکلے ہے

کٹی ہے سر جو مثل شمع تیری تفتہ جانون کا ۔۔۔ تو جاے خون اک آتش رگ گردن سے نکلے ہے

ہم آغوشی پہ اسکے اب ہماری زندگانی ہے ۔۔۔ نکلتا ہے وہ جب آغوش سے جان تن سے نکلی ہے

دم بخیہ مرے چاک جگر کی دیکھکر حالت
ظفر تار آنسوؤن کا دیدۂ سوزن سے نکلے ہے

جاے تدبیر جہان اپنا قضا کام کرے ۔۔۔ عقل بھر اپنی دہان کہیے تو کیا کام کرے

مرض عشق اطبا ہے وہ مہلک آزار ۔۔۔ کہ نہ تشخیص جہان ہو نہ دوا کام کرے

سرمہ کسواسطے آنکھو نمین لگاؤن اپنے ۔۔۔ جبکہ سرمہ کا وہ خاک کف پا کام کرے

تشنہ کامونکو تری چاہیے آب خنجر ۔۔۔ قاتل اس پیاس کو کیا آب بقا کام کرے

کوہکن کو بکنی کا نہین کرنا کچھ کام ۔۔۔ جانکنی کوئی کرے ہان تو بڑا کام کرے

دمبدم غش یہ ہے غش عاشق ناکام کو آج ۔۔۔ لاوے اس گل کی جو بو باد صبا کام کرے

تیر کا بھی ہو گذر ہان تو کرے لوٹ کے یہ ۔۔۔ اے ظفر تیری جہان آہ رسا کام کرے

حلقۂ در گر ہلایا بھی تو بولے کون ہے
اب بتاؤں کیا کہ نام اپنا بتانا منع ہے

آنکھ اٹھا کر بھی اگر دیکھا تو وہ پردے میں ہے
سامنے پردہ وہ ہو کر آنکھ آنا منع ہے

نام بتلایا جو میں نے تو وہ ششدر چپ رہے
پھر پکاریں کس طرح سے غل مچانا منع ہے

غل مچا کر گر پکارا بھی تو جھنجھلا کے کہا
جاؤ کیوں آئے تمہیں گھر میں بلانا منع ہے

اور بلایا بھی تو پھر جائیں وہاں ہم کس طرح
وہ جہاں ہیں ہم کو وہاں تک بار پانا منع ہے

بار پا کر کچھ اگر ہم گئے بھی واں تلک
آنکھ اٹھا کر کیونکہ دیکھیں آنکھ اٹھانا منع ہے

سامنے بھی وہ کسی صورت سے گر آئے تو پھر
بولنا ہنسنا تو کیا واں مسکرانا منع ہے

مسکرائے بھی تو کچھ جھڑکی ہی جیسے غنچہ وار
دل میں کیا کیا مدعا اور لب ہلانا منع ہے

لب ہلائے بھی تو کی کچھ بات منھ سے اور نہیں
پڑھنا ہر مطلب پہ شعر عاشقانہ منع ہے

عاشقانہ شعر بھی کوئی پڑھا تو پڑھ گئے
آہ بھرنا منع ہے آنسو بہانا منع ہے

آہ بھر کر کچھ اگر آنسو بہائے بھی تو پھر
وہ جو دل کی بات ہے اسکا جتانا منع ہے

بات گر دل کی جتائی بھی تو پھر ہوتا ہے کیا
اے ظفر ایسی جگہ دل بھی لگانا منع ہے

خدا نے ایسی نالوں کی مرے تاثیر کم کر دی
خلوتگی ہی بت تو قضا نے بھی تحریر کم کر دی

شب فرقت دراز اتنی تو نے صبح پیر کم کر دی
ہماری نالۂ شب کی فضا تاثیر کم کر دی

نہ مارا پھر کسی کو میرے بعد از قتل قاتل نے
مری لوہو نے ایسی اثر میں شمشیر کم کر دی

دیگر

دیکھنا کیا قرب نالہ میرا بے تاثیر ہے
اب تک چھوٹی نہیں وہاں ایک کی تکبیر ہے

اور چلی آندھی ہیں کس دیوانے کی تصویر ہے
تنگی موج صبا جسکے لیے زنجیر ہے

کہتے ہیں نافہم جسکو چرخ پر تیر شہاب
وہ کسی تفتہ جگر کا نالۂ شبگیر ہے

عشق کے ہاتھوں سے وہاں ہو دیگی جاری نہر خون
تیشوں میں کوہکن جیسا کہ جوئے شیر ہے

یار گر دل کو کریگا صید آے دریائے حسن
طرۂ پر پیچ تیرا دام ماہی گیر ہے

ہر کہاں سے نکی نگی آن بھونکوں دریا
برج میزان میں مگر خورشید پر تنویر ہے

حضرت دل بچیے ایسے سو لڑنا زمین
ناز کا برچھا ہے جسکی گفتگو شمشیر ہے

اے ظفر مجھ سے وہ سرکش کیا کریگا سرکشی
میرا نالہ ناک میں دیتا فلک کے تیر ہے

دیکھنا خالی ذقن کو زیخ جانان کے تلے
کوکب سوختہ ہے مہر درخشان کے تلے

کاجل آنکھوں کا بہا یار کی مژگان کے تلے
پھول سوسن کا کھلا نرگس و ریحان کے تلے

لب مینا سے ہیں خط عارض جانان کے تلے
ہیں یہ بیضے پر طاؤس گلستان کے تلے

نیش سے چھیڑتا ہے مار سیہ کو گنج دم
گو نج بالے کی نہیں زلف پریشان کے تلے

نیچے خورشید کے ہیں تار خط ماہ خورشید
خط شہوں کی یہ داغ دل سوزان کے تلے

وہ ہمیں نعرہ جو دکھا دیوے ذرا خندق یا
ہے چھو گلمہندی ابھی سرو گلستان کے تلے

دل سیپارہ کو دکھا تو لٹوں پر اپنی
دیکھ یہ رحل ہے رکھا اسی قرآن کے تلے

کس غضب کی نالۂ آتشیں میں آگ ہے
جیسے ہو بجلی جوں شفق چرخ برین میں آگ ہے

آہنگ ان کس نغمہ بانگ تو ذرا چھیڑیں ہیں گر آج
لعل سی تیری چمکتی آستین میں آگ ہے

خاک سے آخر نکلتے ہیں گل و لالہ کی جا
تیرے دل سوزو کے مدفن کی زمین میں آگ ہے

زلف مشکین پڑ گیا اسکی ہوئی میں گلال
لگ گئی گویا بسر ملک ختن میں آگ ہے

ہر تبسم میں ہے اسکے موج آب زندگی
پر غضب ہے نگاہ خشمگین میں آگ ہے

جای تبخانہ ہو کب سے ہر نفس شعلہ بلند
کیا تب غم سے دل اندوہگین میں آگ ہے

جنبش دامان مژگان سے کسی کے اے ظفر
عشق کی بھڑکی ہوئی جان حزین میں آگ ہے

آتش الفت دل بیتاب میں روشن ہوئی
آگ کیونکر معدن سیماب میں روشن ہوئی

چشم تر میں گر دمان پر تحت دل تر تو نہیں
صف چراغوں کی اگر تالاب میں روشن ہوئی

آئینہ میں اسنے دیکھا اپنا روی آتشین
کیا تماشا ہے کہ آتش آب میں روشن ہوئی

ساقی مہوش کا عکس ناب دندان جو پڑا
طرفہ ہی سی شراب ناب میں روشن ہوئی

غفلت دنیا میں کی جیسے کہ عقبے پر نظر
اسکی چشم کور گویا خواب میں روشن ہوئی

یاد گر گرمی دل سوزان کو رہ یا صبح تک
شمع شب جو محفل احباب میں روشن ہوئی

ماہ اس مہوش کے آگے جب ہوا خجلت سے زرد
ماہتابی سی ظفر مہتاب میں روشن ہوئی

قسم ظالم تری ملنے کی گر ہم کھا گئے ہوتے
ہمیں کب چھوڑتے پھر حضرت دل کھا گئے ہوتے

ہوئے محجوب ہم تم دونوں تھا ایک جو سر میں
نہ آتا غل مچاتا تھا ہمیں وہم کھا گئے ہوتے

امید وصل پر جیتے ہیں اب تک ورنہ ہم کب کے
گلا کاٹ اپنا مر جاتے دریا میں ہم کھا گئے ہوتے

اگر ہم تیرے گیسوؤں کی نہ ہوتا پیچ قسمت کا
تو بال اس زلف کا کا قرینہ یوں خم کھا گئے ہوتے

دیا رو رو نے پاس آبرو سے ورنہ یہ رونے
کہ غوطے تو فلک اے چشم تر ہم کھا گئے ہوتے

مزا معلوم ہوتا حضرت دل عشق کا تم کو
جو زخم تیر غم دو چار ہم کھا گئے ہوتے

دم مسیحا ایک بھی گر ہم ظفر پھر لے محبت میں
تو ہمدم پو پھٹتے ہی یہ پھٹتے وہ دم کھا گئے ہوتے

بھلی کہتے برائی ہوتی ہے
منہ سے نکلی پرائی ہوتی ہے

دست دیا میں حنا نہ باندھو تم
دیکھو اب ہاتھا پائی ہوتی ہے

انکے دل میں غبار ہو دیکھیں
کس طرح سے صفائی ہوتی ہے

اور کو دیکھ وہ نہیں سکتے
وہ جنہیں خود نمائی ہوتی ہے

عاشق زیر تیغ سے دھر دو
ابھی مشکل کشائی ہوتی ہے

مرض عشق کی طبیبوں سے
وہ ستو کب دوائی ہوتی ہے

وقت بوس و کنار یار کے ساتھ
کیا مزے کی لڑائی ہوتی ہے

سوز غم سے نہ جل بجھوں کیونکر
دل لگائی بجھائی ہوتی ہے

شانہ مین حال پریشان ہے تر سودائی کا
آگیا کچھ دیکھ کر زلفون کو تری شانہ کے

اے ظفر چاہیے انسان کو کہے ایسی بات
کہ برا بھی نہ کہے کوئی اگر اچھا نہ کہے

سجدہ دان کرتا ہر اک اہل صفا خاک پہ ہے
جسجگہ ترا دستان کف پا خاک پہ ہے

خاکساروں کو ہی معلوم ہی کچھ لطف اسکا
چین بستر پہ نہین جو یہ مزا خاک پہ ہے

خاک ملگئی یار وور شہوار کی قدر
اشک آنکھون کا مری جسجگہ گرا خاک پہ ہے

کون کہتا ہی کہ صحرا مین بگولا اٹھا
روح مجنون ہی کہ یہ مرہوا خاک پہ ہے

خاکساری کا اسی شخص نے پایا رتبہ
جم کر اُس کوچہ مین جو بیٹھ گیا خاک پہ ہے

کشتہ زلف کے مدفن کا پتا ہے وہ ظفر
جسجگہ مار سیہ بیٹھا ہوا خاک پہ ہے

جام ہے شیشہ ہے ساقی بھی ہے برسات بھی ہے
اندنون بادہ کشی دن بھی ہے اور رات بھی ہے

کچھ تو ہے اپنی طرف سے طلب ساغر مے
اور ساقی کی کچھ امداد و مدارات بھی ہے

شیشہ خالی ہو تو خم پاس دھرا ہے لبریز
خم جو خالی ہو تو نزدیک خرابات بھی ہے

بزنگ ماشام غربت کیا کہون کیا دشت غربت مین
گلیم تیرہ بختی سے گذاری شب غریبون نے

ہوے تختگاہ دل کہین سلطان عشق آیا
کیا ہے شور برپا آہ و نالہ نے نقیبون نے

گل و لالہ کو کیا کیا دیکھتا خون مین لٹا بیٹھے
اڑائے طرز نالہ کے مرے گر عندلیبون نے

تمہارا حال مین نے دیکھ محراب دو ابرو مین
نہ رکھا پھر قدم مسجد مین منبر پر خطیبون نے

مرا افسانہ غم گوش دل سے وہ سنے کیونکر
بھرے ہین کان اُس کان ملاحت کے رقیبون نے

سر محفل ہر اک کو بے گنہ دشنام دیتے ہین
ادب اچھا سکھایا اے ظفر اُنکو ادیبون نے

دیگر

ہوا مین پھرتے ہو کیا حرص اور ہوا کے لیے
غرور چھوڑ دو اے غافلو خدا کے لیے

گرا دیا ہی ہمین کتنے چاہ الفت مین
ہم آپ ڈوبے کسی اپنے آشنا کے لیے

جہانین چاہیے ایوان قصر شاہونکو
یہ ایک گنبد گردون ہے بس گدا کے لیے

[illegible]

اپنی ابرو کی مری تصویر رکھ دو سامنے
ورنہ کاٹونگا گلا شمشیر رکھ دو سامنے

غنچہ گل رشک گل کی ست رکھو پیش نظر
مہر دل پہلو کو تیر جبر رکھ دو سامنے

کون کہتا ہی کہ ابرو ہے مخطط کے سوا
دوستو قرآن مع تفسیر رکھ دو سامنے

گر اسیین اُس ستمگر کی ہے جلاد و خوشی
کاٹ کر سر میرا بے تقصیر رکھ دو سامنے

کہتا ہی رو جنون مجکو کہ زندان سے چلو
توڑ کر پانون کی تم زنجیر رکھ دو سامنے

گر مصور پوچھے کھینچون کیونکہ مژگان کی شبیہ
تم برابر بعت بعبت سو تیر رکھ دو سامنے

آنکھ بھر کر بھی نہ دیکھین دل غنی ہے اسقدر
گر ظفر سو نسخۂ اکسیر رکھ دو سامنے

نہ ہنسو دیکھ کے تدبیر کو پلٹے کھاتے
دیر لگتی نہیں تقدیر کو پلٹے کھاتے

دل کو دیکھو مرے بیتاب نہ دیکھا ہو اگر
تہ خنجر کسی نخچیر کو پلٹے کھاتے

یون نظر یار کی پتلی کو نہ دیکھا ہم نے
اس طرح برق کی شمشیر کو پلٹے کھاتے

سانپ سا لوٹ گیا سینہ پہ جس دم دیکھا
بادِ سے زلف گرہ گیر کو پلٹے کھاتے

محو حیرت تو کس طرح سے بدلے کروٹ
کرنہ دیکھا کبھی تصویر کو پلٹے کھاتے

بخت برگشتہ عاشق نے نہ کھایا پلٹا
عمر گذری فلک پیر کو پلٹے کھاتے

اے ظفر اُس سے نہ کر بات کہ دیکھا سو بار
ہم نے اُس یار کی تقریر کو پلٹے کھاتے

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

جبکہ بوندین عرق کی تری سیاری ہے
قطرہ خون جگر سے مری انگاری ہے

تار مژگان مین مرے جو لین نہ کیونکر طفل اشک
ہین یہ ان لڑکون کیسے سہلانے کو گہوارے ہے

داغ سینے ہی سے میرا کیا بنا آفتاب
دود دل سے آسمان دیکھو ہین تارے ہے

میرے سر پر ان دنون سے اک کشاکش ہی رہی
دشمن جان اپنا تو میرے آپ ہی یاری ہے

غیر کی صحبت کا تمکو بھی ہوا آخر اثر
حاسد و قاتل ترا اب آپ ہی پیارے ہے

جوش پر جس دم کہ خون آیا شمشیر نکالے سے
تجنے ہوتے تن ہمہ سب لہو کی فواری ہے

وہ ہی اچھے ہین جو اچھا ہمکو کہتے ہین ظفر
ورنہ ہین ہم تو جہان مین سب سے ناکاری ہے

کوئی لاتا نہین پیا تک اسی تدبیر سے ہے
کھینچ کر وہ آپ ہی آیا مری تقدیر سے ہے

دیکھو تصویر نہ مجنون کی ادھر کو دیکھو
مری تصویر بھی ملتی اسی تصویر سے ہے

گر ملے آب بقا بھی تو کبھی منہ نہ لگاوی
جو کہ سیراب ہین آب دم شمشیر سے ہے

حلقہ زلف مین دل کیونکہ گرفتار نہو
کہ یہ حلقہ نہین کم حلقہ زنجیر سے ہے

دم مین خورشید قیامت ہو جو قرص گلزار
تو عجب کیا نفس سرد کی تاثیر سے ہے

کھولا منہ زخم جگر نے جو بزنگ سوفار
تو عجب کیا نفس سرد کی تیر سے ہے

آتش عشق سے جو خاک ہوئے ہین جل کر
خاک بھی انکی ظفر کم نہین اکسیر سے ہے

[illegible]

دیگر

[illegible]

طاق ابرو پہ رکھا شیشۂ دل کو تو نے
کہیں ایسا نہو یہ اپنے طغرا اوپر سے گرے

پیام لیکر صبا وان اگر پہونچ جاتی
تو مثل بوئے گل اڑکر خبر پہونچ جاتی

شفق کی جا ابھی لگجاتی آگ گردونکو
جو ایک آہ مری پرشرر پہونچ جاتی

مری نظر کی نہین پہ تو آگیا دیکھو
بری خیال ہے پر ہی نظر ہو

یہ جلتی شمع جو شب تک رہی تو پھر کیونکر
سحر کو منزل مقصود پر [illegible] ی ہے

جلاتی ایک زمانہ کو گردش خورشید
جو میری گرمی داغ [illegible]

نہ آتا لب پہ مری ایک حرف شکوہ کا
بلا سے [illegible] ین اندامی ہے

بہاتی کتنے ہی دریا ہماری سیل سرشک
[illegible] نہ ہے شوق

بہار جب تھی کہ پہلے بہار سے فدا
[illegible] ح مین درس شرح جامی ہے

دل تمنا ہے سو فار ہین اسکے تیرون کے
ہون سے صید عشق کا یارب قصہ خون آشامی ہے

علو ہوا یہ نکتہ روشن صاف نگین کندہ ہے یہ
یعنے بغیر از کاوش دل کب ہوتا کوئی نامی ہے

آہ فغان کے ساتھ دھوان سا ہر دم منھ سے نکلے ہے
دل تو جل کر خاک ہوا پر اب جگر مین خامی ہے

[illegible]

جبکہ بوندوں سے عرق کی تری سیاری ہے | قطرۂ خون جگر ہے میری اشکباری ہے
تار مژگان میں مرے جو ہیں یہ کیونکر طفل اشک | ہین یہ ان لڑکون کے بہلانے کو گہوارے ہے
داغ سینے ہی پہ میرے کیا بنا آفتاب | دود دل سے آسمان [illegible] ہین تاری ہے
میرے سر پر ان بھوون سے اک کشاکش ہی رہی | دشمن جان اتو میرے آپ ہی یاری ہے
غیر کی صحبت کا تمکو بھی ہوا آخر اثر | حاسد و قاتل مرے اب آپ ہی پیاری ہے
جوش پر جسم کہ خون آیا نشیئہ لگاتے | غنچے سے ہو تن ہمے سب لہو کی فواری ہے

وہ ہی اچھے ہین جو اچھا ہمکو کہتے ہین ظفر
ورنہ ہین ہم تو جہان مین سب سے ناکاری ہے

کوئی لاتا نہین میان تک اسی تدبیر سے ہو | کھینچ کر وہ آپ ہی آیا مری تقدیر سے ہو
دیکھو تصویر نہ مجنون کی ادھر کو دیکھو | مری تصویر بھی ملتی اسی تصویر سے ہے
گر ملے آب بقا بھی تو کبھی منہ نہ لگائے | جو کہ سیراب ہین آب دم شمشیر سے ہو
حلقۂ زلف مین دل کیونکہ گرفتار نہ ہو | کہ یہ حلقہ نہین کم حلقۂ زنجیر سے ہے
دم مین خورشید قیامت ہو جو قرص کا دو | تو عجب کیا نفس سرد کی تاثیر سے ہے
کھولا منہ زخم جگر نے جو [illegible] سے فگار | تو عجب کیا نفس سرد کی تاثیر سے ہے

آتش عشق سے جو خاک ہوئے ہین جل کر
خاک بھی انکی ظفر کم نہین اکسیر سے ہے

ہے

نا ہے

ن اندامی ہے

ے شوق

عشق مین درس شرح جامی ہے

موفار ہین آنکھے تیرون کے

خون سے صید عشق کا یارب قصد خون آشامی ہے

حلو ہوا یہ نکتہ روشن صاف نگین کندہ ہے یہ

یعنے بغیر از کاوش دل کب ہوتا کوئی نامی ہے

آہ فغان کے ساتھ دھوان سا ہر دم منھ سے نکلے ہے

دل تو جل کر خاک ہوا پر اب جگر مین خامی ہے

ہی دور

ظاہر تو

لاکھوں صنم حسین

تیری سوا نہ دیکھیں گے اب

بھر آئے اشک چشم مین ...

ہو مجھے سخن کو تیرے ...

تیرے کلام مین ہی بلاغت ...

کردن خطا مین گیا حال تحریر پہلے
جو مجنون کی تصویر کھینچے مصور

کوئی اسکا دل پہلے جا کر ٹٹولو
مزا ہو گی گر مجکو ... دیا پر

مری دل کی قاتل ہین وہ دونون ابرو

دہان چاک خطا لی ...
رکھے سامنے میری تصویر پہلے

محبت کی چھیڑ دو نہ تقریر پہلے
تو اے دل تجھے ہو گی تعزیر پہلے

چلے دیکھیے کس کی شمشیر پہلے

[illegible]

دیا

ونیا دار

بلاق ابرو پہ رکھا شیشۂ دل کو تو نے
کہین ایسا نہو یہ اپنے ظفر اوپر سے گرے

پیام لیکر صبا وان اگر پہونچ جاتی ‌ ‌ تو مثل بوے گل اڑکر خبر پہونچ جاتی
شفق کی جا ابھی لگجاتی آگ گردونکو ‌ ‌ جو ایک آہ مری پر شرر پہونچ جاتی
مری نظر کی نہین ہے تو آگیا دیکھو ‌ ‌ بری خیال ہے پر ہی نظر پہونچ جاتی
نہ جلتی شمع جو شب کے سر پل تو پھر کیونکر ‌ ‌ سحر کو منزل مقصود پر پہونچ جاتی
جلا تی ایک زمانے کو گردش خورشید ‌ ‌ جو میری گرمی داغ جگر پہونچ جاتی
نہ آتا لب پہ مری ایک حرف شکوہ کا ‌ ‌ بلا سے لب پہ مری جان اگر پہونچ جاتی
بہاتی کتنے ہی دریا ہماری سیل سرشک ‌ ‌ جو خون دل سے مردم تر پہونچ جاتی
بہار حیف تھی کہ پہلے بہار سے صیاد ‌ ‌ چمن مین بلبل بے بال و پر پہونچ جاتی

دل انکو بھیج ہی دینا ظفر مناسب تھا
امانت انکی تھی یہ انکے گھر پہونچ جاتی

فلق ہجر مین آرام کہان ہوتا ہے ‌ ‌ ہول دل رات کو دن خفقان ہوتا ہے
کہ دل سوختہ سرگرم فغان ہوتا ہے ‌ ‌ روز کیسا تری کوچہ مین دھوان ہوتا ہے
مجھے اس یک تصور کی نہ ان مین کیونکر ‌ ‌ یہ دہن ہو گیا ہے یار عیان ہوتا ہے
مجھ ذرا کہین ہمسایونکی گھر میٹھ سکتا ہین ‌ ‌ اک دریا مری آنکھون سے روان ہوتا ہے

| | |
|---|---|
| شوق سے گالون پہ تیرے سر کو رکھ کے سوئیے | کس لیے گل تکیہ رکھتے آپ ہین سر کے تلے |
| عشق سے اُس سنگدل کے ہاتھ کیونکر کھینچیے | دب گیا ہے ہاتھ اپنا تو پتھر کے تلے |
| شہر سے نہی ڈر اگر ہو کوئی قطرہ زہر کا | ڈر نہین تلخی کا اُس لعل شکر کے تلے |
| سر برابر رکھ کے تکیہ پر سے کب بوسہ لیا | تم مرے پہلو سے تکیہ پہ گئے ہو سر کے تلے |
| ہمکو حاجت کیا فسون سازی کی جو پیدا ہو درد | کس لیے تعویذ گاڑا آپ نے درد کے تلے |
| شوق بیتابی کو کوئی کافر بلا ہے دیکھنا | لوٹتا بسمل ہے قاتل تیرا خنجر کے تلے |

اے ظفر دود جگر تیرا گھٹا ہے اسقدر
چرخ اخضر دو سرا ہے چرخ اخضر کے تلے

| | |
|---|---|
| جھونکی شعلے دل کے جب افلاک مین ملجائینگے | انجم افلاک جل کر خاک مین ملجائینگے |
| جو پیکان ہو گئے گم تیر ہائے ناوک فگن | ڈھونڈھ لو میرے دل سینہ صد چاک مین ملجائینگے |
| ہیچ ہے نخل حنا را لا انار آتشین | کچھ ہماری آہ آتش ناک مین ملجائینگے |
| آنسو ونکو غیر کے میرے نہ اشکون مین ملا | قطرۂ ناپاک آب پاک مین ملجائینگے |
| دیکھنا وحشت گریبان کو کریگی اتنا چاک | تا بدامن چاک جا کر چاک مین ملجائینگے |
| ایک سیل غم تو کیا الفت مین سیلاب غم | آ کے دریا دل غمناک مین ملجائینگے |

اُن سے ملنا اے ظفر تجکو اگر منظور ہے
تو پھر اگر روز اُنکی تاک مین ملجائینگے

شمشیر برہنہ مانگ غضب بالون کی مہک پھر ویسی ہے
جوڑے کی گندھاوٹ قہر خدا بالون کی مہک پھر ویسی ہے
آنکھین ہین کٹورا سی وہ ستم گردن ہے صراحی دار غضب
اور اسمین شراب سرخی پان رکھتی ہے جھلک پھر ویسی ہے
ہر بات مین اسکی گرمی ہے ہر ناز مین اسکے شوخی ہے
قامت ہے قیامت چال پری چلنے مین پھڑک پھر ویسی ہے
گر رنگ بھبوکا آتش ہے اور بینی شعلہ سرکش ہے
تو بجلی سی کوندے ہے پڑی عارض کی چمک پھر ویسی ہے
نوخیز کچین دو غنچہ ہین ہے نرم شکن اک خرمن گل
باریک جون شاخ گل رکھتی ہے لچک پھر ویسی ہے
ہے ناف کوئی گرداب بلا اور گول سرین رانین مین صفا
ہے ساق بلورین شمع حیا پاؤن کی لٹک پھر ویسی ہے
محرم ہے حباب بار دان سورج کی کرن ہے اسپہ لپٹ
جالی کی کرتی ہے وہ بلا گوٹے کی دھنک پھر ویسی ہے
وہ گاڑ تو آفت لائے ہے ہر تان مین لیوے جان نکال
لہجہ اسکا اٹھانے سوقتہ گفتگو کی ٹھنک پھر ویسی ہے

| | |
|---|---|
| ہونگے وہ مہرباں بھی کبھی میرے حال پر | یا روز مجھ پہ غصہ ہی فرمائے جائینگے |
| برسون سے کب تک اُن سر مژگان کے تیر | برمیں دل و جگر مرے برمائے جائینگے |
| دل عاشقون کا موم ہے پر نقش مہر عشق | بیٹھیگا جب آگ سے برمائے جائینگے |

جب تک سرور ہوگا نشے کا نہ اے **ظفر**
ہم اُن سے اور ہم سے وہ شرمائے جائینگے

| | |
|---|---|
| لگتا نہیں جی میرا ہے صحبت میں کسیکی | غم نے مجھے گھیرا ہے یہ فرقت میں کسیکی |
| دیکھوں جو مرقع کو تو جی کیوں نہ اُڑے | صورت کوئی ملجائے ہے صورت میں کسیکی |
| جی چاہتا ہے ڈوب مرین چاہ میں جا کر | تنگ آیا ہے جی اپنا یہ چاہت میں کسیکی |
| للہ کہو اُس سے کہ شکل دکھا جا | تا جان نکل جائے نہ حسرت میں کسیکی |
| تا صبح نہ اُٹھا سر کو در یار سے میرے | کرتا ہے خلل کیوں تو عبادت میں کسیکی |
| رونے پہ ہنسے ہے مرے ای کافر تیرے تو بھی | ہو تو نہیں گرفتار محبت میں کسیکی |

ہے معتقد فخر **ظفر** ہووے ہمیشہ
کب جا کے کھڑا ہو وہ جماعت میں کسیکی

| | |
|---|---|
| رک گئی ہم سمجھے مجھے تمنے پائی بات ہے | میری جانب سے کسینے وہاں لگائی بات ہے |
| تم جو یوں گھبرا کے اُٹھی میری پہلو سے کہو | غیر نے کیا آنکر تمکو سنائی بات ہے |
| آکھڑی اکھڑی بولنے کا کچھ بھی باعث ہو | آج جانگی کہیں تمنے جالی بات ہے |

تو نے یہ فتنہ اٹھایا مراجی جانتا ہے

اور یار خدایا مراجی جانتا ہے

جیسا مجھ کو ستایا مراجی جانتا ہے

دیگر

| | |
|---|---|
| ہمکو منظور شب مساوی ہجر میں ہیں گے ترے | کب یہ چشم تر سے سر کا گوشۂ داماں ہے |
| نگین دل نہایت اپنا دل ہے قیمتی | نام کندہ ہی ترا اسپر سی پہچان ہے |
| کیوں خضاب اس نے کیا ڈاڑھی پر کہ یہ سیقدر | تیرگی چہرے پہ نادان کیا تری شایان ہے |
| کیوں نفاق اس سے رکھے ہر کیا بڑی دل میں گرہ | اب تو قبضے میں ترے یہ تابع فرمان ہے |
| ہے یہ دکان اب لگی ہے باغ میں گل کی عجب | کیا ہوائی دیدہ اسکا بلبل نالان ہے |
| چاہئے اکثر کو گر تجھکو گر کش کباب | ماہی دل زلف کے قلاب میں اس آن ہے |
| ہے کب ادب محبت سے تجھے ناصح خبر | ذہن میں تو اپنے کچھ انسان نہیں حیوان ہے |
| آشیان سینہ کو اے مرغ دل جا بیٹھے چھوڑا | تجکو اب جانا ولیکن آسا ادھر آسان ہے |
| بازگشتی دیکھکر قاصد کی یعنی یک بیک | یہ سراسیمہ ہوں لب پر میں نہیں اب جان ہے |
| کب سے میں جھاڑا رہا ہوں کر گذر اپنا دلا | شاخسانہ مت نکال اب بس یہی سامان ہے |
| رکھ ترا راہ سے ہر ہر قدم ترا راہ میں | سب سے پہلے مہرہ پر آلیوں تو میسا مان ہے |
| چھوڑ مت خانہ نشینی سو کہ آرا ہو تو | ہاتھ صبح و شام آتا عشق کا میدان ہے |

تھا جو ہر سو فارسی گوکوئی مشہور اے ظفر
ہند اب وہ دیکھکر ہندی تری دیوان ہے

| | |
|---|---|
| جلوہ یہ اس نے دکھایا مراجی جانتا ہے | کہ خدا ہی نظر آیا مراجی جانتا ہے |
| اٹھ گئی میری زبان سے جان کی لذت | جو مزا عشق میں پایا مراجی جانتا ہے |

چھپائے لاکھ زلف یا ئرخ کے تل کو پردے مین
اگر مجھ پہ کھل چکا ہے میرا قاتل ہے تو بس یہ ہے

ملے دانے سرشک خون کے اور خون کے پھپھولون کے
ہمین کشت محبت سے جو حاصل ہے تو بس یہ ہے

سوا دل کے جگر کس کا چڑھے منہ اسکے مژگان پر
گر اس فوج صف آرا سے مقابل ہے تو بس یہ ہے

اگر ہے دیکھنا اسکو اٹھا دے اپنی ہستی کو
اگر تجھ مین اور اسمین یہ وہ حائل تو بس یہ ہے

ہوے صید محبت سب تڑپ کر سرد لیکن دل
وہ ہی گرم طپش اک نیم بسمل ہے تو بس یہ ہے

کنارے گور کے جب عشق مین پہونچے تو یہ جانا
کہ اس دریاے بے پایان کا ساحل ہے تو بس یہ ہے

دل انسان نہ کیونکر مسند آرا ئے محبت ہو
کہ یہ منصب ہے اسلیے اسکے قابل ہے تو بس یہ ہے

محبت مین کمال ایسا ظفر پہونچا گئے مجنون
کہ فن عشق مین استاد کامل ہے تو بس یہ ہے

تاب رخ تیری جو دیوانہ کری کیون نکرے
آج تو خط نے مرے اور رخ گل کترا

غنچۂ مہر گریبان سحر کے ٹکڑے
کیا قینچی سے مرے خط کو کترڈ کڑے

سینے ہین توڑ کے ٹکڑا سا مجھے صاف جواب
ای ظفر کہا کے ملے ہو مرے گھر کے ٹکڑے

عقل پر ناز ہی قدرت پہ نظر کسکو ہی
رات بھر نشۂ سنبدارمین ہین سب بدمست
دیکھ ہر غنچہ لیے دوش پہ ہی رخت سفر
شعلہ ہو برق ہو مہتاب ہو یا ہو خورشید
بحر الفت مین ہر اک موج ہی کو موج خطر
اللہ اللہ ری درازی شب ہجران تیری

سبکو فکر آج کی ہی کل کی خبر کسکو ہے
تو بہ اب کون کری خوف و خطر کسکو ہی
اس گلستان سے نہین عزم سفر کسکو ہی
لانا خاطر مین مرا زشک قمر کسکو ہے
ہاتھ دھو بیٹھی ہین ہم جان سے خطر کسکو ہی
صبح محشر تلک امید سحر کسکو ہے

دیکھتا عیب و ہنر اور کا ہے سب کوئی
اپنا معلوم ظفر عیب و ہنر کسکو ہے

رونق گلشن بہار گل جو کم ہوتی چلی
وہ ہوس کیا خاک ہو بخبر منزل مقصود کو
تھی شمیم زلف جو اسفر جان ناتوان
خاک کوی یار پر شاید کہ ہی قصد نثار

اشک شبنم سے نسیم صبحدم روتی چلی
جو قدم رکھتی ہی کانٹا راہ مین بوتی چلی
اس گلی کو دوش باد صبح پر سوتی چلی
بھر کے دامن مین جو موج گریہ یہ ہوتی چلی

[illegible]

بجز تکلیف حاصل ہو نہ سرمایہ تکلف کا
ثمر لانی ہر یہی شاخ ہوتی ہر قلم چلے

نہ کر یہ عہد و پیمان شکن نقصان گرد اں میں
لیے تھی تو نے میرے ساتھ کیا قول و قسم چلے

آئی ہی صدائے دیدار کیا نزدیک آ ہو سکا
کہ استقبال کو آنکھ چین آیا اپنا دم چلے

ستم پر ہی ستم ہر دم جفا پر ہی جفا تم جو
خدا جانے ہوئی کیا وہ تیری لطف و کرم چلے

اگر غنچہ نہ ہو دلگیر خنداں گردش گل ہو
ظفر اس باغ میں ہمیشہ یہ شادی اور غم چلے

ہمکو یہ حاصل ہوا کافر تری یاری میں کیا
چھوڑ کر بھی دل آئے ہم جو کچھ کہ دینداری میں ہے

کیوں خیال زلف لا دل میں ی بخت سیاہ
ہیں بلا میں ہم بھی اور دل بھی گرفتاری میں ہے

فتنہ سا گر کتنے طرز خونریزی میں ہیا
چشم تیری طاق عالم مردم آزاری میں ہے

غبس کم گشتہ ہی بازار محبت میں وفا
ایک عالم گرچہ سرگرداں خریداری میں ہے

چار عنصر سے بنایا کسنے یہ دم کا جسم
کوئی تو پردہ نشین اس چار دیواری میں ہے

تیری آنکھوں کا تصور آہ جنکو نیند گیا
عالم صحت میں بھی وہ عین بیماری میں ہے

دل اگر آگاہ اور ہشیار ہو تو اے ظفر
خواب میں بھی ہو وہی عالم جو بیداری میں ہے

دل پہ دست تہی دی کر تو ہر چند رہے
یہ کھل ضعف سے ہم ایسے کہ پابند رہے

کھلے رہتے تھے فلک جنکو بیان باب نشاط
قفل غم ایسا لگا اُنپہ کہ بند رہے

[illegible]

[illegible]

بلا دی آب خنجر ہی مجھے جلد ہی اے قاتل
کہ مارے تشنگی کی تیغ کا گھائل پھڑکتا ہے

بر ب کعبہ دبا قبلہ ابروی جاناں میں
برنگ طائر قبلہ نما گیا دل پھڑکتا ہے

ظفر ہے عاشقانہ طرز میں تیرا سخن ایسا
کہ شاعر لوٹتا ہے سنکے اور قاتل پھڑکتا ہے

شباہت اُس کی جب دل بسمل میں پھرتی ہے
سلائی زہر کی ہی ایک چشم دل میں پھرتی ہے

پھری جو بزم میں تصویر ہنگر دد تو یہ کہتے
یہ پتلی میں کی دیکھو تو کیا محفل میں پھرتی ہے

جو عزم کعبۂ مقصد ہے دل سے راہ پیدا کر
کہ زیر راہ اُس منزل کی اس منزل میں پھرتی ہے

نظر سے دور ہے لیکن تصور کی عنایت سے
سدا تصویر تیری دیدۂ مائل میں پھرتی ہے

اگر ہے پاس ایمان ترک کر حرص و ہوا غافل
کہ نیت آخرش اس فکر باطل میں پھرتی ہے

ظفر اُس نے کبھی بات کچھ مجھ سے سو وہ ہرگز
نہیں آتی زبان پر اور ہمارے دل میں پھرتی ہے

عشق میں کیا ہم بھی اے تقدیر سیدھے ہو گئے
لگتے اُس قالب میں پھر کر تیر سیدھے ہو گئے

آتش سودا نے میرے کر دیا آتش کو موم
کھل کے سارے حلقۂ زنجیر سیدھے ہو گئے

تو ہوا ہے سیدھا اور دست سیاہ پر
بال بل کھائے تری تصویر سیدھے ہو گئے

کج ادائی سے تری قاتل تعجب ہے مجھے
تن پہ میرے کیوں خنا شمشیر سیدھے ہو گئے

جب تلک ٹیڑھائی رہا اور سیکڑوں بانکے جوان
ٹیڑھے ہو کر زیر خنجر سیدھے ہو گئے

اٹھاتے ہیں وہ مجھ پر تیغ جب کر دست نازک سے
کبھی منہ سے مرے ہو خم تمہیں مجھے نہیں پڑتے

تمھارے پاس رسوائی سے میں نالہ نہیں کرتا
وگرنہ کب یہ درد و الم مجھے نہیں پڑتے

ترا وحشی ترے کوچے کے جو یوں گرد رہتا ہے
سمجھ کر لوگ اُسے صید حرم مجھے نہیں پڑتے

یہ دل شیشے سے بھی نازک ہے ناحق ٹوٹ جائیگا
بہت اے عشق لیکر سنگ غم مجھے نہیں پڑتے

ہوئے جاتے ہیں نقص داغ جرخ اے عشق دل ہی میں
جگر کو دل کیا ہے کچھ ورم مجھے نہیں پڑتے

کہاں طاقت پڑے رہتے تری دہلیز آگے
کبھی دیوار کی بھی اے صنم مجھے نہیں پڑتے

غزل یہ ایک کیا کتنی ہی ایسی پھینک دیں لکھکر
ظفر ہم لیکے قرطاس و قلم مجھے نہیں پڑتے

یہ عکس زلف پنہاں کب جبا دلبر کے اوپر ہے
چمن میں لوٹتا کالا گیا د تر کے اوپر ہے

سیہ کب عکس مژگاں اُس رخ دلبر کے اوپر ہے
یہ پرچھائیں جھکو رونگی مہ انور کے اوپر ہے

کسی بسمل تشنہ لب کی ہے آنکھ آب خنجر پر
نہیں یہ حلقہ جوہر ترے خنجر کے اوپر ہے

جگر کے آبلوں سے خیمہ گہ کوئی تماشا ہے
عجب یہ نوبت باری غم کی اس لشکر کے اوپر ہے

دلوں میں بابت یہ سنگین دلوں کے آہ رہتی ہے
کہ جیسے نقش آجاتا کوئی پتھر کے اوپر ہے

ہمیشہ ہے شہرت حسن کی وہ داغ جبک کا
دھر اطبل سکندر سد اسکندر کے اوپر ہے

لب رنگیں پہ یوں ہے خال گویا چشم ساقی کا
یہ عکس مردمک جام مئے احمر کے اوپر ہے

مبرہنی کماں ہے ابرو دل میں فال کاجل کا
ہلال آیا نگر مسجد میں یہ منبر کے اوپر ہے

سیاہی مردمک کی داغ لالہ سے مشابہ ہے
زبس یہ خون مرا جون لالہ سیراب دیدہ ہے

ہمارا جوش گریہ بھی عجب یارو تماشا ہے
کہ ہر اک لخت دل سرخاب ہے تالاب دیدہ ہے

ظفر اُسکی جدائی مین ہی یہ حال دل دیدہ
کہ رہتا رات دن بیتاب دل بیخواب دیدہ ہے

دیگر

کہان ہے چشم مین دنبالہ اُس ترک پری رو کی
نکل آئی زبان ہے منہ سے باہر مست آہو کی

کرے صدقے ہلال دیدہ کو ہو کر بلا گردان
فلک پر چھائین بھی دیکھے گر رخسار و ابرو کی

پھپھولے اشک سے دیدہ کے ہو کیونکر نہ کانٹون پر
نہین تیزاب سے کم کچھ ہماری بوند آنسو کی

نہ گوپائی دے گر رات دن کو تو قسم کھائین
تمہارے عارض پرنور کی اور تاب گیسو کی

هستی کے باغبان کی ظفر پوچھتا ہے کیا
جو کچھ چمن مین جان عنادل یہ بن گئی

گلشن دل سے جو کچھ گل چیدہ آئین گے
لخت دل یا قطرہ خون چکیدہ آئین گے

دل مین ہے کیا کیا کدورت پردہ منھ پر دیکھتا
آئینہ کی طرح ہو کر صاف دیدہ آئین گے

وحشیون کو اپنے کر رکھ رام گر رم کر گئے
ہاتھ تیرے یہ نہ آہوے رمیدہ آئین گے

مت خنجر نہ کھینچین گے ترے سرباز عشق
مثل ماہی صیدگہ مین سر بریدہ آئین گے

مین نہ ہوتا اُلکا خاک رہ جو ہوتی یہ خبر
خاک پر بھی میری وہ دامن کشیدہ آئین گے

اس چمن مین مثل نرگس آنکھ ہووے گی جنھین
جب بیابان آئین گے وہ گردن خمیدہ آئین گے

اے ظفر جس دم سُنی آمد غم دلدار کی
پہلے استقبال کو آنسو لے دیدہ آئین گے

دیگر

سمجھے ہے مجھے تختۂ مغز ان جنون میں کون سمجھاے
ارے ناصح تجھے کیا خیال خام انسے ہے

نہیں مہر سپہر یہ نکلا ہے جو وہ ایک کوٹھی پر
کہ یہ جو روشنی سی ہے کنار بام انسے ہے

جو شکل طائر تصویر ہیں بے تعلق ہیں
نہ زیب باغ انسے ہے نہ زیب دام انسے ہے

بغیر انکے کہاں ہے بستر آرام پر راحت
مگر آرام جان وہ ہیں تجھے آرام انسے ہے

کبھی ہمکو کبھی اوروں کو دیتے ہیں لاسکے دم
ادھر پیغام ہمسے ہے ادھر پیغام انسے ہے

بھرے بیٹھے ہیں وہ غصے میں بوسے مانگتے ہو تم
ظفر شاید کہ تمکو خواہش دشنام انسے ہے

دیگر

جب پی کہتا ہے ہستی کو کہ ہستی خوب ہے
اسکی غفلت پر فنا اسوقت ہستی خوب ہے

تو پیا اے ساقی نہیں پینے کا میں جام شراب
مجکو اپنی بادۂ وحدت کی مستی خوب ہے

جسطرح مژگان میرے ہیں خشک اشکو نکی تار
اسطرح بدلی نہیں کوئی برستی خوب ہے

خواب میں جلوہ دکھا دیتا ہے وہ مہوش کسے
چشم میری دیکھنے کو جب ترستی خوب ہے

راہ بہتر ہے رہ ہموار رہرو کے لیے
نہ بلندی ہی بہت اچھی نہ پستی خوب ہے

خود پرستی چھوڑ دو یہ بت پرستی ہے صریح
غافلو حق میں تمہارے حق پرستی خوب ہے

ایک عالم کشتۂ ابرو ہے اس سفاک کا
اندنو نہیں چل رہی تیغ دو دستی خوب ہے

ملک دنیا کی تو آبادی ہے ویرانہ تمام
اور بستی ہے جہان اک خلق بستی خوب ہے

دین و دنیا دونوں تو قسمت محبت کی اگیا
میں کہونگا ای ظفر یہ جنس سستی خوب ہے

[illegible]

| | |
|---|---|
| غرض رہی نہ ہمین کچھ بھی دین و ایمان سے | فریفتہ جو رخ و زلف پر بتان کے رہے |

ٹھکانا جب نہ رہا کوے یار مین اپنا
تو ای ظفر یہ بتا ہمکو ہم کہان کے رہے

| | |
|---|---|
| ادھر تو موت کی خواہش مین بسمل ہاتھ ملتا ہے | ادھر کو نیم بسمل چھوڑ قاتل ہاتھ ملتا ہے |
| تمنا ہی جسے تیرے لب شیرین کے بوسہ کی | مگس کسطرح ای شیرین شمائل ہاتھ ملتا ہے |
| کسی کا دل جو لیکر اپنے تو ملتا ہی پانؤن سے | تو کیا کیا حسرتون سی تیرا بیدل ہاتھ ملتا ہی |
| چلا محفل سے کسکو چھوڑ کر بیتاب تو ایسا | کہ شعلہ شمع کا ای زیب محفل ہاتھ ملتا ہے |
| قدم اٹھتا نہین جب ضعف سی ہمراہ ناقہ کے | تو مجنون دیکھ کر کیا سوی محفل ہاتھ ملتا ہی |
| کف افسوس تو ملتے ہین ہم محو تصور مین | قضا و شغل مین جسطرح شاغل ہاتھ ملتا ہے |
| ہوا بدرنگ گل ہنستے نہین ای غیرت گل اب | چمن مین گل بھی تجھپر ہو کے مائل ہاتھ ملتا ہی |
| رکھا ہی عشق مین اس راہ پر ہم نے قدم اپنا | کہ جس رہ مین خضر سا رہبر منزل ہاتھ ملتا ہی |
| دیا اللہ نے ایسا کمال عشق انسان کو | فرشتہ دیکھ کر انسان کامل ہاتھ ملتا ہی |

ظفر مشکل پسندی تیری ہی اب کسکو آتی ہی
سخنور دیکھ کر یہ طرز مشکل ہاتھ ملتا ہی

| | |
|---|---|
| دبا کی دل کو جو مژگان یار ہاتھ تلے | اوچھل پڑے کہ یہ آیا شکار ہاتھ تلے |
| دبا نشے مین جو گیسو کا تار ہاتھ تلے | جھجھک کے بولے کہ شاید ہو مار ہاتھ تلے |

[illegible]

پری نظر جب کہ اسکی شکل پر تنویر آنکھوں میں پھری
شمع کیا خورشید سے بھی پھر گئی [illegible] میں پھری
راتبھر [illegible] کی جو مری تعبیر آنکھوں
خواب میں دیکھا کیا میں تم جنت [illegible] میں پھری
وحشیون کی صورت زنجیر آنکھوں
اُس پری رخسار سے [illegible] جو اپنے

| کترے ہے روز گل یہ ستمگر نئے نئے | کل ٹکڑے ٹکڑے خط کو کیا نامہ بر کو آج |
|---|---|
| پیدا ہزار داغ جگر پر نئے نئے | اک داغ دل کا کہنہ ہوا ہے تو پھر ہوے |
| لاتی ہے ہمسے روز یہ چکر نئے نئے | کرتی تازہ فتنہ بپا گردش فلک |

اک دل ہو اسکو دیجیے کس کس کو اے ظفر
آتے نظر ہیں سیکڑوں دلبر نئے نئے

| لیے بیٹھے کو طوطی اپنی بال و پر کے نیچے ہے | نہاں کب خط رخسارۂ دلبر کے نیچے ہے |
|---|---|
| بچھا دیتا کوئی نشتر مری بستر کے نیچے ہے | تصور اسکی مژگان کا مجھے سونے نہیں دیتا |
| غرض جو سبز بخت اس گنبد اخضر کے نیچے ہے | طلب کرتا ہوں آب خضر آب تیغ قاتل سے |
| ہوا پیدا اک اختر اور اس اختر کے نیچے ہے | بنایا خال عارض کے تلے تل اسنے کاجل کا |
| کف ساقی کو رعشہ دمبدم ساغر کے نیچے ہے | ہوا سی جیسے شاخ گل ہلے اسطرح سینے میں |
| اُتر جاتا وہ کوٹھے سے بہانا کرکے نیچے ہے | مری آواز زیر بام سنتا ہو تو پھر دم میں |
| کبھی شمشیر کے اوپر کبھی خنجر کے نیچے ہے | قلق ہے دمبدم گردن تری صید محبت کی |
| تری جو آستان کا سنگ میرے سر کے نیچے ہے | خیال بالش پر سر رکھ نیند اُڑتی ہے |

ظفر شیرین سنگین دل سے کیا چالاک دستی ہے
کہ دست کوہکن تو دب گیا پتھر کے نیچے ہے

| میل سرمہ کی جگہ شمشیر آنکھوں میں پھری | کسکی ابرو کی مری تصویر آنکھوں میں پھری |
|---|---|

جب پھر آیا وہ شکار افگن کہ تیغ [illegible] آنکھوں میں پھری
[illegible] بیکلی آنکھوں کی تری تیر آنکھوں میں پھری
سبزۂ خط دیکھ کر رُخ پر ترے سے [illegible]
[illegible] دیوان [illegible]
[illegible] شمشیر آنکھوں میں
[illegible] خضر سے اک [illegible]
نالہ دل سے [illegible] آسمان [illegible] آنکھوں
[illegible] میں پھری

دیکھ [illegible] جہان [illegible]
[illegible] بیان [illegible] تصویر [illegible] آنکھوں [illegible]
[illegible] میں پھری

دکھا کر وہ مجھے تصویر مجنون کی یہ کہتے ہین
کہ جو ہوتے ہین عاشق اُنکی صورت ایسی ہوتی ہے

اُٹھا جو برقع فانوس منہ سے شمع محفل کے
ہوا پروانہ جل کر خاک غیرت ایسی ہوتی ہے

ظفر مت پوچھو جو کچھ ہم مین اُنمین ربط ہے باہم
کہ لے یارا ایسے ہوتے ہین نہ الفت ایسی ہوتی ہے

اگر غفلت کا پردہ ہم اُٹھاتی اپنی آنکھون سے
تو جو دیکھتے یہان دیکھ جاتی اپنی آنکھون سے

ہمین رو دینے تو کیون روکتا ہی دم بدم ناصح
تجھے کیا ہے ہم اشک خون بہاتی اپنی آنکھون سے

بلا سر آپ ہی پہ تھا مبر ہم اپنے ہو جاتے
نہ جاتی دہان اور اُسکو دیکھ آتی اپنی آنکھون سے

ملا نینگے نظر کس سے کہ وہ بید ید ہین ایسے
نہین آئینہ مین آنکھین ملاتے اپنی آنکھون سے

شب فرقت ہمین ای آسمان آنکھین دکھاتا ہی
ستارے نہین ہمکو دکھاتی اپنی آنکھون سے

برنگ اشک سر آلودہ ہم اب ای سیہ بختی
نظر کسکی پڑے ہین سے گراتی اپنی آنکھون سے

تمھاری شوخ چشمی ہے جنے آہو نکیون تنکے
کہ ہم انسان کو وحشی بناتی اپنی آنکھون سے

جو وہ آنکھون مین آیا کون اُسکو دیکھ سکتا تھا
قسم آنکھون کی ہم اُسکو چھپاتی اپنی آنکھون سے

ظفر گریہ ہمارا کچھ نہ کچھ تاثیر رکھتا ہے
اُنھین ہم دیکھتے ہین مسکراتے اپنی آنکھون سے

ہوتے ہو اک بات پر تم کیوں خفا | حال ابھی کہتا ہے سارا مجھے
ہم نفس و دلبر عیسیٰ نفس | کیوں نہ لگے دل سے پیارا مجھے
جیسے کہ ٹھکرا کے مری نعش کو | زندہ کیا آج دوبارا مجھے

سچ تو ظفر یوں ہے کہ جز فخر دین
اور نہیں کوئی سہارا مجھے

مرض عشق ترا کیا دوا سمجھ کے پیے | جو گھونٹ زہر کی آب بقا سمجھ کے پیے
جگر کے ٹکڑے ہیں کرتے یہ بادہ الماس | پیے جو اشک کوئی مبتلا سمجھ کے پیے
کہاں نصیب کہ قلیان ہماری ہاتھوں سے | ہمیں بھی اپنا کوئی آشنا سمجھ کے پیے
مرے لہو کا وہ پیاسا ہے پر اسے کہہ دو | یہ خون سوختہ جان ذرا سمجھ کے پیے
شراب عشق سے کیفیت بقائے ابد | وہ دیکھے آپکو جو یاں فنا سمجھ کے پیے
تمہارے تشنہ بوسہ کو دیں جو شربت قند | تو ہے یقین کہ نہ وہ بیمزا سمجھ کے پیے
تمہارے پانوں بھی دھوکے پیے [illegible] | پر اسکو فائدہ کیا اور کیا سمجھ کے پیے

نہ اسکو فہم کلام اور نہ تجھکو ضبط کلام
کہو ظفر سے پیے گر نشا سمجھ کے پیے

آنکھ دیدار کی بندوق دکھا تو دابے | کیا کرے دشت میں گر کان آہو دابے
لوٹے میرا دل بیتاب ترے پانوں پہ حیف | رحم آئے نہ تجھے پانوں تلے تو دابے

چرخ ٹیڑھا ہی رہا اور سیکڑوں بانکے جوان
ٹیڑھے ہوکر یہ جو کج پر سیدھے ہوگئے

راستی پر کسکی قامت کی ہوا جو بعد مرگ
دست و پا عاشق دلگیر سیدھے ہوگئے

سرنوشت اپنی نہ پلٹی اور خط معکوس کے
حرف جو الٹے ہوئے تحریر سیدھے ہوگئے

سیدھے وہ آئینگے گر یہ طالع واژون مرکر
اک ذرا اے آہ بے تاثیر سیدھے ہوگئے

میری سیدھی بات پر ہوتی ہین ٹیڑھے اے ظفر
جبکہ ٹیڑھی مین نے کی تقریر سیدھی ہوگئے

شمع و جسکو ترے وصل کی لو ہو دیگی
اسکو پروانہ صفت کچھ تک و دو ہو دیگی

چاندسی انکی بنی ہے جو مصور تصویر
شکل ابرو کی بعینہ مہ نو ہو وے گی

عقل و دین ہوش و خرد عشق مین ہم ہیچ کے
جلسہ ال ایک تھا ہی سو گرو ہو دیگی

دیکھ ناداں نہ ہو تحفہ نکوئی کے سوا
گر کبھی گشت عمل تیری ادھر ہو دیگی

لاکھ تم منع کرو جبکہ بھر آئیگا یہ دل
ناصحا آنسوؤں کی چشم مین رو ہو دیگی

سنتے ہین انکی رقیبوں سے ہوئی جب خفگی
ہی یقین لوگ جو یوں کہتے ہین تو ہو دیگی

اے ظفر ہے زبان خلق کی نقارہ حق
یعنے وہ بات کہینگے جسے سو ہو دیگی

عجب کیا گر یہ دریا صرف ساغر ہو تو پی جائے
یہ مے آشام دریا کیا سمندر ہو تو پی جائے

اگرچہ آب تیغ یار آب زندگانی ہے
پیے پر کسطرح عاشق میسر ہو تو پی جائے

دیگر

عکس خورشید درخشان او ظفر پانی مین ہے
سینہ مین صافی دلون کے ہے تماشا حسن دوست
کیا تماشہ ہے کہ آتش جلوہ گر پانی مین ہے
آئینہ مین [illegible]
کوہ بھی [illegible] پانی مین ہے
عشق مین [illegible]
[illegible] پانی مین ہے
نقل [illegible] پانی مین ہے
[illegible] پانی مین ہے

ہوئی ہو ذخیمہ سے آج اشکباری رہگئی — آبرو باری تری ابر بہاری رہگئی

آتے آتے اسقدر انکی سواری رہگئی — دل کی دلمین آرزوئے جان نثاری رہگئی

ہمکو خطرہ تھا کہ لوگو نمین تھا چرچا اور کچھ — بات خط آنیسے تیری پر ہماری رہگئی

دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اٹھ جائیگا سب ہنگ مزار — دلمین بعد از مرگ کچھ گر بیقراری رہگئی

آشنا ملیے خاک مین جو خاک مین ڈھونڈھے کوئی — خاکساری خاک کی گر خاکساری رہگئی

اوگرا تا ہی کیون گن گن کے رکھتی ہو قدم — اور کوئی دم کی ہی یان دم شماری رہگئی

ہوگیا جبسے انکے دل پر اسکی اختیار — اختیار اپنا گیا بے اختیاری رہگئی

جب قدم اس کافر کیش کیجانب بڑھے — دور پہونچے سو قدم پرہیزگاری رہگئی

کھینچتے ہی تیغ ادا کی دم ہوا اپنا ہوا — آہ دلمین آرزوئے زخم کاری رہگئی

ورنہ تو غمخوار سارے کرچکے غمخواری — اب فقط ہے ایک غم کی غمگساری رہگئی

شکوہ عیاری کا یارون سے بجا ہے اے ظفر — اس زمانے مین یہی ہے رسم یاری رہگئی

شاخ مژگان میری کب گوہر تر پانی مین ہے — [illegible] البحر کا دیکھو تجربہ پانی مین ہے

جوش گریہ سے مری کیا بیان تک [illegible] — گنبد نیلی برنگ نیلوفر پانی مین ہے

بحر و بر خالی نہین ہے [illegible] زدون سے دیکھ لو — ہے جو خشکی مین بگولا تو بھنور پانی مین ہے

آتش دل سے جو ذرا سے سمندر اسقدر — چاہتا مانند ماہی اپنا گھر پانی مین ہے

دیگر

بدھر آنکھ پڑتی ہے نور دیدہ
ترا جلوہ سب مین ہے سب جا ہے تو ہے
جھکون [illegible] کیون [illegible] نظارہ
[illegible] آرزو ہے
[illegible] جشم مین کیا ہے ترا تصور
[illegible] دلمین کیا ہے تری آرزو ہے
جدا [illegible]
[illegible]
[illegible] جستجو ہے
ظفر [illegible]

[illegible]

اس سرا مین تو بہت آئے مسافر لیکن

| | |
|---|---|
| کوئی کہتا ہے وہ پتلی کمر تار رگ گل ہے | |
| | کوئی کہتا ہے نرمی مین شکم مخمل سے بہتر ہے |
| کوئی کہتا ہے اسکی ناف کو ہے وہ گل نسرین | |
| | کوئی کہتا ہے سیلی شاخ نسرین اک سراسر ہے |
| کوئی کہتا ہے وہ زانو عجب ہے صاف آئینہ | |
| | کوئی کہتا ہے ساق سیمگون شمع منور ہے |
| کوئی کہتا ہے ہر انگشت پا ہی شاخ گل مہندی | |
| | کوئی کہتا ہے جو ناخن ہے وہ برگ گل تر ہے |
| کوئی کہتا ہے اُس قد کو قیامت کا نمونہ ہے | |
| | کوئی کہتا ہو وہ قامت قیامت سے بھی بہتر ہے |
| کوئی کہتا ہے اسکی ہر ادا ہے اک بلا آفت | |
| | کوئی کہتا ہے جو غمزہ ہے اسکا اک فسون گر ہے |
| ظفر جو اس سراپا ناز کی تعریف کی تو نے | |
| | مقرر ہے مقرر ہے مقرر ہے مقرر ہے |

| | |
|---|---|
| اُسکے کل کوچہ مین ہم ایسے ہنر گذرے | ایک نے دیکھا نہیں سب کی نظر سے گذرے |
| کیا عجب تیر نگہ میرے جگر سے گذرے | پر وہ ہے تیر کہ آہن کی سپر سے گذرے |

تری مژگان کے آگے اے گل اندام
جہان دیتا ہے تو جنبش بھوون کو
بنا داغون سے دل ہر رشک گلشن
سر صحرا نوردی دیکھکر وہ
پھرے ہے تو جو ڈاوان ڈول ایسا
برنگ نقش پا تو در یہ ہمکو
زمین نے پانونیہ پکڑے ہین آنکے

قلم نرگس کی مرفوع القلم ہے
وہان بھونچال کا بر جا صنم ہے
یہ ان لالہ رخون کا بس کرم ہے
لگے کہنے کہ سچ کہہ کیا ستم ہے
کسیکی چاہ کا تجبکو الم ہے
ملامت خاک مین یہ کیا ستم ہے
کہ یہان سے اُٹھ نہین سکتا قدم ہے

ظفر بیر دن کا تجبکو ہیگا سایہ
اگر جنکی یاد مین تو چشم نم ہے

کوئی کہتا ہے یہ جبین جبین موج سمندر ہے
کوئی کہتا ہے یہ ابرو نہین باب سکندر ہے
کوئی کہتا ہے اُسکی مانگ کو ہے کہکشان کا خط
کوئی کہتا ہے پیشانی کو اُسکی ماہ انور ہے
کوئی کہتا ہے اسکی جعد کو ہے یہ شب یلدا
کوئی کہتا ہے اُسکے رُخ کو یہ خورشید محشر ہے

کوئی کہتا ہو وہ جوڑا نہین مشک نافہ ہے
کوئی کہتا ہی لو زلف کیا ہی لو عنبر ہے

دیگر

| | |
|---|---|
| وہ میرا دشمن جان ہین یہ جان لیجے گا | تمھارے آنکے جو دستار سے ہین بنے |

تصور اسکی در دندان کا ہے جو ہمکو ظفر
سخن ہمارے در شاہوار سے ہین بنے

| | |
|---|---|
| تری چشم مفتن ہین وہ جادہ گیر صحرائی | کہ جسکی دید کو ٹھہرے ہی یہ نخچیر صحرائی |
| کرے غل کیون نہ ہر پا قیس ہر دم دشت وحشت سے | بگولا طوق ہی موج ہوا زنجیر صحرائی |
| نہ پوچھو نقش پای ناقۂ لیلے کے نقشے کو | کہ مجنون کی پرستش کو ہی یہ تصویر صحرائی |
| کوئی میری طرف سے کہدو خضر پے خجستہ کو | بجز الیاس میرا کون ہے اب میر صحرائی |

ظفر کیا خاک کھینچے مجنون دشت پیمائی
کہ ہر خار مغیلان ہے نظر مین تیر صحرائی

قطعۂ تاریخ

| | |
|---|---|
| تختۂ دل در اشک کو کیونکر کہون یکسان ہے | وہ در غلطان ہے رتبہ ہمسر مرجان ہے |
| ای کاکل زلف سنبل رخ ہی رشک یاسمن | سرو قد ہے غنچہ لب ہے خود گل خندان ہے |
| چشم و رخ کو دیکھکر تیری سدا ای سادہ رو | دنگ ہے نرگس یہان اور آئینہ حیران ہے |
| ابر مین رخشندہ کب ہی برق ای پیر فلک | وہ ہمارا دود دل ہے نالۂ سوزان ہے |
| دیکھکر خال زنخدان کیون نہ ڈوبے دل | چاہ کنعان وہ ہے اور یہ یوسف کنعان ہے |

ہاتف غیبی سے کل آئی ندا مجکو ظفر
فکر مین تاریخ کے رہتا تو کیون حیران ہے

یہ دیوان ارشد گلشن کیون نہو گلہای مضمون سے

دیگر

ظفر گرداب دریاے سخن کا تو شناور ہے
بدل اب بحر تا خوش ہو طبیعت ہر سخندان کی

ہے آنکھ لگی رہے بیان بادہ کشان کی
بیعت نکرین کیونکہ بھلا پیر مغان کی

باعث خفگی کا نہین معلوم بتان کی
پہونچی ہے صدا کیا مری فریاد و فغان کی

اس اشک کے قربان کہ مقراض مژہ سے
کی تن پہ مرے قطع قبا آب روان کی

ہنسنے کا یہ عالم ہو کہ ہوتا ہو نمین بیہوش
لے لیکے بلائین ترے دندان و دہان کی

مرجھائی ہے کیونکہ یہ گل زخم دل اپنا
کہتے ہین کہ گلشن مین اب آئی ہے خزان کی

بیزار تری شکل سے ہو جاویگا ناصح
جون شمع جو محفل مین کبھی تو نے زبان کی

ہو شب کو جو آکر مہ کامل سے یہ و کش
چھاتی نہ ترق جاے بھلا کیونکہ کتان کی

بولے کہ کہین گم نکرین راہ مسافر
اک شخص نے کل میری کہانی جو بیان کی

سچ ہے کہ وہی جاے کہ جس شخص پہ گذرے
اس بت کو خبر کیا ہے مرے درد نہان کی

آنکھون سے لگا کیونکہ بھلا اسکو نرکھون
آئی ہے مرے ہاتھ جو یہ خاک وہان کی

پائی نہ ذرا گل مین ظفر بوے محبت
جون باد سحر گرچہ بہت سیر جہان کی

ہمارا دل نہین اسکے سر رشتہ زنخدان ہے
عزیز و چاہ کنعان ہے یہ اور وہ ماہ کنعان ہے

کہان ہے خرمن گل اے صبا گنج شہیدان ہے
جو ہر یک شیشہ بلبل بھی بدست فاتحہ خوان ہے

زنجیر موج بحر حوادث مین ہون پھنسا — اس سے نجات اب مجھے یا بو تراب دے

گلشن مین طفل غنچہ کو جبکا لگا ہے دیکھو — شبنم بجای آب اسے تو گلاب دے

بوسہ کی اس اس سے کیونکر تمنا رہین ظفر
گالی بھی منھ سے جو کہ نہو بے حجاب دے

رفاقت کیا کہون آہ جگر اور داغ سوزان کی — ہماری قبر پر حاجت نہین ہے شمع گریان کی

بھلا کسواسطے دیکھین ہمین اب صورت گلستان کی — مجھے ایسا دہن کی اسکی بھاتی ہے مسی پان کی

بیان کیونکر بھلا ہووے حدیث اس زلف پیچان کی — تہ جلباب چل کے کیجیے سیر سنبلستان کی

تمھارے پاکے گرمی رات کو ای شاہد محفل — زبان لغزش مین آجاوے نہ کیون شمع شبستان کی

جو سودا اس لب پان خوردہ سے کا بنیا ہے — تو قیمت خاک مین ملتی ہے پھر لعل بدخشان کی

فراق یار مین روتا ہے بیتابی پہ وحشت سے — خبر مجھکو نہین ہے آہ ہرگز دین و ایمان کی

ہمارے لخت دل کو دیکھکر مژگان پہ یون مردم — لگے کہنے کہ ٹھی روکدی کس نے چراغان کی

کہا قاصد نے کیا معلوم ہے اسکی زبانی ہے — وہ غافل آہ کیا جانے ہمارے درد پنہان کی

غزل ان قافیون مین اور بھی لکھو ظفر ایسی
کہ ہو بیت حسین رشک فردوسی کے دیوان کی

نہ کیون ہو قدر ہمچشمون مین میری چشم گریان کی
کہ سیکھی جھڑ لگی اک پل مین جس سے ابر نیسان کی

روز ہی گرچہ ہچکیان میرا دل مجنون نے
داغ سینے پر جنون سے کیون نہ پھر مجنون لے

ہوگیا ہر دشت صد رشک گلستان غنچہ لب
گل جو صحرا مین گئے ہم دیدۂ پرخون لے

عشق ہے سنگ گران تجھ سے اٹھا نہین
چوم کر بس چھوڑ دے سر پر نہ یہ ہامون لے

کسلیے عشق بتان مین تو پھرے ہے شیفتہ
ہاتھ مین زاہد اک اپنے سبحۂ زیتون لے

مفت مین بدنام ہوگا دیکھ ای قاتل مجھے
بے گنہ مت قتل کر مر پر نہ اپنے خون لے

کی جو کچھ عرض تمنا ان سے مین تو یہ کہا
بیٹھ رہ چل جا بہانے عقل کے ناخون لے

خاک کے ڈالے سے چھپتا ہے کہین بھی ماہتاب
شعر کا تیرے ظفر کیا جان جو مضمون لے

اسلام و کفر سے ہے سروکار کیا مجھے
ہے اس تصور رخ و زلف دوتا مجھے

کب دسترس ہوتا مر زلف دوتا مجھے
اس بخت نارسا نے رکھا نارسا مجھے

مین ہون مریض عشق نکیون ہو شفا مجھے
تعویذ درد سر ہے ترا نقش پا مجھے

کوچے سے تیرے اٹھکے مین جاؤن بھلا کدھر
موج سرشک چشم ہے زنجیر پا مجھے

مین کسطرح بتون کے نہ جور و ستم سہون
حق نے بنایا سینے کو جور و جفا مجھے

ہوکر اسیر زلف کہے ہے یہ دل مرا
دام بلا سے کیجیو یارب رہا مجھے

میری نظر مین رتبۂ اکسیر خاک ہے
اس سیمتن کا وصل ہے بس کیمیا مجھے

ترسا نہ آب تیغ سے ظالم تو کر شہید
کوچہ نہین ہے تیرا کم از کربلا مجھے

| | |
|---|---|
| موی سر تونے نہین اسوجہ سے یکسر گوندھے | جیسے شیرازۂ مصحف کو ہے دلبر گوندھے |
| چشم نے جوگ کیسکے ہے تصور مین لیا | سیلی تار نگہ اب وہ کیونکر گوندھے |
| موج دریا پہ ہے یون پڑتی شعاع خورشید | جیسے زنجیر طلائی کوئی زرگر گوندھے |
| کہکشان نکلی شب تیرہ مین ہے ہمدم | مانگ مین اُس بت مہوش نے ہین گوہر گوندھے |
| داغ حسرت سے یہان بھر گیا سینہ میرا | ہا پھولون کے جو تونے بت کافر گوندھے |
| اشک کو لخت جگر سے ہی علاقہ اپنے | چشم کسطرح سے جوہر کانہ زیور گوندھے |

ہو ظفر کیونکہ نہ گونہ شب ہجران میری
اپنے وہ شوخ فتح پیچ جو سر پر گوندھے

| | |
|---|---|
| یہ جد ہے بت عزت مآب کے پیچھے | سواد شام ہی یا آفتاب کے پیچھے |
| دل اسکی چشم سے کیونکر بچے بھلا اپنا | کہ ہر صید ہے شاہین عقاب کے پیچھے |
| ہر اب کعبہ ہوئے آہ ایسے ہم رسوا | جہان مین اس بت خانہ خراب کے پیچھے |
| ہر اشک ترے مری آستین مژگان نے | گہر کے تکمے ہین ٹانکے حباب کے پیچھے |
| نہ ایک گام لگا توسن صبا ہمراہ | چمن مین رہ گیا اُس مہ رکاب کے پیچھے |
| رُکے ہی چشم کے روکے سے کب یہ طفل سرشک | ہزار اسکو رکھے داب داب کے پیچھے |
| سواد شام کی پیلے ہی رات سے یارو | نہ کیون ہو زلف خط مشکناب کے پیچھے |
| ہزار جور کرے وہ برا نمان ظفر | رقم کر اسکو بھی فرد حساب کے پیچھے |

سکھائی تمکو جو ہین گی باتین ہماری جانب سے آہ اُلٹی
اسی سبب سے ہے پھیرا صاحب تمھاری ہمسے نگاہ الٹی

ہوا ہے پھر کے دوبارا یکسر یہ تیرہ بختون کا روز روشن
تمھارے رخ سے جو اُڑ کے شب کو ہوا ہے زلف سیاہ الٹی

کیا ہے خورشید خاوری کو سپہر گردان کے سر برہنہ
سحر تمامی کی اپنے سر پر جو رکھ کے اُسنے کلاہ الٹی

نہ کر تو کچھ دل مین اپنے ہرگز خدا جو چاہے گا وہی ہوگا
بس اپنی قسمت یہ رہ تو شاکر وہ خواہ سیدھی ہو خواہ الٹی

عمل کر اسپر ہے راستی یہ سُنا بزرگون سے ہی ہمیشہ
کبھو نہ منزل تلک وہ پہونچا چلا ہے جو کوئی راہ الٹی

رکھو ہو غیرون سے روز صحبت نہ پوچھو انکو کہ جو ہین عاشق
کہے نہ کیونکر تمام عالم تمھاری ہائے نکلی ہے راہ الٹی

تمھارے دشمن مدام رو ئین ظفر ہے تیر نگاہ و ابرو
نہونگے سرسبز بھی وہ ہرگز گواہی دے ہین گواہ اُلٹی

| | |
|---|---|
| ہو رہا نشہ جام مے گلگون مجھے<br>پوچھتا ہی کون شہر عشق مین مجنون مجھے | شیشۂ دل ہے بہت نازک وہ کیونکر دون مجھے<br>اک دیا تقدیر نے ہے گوشۂ ہامون مجھے |

یقین ہے یہ کہ قاصد نامہ لے کر آوے ہی آوے
کل آوے پرسون آوے پر مقرر آوے ہی آوے

خیال زلف ہو جسکو پریشان کیون نہ وہ رہوے
ضرر اُسکو اسی سودے مین یکسر آوے ہی آوے

یہی ڈر ہے مجھے پل مین ڈبو نا مت دو عالم کو
ترے رونے سے طوفان دیدۂ تر آوے ہی آوے

نہین دیکھی ہے ابرو کمان تو نے کشش دل کی
نہ آتا ہو اگر کوئی تو کھینچکر آوے ہی آوے

یہ سب جھوٹے ہین جو کہتے ہین راز عشق چھپتا ہے
جو ہووے بات دل مین سو وہ منھ پر آوے ہی آوے

یہ ہے وہ عشق کا میدان کوئی کیا خاک خم ٹھوکے
خراش دل سے میرے خون اب تر آوے ہی آوے

خلش کرنا نہ کر تو دمبدم پر نشتر مژگان
کہیں جا گیو و رستم کو بھی اب ڈر آوے ہی آوے

ظفر اب یاد ہے ہمکو وہ تسخیر سلیمانی
پری بھی ہو پرستان مین تو اڑ اڑ کر آوے ہی آوے

جنبش مین ہین چھوئین اپنی مت لاکر مین
ڈرتا ہون بھونچال نہ ملنے سے آجائے انھین دوسکے
میرا دل صدچاک اب کہ شانے
ہم تو کاکل تری سیکھی کی سلجھائے انھین دوسکے
اُٹھنے نہین دیتے ہین یہ نالہ و افغان اب
در پہ ترے بیٹھا ہون بٹھلائے انھین دوسکے
یہ عشق و محبت کا ہی کام ظفر پوچھو
واللہ ہم استاد ہو سکھلائے انھین دوسکے

| | |
|---|---|
| منع دربان کو کردے کہ نہ روکے ہمکو | ورنہ اک روز ترے سر کی قسم ٹھوکین گے |
| نام لکھ رکھینگے ہم تیر انگین دل پر | نقش سکہ نہین برروے درم ٹھوکین گے |
| کہکشان سے نہین تھمنے کی دلا سقف فلک | گر پڑیگی یہ جو ہم آہ کا خم ٹھوکین گے |
| اپنے ہوتے ترے گھر آئین گے اغیار اگر | ہم کہے دیتے ہین انکو بھی دم ٹھوکین گے |
| تو چھوڑا تاہی رہیگا یہ نچھوڑین گے وے | ہان بہت کہنے سے تیر اُسے کم ٹھوکین گے |

یون تو لڑتے نہین پھرتے ہین ظفر لیکن آہ
کوئی اُلجھے گا جو ہمسے تو صنم ٹھوکین گے

دیگر

آنکھین ہین یہ وہ بس ہین دل آئے انھین دوسکے
مارے سے دو عالم بھی مرجائے انھین دوسکے
کب واعظ و ناصح اب چپ رہتے ہین بکنے سے
ملنے سے ہم ای یارو باز آئے انھین دوسکے
گو کوہکن و مجنون تھے عشق کے کوچے مین
پر ہم بھی تو رہتے ہین ہمسائے انھین دوسکے
بے وجہ تری زلفین ہین دام بلا یکسر
پھندے مین یہ مرغ دل الجھائے انھین دوسکے

| | |
|---|---|
| آنکھون نے نہ بتلایا اس چاہ زنخدان کے | ہم ڈوب گئے یارو بہکائے انھین دوسکے |

جلد اول دیوان ظفر

دیگر

زلف یون روے عرق آلود پہ لہراے ہی — صبح جون ناگن گلون پر چڑھ کے اوس آ کے ہی
سیل اشک تر مین ہی یہ لخت دل اے مردمان — عشق یا سیر چراغان گھاٹ پر دکھلاے ہی
ہی قیامت کا نمونہ یہ قد موزون ترا — دیکھکر بس سرو جسکو خاک مین گڑ جاے ہی
آہ کیا جانے طبیب عشق کس کی یاد مین — ہوک سی اٹھکر کلیجے مین مرے رہ جاے ہی
یہ دل پر آبلہ دیکھا ہی جسکے خوف سے — لیکے تنکا دانت مین انگور بھی رہ جاے ہی
کچھ خدا کا بھی نہین ترس اس بت بے ترس کو — وہ بت ترسا ہمین بیدار کو ترساے ہی

جان شیرین دے ہی بس فرہاد کب شیرین پہ آہ
کون مرتے کے ظفر پیچھے بھلا مر جاے ہے

لخت دل یون چشم مین پھرتے تھے کل ترتے ہوے — جون کف دریا پہ جا بجا ہین کنول ترتے ہوے
ساحل الفت تلک پہونچے نہ ہم ماندہ کاہ — جسم لاغر ہو گیا یہ اپنا شل ترتے ہوے
دل جگر دریاے غم مین جبکہ بیدم ہو گئے — تا کنار وصل پہونچے بخلل ترتے ہوے
بحر الفت کے تلاطم سے خطر ہی کیا ہمین — ڈوب جاتا ہی کوئی کب بے اجل ترتے ہوے
موج دریا سے حباب آبجو رکھ سر پہ خود — بیطرح کرتا ہی کچھ جنگ و جدل ترتے ہوے
بحر غم مین آگیا یون اس دل بیدم مین دم — جسطرح جاوے شناور پھر سنبھل ترتے ہوے

پڑھ کے بسم اللہ بحر بیاد مرسہا ظفر
دم مین بحر غم سے ہم آ گئے نکل ترتے ہوے

دیگر

دیگر

گلستان مین احمد لالہ مژگان مین فرق ہے

ایک سا ان بچھو نجوم کی نظر مین فرق ہے

تم سا ہی پرتو ہے اسکی روشنی ہے رشک مہر

عارض تابان مین در ماہ و قمر مین فرق ہے

ایک ہے تو نزدیک ای یار دونون ایک ہین

کون کہتا ہے کہ جو جان و جگر مین فرق ہے

کیون نہ خواب عبادت اسکو ہم سمجھین دلا

کیا حرم اور دیر مین اور مسجد کے در مین فرق ہے

جو اثر گرمی نہین دل مین کسی کے عشق مین

جلد تر نامہ مرا اسکے جا تو ای پیک صبا

جو حلاوت ہے شمین ہے وہ ذائقہ اسمین کہان

اس لب شیرین مین اور نیشکر مین فرق ہے

اشکباری وہ کرے اور وہ کرے برابر

دریا بار مین اور چشم تر مین فرق ہے

جلد اول دیوان ظفر

| | |
|---|---|
| کیونکہ دل پنجۂ مژگان سے رہائی پائے | چنگل باز سے کب مرغ چمن چھوٹے ہے |
| کب تلک روئیگی دل سوزی پروانہ کو | کوئی اس دل کی لگن شمع لگن چھوٹے ہے |
| پیچ ہی ہوتی ہے بری آہ عزیزو چاہت | آہ یوسف سے وہ کب چاہ ذقن چھوٹے ہے |
| روبرو اس بت کافر کے ہوائی سکو | منہ پہ مہتاب کے ای چرخ کہن چھوٹے ہے |
| لاکھ تو بچ سے نہ دل پر تری الفت اللہ | کب مرے دل سے بت عہد شکن چھوٹے ہے |

رشک مہ شب کو ظفر سے ہی ملاقات مین
کیون تجھے دیکھ کے ای شمع جلن چھوٹے ہے

| | |
|---|---|
| نے فقط کوہ الم کا من پر بار ہے | کچھ تو اپنے دل پہ ہے کچھ اسکے تن پر بار ہے |
| کب عرق سے عارض غنچہ دہن پر بار ہے | قطرۂ شبنم سے کیا برگ سمن پر بار ہے |
| کہدو شیرین سے کہ اپنا رکھ قدم تک آنکر | گل کے رکھنے سے مزار کوہکن پر بار ہے |
| جنبش ابرو ہی کافی ہے ہمارے قتل کو | تیغ کے لینے سے دست یار تن پر بار ہے |
| تجکو فرش چاندنی پر دیکھکر ای رشک ماہ | پھر دکھاتا پنبۂ چرخ کہن پر بار ہے |
| بار اسباب جہان سے کب ہے آزادونکو کام | کسنے دیکھا گردن سرو چمن پر بار ہے |
| دیکھ ای پروانہ دلسوزی ترے عشق مین | سر کا دینا کچھ بھی شمع انجمن پر بار ہے |
| وہ سبک رو ہون نہین رہا جہان جون حباب | کچھ ہوا کا بھی نہ میرے پیرہن پر بار ہے |
| ای ظفر کب تک کہون اس بیوفا کا بار بار | یان تلک آنا بہت پیمان شکن پر بار ہے |

حقیقت ابرو و مژگان کی اپنی

شبنم تری کب اشک فشانی سے بجھے ہی
کیا آتش گل ہی نہین پانی سے بجھے ہی

کب حرص تری آب دمِ تیغ سے قاتل
میری فقط اس تشنہ دہانی سے بجھے ہی

بیمار ہون یہ عشق مین ہی خوار اسیر کے
پانی مرا لوہے کی نہانی سے بجھے ہی

کسطرح نہ بوسے لون عزیزو کہ مری پیاس
چاہِ ذقنِ یوسفِ ثانی سے بجھے ہی

درمان تپِ عشق عزیزو نہ کرو تم
دل کی طپش اُس لبِ جانی سے بجھے ہی

سوزش کوئی جاتی ہی یہ بیخوار کی دل سے
اے ابر تری فیضرسانی سے بجھے ہی

وہ ماہ لقا کیون نہ ظفر ہو عرق آلود
ہوتا ہی طلا گرم تو پانی سے بجھے ہی

کہون کیا حال چشم و دل شکایت اسمین دو کی ہی
بیان عشق ہی مشکل شکایت اسمین دو کی ہی

جگر اور دل کی کیا پوچھے ہو بس یہ ذکر جانے دے
کہون کیا خاک اے غافل شکایت اسمین دو کی ہی

الم اور غم سے جو گذرے جگر پر یہ نہ کھلواؤ
نہ پوچھو آہ کیا حاصل شکایت اسمین دو کی ہی

کہون کیا شمع اور گلگیر کا مذکور مین تجھ سے
سراپا شاہد محفل شکایت اسمین دو کی ہی

جلد اول دیوان ظفر

چمن حسن کی رنگت گئی تازی بدلی | گلبدن تو نے جو پوشاک پیازی بدلی

منہ کیا کعبے کے رخ ابروے جاناں سے پھرا | جاے سجدے کی عبث تو نے نمازی بدلی

کیوں نہ اوراق دل اپنے ہوں پریشاں کہ یہاں | گنجفے میں جو کچھ اُس شوخ نے بازی بدلی

کوئی رکھتا ہی بھلا صاف دلوں سے بھی غبار | شیشہ گر کیا روش آئینہ سازی بدلی

ہم حقیقی سے سمجھتے نہ تھے کم مجکو اب | تیری تاثیر گئی عشق مجازی بدلی

گرچہ پروانہ ہوا رات کو دلسوزی سے | شمع محفل کے نہ پر دل کی گدازی بدلی

لکھ بہ تبدیل قوافی غزل اک اور ظفر
ہمنے سلک دُر مضمون کی درازی بدلی

شہرہ رونیکی جو اُس چشم سے جھٹ پٹ بدلی | دل برسنے سے گھٹا کر گئی پھر سٹ بدلی

اُسنے شب کو یہ مرے ساتھ رکاوٹ لی | بائیں کروٹ سے نہ پھر داہنی کروٹ بدلی

ہمسری زلف پریشاں سے کسی کی اب ہے | اندتوں آہ نہایت ہی گئی لٹ بدلی

آبرو تیری ابھی خاک میں مل جائیگی | دیدۂ تر سے نہ رو کش ہو یہ ہٹ بدلی

دیدۂ تر پہ مرے سایۂ مژگاں کو دیکھ | مردماں بولے کہ آئی شب نگھٹ بدلی

بندش اُس رشک قمر کی کہوں کیا جو ٹیکی | چاند کے پیچھے ہی مارے ہوے جھرمٹ بدلی

پڑھکے میں سورۂ اخلاص نہ دم کیونکہ کروں | روز اُس مصحف رو کی ہے سجاوٹ بدلی

شوق سے گھر میں مرے نامہ کو آیا ہے لیکے | برق سی ہے یہ لیے ہاتھ میں ڈیوٹ بدلی

ہے مرہم کافور کہان داغ جگر پر | اعجاز سے سینے مین یہان آگ لگی ہے

دل توڑ ظفر کا نہ تو اب سنگ جفا سے
اے کافر بدکیش یہ شیشہ حلبی ہے

تیری نگاہ جو بت بے پیر پھر گئی | قسمت مری اُلٹ گئی تقدیر پھر گئی
ہم مر گئے تو دل کے بہاؤ نسیم سے | خاک اُس گلی مین اپنی بہ تدبیر پھر گئی
دیکھا جو کل اک عاشق و معشوق کو بہم | اپنی نظر مین بس تری تصویر پھر گئی
قاتل ترا جو ہاتھ رکا میرے قتل سے | ہو کر قضا بھی میرے گلوگیر پھر گئی

خط کا مرے جواب نہ اُسنے لکھا ظفر
کیا سرنوشت کی مری تحریر پھر گئی

بحر غم ہے نے دیا دیدۂ تر کا پانی | بھائے مردم مجھے کیا اور کے گھر کا پانی
خانۂ دل جو مرا ڈوب گیا اے یارو | نہین معلوم یہ آیا ہے کدھر کا پانی
بارش گریہ سے ہے چشم کا دالان ٹپکا | جلد جاروب مژہ بہانسے تو سر کا پانی
اس وش گل ہے بھرا دیکھ صبا شبنم سے | جسطرح رکھتے ہین چھاگل مین سفر کا پانی
چشم کی راہ بہا دل تو مرا ہو پانی | نکلے ہے شام و سحر اب یہ جگر کا پانی
چشمۂ مہر سے چھلکے ہے و یا تو نے صبا | ساغر گل یہ چڑھایا ہے یہ زر کا پانی
جو نظر آئی مرے چشم کے قطرہ کی آب | شرم کے مارے ہوا دل تو گہر کا پانی

| | |
|---|---|
| دوان ہی قافلۂ اشک سوے ملک عدم | فغان نہ کیونکہ یہ دل صورت جرس کرے |
| یہ کون بادہ پرستی ہی ساقی گلفام | جو جام مے ترے ہاتھو نسے وہ بس کرے |
| فراق یار مین تنکا بنا ہی سوکھ کے تن | ہواے عشق یہ برباد مثل خس نہ کرے |
| جو اسکی جان پہ گذرے ہی وہ ہی جانے ہی | خدا کسی کو جہان مین کسی کے بس کرے |

کمند زلف بتان مین پھنسا یہ دل بیوجہ
ظفر وہ کیونکہ رہائی کی اب ہوس نہ کرے

| | |
|---|---|
| ہر ایک جا ہی فغان ہر مکان مین غل ہی | یہان سے کون گیا جو جہان مین غل ہی |
| ہوا ہی آہ کہین گم وہ یوسف مصری | عزیزو آج جو یہ کاروان مین غل ہی |
| یہ کس کی آمد آمد سے زندگی ہی یہان | کہ چپ ہین بیٹھے ہوے اور کان مین غل ہی |
| یہ دل نوازی مطرب لیسے ہی مجلس مین | کہ آن مین ہی خموشی تو آن مین غل ہی |
| رہے ہی آہ سدا دست اہل وجہ بلند | یہ خیمۂ کہن آسمان مین غل سے ہے |
| سنا ہی جسنے یہ قال و مقال و رزاست | ہنوز آہ وہی اپنے دھیان مین غل ہی |

ہوئی نہ فتح و ظفر بادشاہ اکبر شاہ
ہر اک طریق یہ ہندوستان مین غل ہی

| | |
|---|---|
| بجاے اشک اگر دیدۂ پر آب گرے | جو طفل دوڑ چلے کیون نہ وہ شتاب گرے |
| جدھر کو جاوے تو گلگون ناز کو چھیڑے | جہان لیٹے کو پھر بوسۂ رکاب گرے |

دیگر

وہان خاک کا بستر ہی ...

جلد اول دیوان ظفر

ہی ہلاتا حلقۂ زنجیر کوئی آشنا
آپ کا ہو گا اُسے دیکھو بلاؤ کون ہی

رشتۂ الفت مین جو باندھے لیے جاتا ہی وہ
یار و اُس کے پیچ سے مجکو چھڑاؤ کون ہی

جو مجھے اُس شمع رو سے آن مین دیوے ملا
یان بڑا دلسوز میرا اب بتاؤ کون ہی

آشنا اور غیر کی صورت نہین رکھتا کوئی
اب تو بے وسواس میرے پاس آؤ کون ہی

متہم کرکے ظفر کو پوچھے ہی تو کون سے وہ
کسنے میرے در پہ دی دستک بتاؤ کون ہی

چاندنی کی سیر خوبان تا سحر دیکھا کیے
اور ہم اُنکا رخ رشکِ قمر دیکھا کیے

کیا کہون کیونکر تجھے رشکِ قمر دیکھا کیے
وہ نظر آئے نہ جنکو بھر نظر دیکھا کیے

شب تجھے کیا ہم ہی ای رشکِ قمر دیکھا کیے
ماہ و پروین بھی ترا رخ تا سحر دیکھا کیے

کچھ ہوئی تسکین نہ تجھ بن اس دلِ حیران کو
گو تری تصویر ہم آٹھون پہر دیکھا کیے

آہ انتظار سے دل اور جگر جلتے رہے
ہائے تم ای مردمانِ چشمِ تر دیکھا کیے

تم نظر آجاؤ شاید اس ہوس مین آج ہم
صبح سے تا شام سوئے رہگذر دیکھا کیے

ہم تو خاک و خون مین غلطان ہی رہے بس اور ہان
وہ تماشائے دلِ خستہ جگر دیکھا کیے

صبح ای گلرو تری آنکھون کو چشمِ شوق سے
کیا فقط گلہائے نرگس بھر نظر دیکھا کیے

لالہ و گل بھی ترے رخسارۂ رنگین کو
باغ مین جنکے ہاتو جلوہ گر دیکھا کیے

گر نہین ہی ربط کچھ باہم تو پھر محفل مین تب
تم اُنھین اور وہ تمھین کیون ای ظفر دیکھا کیے

دیکھیے

دل آفت رسیدہ کو مین اپنے کیونکر سمجھاؤن
مری قسمت مین غم کھانا جدھر کا ہی ادھر کا ہی

یہ مجنون چھوڑ ویرانہ پھر بستی مین کیا ناصح
بجا ہی تم اگر فرماتا جدھر کا ہی ادھر کا ہی

دیکھیے

کچھ ہوش ہین ابھی آنے دے مجکو خدا سے ڈر
مرتا ہون دے تو بوسۂ لب کچھ نہ بات پوچھ

روز وفات کا تو خطر کچھ نہین مجھے
ڈر یا کا پاٹ تخت دامن تو بنگیا

جا کی قفس سے دیکھ رہا ہون طرح چمن

ای بیخودی چلی ہے تو لیکر کدھر مجھے
بھاتا نہین ہے شربت قند و شکر مجھے

ای ہمنشین ہر شب ہجران کا ڈر مجھے
در اس سے کیا دکھائی لگی چشم تر مجھے

صیاد ہے نہین ہوس بال و پر مجھے

جلوہ اُسی کا دیر و حرم مین ہے اے ظفر
آتا نہین ہے اُسکے سوا کچھ نظر مجھے

جب سے وہ چھٹا ہاتھ سے دامان ہمارے
بالین پہ دم نزع بھی آیا نہ ستمگر

ہم بسکہ ہین کشتہ ترے اس تیر نگہ کے
کہتے ہین کہ تیغے کو دہر اسان ہیا اُسنے

لخت جگر و اشک ہین حاضر ترے آگے
جمعیت دل تیرے سبب سب وہ ہین برہم

ہر تب سے جنون دست و گریبان ہمارے
سب رکھے ہو دل ہی مین ارمان ہمارے

خوبان جہان جاتے ہین قربان ہمارے
یہ سنتے ہی بس اُڑ گئے اوسان ہمارے

یہ لعل ہین وہ گوہر غلطان ہمارے
کیون ضد مین ٹری زلف پریشان ہمارے

آیا ہے ظفر پہنکے پوشاک وہ گلگون
قاتل نے کیے قتل کے سامان ہمارے

افسون سر رفل نالان مین پھونکے
ڈرتا ہون کہ دل اُسکے نہ کچھ کان مین پھونکے

دیگر

جلد دوم دیوان ظفر

[illegible]

| | |
|---|---|
| لایا ہون تصدق کو تری مرغ دل اپنا | کیا خوب ہو پر اُسکے اگر کھول اُڑا دے |

اُس بت کا کہا مان نہ تو راہ خدا مین
دروازہ خزانے کا ذرا کھول اُڑا دے

جوش گریہ سے نہ کچھ دیدۂ تر بیٹھ گئے
ہے یہ طوفان کئی ہمسایون کے گھر بیٹھ گئے

دیکھنا ہم نہین اُٹھنے کے میان حشر تلک
جسگھڑی در پہ تری کھول کمر بیٹھ گئے

کیا ہوا مت ہو خفا باد ال پر داغ جو ہم
تیرے پہلو مین ذرا رشک قمر بیٹھ گئے

دشت وحشت کو کرونگا وہین مین سر بلند
آبلے پاؤن کے یہ میرے اگر بیٹھ گئے

کیا کرین صاحب فن یار دہ تباہ مجکو
قدردان اُٹھ گئے سب اہل ہنر بیٹھ گئے

ترتے آتے نہین اب جو نظر اے دیدۂ تر
آہ اشکو نہین کہین لخت جگر بیٹھ گئے

چھوڑتا جان سے کب تیر نگہ وہ ہمکو
دور سے ہم بھی اُسے دیکھ کے پر بیٹھ گئے

منزل عشق بہت دور ہے اللہ اللہ
ایک گام مین تم تھک کے ظفر بیٹھ گئے

اُسے لاؤن مین نہون چشم تر نہ یہ ہو سکے نہ وہ ہو سکے
جو وہ آوے مین نہ کرون نظر نہ یہ ہو سکے نہ وہ ہو سکے
کبھی دل یہ چاہے ہے بوسہ لون کبھو جی مین ہے کہ گلے لگون
ڈلے کیا کرون بت لب شکر نہ یہ ہو سکے نہ وہ ہو سکے

[illegible]

[illegible]

دیگر

لٹ سکے ہوتی نہ تیری تیر یا سنگ آشنا ہیں
گر ھنسے تو اپنی آنکھوں کی ترازو پر دھرے

تیری قد سے ہمسری کرتے جو دیکھے فاختہ
آرہ شہپر سر سرو لب جو پر دھرے

شب کو ساتھ اوس سیمتن کے جب سمجھو نیکا مزا
ران رکھے ران پر بازو بہ بازو پر دھرے

بھیگتا دیکھا ہنو جسنے شب تاریک کو
دھیان وہ تیری عرق آلودہ گیسو پر دھرے

عاشق جانباز تیرا زندگی سے ہاتھ دھوئے
آج تیرے روبرو ہے سر کو زانو پر دھرے

اپنی ترک چشم سے کہدے کہ انگشت فرہ
آبداری دیکھنے کو تیغ ابرو پر دھرے

پھر نظر دیکھے نہ گل کو باغ میں پھر اے ظفر
صبح بلبل کان کس تقریر گلرو پر دھرے

تو وہاں خوش ہو سر غیر کے زانو پر رکھے
حیف یہاں روتا ہوں میں دامال اب ور پر دھرے

دیکھ لے جو کوئی تیرے مہ جبین رخسار کو
نام چین چین کے ہزاروں نمیں وہ مہرو پر دھرے

لختِ دل مژگان تر ہیں دیکھ مردم نے کہا
دیدیے کسنے جلا کر ہیں لب جو پر دھرے

چیر کر پہلو سے دل کسکا نکلے دیکھیے
وہ نگہ جاتی ہے ہر دم آہ جا کو پر دھرے

ملے ہی تو لگا آنکھ بوسہ جھپٹ کر دیکھنا
گال وہ اپنا اگر اب میرے قابو پر دھرے

الحذر مانگیں نہ کیوں تجھسے ہم قاتل کہ تو
دیکھنے کا جو ارادہ تیر لوہو پر دھرے

آہ یارو دیکھیے کیونکر بچیں غمزہ سے ہم
یا نزاکت وہ پھر ہیں ہاتھ پہلو پر دھرے

لکھ غزل ایسی ظفر جسکا ہر اک مصرع یہاں
لعل ہو سو خوشخطوں کے لب ادا بر دبر دھرے

ہوکے بدمست جو تو چشم پر افسون بدلے
تیوری جام پہ موج مے گلگون بدلے

صفحۂ دہر پہ مانند نگین بیجے نام
کچھ تو تاثیر ترا امر طالع وارون بدلے

ہے کہان قوس قزح ابر سیہ مین ظاہر
رنگ گرگٹ کے سے یہ تیغ ہین گردون بدلے

ناتوانی سے جو تنگ ہے سانس نہ لے سکتا ہون
کیونکہ بستر پہ وہ پہلو ترا مفتون بدلے

ہے پریزادی تو کس طرح سے شمع زجان
ہیں مثل لیتے ہین خون کچھ جو بیان فن بدلے

وہ نہین ہم جو لجائین بہا لیلی مجنون
شرط اب ہے سے تو ہامون سے تو ہامون بدلے

زلف کو کھول مرے کچھ آئینہ جو دیکھا تو نے
رنگ بدلی نہ بھی کیا کیا اب جیحون بدلے

سن لے بوسہ نہین چھوڑنے کا مین تمکو
دل و دین کیسے تو مین اسکے بھی دو دون بدلے

ہر فنا یہ نہین ممکن ہے کہ اس کوچے مین
اب مکان اور ترا عاشق محزون بدلے

کھینچا اپنا ہوا ہے بہت اب یہ دماغ
صید تنگ اب ہے سے تو دیدۂ پرخون بدلے

تب مرا نام ظفر اب جو نہ مین بدلے یون
دشمنون تمنے ہین یار اپنے لیے یون بدلے

اشک غلطان کو دل پر یاس منہ مین ڈالے
کان نکلا ہے یہ الماس منہ مین ڈالے

کیون نہ کھاؤن زہر جب کچھ حسرت غم کی
بیٹھکر تو آہ میری یاس منہ مین ڈالے

پھول بھی بلبل کے ادک گل ہین یہ نقل فاقہ
طرۂ شنبیر تو بے وسواس منہ مین ڈالے

ہر تنک دل ہین یون طفل دبستان جو کوئی
ٹکڑے ٹکڑے کرکے کچھ قرطاس منہ مین ڈالے

یاد مین تیری جو مین خود رفتہ ہون آرام جان
اس لیے رہتی ہے اب ہر دم فراموشی مجھے

کیا کہون مین حال یہ اپنا کہ اسکے ہجر مین
بستر اندوہ پر رہتی ہے بیہوشی مجھے

جو نہونا تھا سو اپنے دور مین تو کر چکا
اے فلک کرنے دے اس سے اب تو سرگوشی مجھے

جی نکل جاتا ہے پھر اُس دم شب مہتاب مین
یاد جب آتی ہے پہنے اسکی یہ پوشی مجھے

ہے تصور کس پری رخسار کا یارب مدام
صورت تصویر جو رہتی ہے خاموشی مجھے

گردش ایام کے ہاتھون سے ابکی ای ظفر
ساتھ تیرے یہ میسر کب ہے مے نوشی مجھے

سلک گوہر جو بفرق بت بے پیر ہلے
دلے بالون اسی باعث نہ تیری گھر جائے
آپ کچھ دیتے ہیں جو بھون کو جنبش
دل کو گردش نہو بت رانکو مخمل مین ہے

کہکشان کی بھی شب تیرہ مین تحریر ہلے
تا دھمک سے یہ کوئی حلقۂ زنجیر ہلے
کہین بھونچال ہے اس دل کی نہ تعمیر ہلے
گرچہ فانوس خیالی مین یہ تصویر ہلے

[illegible]

کیون منکشی سے ہر دم کیجے حجاب ساقی
ہے اپنا اندنونین عہد شباب ساقی

دے جام گل مین بھر کر صہبائے ناب ساقی
آنکھونمین محو کر دین ہم آفتاب ساقی

اس ابر مین خوش آوے کیونکر نہ سیر دریا
کیفیتون سے پُر ہے جام حباب ساقی

لخت دل برشتہ مژگان پہ یہ نہین ہے
لایا ہون تیری خاطر جام شراب ساقی

ابرو کا تیرے جلوہ دیکھا ہے شاید اُسنے
جو ماہ نو ہے شب کو بادر رکاب ساقی

سنبل ہی کیا پریشان ہے دیکھ زلف تیری
موج نسیم کو بھی ہے پیچ و تاب ساقی

ساغر کشی ہماری مت پوچھ تو کہ تجھ بن
پیتے ہین خون دل ہم جائے شراب ساقی

جو زلف و رخ کو تیری دیکھے ہے یہ کہے ہے
کیا جلوہ گر ہین باہم برق و سحاب ساقی

اس ابر اس ہوا مین دل کو گھٹا نہ میرے
پیک صبا یہ کہنا آ اب شتاب ساقی

تجھ بن ٹپک رہا ہے پھر پھر کے سر کو شیشہ
ساغر ہی ہے نہ تنہا چشم پر آب ساقی

ساغر کشی نظفر مین اس در زمین کر دن کیا
شیشے پڑے ہین خالی ہے مست خواب ساقی

کیا ار دو کے قطرہ دیدۂ نمناک سے پانی
سچ ہے نہین تھمتا خس و خاشاک سے پانی

بہ جائے نہ گرمی سے مری خانۂ مردم
رکھتا ہے عداوت سے دل خاک سے پانی

ہر روز جسے ہو شرم زدہ خانۂ خورشید
بھر لاتے ہین ہر روز عرقناک سے پانی

ناصح کسی صورت سے نظر ہی نہین آتی
فرصت ہمین عشق بت بیباک سے پانی

اے غنچہ دہن سیر تو سرو گلستان ہے
دل کیون نہ شگفتہ ہو تو بھی گل خندان ہے

دل ہو نہ ہو اک عالم روشن ہے سبھی تجھ سے
پروانہ مین نہ اٹھو تو شمع شبستان ہے

ٹھہرے ہین مژگان مین یہ لخت جگر اپنے
پلکون مین یہ اے ہمدم کیا سیر چراغان ہے

کیا پان کی سرخی ہے لب پر ترے اے کافر
دیکھے سے خجل جسکو ہر لعل بدخشان ہے

اس آبلہ پائی کی دولت سے مرے یارو
سر بستہ جہان دیکھو ہر خار مغیلان ہے

کیا اسکے چمکتے ہین دندان مسی آلودہ
یہ خانۂ نیلم مین الماس نمایان ہے

جانا مرے پہلو سے ہر دم نہ ذرا کہیے
تو ہی مرا جانان ہے اور تو ہی مری جان ہے

دیکھا ہے کہ پردے مین پنہان ہے نہین نکلی
یہ گرم شرارت مین آہ دل سوزان ہے

وہ غنچہ دہن اپنا ایسا ہے بصد خوبی
الفت مین ظفر جسکی دل چاک گریبان ہے

رخ خورشید نے وضع یہ اپنی نکالی ہے
کہ جو دیکھے ہے سو کہتا ہے یہ بسمہ جلالی ہے

تماشہ مجکو دکھلانے کو مہر و ماہ نے بازیگر
سحر تحت الثری سے پھینکا خورشید تھالی ہے

تفکر مین ہو نہین کب سے ترے مضمون قامت کے
الف کر سرو ہے مصرع دیوان عالی ہے

نہ سمجھو انکو مژگان دیدۂ تر پر ہے ہر دم
اٹھی دریا کی جانب کو گھٹا امڈ آنے کالی ہے

برنگ غنچہ باغ دہر مین کیا فکر زر کیجے
بندھی مٹھی ہے اپنی اور جانا ہاتھ خالی ہے

مجھے کیون دیکھکر تم ہر گھڑی اب لب ہلاتے ہو
کہو سمجھے ہی اے پیارے اگر دینی جو گالی ہے

دیگر

دیگر

اس روش کہتی ہو قمری سی چمن مین بلبل
گلشن دہر مین گلچین خزان کا ہوئا

تن بہ لگتے ہین یہ گل بن تجھی پر کانٹے
جسنے بوئے ہین مرے حق مین سر اُس پر کانٹے

ساتھ اُس یار کے ہون کیونکہ نہ اغیار مدام
پاس ہوتے ہین ظفر گل کے مقرر کانٹے

لب شیرین جو ترے خواب مین دلبر جائے
زندگی سے ہو وہ کیون سیر کہ جسکا یا فر
حول دل اُسکو نہ ہرگز ہو کبھو اے پیارے
افعیٔ زلف کا ڈسا ہو ترے جس کو صنم

یاد کر ذائقہ ہونٹ اپنے شکر رہ جائے
ہر لب خم وہ آب دم خنجر جائے
جان کر لیتیم جو در کہ ترے عنبر جائے
زہر مہرہ بخدا کیون نہ وہ گھس جائے

اے ظفر بزم سخندان مین ترے سن اشعار
اپنے لب کیونکہ نہ ہر ایک سخنور رہ جائے

تنو سینہ مین باہم دل بیتاب و آتش ہے
رخ گلنار پہ جیسے کمان ہے زلف خم گشتہ
دل بیمار اس لب پر نہین ہے یاں کی سرخی
نمایان برگ گل پر قطرۂ شبنم نہین یار
نہین جام بلورین مین شراب لعل کے ساقی
بین مژگان ہے کیا گرمان لخت دل سوزان

تعجب ہے کہ یکجا پارۂ سیماب و آتش ہے
بہم اک بحر خوبی حلقہ گرداب آتش ہے
سمجھ کر لیجیو بوسہ سر عناب آتش ہے
یہ اعجاز بہار گل ہے یکجا آب آتش ہے
شب ہجران ہے تجھ بن ساغر مہتاب و آتش ہے
روان آنکھوں سے ہر قطرۂ خون ناب آتش ہے

دیگر

دیگر

وہ ابر بہاران ہے وہ برق درخشان ہے

زلف و رخ جانان کا مت پوچھ ظفر عالم

وہ غنچہ شگفتہ ہے وہ سرو گلستان ہے

کیا کہیے دلا کیا ہے اسکا دہن و قامت

وہ لعل بدخشان ہے وہ گوہر غلطان ہے

[illegible]

دیگر

خال رخ پر زلف کی ہان ہر جنبیدہ ہے

[illegible]

وہ رنگ ڈھنگ مین کچھ اور بول چال مین کچھ
یہ بات کیا ہے نہین ٹھہرتی خیال مین کچھ

نہ اسکی مانگ مین اور کہکشان مین ہو کچھ فرق
نہ ہو تمیز اس ابرو مین اور ہلال مین کچھ

نہین ہے عشق مین اک حال کچھ نہ پوچھو حال
کبھی فراق مین کچھ ہے کبھی وصال مین کچھ

کسے دماغ سے کون درد سر کے سوا
نہین ہے فائدہ واعظ کی قیل و قال مین کچھ

نہین ہے دل ہی فقط زلف مین اسیر دام
کہ جان بھی ہے گرفتار اس بال مین کچھ

نہ دیتے وہ لب شیرین سے ایسے تلخ جواب
اگرچہ زہر اگلتا نہ مین سوال مین کچھ

قفس کے ٹکڑے اڑا دوں جو پھڑکے اے صیاد
اگرچہ دم نہین مرغ شکستہ بال مین کچھ

سوائے نالہ و فریاد و گریہ و زاری
ہمین تو خوش نہین آتا غم و ملال مین کچھ

جو سرنوشت مین ہے اے ظفر جز اسکے
نہ استخارہ مین معلوم ہو نہ فال مین کچھ

## ردیف یای تحتانی

پر اشک مژہ ہیان ہے آہ دل سوزان ہے
وہ سرو چراغان ہے وہ شمع شبستان ہے

کیا لا سکے نہین خیرہ ہے جلوہ کنان دیکھے
وہ انجم افلاکی اور وہ مہ تابان ہے

تیری نگہ و مژگان کیونکر نہون اب قاتل
وہ ناوک پران ہے وہ خنجر بران ہے

کب خال زنخدان مین اب اسکے جھلکتا ہے
یہ یوسف مصری ہے اور وہ مہ کنعان ہے

[illegible]

دیگر

[illegible]

دل لیا تمنے تو پھر جان کو کیون چھوڑتے ہو
دونون لیجاؤ تمھین میری قسم ساتھ کے ساتھ

اشک مژگان پہ نہین دوڑتے ہے خون جگر
دونون آتے ہین یہ اک دیدۂ نم ساتھ کے ساتھ

روش حسایہ ہے ربط اُن سے ہمارا اسطرح
کہ الگ کے ہین الگ اور رہین ہم ساتھ کے ساتھ

لکھ کے حال اپنا لکھون اُنکے گلے بھی قاصد
خط مین ہو جاوینگے اسوقت رقم ساتھ کے ساتھ

آمد وشد سے نفس کی ہمین معلوم ہوا
یعنی موجود ہین ہستی و عدم ساتھ کے ساتھ

رہے کافر و مومن سے کدورت دل مین
صاف یکبار رہون گر دیر و حرم ساتھ کے ساتھ

کوچۂ یار سے جاتا ہے نہ دل اور نہ ہم
جاکے پھر آتے ہین وو جا بہ قدم ساتھ کے ساتھ

تختۂ مشق ہے دل دیکھیے کلکِ خیال
ہین ظفر دونون یہین لوح و قلم ساتھ کے ساتھ

حسن پر اپنے ہی کیا کیا خود پسندوں کو غرور
خانۂ ابھی میں گر دیکھا نہو وے آفتاب

یا الٰہی ہو کہیں دنیا سے غارت آئینہ
دیکھو تم دیکھے ہو وہ خورشید طلعت آئینہ

دیکھ اُسکے مصحف رخسار کی دولت ظفر
ہر سحر کرتا ہے قرآن کی تلاوت آئینہ

لائے کس وجہ تری تاب نظر آئینہ
رکھے فولاد کا جبتک نہ جگر آئینہ

تابِ رخسار ہے اس پردہ نشین کے جانا
ہے رکھا کوئی لیس در زن در آئینہ

خاک مین اہل صفا کو ہی ملاتا گردون
کیا عجب ہے کہ یہ ہے خاک بسر آئینہ

موج جوہر سے جو ہے یار ہی پر بحر سدا
تیری صورت کا ہے دیوانہ مگر آئینہ

رات دن رہنے لگے محو خود آرائی تم
دیکھتا ہاتھ مین ہون آٹھ پہر آئینہ

سینہ صافونکا وطن مین ہے زمانہ دشمن
کرتے ہین اہل حلب شہر بدر آئینہ

مین بھی حیرت زدہ ہون میری بھی دیکھو صورت
دیکھو گر دیکھ کے تم ماہ صفر آئینہ

پاک دنیا سے ہین دنیا مین ہین گو اہل صفا
غرق ہے آب مین لیکن نہین تر آئینہ

صورت یار کو مدنظر ہی کیا صورت
صاف مبتک کہ نہو دیگا ظفر آئینہ

نہین راہ بد ہو چلتا یہ دم آہستہ آہستہ
روان ہے کاروان سوئے عدم آہستہ آہستہ

کوئی دنیا سے جاتا ہے اگر آتے ہو جلد آؤ
رکھو نازسے اپنا قدم آہستہ آہستہ

یہ جب تلک کہ نفس رشتہ ہے ہزار کے ساتھ
ہزار دانہ تسبیح ہین ایک تار کے ساتھ

نکل کے روح رواں ہے ہوا کے گھوڑے پر
پیادہ جا کہین کسطرح سوار کے ساتھ

ہو جدا نہ کبھی غم تری جدائی کا
رہا ہمیشہ مری جان بیقرار کے ساتھ

ملایا خاک مین مانند نقش پا مٹنے
سلوک خوب کیا اپنے خاکسار کے ساتھ

کہان ہو خلش نیش عشق دلمین داغ
کہ گل جو باغ مین پیدا ہوا تو خار کے ساتھ

لگا نہ دامن دلدار سے کبھی افسوس
صبا نے لاگ یہ باندھی مرے غبار کے ساتھ

برنگ گلشن تصویر باغبان ہمکو
خزان کے ساتھ نہ مطلب ہے بہار کے ساتھ

کھلی رہینگی پس از مرگ بھی مری آنکھین
کہ ایک عمر سے خوگر ہون انتظار کے ساتھ

ظفر بلا سے مری کیا دل اگر بلا مین پھنسے
الجھتا کیون ہے یہ دیوانہ زلف یار کے ساتھ

واہ یون باعث حیرت تری تصویر کی آنکھ
جسطرح سے کہ جھپکتی نہین تصویر کی آنکھ

ہے مگر محو تماشہ ترے دیوانے کی
نیند ہوتی جو نہین حلقۂ زنجیر کی آنکھ

دیکھے ہے خال رخ یار کو یون طائر دل
دانہ پر جیسے پڑی مرغ ہوا گیر کی آنکھ

شوق نظارہ مین اس ماہ لقا کے ہر شب
جو ستارہ ہے وہ ہے اس فلک پیر کی آنکھ

دمبدم دیکھے ہے حسرت سے ترے بسمل کو
حلقۂ جوہر کا نہین ہے تری شمشیر کی آنکھ

دیکھتا کیا ہے لگا تیر کہ اے صید افگن
تری آنکھو نکو تکے ہے تری نخچیر کی آنکھ

نام احمد کو جو لکھے تو عجب کیا ہی ظفر
لے قلم لوح کا اور لوح قلم کا بوسہ

کہان نگہ یہ ہو سرمہ کا رنگ پیوستہ — یہ تیغ وہ نہین جسمین ہو زنگ پیوستہ
اگرچہ صوت سوہان ہی سرواے قمری — گلے مین تیرے ہے طوق تنگ پیوستہ
نہین وہ آئینہ مین کاکل کج مگر کا عکس — ہوا ہی بحر کی تہ مین نہنگ وہ پیوستہ
سراپا ہجر مین دیوار سے جو ٹکراؤن — جدا جدا ہون دہن خشت و سنگ پیوستہ
بہم ہون سامنے دو ماہ تو تماشہ ہو — بھوین دکھاے جو وہ شوخ و سنگ پیوستہ
تو ابرو ہاتھ اُٹھا قتل سے کہ قبضۂ تیغ — ہوا ہی ہاتھ مین از خانہ جنگ پیوستہ
بدن سے مرد دلاور کے حلقہ ہاے زرہ — رہین ہین صورت داغ پلنگ پیوستہ
وہ کب نکلتا ہی جب تک نہ دم مرا نکلے — جگر مین ایسا ہی تیر خدنگ پیوستہ

ظفر سمجھ نہ اسے زلف روے جانان پر
یہ ہے فرنگ سے سرحد زنگ پیوستہ

شدت گریہ سے ہی دیدۂ تر پر صدمہ — آہ سے دل پہ ہی نالہ سے جگر پر صدمہ
گرم نظارہ کوئی کیا ہو ترا مہر لقا — تاب خورشید سے پہونچے ہی نظر پر صدمہ
برق نالہ مری شمشیر ہی وہ آتش دم — پہونچے ہے جس سے فلک کی بھی سپر پر صدمہ
ہونٹ جو ملتی ہی تری آگے ظالم ہو بحال — کہین پہونچے دل عاشق کے نہ گھر پر صدمہ

نہیں گلے کو مرے خنجر ستم سے گلہ
اٹک رہا ہے یہ دم کیوں مجھے ہے دم سے گلہ

ہزار رنج و الم ہوں تری محبت میں
نہ مجکو رنج سے شکوہ ہے نہ الم سے گلہ

ملائی خاک میں سب نے آبرو میری
مجھے ہو کیونکہ نہ یہ اپنی چشم نم سے گلہ

کیا ہے میں نے یہ وحشت میں دشت کو پامال
کہ خار خار کو ہے اپنے قدم سے گلہ

ہزار غنچے کھلائے کیا شگفتہ نہ دل
چمن میں ہمکو ہے یہ باد صبحدم سے گلہ

سہے ستم پہ ستم روز ایک شکر خدا
کیا نہ ہمنے کبھی اس کا اس صنم سے گلہ

برنگ شمع جلے سر سے پانوں تک لیکن
زباں پہ لائے نہ ہم اپنے سوز غم سے گلہ

دلا گر شکوہ ہمنے دیا دل نے ہی ہمیں تکلیف
جو ہمکو دل سے گلہ ہے تو دل کو ہمسے گلہ

ظفر نوشتہ تقدیر پہ جو راضی ہیں
نہ انکو لوح سے شکوہ نہ ہے قلم سے گلہ

ہے حنا کا رنگ بھی دست بت پر فن پہ بوجھ
اگر کے سہرا کیوں ہو وہ نازنین گردن پہ بوجھ

بار دنیا ساتھ ہی منعم کے بعد از مرگ بھی
باعث تعویذ سنگین ہے سدا مدفن پہ بوجھ

وہ گراں بار الم ہوں میں کہ میری خاک بھی
گر پڑے دامن پہ پڑے معلوم ہو دامن پہ بوجھ

دشت وحشت سے رہا باقی جو بار پیرہن
ناتوانی سے رہے مجنوں کے ہے وہ تن پہ بوجھ

بار لش دنیا کے ہوں نا اہل اہل تمیز
لادتے ہیں کب گدھوں کی طرح توسن پہ بوجھ

آسنے کیا سر پر رکھا پر جی دھڑکتا ہے مرا
تازگی سی ہوتی پھر اس غیرت گلشن پہ بوجھ

ہو یوں تو وہ رخ بھی گل شاداب زمانہ
لیکن ہے در بن نادر و نایاب زمانہ

دیتی ہے نکلنے یہ کوئی کشتی مقصود
ہے ایک بلا گردش گرداب زمانہ

کچھ در نہیں پردہ دری سے تری اے چرخ
صد پارہ ہو گر چادر مہتاب زمانہ

بچتا ہے پل مرگ سے کب پیچ سے کوئی
گو رستم دوران ہو کہ سہراب زمانہ

پہلو میں مرے مردہ دل بیتاب نہ جس سے
ہمسر نہو صد معدن سیماب زمانہ

کیا سبز کرے کوئی کہ جوں سبزۂ شمشیر
ہے تشنۂ خون سبزۂ سیراب زمانہ

ہو کیونکہ کسی سے ظفر امید محبت
ہم جانتے ہیں جیسے ہیں احباب زمانہ

خال کے دانے سے دیکھ اس سیب غبغب میں گرہ
جتنے سیب خلد ہیں تخم سے سب میں گرہ

زلف کے حلقے میں وہ تابندہ اختر دیکھنا
قرص مہ سے کیا لگی ہے دامن شب میں گرہ

دل کی واشد سے یہ کھلتا ہے کہ شاید دل کی جا
غنچہ ساں پیدا ہوئی انسان کے قالب میں گرہ

دل گرفتوں کی بگولا خاک کا لے شہسوار
ڈال کر لنگر لگائے پلٹے کوکب میں گرہ

جہان مین ہو نام کیونکہ پیدا اگر نہو نامور پہ صدمہ
نمود کب ہون حروف سکہ نہ پہونچے جبتک کہ زر پہ صدمہ

ہوا وہ ملنے سے تیرے جوڑے کے دل پہ صدمہ جگر پہ صدمہ
کہ پہونچا آہ دل و جگر سے فلک پہ صدمہ قمر پہ صدمہ

بلا سے گر خط کو ٹکڑے کر کر ملے کف پا سے وہ ستمگر
خطر ہے مجکو کہ اس خطا پر نہ پہونچے کچھ نامہ بر پہ صدمہ

جنون کی گرمی سے اپنے خون کی طپش کہون کیا کوئی بلا سے
کہ رگ دم فصد اپنی تڑپی پہونچگیا نیشتر پہ صدمہ

جو تو ہے باریک بین زیادہ چڑھالے دو لیکے جام بادہ
بغیر عینک نہ کر ارادہ دگر نہ ہوگا نظر پہ صدمہ

جو کوئی صدمہ کو عاشقی کے جہان مین پوچھے تو کوہکن سے
کہ ضرب تیشہ سے آہ اُسنے اُٹھالیا اپنے سر پہ صدمہ

نہ پہنو پھولونکی دیکھو بدھی کہ ہے نزاکت سے ڈر رہا جی
کہین گرانی سے اُن گلونکی پہونچ نجاوے کمر پہ صدمہ

اکیلا تم چھوڑ کر ظفر کو سدھاری جسوقت اپنے گھر کو
تو اسنے ٹکرایا اپنے سر کو کہ پہونچا دیوار و در پہ صدمہ

[illegible]

روکشی کا کرے کس منہ سے ارادہ شیشہ | دل ہے نازک نہیں دیکھا تو ملا بادہ شیشہ
ابر بہاران ہو گلستان ہو ہوا اور سبزہ | ساقی لبریز کر اب لیکے تو بادہ شیشہ
خاک اس دور مین کیفیت مے نوشی ہو | سرنگون ہے قدم غم پہ فتادہ شیشہ
شیشہ بازو کی طرح رکھ کے حباب رہا | سر پہ کیا اپنے پھراتا ہے تو سادہ شیشہ

محتسب پر ہو ظفر کیون یہ ناوک انداز
موج صہبا نہیں کھینچے ہے کہ بادہ شیشہ

ساقی ترے اس دست قدح گیر کا سایہ | بے بادہ مرے سر پہ ہے شمشیر کا سایہ
نے جن کا ہے آسیب پریون کا جھپٹا | ہے دل کو مرے زلف گرہ گیر کا سایہ
مجنون کو تری ضعف سے کیا حاجت زنجیر | پاؤن پہ گران جسکے ہو زنجیر کا سایہ
کھلتا جو نہیں باد صبا غنچۂ تصویر | اسپر بھی پڑا کیا کسی دلگیر کا سایہ
تو بھی ہے وہ تصویر کہ ہوئیسے تری آگے | سایہ ہے ترا بلکہ تری تصویر کا سایہ
فردوس ہے کوچہ ترا اے حور شمائل | ہے سایۂ طوبیٰ تری تعمیر کا سایہ
وحشی ہے ترا دھوپ مین بھاگا ہوا پھرتا | اسطرح کہ جیون مرغ ہوا گیر کا سایہ
ایدل بہ یک اجل ہو نگہ یار کے ہمراہ | جون تیر کے ہو ساتھ روان تیر کا سایہ

مین ڈھونڈھون ظفر اور کا کیون ظل حمایت
کافی ہے مجھے حیدر و شبیر کا سایہ

[illegible]

یار ومین حیران ہون اس آئینہ وکی بزم مین
دل کو ہی وابستگی حلقے سے تیری زلف کے
ہوک سی اٹھتی ہی رانجھے کو ہمین سینہ مین آہ

مت کہو تصویر کو تصویر کے پہلو سے اٹھ
بیٹھے دیوانہ کدھر زنجیر کے پہلو سے اٹھ
جب کوئی کہتا ہی چل ہیر کے پہلو سے اٹھ

ایک مدت مین خدانے دن دکھایا ہی یہ پھر
اے ظفر مت اس بُت بے پیر کے پہلو سے اٹھ

پڑا ہما را جو اس سیمبر کے ہاتھ یہ ہاتھ
ہزار جان سے قربان اس ادا کے ہائے
نہ اعتبار رہے قول وقرار کا جسکے
رقیب خاک بسر ہونگے مثل نقش قدم
کچھ اسکے ہاتھ لگا کچھ ہماری ہاتھ لگا
رقیب تیری تمنا حصول ہوگی آہ

رقیب بیٹھ رہے غم مین دھر کے ہاتھ یہ ہاتھ
رکھا جو شوخ نے اک غمزہ گر کے ہاتھ یہ ہاتھ
دلا نہ رکھیو کبھی ایسے بشر کے ہاتھ یہ ہاتھ
رکھونگا اسکے جو پنجے مین ہر کے ہاتھ یہ ہاتھ
رکھا جو بام سے اسنے اُتر کے ہاتھ یہ ہاتھ
ہزار رکھ لیا اُس بیخبر کے ہاتھ یہ ہاتھ

ہزار طور کے لوگون کو پھر گمان ہوون
ظفر نے جبکہ رکھا نامہ بر کے ہاتھ یہ ہاتھ

نکل کے آنکھون سے اشک لے ہی ہماری جب آستین کا بوسہ
تو ہم بھی نور بصر سمجھ کر لیا کرین ہین جبین کا بوسہ
لب ودہان درخ وزنخدان تمھاری ہر وجہ سے ہین بہتر

دیگر

بجا سبب ہے کہ جبین رکھے [illegible] گلے مین آہ
کسی کا عقدۂ کاکل نہ [illegible] تو دل مین آہ
ہاسا وہ دل کو [illegible] صبا اُلجھن سے جا
[illegible] سے ای قسم بسمل مین آہ
نقش [illegible] کو پایا ہے ہم
کھل گئی جب دم کی [illegible] باطل مین آہ
کیوں وہ دانستہ [illegible] بیٹھی ہی نہین
رہ گئی ایسی کمان کی چشم قاتل مین آہ
ایک دن ہو گئے ظفر [illegible] عقدۂ مشکل مین آہ
ذیل بندی [illegible] سلاسل مین آہ

کھینچی آہ گیا مین تو نہ یان ہانپ کے بیٹھ
زلزلے سے گیا یہ چرخ دنی کانپ کے بیٹھ

کر کے رونے کا گمان غیر نہ کوئی اے یار
پاس مت بیٹھ [illegible] تو تنہا ہانپ کے بیٹھ

وہ بلا زلف ہے کالی تری وہ سم ڈالی
دیکھکر جسکو گئے دانت یہان سانپ کے بیٹھ

دم مرا بیٹھ گیا صدمۂ غم سے اُس کے
جسطرح جاکے چڑھائی سے کوئی ہانپ کے بیٹھ

رند سب بیٹھے ہوئے تھے در میخانہ پر
دختر رز کو ظفر ہم بھی گئے بھانپ کے بیٹھ

اچھالے دست مژہ گا آپ دو دو ہاتھ
ہوا یہ خوف سے کانپے سحاب دو دو ہاتھ

سدا مین ابر ہون دستانہ نالہ دل سے
نہ چھیڑ مطرب تار رباب دو دو ہاتھ

طپش سے دل جدائی کے میرے پہلو مین
اچھلتا ہے دل پر اضطراب دو دو ہاتھ

لیا جو اُس لب شیرین کے خال کا بوسہ
نگیں نے پیٹ لیا سر شتاب دو دو ہاتھ

بٹھا ہلا دے اگر حق سامنے تو لڑون
سپر بنا کے ہین جام شراب دو دو ہاتھ

چمن مین کیونکہ نہو عندلیب نغمہ سرا
بجاتا تال ہے برگ گلاب دو دو ہاتھ

تپ فراق سے اُس شکل بچہ لرزان ہے
فلک پہ صبح سدا آفتاب دو دو ہاتھ

غریق بحر گنہ ہون مدام مین تم سے
کبھی نچاویگا یا بوتراب دو دو ہاتھ

ظفر کا آپکی بدخوئی سے قسم ہے دل
ہٹا ہی جاتا ہے خانہ خراب دو دو ہاتھ

دیگر

رکھے نہین ہم صحبت اغیار مین گھس بیٹھ
وہ اور رہا مین جو کرتے ہین دیدار مین گھس بیٹھ
اک آفت جان صبر و توان نے کیا دم
کیا جانے کسطرح دل زار مین گھس بیٹھ

[illegible]

[illegible]

تمھارے ہاتھ دولت آگئی ہی خاکساری کی
ظفر تم کیون نہ لیکر ہاتھ مین اکسیر کو رکھدو

## ردیف ہاے ہوز

پیدا تری اشکون کے ہی قطرات مین سب کچھ
حاصل ہی ہر اک دانے سے برسات مین سب کچھ

دیدیجے دل و دین کیون نہ تجھے ای بت کافر
جلوہ ہی خدائی کا تری گات مین سب کچھ

زلف اسکی دکھادی مجھے اے خضر تصور
کہتے ہین کہ ہی پردۂ ظلمات مین سب کچھ

حاصل نہین کچھ مزرع دنیا سے کسیکو
ہی کشور دل کے مری دیہات مین سب کچھ

نقد دل و دین کیون نکرون پیشکش اسمین
لازم ہی کہ ہو اسکی مدارات مین سب کچھ

انداز و ادا سے نہین کچھ اور کو مطلب
ہوتا ہی ادا تیرے اشارات مین سب کچھ

## قطعہ

بوسہ جو طلب اس سے کیا مین نے تو بولا
موجود ہی اب اپنی ملاقات مین سب کچھ

سائل سے کبھی آج تلک منہ نہین موڑا
حاصل ہی ہر اک کو مری خیرات مین سب کچھ

بیتابی و زاری کی شکایت ہے عبث اب
ہوتا ہے ظفر عشق کی حالات مین سب کچھ

دیگر

[illegible]

خواہ کر انصاف ظالم خواہ کر بیداد تو
پر جو فریادی ہین اُنکی سن تو لے فریاد تو

دم بدم بھرتے ہین ہم تیری ہوا خواہی کا دم
کر نہ بدخوؤن کے کہنے سے ہمین برباد تو

کیا گنہ کیا جرم کیا تقصیر میری کیا خطا
بن گیا جو اسطرح حق مین مرے جلاد تو

قید سے تیری کہان جائینگے ہم بے بال و پر
کیون قفس مین تنگ کرتا ہی ہمین صیاد تو

دل سے دل کو راہ ہے تو جسطرح سے ہم تجھے
یاد کرتے ہین کرے یون ہی ہمین بھی یاد تو

دل ترا فولاد ہو تو آب ہو آئینہ وار
صاف یکبارہی سنے میری اگر روداد تو

شاد و خرم ایک عالم کو کیا اُسنے ظفر
پر سبب کیا ہے کہ ہے رنجیدہ و ناشاد تو

دیگر

پوچھتے ہو آج آکر ہمسے کیا اچھے تو ہو
یہ کہو تم تھے کہان اے دل ربا اچھے تو ہو

ہم غم دوری سے جبکہ ہو چکے مرنیکے قریب
اُسنے اتنا بھی نہ پوچھا کیا ہوا اچھے تو ہو

دیکھی نباضی تری جا کام کر اپنا طبیب
دیکھکر تو نبض ہے یہ پوچھتا اچھے تو ہو

ہو گئی برسون کی برسون تم نہ آئے کیا سبب
آپنے اچھا کیا وعدہ وفا اچھے تو ہو

اپنے بیمارون کو کہتی ہے ذرا کر چشم یار
تم دوا کرتے ہو پر دیکھین بھلا اچھے تو ہو

کون کہتا ہی تمھین بیمار کہ تم اچھے نہین
اچھے اچھے کہتے ہین سب واہ واہ اچھے تو ہو

زخم میرے چاہتے ہین اے ظفر جیسا تازگی
مین انھین کہتا ہون کم بختو ذرا اچھے تو ہو

دیگر

[illegible]

[illegible]

کنار آب ہو مہتاب ہو ساغر ہو مینا ہو
جو یہ سامان کل ہو پھر تو چہلیں ہوں تماشا ہو

رباب و چنگ ہو بزم طرب ہو اور مطرب ہو
دف و نے ہو دہل ہو پھر تو چہلیں ہوں تماشا ہو

پری زاد دربا میں ہو عکس حرا نماں اور وہ مہوش
نکھر ابا لا کل ہو پھر تو چہلیں ہوں تماشا ہو

بہیں میں اسقدر باہم نشے کا ہووے یہ عالم
حیا کا اپنی قفل ہو پھر تو چہلیں ہوں تماشا ہو

ہوا ٹھنڈی ہو آدھی رات ہو بادہ ہو یار ہم میں
چراغ اسوقت گل ہو پھر تو چہلیں ہوں تماشا ہو

وہ ہوں کیلو نکی اوجھل میں اکیلے اور میں جا پہنچوں
ظفر کیا کیا نہ غل ہو پھر تو چہلیں ہوں تماشا ہو

اشک وہ طفل ہے رکھی نہیں جس نے اسکے پانوں
چشم پہچان کے تو بالنے میں پوت کے پانوں

ڈھونڈ لیویگا ترا رزق مقدر تجھے آپ
توڑتا پھرتا ہے تو واسطے کیوں قوت کے پانوں

کیونکہ جاوے ترے ڈر سے کہ نہیں اٹھ سکتے
روش نقش قدم عاشق مبہوت کے پانوں

پر زمرد کے سے طاؤس نے پائے لیکن
دیکھتے رنگ ادا ہو نہ جو یاقوت کے پانوں

چاہ دنیا کی نہ ہوتی تو کنوئیں میں ناحق
کیوں لٹکاتا بھلا باندھکے ہاروت کے پانوں

کوچہ یار ہے وہ راحت و آرام کی جا
سو گئے جسمیں مرے حامل تابوت کے پانوں

سیر ہم عالم لاہوت کی کرتے ہیں ظفر
اگرچہ پھیلائے ہیں میدان ناسوت کے پانوں

بھٹکو ادھر ادھر نہ کہیں بس چلے چلو
دل لیچلے جدھر کو وہیں بس چلے چلو

ردیف واو

خواہ کر انصاف

نہین تنہائی طلبش سے اسکی مین یہ کیون ہے آرزوہ
اگر مجکو گلا دل سے کوئی یون ہو تو یون بھی ہو

کشش مین ہو اثر دل کی تو خاطر ہو ظفر دل کی
کہ حاصل مدعا دل سے کوئی یون ہو تو یون بھی ہو

یہ چھوڑو خواب غفلت غافلو ہشیار ہو جاؤ
کہ ہے النوم اخ الموت تم بیدار ہو جاؤ

عزیزو کارخانہ دیکھو اسکی کارسازی کا
نہین در کار فکر کاریان بیکار ہو جاؤ

بہار آئی اسیران قفس آپسمین کہتے ہین
پھڑک کر توڑتا ہے گر قفس تیار ہو جاؤ

مجھے کیا چشم ہے آنسو ئے تسبیح کہ مین تمکو
رکھون آنکھون مین اور تم یون گلے کی ہار ہو جاؤ

نہین قابل ہم اس یاری کی یاری ہے یہ عیاری
کہ جسکے پاس جاؤ تم اسی کے یار ہو جاؤ

طبیبو چارہ کیا کرتے ہو بیمار محبت کا
کہین ایسا نہو تم آپ ہی بیمار ہو جاؤ

ہمارے پاس آئے ہو تو اب ناخوش نہ بیٹھو تم
خوشی سے ہم یہ کہتے ہین اگر بیزار ہو جاؤ

نہین نے جانے کی ہم نے یہان تم جبتک آؤ گے
خدا کیواسطے آؤ کہین اک بار ہو جاؤ

دکھا دے گر وہ مست ناز اپنی چشم میگون کو
ظفر کیسے ہی پھر صوفی ہو تم میخوار ہو جاؤ

دل کا پر خون ایک ء زن دیدہ پر آب دو
کیا تماشہ ہے کنوان ہے ایک اور تالاب دو

لعل سے نسبت نہ دے اسکو کہ وہ اک سنگ ہے
ہین لب نازک ترے برگ گل شاداب دو

کہینگے حال دل اُس دلربا سے کچھ ہی ہو
ہمارا حال تمھاری جفا سے کچھ ہی ہو

وہ سنکے خوش ہو کہ ناخوش بلا سے کچھ ہی ہو
نہ ہاتھ اُٹھائینگے پر ہم بلا سے کچھ ہی ہو

قدم رکھیں سر میدان عشق جب سرباز
نہ پھیرین منھ کبھی تیغ جفا سے کچھ ہی ہو

دکھاؤن ضعف سے گر مین خمیدہ قد اپنا
تو فرق آپکی زلف دوتا سے کچھ ہی ہو

دل آشنا ہو کہ نا آشنا گلی مین تیرے
پر آج دینگے اُسے دم دلا سے کچھ ہی ہو

اُڑاتا خاک پھرون یا پھرون گریبان چاک
کوئی تو کام دل ان سے ادا سے کچھ ہی ہو

کسو کی جان پہ آفت کسو کا دل غارت
انھیں تو کام ہی ناز و ادا سے کچھ ہی ہو

جو پینے دیگا نہ محتسب تو یہ میخوار
نہ ہینگے اُسکے لہو کے پیاسے کچھ ہی ہو

بلا سے کفر ہو یا دین یہان ہین دونون ایک
ظفر ہو دل کو محبت خدا سے کچھ ہی ہو

ہمیں اس زلف سے مشک ختنی ہووے تو ہو
روکش اب لب سے عقیق یمنی ہووے تو ہو

وار ہوتے ہین جو اُس تیغ نگہ کے دل پر
کسی معرکہ مین تیغ زنی ہووے تو ہو

صدقے اے رشک چمن اس قد موزون کے تری
سید ھا ایسا کوئی سرو چمنی ہووے تو ہو

جو تری نوک مژہ رکھتی ہے تیزی ظالم
تیز ایسی کسی برچھی کی انی ہووے تو ہو

جان کنی عشق مین ہے میری طرح کیا طاقت
تیشہ فرہاد کا گر کوہکنی ہووے تو ہو

راز دل فاش کرے کون بجز طفل سرشک
ایسا غماز وہی ناشدنی ہووے تو ہو

[illegible] ناصح سے ... سے کوئی یون ہو تو یون بھی ہو
[illegible] سے کوئی یون ہو تو یون بھی ہو
... دل سے کوئی یون ہو تو یون بھی ہو
... غنچہ ... صبا دل سے کوئی یون ہو تو یون بھی ہو
... جان نثاری ... دل سے کوئی یون ہو تو یون بھی ہو
[illegible] ... یون بھی ہو

بعد فنا بھی ہین وہ سوزان دل مین داغ
محبت کے
کیونکہ نہ ہو آتش فلک سے جا کے لالہ
بیماری پیدا ہو
باد بہار حسن مین تیری کاہ بھی مین گر
سوختہ جان
دود جگر سے انکے فلک برابر بیماری
پیدا ہو
یار ہون با عیار کسیکا وہ

پیدا ہو
عین علت ہو وہ محبت کو بیماری
آنکھون کو
ہو وسہ اگر آزار اعراض مرے تمھاری
پیدا ہو
جتنا ہو وسہ صفرا پیدا سبز تمھاری
پیدا ہو
دیکھ کے خط سبز کو ... بیماری

ای یاس و غم ہی شرط رفاقت کہ بعد مرگ
خادم ہمارے تم سر مدفن بنے رہو

جاؤ مکان دیدہ و دل چھوڑ کر نہ تم
دونون تمھارے واسطے مسکن بنے رہو

گردش سے آسمان کی سنگین دلو ڈرو
ایسا نہو کہ سنگ فلاخن بنے رہو

جلتا ہی زور مرگ سی لب اپنے زعم مین
تم غافلو نہ رستم و بیژن بنے رہو

دینگے بگاڑ رند مشیخت کو شیخ جی
دیکھو ملو نہ انمین مشیخن بنے رہو

دوستو یہ زمانہ مخالف ہے دوستو
دانائی اب یہی ہی کہ کودن بنے رہو

اے آنسوؤ بجھو نہ مری سوزش جگر
تم واسطے اس آگ کے روغن بنے رہو

زنار ہینو قشقہ لگاؤ تم اے ظفر
گر دل دیا بتون کو برہمن بنے رہو

محبت چاہیے باہم ہمین بھی ہو تمھین بھی ہو
خوشی ہو ہمین یا ہو غم ہمین بھی ہو تمھین بھی ہو

غنیمت تم اسے سمجھو کہ اس غمخانہ مین یارو
نصیب اک دم دل خرم ہمین بھی ہو تمھین بھی ہو

دلاؤ حضرت دل تم نہ یاد خط سبز اسکا
کہین ایسا نہو یہ سم ہمین بھی ہو تمھین بھی ہو

ہمیشہ چاہتا ہی دل کہ ملکر کیجیے مے نوشی
میسر جام مے جم جم ہمین بھی ہو تمھین بھی ہو

ہم اپنا عشق چمکائین تم اپنا حسن چمکاؤ
کہ حیران دیکھ کر عالم ہمین بھی ہو تمھین بھی ہو

ہے حرص و ہوا دایم عزیزو ساتھ جب اپنے
نہ کیونکر فکر بیش و کم ہمین بھی ہو تمھین بھی ہو

ظفر سے کہتا ہی مجنون کہین رو دل محزون
جو غم سے دو دست اک دم ہمین بھی ہو تمھین بھی ہو

عیار یار مین تو شاید ہو اس سے
یاری کا بوٹ ... ایہو
یاری کا پیدا ہو ... بیچ دل داد
ہو ویسے ... قناعت سے
اب نہ قناعت ... ہی ... سے یاری
حاصل کیا ... جو نیف
پیدا ہو
وقف ... الان ... برہ تربت ہو ... ناری
یاد دون کا ... ان ... اپنے ... کو
پھر ... نافہ مین ... کیا فائدہ ... وہ
پیدا ہو
مل دوا ... دل کیا فائدہ آہ وہ
زاری سے ... جب دہان ... ابری
ونہ آہ و زاری
پیدا ہو ... عشق ظفر ... کلکاری ... دکھلائی زہر
سنجھ ... دل مین ... کیونکہ ... ہو
... بیماری پیدا ہو

کسیکو

کچھ منھ سے نکلجائے نہ ایسی بادہ پرستو
مانند خُم مے نہ بہت جوش مین آؤ

کہتا ہون ظفر اُن سے جو اشعار ہین بے ربط
تم لب پہ نہ آؤ کبھی ہوش مین آؤ

اپنے ہاتھونکو جو تم رنگ حنا مین رنگو
ناخن تیغ کو خونِ شہدا مین رنگو

خیمۂ چرخ کو آہونکے دھوئین مین ہے
حضرتِ دل نہ غمِ ماہ لقا مین رنگو

ہین شہیدانِ محبت کے نصیب ایسے کہان
تم جو پوشاک سیہ اپنی عزا مین رنگو

جیتے جی خاک مین ملجاؤ فقیری یہ ہے
کپڑے مٹی سے نہ ملکر فقرا مین رنگو

پیر سے تم نہین ہونیکے جوان کر کے خضاب
غافلو ریش نہ اس رنگ نما مین رنگو

ہو نزاکت سے وہان درد تمھارے سر مین
تم گلابی جو کلہ سرد ہوا مین رنگو

جیب دامن کو ظفر اپنے سرشکِ خون سے
دیکھو اس رنگ نہ تم جوش بکا مین رنگو

رسم الفت نہ عدو دل دادہ سے پوچھو
دوستو اسکو جو پوچھو تو ہمین سے پوچھو

رات آنکھون مین کٹی مجھکو ستارون کی طرح
کس سے ہمخواب تھا اُس ماہ جبین سے پوچھو

ہے غمِ یار کو معلوم حقیقت دل کی
اس مکان کا ہے جو احوال مکین سے پوچھو

روش نقش قدم خاک مین ملنے کا مزا
اپنے کوچے کی کسی خاک نشین سے پوچھو

دل کو از بس ہین محبت کے مطالب سارے
بے تامل یہ بتا دیگا کہین سے پوچھو

اچھے ہو جائین ابھی بیمار غم اسکے اگر
پوچھے اتنا وہ مسیحا زمان اچھے تو ہو
کہتے ہو کیا چارہ گر سے بھر گیا مرہم سے دل
تم بھی اے زخمہای خونچکان اچھے تو ہو
کہتے ہو دار الشفا اسکی گلی کو تم ظفر
پھر بھلا یہ ہم بھی دیکھیں ای میان اچھے تو ہو

ایسا ہو گر کلام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو
تسکین دل تمام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو
قاصد ہان ہو کوئی نشانی تو لائیو
گر نامہ و پیام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو
اس ہند خو کو گرچہ ہو منظور کشت و خون
بالفرض قتل عام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو
گر حسرفہ ایک جرعہ کا ساقی نہ ہمسے تو
گرچہ سبو و جام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو
وہ کون ہو سوا تری دیوانگی کے جسے
پروائے ننگ و نام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو
تو چاہیے اگر کہ ہو ملک دل خراب
کسطرح انتظام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو
دو چار گالیان ہی ہمین خط مین لکھکے بھیج
گرچہ دعا سلام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو
جا سکتا کوئی اس بت خودکام تک نہین
جاوی تو کیونکہ کام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو
وہ تار زلف طائر دل کے لیے ظفر
پھندا تو ہو جو دام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو

گر ہو پاس عہد بشر کو جسکا ہو وے اُسی کا ہو
پھیرے نہ سوے غیر نظر کو جسکا ہو وے اُسی کا ہو

اسی کا ہو

ہزارون کا

اسی کا ہو

[illegible]

رتبہ خطوط مہر کو کب آسمان پر | اے ترکش کمان تری ترکش کے روبرو
زاہد بجز دعاے قدح کچھ چلے نہ ذکر | محفل مین دیکھیو رند قدح کش کے روبرو
دل ہے وہ داغ کہ سوختہ باغ ہو لن | بیرنگ اس مکان منقش کے روبرو
گر نغمۂ نشاط ہو شیون سے کم نہین | آفت رسیدگان مشوش کے روبرو

ملا کو جب مذاق سخن بھی نہو ظفر
کیا پڑھیے شعر اُس نر اخفش کے روبرو

دکھاؤ مین اگر اپنے فروغ داغ ہجران کو | رہے جا منھ دکھانیکی نہ خورشید درخشان کو
چھپا لیتی ہے کیون وہ زلف کافر روے جانانکو | تعجب ہے رکھے ہندو بغل مین اپنے قرآن کو
ہوئی وحشت مین سوز دل سے یہ کثرت پھپھولونکی | کہ بھیلکاری کا پیراہن بنا ہے جسم عریان کو
سر ہنگام صحرا مین ہمارے تار دامن سے | جنون بند ہوا ہے دستار ہر خار مغیلان کو
خیال اس زلف کا ہے کیون مری داغ دل چمکین | کہ ہوتی ہے شب تاریک مین رونق چراغان کو
عجب دیوانے ہین وہ جو خط جادہ سمجھے ہین | کیا وحشت نے میرے چاک دامان بیابان کو
نہ دیکھی ہو وہ جسنے غنچہ نشگفتہ مین شبنم | دہن مین وہ تری وقت تبسم دیکھے دندان کو
جگر سو ٹکڑے ہو وے ایکدم مین صبح محشر کا | تری عاشق دکھائین اپنے گر چاک گریبان کو
نظر بھر انکو دیکھا جسنے وہ جیتا پھر آئینگے | فسون کوئی بلا ہے یاد تیری چشم مژگان کو
ہوا خواہی سے لسونی کی کب ہون دل جلے ٹھنڈے | پر پروانہ کیا پنکھا جھلے شمع شبستان کو

[illegible]

[illegible]

خطِ اشوق سے غیر وہیں مری جان کھولو | ہر کسی پر نہ یہ حالِ غمِ پنہان کھولو
میرا گھونٹے ہے گلا وحشتِ دل جان ہو تنگ | ناخنِ تیغ سے کھولو جو گریبان کھولو
سر پہ ہر آبلہ پا نے تمھاری مندیل | خوب باندھی ہے نہ اے خارِ بیابان کھولو
توسنِ ناز کو گر اور ہے کوڑا منظور | اپنے رخسار پہ تم طرۂ پیچان کھولو
دلِ بیتاب ہے آنکھوں کا تمھاری بیمار | فصد کھولو تو نہ جز نشترِ مژگان کھولو
زلف کو مصحفِ رخسار سے تم سرکاؤ | فالِ سودا زدگان کھول کے قرآن کھولو
غافلو دیکھو تم اپنے ہی میں اسکی صورت | آنکھ گر صورتِ آئینۂ حیران کھولو
وہ ہما پاؤ گے جو قسمت میں ہے دنیا طلبو | تمکو کھونا ہے اگر مفت میں ایمان کھولو

اے ظفر باندھتے ہو گر کمرِ ہمت کو
شرط یہ ہے کہ نہ تم پھر کسی عنوان کھولو

جن آنکھوں نے دیکھا ہو حسنِ رخِ جانان کو | وہ دیکھیں تو کیا دیکھیں تمثالِ مہ کنعان کو
ذرہ جو دکھاتا ہوں داغِ دلِ سوزان کو | چڑھتی ہے تپ لرزہ خورشیدِ درخشان کو
کیوں رنگ مسی سے ہو زیبا ترے دندان کو | رونق شبِ تیرہ سے ہے انجمِ تابان کو
ہے دیدۂ تر آہوئے نخچیر کا حلقہ سا | وحشی نے ترے زندان سمجھا ہے بیابان کو
سو فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوں اک پل میں | گر خواب میں بھی دیکھے اس نرگسِ فتان کو
لگجائے جھڑی ہر سو پھر اپنے چھٹیں آنسو | جھاڑیں جو دمِ گریہ میں دامنِ مژگان کو

دیگر

[illegible]

جسطرح رہتا ہی تجھ بن میرے دل کو اضطراب / مضطرب اسطرح کوئی مرغ بسمل ہو تو ہو
کب دل دیوانہ آتا ہی کسیکی قید مین / پر تری زلفون مین پابند سلاسل ہو تو ہو
ہم وفا ہی منہہ نہ موڑینگے یہ ہی شرط دوستی / وہ وفا دشمن ہمارا اگرچہ قاتل ہو تو ہو
کیونکہ ہوون اُس شمع رو بن بزم آرای نشاط / رونق محفل مگر وہ زیب محفل ہو تو ہو
عشق کے نزدیک ہی آسان وہ دشوار غم / آدمی ہمت نہ ہارے دور منزل ہو تو ہو
وہ تو ہے دکھلا رہا بی پردہ صاف اپنا جمال / کچھ تری غفلت کا غافل پردہ حایل ہو تو ہو
جبتک ہی دم مین دم تیرا بھرے جائیگا دم / دم کا لینا ضعف سے عاشق کا مشکل ہو تو ہو
ہوئے یون معلوم کیا یار دنکو قدر عافیت / جب کہین دل انکا میری طرح مائل ہو تو ہو

آب گریہ سے بجھے کیا آتش غم اے ظفر / بلکہ اُس سے اور افزون سوزش دل ہو تو ہو

جو کوئی عشق مین ہنوز ذرا جمائے پانون / تو عقل و ہوش نے کیا جلد جلد اُٹھائے پانون
جو آگے عشق کے میدان مین بڑھائے پانون / تو شرط یہ ہی کہ پیچھے نہ پھر اُٹھائے پانون
گذار ہووے گا ہم دلجلون کا خاک یہ کیون / غرض ہی کیا اسے اتنی جو وہ ہلائے پانون
بہت پھرے حرم و دیر مین کہین اُسکو / نہ پایا شیخ و برہمن نے یون تھکائے پانون
دبائے اسلیے عاشق کو پنجۂ مژگان / کہ تا وہ آنکھون سے اپنی تر کر دبائے پانون
پری کو حسن سے اُس حور وش کے کیا نسبت / کہ وہ پری سے نہ اپنے کبھی دھلائے پانون

| | |
|---|---|
| یہ خاک کا پتلا ہو مسجود ملائک کا | کس مسند عزت پر بیٹھا بشر او ہو ہو |

غفلت کا ظفر پردہ اٹھ جای جو آنکھوں سے
آجاے تماشا پھر کیا نظر آ ہو ہو

| | |
|---|---|
| وہ مری جان اگر پاس آئی تو کیا اچھا ہو | اور نہیں جان نکل جائے تو کیا اچھا ہو |
| نہیں معلوم کہ میں کون ہوں اچھا کہ برا | کوئی اس بھید کو بتلائے تو کیا اچھا ہو |
| خواب میں جو کہ دکھا جاتا ہے صورت اپنی | شکل ظاہر بھی وہ دکھلائے تو کیا اچھا ہو |
| ساغر جم میں جو آئی تھی نظر کیفیت | وہ نظر دل ہی میں آجاے تو کیا اچھا ہو |
| ای مسیحا نفس اٹھ بیٹھے ترا کشتہ ناز | ابھی تم منھ سے جو فرمائے تو کیا اچھا ہو |
| کوچہ تنگ ہے دنیا نہیں آرام کی جا | یہاں کوئی پاؤں نہ پھیلائے تو کیا اچھا ہو |
| جو برا آپ کو سمجھے تو وہ ہووے اچھا | کہ برا اور کو ٹھہرائے تو کیا اچھا ہو |
| ہی بڑا وصل مریض غم ہجران کا علاج | یہ دوا ہاتھ نہ جب آئے تو کیا اچھا ہو |

آئے سب ایک نظر گر یہ دوئی کا پردا
اے ظفر بیچ سے اٹھ جای تو کیا اچھا ہو

| | |
|---|---|
| ابر دہن میں تماشہ ترے اے رشک قمر دو | اک جامہ نو سامنے آئے ہیں نظر دو |
| اک بوسۂ دندان مصفا مجھے گر دو | گویا کہ دہن موتیوں سے تم مرا بھر دو |
| بارے ہیں تری حسن کے دریا میں بھنور دو | اور اس پہ غضب یہ ہے کہ ہیں انمیں مگر دو |

دیگر

دیگر

ہوئیگا اور ہی حسن دوبالا تیرا سالمے حسینوں مین
کانون مین اگر کان ملاحت تونے جو پہنے بالے دو

تیغ جفا سے وار کرے تو ہاتھ نرو کو قاتل کا
اسکو سینے لگانے دو اور مجھکو جفا مین سینے دو

قاتل ناحق تیغ سے اپنی پنجہ نازک رنجہ نہ کر
کر دیے میرے دل کے ٹکڑے تیری ایک نگہ نے دو

دل نے جو مانگا رات ظفر اک بوسہ خال عارض کا
ہو کر برہم مارے کوڑے وہ ہین زلف سیہ نے دو

نصیب ایسا تو سوز جگر کسیکو نہو
کہ جلکے خاک ہو دل اور خبر کسیکو نہو

جلے رقیب دل اسکا نہ موم ہوا ای آہ
یہ کیا کسیکو تو ہو وے اثر کسیکو نہو

جو ایک عیب ہو دیکھین ہزار غور سے یار
ستم ہے لاکھ ہنر پر نظر کسیکو نہو

تمام سود ہے سودا دکان ہستی کا
جو تجھسے نفع ہو سب کو ضرر کسیکو نہو

ہزار رنج و الم ہون تو سب گوارا ہین
کسیکا درد جدائی مگر کسیکو نہو

بجاے ہیمہ و تیغ کے گر ہو طوبی اخلد
وہ نخل جس سے کہ حاصل ثمر کسیکو نہو

جو داغ دل پہ ہو تو زخم ہو جگر پر بھی
کہ ہو تو سب کو نہین اے ظفر کسیکو نہو

نڈالو ناز کے کشتہ پہ آنسو
شہیدون کو بھلا بہلاتے کیون ہو

گرہ الفت کی رشتہ مین نہ پڑ جاے
جو سلجھاتے نہین الجھاتے کیون ہو

وہ مجھپر آگ یون ہی بن رہا ہے
رقیبو اور اُسے بھڑکاتے کیون ہو

ابھی ہے دور لب سے حرف مطلب
مجھے کہتی تو وہ جھنجھلاتے کیون ہو

بہت بھڑکائے گا صیاد تم کو
اسیران قفس گھبراتے کیون ہو

پرائے سر کو ہین قرآن کہتے
ہمارے سر کو تم ٹھکراتے کیون ہو

نہین پہچانتے چاہت کی گر آنکھ
ظفر کو دیکھ کر شرماتے کیون ہو

ہمسا جانباز ہے وہ کون بشر دیکھین تو
رکھدے اس تیغ جفا کے تلے سر دیکھین تو

ذرہ گر اس رخ پر نور سے اُٹھ جاے نقاب
روکشی کیونکہ کرین شمس و قمر دیکھین تو

جنکو دعوی ہے بڑا اپنی جگرداری کا
اُنسے کہدو کہ مرا زخم جگر دیکھین تو

خندہ یار لے تو برق پہ مارا چھاپا
کرتے ہین ابر سے کیا دیدہ تر دیکھین تو

وہ نظرباز ہین اک سر نظر مین دیکھین
اُنکی صورت ہم اگر ایک نظر دیکھین تو

دل کھینچا اُسکا ادھر ہے وہ کشیدہ خاطر
ہان ترا ای کشش عشق اثر دیکھین تو

ساعتون خون بہی چشم مین عاشق کی اب
ایک نظر چشم عنایت سے ادھر دیکھین تو

گل مین کیا خار مین کیا سب مین ہے یکرنگ سا
کھول کر چشم حقیقت کو اگر دیکھین تو

کہو تدبیر کر کر لاکھ انسان یہ نہووے ہو | بجز تقدیر لیکن کب ہے امکان یہ نہووے ہو
نہیں گر نالہ ہمدم آہ ہی دمساز ہو اپنے | کوئی تو ہو انیس کنج احزان یہ نہووے ہو
شگفتہ دل ہو غنچہ اور میرا دل رہے غمگین | ہزار افسوس بس گلشن میں شادان یہ نہووے ہو
ہو نکلا گھر سے وہ شب ماہ وش اور چاند بھی نکلے | خدا شاہد ہے جو ہر عالم میں تابان یہ نہووے ہو
کرے نظارۂ گل تو نہ دیکھے داغ دل میرے | تجھے منظور اے رشک گلستان یہ نہووے ہو
جگر دل دونوں ابتو آرزومند جراحت ہیں | یہ ہو کیونکر نشان تیر مژگان یہ نہووے ہو
سدا گردش میں ہم ہوں اور نہ اکدم دور ساغر ہو | کیا انصاف ہے اے چرخ گردان یہ نہووے ہو
بھری نالے سدا بلبل رہے خاموش پروانہ | عجب ہے عشق کے ہاتھوں سے نالان یہ نہووے ہو
مزاج میکشی کا ہو کہ ساقی ہووے یار اپنا | نہیں کیا لطف سیر ابر و باران یہ نہووے ہو
تری آگے تو تڑپے گو نہ لوٹے پانو پر تیرے | کہ نکلے کچھ تو اس بسمل کا ارمان یہ نہووے ہو
جو ہو آشفتہ زلف اسکی سراسیمہ نکیوں دل ہو | کہ امکان ہی نہیں ہرگز پریشان یہ نہووے ہو
ترا زہر آب پیکان ہے زلال خضر سے خوشتر | گوارا مجکو کیونکر تیرے قربان یہ نہووے ہو
کرے غرق اک جہان گو اور مجھے میرا نہ سوز دل | تعجب ہے کہ تجھسے چشم گریان یہ نہووے ہو
لگائے تو جو تکمہ لعل کا دل خون نہ ہو کیونکر | کہ ہے حسرت کی جا زیب گریبان یہ نہووے ہو
ادا ہو یا نگہ ہو دل لگے میں دینے کو حاضر ہوں | کوئی ہو پر ہووے اس دل کا خواہان یہ نہووے ہو
الٰہی شام غربت ہے عوض بدلے شامیانے کے | بلا سے بر سر گور غریبان یہ نہووے ہو

دیگر

اے قاصد یہ پیام ای یار جانی سن تو لو
بیحال کرتا ہے تجھے خط [illegible] زبانی سن تو لو
مین بھی تو دیکھون کہ تمکو کس طرح آتی ہے نیند
الغرض ذرا میری مصیبت کی کہانی سن تو لو
داد میری جانفشانی کی نہین [illegible] جانفشانی کی سن تو لو
[illegible]

کہتے ہین وہ آئینہ مین جلوہ اپنا دیکھکر — ماہ پیکر مہر طلعت ہم نہوئے تو کون ہو
ہم ہین عاشق ہمکو آب تیغ ہے آب بقا — تشنۂ جام شہادت ہم نہون تو کون ہو
جب نہوے آشنا کوئی حقیقت آشنا — فی الحقیقہ بے حقیقت ہم نہون تو کون ہو
آکے بالین تک ہماری جبکہ پھر جاوے وہ یار — واقعی برگشتہ قسمت ہم نہون تو کون ہو
دیکھکر آہو کو یاد آیا کوئی آہو نگاہ — دشت مین سرگرم وحشت ہم نہون تو کون ہو
شیفتہ ہین ہمنشین ہم اس دہان تنگ پر — تنگ ای حضرت سلامت ہم نہوئے تو کون ہو
ساتھ غیرونکے لگاتے ہین وہ غوطے حوض مین — غرق دریای خجالت ہم نہون تو کون ہو

ہے گنہگارونکی خاطر اسکی بخشش ای ظفر
مستحق عفو رحمت ہم نہون تو کون ہو

ارادہ اور کچھ ہے یار جانی اور کہتے ہو — خطو مین اور لکھتے ہو زبانی اور کہتے ہو
جو انسے حال دل کہیو تو کہتے ہین خفا ہوکر — کہ کہہ تو اور بھی گر کچھ کہانی اور کہتے ہو
بھروسہ کیا تمہارا تم نہین اک بات پر قائم — دم قہر اور وقت مہربانی اور کہتے ہو
نہین کہتے ہو تم کیا کیا مجھے بس جانفشانی کی — جو کرتا ہون زیادہ جانفشانی اور کہتے ہو
نہین ہے داغ دل سے ہمکو کوئی نشان بہتر — نہین معلوم تم کسکو نشانی اور کہتے ہو
کبھی جاتی نہین ای حضرت دل بات بھی سچی — پھر اسپر اپنا حال ناتوانی اور کہتے ہو
ظفر جب شعر کہکر اور شاعر بند ہوتے ہین — دکھاکر تم طبیعت کی روانی اور کہتے ہو

[illegible]

دیگر

[illegible]

یقین ہو رات کا پردہ اُلٹ کر صبح روشن مین
ہوا سے رخنہ گر زلف سیہ الٹی سے سیدھی ہو

صبا کھولے ہزار اے عندلیبو رخت غنچہ کو
جو تہ اُلٹی ہوا سمین وہ نہ تہ الٹی سے سیدھی ہو

ہراسان ہے دل عاشق کجی سے فوج مژگان کے
کچھ ایسا ہو یہ برگشتہ سیہ اُلٹی سے سیدھی ہو

اگر ہے سرنوشت الٹی جھکا سر کو عبادت مین
کہ نہ سجدہ نہ مہر اے روسیہ الٹی سے سیدھی ہو

کبھی سیدھا نہو تے ہمنے دیکھا نیش کژدم کو
تری کس طرح سے نوک مژہ الٹی سے سیدھی ہو

کجی اور راستی جو ہے سو ہے خلقت مین انسان کے
نہ کہ سیدھی سے الٹی ہو نہ کہ اُلٹی سے سیدھی ہو

ظفر تقدیر سیدھی جسکی ہو حق کی عنایت سے
کرے وہ بات الٹی جس جگہ الٹی سے سیدھی ہو

کان دھر کر وہ سُنے تقریر ہو اتنی تو ہو
بات ہو ایسی تو ہو تاثیر ہو اتنی تو ہو

تو نے قاتل اک نگہ مین دل کے ٹکڑے کیے
واہ رے برش اگر شمشیر ہو اتنی تو ہو

| | |
|---|---|
| وہ زلف و روے نورانی اہو ہو ہو اہو ہو ہو | |
| وہ ابرو اور پیشانی اہو ہو ہوا ہو ہو ہو | |
| وہ دندان کیا کہ سلکِ دُر اہا ہا ہا اہا ہا ہا | |
| وہ لب کیا لعل رمانی اہو ہو ہو اہو ہو ہو | |
| تمھارے روی روشن سے نقاب اکدم اگر اٹھے | |
| کہے پھر ماہ کنعانی اہو ہو ہو اہو ہو ہو | |
| دیا دل اسکو جسکو قدر مطلق نہین ہے دل کی | |
| ہوئی کیا ہمسے نادانی اہو ہو ہو اہو ہو ہو | |
| ہمارے اشک دریا کی یہ تمکو سیر لازم ہے | |
| کرے ہے موج طغیانی اہو ہو ہو اہو ہو ہو | |
| صنم کا نقشہ کھینچا ہمنے وہ کلکِ تصور سے | |
| کہ مانی نے بھی چین مانی اہو ہو ہو اہو ہو ہو | |
| کسیکی یاد فندق مین لہو کا قطرہ مژگان پہ | |
| بنا لعل بدخشانی اہو ہو ہو اہو ہو ہو | |
| وہ لو یاد دستی مین ہون کہ ہر دم سیے بانون پہ | |
| اگر وہ دشمن جانی اہو ہو ہو اہو ہو ہو | |

دل کو مارا پارۂ دل دون نگاہ و ناز کو
چاہیے ہے طعمہ بعد از صید دنیا باز کو

بن گئے پا جای ہے وہ میرے دلکے راز کو
وہم نے اُسکے بٹھایا ہے بڑے غماز کو

دیکھے سر الفت مین اُسنے تازہ سر پیدا کیا
دیکھنا روشن دلو تم شمع کے اعجاز کو

وہ قیامت ہے مرا نالہ کہ دم مین ہمدمون
بند کردون صور اسرافیل کی آواز کو

ہے لب زخم جگر کو یہ جو جنبش دم بدم
دی ہے ای قاتل دعائین تیری تیغ ناز کو

زردی رخسار نے تیری مریض عشق کو
کردیا فوق چھٹتے ہی مہتاب آتشباز کو

ہاتھ سے صیاد کے ڈر جاؤن جون رنگ حنا
بال و پر کی کچھ نہین حاجت مری پرواز کو

ساحری کرتا ہے دعوی ساحری کا ای ظفر
یک نظر دیکھا نہین اس چشم افسون ساز کو

خواب مین جلوہ جو شب اُسنے دکھایا مجکو
صبح تک غش مین رہا ہوش نہ آیا مجکو

چین تھا خواب عدم مین مجھے ای شور ظہور
تو نے کیون دشمن آرام جگایا مجکو

جل اٹھا نبض کی گرمی سے مرے دست طبیب
تپ ہجران نے ترے ایسا جلایا مجکو

دل دکھانے کے لیے تجکو بنایا میرے
دکھ اٹھانیکے لیے تیرے بنایا مجکو

دل نخچیر سے تیر اُسکا یہ کہتا ہے کہ نے
جذبۂ شوق ترا کھینچ کے لایا مجکو

مین نے جانا تھا کہ آنکھو نمین رکھیگا وہ مجھے
اُسنے آنکھون ہی سے جون اشک گرایا مجکو

لیگیا خضر تصور بھی اس راہ سے وان
راہ مین نقش قدم ایک نہ پایا مجکو

ذوالفقار ہے مقابل گر ہو دشمن ای ظفر
لافتی الا علی بس سیف یہ دو داخل کرد

دیگر

بعد مدت دہ لالہ رو آیا
داغ دل مجکو تم دکھانے دو
مجکو وہ ... دو نہ تم دکھانے دو
بخت خوابیدہ کو جگانے دو
سر کی پروا نہین ہے شمع صفت
گر جلا دے مجھے جلانے دو
ہے یہ آہ کو میری لب تک آنے دو
اس سنگدل کو ہو گا اثر
اے ظفر راہ عشق ہے مشکل
اس ستم باز کو جانے دو
کیون ستاتے ہو تم ستانے دو
غم و دل مین ... ستانے دو
آخر ... ہوتا ہے ... ستانے دو

جب یہ چمک تمہارے ابرو کے خال مین ہو
یہ کہیے کیونکہ تارا شبکو ہلال مین ہو

ای حضرت دل اتو فکر رہائی کیجیے
ہو جب یہ پھنستے تم تو زلفونکے جال مین ہو

فرقت کی رات جسنے کاٹی تڑپ تڑپکر
یارب وصال اسکا روز وصال مین ہو

آگے لبونکے تیرے بھرتا ہے قند پانی
ایسی کہان ہے لذت آب زلال مین ہو

مجلس مین میکشونکی کیا کام ہے تمہارا
ہان تم تو شیخ صاحب مست اپنی حال مین ہو

کبک دری کو تو نے پامال کر دیا ہے
کیونکر نہ چلبلاہٹ اب تیری چال مین ہو

گو چرخ پر پھرا دے مہ آپ کو ولیکن
ہمسر تو بھی تم سے حسن و جمال مین ہو

نکلے ہے مہر تابان جیون صبحدم شفق مین
لگتے مجھے تم ایسے اس سرخ شال مین ہو

اٹھو کہین ظفر اب بیٹھے عبث ہو در پر
وہ خواب ناز مین ہے تم کس خیال مین ہو

خط مین عاشق کے نہ تم حرف ضرر داخل کرو
ہے یہ ملفوف اسمین سب نام دگر داخل کرو

بس ہے ابرو کا اشارہ دمبدم کھینچو نہ تیغ
قورخانے مین یہان تیغ و سپر داخل کرو

ایک بوسہ پر ہے سودا کیجیے ای جانمن
اس متاع دلکو میرے اپنے گھر داخل کرو

مرغ خوش الحان نہین بس چھوڑ دو صید افگنو
مت مرے کنج قفس مین مشت پر داخل کرو

کلبۂ احزان مین دل کھاتا ہے تم جیا بہ
بس جواب خط مرا تم نامہ بر داخل کرو

اسکی دیکھی ہین خمار آلودہ آنکھین ساقیا
ساغر گل مین مے رنگین سحر داخل کرو

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

ابرو یہ اسکی زلفین کیا اُڑکے آگئین ہین
جاسوس لگ رہی ہین دیوار و در تلے دو

یارو قدم سمجھ کر رکھنا ٹک اُسکے گھر مین
ظالم کی تیغ سے ہین وابستہ پر تلے دو

بس قتل کو ہی میرے ابرو کا اک اشارہ
تلوار ہاتھ سے تم رکھواب سپر تلے دو

یارو نہ اب گھٹاؤ دلکو گھٹا دکھا کر
یہ وقت میکشی ہی ساغر نہ دھر تلے دو

شیشے قریب ساغر کسنے دھری ہین ساقی
یہ آبلے نہین ہین داغ جگر تلے دو

کانو نمین یہ نہین ہین اس شک مہ کے موتی
تارے سے ہین چمکتے اپنی نظر تلے دو

نیند آگئی ظفر کو زانوے یار پر اب
اے یارو کوئی تکیہ رکھ اسکے سر تلے دو

جب لب پہ تری رنگ مسی جلوہ نما ہو
تب چشمۂ حیوان پہ نمودار گھٹا ہو

نرگس کی روش ہاتھ مین لی کیون عصا وہ
آنکھین جو تری دیکھ کے بیمار ہوا ہو

عکس رخ دلدار وہین ہووے نمایان
جون آئینہ کچھ دل مین اگر اپنے صفا ہو

جب کھولتے ہو کاکل پیچان کو تم اپنے
تب سر پہ مرے ایک نئی لاتے بلا ہو

کیون دیدۂ و دانستہ نہ ہم خاک مین ملجائین
ای شوخ جو سرمہ تری آنکھونمین لگا ہو

بوسہ جو طلب مین نے کیا اُسنے تو وو ہین
جھنجھلا کے لگا کہنے کہ چل یہان سے ہوا ہو

وحشت گریبان کو کر کیونکہ نہ گل چاک
زنجیر چمن مین جو لیے موج صبا ہو

محراب حرم کیونکہ نہ سمجھے وہ بہر شکل
سر جسکا خم ابروے جانان مین جھکا ہو

آج ہر ایک جو یارو نظر آتا ہے نڈھال
اپنی ابرو کی وہ کھینچے ہوئے صمصام نہو

ہے مرے شوخ کی بالیدہ وہ کافر آنکھیں
جسکے ہم چشم ذرا نرگس بادام نہو

صبح ہوتی ہی نہیں اور نہیں کٹتی رات
رخ پہ کھولے وہ کہیں زلف سیہ فام نہو

اے ظفر حر رخ پہ خورشید جو یون کانپے ہے
جلوہ گر آج کہیں یار لب بام نہو

دل سوزان کو مرے اے بت خونخوار نہ چھو
اخگر عشق ہے یہ تو اسے زنہار نہ چھو

اے طبیب آپ سے پڑ جائینگے ہاتھو مین چھالے
نبض بیمار تپ عشق کو ہر بار نہ چھو

اُڑ رہے ہیں آہ اسیران قفس سے صیاد
ہر گھڑی بال و پر مرغ گرفتار نہ چھو

وادی قیس میں پھر آگ نہ لگجائے کہیں
دامن گرم رو عشق کو اے خار نہ چھو

دل نہیں سینہ میں میرے وہ دبی آتش ہے
ہاتھ ہرگز نہ لگا اُسکو خبردار نہ چھو

کہیں لگجائے نہ اس سقف کہن میں آتش
قصر افلاک کو اے آہ شرربار نہ چھو

صورت شانہ یہ ہوتا نہ دل اپنا صد چاک
زلف کا اُسکی اگر لیتے ہر اک تار نہ چھو

گرنہ اے باد صبا خاک شہیدان برباد
دامن گرد رہ کوچۂ دلدار نہ چھو

وہ برہمن بچہ ہر دم مجھے کہتا ہے ظفر
تو مسلمان ہے سر رشتۂ زنار نہ چھو

لشکر درد و الم بھیج نہ اے جان تو
کشور دل کو نکر اب مرے ویران تو

دیگر

| | |
|---|---|
| ابھی یہ ذوالفقار اک دم مین قتل عام کرتی ہی | میان ابرو کی اپنی کھینچو مت تیغ دو سر دیکھو |
| تمھاری آتشین رخسار جون شعلہ فروزان ہی | جو تہ تنگ گرم ہی ہر اوہ ہر رنگ سے شرر دیکھو |
| کسیکا دل جلانا شعلہ رویان کیا بھلا ہیگا | کٹے ہی شمع کا سر آہ بس تقصیر پر دیکھو |
| نہین ہو جہ لا لگھار نگ بانکا اسکی ہو مونہہ پر | ہوا وہ مستعد تازہ کسو کی خون پر دیکھو |

شتابی اس زمین مین اور لکھو اک غزل تازہ
تکلف مت کرو اچھا نہین ہے اے ظفر دیکھو

| | |
|---|---|
| مکان چشم کو میرے ذرا تم آن کر دیکھو | گیا ہے صاف کیا جاروب مژگان نے یہ گھر دیکھو |
| وہان لے کی حلقے مین ہے عارض جلوہ گر دیکھو | عزیزو دہر کو نکلا ہی ہالے مین قمر دیکھو |
| خدا کیو سطے دکھلاؤ مت یہ جنبش مژگان | دو عالم کو نہ اک پل مین کرو زیر و زبر دیکھو |
| عجب صیقل سے اُسکے حسن کا ہی جلوہ ای یار و | اُسے آئینہ سان ہر دم آئینہ گر دیکھو |
| نچھوڑا پنجہ مژگان ہی چشم یار نے دل کو | گری شاہین کبوتر پہ ہی کیا پر باندھکر دیکھو |
| نہین موقوف شیخ و برہمن کچھ دیر و کعبے پر | ہر اک سو جلوہ گر حق ہی جدھر چاہو ادھر دیکھو |
| چمن مین تم سے چشم لطف کی رکھتی تمنا ہی | تمھاری نذر کو نرگس لیے ہی سیم و زر دیکھو |
| بہار ابر سے یہ باغ مین دو چند ہوتی ہے | ذرا تم چھوڑکر چہرے پہ زلفین بسر دیکھو |

غزل اک اور لکھو اس زمین مین ایسی ہی رنگین
قلم کو ہاتھ سے رکھدو نہ تم اب ای ظفر دیکھو

گر بازار تجھ جا کر ہر اک دکان سے بولو

تجھے ہر دم جو کہتی ہو کہ تو ہم دو [illegible]

[illegible] طوفان ہے برپا ہو

ابھی تم دم [illegible] طوفان سے بولو

اگر دو کہیں وہ دل کی جانا ظفر [illegible]

تھکیں ہم تو کبھی دربان سے بولو

دیگر

ہو گیا ہے گرفتارِ کمندِ جادو

نہیں وہ کہیں دل ہم بھی ہے ہمنزِ جادو

گرہ کو کھولنا نہ جانی وہ کہیں ہم سوزن

چشم فتان بھی ہے خوبان کی پسندِ جادو

سامری حلقہ بگوش نہیں [illegible]

جسکا خط دام فسون خال سپندِ جادو

زلف کے مار کا مارا [illegible]

نہیں افعی کا یہ کاٹا ہے گزندِ جادو

مخلصی کیونکہ ہو اس دل کی ظفر زلف [illegible]

ہو گیا ہے گرفتارِ کمندِ جادو

دیگر

عرق جو رخ پہ ہے یہ تمھارے بڑا تعجب ہے ورنہ پیارے

کبھی نہ ٹھہرے گی خور پہ شبنم ادھر کی دنیا اگر ادھر ہو

کباب شوق دہن میں تیرے تھیں کہ بھرتے نہیں ہیں بھرتے

رہیگا یہ ہی رہے گی دائم ادھر کی دنیا اگر ادھر ہو

یہ زخم چھاتی پہ ہے ہمارے کسیکے خنجر کی یادگاری

لگانے دینگے نہ اسپہ مرہم ادھر کی دنیا اگر ادھر ہو

یہ ہیں جو لخت جگر مژہ پر مجھے تعجب ہے دیدۂ تر

شرار و خاشاک ہوں نہ باہم ادھر کی دنیا اگر ادھر ہو

تم اسکے بھر حسن عارضی کا ظفر بھروسا نہ کیجیے گا

رہے ہی ہرگز نہ یہ تو عالم ادھر کی دنیا اگر ادھر ہو

دیگر

مرے رکھ ہاتھ سر پر جھوٹ مت قرآن سے بولو

کہاں تک میری جانب سے رہیگی لاگ تم کو

سبک باتیں نہ مجھسے اسقدر ہر دم کیا کیجے

وہ دن تم بھی کو نسے بولو جو ہمکو جھڑ کتے تھے

خدا سے تو ڈرو تم اپنے ایمان سے بولو

گرہ دل کی کہیں کھولو ذرا ایمان سے بولو

لیاقت میری کچھ سمجھو اور اپنی شان سے بولو

دہی دیوانہ ہم ہیں گر کسی انسان سے بولو

دیگر

[illegible]

ظفر کی عرض ہے اپنی خدا سے
شاہ مردان سے
شتابی عقدہ مشکل مرا مشکل کشا سے
کھولیے

دیگر

ظفر جس شکل سے چاہ ذقن سے اُسکے دل نکلا
نکلتے یون نہین دیکھا کوئین سے ماہ نخشب کو

خطا نخچو کہین دل کی بس اب زلف دوتا کھولو
یہ قیدی مر نجائے اسکی تم مشکین ذرا کھولو
حجاب اتنا بھی کیا لازم ہے عقدہ بحر عالم کا
حباب آسا ذرا تم آنکھ اے اہل فنا کھولو
سحر خون شفق مین پنجۂ خورد دبے خجلت سے
جو تم دست حنا بستہ کو اپنے مہ لقا کھولو
ہتو اک عقدۂ دانستہ ہے جان حزین میری
تم اسکو ناخن شمشیر سے بہر خدا کھولو
نہین وہ تو دکھاتا ہے ہمین یاقوت لب اپنے
تمھین اے دیدۂ تر درج دُرّ بے بہا کھولو
برنگ غنچہ ہو لب بستہ تم جو یون کئی دن سے
ارادہ حضرت دل آپکا ہمسے ہی کیا کھولو
لٹایا اور تو سب کچھ تمناسے تو صل مین
رہی ہے ایک جان اسکو بھی بہر دعا کھولو

دیگر

دیگر

غالب قدم فخر جہان ہے ظفر اسکو
ابدال نہ دکھلاؤ نہ اوتاد دکھادو

دیگر

اس عشق کا ہے عزم تو [illegible] تم دکھادو
[illegible] مجھے تصویر دکھادو
[illegible] نظارہ [illegible] دکھادو

ملک عجم و دربار کی زنجیر دکھادو
[illegible] حسرت ہمین [illegible]
یہان تک کشش دل [illegible] دکھادو
ہے مجھسا کوئی صاحب تاثیر دکھادو
اپنی ہی ہے یہ آہ کہ پہونچی ہے فلک تک
ورنہ کوئی ایسا تو ہمین تیر دکھادو
تم تیغ بکف پھرتے ہو کیون [illegible]
ہے آج قضا کسکی گلو گیر دکھادو
تبدیل قوافی سے ظفر دیکھین تو اسکو
اک اور غزل اس مین تحریر دکھادو

[illegible] دیوان [illegible] ظفر

خال اب نہ تہ زلف سیہ فام دکھاؤ — تارا نہ مجھے مت ایک سر شام دکھاؤ

اُس نرگس بیمار کا بیمار ہون مین آہ — لا لا کے نہ مجھکو گل بادام دکھاؤ

معلوم ہوئے آپکے جوہر ہمین صاحب — ہر دم نہ ہمین اب کھینچ کے صمصام دکھاؤ

اسکی ہی بلائین کہین لیکے چھٹین ہم — اے کاش تم اپنا ہمین ہمنام دکھاؤ

بہو نجا نہ کبھی قافلہ تک آہ عزیزو — مجھسا بھی جہانمین کوئی بدنام دکھاؤ

بیوجہ ہو داب ہر خط رخ یہ تمھارے — مت طائر دل کو یہ مرے دام دکھاؤ

کہتے ہین سخندان ظفر اک اور غزل تم
تغییر قوافی سے کرار قام دکھاؤ

یارو نہ مجھے سرو نہ شمشاد دکھادو — جس قامت موزونکی ہی اب یاد دکھادو

جاویگا نہ اس کاوش مژگان کا تصور — گر لاکھ مجھے نشتر فصاد دکھادو

دل نیم نگہ سے ہوا اس یار کے بسمل — گشتہ کوئی ایسا ہو جو جلاد دکھادو

مرغان چمن دام مین ہرگز نہ پھنسو نمین — گر مجھکو ذرا صورت صیاد دکھادو

سو دلسے مین قربان ہون جو ویسی کوئی تصویر — تم لا کے اگر مانی و بہزاد دکھادو

دیوانہ صفت جسکی تمنا مین ہون پھرتا — یارو مجھے وہ شوخ پریزاد دکھادو

شیرین ہسنو کہنی مین بھی تو دیکھون — تم چلکے مجھے مرقد فرہاد دکھادو

تبخانے مین کیا برہمنو جاکے کرونگا — ٹک تم مجھے وہ حسن خداداد دکھادو

[illegible]

ردیف

[illegible]

یا تو نہین منہدی لگا بیٹھے ہو تم دان ہہات
بار رکھیگی سر اسر ہی یہ کافر دل کو

مجکو رسوا کر در و روکے نہ تم ای آنکھون
غنچہ سان دلمین گرہ ہمسے نہ رکھو اب تم

شدتِ گرمی سے دم اپنا بہت رکتا ہے

خون دل ہوتا ہی یہان جلد حنا کو کھولو
جان من خیمہ نہ تم زلف دوتا کو کھولو

راز ہمچشمو نہین مست ما نو خدا کو کھولو
گلے لگجاؤ بس آغوش وفا کو کھولو

یا الٰہی کہین جلدی سے ہوا کو کھولو

بخدا یار و ظفر سے وہ بہت رکتا ہے
کوئی بات نہین مُت ہوش ربا کو کھولو

کام ذرات جسے چشم گرفتار سے ہو
محو نظارۂ آئینہ فقط وہی نہین

آبرو خاک مین تیری ابھی مل جائیگی
زخم دل پر ہو مرے عکس خط سبز اسکا

زلف کو چھوڑ لیا مانگ کا رستہ دل نے
کر سکے دل کی نہ اس آئینہ رو سے کچھ بات

منھ پہ مہتاب کے گر شب کو ہوائی چھوٹے
سنگ کا بھی غم فرہاد سے ہے زہرہ آب

ای ظفر ایسی ہی اک اور غزل ہمکو سنا

کیون نہ پرہیز اسے نرگس بیمار سے ہو
دام حیرت مین گئے ہم ہی گرفتار سے ہو

رو کش ای ابر نہ اس چشم گہربار سے ہو
فائدہ کیون نہ تجھے مرہم زنگار سے ہو

سوی ظلمات چلا کشور تاتار سے ہو
روبرو اسکے کھڑی رہگئی ناچار سے ہو

کہ مقابل وہ مرے آہ شرربار سے ہو
کیون نہ سیلاب روان چشمۂ کہسار سے ہو

تاکہ محظوظ طبیعت تری گفتار سے ہو

غزل

[illegible]

ردیف

[illegible]

| | |
|---|---|
| ہمدم ہو عبیر کفن اس ورق کی مجھے خاک | خوشبو نہ لگا تو مری جل ہشت کفن میں |
| اُس شعلہ کا سوز غم عشق پس از مرگ | بھڑکائے ہے آتش زردشت کفن میں |
| دیکھا تری حسرت زدہ کو بعد فنا بھی | دانتوں کے تلے دابے سر انگشت کفن میں |

مقدور حریفوں کو ظفر ہو تو زر و سیم
لیں باندھ پس از مرگ بھی یکمشت کفن میں

## ردیف واو

| | |
|---|---|
| تیغ ابرو کی تجھیں جسکو دکھانی آب ہو | کیوں نہ ہر دم زہرہ اسکا پار جانی آب ہو |
| وصل سنتے ہی صنم کا کاروان ہجر کے | یہ چلی آنکھوں سے اپنی سب نشانی آب ہو |
| قدر جانے ہے ہمارے اشک مژگان کی ڈلا | جسکو اس دُر نجیف کی آدہ پانی آب ہو |
| حال درد عشق اپنا گر کہیں دریا سے ہم | لیلے و مجنون کی پھر اسکا کہانی آب ہو |
| چشم پر خون کو ہماری دیکھکر ساقی مدام | کیوں نہ پھر جام شراب ارغوانی آب ہو |
| نقش وہ کندہ کرے مژگان جو تو نکالے بیچ | جسکو پھر ایسے نگینے کی نشانی آب ہو |

کھینچکر تیغہ جو نکلے چشم سے یہاں موج اشک
اے ظفر خجلت سے تیغ اصفہانی آب ہو

| | |
|---|---|
| ہمارے دیکھ کے دریا دل کا پار چڑھاو | گھٹا ہی کیا ہی سمندر کا ایکبار چڑھاو |

[illegible]

جا کر دکھاؤن دل پہ ہے جو داغ بے حساب
گر ہو حساب دام و درم لکھ کے بھیجدون

یہ کیون لکھون کہ مین ہون سیہ روز تیرہ بخت
مضمون خط و فال بہم لکھ کے بھیجدون

باور نہو تجھے کبھی اے شوخ بے وفا
سو عہد نامہ گر بقسم لکھ کے بھیجدون

پرزے یہ مین جگر کے ظفر اسکو حال دل
مژگان تری اگر ہو قلم لکھ کے بھیجدون

یار ہو پیش نظر یہ کبھی ہونے کا نہین
ہو تو دیکھون نہ ادھر یہ کبھی ہونیکا نہین

آہ دکھلائے اثر یہ کبھی ہونے کا نہین
سر مین آئے ثمر یہ کبھی ہونیکا نہین

سنگ و آہن مری فریاد سے ہون گرچہ گداز
دل ترا موم ہو یہ یہ کبھی ہونیکا نہین

کھینچکر تیغ ستم ہو وہ مقابل جس دم
ہون نہ مین سینہ سپر یہ کبھی ہونیکا نہین

ضبط گریہ کا نہ لے نام تو ہم چشمون مین
تجھسے اے دیدۂ تر یہ کبھی ہونے کا نہین

دل حیرت زدہ ہے غنچہ تصویر اپنا
تجھ سے وا ابد سحر یہ کبھی ہونے کا نہین

غرق ہو جائیگا گریہ سے مرے ایک جہان
پر تجھے سوز جگر یہ کبھی ہونیکا نہین

گھر مین گو اسنے ہمین ہے بلایا لیکن
چاہیے دل مین ہو گھر یہ کبھی ہونیکا نہین

صبر مشکل ہے نکر صبر کا دعوے ہرگز
عشق مین تجھسے ظفر یہ کبھی ہونیکا نہین

رہین ہین موجزن یہ اشک خون تیرے آنکھونمین
کہ ہے ہر موج جنکی موج طوفان خیز آنکھونمین

[illegible]

جو پوچھے کوئی اچھے کون ہین اے ظفر [illegible]
سلیمان ہین جو [illegible] ہین اس صنم سے

ہون جو [illegible] وہی اچھے ہین
[illegible] زمانہ مین ہین سب ہین

[illegible] اس بزم مین اک [illegible] دم سے
وہی اچھے ہین [illegible] اچھا کہ [illegible] حرف

ہین اُسکے [illegible] ہر جگہ [illegible] قلم سے وہی
اچھے ہین [illegible] بیمار اچھے [illegible]
الفت مین [illegible] اچھے ہین مگر [illegible]
[illegible] سینہ [illegible] تیغ ستم سے وہی
اچھے ہین [illegible] داغ عشق [illegible] کردون مین
[illegible]

سو بار کی بغور نگہ آفتاب مین
تیرا سا جلوہ دیکھا نگہ آفتاب مین

خال اُسکے رُخ پہ ہے کہ سیاہی سرا اُسکی
کھا کل گرہ گئی ہے یہ رہ آفتاب مین

دکھلاؤن دل کا داغ تو نکلے ذرا فرق
کچھ اسمین اور غیرت مہ آفتاب مین

آئے اگر عرق ترے رخ پر تو کیا عجب
شبنم سے جا بجا ہے آب جو یہ آفتاب مین

اک تیر آہ خانۂ زنبور کی طرح
روزن پڑے ہزار جگہ آفتاب مین

وہ جا ہے زیر سایۂ دیوار دے کسے
بیٹھا لے ہے کوئی سر رہ آفتاب مین

حیران ہو نہین خطوط شعاعی کو دیکھکر
کس نے لگائے تیر مژہ آفتاب مین

تو جام مے مین مردمک چشم مست دیکھ
ہے مثل ماہ داغ سیہ آفتاب مین

شاہان عصر مین ہے ظفر تو وہ سربلند
پڑتا ہے عکس تاج کلہ آفتاب مین

[illegible] دیوان ظفر

ہوئے واقف نہ جو دنیا کے غم سے وہی اچھے ہین
جو ہستی مین نہین آئے عدم سے وہی اچھے ہین

جھڑے یون تو ہزار دن گوہر خوش آب نیسان سے
مگر جو اشک ٹپکے چشم نم سے وہی اچھے ہین

برابر ہین پریشانی مین ہم اور بال زلفون کے
وہ اکثر تیرے منہ لگتے ہین ہمسے وہی اچھے ہین

[illegible] زر و کیسا دینار و درم سے
وہی اچھے ہین [illegible] ہین
ظفر [illegible] ہین تو سب اچھے ہین [illegible]
[illegible] ہین جو اپنے کرم سے
وہی اچھے ہین

[illegible]

لگتی ہے اگر آتش پانی سے بجھاتے ہین
ہین بخت جو خوابیدہ وہ بھی تو کبھی جاگین
جو بات کہ غصے سے کہتے ہین وہ اورون کو
دل اُس بُتِ کافر سے پھر نکلا نہین اپنا
ہم ہین وہی جو رو تون کو ہنساتے ہین
کب داغ ہین سینے مین سوزِ غمِ ہجران سے

پر اشک ترے دل مین اور آگ لگاتے ہین
ہر رات مرے نالہ سوتون کو جگاتے ہین
ہم خوب سمجھتے ہین یہ ہمکو سناتے ہین
ناصح یو نہین بک بک کے سر اپنا پھراتے ہین
اب حال ہے یہ اپنا ہنستون کو رلاتے ہین
یہ حضرتِ عشق آنکھین پردہ دکھاتے ہین

احوال ظفر اُنسے کسطرح کہین اپنا
ہو جاتے ہین بیخود ہم جسوقت وہ آتے ہین

روز ہے اک غم نیا میرے دلِ غمناک مین
تیر اصید بستہ فتراک کھل کر گر پڑا
انکو انجم مت سمجھنا میرے تیر آہ سے
اشک خون مژگان سے ہین اسطرح لپٹے ہوئے
پردۂ مینا سے تو جلدی نکل ای دخت رز
اُسکے رخسار صفا کی جو دیکھی آب و تاب

روز ہے اک درد تازہ سینۂ صد چاک مین
رہ گیا لو ہو کا دھبہ دامن فتراک مین
ہوگئے روزن ہین یکسر سینۂ افلاک مین
لگ رہی جسطرح ہو آتش خس و خاشاک مین
دیکھ تو بیٹھے ہین کب سے منتظر تاک مین
ملگئی بس آئینہ کی آبرو سب خاک مین

عشق کے دریا مین تیرے کون عاشق ہے سوا
ای ظفر اتنی کہان طاقت کسی تیراک مین

تجھ بن ہی آرام جان آب جان گھبرائی نہیں
بیٹھتے ہم سر نہیں یان کوتی چھاتی نہیں

ہمسری کرتا ہے گل عارض سے اسکی اے صبا
دو طمانچے مارکر تو اسکو سمجھاتی نہیں

شمہ تاب بھی حوصلہ تیرا کہ جل جاتی ہے تو
پر زبان پر شکوہ سوز جگر لاتی نہیں

ہے جو مرغان چمن کو تیرا کھٹکا باغ مین
باغ مین بلبل کی آج آواز بھی آتی نہیں

جنبش دامان مژگان تیری کس دم شعلہ خو
دیکھیے تیر نفستہ جان آگ بھڑکاتی نہیں

پہونچے ہے چاک گریبان تابدامن ہر گھڑی
مین کہون کیونکر کہ وحشت پانون پھیلاتی نہیں

یان تو ہم باتین بناتے ہین ہزارون اے ظفر
جاکے وہان کوئی بھی ہمسے بات بن آتی نہیں

بھبھوکے دل پہ جو دشمن کے داغ ہین دو تین
تو قمقمے ہین بہت ور چراغ ہین دو تین

نمود سینہ پہ اپنے جو داغ ہین دو تین
یہی تو عشق کے چشم و چراغ ہین دو تین

رہے نہ ہوش بجا جسکے ایک جرعہ سے
ہم اس شراب کے پیتے ایاغ ہین دو تین

نہین ہے اسکی وہ خال خط سبز کے پاس
قریب بیٹھے یہ توتی کے زاغ ہین دو تین

وہ پاس آنکھون نہین یا سینہ و دل جان مین
جو ڈھونڈو اسکے مقام سراغ ہین دو تین

جو تو سنے تو زیادہ نہین مرا مطلب
وہ باتین اے بت مارک دماغ ہین دو تین

ظفر زمانے مین آرام کا ہے یہ احوال
ہزار تنگ ہین گر بافراغ ہین دو تین

ہے یہ ہماری چین تمنا گرچہ برنگِ نقشِ قدم
زیر قدم ہون تیری سرِ راہ اپنی دم رفتار آنکھین

دیکھا ہمنے سیہ پوش اکثر سرمہ سے یا کاجل سے
کشتہ تیغ نگہ کی اپنے ہین وہ ماتم دار آنکھین

گو کہ تجکو رشک مسیحا کہتے ہین لیکن فائدہ کیا
میرا اُدھر بیمار ہے دل اور تری ادھر بیمار آنکھین

سب مین وہی ہے جلوہ نما خورشید سے لیکر ذرہ تک
پر جو ہون اُسکی گرم نظارہ ہین وہ ظفر درکار آنکھین

پردہ اس سوز جگر کا کبھی ہونیکا نہین
داغ پر بھی مرہم کبھی ہونیکا نہین

مدفن ہوویگا ترا کوئی جہان سوختہ جان
سبزہ ان خاک سے پیدا کبھی ہونیکا نہین

ہین اطبا تو یہ کیا آئے مسیحا بھی اگر
تیرا بیمار غم اچھا کبھی ہونے کا نہین

لکھدیا جو تری تقدیر مین ہوویگا وہی
جو نوشتے مین نہوگا کبھی ہونے کا نہین

آسمان کینۂ عالم سے نہوگا لبریز
خالی اُس می سے یہ مینا کبھی ہونیکا نہین

دیکھے دل اپنا پشیمان ہون گر جان اُسکی
بیچ گئی کام پھر ایسا کبھی ہونیکا نہین

کرکے نظارۂ گلزار جہان اے غافل
پھر میسر یہ تماشا کبھی ہونے کا نہین

وعدۂ وصل سے ہو اسکے مجھے کیا تسکین
جانتا ہون کہ وہ سچا کبھی ہونیکا نہین

کب ہجوم غم سے میری جان گھبراتی نہین
کون ہے جسکو نہین ڈر آہ سوزان کا مرے
کیا ہوا بد اصل گر ظاہر مین ہین نیکو صفات
ساقیا فرقت مین تیری تا ربارش سے گھٹا
صاف خوب و زشت کہہ دیتا ہے منہہ پر آئینہ
آسمان لاتا ہے وہ چکر کہ جسکو دیکھ کر
چشم مشتاق کی تیری حسرت دیدار مین

مین ٹھہر جاؤن کرون پر کیا کہ ٹھہرا ہی نہین
کانپتا شعلہ نہین یا برق تھراتی نہین
جوہر ذاتی پہ انکا فیر بد ذاتی نہین
میکشونکی سر پہ کیا کیا تیر برساتی نہین
اہل دید کی صفائی آنکھ شرماتی نہین
کون ہے ایسا کہ اسکی عقل چکراتی نہین
جنبش مژگان سے کسدن کوٹتی چھاتی نہین

اے ظفر ہے دیکھ کھٹکا باغبان کا کس قدر
باغ مین بلبل کی آج آواز بھی آتی نہین

دو دکھ پھر یون بات دل کی جب ہین لے چلتے پکڑتے ہین
کہ خال لب کے اک بوسہ پہ سو نکتے پکڑتے ہین
نجانے یان سے یہ چاہین ہین پیران دو تا قامت
زمین دانتون سے اپنے جب وہ ہین جھکتے پکڑتے ہین
ستمگر رستہ اپنے گھر کا عاشق تیرے کوچے سے
محبت سے جب انکے دل نہین سکتے پکڑتے ہین
نہین جب وہ کسی سوگئے وہ اور وہ ملین کہتے ہین  تو ہم انکو پکڑنے سے نہین رکتے پکڑتے ہین

جلائی آہ مجھی کو جو سنگدل ہو نہ موم
یہ کیا غضب ہے اثر وان نہین یان بھی نہین

جو آج تیغ بکف تو ہی سر بکف ہین ہم
درنگ عربدہ گر وان نہین تو یان بھی نہین

صلاح کار نہ بک بک کے سر پھرا مین عبث
پھر اکسیکا جو سر ان مین تو یان بھی نہین

وہی صلاح ہماری ہو جو ہو انکی صلاح
اگر مزاج مین تیرے وان نہین تو یان بھی نہین

جو عاقبت کا ہی سودا ہی ہے دنیا کا
جو اسمین تجکو ضرر وان نہین تو یان بھی نہین

ندیکھا دیر مین تو کیا حرم مین دیکھے گا
وہ تیری پیش نظر وان نہین تو یان بھی نہین

ادھر وہ بوسہ عنایت کرین ادھر لین دل
جو کوئی عذر ظفر وان نہین تو یان بھی نہین

نہین گل تن پہ عشق دلربا مین پھول کترے ہین
تماشا ہے یہ رنج و بلا مین پھول کترے ہین

گرے ہین خلق پر لخت جگر کب ست مژگان سے
مری انکھون نے یہ جوش بکا مین پھول کترے ہین

خجالت کش ہین جیسی تختہ گل ہو گل خوبی
عجب خیاط نے تیری قبا مین پھول کترے ہین

لکھا حال دل صد پارہ جب بھیجنے تو کاغذ کو
اٹھا کر یار نے دست جفا مین پھول کترے ہین

شفق کو دیکھ کر ٹکڑے نہ سمجھین ہمکو یہ سوجھا
یہ کسنے دامن چرخ دوتا مین پھول کترے ہین

ظفر تیغ جفا نے اسکی سیسے تن پہ زخمون سے
کہو نہین کیا جو میدان وفا مین پھول کترے ہین

وہ مژگان کو جو خوبان مین تن ہلاتے ہین
تو کیا کیا آتش دل پر مرے دامن ہلاتے ہین

[illegible] چار باری ہر مہینے مین

ارادہ تھا مصمم چار باری ہر مہینے مین

[illegible]

| | |
|---|---|
| کام تقصیر پر ہین ہر مگر تدبیر شرط | کچھ سبب بھی چاہیے اس عالم اسباب مین |
| پیش آتے تعظیم سے جو سب جھکین تیری طرف | کرین پھر سجدہ کرے گر خم ہو محراب مین |

سوز غم سے کیا کہون حال دل پر اضطراب
اے ظفر آتش لگی ہے معدن سیماب مین

| | |
|---|---|
| مانگ ہے یا کوئی سیدھی راہ ہے ظلمات مین | یا عیان ہے کہکشان کا خط اندھیری رات مین |
| ہو گئے ہم جل کے خاکستر بھی پر اے شعلہ خو | اب تلک وہی شرارت ہے تری ہر بات مین |
| اے صنم سارے پری رویون سے تو نام خدا | ہے زیادہ ناز مین شوخی مین چھب مین گات مین |
| دیکھیے کب داؤ پر چڑھتا ہے وہ آہو نگاہ | لگ رہے ہین ایک مدت سے ہم اسکی گھات مین |
| اپنی صورت دیکھ کر آئینہ کو دیکھے ہے کیا | تو شبیہ یوسف کنعان کو تصویرات مین |
| یون مژہ گریہ سے اسکے رخ پہ نکلا خط سبز | سبزہ ہو جاوے ہے پیدا جس طرح برسات مین |
| آفت جان ہے دلا وہ غمزہ و ناز و ادا | دیدہ و دانستہ کیون پھنستا ہے تو آفات مین |
| مہرۂ شطرنج کی صورت بساط دہر پر | مر گئے کتنے ہی اس دنیا کی برد و مات مین |

کیا حقیقت واصلان حق کی پوچھے ہے ظفر
ہو گئے ہین محو بالکل وہ تو اسکی ذات مین

| | |
|---|---|
| ہو کیون ہجر کا غم چار باری ہر مہینے مین | عجب ہے ہو محرم چار باری ہر مہینے مین |
| اگر وہ آٹھویں دن بھی قدم رنجہ کرین گھر پر | تو مل جاتے ہین ہمدم چار باری ہر مہینے مین |

دیگر

[illegible]

[illegible]

نکر تو سرکشی غافل برنگ آب فوارہ — کہ لائیگی یہ تری سر بلندی تجکو پستی مین
نہونا تندرستی کا کری ہی مضمحل جان کو — کہ ہی نقصان حاکم ملک کی بی بندوبستی مین
خدا نے وسعت دامان ہمت کی عطا جسکو — نہین ہوئیگا ہرگز تنگدل وہ تنگدستی مین

کرے صوفی ابھی کیا کیا اے ظفر پھر رقص مستانہ
دکھائے گردش چشم اپنی گر وہ عین مستی مین

دل بیتاب کو ہم کیونکہ سنبھالی جاوین — گو جہ صبر سے ڈر ہی نہ نکالے جاوین
انکے گھر جائین اگر ہم تو نکالے جاوین — اور وہ غیر کو یون گھر سے بلا لیجاوین
ہین یہ زودیدہ نگاہین تری کا فر وہ چور — انکو ان آنکھون ہی مین جیو لکو چرا لیجاوین
پھر وہ بدمست گیا باغ مین ڈر ہی مجکو — کہ گلو نکو نہ کہین ٹوٹ پیالے جاوین
یون تو جا سکتا نہین ضعف سے مین دریا تک — تیرے آنسو ہی مگر مجکو بہالے جاوین
اے کماندار لگا تیر محبت ایسا — تیری قربان تری چاہنے والے جاوین
ہمسے وہ روٹھ گئی ہین کوئی انسے پوچھو — کہ جو مرضی ہو تو ہم آکے منالے جاوین
آج مین اپنی محبت کو اگر دکھلاؤن — تو ابھی عرش برین تک یہ نالے جاوین
صدمہ پہونچے نہ پہونچے کوئی انسے کہدو — گل بازی کو نہ ہاتھون سے اچھالے جاوین
ہان مگر جی مین ہمارے یہی آتا ہی کہ ہم — دستہ گلچین رہ ہمہ گلدستہ بنا لیجاوین
سیر کے گلگشت گلستان محبت کا ظفر — تحفہ اس گل کیلیے اور تو کیا لیجاوین

| | |
|---|---|
| شب گریہ ہوا سے بھی دروازہ اُن کا کھڑکے ہے | اُکیا کیا اپنے دربان کو وہ اُٹھ کے سحر کھڑکاتے ہین |
| دل مین نگاہ کرم سے اپنی آگ لگا کر آتش خو | جنبش دامن مژگان سے پھر اور سوا بھڑکاتے ہین |
| یون تو سوا وہ گھر سے باہر جاتے نہین اگ مدت سے | لیکن گھوڑے کاغذ کے گھر بیٹھے وہ دوڑاتے ہین |
| تار زلف مین ہین کیا کافر پیچ و تاب محبت کے | دل ہے اُلجھتا اور زیادہ جون جون ہم سلجھاتے ہین |
| مارتے ہین پر دام و قفس کو ایک ذرا جو ہم تو ابھی | ہاتھون سے صیاد کے گویا طوطے سے اُڑ جاتے ہین |
| تار بستر میرے حق مین یار و مار بستر ہے | کیونکہ کانٹون رات کے مجھکو یہ تو کاٹے کھاتے ہین |
| ناز و غمزہ آفت گر ہین تیغ ادا کے صیقل گر | کیا کیا قتل عاشق پر وہ اُسکو ظفر چمکاتے ہین |

جب کبھی دریا مین ہوتے سایہ افگن آپ ہین — فلس ماہی کو بناتے ماہ روشن آپ ہین

سیتے ہین سوزن سے چاک سینہ کیا اے چارہ ساز — خار غم سینے مین اپنے مثل سوزن آپ ہین

لہرون کو دیکھ دیکھ کے پانی کی بادہ کش
غافل کو گوشہ مین بھی کرے تنگ گر فلک
ہین گنج و زر و مال سر دوش تا بحشر
تھا جس زمین پہ قبض و تصرف وہی نہین
لاغر ہے یہ کہ جون خط مسطر جدا جدا
رحم اس تن حقیر پہ شیشہ کی تحب
دل کی طپش ہلائے ہے مژگان کی

مجھے نشے کی لہر مین جیحون کی پسلیان
خم کی بغل مین توڑے فلاطون کی پسلیان
کیا کھتی ہو گئی بوجھ سے قارون کی پسلیان
توڑے ہے بعد مرگ فریدون کی پسلیان
پہلو نشین گئے تیرے مخزون کی پسلیان
ظاہر ہے موج بادہ گلگون کی پسلیان
تیرے ہین چشم پر افسون کی پسلیان

ترکیب مین ہے جسکے سخن مین خلل ظفر
توڑین ہین اُسنے معنی و مضمون کی پسلیان

مجھکو وہ زلفین بلا سے اپنے بسمین کھنچلین
ہے اگر پروانگی صیاد تو دل کھول کر
ہوئے جسم زار سے سرکش ہون شعلہ عشق
کھنچا آہ رسا کو دل سے گر مارین کمند
کھنچ لین پل مین تصور سے جو ہم تصویر یار
کس کے دل مین یہ کشش جو کھنچا اُس کافر کا دل
ایک دو کی شرم کیا ہم وہ ہین مست شوق وصل

پر میرے دل کی کہین کافر نہ ہمین کھنچلین
اور بھی دو چار نالے ہم قفس مین کھنچلین
کھینچا ہو جتنا سر اس خار و خس مین کھنچلین
گر فلک کو ہم زمین پر اک نفس مین کھنچلین
منھ ہے کیا گر وہ مصور سو برس مین کھنچلین
رنج جنکو کھنچے ہون اس ہوس مین کھنچلین
اے ظفر انکو کہو کر ہاتھ دس مین کھنچلین

طالعین گھات پہ ہم آن جو بیٹھے سر دل
کی کشش ہمیں جس جا پہ وہ ملا رستے مین
آشنا ناہی نہیں پھر کے عدم سے کوئی
کس کے پیچ و خم گیسو کی جو خوف و غلط رستے مین
تھی تو مار کے تا منزل مقصود ہم آ پہونچے
مرگ و اس رہزن کی بجلی رستے مین
منزل عشق کے دو پاسے نشان فر منزل
ہے ظفر ایک ازل ایک ابد رستے مین

دیگر

اتنی تو تاثیر ہے عشق بلبل باغ مین
یان قفس مین پر جو ہین نوروان گلزار مین
زلف اسکی کیا ملا کر ہے بل
دیکھ کیا سنبل باغ مین
غنچہ وا ہوے تری لب سے ساغر دہن
غنچہ ہا سے گل کے گلرنگ باغ مین
روبرو اُس بادہ کش کے جو نشہ کیفیت ہے
سر دیا ہو گی ہو ساغر مل باغ مین

روبرو اُس تاب رخ کے تھا نہ مہتابی یہ رنگ
فرق کچھ مہتاب اور مہتاب آتشباز مین

چشم فتان سامری عیسیٰ لب جان بخش یار
طاق وہ جادوگری مین فرد یہ اعجاز مین

ہر قدم پہ فتنہ محشر گو ٹھکرائے ظفر
ہے وہ فتنہ اس ستمگر کی خرام ناز مین

مور عاجز کی طرف دیکھکے چل رستے مین
ناتوانون کر تو پاؤن مین نہ مل رستے مین

ہے وہ چھپ کے چلے تھے طرف خانہ غیر
ہے نے بھی جا ہی لیا بھیس بدل رستے مین

خانہ چشم سے آجائے قطرہ تک آنسو
طفل ابتر جو یہ جائے نہ مچل رستے مین

لیتو ہم جائین گے دنیا سے متاع ایمان
نفس شیطان بھی ہین پر دزد و دغل رستے مین

ہے مری گریہ سے تر یار کی خاک سر راہ
پاؤن اُسکا کہین جاوے نہ پھسل رستے مین

مضطرب یہ ہے کب سے ترے بیمار کا کام
آتے آتے گئی کیا ٹھہر اجل رستے مین

دل کا یہ حال ہوا مانگ مین چلتے چلتے
جیسے ہو جاے مسافر کوئی شل رستے مین

ہم بھی وہ سنتے ہوے آے تھے پیچھے پیچھے
تھی جو غیرون سے تری رد و بدل رستے مین

پہونچے گا نامہ جانسوز مرا ان کیونکر
گر یہ دبال کبوتر گئے جل رستے مین

قطرہ خون کف پاسے ہے سر خار جنون
خوب روشن کیے مجنون نے کنول رستے مین

حسب حال اپنے دکھاؤن اسی کیونکر انشا
شہ مین ہو پھینک دون اک لکھ غزل رستے مین

نامہ بر جاتا ہے کیا قاتل سفاک کے پاس
دم ترا جائیگا ہیبت سے نکل رستے مین

دیوان پنجم ظفر

دیگر

ادا ان کے نام پر دیکھ کر دل یار باغ مین
جلوہ نما ہے ساقی ہی ہین گلبدن باغ مین

دیگر

اک دم مین ضرب نالہ سے پتھر کو توڑ دون
پتھر تو کیا کہ سد سکندر کو توڑ دون

پہلو مین اپنے شہپر خنجر کو توڑ دون
گویا کہ مرغ روح کے شہپر کو توڑ دون

خون جگر سے لعل کا بھی مول دون بہا
گر آنسوؤن سے قیمت گوہر کو توڑ دون

جوڑا ترا بلا ہے کہے ہو کہ دل تو کیا
مارون جو مشت کلۂ اژدر کو توڑ دون

دیوانہ ہو کے تیرا کے صاف آئینہ
زنجیر و طوق و حلقۂ جوہر کو توڑ دون

ہمسر ہو تیری ابرو پر خم سے گر کمان
شاخ کمان دوست کمانگر کو توڑ دون

جی چاہتا ہے اپنا لگاؤن گلے سے مین
بند قبائے شوخ سمن بر کو توڑ دون

کیا دشمنی ہو اہل کرم سے کہے ہے چرخ
یہان تک جھکاؤن شاخ ثمر ور کو توڑ دون

توڑا دل اس صنم نے نہ آیا یہی خیال
ہے گھر خدا کا کیونکہ مین اس گھر کو توڑ دون

ناچار ہون تیری صف مژگان سے ورنہ یار
وہ صف شکن ہون مین صف لشکر کو توڑ دون

گو ناتوان ہون پر ظفر اک تیر آہ سے
نہ تا بہ سپہر مدور کو توڑ دون

محبت کی کوئی اب آنکھ تجھسے ہم چراتے ہین
علم ہون گرچہ سو شمشیر کین کب دم چراتے ہین

چرسائے کوئی کالا چور دل کی ہم نکھو بیگھ
کہ تیرے خال رخ اور گیسوے پر خم چراتے ہین

نسیم صبح کے جھونکے ہین بادی چور وہ بلبل
کہ گلشن مین زر گل اور در شبنم چراتے ہین

نہین شمشیر سے جسکی جھپکتی آنکھ میدان مین
ظفر وہ دیکھ تیرا ابروے پر خم چراتے ہین

دیگر

نہ عکس ابروے خمدار ڈال پانی مین
اُتر پڑیگا فلک سے ہلال پانی مین

دو ذرا اشک مین مژگان کو دیکھ حیران ہون
کہ خشک کیونکہ ہوے یہ نہال پانی مین

ہر اک حباب ہو مانند اختر پر نور
پڑے جو عکس رخ مہ جمال پانی مین

ہے ابھی تہ دریا صدف برنگ عقیق
جو پان کھا کے وہ پھینکے اوگال پانی مین

کیا ہے جنگ کا سامان کس سے دریا نے
کہ موج تیغ ہے گرداب ڈھال پانی مین

نہین ہے فرصت یکدم یہ سرکشی زیبا
کہو حباب کو سر مست نکال پانی مین

سر شک تر مین نہین لخت دل ظفر تر نے
بہائے ہم نے کنول لال لال پانی مین

ہمدم ہون تم میری حالت مجھسے کچھ پوچھو نہین
دیکھ لو چہرہ کی رنگت مجھسے کچھ پوچھو نہین

تھی جو تم بن شب کو آفت مجھسے کچھ پوچھو نہین
شب تھی یا روز قیامت مجھسے کچھ پوچھو نہین

دل سے دل کو راہ ہے دل ہی سے اپنے پوچھیے
دل کو جو ہے تم سے الفت مجھسے کچھ پوچھو نہین

آنکھ اٹھا کر بھی جو دیکھون مین تو دکھلاتے ہین آنکھ
اُنکی کچھ چشم عنایت مجھسے کچھ پوچھو نہین

جگر کو چھان کر بھرے ہوئے قاتل کے تیرونمین
بھری خون سے زیادہ آب ان تیرون کے پیکانمین

چراغ خانہ ہین بتی رکھی بٹ کر محبت کی
مٹے گا یہ نشان کب ہی جو دل کے داغ سینے مین

اسیری مین تیرے دیوانے کی ہی جوش پر وحشت
کئی دن سے جو غل ہوتا ہی برپا روز زندانمین

کہان ہین وہ نگینے تھوڑے سے اسکے روبرو روشن
نگر خط شعاعی ہین یہ خورشید درخشانمین

ہنسی سے اس لب لعلین کے یون دندان نظر آئے
در ناسفتہ گویا بھر دیئے ہین درج مرجانمین

جیون صد آفرین صد مرحبا شاباش ہی تجھکو
نہ چھوڑا نام کو اک تار بھی تو نے گریبانمین

نگاہ یار نے اک دم مین ٹکڑے کئے دلکے
نہ دیکھا ہمنے کاٹ ایسا کسی شمشیر برانمین

نکر برباد میری خاکساری خاک پا ہو کر
الجھے رہنے دے اے باد صبا تو کوئے جانانمین

تمہارے دل جلے جلتے ہین زیر خاک بھی دیکھو
دھوان ہی سوز دل سے گھٹ رہا گور غریبانمین

ظفر تیرے سخن کے روبرو کسکا سخن چمکے
سخن کی تاب و طاقت ہی نہین ہستی سخندانمین

خواب مین جو نظر آیا وہی بیداری مین
فرق مطلق نرہا غفلت و ہشیاری مین

جنس ناکارہ ہستی کی خریداری مین
سو وہم جانتے ہین اپنا زیان کاری مین

کون منت کش شمشیر اجل ہو قاتل
طاق تیرا خم ابرو بھی ہی خونخواری مین

زلف مشکین کی تری بو وہ بلا ہی کافر
سنگ حسرت سے ہے خون نافۂ تاتاری مین

جو تری نرگس بیمار کا بیمار ہوا
تادم مرگ رہا وہ اسی بیماری مین

ظفر مین اپنی حقیقت کہون تو کس سے کہون

خدا جانے ہے کیا جان پر اس دل کے ہاتھون سے
کہ گھس بیٹھا ہو دشمن سخت کافر جیسے پہلو مین

بغیر اس گل کے لیتا ہون جو کروٹ بستر گل پر
تو چبھتی ہے رگ گل میرے نشتر جیسے پہلو مین

لکھے گی لاغری کیا حال میرے صفحۂ تن پر
ہوئین جو پسلیان ہو جو مسطر جیسے پہلو مین

یہی تاثیر سوز عشق ہے تو دیکھنا آخر
جلا دیگا یہ دل پہلو کو اخگر جیسے پہلو مین

بنا جب ماہ تابان رخ ترا تو کان کا موتی
ہوا تابندہ مہ کے ایک اختر جیسے پہلو مین

نہ پہونچا اُس پری تک ہاے مرغ نامہ بر ہنکر
رہا دل لوٹتا ٹوٹن کبوتر جیسے پہلو مین

کہان ہمکنت ہان کچھ تو بول اے سنگدل مجھسے
نہ بیٹھ اتنا بھی تو خاموش پتھر جیسے پہلو مین

ظفر راحت ہو کیا اُسکو مری پہلو نشینی سے
رہون پہلو کا تکیہ مین نہ کیونکر جیسے پہلو مین

بھری ہے دل مین جو حسرت کہون تو کس سے کہون
سنے ہے کون مصیبت کہون تو کس سے کہون

جو تو ہو صاف تو کچھ مین بھی صاف تجھسے کہون
ترے ہی دل مین کدورت کہون تو کس سے کہون

نہ کوہکن ہے نہ مجنون کہ تھے مرے ہمدرد
مین اپنا درد محبت کہون تو کس سے کہون

دل اُسکو آپ دیا آپ ہی پشیمان ہون
کہ سچ ہے اپنی ندامت کہون تو کس سے کہون

کہون مین جس سے اُسے ہووے سنتے ہی وحشت
پھر اپنا قصۂ وحشت کہون تو کس سے کہون

رہا ہے تو ہی تو غمخوار اے دل غمگین
ترے سوا غم فرقت کہون تو کس سے کہون

جو دوست ہو تو کہون تجھسے دوستی کی بات
تجھے تو مجھسے عداوت کہون تو کس سے کہون

لب تمہارے ہون زلال خضر جان بخشین تو ہم | طالب آب بقا تمسے نہون تو کس سے ہون

ذات اقدس کو تمہاری کہتے ہین مشکل کشا | عقدے سب مشکل کے وا تمسے نہون تو کس سے ہون

عرض ہے شاہ ولایت سے ظفر اتنی کہ ہم

ملتجی یا مرتضےٰ تم سے نہون تو کس سے ہون

کہو تو زلف کے آشفتہ میرے جان کتنے ہین | بلا نوش نہین کتنے ہین بلا گردان کتنے ہین

دکھاؤن سینہ اپنا چیر کر اُس ناوک افگن کو | کہ سوفار نہین کتنے دیکھا در پیکان کتنے ہین

ہزارون رنج و غم ہین خانۂ دل مین نہین کھلتا | کہ صاحب خانہ نہین کتنے اور مہمان کتنے ہین

مجھے چوری سے شب گھر اُسکے جانا یہ کسی پر وا | کہ وہان کتنے ہین چوکیدار اور دربان کتنے ہین

کوئی جانبازیون کو عاشق جانباز سے پوچھے | کہ ہین یہ کام مشکل کتنے اور آسان کتنے ہین

جو ہم وہ چپکے چپکے باتین کچھ آپس مین کرتی ہین | تو کتنے جوڑتے ہین مُنھ لگاتے کان کتنے ہین

سفر دنیا سے ہے در پیش مجھکو پر خدا جانے | کہ بے سامان ہین کتنے اور باسامان کتنے ہین

کہے ہے صید افگن صید گہ مین کھینچکر خنجر | کہ کتنے رہگئے جان دار اور بیجان کتنے ہین

فقط مین ہی نہین جون آئینہ محو جمال اُسکا | کہ ششدر اور بھی کتنے ہین اور حیران کتنے ہین

بظاہر سب ہین انسان لیک باطن کی خدا جانے | کہ ہین انسان نہین کتنے اور حیوان کتنے ہین

سمجھنا عشق کو آفت اور اس آفت مین جا پھنسنا | غرض دانا بھی ہم کتنے ہین و ز نادان کتنے ہین

کسی نے کھینچکر تیغ امتحان کر اپنے بازو کا | کہ دیتے جان کتنے اور بچاتے جان کتنے ہین

دیگر

[illegible]

خاک کا اُنکا بستر ہے اور سر کے نیچے پتھر ہے
اے وہ شکلین پیاری پیاری کس کس چاؤ سے پلیان تھین

جاتا ہے سو آتا نہین ہے آتا ہے سو جاتا ہے
جب یہ وہ سن لیتے تھے تو پڑتین کیا کھلبلیان تھین

تلخی اُٹھانی موت کے چکھیئے خاک سب اُنکو چاٹ گئی
جنکی باتین میٹھی میٹھی مصری کی سی ڈلیان تھین

روز بہاران ٹوٹتی تھی وہ جا جا کر جن ناکن مین
شوق ہر گہ اب جو دیکھا وہان سوئین ناکلیان تھین

دیگر

دیکھے گر اپنی بھوین وہ مہ جمال آئینہ مین
کھیلین طاق ورعنت ملکر دو ہلال آئینہ مین

تیرہ بختون کا ستارہ پھر نہ نکلا ڈوبکر
رخ پہ جو دیکھا بنا کر تونے خال آئینہ مین

گرد کھائین آئینہ تیرے مریض عشق کو
صاف ہو معلوم سکتے کا سا حال آئینہ مین

ہو نمود اسوجہ سے عارض پہ اُسکے خط سبز
جیسے عکس طوطی شیرین مقال آئینہ مین

اپنے بوسے آپ لیتا ہے وہ کس کس پیار سے
دیکھتا ہے نقش صاف اپنے جو گال آئینہ مین

گر کنول تالاب مین تونے نہ دیکھے ہون تو دیکھ
وقت مستی اپنی آنکھین لال لال آئینہ مین

دل مین اُس مو سے کمر کا اسطرح آیا خیال
ہو ظفر آجائے جس صورت سے بال آئینہ مین

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

ہشت بیہ منیڈا شوان کرون کیا ایدل ۔ از غم ودرپہران کدہی اثر اسکو نہین
نالہ وآہ کنم مینڈی نیا مین کب تک ۔ شب ہجر سے آسان دکھی سحر اسکو نہین
تام نکیم ہوتا ہر نہ ذبح اوسدی برباد ۔ پاس یکذرہ مینڈی نام وا پدا اسکو نہین

کیست تا آگہی کوئی مو دسنو ہمارا احوال
آنکہ حالست ملوم اپنا ظفر اسکو نہین

عشق کے ساغر سے گر ہشیار بیہوشی کرین ۔ جام چشم مست سے تقسیم بیہوشی کرین
چاند دیکھین عید کا جب دیکھین روی یار کو ۔ عید ہم اسدن کرین جسدن ہم آغوشی کرین
اپنا دم رکتا ہی گر کیجے خموشی اختیار ۔ یار رکتا ہی اگر ہم ترک خاموشی کرین
چاہتے ہین زخم دلکے کھول کر آغوش ہم ۔ پھر دم شمشیر قاتل سی ہم آغوشی کرین
کیونکہ انبار اسقدر رہتے ہین اس منزل مین ۔ یہ مسافر چاہیے فکر سبکدوشی کرین
عشق وہ آتش کا پرکالہ ہی چھپتا ہی نہین ۔ اتنا ہی ظاہر ہو جتنی خس کی پوشی کرین

وہ کسی برقع مین ہونگے دیکھ لینگے ہم ظفر
ہو چکا پردہ کہوان سے زردپوشی کرین

کیا کرون گر یہ کہ آنکھون مین مری خواب نہین ۔ کیونکہ مین آہ کرون دلکو مری تاب نہین
خاکسارون کے لیے کسوت خاکستر ہے ۔ غم نہین انکو اگر اطلس و کمخواب نہین
ہوئی جمعیت ظاہر سے پریشانی اور ۔ جس سے جمعیت خاطر ہو وہ اسباب نہین

سنکے وہ آواز کو دہلیز پر زنجیر پاؤن
آج کیا جانے وہ کس مشکل سے گھر مین آئے ہین

رات کو کرتا ہے وہ آنے کا اقرار جاتی ہے نیند
لوگ سب عاجز تری مائل سے گھر مین آئے ہین

جب کبھی لوٹے ہین خاک کوے جانان پر تو ہم
کیا معطر ہو کے عطر گل سے گھر مین آئے ہین

جب گئے ہین لوگ سمجھانے تیری دیوانے کو
اُلٹے پاؤن ہو کے وہ قاتل سے گھر مین آئے ہین

بیٹھے گھر مین تو دل گھر مین گئے کیا سنگدل
توڑتے ہم سر کو گھر کی سل سے گھر مین آئے ہین

گھر و شور حشر سے آمادگان گور کو
مت اٹھا تھک کے ابھی منزل سے گھر مین آئے ہین

کس کی چشم مست کو تم دیکھ کر اب اے ظفر
آپ جو ظالم سے لایعقل سے گھر مین آئے ہین

ہزارون دن قسمت الٹی ہین ہر تدبیر سیدھی مین
نہین چلتا کوئی بلٹا اگر تقدیر سیدھی ہے

پیچی ہے زلف پر خم مصحف رخسار پر اسکے
الٹی کی دیکھو جدول کسنی کی تحریر سیدھی مین

جو صورت راستی کی چاہتا ہے تو نہ خم رد ہو
کہ ٹیڑھی شکل تو ہے بدنما تصویر سیدھی مین

تیرے سمجھائے کیا ہوتا ہے ناصح جب دل سمجھے
ہے تقریر کج بحثی کی اس تقریر سیدھی مین

بتایہ کشتگان ابرو خمدار کا پایا
کجی ہے مقبرہ کی رنگی تعمیر سیدھی مین

کرون مین بات الٹی یا کہ سیدھی لیک حاصل کیا
نہ ہو تاثیر الٹی مین نہ ہو تاثیر سیدھی مین

اگر دشمن مین وضع راستی بھی ہو حذر کر تو
کہ برش کیا نہین ہوتی ظفر شمشیر سیدھی مین

غیر پر چشم عنایت مجھکو دیکھو قہر سے
آنکھ سے دیکھا کرون لیکن نگر کہو تو کیا کرون

غم مرا غمخوار ہے کرتا ہی وہ غمخوار کی
مین دم اسکا بھرون کیونکر کہو تو کیا کرون

مین ہون حیران مہر دہن یار سکے آئینہ دار
اب صلوت کو تکون کیونکر کہو تو کیا کرون

واہ وا کہتے ہین میرے لب کھلی ہی رہگئے
اور وصف اُنکا کہون کیونکر کہو تو کیا کرون

جم گیا دل خاک کوے یار پر جون نقش پا
اُٹھ نہین سکتا اُٹھون کیونکر کہو تو کیا کرون

اپنا احوال محبت سامنے اُسکے ظفر
آپ مین لکھکر پڑھون کیونکر کہو تو کیا کرون

پاک تجھ کچھ اور ہی مین قطرۂ ناپاک ہون
بولتا کیا جا بجا کیا ہے مین تو مشت خاک ہون

خواہش دنیا ہے در پے استقامت کیونکہ ہو
اُڑتا پھرتا مین ہوا مین جون خس و خاشاک ہون

دور ہے منزل بہت اور پانو مین طاقت نہین
گرچہ مین رکھتا طبیعت عشق مین چالاک ہون

بے حجابی سے اُٹھا کافر نہ تو منہ سے نقاب
جھکیر کیا جائے یہ بولون کہ مین بیباک ہون

تا مجا کرتا ہے کیا چاک گریبان کو رفو
فکر کر اسکا کہ رکھتا سینہ مین صد چاک ہون

اے ظفر دونون جہان مین کیون نہو مجھکو ظفر
جان و دل سے مین غلام صاحب لولاک ہون

مین ملون کیونکر کہ وہ پیمان گسل ملتا نہین
میرا دل ملتا ہے اُس سے اُسکا دل ملتا نہین

اُسکی صورت سے ملے کس جو یوسف کی شبیہ
رنج ہے رخ کیسو گیسو تل سے تل ملتا نہین

[illegible] دیکھتا ہون تنہا
[illegible] آنکھون [illegible] ہزار بار ہون مین
وہ کاروان کہ جو [illegible]
[illegible] روان صورت غبار ہون مین
[illegible] ہون طائر بسمل [illegible]
[illegible] بیقرار ہون مین
[illegible] عشق مین بیہوش [illegible] ہون مین
خبر نہین کہ [illegible]
خدا گواہ [illegible]
ظفر [illegible] راہ محبت ہون خاکسار ہون مین

ہو گئی کچھ صفحۂ گردون پہ آرائش سی اور
جب لین جو میری آہ آتشین کی کھینچ گئین

جلوہ فرما کون ہوگا جو خطوط مہر سے
اور زبان نگیرہ جرخ برین کی کھینچ گئین

زلف مشکین کو جو اُسکا ذرنے باندھا کھینچکے
اور بھی مشکین دل اندوہگین کی کھینچ گئین

جا بجا ہو کیون نہ شہرت حسن کو اُسکے ظفر
اب تو تصویرین ہزارون اُس حسین کی کھینچ گئین

جی مین کیا تیرے سمایا اسے کیا کہتے ہین
ہمسے ہر وقت کنایا اسے کیا کہتے ہین

ساتھ سوتی ہو لپٹ کر مرے تم محرم کہان
یہ جو منہ تمنے چھپایا اسے کیا کہتے ہین

اُنپہ ہم مرتے ہین وہ اور رخش ہین افسوس
یہ ستم بار خدایا اسے کیا کہتے ہین

پوچھا ہر چند بھرے کان تمہارے کسنے
نہ بتایا نہ بتایا اسے کیا کہتے ہین

دن کو تو یون وہ نہ آیا کہ ہین مانع اغیار
خواب مین شب جو نہ آیا اسے کیا کہتے ہین

گل صد برگ بنایا دل صد پارۂ عشق
تونے کیا گل یہ کھلایا اسے کیا کہتے ہین

بید مین پھل نہین سایہ ہے مگر اوہ کا نخل
نہ ثمر رکھے نہ سایہ اسے کیا کہتے ہین

لاکھون انداز ہین کس کسکو ہم اُنسے پوچھین
تمکو یہ کسنے سکھایا اسے کیا کہتے ہین

گر مئے خون سے سُلگتا ہی تھا دل اور ظفر
سرد مہری نے جلایا اسے کیا کہتے ہین

وہ تیر اور ہی جس تیر کا فگار ہون مین
وہ دام اور ہی جس دام کا شکار ہون مین

[illegible]

اپنی گر سوختہ جانی پہ ظفر وجد کرون
جون سپند آگ پہ یکبار اچھلکر کودون

نہین زیبا گلوی فاختہ پہ طوق گردن
محبت سرو کی ڈالے ہوئی ہی ہاتھ گلشن مین

تجھے ای ابر مژگان آفرین خوب اشکبار برساتی
برستی اسطرح بادل نہ دیکھی ہمنے ساون مین

بھرا آتا ہی دل آہن کا میری زخم سینہ پر
بجاے تار ہی اشکون کا تار اب چشم سوزن مین

نہ سمجھو پارۂ دل ناک پر دود مین میرے
شرر چنگاریان سی اڑ رہی ہین دودۂ گلخن مین

اڑائین دھجیان کس کسطرح سی دست وحشت نی
کہ ڈھونڈو تو نپاؤ تار ثابت جیب و دامن مین

مسی آلودہ دندان جبکہ وہ ہنسکر دکھاتی ہین
توڑتی ہی گل سوسن پہ کیا کیا اوس گلشن مین

خدانے کیا بنایا ای ظفر دل سخت اس بت کا
نہ وہ سختی ہے پتھر مین نہ وہ سختی ہی آہن مین

سب حرکتین سمجھتے ہم آن آن مین ہین
تم اپنے دھیان مین ہو ہم اپنے دھیان مین ہین

قرآن کی آیتین ہین وہ خط مصحف رخ
پر جانتے نہین ہم یہ کسکی شان مین ہین

یہ مار زلف نی ہی پانی یہ من کو ام گلا
آویزی لعل کی کب اس گل کے کان مین ہین

بنت العنب ہی ساقی وہ فاختہ کہ جسکے
سب بد آشنا ہین جتنے جہان مین ہین

اس شعلہ رو کا آیا ندکو رحب زبان پر
سو سو پھپھولے ہیرے دہن زبان مین ہین

گھلا جائینگے وہ دل کو ہی اسکا یہ نمونہ
ساری الائچی کو کہتے جو پان مین ہین

[illegible]

دیگر

[illegible]

ابر تر کو پل مین رولائین طوفان پر اک طوفان لائین
وقت و فور گریہ اپنے دیدۂ پر نم ایسے ہین

گل ہے کہین اور خار کہین ہی نور کہین اور نار کہین ہی
ایک ہی عالم کیا ہے ہزارون اُسکے عالم ایسے ہین

غیر کے گھر مین تو ہے خندان ہم ہین اپنے گھر مین گریان
عید گدہ وہان ایسے ہین اور یہان ماتم ایسے ہین

جیسے گل رخسار پہ اُنکے طرفہ عرق کی بوندمین ہین
دیکھے گل لالہ پہ کہنے قطرۂ شبنم ایسے ہین

وہان ہے عیش و عشرت باہم یہان ہی آہ و نالہ ہر دم
اُنکے ہمدم ویسے ہین اور اپنے ہمدم ایسے ہین

بیعت کرتے ہینگے ظفر سے دنیا کے عشاق تمام
واقعی ہوتے عشق مین کامل عاشق ہان کم ایسے ہین

تا کب پیوستہ ہین مژگان تر کی شاخ پر
کیا عجب ہو دیدۂ چشم شوخ پر ابروی کج
دیکھنا انگشت مین اُس گل کی انگشت شتم
اُسکے ابروے کشیدہ پر نہین کاجل کا خط

تو تیا کی پھول باندھی نیلوفر کی شاخ مین
ہوتی ہی اکثر کجی آہو کی سر کی شاخ مین
نیشکر کی شاخ پھوٹی نیشکر کی شاخ مین
ہے گل سوسن کمان فتنہ گر کی شاخ مین

[illegible]

کہین مین جوش وحشت ہون کہین مین محو حیرت ہون
کہین مین آب رحمت ہون کہین مین داغ عصیان ہون
کہین مین برق خرمن ہون کہین مین ابر گلشن ہون
کہین مین اشک دامن ہون کہین مین چشم گریان ہون
کہین مین عقل آرا ہون کہین مجنون رسوا ہون
کہین مین پیر دانا ہون کہین مین طفل نادان ہون
کہین مین دست قاتل ہون کہین مین حلق بسمل ہون
کہین زہر ہلاہل ہون کہین مین آب حیوان ہون
کہین مین سرو موزون ہون کہین مین بید مجنون ہون
کہین گل ہون ظفر مین اور کہین خار بیابان ہون

بولے ای بیخبر د تمکو خبر خاک نہین
کہ سفر سر پہ ہی سامان سفر خاک نہین

تیرے بیمار کی کیا خاک کرے کوئی دوا
ہوتا اکسیر کا بھی اسکو اثر خاک نہین

برسون گذرے کہ ہوئی خاک ہماری برباد
ابتو اس کوچے مین ہی باد سحر خاک نہین

جل کے ہم خاک ہوئے عشق مین اُسکی لیکن
اُسکو ابتک اثر سوز جگر خاک نہین

ذرہ ذرہ مین ہی یہان خاک کے پیدا خورشید
لیکن آیا تجھے غفلت سی نظر خاک نہین

دی ہی تقدیر سوا انکو ہنرمندون سے
جنکو جز بے ہنری آتا ہنر خاک نہین

لیکے نام اُسکا بہت ہین بھر آکتا ہون دل
کیون کبھی دل بیتاب کہے تو کہدون

رخ کو تیرے نکہون برق نہ شعلہ نہ قمر
بلکہ خورشید جہانتاب کہے تو کہدون

آنکھون سینہ کو سینہ نکہون ناف کو ناف
اِسے دریا اُسے گرداب کہے تو کہدون

عکس اُنکا نہین آئینہ مین کانون کے گہر
مچھلیان دو تہ آب کہے تو کہدون

رنگ پان لب نو خط کو ترے لال کیا
مین اُسے پستۂ عناب کہے تو کہدون

یون تو افسانہ مرا وہ نہین سنتا ایدل
اُسکو یہ قصہ مرے خواب کہے تو کہدون

اے ظفر چرخ مین سب کہتے ہین مہتاب کو بھی
ماہ نو ساغر سیماب کہے تو کہدون

بوے گل کی چمن مین کب خبر اُڑتی نہین
پر قفس سے بلبل بے بال و پر اُڑتی نہین

یون تو اپنی جوش وحشت کی خبر اُڑتی نہین
دھجیان ہو کر قبا تا سر بسر اُڑتی نہین

کونسی شب ہے کہ تجھ بن اس مری فریاد سے
نیند ہمسایون کی اے رشک قمر اُڑتی نہین

ہاتھ سے اُس شوخ کے اب بازی رنگ حنا
یہ ہماری سرخی خون جگر اُڑتی نہین

روز حیرت شب اُٹھے ہو ہوس پرواز کی
بلبل تصویر پر رکھتے ہی پر اُڑتی نہین

اُس جبین پر قطرے عرق کے دیکھنا
ہے عجب خورشید سے شبنم اگر اُڑتی نہین

کاروان عمر جاتا ہے کہ ہر بامین کہان
گرد بھی اُسکی سر راہ سفر اُڑتی نہین

زلف کو جنبان ہوا دیکھے اپنے رخ پہ تو
شپرک مہتاب مین بھی اگر اُڑتی نہین

نے فراموش کی کوئی اور نہ کوئی غمگسار
سمجھ لیتا ہے پھر وہ پھیر دیتا ہے مجھے
خانۂ صیاد میں ہوں طائر تصویر سا زار

غم مرا غمخوار ہے میں غم کے غمخوار وں میں ہوں
میں عجب اس جنس کا خریدار وں میں ہوں
برنہ آزادوں میں ہوں اور گرفتار وں میں ہوں

اے ظفر میں کیا بتاؤں تجھے جو کچھ ہوں سو ہوں
لیکن اپنے فخر دین کے غاشیہ بردار وں میں ہوں

میان لیلی و شوق مجھے عشق میں کوئی آئے نہ ہر
جو انکے نیش زن پلکو نکی ہیں سو راخ سینے میں
عقاد زمان ہے نگین کیوں کیا وہ نہیں صفا اسکا
سنوارے ہیں پنجہ مژگان ہے آ اسکی زلفونکو
بُرا ہو سخت جانی کا کہ آرے سر پہ چلتے ہیں
مضر ہی داد جو گردن اسکی اور امیدوں

مجھے بیچ آئیں مجنوں کو وہ دیوانے ایسے ہیں
کہو تو خانۂ زنبور میں کب خانے ایسے ہیں
نگین لعل ایسے موتیونکے دانے ایسے ہیں
خدا کی شان یہ ہے آبنوسی شانے ایسے ہیں
دم شمشیر قاتل پہ پڑے دندانے ایسے ہیں
نہ تیرے آنکھ دیکھے شیشے نہ پیمانے ایسے ہیں

ظفر کی داستان غم کو وہ سن سنکے کہتا ہے
رہو چپ بس سنے ہمنے بہت افسانے ایسے ہیں

مرشد پاک مرداں فخر الدین
اک جہان فخر جہان کہتا ہے
میں گدا ہوں ترے دروازے کا

قبلہ و کعبہ جہان فخر الدین
پر ہے فخر دو جہان فخر الدین
جاؤں اس در سے کہاں فخر الدین

دیگر

دیگر

پاس آداب سے کیونکر نہ ہی شمع کھڑی | کہ تری بزم مین ہم خستہ جان بیٹھے ہین
استقامت کی نہین جا ہی یہ منزل ایسی کہ یہان | سارے برخاستہ دل بے‌رو جو ن بیٹھے ہین
اُٹھے حسرت‌زدہ ایسے نہ ہم سے کیا جون تصویر | کہ جہان انکو بٹھایا ہی وہان بیٹھے ہین

اے ظفر بارش گریہ ترا کیا طوفان ہے
آج اس کوچے مین کتنے ہی مکان بیٹھے ہین

تدبیر کو سو طرح کی تدبیر سے بدلون | تقدیر کو کس طرح سے تقدیر سے بدلون
ہاتھ آئے جو تصویر تری عالم تصویر | مین حضرت یوسف کی تصویر سے بدلون
زہر آب محبت مین حلاوت ہی کچھ ایسی | مین اُسکو نہ ہرگز شکر و شیر سے بدلون
بیماری ہجران سے ایسی نہین طاقت | بستر پہ جو کروٹ کسی تدبیر سے بدلون
آنکھون مین چڑھی کل جو ابر ہو مری خاک | مین خاک در یار نہ اکسیر سے بدلون
انجم سے مرے داغ سوا ہین جو کہو تو | اسباب یہ شرط اس فلک پیر سے بدلون
تنگ آیا ہون مین گھر سے تحقیق کہ بجا ہے | اس گھر کو اگر خانۂ زنجیر سے بدلون
گر آب بقا بھی مرے ہاتھ آئے تو اے خضر | مین اُسکو نہ آب دم شمشیر سے بدلون

واللہ ہی نہین دل کو ظفر آہ جو بس ہو
اس غنچے کو مین غنچۂ تصویر سے بدلون

رات دن تیرا تصور ہی خیال اور نہین | کہ سوا اسکے محبت کا کمال اور نہین

[illegible]

| | |
|---|---|
| کوئی تار اُس زلف مشکیں کا جو ہاتھ آوے تو لا | اے صبا مشتاق کب ہم مشک تاتاری کے ہیں |
| سنکھیا مرچیں بھر دو تم زخم دل پر یا نمک | پر مزہ کچھ ہو کہ ہم خواہاں مزیداری کے ہیں |
| کو بکو خانہ بخانہ پھرتے ہو خورشید وار | پھر وہی یہ دن تمہارے گرم بازاری کے ہیں |

اے ظفر تیری وفا نے اُسکو سکھلائی وفا
اس جفا جو میں جو شیوہ یہ جفاکاری کے ہیں

| | |
|---|---|
| سرایت گر نہ کرتا کوہکن کا خون پتھر میں | تو پھر اس رنگ کی سرخی نہ ہوتی لعل احمر میں |
| تم اپنی زلف ماریکا گر ڈھونڈھو نشان ہم سے | کہ اُنکی قبر ہوگی سنگ سے ہو کے مجمر میں |
| نہ ٹھہرے کشتے دل اپنی دریائے محبت میں | اگرچہ دو جہان کو باندھ دیجے اُسکے لنگر میں |
| ترا کشتہ نہ کیونکر زندۂ جاوید ہو جاوے | کہ ہے آب حیوان کا سا اثر آب خنجر میں |
| مرے مضمون سوز دل سے ہووے جلکے خاکستر | اگر نامہ کو باندھے وہ دو بال کبوتر میں |
| طبیعت صاف ہے جنکی نہیں آلودہ دنیا میں | کہ تر ہوتے نہ دیکھا تار ہمنے آب گوہر میں |

ظفر سلطان عشق آیا ہے چڑھ کر کشور دل پر
قلم برپا رہے نالہ غم و حسرت کے لشکر میں

| | |
|---|---|
| تری مخمور آنکھوں نے یہ نیارے غضب کیے ہیں | ایسے ہاتھوں نے ترک مست یہ بھالے غضب کیے ہیں |
| ترے گیسوئے مشکیں دونوں یہ کالے غضب کیے ہیں | ہم اُنکو چھیڑتے ہیں چھیڑ نیوالے غضب کیے ہیں |
| بہا دینگے ابھی تو ہو دریا کوی جاناں میں | رواں مژگان تر میری پرنالے غضب کیے ہیں |

[illegible]

اے تمہ ہو قربان مجھکو ذبح کرتا ہے اگر
لے چھری پڑھکر ابھی تکبیر سیدھے ہاتھ مین

دست چپ ہی مین تھی ری غنچہ مہنسے کی چھڑ
ہے چورائی یہ تری تصویر سیدھے ہاتھ مین

پانون بایان چوم ہی مانی ترا نقشا اگر
کھینچے گر لیکر قلم تصویر سیدھے ہاتھ مین

بسنے شانی ابتو چھلا اپنے سیدھے ہاتھ کا
دکھلائے گل انجہا بھی تالے ہیر سیدھے ہاتھ مین

کچھ ہو طالع گر سیدھی جو خط اسنے لکھا
لکھے بسم اللہ بے تاخیر سیدھے ہاتھ مین

دستہ خلال اسکو ظفر بازی کا کیون کرتا ہے سیع
دست چپ مین ہے وزیرا و زیر سیدھے ہاتھ مین

ایک مہندی کی ہے تحریر یدہ دونون پانون مین
دو مہر ہے کفش بھی تصویر دونون پانون مین

اسکے پابوسی کرین کیونکر یہ عشاقان تنہ
ہے یہ تیر ترب زنجیر دونو پانون مین

تشکستین تار ہر قرہ ہے ہر دان نے لخت دل
جون چڑھے ہے ٹٹ باندھکر شمشیر دونون پانون مین

قتل کہ مین اسے قاتل کی پابوسی کو آہ
لوٹتا ہے صورت نخچیر دونون پانون مین

لے سو دینی کی نہین انجہا کو پھر اسکی صدا
ہمت بیٹن خلخال زنجیر دونون پانون مین

دشت گردی خاک کیجے بعد مجنون اے ظفر
مالے ہے خار بیابان تیر دونون پانون مین

ہوئی پھر آمد و رفت صبا کیا کو ہی جانا نہین
گئی جو پھوٹی یہ عشق کی دشت بیابان مین

کہان ہے عکس کہو زلف سیدھا خط جانا نہین
نشانی کیلیے سرخط رکھا کا فرنے قرآن مین

نے خبر لے جا کہ اب تو آ گئی اے صنم
آج کرتے ہین تجھے وہ جا رہے جو بیمار ہین

لخت دل و اشک کب تھمتے ہین آنکھون سے مرے
لعل کے ٹکڑے ہین یہ بندۂ در شہوار ہین

ہمنے کیا تقصیر کی ہی کیا گنہ ہمسے ہوا
گالیان کیون دیتے آپ ہین ہر بار ہین

ہمنوا انکو جو چاہتے ہین جان و دل سے ہمنشین
ہمکو وہ چاہین نچاہین اسکو وہ مختار ہین

دیکھیے آدین نہ آدین ہمکو کیا معلوم ہے
لیک آنے کا ظفر وہ کر گئے اقرار ہین

ہجر کے ہاتھ سے اب خاک پڑی جینے مین
دردِ دل کا درد اٹھتا آہ نیا سینے مین

خون دل پینے سے جو کچھ ہی حلاوت ہمکو
یہ مزا اور کسیکو نہین مے پینے مین

دل کو مشکل ہی اپنے نہ مصفا رکھون
جلوہ گر یار کی صورت ہی اس آئینے مین

اشک و لخت جگر آنکھون مین نہین ہین میرے
ہین بھرے لعل و گہر عشق کے گنجینے مین

شکل آئینہ ظفر سے تو نہ رکھ دل مین خیال
کچھ مزا بھی ہے بھلا جان مری لینے مین

موج دریا سے نہو کس طرح ہمسر آستین
روز و شب رہتی ہی میری چشم تر پر آستین

سرو ہمسر ہو سکے تیرے قد دلجو سے کیا
کیا چڑھاتا ہی تو اے رشک صنوبر آستین

موج طوفان نیز اسکو دیکھکر کہتی ہی خلق
اسنے پہنی ہی قبا کی اپنے چنکر آستین

کیا ہی تیرہ دیدۂ تر اپنے چشم حباب
موج دریا بن گئی اب ہی ستمگر آستین

قدم کس منہ سے راہ عشق میں یاں طے ہوئیں گے
ظفر اس جا تو قیس و کوہکن سے دھاگ جاتے ہین

یاد کیا تم نے کیا شب اپنے گھر میرے تئین
ہچکیاں آتی رہیں یہاں تا سحر میرے تئین

کیوں رولاتے ہو ستم ایسے قدر میرے تئین
آبرو ہے آپکی مد نظر میرے تئین

واہ ساقی ازل ساغر میں تو نے بھر دیا
بادۂ ناب سکو ورخون جگر میرے تئین

خط گرد لب ہے ہیں کی دیکھکر کہتا ہے دل
لگئے کوثر پہ دیکھو خضر میرے تئین

کشتی دل کا خدا حافظ کہ اب گنتے ہیں وہ
عین پیشانی تری موج خطر میرے تئین

اب نہ ہو طاقت پرواز تا بام قفس
کردیا صیاد نے بے بال و پر میرے تئین

اس ہجوم خال کا بسنے بتا دیگا خیال
دو اڑایا روت کو تو نہیں گر میرے تئین

ہے کمان اسنے سلسل عشق کی گھر رہے
ملی خلوت میں ہیں سالک گھر میرے تئین

کردیا خانہ خراب عشق نے دل کا مرے
خاک تجھسے چشم ہوا چشم تر میرے تئین

اسکے کوچے کا تو رستہ دیکھتے ہیں گ
بیخودی ہے بیخودی تو اب کدھر میرے تئین

رند کانی کی سعادت تب سمجھے گی اسے ظفر
ایک بوسہ دے اگر وہ لب شکر میرے تئین

رکھتے ہیں جھکو یوں یہ فلک تیر نظر میں
کہیں کھا ہے شاید اسنے تیری ناوک کا حلقہ

نہ فانوس خیالی میں عجب تصویر چکر میں
لجنبو کی طرح جو ہے عاشق دلگیر حلقہ میں

سرکشی کرتی ہی کیا پروانہ جانسوز سے | شمع سوزان کا فلک پر ہی داغ آتشین
دل نے بھی عاشق ہوے میرے سینہ پر داغ مین | جون خلیل اللہ دیکھی سیر باغ آتشین
کیون نہ گلشن مین کرین مینوش نافرمانیان | ہاتھ مین لا کے ہے ساقی ایاغ آتشین
لالۂ خودرو کہان ہی دامن کہسار مین | کوہکن کے آتش غم سے ہے داغ آتشین

کون پا سکتا تھا میرے اس دل گم گشتہ کو
آہ سے پایا ظفر لیکن سراغ آتشین

منہ خورشید نی و جبیے فلک کین آنکھین | سامنے انکے نہین آج تلک کین آنکھین
یاد مین اس ترے حسن نمکین کی ہم نے | کثرت رشک سے ہین ان نمکستان کی آنکھین
حلقۂ ناف ترا دیکھ کے پریون نے تمام | اپنی اے غیرت صد حور و ملک کین آنکھین
تجکو ہی ماہ جبین انجم افلاک کے بند | دیکھتے ہی ترے دندان کی چمک کین آنکھین

اسکا یہ آنکھ چرانا نہین بیجا ہے ظفر
ہمسے رکھتے ہین وہ بے شبہ و شک کین آنکھین

ہین لخت جگر پنجۂ مژگان کے بس مین | یا مرغ لڑانیکو یہ چھوڑے ہین قفس مین
صیاد مرا رکھدے قفس جا کے چمن مین | بقیا ہی ان نظارۂ گلشن کی ہوس مین
ایسا بھی تو مین مورد تقصیر نہین ہون | کیون گالیان دیتے ہو مجھے بھڑکے دس مین
پروانہ صفت کیونکہ جلی شمع کے اب گرد | کب آج جل جانے کی طاقت ہی کس مین

کام ہی تمسے تبو دل کا لگانا بخدا
سنگ سے شیشۂ دل دیکھو بچا تے ہم ہین

شمع رو کا نپتے ہین سب کو تری شعلِ پتنگ
رشتۂ فکر سے اب عقدہ جا ہین جاتے ہم ہین

شکل خورشید اگر لاکھ لڑا تو آنکھیں
تجھسے بے مہر کوئی آنکھ چراتے ہم ہین

خاک پا کو تری ہم خاک شفا جانکے بس
دیکھ جون سرمہ اب آنکھونسے لگاتے ہم ہین

ترک شاہی کو کر اب طرز گدائی لے کر
کوڑی کوڑی کا سب اسباب لٹاتے ہم ہین

جیمین کچھ بھی محبت نہیں اسکی خاطر
مفت ہین جان جگر اپنا گنواتے ہم ہین

پھیر کر منھ یہ غضب دیدۂ دانستہ مجھے
کہتے ہین سنیگے اسی باعث نہیں آتے ہم ہین

حیف ہم کیا خاک رکھین اُس سے ظفر ملنے کی
جب کبھی قصۂ غم انکو سناتے ہم ہین

یہ ترے دندان نہین تنگ سی ہین جھمکے ہین
پارچہ الماس کے گوہر ہین جڑے یلم کے ہین

صبح آویگا چمن مین کیا صبا وہ رشک گل
اوڑھنی ہر گل کی ڈولی جو صبا شبنم سحر ہین

تن یہ گل جو وہ نہین اپنا ہے اے رشک چمن
اس تن ہر زخم پر پھاہا لگے مرہم کے ہین

اے خریدار و ہین کیا ہی جنس ہون لیکن گرہ
سب جلاتے آپ بہیان مانندہ منیر کرا ہین

مردمان اشک و لخت دل کی کچھ جانی قدر
لعل و گوہر سے قیمت بھلا ہین یہ کیا کم کے ہین

فرش قالین پر کہان بچھتے گل انھو نکے ہمشیر
سب یہ گل بوٹے بنائے میری چشم نم کے ہین

تیغ سے قاتل تری کب زخم دل پر لگ سکے
ادسیان مار ہے ہم ابر وہ پر خم کے ہین

بھینچکر کب آنکھ سے ٹوٹا ہے وہ نشتر مژگان
وہ سیدم دل پہ لگائی ہے یہ خنجر مژگان
جنگل بازسے کب ہے تری کم تر مژگان
طائر دل کو اچک لیتی ہے یہ کافر مژگان
خار سے کھٹکے ہیں جو سینہ میں اکثر مژگان
دور ہوں آہ وہ دل سے مرے کیونکر مژگان
قطرۂ اشک نہیں جھمکتے ہے تو ہر مژگان
رنگ بنستان سے ہے کیوں نہو تر مژگان

یہ دانہ وہ ہی جسکی جستجو مین روز و شب یارو | بسان آسیائی دانہ دانائی سے پھرتے ہین
ولا کیا جانیے کیا آشفتگی لائیگی اب سر پر | جو ہم سوکے مین ان زلفون کے سودائی سے پھرتے ہین
چمن مین ہو روکش شاخ گل کھینچے ہی خمیازہ | کمر لچکا کے وہ جسوقت انگڑائی سے پھرتے ہین
عبث تو ہر پا تدبیر ہوا ای ناصح مشفق | کہین سر سے کھاز وہ بھی کوئی رسوائی سے پھرتے ہین
صف عشاق کا ہی ناک مین دم انکے ہاتھو سے | بتان ہند خود بینی سے خود رائی سے پھرتے ہین
الٰہی جلوہ فرما کون ہی یان روز و شب اسپے | مہ و خورشید جو بنکر تماشائی سے پھرتے ہین
قدم آنکھون سے لگ جوے کیون نہ مجنون اتر آئے | کہ خارستان مین اب ہم آبلہ پائی سے پھرتے ہین
عبث دامن کشان خاک بیابان جنون تو ہے | کوئی ہم اہل وحشت دشت پیمائی سے پھرتے ہین
گل خورشید ہر نقش قدم سے انکے اگتا ہی | جدھر یہ مہ جبینان جلوہ آرائی سے پھرتے ہین
ولا ہوتا ہی آشوب قیامت اسجگہ بر پا | یہ خوش قامت جہان انداز رعنائی سے پھرتے ہین

ظفر تبدیل بحر و قافیہ کی یہ غزل سنیئے تو
سیان دانشوران ہند دانائی سے پھرتے ہین

اُسکے کوچے مین ولا جا کے جو ہم پھرتے ہین | آکے تب گرد عدو خوف سے کم پھرتے ہین
وان جو ہر دم وہ لیے تیغ علم پھرتے ہین | سیان ہتیلی پہ سر کو لیے ہم پھرتے ہین
ہم جدائی مین سیان بیٹھے ہین ہوکے غمگین | وان خوشی سے وہ عیرون کے بہم پھرتے ہین
جلسے گردون نے مذبح بزم مین انکو افسوس | جو سدا ساتھ لیے لشکر غم پھرتے ہین

| | |
|---|---|
| خاک تجسے مل سکین ای ہمصفیران چمن | ہم گرفتار قفس تم زیب ایوان چمن |
| سینۂ پر داغ مین نالان ہے کیونکر نہ دل | نغمہ سنجی سے نہین خالی ہین مرغان چمن |
| دیکھکر دست حنائی اسکا مرجھاوین نکیون | روبرو جسکے خجل ہو دست مرجان چمن |
| شبنم و نرگس نہین کیجا غم بلبل مین آہ | آج ہی سرگرم زاری چشم گریان چمن |
| عرس ہی کسکے شہیدونکا بتا ای باغبان | لالہ و گل سے جو ہی سر در چراغان چمن |
| زلف و خط کا اسکی کس صورت ہے یہ انکے اسیر | منفعل جس سے ہی سنبل اور ریحان چمن |

ای ظفر مین ہون غلام طوطی ہندوستان
کب مقابل ہو وین میرے عندلیبان چمن

| | |
|---|---|
| شب کیونکہ دیے ہار کے گل زیر گریبان | چھاتی پہ تری نقش ہین گل زیر گریبان |
| دیے جام نہ ساقی کہ مین ہون جون شیشے | ہونٹون سے ڈھلی آئی ہی مل زیر گریبان |
| یہ نکتہ یاقوت ہی چشمون سے ہماری | لخت جگر آیا نہین ڈھل زیر گریبان |
| لینے کو ترے بوسہ ناوک کے لب زخم | سینے مین ہے ہین مثل گل زیر گریبان |

کھلتا ہی ابھی پردہ کونین ظفر دیکھ
منہ کھلتے ہی جون غنچہ گل زیر گریبان

کبھی تو آؤ ہمارے گھر مین سنو ہماری بھی چار باتین

عجب ہی شکوہ رقیب کا یہان ہزار منہ ہین ہزار باتین

دیگر

کیجو نہ قلم عاشق ناشاد کی گردن
مت فصد کرو میرا لہو ورنہ بہے گا
گردن کے جو نقشہ کا گیا سچ مین تیری
ای تیغ نگہ حشر کو ہونگا مین گلوگیر
شیرین نے تو جان الفت پرویز مین کھو دی
باندھے نہ ہوا باغ مین ہر سرو بھر اپنی

بجرم کا خون ہوتا ہی جلاد کی گردن
خون ہو دیگا ناحق مر افصاد کی گردن
زانو سے نہ پھر اٹھ سکی بہزاد کی گردن
گر تو نہ سرے تن سے یہ آزاد کی گردن
اور اُسکے گئی عشق مین فرہاد کی گردن
دیکھے اگر اُس غیرت شمشاد کی گردن

افسوس ظفر دیکھنے کو حال کے تیرے
اٹھی نہ کبھی اُس ستم ایجاد کی گردن

انھین دیوانہ ہم سمجھین ہین جو مستی پہ ہنستے ہین
بھلا کیون رستگاران جہان مستی پہ ہنستے ہین
صفا رکھتے ہین جو آئینہ دل کو یہان اپنے
وہ ای زاہد تری اس آرسی جستی پہ ہنستے ہین
نہین لیتے ہین اک بوسہ پہ دل اور مسکراتے ہین
تماشا ہی کہ وہ اس جنس دل سستی پہ ہنستے ہین
شراب عشق کی کب اہل دنیا سمجھین کیفیت
عجب اندھیر ہی سب عالم مستی پہ ہنستے ہین

غزل اک اور پر مضمون پڑھیں کیونکر نہ محفل میں
ظفر کہتے ہیں ہم بھی وضع استادانہ رکھتے ہیں

ہمارے سینے کے نالے کیا سدا ہمسایۂ نالان ہیں
مقابل ہو تو ہے ہر شاخ گل کے باغ میں ہم سے
سمجھ یون گا ہیں رہ کو مجھے صحرا نوردی سے
یہی ہے دوستی کا اب مزہ آپس میں اے یارو
ہنسا ہے کون ایسا کھلکھلا کر اے صبا سچ کہہ
نہ قربان کیونکہ ہم ہو وین کیے اپنا دل لگی قربان ہیں

کہیں طوفان نہ برپا ہو کہ یہ آنکھیں بھی گریان ہیں
تن پر داغ ہے ہم غیرت سرو چراغان ہیں
کہ اپنی آبلہ پائی سے اور خار مغیلان ہیں
جو انکے قدر دان ہیں تو ہم بھی آپ پہ قربان ہیں
چمن میں صبحدم غنچہ جو سب کے دریدہ گریبان ہیں
کہ وہ سینے میں اب ہیں لگاتی تیر مژگان ہیں

پروئے تو نے کیا تار سخن میں گوہر معنی
ظفر تحسین کنان محفل میں اب سار سخندان ہیں

بھلا انکو کہیں کیونکر نہ ہم یکجان دو قالب ہیں
تو اے عشق میں وہ اور ہم یکجان دو قالب ہیں
بظاہر گرچہ وہ ہیں دو عزیز و چشم عالم میں
تمہارے ساتھ سایہ دار رہتا ہوں سدا ہمدم
کھلے جب چشم حقیقت میں تو اسدم یہ نظر آوے
ظفر ہو ایک ان آنکھوں میں وہی نور بینا ہے

نئی ہے دم مرتضی یار و ہیں ہم یکجان دو قالب ہیں
دو دل کھنچتے ہیں جو ان ہم دم ہیں ہم یکجان دو قالب ہیں
وہ ہے ہم اور وہ اپنا صنم یکجان دو قالب ہیں
جدائی کسطرح ہو اکیدم یکجان دو قالب ہیں
کہ کس صورت جدا ہیں ہم یکجان دو قالب ہیں
بعینہ یہ شیر و شکر کی قسم یکجان دو قالب ہیں

جلد اول دیوان ظفر

[illegible]

جو لکھیں خط انھیں باہم ادودھر سے وہ ادھر سے ہم
نہ بونے دیں محبت کم ادودھر سے وہ ادھر سے ہم

کہاں قسمت کہ بزم عیش میں دے جام بھر بھر کر
مئے گلرنگ کے ہر دم ادودھر سے وہ ادھر سے ہم

پھر اسکے آگے بولیں حضرت دل ہم سے کیا قدرت
مگر دیکھیں بچشم نم ادودھر سے وہ ادھر سے ہم

اگر ہم چشم ہوں بادل ہمارے دیدۂ تر سے
کریں سیراب اک عالم ادودھر سے وہ ادھر سے ہم

اڑائی خاک کیسی دشت کی مجنون نے اور ہم نے
چلے وحشت زدہ جس دم ادودھر سے وہ ادھر سے ہم

تری محفل میں ہیں پروانہ پر ہم دل جلے بھی ہوں
کریں تا شرح سوز غم ادودھر سے وہ ادھر سے ہم

ظفر گھبرا رہا ہو دل نہیں دو چار بھی ہمدم
کہ کھانے اسکو دیکر دم ادودھر سے وہ ادھر سے ہم

## ردیف نون

دیگر

[illegible]

غزل

[illegible]

نہ تو ہیں نکہتِ گل اور نہ ہم دود چراغ
پر یہ ہی حال کہ با حال پریشان ہیں ہم

داغ سینے کا چھپے کیونکہ برنگ خورشید
رکھتے مانند سحر چاک گریبان ہیں ہم

ای ظفر اُسنے تو انسان کو بنایا ہی ضعیف
ضعف سے نالے کریں کیونکہ انسان ہیں ہم

دل اگر مانگو گے تمکو دیں صنم دیدینگے ہم
پر نہ دینا اور کو بھی قسم دیدینگے ہم

کار روغن کا کرینگے اشک دل کی آگ پر
اور بھڑکے گی جو چھینٹا چشم نم دیدینگے ہم

جانتے ہو آپ دمباز جا بنازو نکو بھی
ہم ہی سمجھے جاؤ گے گر اپنا دم دیدینگے ہم

زاہد بے مغز کو ہوگی نہ کیفیت نصیب
جام تو کیا گرچہ اسکو جام جم دیدینگے ہم

منھ نہ موڑینگے تری تیغ ستم سے یکقلم
سر تلک بھی عشق میں ای پر ستم دیدینگے ہم

گر کہو دو گے نشان کیا تم دم رخصت مجھے
ہنسکے کہتے ہیں کہ کچھ درد و الم دیدینگے ہم

یہ بھی تھا تقدیر میں لکھا کہ ای نو خط تجھے
یوں دل و جان و دین و ایمان یکقلم دیدینگے ہم

سب نکلجائینگی ای قاتل ہماری حسرتیں
جب تڑپ کر دم ترے زیر قدم دیدینگے ہم

کندہ ہو دل کے نگینہ پر ہمارے نام دوست
ای ظفر کیونکر کسی کو یہ رقم دیدینگے ہم

یوں ہیں آنکھوں سے رواں آنسو اگر رکھیں گے ہم
موسم اک برسات کا سا سال بھر رکھیں گے ہم

ہمدمو جسدم محبت میں قدم رکھیں گے ہم
دیکھ لینا اسکو بھی اپنا سا کر رکھیں گے ہم

کب تلک بیدید یارب رکھین حسن نسیم وفا
تنگ رہے ہین اجی تو دل کی غمخواری مین ہم

دیکھ کر آئینہ کیا کرتا ہے یار واب وہ شوخ
ماہ سے صد چند بہتر ہین ادا داری مین ہم

ای ظفر لکھ تو غزل بحر و قوافی پھیر کر
خامۂ در ریز سے ہین اب گہر باری مین ہم

دیوانگی مین ہمنے لیا کب وطن مین دم
مجنون کا اپنے آگے نہ ٹھہرا ہی بن مین دم

دم مین نہین فراق بت سیمتن مین دم
جز نالہ کب ہی کسیطرح سے بدن مین دم

مانند بوے گل نہ پریشان خراج کر
لینے دے باد صبح ہمین ٹک چمن مین دم

مین اس پری کا کشتہ کاکل ہون دوستو
واللیل پڑھکے کیجیو مجھپر کفن مین دم

محفل مین اسکی قلقل مینا کی طرح آہ
اٹکا گلے مین آ نکے ہر ہر سخن مین دم

خط کیا لکھون پیام کہون کیا کہ اب مرا
جون بوے گل سمائے ہی کب پیرہن مین دم

ہنگامۂ جزا کا نہین غم مجھے ظفر
بھرتا ہون دل سے دوستئے پنجتن مین دم

جو منھ سے لے کرے کوئی جگر کے داغ کا نام
وہ پھونک مارے تو ہو جائے گم چراغ کا نام

بہار اس تن گل خوردہ کی اگر دیکھے
تو پھر زبان پہ کبھی لو نہ سیر باغ کا نام

نہوتا گر یہ ترا خط سبز خال سیاہ
نشان نہ طوطی کا ہوتا کہین نہ زاغ کا نام

ہمارے سینۂ سوزان مین ہے وہ آگ بھری
کہ اسکے سامنے روشن نہوا چراغ کا نام

تو جو نا آشنا ہوا ہم [illegible]
یہ کہتا ہی کہ آشنا ہین ہم

ہم ایسے جون زلف عارض خوبان
گو پریشان ہین پر خوشنما ہین ہم

خون بہا ایک ناز مین ہی ادا
کی شہید [illegible] ادا ہین ہم

ای ظفر پوچھتا ہی تجھ کو خدا
کیا کہین بندۂ خدا ہین ہم

ہوا نہ سرخ یہ چہرے کا رنگ دم بھر بھی
تمھارے عشق میں اپنا ہے ایک سا موسم

چمن میں کیونکہ نہ زنجیر پا ہو موج نسیم
اجاڑ کا ابھی یارو نہیں گیا موسم

بدل کے قافیہ لکھ دوسری غزل بھی ظفر
بہار باغ سخن کا تو ہے سدا موسم

نظر میں ہے وہ شباب نگار کا موسم
خوش آئے کیونکہ ہمیں لالہ زار کا موسم

دلاؤ یاد نہ اس پنجۂ حنائی کی
مبادا آگ لگا دے چنار کا موسم

اسیر کنج قفس ہو نہیں سے نوا سنجو
بلا سے میری گر آیا بہار کا موسم

نہ وہ گلوں کا ہے تختہ نہیں ہے جسکو خزاں
سدا رہے ہے دل داغدار کا موسم

نہیں یہ لخت جگر سے ہے شاخ مژگان تر
شگوفہ پھولا ہے ہر برگ و بار کا موسم

نمود خط کی نہ کیونکر ہو تیرے چہرے پر
بہار تو گئی آیا ہے خار کا موسم

ظفر دکھائے ہے برسات کی ہوا ہمکو
ترے یہ گریۂ بے اختیار کا موسم

رکھتے ہیں نگوں کی یہ ادا کب بھلا بلبل کے زخم
سی تو یہ صبا دشتہ سے رگ رگ برگ گل کے زخم

رشک کھاتا ہے لب سوفار جس کو دیکھکر
رہ گیا ہے تیر کا تیرے وہ دل پر کھل کے زخم

تو شدا رو نہیں کم حق میں سپاہی مرے
لا یا بھر انگور تیرے ملتے ہی بسمل کے زخم

رکھدے گر مرہم بانداہے تو بھاری کی جا
تو ابھی بھر آئیں تیرے کشتہ کا کل کے زخم

ہوں وہ گل کے ہار اگر ان سے پوچھیے
بکھرے ہوئے پڑے ہیں یہ کیوں ہار میں کے پھول

کر دی صبا نے ڈھیری مرے سامنے تو کیا
لے لیتے گلفروش سے بازار میں کے پھول

احسان کرے جو لائی قفس تک مرے صبا
دو چار تازہ توڑ کے گلزار میں کے پھول

رنگیں ہوئے ہیں خون سے فرہاد کے ظفر
سب لالہ زار دامن کہسار میں کے پھول

لیکے گز لگ داغ لوں گو یہ کہ دل مضطر سے جھیل
نہیں وہ نقطہ جسکو سمجھیے کاغذ پر سے جھیل

کہدے حمامی سے پھینکے سنگ پا کو ہاتھ سے
پائے نازک کو نہ تیرے کہیں پتھر سے جھیل

جو ہوئے اصلی وہ ہرگز دور ہو سکتی نہیں
کیونکہ ہے جوہر کوئی تیغ پر جوہر سے جھیل

ناخن دست جنوں کی یوں نمایاں ہے خراش
تیر سینے کو دیا گویا کہ ہے خنجر سے جھیل

کوئی صیقل گر نہیں ایسا زمانہ میں کہ جسے
زنگ کیں آئینہ گردوں بد اختر سے جھیل

جاکے ہے دشت مغیلاں میں اگر مجنوں تو خار
پوست اسکا ڈالتے ہیں جو تن لاغر سے جھیل

جسطرح کوئی بجر ڈکرا انگلیوں میں لے ظفر
لے سراسر چھال چوب خشک کے اوپر سے جھیل

ہو وہ بدل ہو نہ ہنسی سے دیکھ جاناں کی شکل
چشم داشن میں ہماہو اشک ہو دنداں کی شکل

غنچہ موج تبسم سے ہوں زخمی کس لئے میں
ہے جو ہر اک زخم دل میرا گل خنداں کی شکل

گر زلیخا دیکھ پائے تیری صورت نہ جبین
پھر کبھی ہرگز نہ دیکھے وہ مہ کنعاں کی شکل

ردیف میم

ہر ایک چیز کا ہی بیان جدا جدا ہمدم
دو فرد گریہ ہے اور آہ سرد سوزش دل

ہوا ہے اور یہ برسات کا ہوگیا ہمدم
گھٹا نہ دل کو دے ساجام ہے لا ساقی

گل کس طرح کا اب آیا ہے اے صبا ہمدم
رنگ گل نہیں ہوتی شگفتگی دل کو

وہ گل ہو پاس تو ہے کیا ہی عیش کا ہمدم
ہمارا کام اب سر بسر ہے اک یا ہمدم

چھوڑا نہ محبت نے مجھے دیکھ کے زاہد
ہر چند کہا تو نے کہ آ سوئے حرم چل

جاتا ہے ترے کشتۂ رفتار کا تابوت
ساتھ اُسکے بھلا تو بھی تو دو چار قدم چل

سینے سے جو دم آئے ہونٹ تک تو کہے ضعف
تھک جائیگا تو بیٹھکے ذرا راہ مین دم چل

کچھ بات جو کہتا ہون ظفر اُس سے تو واللہ
کہتا ہے عجب ناز سے مجھکو وہ صنم چل

فنا ہو ساتھ تو پھر زندگی سے کیا حاصل
فنا سے پہلے فنا ہو کہ ہو بقا حاصل

جھکا دی سجدے مین آنکھون کی سوئے کعبۂ دل
کہ ہو رہیگا ثواب اِس نماز کا حاصل

جو دل کو صاف ہو کرنا تو خاکساری کر
کرے ہے خاک سے دیکھو آئینہ صفا حاصل

دل جواب مجھے زندگی نے یہان لیکن
جواب نامۂ قاصد کو وان ہوا حاصل

سمجھ کے راحت جان اُسکو دل دیا ہمنے
ہوا نہ پر ہمین کچھ رنج کے سوا حاصل

زمین پر آئے اگر آسمان سے عیسے بھی
مریض عشق کو تیرے نہو شفا حاصل

نہین خوش آیا ہمین بے نمک کھانا
نمک وہ زخم پہ چھڑکے تو ہو مزا حاصل

ہزار پارہ کیا اُسنے تیغ سے دل کو
ہزار شکر ہوا دل کا مدعا حاصل

سمجھتا اُسکو ہے خاک کیا ہے فخر الدین
کیا ظفر نے یہ کیا علم کیمیا حاصل

آستانہ اپنے جا سے ہی باہر نکل کے چل
دنیا ہے چلبلا و کا رستہ سنبھل کے چل

[illegible]

نہ قاصد دل ہے نہ کوئی نامہ بر دل
ہو جاتا ہے کچھ آپ ہی دل کو خبر دل

کرتا نہ شکستہ اسے تو سنگ ستم سے
بیقدر جو ہوتی تجھے قدر گہر دل

سودائے محبت میں نہیں سود کی امید
یا جی کا زیاں اس میں ہے یا ہے ضرر دل

وہ دل میں بھرا ہے غم عشق نے آتش
جل جائے دو عالم جو گرے یک شرر دل

کیا ٹھہر سکے آگے تری تیغ ستم کے
ہووے نہ اگر داغ محبت سپر دل

دیتا ہے دل اپنا وہی اس آفت جاں کو
جی جان کا ہے خوف نہ جی کو خطر دل

دل جائے گا اس کو جو ہے جان بھی ہمراہ
وقت سفر دل ہے یہی ہمسفر دل

تا منزل مقصود پہنچنا نہیں ممکن
ہووے نہ اگر شوق ترا راہبر دل

جبتک نہ کھلے یار تری زلف کا عقدہ
کیا دل ہے کہ وا ہووے مرا قفل در دل

منت کش چشمے نہیں میرا دل بیمار
ہے دولت جان بخش ظفر چارہ گر دل

بات نکر ساقیا ہمسے تو چل مشت گل
ہووینگا ساغر سے کیا مول کشت گل

چرخ پہ کیا کیا ہوا شب مہ کامل خجل
دیکھ کر اس یار کا ناخن انگشت گل

تا کوئی جانے ہوا یہ نہیں وابستہ خون
آپ وہ بنجائے ہے وقت زرد کشت گل

اشک کا دریا مژدہ ہے کہ خم فلک
ہے یہ دش اک کشت اک عیالی انشت گل

زلف کے حلقے میں ہو گرد رخ آتشیں
بیچ ہو آتشکدہ اندر سب ر دشت گل

[illegible]

[illegible]

تختۂ لالہ ہو دامان چمن مین پھولا
لب پانی خون رنگ ہو تیرے نہ کیون رخ پہ بہسار
جسم ست بت کی پوشش ہہ یہ خال نہین

یا حنا کے ہین یہ تیرے تن شبدیز پہ گل
ارغوان کا ہے کھلا سبزۂ نوخیز پہ گل
پیلو فر کا ہے دھرا ساغر لبریز پہ گل

جان شیرین دی ظفر کوہ مین فرہاد نے حیف
کھائی شیرین نے سد الفت پرویز پہ گل

کیا اشک تر مین اپنے بچشم پر آب گول
ولین مدام چشم بتان کا ہے یہ خیال
لو آب اپنے پیچ مین ہر اہل بزم کو
گرمی سے زلف یون ہی تمھاری عرق فشان
دزدی سے اسنے گرم یہ گو اٹھایا ہے
اقرار وصل مین بخدا دیکھیو دلا

دیکھے صدف مین ایسے نہ در خوشاب گول
ساقی دکھا نہ ہمکو سبوی شراب گول
عمامہ سمجھے شیخ فضیلت مآب گول
برسا جو ان تگرگ زمین پر سحاب گول
دست فلک مین صبح نہین آفتاب گول
باتین کرے ہے کیا ہی وہ خانہ خراب گول

دیکھ ان بچون کو عاشق محرم کہے ہے یہ
دریای حسن مین ہے ظفر کیا حباب گول

آج گلشن مین ہین کس عاشق دلگیر کے پھول
حاجت گل نہین مرقد پہ کچھ اسکے گل و
گل رنگین سے نہین کم ترا ہر ایک سخن

غمزدہ ہین جو گریبان کو صبا چیر کے پھول
تن پہ ہین زخم ترے کشتۂ شمشیر کے پھول
منھ سے جھڑتے ہین ترے کشتۂ شمشیر کے پھول

دیگر

[illegible]

مرے دامن پہ اشک خون کے تو نے / کھلائے خوب ہیں اے چشم نم گل
نسیم باد سے گلشن میں گل کا / بجھے ہے کب چراغ صبحدم گل
مژہ سے اشک گرتے یوں ہیں سو جا / عجب جھاڑو ہے نرگس یکقلم گل
چمن میں گل نمط چہرہ ترا دیکھ / تصدق ہوتے ہیں ہر ہر قدم گل
جو روئے اشک خوں سے بیٹھ کر ہیں / ہوا اک دست یہ فرش گلم گل
ظفر گلزار کیا لکھی غزل ہے / عجب گلشن ہے تو سب میں ستم گل

ہے جفا کیش تو اب گھر سے نکل پاؤں کے بل / ہونگ چھاتی پہ مری شوق ہے دل پاؤں کے بل
مجھکو سوجھے ہے کہ اک روز میں گر جاؤنگا / آتش عشق سے جوں شمع پگھل پاؤں کے بل
سر پہ عاشق کے نکر شور قیامت برپا / اٹھ کے بس اب تو نہ چل پاؤں کے بل
وقت کا تو ہے سلیمان یہ مرا دل ہے مور / دیکھ بس اسکو مری جان نہ مل پاؤں کے بل
اسکی پامالی کریگی تری یہ کبک خرام / رہ بر دا سکے نہ اس جا سے چل پاؤں کے بل
وہ فرنگی کا پسر دیکھ مری فوج اشک / ہو لا مت دور گیا لیجیے دل پاؤں کے بل
شیشہ و جام لے تو ہاتھ میں اپنے اتنا / ساقیا نشہ میں ہے نہ اچھل پاؤں کے بل
نہیں آج اٹھاتا دل بیتاب مرا / پا پہ چلتا تھا تری کوچے میں کل پاؤں کے بل
لکھ ظفر اور غزل ایسی کہ جاتی ہے زمیں / سب غزلخواں ترے آگے سے چل پاؤں کے بل

دل بے نفرت کہ رہا چین مجھے وہ ہر وقت
لگیا ہے جبین ستم ایجاد کا بل

سخت دل طول الٰہی ہین خم و پیچ ہین یون
تار کھا جائے ہے جسطرح سے فولاد کا بل

گدگدی کیون نکرون ہین کہین خوش آتا ہی مجھے
ہائے کھانا نگہ شوخ پریزاد کا بل

کیونکہ سیدھا ہو کہ ہی تیر مژہ مین تیری
اے ستم کیش عجب آفت و بیداد کا بل

رشک ہو سنبل ریحان کو ہوا جس دم
دود دل کھائے تری عاشق ناشاد کا بل

پھڑکے اے مرغ گرفتار اوڑا دے ٹکڑے
رشتہ دام بہت رکھتا ہی صیاد کا بل

اے ظفر اپنی ریاضت کا نہ جبتک بل ہو
نہ تو بل پیر کا کام آوے نہ استاد کا بل

دل نہ پہلو سے مرا اُٹھ کے دل آزار سے مل
اے وفا کیش نہ اُس یار جفا کار سے مل

رنج دندان پہ اے کرشمہ مسی کی کب ہے
طرفہ تبسم یہ گیا ہے در شہسوار سے مل

چشم مخمور تری دیکھکے دل کیون نہو خوش
آج یہ غنچہ گیا نرگس بیمار سے مل

در دامان دیدہ خونبار کی دولت اپنی
پاٹ دامن کا گیا تختہ گلزار سے مل

دامن چرخ جلادے نہ کہین دیکھیو اے
شعلہ آہ مرا برق شرربار سے مل

روکشی کرنیکو آیا تھا ولی نیسان بھی
ابر و بائی مری چشم گہربار سے مل

تیغ ابرو سے کریگا تجھے اکدم مین شکار
اے دل زار نہ تو اس بت خونخوار سے مل

چمن سینہ مین میرے نہو کسطرح بہار
داغ دل بن گیا لالہ کہسار سے مل

دیکھو چشم شوخ پر چین ابرو کے بل
خوشنما ہیں شاخ میں کیا سر بسر آہو کے بل

سنبل پیچاں اُگے کیونکر نہ اسکی خاک سے
مر گیا جو دیکھکر اُس زلف عنبر بو کے بل

ہر روش موج تبسم ہے جو موج بوئے گل
ہنستے ہنستے پیٹ میں پڑتے ہیں اُس گلرو کے بل

اشک یوں مژگاں پر آئے ہیں ڈھلک کر چشم سے
پہلے پہلے جسطرح لڑکے چلیں زانو کے بل

دیکھا بل کھاتے جو دود شمع کو محفل میں رات
یاد آئے شعلۂ و مجکو ترے گیسو کے بل

واہ وا ای جذبۂ شوق محبت واہ وا
رابعہ بصرے سے کعبہ کو گئی پہلو کے بل

بل بے گرمی تعب بجلی بھی تھرانے لگی
دیکھو ماتھے پر اگر اس شوخ آتش خو کے بل

جاتے ہیں کیا کیا گھسیٹے رہرو براہ وفا
سر کے بل یا تو کبھی بل سینہ کے بل بازو کے بل

سیدھے کب ہوتے ہیں جنکی ہو طبیعت میں کجی
کسطرح کوئی نکالے موج آب جو کے بل

اے ظفر شانے سے بل نکلے نہ زلف یار کے
بلکہ اور افزوں ہوئے اُس کافر جادو کے بل

خط یہ گرا قاصد اکس کا کمر سے نکل
تجکو جو اُسنے کہا دور ہو گھر سے نکل

تیر گیا اسکا یوں زخم جگر سے نکل
جیسے نظر جا کھاف روزن در سے نکل

کون کہے ہے کہ آہ تو نہ جگر سے نکل
لیک نہ تنہا نکل بلکہ اثر سے نکل

ضبط کیا گریہ پر لگ لنسکا کیا کروں
گر ہی پڑا اشک تر دیدۂ تر سے نکل

عکس رخ مہ جبیں شب جو فلک پر گیا
بھاگ گیا آفتاب صبح کو گھر سے نکل

دہان کنت یا غنائی تنگ ہو تجا دست عدم
یارن ہوتا ہی مے نوشی سی دل میرا کباب
شعلہ جو الفت سمجھو کہ یہ ای ہمدمو
یہ لگا تا اور رکھا ہے تجھپہ ظالم جسم سے

یاں گئی تو وحشت زدہ بھی جا بجا بس میں نگ
سو بھرنا ہے پانی بہر کر ساغر میں نگ
آگئی ہم پہ جھونکی دیکھکر جا بہ میں نگ
ہو تو ہم بھر میں پانی بھی کہ ہو دم بھر نہ نگ

جی جلاتے ہیں کیون نہ میرا یہ بتان سنگدل
دل ظفر انکا ہے پتھر اور ہے پتھر میں نگ

میرے انکے ملنے سے گر زنگ یان کھاتے ہین لوگ
کیا مرا کر سکتے ہین اپنا ہی سر کھاتے ہین لوگ
جو کہا تم نے سو سچ ہین غیر سے ملتا نہین
جھوٹی قسمین کیا یہان پھر آنکر کھاتے ہین لوگ
مجھکو لکھا خط جو ہے اُس مہر خط نے ہمنشین
نہ ہر کیا کیا دیکھیے اعتبار پر کھاتے ہین لوگ
تو بھی در پر جانے سے اُسکے وہ باز آتے نہین
جھڑکیان دربان کی اے دل اسقدر کھاتے ہین لوگ
غصہ بھی کھاتے ہین اور ہم خون دل پیتے ہین نت
ساتھ کھانا انکے جب وان بیٹھکر کھاتے ہین لوگ

[illegible]

کہان رہا ہی زرِ گل خبر تو لے بلبل
ہوئے نہ ہم ہین فقط راہ عشق مین برباد

اڑا کے لیگئی بادِ خزان چمن سے خاک
ہزارون ہو گئے یان قیس و کوہکن سے خاک

ڈری جو سوزِ محبت سے دل مین پڑ گئی آگ
تو کیا لگائی وہ تو شمعِ انجمن سے خاک

ہر ایک شخص جو زیرِ فلک مکدر ہے
جھڑے ہے کیا کہین اس خیمۂ کہن سے خاک

بچا نہ خاک سے وہ مَین کہان کریگا کیا
لگیگی زیرِ زمین جب تری کفن سے خاک

ظفر ہے تو بھی وہ آتش زبان کہ ہو جل کر
دلِ حسود تری گرمیِ سخن سے خاک

کھلے جو اس بتِ مہر کی جھلک سے پلک
نہ ذرہ بھر کبھی میری لگی پلک سے پلک

کبھی بھی خار پہ ٹھہرا ہے قطرۂ شبنم
نمود کیونکہ نہو اشک کی ڈھلک سے پلک

اٹھا کے دستِ دعا مانگتا دہائی یہ
لگی نہین تری بسمل کی اشب پلک سے پلک

ولادہ طفلِ فرنگی کہین نہ بوئے فیر
لڑائیو تو سدا اسکی اس پلک سے پلک

گھٹا کا سنکے گھٹا دل برے ابر و یہ بات
لگی ہی رعد کی جس پل مری پلک سے لپک

تری فراق مین کوٹا مین اسقدر سینہ
لگے فلک تے ملک کی نہ اس چھلک سے پلک

ظفر ملا سکے کیا کوئی ہمسے انسان آنکھ
بروزِ جنگ نہ جھپکائین ہم فلک سے پلک

دیگر

ردیف کاف فارسی

[illegible]

یل ہین ہمنا کر تنگی زاد پہ طفل رشک
مرتبہ تنگ ہے نگہ کے اگر اپنے کلاہ مردمک

چشم کا صفحہ ہماری کچھ نہین محضر سے کم
جلوہ گر ہے جب یہ مہر گواہ مردمک

داغ بر دل رشک سے کیونکر ہووے دیکھکر
چشم پر خون مین مری رنگ سیاہ مردمک

ساتھ رکھتا ہے سپاہی تیغ کے یعنی سپر
ہے نگاہ چشم کو لازم پناہ مردمک

ہے گل احمر سے یہ بھنورا کوئی لپٹا ہوا
چشم پر خون مین تجھے ہے اشتباہ مردمک

لکھ بدل کر قافیہ ایسی غزل تو اے ظفر
جسپہ بسم اللہ ہو تیر نگاہ مردمک

مار کر ہمنے کیا اس دل بیتاب کو خاک
کیا ایک ہوس نے بھی سیماب کو خاک

اشک تھمنے کے نہین گو ہے آنکھون مین غبار
روک سکتی ہے کوئی بہتے ہوئے آب کو خاک

خاک کو مسند کمخواب سمجھتے ہین فقیر
اور وہ جانتے ہین مسند کمخواب کو خاک

تھا دنیا سے ہمین دنیا پہ کوئی روشن دل
خاک پر لگتی نہین چادر مہتاب کو خاک

سطح خاکی پہ بہت زور دکھائے لیکن
عاقبت ہم کھائی لگی رستم و سہراب کو خاک

خاک ہوتا ہو نہین سیر کہ جھٹک دے دو مین
گر لگے جا کے مری دامن احباب کو خاک

تاب دندان سے ظفر اسکے گر گر بجلی
کرے اک دم مین جلا کر در خوشاب کو خاک

نہ ٹکڑی خاک پہ دکھا باش پہ پھینک
جو پھینکے بھی تو سر راہ ہی کانٹے پھینک

[illegible]

نکلے رگ مجنون سے دم فصد لہو کیا | نکلا نہ ذرا سا بھی لہو دشت ختن خشک
غربت میں اگر آب بقا بھی ہو تو اُس سے | بہتر ہے نزدیک ہے خاک وطن خشک
محشر میں بھی وہیں تو ڈوبے آدمیں | زیبا ہو شہید کو تیرے کفن خشک
پیاسا ہے ترا تیر تیا کسے لہو کا | دکھلاوے ہے سوفار سر تیر دہن خشک

سوزان ہے تری آہ ظفر آتش دل سے
یوں جیسے جلے آگ میں کوئی رسن خشک

سوز دل سے کیا گلو عاشق مضطر ہو خشک | دیکھ کر ہوتا ہے قاتل م خنجر ہے خشک
جسم مجنون گرمی سودا کے یکسر ہے خشک | بلکہ صحرا نجوان بھی ہو گیا جل کر ہے خشک
جوش بارانِ ہو تو کیا ساقی نہیں ہے بادہ لطف | خشک ہے مینا دھر اُلٹا پڑا ساغر ہے خشک
جسطرح ہے بانی مین [illegible] ہے پاک | جسطرح رہتا ہے ہمیشہ آب میں گوہر ہے خشک
اشک خون مژگان پہ میری بکھیرا ہے مردمان | کسطرح سیراب ہے گل شاخ کی ڈنگرہ ہے خشک
ہائے گرمی میری آہ سوز محبت بعد مرگ | عین بارش میں بھی اپنی گور کا پتھر ہے خشک
کانسہ گرد و نمین اے تشنہ لب پانی کہان | لگ سی آہین تو کچھ ہوا سی خاکستر ہے خشک
حبسے دکھلائی ہے تو نے تابش خورشید حسن | چشمہ آئینہ میں آب گہر کا یکسر ہے خشک

ای ظفر کشتی زمین پر آئیں مجھکو رہے بحر میں
کیونکہ بیسی غضب جوش گریہ سے البستر ہے خشک

[illegible]

اسے خوش لب کو ترے جو شیرینی اتنا بھی
کہ چھٹے شہد کا اب پانی کوئی نرو دیکے ورق

غیر لکھ جو ہوا اٹھ کے کو میرے قصہ
تب گردن دیا ساتھی جسم کے ورق

ٹکڑے نکلے دل جو میرے کباب کے ساتھ
کھو گئے باد سے قندیل مشبک کے ورق

تیرہ بختی کا ظفر حال میں کیا لکھوں
کیوں ہے اے گردوں عشق میں کلک کے ورق

نہ گیسوؤں اور ترے میں اور سحاب میں فرق
نہ آب رخ میں ترے اور آفتاب میں فرق

نہ فرق ہے مشک اور ترے کاکل میں
نہ کچھ پسینے میں عارض کے اور گلاب کے فرق

نہ کچھ شراب و نگہ میں ترے کچھ ہے
نہ تیری چشم میں اور ساغر شراب میں فرق

قیامت اور قیامت میں کچھ تفاوت ہے
نہ فتنہ نگہ چشم میں اور ساغر شراب میں فرق

نہ فرق تیرے بنا گوش و صبح میں ہرگز
نہ کچھ جبیں میں تری اور ماہتاب میں فرق

نہ برق اور نگاہ غضب میں تیری ہے
نہ کچھ ہے شعلہ میں اور حسن بے حجاب میں فرق

ظفر یہ وصف میں اسکے غزل لکھی تو نے
اب اپنے وصف میں لکھ تا نہ ہو جواب میں فرق

نہ خون دل میں ہمارے اور شراب میں فرق
نہ ہے دل و سینہ بریاں میں اور کباب میں فرق

نہ میرے اشک میں اور تار چنگ میں [illegible]
نہ میرے نالہ میں اور نالہ رباب میں فرق

نہ لعل [illegible] میں ہے تفاوت کچھ
نہ آنسو [illegible] اور در خوشاب میں فرق

| | |
|---|---|
| نہ کیون دھوپ مین چہرہ کا رنگ ہو تبدیل | کہ جا داغ تصویر کا بھی رنگ تڑق |
| کرے مقابلہ گر تیغ چشم سے اسکی | تو جائے زہرہ رستم بھی وقت جنگ تڑق |

ظفر وہ نالۂ آتش فشان ہے یہ اپنا
کہ جائے سنکے جسے سینۂ تفنگ تڑق

| | |
|---|---|
| روز گھر غیر کے رہنا تجھے مہمان طریق | یہ بھی کوئی ہے بھلا اے بت نادان طریق |
| شانہ سان سلسلۂ زلف مین ہے | زاہدا ہے دل صد چاک کا پہچان طریق |
| وصل کب اس سے مرا ہوگا یہ تکرار ملل | کیا کرون دیکھے مین عقلۂ حیان طریق |
| شیخ ہے سبحہ بکف میرے گلے مین زنار | اپنا اپنا ہے اب اے گبر و مسلمان طریق |
| اہل دنیا ہین وہی جو کہ بدلتے ہین سنان | طمع زر کے لیے مذہب و ایمان طریق |

اے ظفر اس سے محبت کی توقع مت رکھ
آدمیت کا جو رکھتا نہین انسان طریق

میری آہ آتشین رکھتی ہے اب تاثیر برق
بلکہ دی اس نے گھٹا سب عزت و توقیر برق
دیکھکر تیری شرارت حسن کی خورشید رو
زرد خجالت سے ہے رنگ چہرہ تغییر برق

| | |
|---|---|
| ساقیا دے ہاتھ مین مستونکے ساغر سے سبو | دم بدم ابر بہاری کھینچے ہے شمشیر برق |

پیام کس کا یہ لایا کہ آشنا گرم آیا
رواں جو ہے مری قاصد کے پیرہن سے عرق

چمن میں ابر سے برستا دیکھ کر اک بار
تمھارے رخ پہ نمایاں ہے ہمیں بھی عرق

نہ سمجھو شبنم غنچہ اسے دہن اپنا چھوڑ دیا
صبا نے پونچھ کے پیشانی چمن سے عرق

مریض عشق کو تیار ہی بھی ہے شربت سیب
اگر نمود ہو تیرے لب و ذقن سے عرق

عرق عرق ہے خجالت سے دیکھ کر گل
ٹپکے ہے جو یوں شمع انجمن سے عرق

ظفر سناؤں جو یاروں کو میں بھی اک
تو آئے جائے انھیں گرمی سخن سے عرق

یوں تو مدت سے ہے الطاف و عنایات میں فرق
لیکن ایسا نہوا آپ کے ملاقات میں غرق

پہونچے کیا حسن کو اس مہرلقا کے لیلی
فرق دونوں میں ہے یوں جیسے ہو ذرات میں فرق

دونوں میں ہے جو تماشا جو تماشا دیکھو
کچھ نہیں خانقہ و کنج خرابات میں فرق

دل و جاں اسمیں اگر جاے بلا سے جائے
غم جاناں نہ کچھ آئے مدارات میں فرق

ربط دو دل میں ہے پیوستہ جہاں شبل و
ہو عجب بات کہ آئے وہاں اک بات میں فرق

تیری شوخی کے ہیں انداز سمجھنا مشکل
یہ چشم و ابرو نہ وہی پر ہے اشارات میں فرق

اے ظفر چاہیے درویش کو ضبط اوقات
ذکر اور شغل کہاں جبکہ ہو اوقات میں فرق

نہ رنگ پان و مسی کر کے جو ہار شام شفق
جہاں سے جائیگا اٹھ افتخار شام و شفق

نشے میں چشم سیہ دیکھکر ترا ابرو
ہوا نہ جانب قبلہ گزار شام شفق

شمع ساں یک قلم جاں ہو کر جب سر تا پا زباں
تاب کیا سوز محبت کا زباں پر لائے حرف
خط اگر پہونچے رقیب مہ وشے بہت دفتر سیاہ
ہمنے شوق وصل میں وحشی جو کچھ لکھوائے حرف
بل بے گرمی جل گئے کتنے قلم یہ ایک بھی
اپنا شرح سوزش دل کا نہ لکھنے پایا حرف
کیا ہیں منظور دکھانا شکستہ دل کا حال
لکھ کے جو خط شکستہ میں آئے دکھلائے حرف
رکھتی ہر راز نہانی میں ہے وسعت گفتگو
تیری تنگی دہان میں تنگ ہے ہیچ جا حرف
رو برو تیرے لب و خط کے ای یاقوت لب
کیا تعجب گر نگیں لعل پر بھی آئے حرف
آب گریہ سے گذر سے جو نوشتہ کا مرے
لوح پیشانی سے کیا ممکن کوئی مٹجائے حرف
چشم انکی صاد ابرو نون ہے دیکھ ای ظفر
کاتب قدرت نے لکھا خوب کیا بالائے حرف

دشت وحشت کو ارادہ ہے کہ آباد کرے دل | کھولدے کاش مرے پانوں کی زنجیر حریف
نامۂ یار کو قاصد سے اُڑا لینگے غیر | دیکھو لے بھاگے ہیں کیا نسخۂ اکسیر حریف
دوستی میں تری دشمن ہوئی یہ خلق مری | ہدف تیر بنائیں مری تصویر حریف
ہیں زنار محبت نہ پھیرو زلف سے ہم | ہمکو پروا نہیں گر کرتے ہیں تکفیر حریف

شمع ساں رکھتے ہیں ہر چند زبان اپنی دراز
اے ظفر دیکھیں تو کیا کرتے ہیں تقریر حریف

ہے جو پیشانی عشاق بد احوال پہ حرف | فال میں بھی وہی نکلے ہے سر فال پہ حرف
خط کے لکھنے کی تو فرصت نہیں ہر چند بھیجا | لکھدوں دو چار کبوتر کے پر و بال پہ حرف
انکھ کا سرمہ جو رومال سے پونچھا اُسنے | بنگیا سرمے سے اک صاد کا رومال پہ حرف
گر نہو دیگا غلط نسخۂ مسودہ میرا | آئیگا اس سبب نو خط کے خط و خال پہ حرف
کیا خبر ہے کہ بنا گنبد گردوں کب سے | نہیں تاریخ کے اس کا بھی کہن سال پہ حرف
ہائے کیا بے ادبی ہے کہ ترے نام سے ہے | کندہ عاشق کے نگین دل پامال پہ حرف

ابر رحمت کو بھی سایہ نے کیا جنکی سیاہ
اے ظفر ہیں وہ مرے نامۂ اعمال پہ حرف

ذبح کرنا کہ ہوا کرد می ہی کی قاتل تکلیف | گر رہے میں اٹھائیگا یہ بسمل تکلیف
ہائے وہ چاند سی صورت مجھے یاد آتی ہے | ترے دیکھے بن مجھے ہے یہ کامل تکلیف

اندنوں وہ جو نہیں گرمیٔ صحبت ہم سے — دل لگایا بخدا تو نے صنم اور طرف

دھانی جوڑے سے لگا تو جو گلے آ میرے — کھا کے سب گئے اغیار بھی سم اور طرف

بے قراری نہ کوئی پوچھو عزیزو میری — شب سے اٹکا ہوا ہے سینہ میں دم اور طرف

رات کو گھر میں سے تم آپ کے اُٹنے سے لوگ — جا کے کرتے ہیں بیان وصل کا غم اور طرف

رو کے کہتے ہیں کہ کس آنکھ سے دیکھیں ملتے — یہ غضب عیش بیان جور و ستم اور طرف

قافیہ پھیر کے اب غزل چہارم کو ظفر
صفحۂ دل پہ لکھو لیکے قلم اور طرف

دل اگر لاکھ رکھی اب تنگ دوا اور طرف — بر بھی جوں شمع لگے چاہیے لو اور طرف

ناصحا منع کیے سے کوئی ہٹتا ہو نہیں — دل ہے گو ایک طرف گریہ ہے میں سوا اور طرف

شعلہ رد کو مری بلسوزی پہ آیا نہ خیال — دل گداز اپنا ہے انکی لگی لو اور طرف

رشک سے ناخن پا کی تری ای غیرت مہر — شب کو مغرب سے گیا ہے مہ نو اور طرف

بن کیے آ یہ آب دم تیغ ای قاتل — کوئی بجھتی ہے مری پیاس سے چھو اور طرف

اسطرف کا جو تمھارے نہیں ہے دل میں خیال — دل ٹہار رہتا ہے بس آپکا تو اور طرف

کیونکر اس کا سر سے کرون جسے کا سوال — تجکو کہتا ہے دہن سے کہ بڑھ او اور طرف

ناز و انداز و ادا عشوہ اشارت چشمک — غمزہ الطاف و کرم ہیں یہ سبھی تو او اور طرف

ایسے لشکر سے بچے کیونکہ بھلا کشور دل — جاتی کب عشق کی دریا کی ہے رو اور طرف

| | |
|---|---|
| گردش چشم بتان سے مست ہو ساقی مدام | شکل نرگس کیون رکھون روز و شب ساغر بکف |
| لخت دل ہے خنجر مژگان پہ کیا اے مردمان | دست مژگان لیلیا ہے پہ گل احمر بکف |
| گلشن دنیا مین کیا کیا رنگ دکھلاتی نہ ہم | مثل گل ہوتا ہمارے بھی اگر کچھ زر بکف |
| فصل گل مین تو نہین اندازہ اے صید گیر | دام الفت سے نہ لے اب تو مرے شہپر بکف |
| آبداری اشک کی میرے اگر دیکھے کوئی | جوہری بازار مین آوے نہ پھر گوہر بکف |

اے ظفر تیرے سخن کی دیکھکر تیزی کا دم
ذکر کیا رستم جو رکھے از بہرہ خنجر بکف

| | |
|---|---|
| جو کبھی آپ کا دل یار ٹوٹا اور طرف | ہم نکلجاوینگے بس سر کو کوٹا اور طرف |

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| جان من جب سے ترا دھیان بھٹا اور طرف | دل مرا چھٹ گیا اور جی بھی ہٹا اور طرف |
| مٹ گھٹا دل کو مری لب سے لگا ساغر مے | کہ چلی یان سے برسا کر یہ گھٹا اور طرف |
| شکل زنجیر کھلی رگئین ہے آنکھین جسدم | تھم گئے آب دم تیغ جیٹا اور طرف |
| لو مین پروانہ کی دلسوزی آوین جو لگن شمع | شب کو جلتی ہے کھڑی کھولے جٹا اور طرف |
| شعلۂ آہ مرا لیوے جو پلٹے نہ فلک | برق چمکائے نہ روکش ہو ہٹا اور طرف |
| کیون روون مین تری جان کو اے قاصد شکر | حیف مکتوب مرا جا کے پھٹا اور طرف |

سبب جنبش ابرو سے تری قتل ہو عالم / پھر شرم سے ہو جائینگی کیون آب دم تیغ

ای طفل ہوسنک توہی بہا دریہ کہ سب ہین / دکھلاتا ہے وہ تیر نگہ تاب دم تیغ

جلاد دکھا دینی تو شمشیر تو مجھکو / کشتہ ہو نہین ہر زگی جو ئی آب دم تیغ

درکار نہین تشنہ کو ہے آب شہادت / لیکر نہ نکل موج بگرداب دم تیغ

دم کیونکہ ظفر اسکا نہ ہر دم مین بھرون اب / ہی گر روان خون کا وہ سیلاب دم تیغ

ہو تیرے روشن بھلا دل کیطرح کب چراغ / غیرت خورشید ہے یہ گھر شب چراغ

تجھ سا کوئی مہ جبین پائے نہ ہرگز کہین / ڈھونڈھے لیکر اگر وہ یہ کوکب چراغ

خانۂ دل مین ہے روشنی داغ عشق / تجھسے نپائے مرا یہ کبھی یارب چراغ

کر سکے اظہار ہم اس سے نہ سوز جگر / ہو گئی گل عقل کے یہ سر طلب چراغ

دل تو ہے پر آرزو کیونکہ بجھے گی ہوس / ہے ابھی روغن سے یہ خوب لبالب چراغ

داغ تری عشق مین کھاتے ہین ہر روز ہم / جلتے ہین گھی کے تری گھر مین جو ہر شب چراغ

کیون نہ مجھے سوز دل دیکھکے اس زلف کو / کالے کے آگے ظفر جلتا ہے ہان کب چراغ

## ردیف فا

مجھمین اور کل اسمین باہم گفتگو تھی صاف صاف / بات کی لغزش نہ تھی واللہ جو تھی صاف صاف

دیگر

مطلع ثانی

دیدہ ترکی جو پوچھا کسنے رکھا ہی تکلف

دیگر

جھانکے سر سون دکھاے ظفر شتاب تکلف

شب ہجران کی کیا کہیے ظفر ہائے
رہے کھاتے ہم اکثر داغ پر داغ

کیا لائے اس ابرو کی بھلا تاب دم تیغ
ہو جائے اسے دیکھتے ہی آب دم تیغ

جو تشنہ لب آب شہادت ہو ہمیشہ
سفاک اُسے کرتی ہے سیراب دم تیغ

تجھ بن کبھی گر بادہ کشی کرتا ہوں میں آہ
لگتی ہے ہر اک موج مئے ناب دم تیغ

کیونکر نہ حباب اپنا سر آب ہاتھ پہ رکھے
بنجائے ہے جو سر گرداب دم تیغ

کیونکر نہ حرم تیغ ظفر جلوت دل ہو
کر دے جو روان خون کا وہ سیلاب دم تیغ

پایا نجائے جسکے گرفتار کا دماغ
ہو نچے فلک پہ کیون نہ اُس یار کا دماغ

کیونکہ نہ میرے کعبۂ دل پر لگائے لات
عرش بریں پہ ہے بت عیار کا دماغ

ہوتا ہے بوے گل سے پریشان ای نسیم
نازک تر اس قدر ہے دل زار کا دماغ

بالین پہ آ کے شور مچاؤ نہ ہمدمون
نازک بہت ہے عشق کے بیمار کا دماغ

منصور کو کسی کو نہ لایا خیال میں
حق ہے کہ عالی ایسا ہو سردار کا دماغ

مجنون نے جبکہ دشت جنون مین رکھا قدم
یکسر کچھ اور ہو گیا ہر خار کا دماغ

یہان تک غرور حسن ہے اُسکو کہ ای ظفر
پاتا نہیں ہر ایک طرحدار کا دماغ

کس شعلہ رو کے کوچہ سے آئی صبا کہ یوں
بھڑکا حیات عاشق مہجور کا چراغ

جو عیش زار میں ہیں ہے دنیا میں مفرحی
دیکھا ہے کس نے خانۂ زنبور کا چراغ

چشم و چراغ بادہ کشاں ہے یہ جام مے
روشن ہے جس سے دیدۂ مخمور کا چراغ

مونس ہوا اور کون تب غم میں رات بھر
دلسوز ہو نہو ترے رنجور کا چراغ

مثل سگ گرسنہ ہمیشہ ہوائے نفس
چاٹے ہے کاسۂ سر مغرور کا چراغ

تربت پہ بیکسوں کی مناسب ہے ساقیا
روشن ہو جام بادۂ انگور کا چراغ

روشن اگر ہو نور حقیقت سے تیری چشم
ہے ہر شرار سنگ نہاں طور کا چراغ

ہے صرصر حوادث دوران کا غم بھی ساتھ
کیونکر رہے کہیں دل مسرور کا چراغ

روشن ترے فروغ سے کیونکر نہو چراغ
توہی ظفر ہے خانۂ تیمور کا چراغ

جگر برشتہ و جان خستہ دلفگار دریغ
ہزار حسرت و صد حیف و صد ہزار دریغ

مدام داغ نصیب دل و نصیب جگر
نفس نفس نفس سرد بار بار دریغ

سحاب و آب روان لالہ زار و جوش بہار
نہ جام بادہ نہ محبوب گلعذار دریغ

ہمیشہ وعدہ خلافی شعار یار افسوس
ہمیشہ جانب در چشم انتظار دریغ

غم محبت و درد فراق و رشک رقیب
ہجوم آفت و یک جان بیقرار دریغ

ہزار آرزوئے وصال و حیات نیم نفس
نفس شماری و اندوہ بے شمار دریغ

دیگر

| | |
|---|---|
| تجھسے تاب حسن مین رکش ہوئے شعلہ گاہ<br>شمع کو کیا تاب اُسکے روبرو رکش رہے | اور نہو ہمسر کبھی تجھسے قد و قامت مین شمع<br>کیا ہوا ساق بلورین ہو تری صورت مین شمع |

ای ظفر رکھتی ہے اپنا نام روشن بزم مین
گو تہ فانوس ہو اک گوشہ عزلت مین شمع

| | |
|---|---|
| دریا بہائے گر مژہ اشکبار شمع | تو بھی بجھے نہ سوز دل داغدار شمع |
| ہوتا ہون شب جو انجمن آرای رنج و غم | لیتا ہون اپنی آہ کے شعلہ سے کار شمع |
| اُس شعلہ خو پہ کیونکہ ندون اپنی جان مین نثا | پروانہ کسطرح سے ہو وے نثار شمع |
| ہے دل جلون کو سوز محبت سی تازگی | آتش سے ہے شگفتہ گل نوبہار شمع |
| گرمی سے تیرے حسن کے ہو وہ عرق عرق | ای شعلہ رو جو بزم مین تو ہو دوچار شمع |
| سرتا قدم زبان ہین وے کیا کرین بیان | گویائی زبانہ نہین اختیار شمع |
| ممکن نہین کہ ہو نہ سزا جرم عشق کی | پروانہ کے ہے واسطے موجود دار شمع |
| سوز غم فراق سے ہے کیا عجب اگر | بنجائے میرا تار نفس مثل تار شمع |

پردہ ظفر نہ سوز محبت کا ہو سکا
فانوس کیا ہوا جو ہوا پردہ دار شمع

| | |
|---|---|
| شعلہ عشق نہین ہے دل مایوس مین شمع<br>جنبش شعلہ سے پروانہ کے جل جاتی ہے | جل رہی ہے عجب اس پردہ فانوس مین شمع<br>ہاتھ ملتی ہے کھڑی حسرت و افسوس مین شمع |

ردیف عین مہملہ

ہو گئے گل نازاں چمن میں کیوں نہ پھولے اے صبا
ہے ادا اڑائی ذرا تحقیق اُسنے میرے گل کی قطع

غیر سے لکھوا کے تونے قطعہ جب خط میں دیا
ہمنے اُمید فانوس وزرے بالکل کی قطع

ساقیا جوش رشک خون سے تجھ بن ہو گیا
ہے بعینہ دیدۂ تر اپنا جام مل کی قطع

خوش نہ آوے گفتگو کیونکر تری سب کو ظفر
شعر میں تیرے عیاں ہے طالب آمل کی قطع

کم نہیں ہے سوزش داغ دل دلگیر شمع
بلکہ ہمسر ہے ہمارا نالہ رشکگیر شمع

کب تصور اسکا دلمیں ہے اور آہ آتشیں
ہیں یہ فانوس خیالی میں ہم تصویر شمع

موج اشک شبنم ہے پروانہ کب تہ زیر پا
موج سودا انسے باہم ہے زنجیر شمع

اس رخ پُر نور سے روشن ہو کیونکر ماہتاب
ایک ہو کیونکر چراغ مہر تنویر شمع

ہے اجل سر پہ کھڑی کیا یہ کھل گئی شب کو ظفر
ایک جا جو ہیں ہیں آئی نظر دلگیر شمع

عشق میں رکھتی ہے نسبت دیکھ تو بلبل سے شمع
بے سبب کب ہے لگن اپنی لگائے گل سے شمع

موج دود شعلہ اسکو مت سمجھیو اے زم
کھیلتی ہے رات کو اپنے سر کاکل سے شمع

شعلہ آواز قمری سے اگر جل اٹھے سرو
ساقیا دیکھیں ہیں ہم چشم جام آسا شمع

آہ آتشبار کیا نکلے دل پر داغ سے
ہمنے روشن کی ہے بارو یہ چراغ گل سے شمع

آپ ہی تو یہ غزل لکھی ہے ورنہ اے ظفر
کب ہو روشن اسطرح کی طالب آمل سے شمع

## ردیف عین مہملہ

لوگ کہتے ہین یہی دیکھ کے مجکو بخدا
اے ظفر رہیو تو اُس بت کی دغا سے محفوظ

مجھے تو وقت سخن شوخ تند خو سے لحاظ
اُسے نہ شرم کسو سے نہ ہے کسو سے لحاظ

بھر آیا دل مرا سو بار پر نہ رویا مین
رہا یہ مد نظر پاس آبرو سے لحاظ

چمن مین آنکھ جھکائے کھڑی ہے کیون نرگس
اگر نہین ہے کسی شوخ لالہ رو سے لحاظ

وہ بیحجاب ہوگیا ایک ساغر مے سے
کہ ٹوٹے جبکہ نہ سو شیشہ و سبو سے لحاظ

جہان مین پائیگا کیونکر وہ گوہر مقصود
جسے تلاش سے ہو شرم جستجو سے لحاظ

لحاظ ہے یہ فقط تیری دوستی کا ہمین
تری جو بزم مین کرتے ہین ہم عدو سے لحاظ

قسم ہے خنجر قاتل تجھے مرے سر کی
جو وقت ذبح کرے تو مرے گلو سے لحاظ

چمن سے آئے نہ بے پردہ تا سر بازار
اور آئے گل جو نہ اظہار رنگ و بو سے لحاظ

صفائی دیکھو ظفر آئینہ کے دیدے کی
نہ خوبرو سے ہے اسکو نہ زشت رو سے لحاظ

جیسا ہاتھون سے رہا تیرے یہ بسمل محفوظ
ایسا ہی روز جزا تو بھی ہو قاتل محفوظ

نالہ و آہ سحرخیز ہون سدا مین غمکش
ہووے کیا نغمہ مطرب سے مرا دل محفوظ

مل گئی نعمت کونین اسے اک پل مین
ہوگیا دیکھ کے تجکو ترا مائل محفوظ

آبرو خاک مین ملجائے گی آئینہ کی
ہوگیا خاک ترے ہو کے مقابل محفوظ

گر نہ ہستی کا بھروسہ کہ فنا یوں ہے ابھی | جیسے مٹ جائے سرِ آبِ رواں آن میں خط
جلوہ دکھلاتی ہیں کیا کیا ہمیں اللہ اللہ | ہیں جو یہ رنگِ مسی کی ترے دندان میں خط
لکھ کے بیتابیِ دل ہاتھ سے یوں پھینک اگر | لوٹے جوں طائرِ بسمل ابھی میدان میں خط
پھٹ گیا سنکے مرا نالہ فلک کا سینہ | کہکشاں کا ہے یہ گنبدِ گردان میں خط
لکھتے لکھتے جو مجھے حالِ دل آیا رونا | بہہ گیا کھل کے مرا اشک کی طوفان میں خط

ای ظفر دوسری بھی گر تجھے لکھنی ہے غزل
پھیر کر قافیہ باندھ اور ہی عنوان میں خط

زلف کی تار سے ہی رخ پہ کہاں یار کے خط | صحنِ گلزار میں چلتے ہیں برا مار کے خط
پہن کر ہار گلے میں جو وہ سویا شب کو | پڑ گئے گردنِ نازک پہ کئی ہار کے خط
خط تو پکڑا ہی گیا تھا مرا لیکن نکلے | پاس قاصد کے مرے اور بھی دو چار کے خط
خطِ عارض ترا وہ ہے کہ نہ ہووے سرسبز | روبرو کوئی ترے اس خطِ گلزار کے خط
نامہ بر دیکھیے تقدیر میں لکھا کیا ہے | یار پڑھتا ہے مرا سامنے اغیار کے خط
یاد آئی دمِ تحریر جو وہ زلفِ دراز | ہو گیا ایک برابر کئی طومار کے خط
کھینچے ہے تارِ شعاعی سی ہمیشہ سرِ خاک | مہر بھی روبرو اس تابشِ رخسار کے خط
مہرِ سرنامہ اگر ہو دیں نہ آنکھیں قاصد | کیونکہ معلوم ہوں حسرت کشِ دیدار کے خط
تیغِ ابرو سے ہیں جانباز ظفر سینہ سپر | بے اجل پڑتا نہیں ڈھال سی تلوار کے خط

دیگر

تجھسے یہ مجھکو توقع ہے مری جان غلط
کہ مری دلجوئی کرے سو تو کسی عنوان غلط

ناصحا فصل بہاری مین جنون کے ہاتھون
مثل گل ہو نہ مرا چاک گریبان غلط

کھینچ کر عارض کو ترے ... سنبل و ریحان غلط

رہ گئی آنکھ کسی آئینہ رو سے لڑ کر
ہین یہ جوہر نہین اب دیدۂ حیران غلط

جبکہ ہو زلف پریشان سی تمہاری تو نگار
حال اسکا نہو پھر حال پریشان غلط

مین نزار اپنا کرون چاک گریبان لیکن
چاک بیدست جنون ہو کہ مرا جان غلط

ہمدم ابتدا سے ہی جتاؤن یار و
اے ظفر آنے یہان وہ بہتا ہان غلط

غلامی کا ظفر فخر جہان کی
لکھا ہمنے تو بے آرے بلے خط

آج مین نے جو لکھا تھا تجھے تدبیر سے خط
لے پری رو یہ ہے خط کس تری دیوانہ کا

شکر تو خط کہ وہ پہونچا مری تقدیر سے خط
تونے دروازہ کی باندھا ہے جو زنجیر سے خط

خط کے پڑھتے ہی پڑین تا مرے دلمین سو داغ
کردیا تیغ نظر ہی نے ترے کام تمام

اُس کماندار نے لکھا قلم تیر سے خط
گو کہ قاتل نہ پڑا جسم پہ شمشیر سے خط

نامہ بر خط کے جو آتی ہی بھر آیا مرا دل
خط یہ خط آتی تھے اتوار تلک تو وان سے

گیا لکھا اسمین یہ خالی جو ہے تاخیر سے خط
نہین معلوم کہ آیا نہین کیون پیر سے خط

اے ظفر کیونکہ نہ سمجھے اسے عاشق ایمان
رخ وہ مصحف ہے تو کچھ کم نہین تفسیر سے خط

اسنے برہم ہو جو بھیجا ہے دل افسردہ خط
قاصد دیکھی ہے تہاد نگاہ اُس بُت کی گلی

مثل گل ہم دیکھتے ہی ہو گئے پژمردہ خط
وان تلک لیجائیگا کسکا ہے یہ دل گردہ خط

میرے سینہ پر وہ رکھدینا کفن مین بعد مرگ
نامۂ جانان کے پڑھتے ہی جو آیہ آنسو بہے

ہوگیا اک آنمین بس کاغذ نم خوردہ خط
قاصدا ہوجا دُ نہین گر پڑھتے پڑھتے مردہ خط

گو صریحاً وصل کا اقرار تھا مرقوم پر
ہوگئی دل کی تسلی یک بیک میری ظفر

یون ہوا معلوم کچھ لکھا ہے ہو آزردہ خط
قاصدم از جانب دلدار چون آوردہ خط

[illegible]

بتِ کشمیر کے آیا جو نہین طرف سے خط
کھل گیا راہ مین شاید کہین اب برف سے خط

باندھی ہی اُسنے کمر قتل پہ شاید ہمدم
لکھکے بھیجا ہی جو خونخوار نے شنجرف سے خط

عمر کی صرف اسی بحث مین تو نے ناداں
لکھتا آتا ہی کوئی نحو سے اور صرف سے خط

ہمدمون آہ مرا دل ہی اسی غم سے نڈھال
نہ پڑا تن پہ جو تیغ بت کم ظرف سے خط

چشم خونخوار نے تری خانۂ مژگان سے ظفر
دیا گلزار رستم خان کے ملا حرف سے خط

کسطرح جا کے نہ کیجیے جانان سے اختلاط
جبتک مجھے نہ اُسکے ہو دربان سے اختلاط

مانند موج جیسے ہو جبین بر جبین وہ ہے
اس آستین کو دیدۂ گریان سے اختلاط

کس رو نہ چمکے آہ مری برق سان کہ ہی
اس حسن کو ہی آتش سوزان سے اختلاط

ہیہات نخل گل نہ کسی رنگ ہو رفو
دست جنون رکھے ہی گریبان سے اختلاط

اس روے زیر زلف کے کیونکر پھرے نگرد
پروانے کو ہی شمع شبستان سے اختلاط

تکتا ہی دل مرا رخ روشن کو یون تری
جون ہو چکور کو مہ تابان سے اختلاط

صد چاک دل پہ اُلجھے نہ کاکل پہ اسکی کیون
رکھتا ہی شانہ زلف پریشان سے اختلاط

تک تک کے شکل و صورت آئینہ طلعتان
مجھکو ظفر رہے ہے دل حیران سے اختلاط

مین نے لکھا ہے بتو کلک سے تدبیر سے خط
یا الٰہی وہان پہونچے مری تقدیر سے خط

[illegible]

راتدن سولی پہ ہون یاد مین اُس قامت کی — کسکو اے فاختہ ہی سرو چمن زار کی حرص

روغن آتش کو بجھا سکتا نہین ہے ہرگز — لقمۂ چرب سے جاتی نہین پرخوار کی حرص

بشس نیسان نکرے والب اظہار طلب — ہو صدف کو نہ اگر گوہر شہوار کی حرص

ہین فقط داغ جگر عشق کی دولت کافی — تیری عاشق کو نہین درہم و دینار کی حرص

قطع سے اور بڑھا شمع کا شعلہ دیکھو — سر کے کٹنے پہ نہین کٹتی ہی زردار کی حرص

بیٹھنے دیتی ہی کب کنج قناعت مین ظفر
ایک دشمن ہی یہ دنیا کی طلبگار کی حرص

## ردیف ضاد معجمہ

لب نکالینگے ترے لعل یمن پر اعتراض — زلف ہی کرتی ہی کیا مشک ختن پر اعتراض

ہمنے کی ہی جانکنی اور اُسنے کی نخار کنی — واجبی ہی گر کرین ہم کوہکن پر اعتراض

لاکھ پیچ و تاب کھائے موج دریا پر کہان — کر سکے اُس آستین پر شکن پر اعتراض

ہو کے پھر صبح قیامت پر قیامت آشکار — کر نگا ہے کچھ مری خاک کفن پر اعتراض

شاخ سنبل سے نکالے شاخسار زلف گر — قد ترا کرنے لگے سرو چمن پر اعتراض

باندہے گنبد اگر اک اپنی دود آہ سے — لاکھ نکلین خیمۂ چرخ کہن پر اعتراض

آج کس اہل سخن کو اسقدر مقدور ہے
کر سکے جو اے ظفر تیرے سخن پر اعتراض

[illegible]

عجب طرح کا زمانہ یہ آگیا ہے ظفر
کسی کے ساتھ کسیکو نہین ذرا اخلاص

جو دیکھے داغ دل خانمان خراب کا قرص
تو جل کے سوختہ ہو جاوے آفتاب کا قرص
ہماری مردمک دیدۂ پُرآب کو دیکھ
بھنور کا بحر مین کب ہے اس آب و تاب کا قرص
تپ فراق مین اُس مہ جبین کے دو مجھکو
بجای قرص طباشیر ماہتاب کا قرص
یہ ترک چشم بتان کے سپر ہی پہلو مین
نہین ہے حلقہ گیسوے مشکناب کا قرص

نہ کیونکہ قوت دل ہو ظفر کہ وہ گلرو
بنا کے دے مجھے وہ صندل و گلاب کا قرص

بھری تھی ساغر مین رات ساقی نے ایسی خوشبو شراب خالص
نہ اُسکو پہونچے ہے مشک خالص نہ اس کو پہونچے گلاب خالص
اس آرزو مین کہ اُسکے پاؤن کے چھالے کوئی مجھے بنا دے
اِدھر تو ہے سیم ماہ خالص اُدھر زر آفتاب خالص
حلاوت اُس کے لعل لب کی نہ پوچھو بوسے کی ہے یہ شیرین
کہ جو کوئی انگبین خالص کو گھولدے لیکے آب خالص
دل شکستہ درست میرا نہووے کیونکر کہ ہاتھ آئے
تمھارے بوسہ کے خال مشکین کے مومیائی شتاب خالص

خیال چھوڑیے دنیا کا کیجے دین کا فکر
تلاش اُدھر کی ہے کیا چاہیے ادھر کی تلاش

جسے تلاش ہے مضمون کی جانتا ہے وہ
کہے تلاش سے سب کی جدا ظفر کی تلاش

کرتے ہیں بہت صاحب تدبیر پس و پیش
پر دیکھیے کیا کرتی ہے تقدیر پس و پیش

دل پہلے پھنسا زلف میں جان جعد کے پیچھے
دونوں ہیں وابستہ زنجیر پس و پیش

جبتک کہ رہا دم مرے دل سے رہا ہی
آہ سحر و نالہ شبگیر پس و پیش

کہ دیکھیو قاصد کہ نہ تھے ہوش ٹھکانے
کچھ خط میں اگر حرف ہوں تحریر پس و پیش

دم جائیگا ساتھ اسکے برای مرگ کوئی دم
شاید ہو تری باعث تاخیر پس و پیش

پیکان ہے سر پشت سر سینہ ہے سوفار
کیا خوب ہے ابرو ہے ترا تیر پس و پیش

ہر ہر قدم تری ساتھ ہی اے سرو خرامان
سایہ کی طرح عاشق دلگیر پس و پیش

دل جنکا ہے روشن وہ ظفر صورت خورشید
یکسان ہے سدا باعث تنویر پس و پیش

ردیف صاد مہملہ

ہر طرح غیر کی دلجوئی ہے معقول چہ خوش
ہمسے ہر بات پہ بدخوئی ہے معقول چہ خوش

بات معقول کہو نہیں تو کہو طرز سے وہ
تو اتالیق مرا کوئی ہے معقول چہ خوش

دل ہوا اسکا سوا اور مکدر ہمسے
گرد کین گریہ نے کیا دھوئی ہیں معقول چہ خوش

جو نہ کہنا تھا کہا منہ سے وہ تم نے ہمکو
واہ کیا آپکی کم گوئی ہے معقول چہ خوش

قسم خدا کی وہ ہے تیری شوخ و سنگ تراش — کہ بت تراش نہ ایسا نہ کوئی سنگ تراش

جو اسطرح سے ہو مشق ستم تجھے منظور — قلم کیطرح مرے سر کو خانہ جنگ تراش

اگرچہ حور و پری حسن میں ہیں اب مشہور — ولے کہاں ہے تمھارا سا رنگ ڈھنگ تراش

کہاں ہیں قطرۂ خون چشم میں کہ عشق اسکا — لالا یا موتی کے دانے ہیں ایک رنگ تراش

جو اُسکے ناوکِ مژگان کا وصف لکھنا ہے
تو لے ظفر کوئی تو خامۂ خدنگ تراش

کیونکہ یہ سنکر گھڑے ہوں نا غمین بلبل کے گوش — صبحدم شبنم نے یکسر بھر دیے ہیں گل کے گوش

منھ سے کیا اپنے نکالیں بات ہم ڈر ہے یہی — ہیں لگے رہتے ادھر کو اندنون گل کے گوش

یا تو ای زاہد ہمیشہ چار قُل سنتے تھے ہم — یا لگے رہتے ہیں اب آواز پر قلقل کے گوش

گوش بر آواز ہیں غماز یار و رات دن — ہو سکے تو بند کر دو اُسکے تو تم مل جل کے گوش

ہو وے زیور کا تحمل کیونکر اُسکے کان میں — تو میں حسن نازکبدن کہے بوجھ سے کاکل کے گوش

چشم سگون سے نہ اُسکی ہو سکے ہم چشم دیکھ — ساقیا تو کھولدے محفل میں جام و مل کے گوش

ای ظفر اک بات میں معترض فنکر تیز سے
کترے ہے وقت سخن تو طالب آمل کے گوش

نہ مجکو عشق میں ہے جان کا نہ تن کا ہوش — اگرچہ ہے تو ہے اپنے ہی گلبدن کا ہوش

کیا جو مار کے دفن اُسنے مجکو جو کھٹے میں — غضب ہے مرے قتال تیغ زن کا ہوش

نبض پر رکھتے ہی انگشت پھپھولا پڑ جائے
نہیں معلوم یہ کیا عشق نے بھڑکائی آگ

اے طبیبو وہ بلا ہے تپ ہجران کی طپش
پھونکے دیتی ہے مجھے میرے دل و جان کی طپش

لکھ بہ تبدیل ردیف اور غزل گر نہ ظفر
جسکو ہو سننے کے زیادہ دل یاران کی طپش

جگر و دل میں ہے وہ نشتر مژگان کی خلش
بن ترے بستر گل پہ مرے حق میں ہے گل
دیکھنا جوشش خون ہے مرے سینہ پہ سوار
تن پہ ہر مو ہے مرے نشتر زہرآلودہ
تم ہوا و رغیر میں اب اور ہے گلگشت چمن
گو نہ بالی کا مرے دل میں جیسی ہے جسطرح

نہ سنان کی جسی ہو نہ ہے نہ مژگان کی خلش
ہر رگ گل میں ہے اب خار مغیلان کی خلش
نیش زنبور سے بھی تار گریبان کی خلش
دل میں جسدم سے کہ ہے نیش غم جانان کی خلش
ہم ہیں اور آبلہ اور خار بیابان کی خلش
نیش گزدم میں ہے کا ہسکو اس عنوان کی خلش

اے ظفر نشتر الماس سے بھی ہے افزون
دل عشاق میں خار غم ہجران کی خلش

مغان اگرچہ ہے یہ موسم بہار تو خوش
خوشی سی ہنستی میں گل گرچہ روتی ہے شبنم
بھلا نہ ملک عدم سے کوئی ہزار افسوس
ہو وہ داغ جگر دیکھ کر مرے برہم

بغیر بادہ ہوں لیگ میگسار تو خوش
بلا سے ایک ہے ناخوش تو ہیں ہزار تو خوش
گر اس پہ پوچھیے بتلاؤ ہینگے یار تو خوش
دگر نہ آتے ہیں یاں سیر لالہ زار تو خوش

رکھتا ہوں شب ہجر میں بھی وصل کا میں گر
گو عیش نہیں پر ہے زبان پر سخن عیش

سیکھے کوئی رندان خرابات نشین سے
ہے زاہد بیچارہ کب آگاہ فن عیش

ساقی کے لب لعل پہ گرمی سے نشہ کی
ہر قطرہ عرق کا ہے سہیل یمن عیش

کیا بادہ پیجیے کہ سنگ ستم چرخ
ہے فرم شکن عشرت ساغر شکن عیش

ہو جو پروانہ نہ اگر شمع رخ یار
کس طرح سے روشن ہو ظفر انجمن عیش

دکھا دے اپنی جو وہ رشک آفتاب تراش
تو آئینہ کی ہو غیرت سے غرق آب تراش

جو تیری چشم سے رکھے خیال ہمچشمی
تو تیغ موج سے ڈالے سر حباب تراش

ہماری بات کو ہر دم جو کاٹتے ہو
کہاں سے تمنے نکالے ہیں یہ جواب تراش

ترے لیے فلک اے شہسوار توسن ناز
دکھاتا ہے مہ نو صورت رکاب تراش

زبان دراز نہایت ہے شمع اے گلگیر
تو اسکے بزم میں اسکی زبان شتاب تراش

نہ کر تو مشق ستم میرے صفحۂ دل پر
قلم تراش سے اے شوخ پر عتاب تراش

ظفر مدام یہ ساقی تو سے اب یہ کہتا ہے
بلور کا تو دکھا ساغر شراب تراش

گھر میں یا سکے جا کے پھر کسکو رہی ہے گھر کا ہوش
نہ خبر تن کی رہی ہے اور نہ ظالم سر کا ہوش

سیج پر پھولوں کی جو ان ساتھ اوروں کے ہو
مجھکو یان درد جدائی سے نہیں بستر کا ہوش

نقد دل لیکے دیا بوسہ لب کیا اسنے | خود لگا کہنے کہ ہوا لعل بدخشان فروش
ہدف تیر قضا جلد کہیں ہو یارب | جتنے ہیں کوچۂ دلدار میں پیکان فروش

روز و شب قرص مہ و مہر لیے پھرتا ہے
اے ظفر کیون نہ فلک کو کہین ہم نان فروش

وہ چشم ہے کیونکر سحر و شام فراموش | میں مست ہوں مجھسے ہو کہاں جام فراموش
ہو جسسے کہ اکبار مرا نام فراموش | وہ یاد دعا سے ہو نا کام فراموش
کس سوچ سے جاوے یہ پریشانی دل آہ | ہوتی نہیں وہ زلف سیہ فام فراموش
لے سر پہ وبال اپنے اسیروں کا یہ صیاد | اتنا بھی نہ ہو رکھکے تہ دام فراموش
جسکا م کو آئے تھے یہاں ملک عدم سے | افسوس کہ وہ ہمسے ہوا کام فراموش
اک میں بھی ترے دور میں ہوں بادہ کشوں سا | تو مجھکو نہ کر ساقی گلفام فراموش
ہو یاد تری کعبۂ رو کی نہ مجھے کیوں | کافر ہوں جو دل سے کروں اسلام فراموش
اس نرگس مخمور کا رکھتا ہوں تصور | ہے جیسے خیال گل بادام فراموش

آرام و قرار و خرد و ہوش وہی ہے
کیونکر ہو ظفر دل سے دل آرام فراموش

ہیں قمری کی طرح سرو گلستان ہے عشق | شکل پروانہ ہوں اس شمع شبستان ہے عشق
نہ تو سنبل ہے ہوس اور نہ ریحان ہے عشق | میں ہوں اس گل کی خط و کاکل پیچان ہے عشق

## ردیف شین معجمہ

بھولا نہ تجھے یہ کبھی اس یاد کو شاباش
شاباش ہمارے دل ناشاد کو شاباش

ہر روز ستم تازہ ہی ہر روز نیا ظلم
ای شوخ ستمگر تری ایجاد کو شاباش

گویائی اگر ہو وہی لب زخم جگر کو
آ نکلے اس خنجر بیداد کو شاباش

نازک ہی تو کس کام کا ناصح ہی گر دل
فولاد بنا آئینہ فولاد کو شاباش

اللہ ری کہ ہوئی آنی کو تاثیر
کہتے ہین وہ سنکر مری فریاد کو شاباش

یہ قتل کا ہی شوق کہ اڑ جای اگر سر
پیدا ہو صدا حلق سی جلاد کو شاباش

مرغ چمن قدس کو اس دام سی کیا کام
پر کھینچ ہی لایا مجھے صیاد کو شاباش

کیا طرز وفا عشق سی سیکھا ہی للہ واہ
شاباش تجھے اور تری استاد کو شاباش

مر مر کے ہوئے داخل جنت بنی آدم
پر چھوڑ نہ جانے بدر اولاد کو شاباش

آسان نہین سنگ سے سر مار کے مرنا
کیا کام کیا عشق مین فرہاد کو شاباش

ہین لاکھون خیالات مین فکر سخن اپنا
تیری ظفر اس طبع خداداد کو شاباش

---

بالش کہان ہی اور کہ ہر شوخ سنگ فرش
ہی خشت جای تکیہ ہین اور سنگ فرش

بستر پہ کیون نہ تڑپے نہ شب کو کرون سحر
بچھین ولای ہی مجھے کیا کیا ترنگ فرش

سیکھی ہے آہ کس سے شرارت یہ شمع بزم
شب کر دیے جو تو نے جلا کر پلنگ فرش

ساقی یہ سوچ کر جا در مہتاب نے کیا
کیا چاندنی کا چرخ پہ یہ بدرنگ فرش

کب بزم انبساط بہم یاسمین ہو سکے
ہے خیمۂ کبھو دجو حزن کہن کے پاس

اے دل کیا ہے خضر نے یہ چارہ برگ دز
تحریر خط سبز نہیں لب دقن کی پاس

پھولے نہ پیرہن میں سمائینگے نسل گل
بوئیں گے گراب کی اس بت گل پیرہن کے پاس

اپنا تو بعد مرگ بھی ہے عالم جنون
سوزن کا کام کیا مری چاک کفن کے پاس

تحریر نے مسی کی وہ دندان میں جو آشنا
کیا طرفہ نیلوفر ہے کھلا یاسمن کے پاس

دیکھیے اگر تیری قد دلجو کو باغ مین
قمری دبکے آنکے سرو چمن کے پاس

ہیبت سے ہو دو نیم وہ ہی سینہ جرس
آئے کبھو جو میرے دل نعرہ زن کے پاس

اس بحر مین اک اور غزل پڑھیے اے ظفر
رکھتا ہے کون دل سے یہ موتی سخن کے پاس

زلف آگئی صبا سے جو خال دہن کے پاس
مار سیاہ کھیلے ہے کیا اپنے من کے پاس

دل مین بیان ہے حسرت نظارۂ چمن
صیاد رکھ قفس کو ہماری چمن کے پاس

ابرو کے پاس تل نہین کاجل کا ہے بنا
یہ حلقہ سپر ہے بت تیغ زن کے پاس

کل وہ گلے جو عاشق بیمار کے لگا
اسکی تپش کی گرمی جو پہونچی بدن کے پاس

بولا کہ مجھکو تاب نہین اب یہ حال ہے
شب جیسے شمع جلتی ہے شمع لگن کے پاس

گر حادثات دہر سے غم ہے تو اے ظفر
کر جا کے التجا شہ خیبر شکن کے پاس

اے ابر شتاب آنہ گھٹا جی کو تو اسکے
گر زلف سے صد نالۂ دل مضطر طاؤس

جو داغ بدل ہے وہ ہے سلطان محبت
رہتا سر طاؤس پہ ہے افسر طاؤس

داغوں سے ظفر کیونکہ نہ ہر پر یہ ہو بہترین
صیاد جفا پیشہ یہ محضر پر طاؤس

بونچھکر اشک وہ کہتے رہے ہر بار کہ بس
ہمنے پر باندھ دیا رونیکا یہ تار کہ بس

## مطلع ثانی

ہم ہوئی شب کو یہ نالاں بسکہ بیزار کہ بس
کھولکر غرفہ لگے کہنے وہ ناچار کہ بس

خوف آتا ہے تری جعد میں ہوف کو تیکہ
کیا نکالے ہے زبان اپنی سیہ مار کہ بس

جان و دل تاب و توان ہوش خرد صبر و قرار
لیگئے اور بھی کچھ ہے تمھیں درکار کہ بس

دیکھتا ہی نہیں تصویر کو جا یوسف کی
اسکے ہی حسن کا البتہ یہ بندار کہ بس

انا تھا بانی میں جو کل ٹوٹ گیا ہار انکا
اسقدر میری گلے سے وہ ہے ہوار کہ بس

ہو گیا سینہ مشبک ترے تیروں سے تمام
کہ تری مرضی ہے کیا اور بھی ہے یار کہ بس

جام و مینا و سبو کیا ہے جو چھلکائینگے
ساقیا منہ سے نہیں کہنے کے میخوار کہ بس

اے ظفر دل ہو نہ کس طرح سے مضطر بے طرح
آج اسطرح کا دیکھا ہے طرحدار کہ بس

جا ہے سب جا ہے پر اک بان وہ آئی افسوس
واقعی سچ ہے کہ یہ جا ہے سرا افسوس

چشم کے گرد نہین حلقۂ مژگان اسکی | آئے ہین لوگ عیادت کو بیمار کے پاس

دیکھ اے ابر بہاری تو نہ کر ہمچشمی | لعل و گوہر ہین مری دیدۂ خونبار کے پاس

بتلا گل پہ جو بھنورا ہو تو کچھ دور نہین | دیکھو ہے داغ جگر سینۂ دل زار کے پاس

منکشف کیون نہو آزار محبت تجھپر | قبر عاشق کی ہے ظالم تری دیوار کے پاس

حلقۂ زلف اس ابرو کے ہو کیونکہ قریب | رکھنی قاتل کو سپر چاہیے تلوار کے پاس

سوزش عشق مین دل کیون نہو بیتاب ظفر
جا لے دیتا نہین کوئی مجھے اس یار کے پاس

آبلہ پیدا ہوا داغ دل مضطر کے پاس | چاہیے تھا واقعی شیشہ بھی پیمانے کے پاس

## مطلع ثانی

زلف آشفتہ نہین خال رخ دلبر کے پاس | شاخ سنبل باغ مین طرفہ ہے نیلوفر کے پاس

جیسے دل کے متصل رکھتا ہو ہمین تصویر یار | اور ہی صورت کا جلوہ ہے خدا کے گھر کے پاس

دل عبث ہمنے دیا ہے اے بت کافر تجھے | لعل کی کیا قدر ہو جب تجھسی ہو پتھر کے پاس

مین تو سایہ سے بھی سکے مانگتا ہون الحذر | ہو جو دیوانہ سو جاوے اس پری پیکر کے پاس

ابر کی کیفیتین خالی ہمین بھاتی نہین | بادۂ گلگون ہے شیشہ رکھدے ساقی [illegible] کے پاس

زلف کے کشتہ کا تیری ہے جہان مین فغان | جا نہین سکتا کبھی کالا بھی [illegible] در کے پاس

آفرین تجھکو ظفر ہو کیون نہ شاگرد نصیب | اس غزل کو جا کے پڑھو ہر ایک [illegible] کے پاس

بے تیزی ہی یہان تک کہ زمانے مین ظفر
نہ وہ تعظیم سی شئی ہی نہ وہ آداب سی چیز

## ردیف سین مہملہ

دل مرا لیکے گیا آپکے دا بس اجی بس
حوصلہ دیکھ لیا آپکا بس بس اجی بس

ہمکو رخصت ہو کہ بس آپکی صحبت کے نیک
رات دن رہنے لگے سب کے نا کس اجی بس

ہو چکا سیر طبیبون سی مریض غم ہجر
جاؤ کیا دیکھتے ہو گرمی ملمس اجی بس

ضعف سے بیٹھ گیا جون روش نقش قدم
اٹھ گیا آپکے کوچہ سے وہ بیکس اجی بس

ناصحو کیجیے یہ پند و نصیحت قوف
بس مین دل اور کی ہی منہ سے نہین بس اجی بس

کیون مقابل ہوی تھی حضرت دل عشق کے تم
ہو چکا آپکا اتنے ہی اتنے ہی مہین نامرکس اجی بس

ہم بھی کہتی ہین یا بان منہ کو سنبھالو اپنی
گالیان دیجیے اک بوسہ دہن سے اجی بس

یہ جو جومت حضرت ناصح مرا آگرا طول
سنکے مغموم ہو خاطر اقدس اجی بس

تار و دنیکا جو باندھا تو نہ توڑا ہمنے
ہمسے ہر چند وہ کہتے رہے ہمنس اجی بس

خاک اسپہ کی ہی اپنی تن عریان کا لباس
ہمد ہو جایے کیا مخمل و اطلس اجی بس

یہ نتیجہ یار کے باندھو گے مضامین کب تک
ای ظفر سن چکے ہم بند مخمس اجی بس

نرگانسی کسکی چبھو گئی نشتر جگرمے پاس
روزن جو سیکڑون ہین برابر جگر کے پاس

عدم سے بھی وہ خیال کمر ہے دور دراز
کہان ہے نالے کی طاقت کہ دم کو سیر نہ ہو دور دراز
بہون تک مری آتا سفر ہے دور دراز
خرام یار کے نزدیک ہے بہت نزدیک
وگرنہ فتنۂ محشر ظفر ہے دور دراز

ہزار دل کو یہیں جانے ذرا سے بھی کیا دل کو دور دراز
عزیز وراہ عدم میں کہین ہو اس کا نام منزل دور دراز
کہ ہو تو کی جاتے نہیں تا جانے تا گرد نکو ہے دور دراز
الہی منزل رشک قمر ہے دور دراز

| | |
|---|---|
| دوڑے صیاد تی ہین رنگ و یہ جال کے سبز | نہ خط کب ہین دلا گرد یہ اس گال کے سبز |
| پھول بینے کی ہین اس تیغ تہنال کے سبز | جم گیا گوشۂ ابرو پہ نہین کچھ وسمہ |
| واہ کیا تحریر کھینچی ماس ہے کیا لال کے سبز | کیون پسند آئی نشیمن نہ ہین قوس و قزح |
| ہو گیا عکس سے طوطی کے پر و بال کے سبز | تیرے عارض پہ خط سبز ہے یا آئینہ |
| رنگ ہو جائے ہیں سنتے ہی احوال کے سبز | تیرے بیمار کا کیا چارہ کرے کوئی طبیب |
| پھر ہوا دشت جنون بعد کئی سال کے سبز | باندھی مدت میں جھڑی دیکھی مجنون نے تر |

اس زمین میں کوئی پڑھے اور غزل بھی رنگین
ہو سخن کس کا ظفر آگے ترے خال کے سبز

| | |
|---|---|
| جس طرح سنگ فسان کرتا ہے تلوار کو تیز | سنگ سرمہ نے کیا یون نگہ یار کو تیز |
| تو کرے باد صبا خار سے ہر خار کو تیز | پا برہنہ ترا وحشی جو سر دشت آئے |
| بلبلیں کیون نہ کرین نشتر منقار کو تیز | گل اسے دیکھ کے دیوانہ ہوا ہے قصدا |
| پھر کیا توسن وحشت کی جو رفتار کو تیز | نوک سبزہ کی نہین کچھ سر مہمیز سے کم |
| کر دوا دے تجھے نہ اس طرح کی بیمار کو تیز | نگہ یار غضبناک دوا دل کی نہو |
| کر دیا عشق نے یہ جنس کے بازار کو تیز | قیمت نیم نگہ دیتے ہین عاشق دو جہان |

اے ظفر دیکھنے کیا ہو کہ وہ سفاک جہان
آج پھر دیکھتا ہے اپنے گرفتار کو تیز

دیگر

جی بسکہ کیا خاک جلا کر دل بیتاب سی چیز
کشتہ ہو سکتا نہیں اکسیر ہے سیماب سی چیز

جلد اول دیوان ظفر

خواب میں اسکی جو لین رخ کی بلائیں ہنوز
منفعل کیوں ہو تقصیر پر اپنے قاتل
تکمۂ یاقوت کا ہی اسکے گریبان میں کہاں
جلوہ گر ماہ نہیں واہ ری افعی فلک
کون کہتا ہی معلق ہے یہ سقف گردون
وہ ترا طالب دیدار ہی اے صید فگن
کون وحشت نے وہ ہی قص کہان زندانیں

پیچ کھاتی ہی بری زلف گرہ گیر ہنوز
شمع کے پانو نہ پر رکھے ہی گلگیر ہنوز
قطرۂ خون ہی کسیکا یہ گلو گیر ہنوز
منہ سے رکھتا ہی لگائی قدح شیر ہنوز
کہکشان کا ہی لگا اسمین تو شہتیر ہنوز
وار سے کیوں نہ بھلا دیدۂ نخچیر ہنوز
صورت چشم سراپا ہے ہو زنجیر ہنوز

غیر تقدیر نہیں ہونے کا وصل دلدار
اے ظفر تو ہے عبث در پئے تدبیر ہنوز

ہوا غم سے دل ناکام لبریز
میں وہ مے نوش ہوں پی جاؤں گر بہم
تری ہاتھوں سے جام بادۂ عیش
حنائی کیوں نہو دست صیاد

مے غم سے رہا یہ جام لبریز
سبوی چرخ مینا فام لبریز
رہا کب گردش ایام لبریز
کہ خون صید سے ہی دام لبریز

ظفر اشکوں سے اپنا کاسۂ چشم
ہے ہے صبح سے تا شام لبریز

گر خوشی اس دل مغموم سی چاہی تو ستیز
وصل میں پھر تو ست کیجو الٰہی آمیز

مارے پتھر مری تربت پہ ظفر یہ اُسنے
کہ گیا صدمے سے تعویذ سرِ تربت جھڑ

دل مرا اڑا دلِ عشق نہ کس رنگ مروڑ
پنجہ رستم کا بھی ہو دیو دمِ جنگ مروڑ

ذبح کرتا ہے تو کر لیکے چھری ای صیاد
لیک مت گردنِ مرغانِ خوش آہنگ مروڑ

شکنِ زلف کے مانند تری اے نوخط
لکھ سکے کب قلمِ مانی ارژنگ مروڑ

روکش اُسکے گلِ رخسار سے یہ ہوتا ہے
دے صبا کیونکہ نہ گوش گلِ خوشرنگ مروڑ

ایک دریا ہے اشکوں سے بچوڑ کے جسدم
دامن ترکو ترا عاشق ہے لے ننگ مروڑ

ہاتھ پکڑون جو تصور سے بھی تو وہ کہوے
تو مری ہاتھ کو اتنا بھی نہ بے ڈھنگ مروڑ

ہمنے جون طفل دبستانِ محبت مین ظفر
پھینکا آخر ورقِ دانش و فرہنگ مروڑ

## ردیف زاء معجمہ

بشر کو کیون نہو درپیش یان نشیب و فراز
کہ دم کے ساتھ ہی ہر دم یہان نشیب و فراز

فلک عروج و تنزل سے اک زمانے کو
دکھائے گردشِ نردبان نشیب و فراز

کیے ہی جاتا ہے راہِ فنا کو طے ہر دم
سمجھتی کچھ نہین عمرِ روان نشیب و فراز

حضیض اوج مین سیارہین ستارے بھی
دکھاتا کسکو نہین آسمان نشیب و فراز

کہون نجوگے کو کیا خاک مین ملا بان گرد
کہ میری طرح سے دیکھے کہان نشیب و فراز

اے ظفر جامۂ گل پر نہ کرے ناز کبھی
دیکھے رنگین اگر اس شوخ کی پوشاک بہار

مژہ ہی خنجر ابروی دلبر کے تلے خنجر
بنا یا صانع قدرت نے خنجر کے تلے خنجر

نگہ پھیرے اگر اپنی جو صیاد جفا پیشہ
تو پھر جائے نگاہ صید مضطر کے تلے خنجر

وہ تیری سخت جانی دیکھکر جھنجلا گیا ایسا
کہ توڑا سنگدل نے رکھ کے پتھر کے تلے خنجر

ہمارا خون نہیں ایسا کہ چھپ جاوے اے قاتل
چھپائے تو اگر دامان محشر کے تلے خنجر

اگر بھی کھولکر مرو سیاہی اسطرح سووے
بغل میں ہو اگر تلوار تو سر کے تلے خنجر

قلق سے ہجر کی شب کاٹتے ہی الون گلا اپنا
اگر معلوم ہو رکھا ہو بستر کے تلے خنجر

نظر اس مہروش کی دیکھیے کس کس کی گردن پر
ظفر ہر روز پھیرے چرخ اخضر کے تلے خنجر

ہر آشنا سے ایسا ہی اب آشنا کا طور
دو دن میں جیسے بگڑے ہے رنگ حنا کا طور

تیرے مریض عشق کی ہو کیا شفا کا طور
نے کچھ دوا کا ڈھنگ ہے کچھ دعا کا طور

ہو وینگے فتنے کتنے ہی پیدا جہان میں
اگر ہے یہی تری نگہ فتنہ زا کا طور

مانند موج ہم ادھر آئے ادھر گئے
کس طور سے ہو ہجر فنا میں بقا کا طور

رکھتا ہے تیرے زیر قدم ہر قدم پہ چشم
سیکھا ہے خاکپا نے تری نقش پا کا طور

واعظ جو اس پر بکیں ہے وہ حور میں کہاں
شوخی کی طرز ناز کا شیوہ ادا کا طور

## دیگر

پھیرے چوٹی کو جو اس بیدادگر کی پشت پر
کیون لگین کوڑے نہ اس آشفتہ سر کی پشت پر

بستر گل پر جو وہ سویا تو پھولون کے نشان
نازکی سے پڑ گئے اُس سیمبر کی پشت پر

ماہ کے پیچھے نہ دیکھا تھا کبھی ابر سیاہ
پر چیر کو دیکھا اس رشک قمر کی پشت پر

ناتوان ہون مجکو یارو اس گلی مین لے چلو
تم بٹھا کر توسن باد صبا کی پشت پر

مال احمق کے لیے گر ہو سوا یہ چاہیے
اور بھی لادا زیادہ بوجھ خر کی پشت پر

پیچھے آنسو کے نہین لخت جگر اک راہرو
ہے روان گٹھری لیے رخت سفر کی پشت پر

کھل گیا جوڑا جو بالون کا تو بل بے نازکی
پہونچا اک صدمہ ظفر اس مو کمر کی پشت پر

جاک کرتے ہین حریفون کے ٹبیرون کا جگر | تیر جو کرتے ہین یہ خنجر منقار ٹبیر
مجھکو عشق ہے اسلیے کہ کھلاؤن انکو | کھائین گردانہ کی جا گوہر شہسوار ٹبیر
پتلیان پلکین ہون اور چشم ہے جون کابک | گر رہین آنکھو نمین یہ مرغ نظردار ٹبیر
ہے اس کھیل مین دل صید یون کے منہ ایسے | دام صیاد مین ہون جیسے گرفتار ٹبیر
اتفاقاً کوئی گر انسے گھٹ بھی جاوے | بیمزہ دین جو لڑا میرے طرفدار ٹبیر
کہدو صیدی ہے کہ تو خوش نہو گیا ہوتا ہے | ہاتھ اندھی کے اگر آگئی اکبار ٹبیر
انھین کیا کیف کی حاجت جو ہر کیف مین ہے | چشم خوبان کیطرح کیفی و سرشار ٹبیر
نسرطار بھی انھین دیکھکے کہتا ہے کاش | دیوے مجکو بھی ہمیشہ خالق دادار ٹبیر

بات مردون کی ظفر ایک ہے کب سنتے ہین
آدھا تیتر کہین آدھا کہین گر یار ٹبیر

بن تیرے لے رشک گل رشک بہار | نوک سبزہ چشم مین ہے نوک خار
داغ بر دل ہون مین سوز ہجر سے | کیا خوش آئے مجکو سیر لالہ زار
ہون گرفتہ دل برنگ غنچہ مین | ہے روش گل کے جگر میر انگار
اب تھین ہر مثل موج آب جو | ہاتھ مین میرے عنان اختیار
مین ہون آوارہ برنگ بوئے گل | ایکجا ہرگز نہین مجکو قرار
ہوتا اس گل کو نہین مطلق اثر | مثل بلبل کر چکا نالہ ہزار

وفور اشکون کا ہو ہمارے نکلتے نالون مین ہین شرارے
نہ کیونکر ہون عشق پر نچھاور زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

پھپولے پائو نمین ہین نمایان تو سر پہ داغ جنون فروزان
نہ دیکھین دیوانے تیرے کیونکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

ذرا جبین عرق فشان پر تو اپنی افشان نہ کھاوے چنکر
کہ تا نظر آئین ماہ پیکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

نہ سبزہ گل پہ جوش شبنم نہ چمکے جگنو ہوا پہ ہر دم
نظر سب آتے تھے مجھکو یکسر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

اُدھر تو فوارے چھٹتے ہین وہان اُدھر ہین اشجار پر چراغان
ہُئی ہے سیر اک چمن کے اندر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

زمین نہایت ہی تھی یہ مشکل ظفر ہے اُستاد پردہ کامل
غرض دکھائی دیئے بٹھا کر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

| | |
|---|---|
| بجز انگور کب راضی ہون ہم جنت کو جانے پر | رکھے ہی مرغ روح میکشان تک آب دانے پر |
| [illegible] بار کوہ غم اٹھانے پر | پٹکتا تھا یہ سر شیرین کو سنگ آستانے پر |
| ترا گھر میرا کاشانہ تھا اب ہے غیر کا مسکن | التسلط زاغ نے پایا ہما کے آشیانے پر |
| اثر دیکھا ترا اے گریہ دہ بیداد کہتا ہی | اکہ مجکو آگ لگتی ہے ترے آنسو بہانے پر |

کہان ہے مگر اپنے خون سے فرہاد — کیا ہے دامن کہسار کو منقش کر
نہین ضرور ہے قالین کہ نقش پا سے تو — زمین کلبۂ غمخوار کو منقش کر
برنگ بیضۂ نوروز عکس جھکون کا — رکھے ہے گوہر شہوار کو منقش کر
وہ پہنین بر مین دلا گر لباس گلکاری — تو داغ کھاکے تن زار کو منقش کر
جبین پہ غیرت گلشن تو اپنے جون افشان — باآب زر خط گلزار کو منقش کر

کسی کو بھیجنے ہون گر ظفر یہ چھ چھلے
تو دو کو سادہ بنا چار کو منقش کر

کھا ہے بخیہ مین نہ کیون عقل رفوگر جگر — چاک دل دیکھ رفو بھی ہے رفو در جگر
عارض و خال سے ہو اسکی نہ روکش ہرگز — کھائے گر تا بقیامت مہ و اختر جگر
اثر طالع گردش سے مرے اے ساقی — کھائے گرداب صفت بزم مین ساغر جگر
چرخ فانوس خیالی ہے کہ جسمین شب و روز — مثل تصویر ہر اک کھائے ہے اکثر جگر
گردش بخت سے دون کوہ کو مین چکر یون — جسطرح کھاتا فلاخن مین ہے پتھر جگر
غمزہ و ناز و ادا اور نگہ گردش چشم — تیر و شمشیر ہے اور نیزہ و خنجر جگر
دیکھ کر وہ مجھے آوارہ لگے فرمانے — تیرے پانون مین ہے یکدست مقرر جگر
نہ دیا مجکو فلک نے بس مردن بھی قرار — خاک کو روز بگولے مین ہے یکسر جگر
آسیا کیطرح اب غور سے گر دیکھ ظفر — کھاتی گردش سے زمانے کے ہے پتھر جگر

خدنگ دنبالہ کھایا لیکن نہ لایا شکوہ کبھی زبان پر

کہ بوسہ اُس چشم سرمہ سا کا ہی زہر گویا مری زبان پر

اگر کے باتون مین اُنکو لائین جو حرف مطلب کا کچھ زبان پر

تو ایسی کہدین تُھکا نا جس کا لگے زمین پر نہ آسمان پر

تپ محبت مین سرو قد یہ کہان ہے خشکی مری زبان پر

کہ شکل سوہان پڑ گئے ہین ہزارون کانٹے مری زبان پر

اُٹھائے سوز خم ہر نمط ہین یہ خون کے دعوے کونی غلط ہین

کہ مثل قط گیر خط یہ خط ہین ہنوز باقی ہر استخوان پر

نہ یہی خار خار غم کا رہا تو مرقد پہ میرے سبزہ

یقین ہے مانند برگ خرما اوگے گا نشتر کسی زبان پر

کہا یہ سو بار دل کو رو کر حریف مت ترک چشم کو کر

پر آخر ش ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بہا ہے مژگان کے ہر سنان پر

وہ چشم و ابرو تمہارے زیبا کہ قاب قوسین ٹھہرے اولی

یہ خال پیشانی کیون تمہارا نہ فوق لیجائے فرقدان پر

ہمارے سر پر سبوے ہامون سکے سے داغ جنون کہ چمکون

چراغ وحشت سراہی مجنون کرون مین دشمن چراغ دان پر

| | |
|---|---|
| دیکھنا اُسکے ذرا توسن چالاک کے طور | پھرتا ہے خاک لحد پر مری وہ خاک کے طور |
| کرے ہچھی اگر اُس سے تو شیخی جھڑ جاے | رو سکے ابر کب اُس دیدۂ نمناک کے طور |
| سر بسر زلف بتان سے ہے سدا اپنا اسیر | شانہ سان کیون نہوا پنے دل صد چاک کے طور |
| سر بسر صید دل اپنا ہو نہ کیون وابستہ | حلقۂ زلف وہ ہے حلقۂ فتراک کے طور |

دمبدم تیغ بکف ہوتا ہے مجھ وہ ظفر
کچھ نظر آتے ہین بیڈھب بت سفاک کے طور

| | |
|---|---|
| تیرے دیوانے کو مارے ہین یہ رو رو کے پتھر | کوہ چھٹ نام کو لڑکون نے نہ چھوڑے پتھر |
| عشق وہ سنگ گران ہی کہ کسی سے نہ اُٹھا | کیونکہ بھاری نہو ایک ایک جو ہم کے چھوڑے پتھر |
| ہاتھ چھاتی پہ جو ہین مین نے لگایا تو کہا | سخت کیا ہاتھ مین تیرے یہ نگوڑے پتھر |
| کوہکن تو نہ ہوا باندھ کہ ہینے بھی یہان | سر سے مارے ہین دیوار کے کیون توڑے پتھر |

سنگ لاخ ایسی غزل تونے یہ لکھی ہے ظفر
سنکے ہو جائین جسے طبع کے گھوڑے پتھر

| | |
|---|---|
| ہیو جو نہین کچھ مری تقدیر گلوگیر | اس چشم کے سرمے کی ہو تحریر گلوگیر |
| قاتل سے کرون کیا دم تکبیر سخن مین | ہی جوہر شمشیر کے زنجیر گلوگیر |
| یہ تکمۂ یاقوت نہین تیرے گلے مین | ہے قطرۂ خون دل دلگیر گلوگیر |
| شب بستر کمخواب یہ آیا مجھے کم خواب | تیری جو رہی خواب مین تصویر گلوگیر |

کون اس پہ ہی مائل ہے تابان سمجھکر
دیکھون ہون تیرے رخ کو مین قرآن سمجھکر

آیا ہو لب بام پہ وہ صبح نکلنا
تو چرخ پہ ملے مہر درخشان سمجھکر

افسوس کہ لگتا نہین وہ سینہ سے میرے
اس دل کو مرے آتش سوزان سمجھکر

کرتے ہین سلام آنکے ہر صبح ادب سی
خوبان تجھے سب خسرو خوبان سمجھکر ق

اور بلکہ جھکاتے ہین سر عجز مہ و مہر
صد چند تری آپ سے اب شان سمجھکر

لایا ہون تری نذر کو لخت جگر و اشک
رکھ دست خرہ پر دُر و مرجان سمجھکر

گلشن مین مرے غیرت گلزار کے آگے
ہنسنا تو ذرا اے گل خندان سمجھکر

اور تجھ سے یہ کہتا ہون کہ آنکھین تو لڑانا
اس چشم سے اے نرگس حیران سمجھکر

کرے نہ ظفر لال بیان منہ کو کسی کے
کھا ہاتھ سے غیرون کے تو اب پان سمجھکر

کھینچ مت صید فگن تو دل نخچیر سے تیر
اس نے کھایا ہے کمان کا تری تقدیر سے تیر

قتل عشاق کو ہے جنبش مژگان کافی
کیون لگے رکھنے میان ہاتھ مین شمشیر سے تیر

اے کمانداز مین ہاتھ کے تیرے ہون قربان
جا لڑا شہپر مرغان ہوا گیر سے تیر

آہ کیون کر دل حیران سے ہمارے نکلے
چھوٹتا بھی ہے کہین بازوے تصویر سے تیر

واہ اے جذب محبت کہ مرے سینے سے
کھینچ سکا آہ نہ ہرگز کسی تدبیر سے تیر

مجھے سمجھون گا قیامت کو بت کافر کیش
تو نے مارا ہے مجھے کون سی تقصیر سے تیر

ظفر آگے مرے سرسبز ہووے کسطرح کوئی
کرے سے ظفر ہر مصرع مرا اب سرو موزون پر

فرہاد مرگیا پر نہین مہر سر سنگ پر
شیرین کی کندہ کرتی تھی تصویر سنگ پر

زانو پہ تیرے غیر کا سر ہو تو کیون نہ پھر
پٹکے سر اپنا عاشق دلگیر سنگ پر

مٹتا نہین کسیکے مٹائے سے اب یہ آہ
شاید کہ ہے نوشتہ تقدیر سنگ پر

رگہائے سنگ ہون خط مسطر اگر کرین
احوال کوہکن کبھی تحریر سنگ پر

یہ دل تو کیا ہے سنگ مین روزن ہوائے ظفر
مژگان لگائے اُسکی اگر تیر سنگ پر

کب اشک چشم کی ہے لخت دل کو پیاس پانی [illegible]
نہین ہے صاحب کشتی کو کچھ وسواس پانی پر

لب دریا پہ کشتی میکشی کی ہو کر اے ساقی
بنا ہر یک حباب بھر جو گیلاس پانی پر

حباب آسا جو تو بو بھرے ہے ہر دم [illegible]
اگر کچھ بھی دم آیا ہے تجھکو راس پانی پر

دل صد چاک میرا آنسوؤن سے یون [illegible]
کہ جون ہوتا ہے پژمردہ گل قرطاس پانی پر

نہین گر صورت اخلاص اس سے تو پلاوے تو
ظفر پڑھ کر قل اعوذ برب الناس پانی پر

کرون مین گریہ اگر اپنی ناتوانی پر
فلک مین یہ ہو یون جون حباب پانی پر

مطلع ثانی

دیگر

دلا شب مین کہان اختر سفیدی ہے سیاہی پر
عجب عالم سے بالا تر سفیدی ہے سیاہی پر
نہین ہین قطرۂ شبنم گل سوسن پہ [illegible]
چمن مین دیکھ [illegible] سفیدی ہے سیاہی پر

[illegible]

دیگر

[illegible]

حنا سے تو دکھا دے اپنی آب و تاب ناخن پر
کہ ہوں صدقے ترے برگ گل شاداب ناخن پر

سر ابرو گلال اُسنے ملا ہے کب یہ ہوتی ہیں
لگا خون شہید کے ہوئے دل بیتاب ناخن پر

نزاکت سے تری پیارے مزاجی وہم کرتا ہے
خدا کے واسطے رکھ کر قلم مت داب ناخن پر

قسم ہے اسکو میرے نام لینے کی جو پوچھے تو
دکھا دیتا ہے لکھ کر وہ مرا القاب ناخن پر

شب آنسو کسکے پونچھے نقطۂ شنگرف آسا جو
پڑا ہے تیرا ظالم قطرۂ خون ناب ناخن پر

مرے تار رگ جان سے صدائے درد نکلے
چڑھاتا ہے جو وہ مطرب پسر مضراب ناخن پر

زمانہ رفتہ رفتہ اسطرح سے رنگ بدلے ہے
کہ جیوں ہو جاتی ہے رنگ حنا نایاب ناخن پر

ہلال عید کہتا ہے جسے عالم وہ صدقے ہو
تراشیدہ ترے اے غیرت مہتاب ناخن پر

ظفر کیا سوچ تبدیل قوافیٔ غزل کا ہے
جو نکتہ سے ہے تو کھا کھا کے پیچ و تاب ناخن پر

ٹھو کاٹے ہے یوں رکھ دل کو وہ چھرا ناخن کی
دکھاتے ہیں درم کو دھر کے جوں صراف ناخن کی

کہاں رنگ حنا ہے خوب میں نے غور ہو کیا
نگاہ ڈولی عاشق تیرے بے انصاف ناخن کی

دکھائی سیر کوہ قاف ہمکو پری وش نے
عجب کی حاضرات اک اُسنے لکھ کر قاف ناخن کی

خجالت کش ہو کسی دل ہر دلکہ چشم بتاں میں جو
لگے نقطہ سیاہی کا جو اس سفاک ناخن کی

ظفر گر برگ گل کو توڑے وہ نازک بدن میرا
نزاکت سے اثر کرتی ہے زنگ صاف ناخن کی

دیگر

[illegible]

[illegible]

بوسۂ خاکِ لبِ شیرین ترا دل نے لیا | جیتی تھی کس طرح سے اُسنے کمائی دیکھکر

اے ظفرؔ ہے شرم سے دیکھا رخِ خورشید زرد
یار کے بازو پہ تعویذ طلائی دیکھکر

کیا لچکنے مین ہے نازک شاخِ سنبل سے کمر | بلکہ ہے باریک تیری موئے نازک سے کمر
تونے کیون دورے سے پٹی باندھی اے صیاد | باندھی بلبل کی تھی تارِ رگِ گل سے کمر
اسکی چھاتی سے لگائے اُسکے جو سینہ کو ہم | دیکھنے دیتا نہو جب وہ کسی چھل سے کمر
جی مین ہے اس ابر سے پھر میکشی پر باندھئے | تیری اے مینا ہوئے آوازِ قلقل سے کمر
کیون نہ اسمین سے روان دریائے اشک ضعف ہو | جبکہ ہو ہمشکل محرابِ درِ پل سے کمر
بیگنہ ہون طوق مت پہنا کہ ٹوٹے گی میان | ساتھ ہی گردن کے بارِ حلقۂ کاکل سے کمر
روز و شب جون مہر و مہ پھرتے ہین بہر قرص نان | اہلِ دنیا کھول بیٹھے کب تحمل سے کمر
یکقلم نقشہ اُتارا اس رشکِ گل کا کھینچیو | اے مصور خامۂ منقارِ بُلبل سے کمر
کیا کمر باندھے امیدِ وصل پر عاشق ترا | کٹ گئی اُسکی تو ابِ تیغِ تغافل سے کمر
کیون نہ اپنی زندگی کو ہیچ وہ سمجھے میان | جسکے ہاتھ آوے نہ وہ فکر و تامل سے کمر

چاہیے کنجِ قناعت مین توکل اے ظفرؔ
باندھنی سیکھے کوئی اہلِ توکل سے کمر

پیے اگر تو جو آب شراب کا ساغر | نکالے موج سے دریا حباب کا ساغر

ہر دم خدنگ آہ سے ہم اپنی اے ظفر
کرتے ہیں چرخ پر حمل و ثور کا شکار

جو عرش سے ہے فرش تلک سب اسی میں ہے
کیا کیا نہیں ہے اسمیں کہ سب کچھ اسی میں ہے
دل اپنا پہلے زنگ کدورت سے صاف کر
پھر تو بغور دیکھ کہ اس آرسی میں ہے
پیدا نگاہ کر کہ تجلی حسن یار
شعلہ سے طور کے نہیں کم روشنی میں ہے
کیوں کعبہ و کنشت میں سر مارتا ہے تو
تو جسکو ڈھونڈھتا ہے چھپا وہ تجھی میں ہے
جوش بہار حسن سے کس گل کی اے صبا
مصروف اس قدر جو گریبان دری میں ہے
ہے دور جام و صحبت یاران زندہ دل
کچھ ہے اگر مزا تو یہی زندگی میں ہے
ہے خود پرست پوچھنا کیا ہے خدا کی راہ
گم کردہ راہ آپ تو اپنی خودی میں ہے

دیکھ آنکھ کھول کر
ہر جا ہے یہ نظر
مانند آئینہ
کیا حسن جلوہ گر
سب جا ہے آشکار
ہر رنگ کا شرر
سرگرم جستجو
پر تو ہے بےخبر
ہے یہ جنون کا جوش
ہر غنچہ ہر سحر
کیفیت حباب
باقی ہے درد سر
ہے وہ بہت قریب
اس سے ہے دور تر

دیگر

سخت جانی کو مری دیکھے اگر تیر قضا | تو کہے بھاگیے اس تودۂ طوفان ہو دور
طائر سدرہ نشین گرچہ ہو گرم پرواز | پہنچی جانسکے حضرت انسان سے دور
منہ پہ چڑھنا نہیں شمشیر ستم کی آسان | بوالہوس بھاگے نہ کیون عشق کے میدان سے دور

میرے نزدیک نہین ہو کہ ظفر کافر عشق
اس سے ایمان ہے دور اور وہ ایمان سے دور

گردش چرخ سے ہے سبکو زمین پر چکر | اک نیا روز یہ لاتا ہے ستمگر چکر
دل کو یون زلف کے حلقے مین ہے اک فکر چکر | جیسے گرداب مین کہاتا ہے شناور چکر
ٹھہرنے دے ہے کسے چین سے یہ گردش چرخ | آسیا سنگ سدا کہائے ہے پتھر چکر
تیر مژگان سے اگر بچ بھی گیا دل تو وہین | گردش چشم نے مارا تری کافر چکر
رفعت جاہ پہ بھی گردش طالع نہ گئی | کہاتے ہین دیکھو فلک پر مہ و اختر چکر
ہرزہ گردی کو مری دیکھ کے کہتا ہے وہ شوخ | ہے ترے پانون مین دیوانے مقرر چکر
سمجھ اسکو بگولا یہ کوئی سرگردان | کہا رہا دشت مین ہے خاک بھی ہو کر چکر
شعلہ خوئی پہ تیری ہووے بلا گردان برق | کہلے جون شعلۂ جوالہ سراسر چکر
ٹھہرے گر چاک گریبان پہ کوئی تار رفو | دشت وحشت سے ابھی ہووے نو در چکر
پھرتا محفل مین ہے کیا چاک یہی پھرتا تھا | ساقیا کہائے ہے اول ہی سے ساغر چکر
اشک سے دیدۂ پر آب کے خلل گرداب | اے ظفر بحر تو کیا کہائے سمندر چکر

دیگر

دیگر

وقت غفلت اور رہے ہنگام ہشیاری ہے اور
خواب کی سیر اور رہے اور سیر بیداری ہے اور

اے تجلاے صنم مین صدقے تیری شان کے
تیری شان حسن مین طرز ادا داری ہے اور

دردمندان محبت کا طبیبون سے علاج
کس طرح سے ہو سکے یارو یہ بیماری ہے اور

پھر کے کب پابند الفت کی طرح محبوس دام
وہ اسیری اور رہے اور یہ گرفتاری ہے اور

دل کو نظر دین ہی لے لینا نہ کرنا منہ
سیکھی اون آنکھون نے اب یہ مردم آزاری ہے اور

مے کدہ مین عشق کے جو لوگ ہین کافر تو ہین
لیکن اونکے کفر مین انداز دینداری ہے اور

زخم تیغ عشق کھائیے ہین کیا کیا لذتین
اور نمک پاشی بھی ہو تو پھر مزہ داری ہے اور

چار عنصر کے احاطہ مین ہی کچھ جلوہ عجب
دیر و مسجد کی الگ یہ چار دیواری ہے اور

دیکھکر تاثیر اپنے نالہ ہاے زار کی
ہمنے جانا اے ظفر یہ نالہ و زاری ہے اور

خواب مین پہونچے تھے جس کوچہ مین ہشیاری سے پھر
اسکے رستے کو نپایا ہمنے بیداری سے پھر

بند رکھنا چشم کا غافل ہی ہین مصلحت
اور اگر کھولی تو کھول آنکھین خبرداری سے پھر

اے دل نادان گرفتار محبت تو نہو
چھوٹنا ہووے گا مشکل اس گرفتاری سے پھر

دل تجھے دینا کہا تو قول سے ہم کب پھرے
تو بھی دل لیکر نہ اپنی عہد دلداری سے پھر

سر پہ اول تو اٹھایا ہمنے اپنے بار عشق
اودھ سکا لیکن نہ سر بھی اس گرانباری سے پھر

میری ہر زخم جگر کو یہ تمنا ہے کہ لون
اس لب شمشیر کے بوسے مزہ داری سے پھر

خدنگ عشق ہوا کیا جگر کو توڑ کے پار
یہ تیر وہ ہے کہ جاوے حجر کو توڑ کے پار

ہزارون روزن در بند کیجیے گا آپ
نگاہ جاویگی دیوار و در کو توڑ کے پار

اے نہ آنکھ مین تل سمجھو تم یہ روزن در
نظر کا تیر گیا ہے نظر کو توڑ کے پار

او تر سکا نہین دریاے عشق کو کوئی
چلا ہے کیسلیے فرہاد سر کو توڑ کے پار

فلک سے آہ ہماری گذر گئی اس طرح
کہ جیسے تیر کوئی ہو سپر کو توڑ کے پار

کمان ہے اوس لب نازک پہ دنگوئی نو
ہوئے ہین خاک سے گلبرگ تر کو توڑ کے پار

قلق سے تھا شب مہتاب مین یہ حال اوس بن
ظفر ہوا ہی تھا نالہ قمر کو توڑ کے پار

نہین دیر تو کچھ بڑی دو گھڑی بھر
اگر ٹھہر جاؤ گھڑی دو گھڑی بھر

ڈبو دینے کو ہے دو عالم کے کانی
مری آنسوؤن کی جھڑی دو گھڑی بھر

غم ہجر آفت سے مر ہی گیا وہ
مصیبت یہ جسپہ پڑی دو گھڑی بھر

کوئی دیکھے پل بھر تو اوس مہروش کو
نظر جیسے میری لڑی دو گھڑی بھر

جہان بیٹھے ہم تفتہ جان ان نہ ہرگز
رہے شمع سوزان گھڑی دو گھڑی بھر

ترب جسنے لعل مسی زیب دیکھے
رہا دیکھکر غش دھڑی دو گھڑی بھر

معان ہے ابھی میری ہستی مین سستی
شراب اور رکھو کڑی دو گھڑی بھر

کمان تاب وہ دست نازک ہین ظفر
کوئی پھول کی پنکھڑی دو گھڑی بھر

تھا تری تیغ تبسم مین حلاوت کا وہ جوش
بند دریا کے بندھین خاک کہ ہمین توڑدیے
جان شیرین اہل جہان گھر سے جو باہر نکلین

رہ گئے میرے لب زخم جگر بند کے بند
جوش گریہ نے تری دیدۂ تر بند کے بند
کیونکہ اس حال مین رہ جائین نہ گھر بند کے بند

پنجۂ یار کا شب بندھ جو گیا دل مین خیال
کہدیے ہمنے مخمس کے ظفر بند کے بند

چڑھ گئی گرچہ مری خاک سے افلاک پہ گرد
خاک اوڑائی جو رہ حرص مین تو اورجمی
نہ چھپی دل کی کدورت کہ غبار خط سے
سمجھے ہے وہ مرے مژگان غبار آلودہ
وہ مری گردش طالع ہے کہ جسکے آگے
دل پر آبلہ سے گر ہو مقابل تو صبا
سر بسر حرص و ہوا سے ہے مکدر عالم

نہ پڑی پر کبھی اوس ماہ کی پوشاک پہ گرد
اہل دنیا کے سوا جامۂ ناپاک پہ گرد
صاف ظاہر ہے ترے روے غضبناک پہ گرد
دیکھکر اپنی گلی مین خس و خاشاک پہ گرد
ہو گیا کاسۂ گردش زدہ بھی خاک پہ گرد
جھاڑ دے خوشۂ انگور کی بس تاک پہ گرد
اے ظفر سب کے پڑی ہی رخ ادراک پہ گرد

## ردیف ذال معجمہ

کیونکہ خسرو کو لگیں اوسکے نہ دشنام لذیذ
تشنہ لب جو کہ شہادت کے ہین انکو قاتل

جسکا شیرین ہو دلا نام خدا نام لذیذ
کیون نہ شربت سی ہون آب دم صمصام لذیذ

تو میری طرف مائل نظارہ ہو کیونکر | آئینہ ترا طالب دیدار ہے موجود
بنیاد محبت کے یہ آثار ہین دیکھو | عاشق جو تمھارا پس دیوار ہے موجود
ابرو کش مہ نو ہو خم ابرو سے جو اوسکی | کہتا ہے خبردار یہ تلوار ہے موجود
جز اشک مسلسل نہین کچھ پاس ہمارے | یہ تیرے لیئے موتیون کا ہار ہے موجود
کہتا ہے تصور مین دل اوس زلف سے کے | مین جاؤن کدھر سر پہ شب تار ہے موجود
ٹھہری کئی بار ادنسے کہ اب ہوویگے نہ تکرار | پھر دیکھو تو ہر بار یہ تکرار ہے موجود

پڑھا اور غزل کوئی بہ تبدیل قوافی
واللہ ظفر قافیہ بسیار ہے موجود

ہر رنگ مین اوس گل کی مرے شان ہے موجود | غافل تو ذرا دیکھ وہ ہر آن ہے موجود
ہر تار کے دامن سے مرے کرکے تبرک | سربستہ ہر اک خار بیابان ہے موجود
عریانی تن ہے یہ از خلعت شاہی | ہمکو یہ ترے عشق مین سامان ہے موجود
کس طرح لگا دے کوئی دامان کو ترے ہاتھ | ہوتی ہو تو اب دست و گریبان ہے موجود
لیتا ہی رہا رات ترے رخ کی بلائین | تو پوچھ لے یہ زلف پریشان ہے موجود
تم چشم حقیقت سے اگر آپ کو دیکھو | آئینہ حق مین دل انسان ہے موجود

کہتا ہے ظفر ہین یہ سخن آگے سبھون کے
جو کوئی یہان صاحب عرفان ہے موجود

چھپا گئی ہیں اوس کے ہین موتی یہ کیا طلسم | چمکا ئے آفتاب نے انجم کرن کے گرد
قوس قزح ہے اپنی کسی نوجوان کا خون | گلگون ہے جو دامن چرخ کہن کے گرد
حسرت ہے اوس اسیر قفس پر کہ جسکے پر | اوڑتے پھرے ہین بعد فنا بھی چمن کے گرد

ہوتا ہے صدقے یون ظفر اوس شعلہ خو کے دل
پروانہ جیسے پھرتا ہے شمع لگن کے گرد

ایسی آنکھو نمین سمائی رخ جاناں کی نمود | گر نظر پڑے نہ چڑھتی مہر درخشان کی نمود
ہے عجب حسن سے خط رخ جانان کی نمود | دیکھو کس صورت زیبا سے ہو قرآن کی نمود
قد رعنا کو ترے دیکھ کے اے رشک چمن | ملگئی خاک مین سب سرو گلستان کی نمود
متصل زلف کے چمکے ہے کہان وہ گوہر گوش | ہے سر شام مگر اختر تابان کی نمود
ہین شیدا اوس لب لعلین کے یون نخوت سے مگر | سنگ ریزون مین بھی ہو لعل بدخشان کی نمود
کھلکھلا کر جو ہنسے باغ مین وہ غنچہ دہن | باندھے بلبل نہ پھر اپنے گل خندان کی نمود
مرحبا دست جنون اس تری چالاکی کو | نہ رہی نام کو بھی تار گریبان کی نمود
شعلۂ آہ جگر سوز جو میرا ہو بلند | تو نہو رات کو بھی شمع شبستان کی نمود
تار اشکون کا جو مژگان سے ہم اپنے باندھین | تو بندھے دیدۂ مردم مین نہ باران کی نمود
رخ روشن کو جو زلفون سے چھپایا اوس نے | وصل کے دن بھی ہوئی اک شب ہجران کی نمود
اے ظفر خاک سے انسان کا بنا ہے پتلا | خاکساری ہی سے دنیا مین ہے انسان کی نمود

کوئی رہ سکتا زمانے میں نہیں اک طور پہ
کچھ سے کچھ کر ڈالتا ہے اے ظفر دم بھر میں چرخ

دیتا ہے جو مزا ترے لب سے کلام تلخ — رکھتی ہے کب یہ لطف مئی لعل فام تلخ
صیاد آب و دانہ کی تو پوچھتا ہے کیا — ہے اتنو زندگی بھی مجھے زیر دام تلخ
وہ تلخ کام ہوں کہ مرے وقت تشنگی — ہو جاوے آب چشمۂ شیریں تمام تلخ
کیا کیا غضب سے زہر اوگلتے ہو تم وسلے — اک حرف منہ سے کہتا نہیں یہ غلام تلخ
صفرائے رنج و غم سے ہی ترے مریض کا — منہ تلخ مطلق تلخ زبان تلخ کام تلخ
ہے شیشۂ سپہر میں زہر اب جلے سے — کیونکر نہ عیش بزم جہان تلخ کام تلخ
گو حرف پند تلخ ہے پر دل میں اے ظفر — اک روز یہ دوا ترے آئے گی کام تلخ

## ردیف دال مہملہ

قدر اے عشق رہے گی تری کیا میرے بعد — کہ تجھے کوئی نہیں پوچھنے کا میرے بعد
زخم پر دل کے گوارا ہے مجھے گو یہ نمک — کون چکھے گا محبت کا مزا میرے بعد
در جاناں سے مری خاک نہ کرنا برباد — دیکھ جانا نہ ادھر باد صبا میرے بعد
خار صحرائے جنوں یوں ہیں اگر تیز ہے — کوئی آئے گا نہیں آبلہ پا میرے بعد
میرے دم تک ہے ترا اے دل بیمار علاج — کوئی کرنے کا نہیں تیری دوا میرے بعد
وس ستمگر نے مجھے جرم وفا پہ مارا — کوئی لینے کا نہیں نام وفا میرے بعد

رو تا ہوں کسکے دستِ نگارین کی یاد مین
آنسو ہین میری چشم مین جیسے شہاب سُرخ

اے مستِ ناز دل کا مرے سوزِ عشق سے
یہ رنگ ہے کہ جیسے ہو بھنکر کباب سُرخ

ہو لعل لب سے روے کتابی کی کیون نہ زیب
شنگرف سے کتاب مین لکھتے ہین باب سُرخ

خون جوش مین ہے تیرے شہیدِ نگاہ کا زیر خاک
نکلا زمین کے پردے مین جو آفتاب سُرخ

ہے میرے اشکِ خون سے ظفر راہِ عشق مین
ہر سنگ ریزہ صورتِ لعلِ خوش آب سُرخ

ہجو مین کرتا ہے شبخون کی مری تدبیر چرخ
کہکشان سے کیون نہ کھینچے رات کو شمشیر چرخ

گردشِ چشمِ سیاہِ یار دکھلا کر مجھے
دیکھیے دیتی ہے کیا کیا گردشِ تقدیر چرخ

ایک شب گھر مین بلا دن اپنے اس ہوش کو مین
ہے ستارے مین مرے اتنی کہان تاثیر چرخ

وہ بلا حلقہ ترے دیوانے کے ہے پانو مین
کھائے ہے جسکا اثر سے حلقۂ زنجیر چرخ

اس چمن مین تیرے ہاتھون سے گلِ غنچہ کی طرح
ہے کوئی خاطر شگفتہ اور کوئی دلگیر چرخ

ہے بنائے خانۂ دنیا خرابی کے لیے
اس زمین پر کر چکا ہے کتنے گھر تعمیر چرخ

قد خمیدہ ہے مرا گو ضعف سے مثلِ کمان
پر مرے نالون سے ہے آماجگاہ تیر چرخ

چرخ فانوسِ خیالی اور رہِ حسرت زدے
نگار ہی ہین اس مین کیا کیا صورتِ تصویر چرخ

خاک ہو گردش زدون کی گر شریکِ گرد باد
اے ظفر ہوئے نیا اک زیرِ چرخ پیر چرخ

دل بیتاب سے میرے جو ہو سرزد نالہ / پارے عالم ابھی اس گنبد افلاک میں چرخ

دکھنے کیفیت چشم اپنی دکھائی اے شیخ / دختر رز کی جو کھاتا ہے پڑا تاک میں چرخ

شکل مرغ قفسی یہ دل بیتاب مرا

کیونکہ کھائے نہ ظفر سینۂ صد چاک میں چرخ

آنکھیں تری نشے میں ہیں یوں بیحجاب سرخ / جیسے شراب سرخ میں ہووے حباب سرخ

وہ رخ ہے زیر گیسوے پر پیچ و تاب سرخ / یا شام کو شفق سے ہوا آفتاب سرخ

یوں آہ سوزناک نے جھلسا دیا جگر / ہو جیسے بھن کے سیخ کے اوپر کباب سرخ

لب سرخ اور سکے روے کتابی میں دیکھنا / شنگرف سے کتاب میں جو لکھے باب سرخ

ظاہر ہے یوں گلو سے تری پیک پان کی / جوں شیشۂ بلور میں جھلکے شراب سرخ

رنگت ہے جو کہ اوس لب نازک کی ہمچو / دیکھا نہ ایسے رنگ سے ہمنے گلاب سرخ

روتا ہوں یاد پاے نگاری میں آپکے / نکلے ہے اشک آنکھ سے جیسے شہاب سرخ

منقار طوطی ایسی نہیں سرخ جیسی ہے / خار مژہ ہے میرے سبب خون ناب سرخ

کس پہ غضب کیا ہے کہ غصے سے اے ظفر

ہے آج یوں جو روے بت پر عتاب سرخ

جبکہ ہو تجھ بن مجھے خواب و خور و آرام تلخ / زندگی کیونکر نہو پھر اے بت خودکام تلخ

اس شکرلب کی زبانی لگتا ہے شیریں مجھے / ورنہ لگتا ہے ہراک انسان کو دشنام تلخ

اشارہ دار پہ ہے کھینچنے کا یہ کس کے
کہ اسنے گاڑی ہے لوہے کی اپنے گھر مین سلاخ

وہ اپنی آنکھون مین پھیرے جو میل سرمہ کی
تو کیون نہ رشک سے ہو میری چشم تر مین سلاخ

تب درون سے ہنساتا ہے مثل سیخ کباب
ہمیشہ آہ جگر شعلہ در شرر مین سلاخ

شراب تند کے پیتے ہی بن گئی ساقی
گلو سے سینے تلک میرے لحظہ بھر مین سلاخ

ظفر کے نالے سے اے سنگدل حذر کر تو
گذر ہی جاے ہے یہ کوہ کی کمر مین سلاخ

## دیگر

خاک اڑے یہ دشت کی مجنون جو تیرا کھائے چرخ
چرخ کے نیچے بگولا دوسرا بنجاے چرخ

میرا رونا دیکھکر ہر رات مجھ بن مہ لقا
اشک انجم سے نہ کیونکر چشم مین بھر لاے چرخ

سمجھایا تونے ہمکو تو سو طرح ناصحا | لیکن ہمارا دل نہین سمجھا کسی طرح
ہے طرح دام زلف بتان مین ہو دل اسیر | چھوٹے یہ اس بلا سے خدایا کسی طرح
رتے ہی رہتے ٹوٹ گیا رشتۂ حیات | پر آنسوؤنکا تار نہ ٹوٹا کسی طرح

ٹھہرا ہے اک زمانہ سے گردون اگر نہ ہے
اسکو ظفر بنائیے سیدھا کسی طرح

ساقی جو تو نہو وے بوقت شراب صبح | ہو آفتاب حشر مجھے آفتاب صبح
زلف اپنی رخ پہ دیکھ ذرا لیکے آئینہ | دریا پہ گرد دیکھا ہو تونے سحاب صبح
ہین کامیاب صبح صبوحی سے بادہ کش | راہ نماز صبح سے ہو فیضیاب صبح
یون تشنگان کو دے ہو مرا آب تیغ یار | مستی شبانہ کو جس طرح آب صبح
کیا تاب آفتاب مین ہو اتنی روشنی | جھلکے ہو حسن اور بھی زیر نقاب صبح
پیری مین گر حلاوت غفلت زیادہ ہو | یارو عجب نہ سمجھو کہ شیرین ہو خواب صبح
نور جمال کا ظفر اسکے نہ پوچھ وصف | عارض جواب مہر و جبین سے جواب صبح

## ردیف خاء معجمہ

برگ گل باغ مین ہین سرخ تو کیا خوب ہین سرخ
پر حنائی پہ ترے ناخن یا خوب ہین سرخ

سر جائیے نہ ہو جیے منت کش مسیح
اب تو یہی ہی اس ترے بیمار کی صلاح

کاکل مین دل پھنسے کہ گرفتار زلف ہو
فرمائیے جو آپ مین ہو سرکار کی صلاح

انکار وصل کیونکہ نہو تیرا مشورہ
ہی ان سے جو ندین کبھی اقرار کی صلاح

ٹھہری تھی انکے آنیکی پھر آج اسطرف
لیکن نہ ٹھہری انکے طرفدار کی صلاح

کرنے پہ کیجے پیر خرابات کے عمل
لیجے نہ زاہدان ریاکار کی صلاح

برگشتہ بخت وہ ہون کہ بیچون جو دلکو مین
پھر جاے لیتے لیتے خریدار کی صلاح

کیا ذکر اپنے منھ سے نکالین وہ ایک بات
جب تک کہ ای ظفر نہو دو چار کی صلاح

صاحب جلادت نکو دیکھا ہمنشین اچھی طرح
اُس پری رو سے کسی کی بھی نہین اچھی طرح

گر پڑھے خط بھی تو نو خط تو خطرسے غیر کے
حرف مطلب کا نہو خاطر نشین اچھی طرح

مہر دمہری کسطرح تسخو ہو اس بی مہر کا
ہو اگر تاثیر آہ آتشین اچھی طرح

چھین کر تو لیجلیے ہو گو ہر دل کو مرے
پیر نہ کھو دینا اسے رکھنا کہین اچھی طرح

بہہ گئے دریا ابھی ہمنے نچوڑے بھی نہین
پونچھ کر آنکھونکے آنسو آستین اچھی طرح

سر مرا حاضر ہی قاتل سوچتا ہی مین کیا
امتحان تو کر لے اپنی تیغ کین اچھی طرح

خواب غفلت سے کوئی دم جاگ تو زیر فلک
جا کے سونا غافلو زیر زمین اچھی طرح

تو اگر غم مین محبت کے نہوتا مبتلا
کیا گذرتی ای دل اندوہگین اچھی طرح

[illegible]

دیکھنا مردم طلسمِ حسن وہ ترک نگہ
کھینچنا سینہ سے تیرا تیر کب منظور ہی

قتل کرتا ہی مجھی شمشیر کو آنکھوں سی کھینچ
ورنہ لون نازکی مجھ سے اس تیر کو آنکھوں سی کھینچ

وہ کہے گر آنکھ سے سرمہ لگائیے تو ظفر
آنکھ میں وہ سرمہ کی تحریر کو آنکھوں سی کھینچ

اڑ گیا گل کا جو یون رنگ گلستان کے بیچ
دم میں دم میرے نہیں جان نہیں جان کے بیچ

ای صبا کیا خبر اُڑتی ہی پری کانن کے بیچ
زلف کیا کہتی ہی جھکجھک کے تری کان کے بیچ

موج زن چشم سی ہین اشک خدا خیر کرے
غرق ہو کشتیٔ افلاک یہ طوفان کے بیچ

گر پڑا کوئی سیہ مست کو میں دیکھو
خال کاجل کا ہی آن وہ نمکدان کے بیچ

عمر کرتا ہون بسر تو ہی یہ پریدیون میں
ہون وہ انسان کہ رہتا ہون ستانگی کے بیچ

وہ نہ آیا ہی نہ آئے گا بلا سے اُسکی
کوئی مر جاوے اگر حسرت و ارمان کے بیچ

جیسے مژگان سے تری خون جگر ہی رنگین
سرخی ایسی ہی کمان پنجۂ مرجان کے بیچ

شیخ بدکیش ہی اخلاص سے اتنا بیزار
نہ پڑھی سورۂ اخلاص کو قرآن کے بیچ

عرش سے فرش تلک جو ہی وہ سب ہی آمین
دیکھ وسعت ہی ظفر کیا دلِ انسان کے بیچ

## ردیف حاء مہملہ

تونے رخ پر زلف کا حلقہ بنایا بیطرح
دیکھیے شبخون کا کسکے ارادہ ہی کہ آج

مرغ دلکو دام میں کافر پھنسایا بیطرح
آپنے ملکر مسی کو پان کھایا بے طرح

آپ کا چوری سے جانا کھل گیا شاید ظفر
آج چرچا ہو رہا تھا اُن کا گھر والوں کے بیچ

دیکھنا کیا آ پڑے اُس چشم پر گیسو کے بیچ
ہے یہ زیبا سر بسر شاخ سر آہو کے بیچ

طوق قمری کی نہیں گردن میں اسکی اے صبا
یہ اُٹھایا عشق میں ہے سر آب جو کے بیچ

ساتھ سونے میں لپٹ کر اسطرح سے لطف ہے
پانو میں پانو کی انکو بازو میں ہو بازو کے بیچ

جسم لاغر کو مرے دیکھو وہ بل کھاتے ہوے
آگ پر چلتے نہ دیکھی ہو سن تار مو کے بیچ

ہے حیا اس عرق چین کو کس اسے دیکھیو
رکھ لیا پر رو بر و دیکر تلے زانو کے بیچ

پہلوان غم سے کیسی ہے جو کشتی رات دن
کاہ سکو ستم کو بھی ہیں یاد ہم تا بو کے بیچ

آگیا دل بیچ میں عاشق کا وقت میکشی
دیکھکر گردن میں ستار بت لچو کے بیچ

اے ظفر ہر بات اُسکی پیچ سے خالی نہیں
میری دلسے کوئی پوچھے اُس بت بدخو کے بیچ

ٹکڑے ہیں میں آنسو نہیں دیکھی چار پانچ
سر حباب بیٹھے پانی میں ہیں ملکے چار پانچ

منہ کھولے ہیں زخم جو بسمل کے چار پانچ
پھر لینگے وہ سے خنجر قاتل کے چار پانچ

کہنے ہیں مطلب اُنسے ہمیں دل کے چار پانچ
کیا کہکے ایک منہ ہیں مہمان ملکے چار پانچ

دریا میں گر پڑا جو مرا اشک ایک گرم
تھانی لگب ہو گئی ساحل کے چار پانچ

دو چار لاشے اب بھی پڑے تیری در پہ ہیں
اور آگے دب چکے ہیں تلے گل کے چار پانچ

گر کبھی دامن سر تربت اپنے جبتا تیر موج
تب کھلی دریا دونپر بہہ مون توقیر موج

اسلیے پھرتا ہی سر پہ خود کو رکھکر حباب
عرصۂ دریا مین ہتی ہو علم شمشیر موج

ہمت ہو اپنے عشق مین آ نادل دیوانہ تو
پانون دیوانونکی پڑتی ہی سدا زنجیر موج

یہ سرشک چشم پر عکس نحرہ مردم نہین
ہے سلیمانی کی دانے پر عیان تحریر موج

جبین پیشانی نہین اسکی ظفر دیکھو تو اب
صفحۂ قدرت پہ ہے کھینچی ہوئی تصویر موج

## ردیف جیم فارسی

سب جہان ہیچ ہی سب کا رجہان ہیچ
اس ہیچ سے امید ہی اے ہیچدان ہیچ

جن نام موروں کے کہ جہان زیر نگین تھا
اب ڈھونڈھو تو انکا ہی کہین نام نشان ہیچ

مانند حباب ایک نفس مین ہی خرابی
اس منزل فانی مین ہی بنیاد مکان ہیچ

ایک عمر ہے مایۂ دنیا سے گران بار
آخر کو جو دیکھا تو بجز بار گران ہیچ

خوبان جہان کا ہی تو کیا محو تماشا
جنکی کہ کمر ہیچ ہے جنکا کہ دہان ہیچ

اس باغ مین تھوڑی سی بہار ہے پھر ایسر
ہے نو گل خندان محو تشویش خزان ہیچ

ہو جنس تنک مایہ ہستی کے خریدار
یہ جنس بازار یہ گوہر یہ دکان ہیچ

آواز طرب گوش دل محو فنا سے
جز نالہ و فریاد و بجز آہ و فغان ہیچ

جو ہونی ہی ہو گی نہین امکان کہ نہووے
پھر فکر سے کیا فائدہ غیر از خفقان ہیچ

بہار تختۂ ادا رنگ ہو گئی پامال
چمن میں فندق پا تختہ جب دکھائی آج

مثال نقش قدم آہ ہم نہیں سکتے
[illegible] پائی آج

عجب [illegible] سے وہ غنچہ دہن سے بار دو
[illegible] گرہ کشائی آج

[illegible] تجھ سے [illegible] ہوا تاخون آلود
[illegible] حنائی آج

یہ رنگ شانہ کیونکہ ہو دل کشائی میں
کہ ساری زلف تری پیچ کھا ادائی آج

بھاٹے حسن کے کوچہ میں لیلے کا سہ چشم
بغور دیکھ کر تا ہوں میں گدائی آج

ملا وہ شوخ تو کچھ بھی کر سکا نہ ظفر
سوائے گریہ کے کچھ بات بن نہ آئی آج

چھوٹے ہم دام سے صیاد کے پر کیا حاصل
نہ پتا گل کا ملا اور نہ گلزار کا کھوج

بے خلل پردۂ دلدار میں سوراخ نہیں
ہم لگاتے ہیں گے اس روزن دیوار کا کھوج

جب وہ دو چار قدم آئے کہ جون نقش قدم
مٹ گیا خاک نشینوں سے دو چار کا کھوج

اے ظفر کیونکہ رفو ہو کہ جنون کے ہاتھون
ہاتھ آیا نہ گریبان میں کہیں تار کا کھوج

جیسے کہ ہیں مو زلف کے خم سے کج وداکج
ہے بو نہیں مزاج آپکا ہم سے کج وداکج

ہوجہ نہیں ہی یہ حباب آب نکو دکھاتا
چلنے لگی کچھ موج بھی تم سے کج وداکج

ہی کجروی چرخ دلا ایک جہان سے
تنہا نہیں کچھ یہ مردم سے کج وداکج

ملکین تری ڈگر یہ جو ٹھہری ہو لب سے
سر تیر کے نکلے ہو جاتے ہیں نم سے کج وداکج

ابروے حسین کج وداکج ہی تمہی جبین جبین
رہتی ہے طبیعت اسی غم سے کج وداکج

ہے وصف میں اس نے لکھے یہ ہاتھ کو رعشہ
اب حرف نکلتے ہیں قلم سے کج وداکج

تشنہ ہون ظفر اسپہ کہ اس مست کی شمشیر
چلتی ہے عجب طرز ستم سے کج و د ا کج

کھلی جو لالۂ احمر کی مسکرائی آج
ہنسی چمن میں مجھے تیری یاد آئی آج

مسی یہ شوخ نے لب پہ نہیں لگائی آج
گھٹا ہے چشمۂ حیوان سے خوب چھائی آج

نہیں ہے وجہ کدورت کوئی مجھے معلوم
کرون گا اس آئینہ رو سے جو میں صفائی آج

دیگر

ہلکی میں دل کو آزاد [illegible]

[illegible]

زر فراہم کرکے ناداں نے نہ تو قاروں کی ارث
علم کر پیدا کہ تا موسے و ہاروں کی ارث

عشق مین یون قیس نے پائی تری محزون کی ارث
جس طرح پہونچی ارسطو کو ہے افلاطون کی ارث

لکھ دے مہر داغ سے اپنے سیہ نامہ جنون
کب کہا مینے کہ ہے اتنی زمین ہاموں کی ارث

میل گندم کی طرف جنت مین آدم نے کیا
پہونچتی ہے ہمکو عشق حسن گندم گوں کی ارث

جون صدا جو خانہ زاد حلقۂ زنجیر ہو
خانۂ زندان نہ کیون پھر ہووے اُس مجنون کی ارث

دیکھ دور چشم ساقی عقل جب کہ مین گئی
کیا ہوا گردش تھی گر یہ پشت سے گردوں کی ارث

آل تمغا غم سے نسلاً بعد نسلاً لکھ دیا
خون فشانی ہے یہ اشک دیدۂ پر خون کی ارث

دی سزا گو اُسنے کشتہ کو زمین صد کہ تھی
لے ہمہ سنے زر خریدا ورنہ یہ اس مدفون کی ارث

## ردیف جیم

دیگر

کیا تری زلف کے گھر میں ہوئی مہمان تھی رات
کہکشان سینہ گردون پہ نمایان تھی رات

جوش گریہ سے ترے ہجر میں اے رشک چمن
تیرہ بختی سے مری ست گریبان تھی رات

سوزش دل کا مری مجھسے پوچھو احوال
کسکے ماتم میں کیے چاک گریبان تھی رات

شمع کیطرح مجھے رات جو سوتی پہ کٹی
چشم بد دور کہ آئینہ بہاران تھی رات

حلقۂ زلف میں تھا کیا رخ روشن اسکا
گرمیٔ سینہ میں آتش سوزان تھی رات

چشم تر آپکی چھینٹے نے بچایا ورنہ
یاد قامت میں تری سرو خرامان تھی رات

بسکہ تاثیر تھی عشق کی ہمنے دیکھا
لیے آغوش میں خورشید درخشان تھی رات

لائی کسطرح حرارت تب ہجران تھی رات
شمع خاکستر پروانہ پہ گریان تھی رات

زخم پر تیغ جدائی کے جھکالے دیتی
اے ظفر چرخ پر انجم سے نمکدان تھی رات

سنلے او کافر بدکیش فرا دھیان سے بات
جھوٹ کہتے نہیں ہم کہتے ہیں ایمان سے بات

ہی وہ کیا بات کہ تو یون ہے عدو دل و جان
ہمنے مانی تری ہر ایک دل و جان سے بات

بول سکتے نہیں محفل میں تری ہم منہ سے
کوئی کہتا ہے تو سن لیتے ہیں ہم کان سے بات

قطع کرتا ہے جو گلگیر زبان کو اسکی
ایسی سرزد ہوئی کیا شمع شبستان سے بات

یہ بھی قسمت کا لکھا تھا کہ نہ منہ وہ خط
اپنے مطلب کی کہوں گر کسی عنوان سے بات

بولتے طوطی تصویر کو دیکھا کس نے
کیونکہ نکلے دہن عاشق حیران سے بات

ردیف تاے ہندی

ردیف ثاے مثلثہ

[illegible]

دوست یکرنگ کہان جبکہ زمانہ ہو دو رنگ | کہ وہی صبح کو دشمن ہی جو ہی شام کو دوست
میرے نزدیک ہی واللہ وہ دشمن اپنا | جانتا جو کہ ہی اس کا فرخود کام کو دوست
دوستی تجہسے جو اے دشمن آرام ہوئی | ہمین راحت کو سمجھتا ہون آرام کو دوست
چاہتا وہی بشر جس سے بڑہے عزت و قدر | پہلے موقوف کر اپنی طمع خام کو دوست
جو ہی اے رشک چمن کشتہ تری انکہونکا | کہتے ہین گو ریہ اسکی گل بادام کو دوست

اے ظفر دوست ہین آغاز ملاقات مین سب
دوست پر وہی ہی جو شخص ہو انجام کو دوست

کہہ بیٹھون جو سوز غم ہجران کی حقیقت | کچھ بھی نہ رہے آتش سوزان کی حقیقت
تدبیر رفو کیا ہو کہ اب دست جنون مین | رکھی نہ مری کچھ بھی گریبان کی حقیقت
آنکھون سے ہی یہ دیدۂ گریان نے دکھایا | کانون سے سنا کرتے تھے طوفان کی حقیقت
جو حرف ہی مطلب کا وہ اشکون سے مٹے ہی | کیا خط مین لکھون مین غم پنہان کی حقیقت
صد کان نمک صرف ہو ہر زخم مین میرے | قاتل نہین کچھ ایک نمکدان کی حقیقت
ہو گرمی مضمون سے جگہ مہر کی اک داغ | گر خط مین لکھون مین دل سوزان کی حقیقت

حاضر ہے دل و جان کہ ظفر یار کے آگے
کچھ دل کی حقیقت ہے نہ کچھ جان کی حقیقت

کب بنائے سے بنی ہی کوئی تدبیر کی بات | بات وہی ہی کہ جو بات ہی تقدیر کی بات

قطعہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سیمبر آتا نہیں بر مین عزیز بے زر ہ — مجھ مین مقدور نہین یہ تو ہے مقدور کی بات

دولت حسن کا ہے جیسے ظفر اسکو غرور
خالی از غرہ نہین کچھ بت مغرور کی بات

ہین وہ ہم ہین کہ جو کر لیتے ہین اکثر برداشت — ہو نہ ان باتو نکی ہو کس سے ستمگر برداشت
نقد دین و دل و جان کھو کے سیہ بختون نے — کی ہے سرکار مین اُس الف کی کیسر برداشت
ہو تو آئینہ مکدر ہے نفس سے ہمدم — بات کی کسکی کرین صاحب جوہر برداشت
نہ تو تابوت نہ تختہ نہ کفن ہے نہ لحد — ہین تہ کشتۂ بیکسی ہو کیونکر برداشت
اٹھ گئے ظلم اٹھا کر تیرے ہم دنیا سے — سنگ دل ... ہو ویگی پتھر برداشت
بردباری جو دل سبزہ گہ مین ہے — یہ تحمل کیسی ہین نہ دلبر برداشت

کیون نہ برداشتہ دل زیست سے ہو نہین کہ ظفر
تیغ بر قتل من آن غمزۂ کافر برداشت

تھا جو کوئی تجھ پہ وہ ہی جلوہ کنان ساری رات — تو رہی چشم ستارہ نگران ساری رات
ہجر مین ہم جو رہے اشک فشان ساری رات — تارے گنتے رہے اے ماہ و شانا ساری رات
توڑے کس مست نے تھی جام کہ میخانے سے — طرف صبح کی سنی تھی فغان ساری رات
آفرین آنکھ سونے کو نہ جاگے اور ہم — بس لیوا رہے گرم فغان ساری رات
دیکھ انجم کو جو یاد آئے وہ دروندان — مثل شبنم مین رہا اشک فشان ساری رات

[illegible]

بند آنکھ نہ جنبش راہ و شمان ساری رات
یاد آیا تو رستے کان کا جھمکا تو ہمی
[illegible]

کیجے نہ دس میں بیٹھ کے آپس کی بات چیت
ہوجائیگی دس ہزار جگہ دس کی بات چیت

کبتک رہیں خموش کہ خاطر سے آپ کی
ہمنے بہت سنی کس و ناکس کی بات چیت

دریا نہیں ہمیں لب شیریں سے حرف تلخ
اس لعل شکریں سے جو کچھ اسکی بات چیت

کوئی نہیں سمجھتا کہ ہو بیکسی سے کیا
پوشیدہ تیرے کشتۂ بیکس کی بات چیت

درویش کو ہے اپنے گلیم و نمد سے کام
سنتا نہیں وہ مخمل و اطلس کی بات چیت

دیکھا گذار تیر حوادث جو پے بہ پے
جانا کہ ہے یہ چرخ مقوس کی بات چیت

## قطعہ

مدت کے بعد حضرت ناصح کرم کیا
فرمایئے مزاج مقدس کی بات چیت

پر ترک عشق کے لیے ارشاد کچھ نہو
میں کیا کروں نہیں یہ مرے بس کی بات چیت

کیا یاد آگیا ہے ظفر پنجۂ نگار
کچھ ہو رہی ہے بند و مخمس کی بات چیت

اینکہ بینی ہمہ قالب و جان ہمہ اوست
بلکہ ہم قالب و ہم روح روان ہمہ اوست

آنچہ بیرون و درون ہا نسست ہما نست
راز فاش ہمہ و سر نہان ہمہ اوست

در پس پردہ و بی پردہ در آید از دل
بی نشان و سبب نام و نشان ہمہ اوست

نیست دیر و حرم از شیخ و برہمن آباد
ہمہ مہمان و مکینی بمکان ہمہ اوست

نی آن گوہر یکتا کہ نیرزد بدو کون
چشم بکشا و ببین زیب کان ہمہ اوست

کرین عرض حال اپنا سب آپ سے ... لیے ہے پھر یہ اک گنہگار چپ
کہا تیرے غمگین نے چپکے سے کیا ... کہ سب ہو گئے اُسکے غمخوار چپ

ظفر اسِ بحر و قوافی بدل
نہو پڑھ کے یہ چند اشعار چپ

ہوئے دونون کچھ ایسا سوچکر چپ ... کہ وہ چپ ہین اُدھر اور ہم ادھر چپ
خدا جانے جواب اُسنے دیا کیا ... کہ آیا وہان سے میرا نامہ بر چپ
دماغ گل بہت نازک ہے بلبل ... نہ کر شور اتنا اے شوریدہ سر چپ
ہمین بھاتی ہی گپ چپ کی مٹھائی ... دم بوسہ نہ بول اے لب شکر چپ
ذرا بولا جو غنچہ تو صبا نے ... کہا مُنھ پر طمانچہ مار کر چپ
کہان ہی دل جلونکو تاب گفتار ... سراپا گو زبان ہی شمع پر چپ
ہوئی ہی آج مدت مین شب وصل ... ذرا سونے دے اے مرغ سحر چپ

کہون گر حال رسوائی سے ہے لیکن
رہا جاتا نہین مجھ سے ظفر چپ

کیا ہو مجھ سے کشیدہ ہی وہ گر آپ سے آپ ... کشش دل اسکو کھینچے گی ادھر آپسے آپ
اوس دل آزار کا کیا جانے ہی کیا خوف مجھے ... دل دھڑکتا ہی مرا دیدۂ تر آپسے آپ
ہی ابھی رات کہان جاتے ہی اے ماہ لقا ... بول اُٹھتا ہی یو نہین مرغ سحر آپسے آپ

ردیف تاء فوقانیہ

[illegible]

سب سبب چرخ ہی اگر ہم سے نہیں ایسے آپ
پھر اور کسی کا تو نہیں ایسے آپ

ہی تو خاک بھی کوئی ترا عاشق بنات
نہ سب ہی آزردہ ہین ہین آئینہ ایسے آپ

ہاتھ پہونچا بھی نہیں تا سر زلف چین
ہو گئے ہیں دیکھو کیون چین بہ جبین ایسے آپ

بخت برگشتہ اگر ہو گئی سیدھے اپنے
تو چلے آوینگے سیدھے وہ یہین ایسے آپ

دیر کی گھر سے نکلنے مین جو تم نے تو یہان
تن سے جائیگی نکل جان حزین ایسے آپ

عشق چمکائے اگر داغ جگر کو اپنے
ہووے پھر کشور دل زیر نگین ایسے آپ

کھینچین ہم کلک تصور سے جو تیری تصویر
ہووے صورت گر چین دیکھے چین ایسے آپ

گر محبت نے دیا دل کی صفائی مین اثر
پھر مرنے کا نہین ہوگا یقین ایسے آپ

کیسی تدبیر ظفر جب وہ کرے اپنا کرم
کام بگڑے ہوے بنجائیں یونہین ایسے آپ

حضرت دل تلخ میری زندگی کرتے ہین آپ
ہر کسی پر مفت جو طوفان دھرتے ہین آپ

یار دنیا نے اٹھایا جام نے جانے دعا
ہاتھ دنیا سے اٹھاتے ہو آپ دھرتے ہین آپ

کیا خط و پیغام بھیجین ایک ڈر دو نامہ بر
اس طرف ڈرتے ہین ہم اور اس طرف ڈرتے ہین آپ

اس حسین مین کیا کہین کیونکر ہو پھر جا ہی
جون صبا ہم ... قدم دھرتے ہین آپ

اے ظفر باعث ہے ٹھنڈی سانس بھرنے کا یہی
سرو مہرون کی بہت الفت کا دم بھرتے ہین آپ

[illegible]

ہے کشتی کا ہی یہی بزم محبت مین مزا | دل عاشق ہو کباب اور لب یار شراب
دین عرق کھینچ کے کتنے ہی صحت ہوے | پیے جبتک تری چشم کا بیمار شراب
گر کے ہاتھوں سے مری جام بلا سے ٹوٹا | پر گرے پاؤن سے گر کر دگنہگار شراب
چشم ساقی کے کرشمہ سے عجب کیا کہ پیئے | زاہد گوشہ نشین بھی سر بازار شراب

بات دل کی نہ کہی اس بت عیار نے ایک
اے ظفر ہمنے پلائی اُسے سو بار شراب

کرتی ہے ہر لحظہ مجھکو میر یجان کا ہی خراب | کاہش جان سے ہوئین بھی عشق مین کیا ہی خراب
ماہ سرگردان ہے اور رہا ہی تہ بار گران | خوب دیکھا تو یہان ہر مہ تماما ہی خراب
پوچھ میرا حال کیا سوز و گداز عشق سے | ہمدم عالم مین ہے جو شمع سحرگاہی خراب
وا نہو غنچہ تو پھر کیون ہو پریشان اسقدر | کرتی ہے اسکو صبا تیری ہوا خواہی خراب
خضر راہ منزل مقصود کر تو عشق کو | ورنہ اے رہرو کریگی تجکو گمراہی خراب
طفل کو راحت زیادہ ہے جوان و پیر سے | چین نادانی مین ہے کرتی ہے آگاہی خراب
اے ظفر چاہے خرابی تیری جس خانہ خراب | کر دے اسکو تیرا اقبال شہنشاہی خراب

## ردیف بائے فارسی

اٹھ کے پہلو سے ہمارے جسطرف جائینگے آپ | مثل سایہ آپکے ہمراہ ہم آئینگے آپ

جام جم کی اسکی نظروں مین ہی کیفیت جو ہے
آپکو پہونچا ئین وہ اتنک اسمین ہونی ہو ہے

وہ رہا جب تک بسر صورت ہا حیرت زدہ
خاک ہو کر بھی گئی گردش نصیبونکی نہ آہ

جسکی آنکھونکو نہ تیری خواہش دیدار ہو
مست اٹھا آسودگان خاک کو ہی روز حشر

ہوے چشم مست ساقی سی جسے ساغر نصیب
آج ہم بھی آزمائین اہی دل مضطر نصیب

صورت آئینہ یہان جسکو ہوا جوہر نصیب
خاک کو اپنی نگونی مین ہوا چکر نصیب

اسکو دیدار خدا ہو نہ ای کافر نصیب
اک ذرا راحت ہوئی ہی انکو مر کر نصیب

آتے آتے ام لٹے میرے دستے پھر جاتے وہ کیون
اے ظفر برگشتہ ہو جاتے نہ میرے گر نصیب

دیکھے گر چشم تری ہی گل شاداب حباب
محو نظارہ ہے اس لجۂ خوبی کا تو

میکشی کیلیے کیونکر نہ تری رشک قمر
تیغ ابرو سے تری موج ہی کیا کانپے ہی

کیا تعجب ہی جو دریا مین پھرہی ہر دم
داغ ہو لگی جو سر حشر مین دیکھی شورش

چشم کیا خاک کھلی اہل کرم سی ظالم
لمعۂ مہر سی کیا پاٹ پہ دریا کے نسیم

شرم کے مارے دو ہین بحر مین ہو آب حباب
کیونکہ آنکھون سے نہ اڑ جاے ترے خواب حباب

صورت جام بلورین ہی پر آب حباب
سر پہ کھو دبھی پھرتا ہو گرداب حباب

گردش چشم تری دیکھ کے بیتاب حباب
زہرہ دوزخ کا ہو واللہ وہین آب حباب

تیغ کی کھیت کو کرتا نہین سیراب حباب
سجدہ م جھکے ہی شکل گل کمخواب حباب

آہ موزان گرمی گردون سے ہو آتش فروز [illegible] کیا ہی آفتاب
[illegible] ظاہر ہو کیا [illegible] درجون کیا ہی آفتاب
صبح محشر سی [illegible] سدھارے ہر دو ہم [illegible] ماہ
روز کرتا ہی [illegible] خانہ خرابی آفتاب
رشک سی ہر ذرہ [illegible] رنگ شفق میں [illegible]
دیکھ کر جلوہ [illegible] کا اس مہر کی گلابی آفتاب

دیگر

رات کو [illegible] تصور میں جو آجاتا ہی خواب
خواب میں بھی یہ تماشا مجھکو دکھلاتا ہی خواب
وہ دلآرام بغلمین نہین ہوتا [illegible]
[illegible] آغوش میں [illegible] خواب

اس طرح سی وہ ہوا تیری نظر سی غائب
نور جو دیدۂ معدوم بصر سے غائب

بلبے ظالم ترے مضمون کمر کی تاثیر
ہو گیا خط مرا قاصد کی کمر سے غائب

اُڑ گئی دل کی سیاہی ترا منھ دیکھتے ہی
ہو گئی ظلمت شب نور سحر سے غائب

ہنستے کیا گرم رہ راہ فنا ہستی مین
ہو گئے ایک تبسم مین شرر سے غائب

کیونکہ دل موم کرون اُس بت سنگین دل کا
کا اثر ہے مری فریاد جگر سے غائب

صبر و طاقت بھی گئی یون دلِ مضطر کم جیسے
گھر کے آرام کا اسباب ہو گھر سے غائب

نظر عام سے پنہان ہو نہ کیون بندۂ خاص
جو کہ حاضر ہین ادھر ہین وہ ادھر سے غائب

پردۂ غفلت کا پڑا دل پہ اسیکے ورنہ
وہ تو اک لحظہ نہین چشم بشر سے غائب

اُڑ گئی دل کو تری چشم پہ افسون کا فسر
طرفۃ العین مین پہلو ہے نظر سے غائب

دیکھکر اس کو وقت بیحجابی آفتاب
ہو گیا منھ پر بجائے آفتابی آفتاب

تیری مے نوشی کی خاطر ساغر سیمین ہو ماہ
اور گزک کیواسطے زرین رکابی آفتاب

خانۂ آئینہ مین ہی اس رخ روشن کا عکس
جلوہ گر ہی یا میان برج آبی آفتاب

اپنی چشم مست کی گردش اگر دکھلائے تو
رقص مستانہ کرے مثل شرابی آفتاب

شام کا وعدہ کیا ہی اس بے مہر نے
یا الٰہی آج چھپ جائے شتابی آفتاب

وہ ہلال ابرو اگر چمکائے تیغ مغربی
نکلے مشرق سی لیے دہان آفتابی آفتاب

عرق سی حسن ہے، اور اس رخ کتابی پر — وگرنہ پھینکنا پانی مین ہے کباب کو عیب

دل برشتہ کو میرے نہ تو جلا اتنا — لگے گا سوختگی سی کہین کباب کو عیب

جہان مین دل عاشق کو ہو کہان آرام — سمجھتا عشق مین ہے، کون اضطراب کو عیب

شراب خود نہین معیوب ساقیا لیکن — بروں کے پینے سی ہے لگ گیا شراب کو عیب

ظفر ہے عشق بتان کا ہنر مرے نزدیک
ہر ایک جانے ہی اس فعل ناصواب کو عیب

خیال رخ سی ترے قطرے ہین پسینے کے — یا دھرے ہیرے ہین نیلم کے نگینے کی قریب

ناوک افگن تری لفت نے دکھائین آنکھین — روزن اک اک ہوا روزن سینے کے قریب

ساغر عشق کو ساقئے ازل نے جو بھرا — پہلے جا بیٹھے ہین واسطے پینے کی قریب

زخم سینے سی نکلتے ہین ہزارون شعلے — چارہ گر آئے کہان واسطے سینے کی قریب

ابتلک شہر بدر ہی ہمین سمجھے وہ ماہ — ہمکو یہان آئے ہوا ایک مہینے کے قریب

سینہ صافون سے بھی تم دور جو بھاگو افسوس — کرنہ وہ بغض کیے ہین پاس کینے کی قریب

کوئی لگجائے اترتے ہوئے شاید ٹھوکر — اس تمنا مین پڑا ہون ترے زینے کے قریب

ہی نگہبان دل پر داغ کی آہ پر درد — ہے یہ سانپ بٹھایا ہی خزینے کی قریب

خال یہ متصل ناف نہین تیر کہ ہے — لجۂ حسن مین ملاح سفینے کے قریب

دیکھو تم غیر سے صحبت نہ رکھو جانے دو — بیٹھے کسو واسطے اشراف کمینے کے قریب

دل ترا کس لیے ہوا شاخ و سنگ آب
ورنہ پیالے ہوتے ہیں یہ سنگ آب

زرد تی نہیں ہی شمع پڑی حال دیکھکر
آتش کا ہو گیا یہ نہ زہرہ تنگ آب

خط سے نہ کم ہو کیونکہ رخ یار کی چمک
جاتی رہے ہی آئینہ کی زیر زنگ آب

یون خط سبز کے ہین تصور مین اتنک سبز
کائی سے جسطرح کہ بدل جائے رنگ آب

عارض پہ تیرے ہو عرق افشان کبھی جو نہ
پھر جائیک بیک سر ملک فرنگ آب

ہین تشنہ لب ہو ان جام شہادت کا ہمدمو
آئے ہی مجھکو پیتے ہوئے عار و ننگ آب

مژگان مین لخت نے لیے کمان شیر نیستان
آتا ہے دیکھو پینے کو بالائے گنگ آب

تو جلد جام حلقۂ جوہر سے دے مجھے
اس اپنی آب تیغ سے اے خلد جنگ آب

دل کی ظفر ہے بحر محبت مین زندگی
ہان یعنے سچ ہے یہ کہ ہے جان نہنگ آب

چشم کا ہی عشق کی آتش کے چمکانیکو آب
جلے روغن ہے یہ اس شعلہ کے بھڑکانیکو آب

چشم تر کیونکر نہ اپنی اشک افشانی کرے
چاہیے ای مردمان مژگان کے کھانیکو آب

خال رخ تیرا عرق سے سبز ہوتا ہی نہین
سبز کرتا ہے زمین مین ورنہ ہر دانے کو آب

دلکی گرمی کو نہ کھویا آنسوؤنکی چشم نے
سرد کر دیتا ہی ساقی گرم پیمانیکو آب

کام بھی آئیگی قاتل تشنہ کامونکے کبھی
یا یون ہی ہے تیغ بران تیری کھلانیکو آب

دل ہوا یہ مردہ میرا اشک افشانی سے آہ
ورنہ ہو جاتا ہی مانع گل کے کھلانیکو آب

گل مرے ہار کے ہرگز نہ خزان سے ٹوٹے
ہو سکے کون بھلا صاحب اقبال پہ ضرب

یون فغان کرتا ہی دل چوٹ سے الفت کی مراد
اٹھتی ہی جیسے صدا لگتی ہی گھڑیال پہ ضرب

ہجر مین ہم کف افسوس یہان ملتے ہین
بزم عشرت مین وہان تال کی ہی تال پہ ضرب

تیغ سے لپکے نکلتی ہی جو ہر موج سرشک
خوبرو روکتے ہین ہم سر رومال پہ ضرب

ہوش اڑ جائین ظفر رستم دستان کے دو ہین
گر ترے ہاتھ سے میدان مین پڑے ڈھال پہ ضرب

چشم پر نم کیا اٹھاوے خاک آب رستم کا رعب
جبکہ نیسان پر پڑا ہو دیدۂ پر نم کا رعب

سانپ ہستی کو سمجھکر ہم دہل جاتے ہین آب
پڑ گیا ہی جیسے دل مین کاکل پر خم کا رعب

کاسۂ سر مین سے پندار ہو تو کیونکہ ہو
خوف کچھ فغفور چین کا اور کچھ وہ جم کا رعب

کیون نہو آئینہ ابرو دیکھکر وہ آب آب
ہی حلب مین بھی تری اس تیغ آتش دم کا رعب

خاک پاے حیدر کرار ہے تو اے ظفر
بند ہو سکیگا تیرے آگے خاک آب رستم کا رعب

نہ کہو یہ کہ ہین یہ دیدۂ پر آب حباب
ہو سکے کیونکہ بھلا ساغر خوش آب حباب

میکشی کیلیے کیونکر نہ ترے رشک چمن
صورت جام بلورین ہو سر آب حباب

تیغ ابرو سے تری موج ہی کیا کانپے ہے
سر پہ رکھ خود بھی پھرتا ہی گرداب حباب

لمعۂ مہر سے کیا پاٹ پہ دریا کے نسیم
صبحدم چمکے ہی شکل گل کمخواب حباب

اوروں سے اشارے کیوں جی کرتے | ہم پر نہیں اک نگاہ کیا خوب
مژگان سے درکھے ہے چشم بد دور | وہ ترک سیہ نگاہ کیا خوب
ہر صبح ہے برہنہ خورشید | کج ہو رہی تری کلاہ کیا خوب
ظلمات کہوں میں یا شب تار | ہے زلف تری سیاہ کیا خوب
کیا کیا نہ ستم دکھائے تونے | اے عشق ستم پناہ کیا خوب
بوسہ جو طلب کیا شب اُس سے | بولا نہ وہ رشک ماہ کیا خوب

ق

دولاب نمط پھرا وہ ہر در | کھنچے گیا دل سے آہ کیا خوب
کا ہے نہ کہا ظفر کو لاؤ | بس دیکھی تمہاری چاہ کیا خوب

صبر جاوے تو نکر اُسکا دل زار عقب | فوج بگہ بختہ کا کیجے نہ زنہار عقب
ابھی چھا جائیگی آنکھوں میں مری تاریکی | پھینک شانے سے نہ تو موے سر یار عقب
کان تک اُس کے پہونچا ہیں کہ دن نکربات | آگے دس پانچ ہیں اُس شوخ کے دو چار عقب
نعش پر دار و دنکا کیوں پاؤں نہیں اُٹھتے | کیا جانے کہ مرے ہو وہ ستمگار عقب
جب اکیلا کبھی اس کوچے میں میں جاتا ہوں | چپکے چپکے چلے آتے ہیں تب اغیار عقب
تو جدھر جائیگا اُٹھکر تو یقیں ہے ہم بھی | مثل سایہ کے رہینگے ترے دلدار عقب

دکھا کر غیر کو صورت مجھے کیون رشک سے مارا
کہ مین تو مر رہا دیدار کی حسرت مین یون ہین تھا
ظفر تم دیکھتے ہو جس طرح آئینہ کو حیران
کل اُنکو دیکھکر مین بھی رہا حیرت مین یون ہین تھا

کیا کہون دل مائل زلف دوتا کیونکر ہوا | یہ بھلا چنگا گرفتار بلا کیونکر ہوا
جنکو محراب عبادت ہو خم ابروئے یار | اُنکا کعبہ مین کہو سجدہ ادا کیونکر ہوا
دیدۂ حیران ہمارا تھا تمھارے زیر پا | ہمکو حیرت ہے کہ پیدا نقش پا کیونکر ہوا
نامہ بر خط دیکے اُس نوخط کو تونے کیا کہا | کیا خطا تجھسے ہوئی اور وہ خفا کیونکر ہوا
خاکساری کیا عجب کھودے اگر دلکا غبار | خاک سے دیکھو کہ آئینہ صفا کیونکر ہوا
جنکو یکتائی کا دعوی تھا وہ مثل آئینہ | اُنکو حیرت ہے کہ پیدا دوسرا کیونکر ہوا
تیرے دانتونکے تصور سے نتھا گر آبدار | جو بہا آنسو وہ در بے بہا کیونکر ہوا
جو نہونا تھا ہوا ہم پر تمھارے عشق مین | تجھنے اتنا بھی نہ پوچھا کیا ہوا کیونکر ہوا

وہ تو ہے نا آشنا مشہور عالم مین ظفر
پر خدا جانے وہ تجھسے آشنا کیونکر ہوا

عشق کی میدان مین رستم کا مُنہ پھر جائیگا | تیغ غم کے سامنے ضیغم کا مُنہ پھر جائیگا
مُنہ لگے گا جانکے اور جو لگے گا تیرے مُنہ | تو اگر پھیریگا منہ عالم کا مُنہ پھر جائیگا

ہر ایک کرتا ہی احوال پر مکر افسوس
کیا تصور بوسہ اگر کبھی مین نے
پہونچ چکا ہے مراد قت آج ای قاصد

غم فراق سی مین ایسی حال کو پہونچا
تو صدمہ اُس گل خوبی کی گال کو پہونچا
جو تو نہ لیکے نوید وصال کو پہونچا

کیا ہے تو نے ظفر گرچہ دلکو یار کی ملک
تو اپنے پاس نہ رکھ اُسکے مال کو پہونچا

پوچھے یار دن کتنا یار سے کیا تھا کیا ہوا
نالے کرتے کرتے کر مر جائین بس کوچے مین ہم
دیکھ تو آئینہ مین اپنے خط عارض کو تو
پھرتا جس تا نفس سے یہ ہے بتلا خاک کا
کرتے تھے اخلاق دل لینے کو سو دل کیجیے
ہو گیا جو کچھ کہ ہونا تھا مری تقدیر مین
حال دل سنکر وہ بگڑے تھے مجھے امید لطف
پھبتی ہی شیرین کو کوئی تاثیر خون کوہکن
کیا برا ہے درد فرقت دو ہی دن میں بچ لو
سرکشی کرتا ہی کیا اپنی ہستی پر حباب
لیگیا وہ نیم غمزہ مین جو دلکو ای ظفر

آج تک کھلتا نہین اقرار کیا تھا کیا ہوا
وہ نہ پوچھے غل بس پکار کیا تھا کیا ہوا
تیرا عالم اے پری رخسار کیا تھا کیا ہوا
پوچھنا بعد از فنا وہ زار کیا تھا کیا ہوا
کیا بتاؤ مین کہ انکا پیار کیا تھا کیا ہوا
کیا کہون مین تجھسے غمخوار کیا تھا کیا ہوا
ہائے مین سوچا دم اظہار کیا تھا کیا ہوا
دیکھ رنگ لالۂ کہسار کیا تھا کیا ہوا
حال تیرا ای دل بیمار کیا تھا کیا ہوا
دیکھنا یکدم مین یہ پندار کیا تھا کیا ہوا
ہو گیا حیران مین یکبار کیا تھا کیا ہوا

جب کھلکھلا کے ساقیٔ گلفام ہنس پڑا
شیشے نے قہقہے کیے اور جام ہنس پڑا

غنچہ کا منہ ہی کیا کہ تبسم کرے گا پھر
گلشن میں گر وہ شوخ گل اندام ہنس پڑا

دندان کی تاب دیکھ کے انجم ہوے خجل
وہ مہ جبین جو شب کو لب بام ہنس پڑا

کچھ تو خوش آئین مجھکو تری بد زبانیان
مین سنکے تیرے منہ سے جو دشنام ہنس پڑا

تھا غنچۂ دل گرفتہ نہایت ہی باغ مین
پر کچھ دیا صبا نے جو پیغام ہنس پڑا

سیراب آب تیغ سے ہو کر برنگ گل
ہر ایک زخم عاشق ناکام ہنس پڑا

جس رات ٹھہری آنیکی اُس مہ وش کی ان
گھر کا مرے چراغ سر شام ہنس پڑا

بارش کے وقت چمکے ہے بجلی بھی کیا ہوا
رونے پہ میرے گر وہ دلارام ہنس پڑا

کیا بات یاد آ گئی اُسکو کہ اے ظفر
وہ یکبیک جو سنکے مرا نام ہنس پڑا

وہ نہ آیا بار لگے یون نتھا تو یون ہوا
اُسکا آنا بن بلائے یون نتھا تو یون ہوا

ضبط مین کرتا تھا نالہ تا نہو افشائے راز
چشم نے آنسو بہائے یون نتھا تو یون ہوا

تو نتھا دلدار اُس سے ہو گیا بیزار دل
کون تجھکو یہ جتائے یون نتھا تو یون ہوا

وصل ظاہر تو نہوتا تھا ہمین اُسکا نصیب
خواب مین وہ چھپ کے آئے یون نتھا تو یون ہوا

عشق کا حاصل نتھا ہمکو مزا زخم دل
زخم بھی تو ہمنے کھائے یون نتھا تو یون ہوا

صبر گر ہوتا مجھے ہوتا نہ مین رسوائے خلق
کہتے ہین اپنے پرائے یون نتھا تو یون ہوا

جب تلک کوئی نہ سودا جہان ہو نہین سکتا
سودا اسا محبت مین ظفر ہو نہین سکتا
مجھسا کوئی رسواے جہان ہو نہین سکتا
بدنام تو عشاق مین سب عشق مین ہین پر
آنکھ ہی ترا وصف دہان ہو نہین سکتا
جب تلک نہ قلم تیغ عطاس بیان ہو نہین سکتا

دیگر

مین ہون وہ کشتۂ جان جسکا [illegible] گذشت کیا ہوا
جو تماشا دیکھنا [illegible] روشن آتش [illegible] رو گذشت کو ہوا
[illegible] کرو لہو سے مرو ای او نکلیا ان
[illegible] رنگ فندق انگشت کو ہوا
غنچہ چمن مین گانٹھ کا پورا ہی جو صبا
جب تلک نہ گئے نہین زر گذشت کو ہوا
کوئی بچا تیری تیغ تبسم سے باغ مین
پھر صبح تازہ طرز دو گذشت کو ہوا
بلبل ہر شب اس دا ہی وہ کہتا ہوا ای ظفر
ہونی ہی جان سُنتی ہی جل گذشت کو ہوا

ختم ردیف الالف از دیوان ظفر

اے ظفر افسوس وہان ہرگز گلی اپنی نہ ڈال
گوشت سب شوراب حسرت سے مرا یہان گل گیا

ہمنے سبھی کو عشق مین بدظن بنالیا
تھا دل جو دوست اسکو بھی دشمن بنالیا

مشق ستم رہی وہی اسکی کہ جب تلک
ہر استخوان کو میرے نہ قطع زن بنالیا

دعویٰ تھا ایک عمر سے اسلام کا ہمین
اُس بت نے لیکے ایکدم مین برہمن بنالیا

آنکھون نے تیری سحر کیا اک نگاہ مین
دیوانہ مجکو اے بت پرفن بنالیا

قصر بہشت تجھکو مبارک ہو زاہدا
ہمنے تو کوے یار مین مسکن بنالیا

اللہ رے تیری سنگدلی تونے اپنا دل
پتھر بنالیا ہے کہ آہن بنالیا

بگڑا امزاج دیکھیے کیسی بنے ظفر
مُنھ اُسنے یون جو پھیر کے چتون بنالیا

بے ضبط فغان از نہان ہو نہین سکتا
اور تجھسے وہ لا ضبط فغان ہو نہین سکتا

بیطاقتی دل سے یہ عالم ہی کہ ابتو
اشک آنکھ سے بھی میری روان ہو نہین سکتا

تا لب قدم شمع صفت گو کہ زبان ہون
پرسوز غم عشق بیان ہو نہین سکتا

جبتک وہ خفا مجھسے ہین سُن لو یہ طبیبو
کچھ میرا علاج خفقان ہو نہین سکتا

ہمچشم مری چشم سے ہو ابر تو کیونکر
اسطرح وہ خونناب فشان ہو نہین سکتا

کیا جانے بلا کیا ہی ترا غمزہ کہ جس سے
جانبر کوئی اے آفت جان ہو نہین سکتا

دیگر

[illegible]

رہ گئی ٹوٹ کے جو پانو مین چھالے پہ سر شت — چشم پر آبلہ پہ ہوئین مژگان پیدا

خاک گشتۂ مژگان کے اگر ہو گلبن — طلے غنچہ سر شاخ ہو پیکان پیدا

حلقۂ زلف مین بانکے کہان ہین موتی — دہن مار سیہ مین ہوے دندان پیدا

اُسکے رخسار مخطط کی کہون کیا تعریف — کہین اس خط کا جہانین نہین قرآن پیدا

اشک مژگان پہ ہے سو تیر چڑھا نا پانی — چشم تر کوئی یہ لڑکا ہو طوفان پیدا

نہ گئی سوزش خار الم خاک مین ہے — میری تربت پہ ہوے نخل مغیلان پیدا

کون تھا بار امانت کا اُٹھانے والا
گرچہ دنیا مین نہوتا ظفر انسان پیدا

دابو سر کس کا تم اور ہاتھ دباؤ کسکا — سب بیل آپکے ہین تم دباؤ کسکا

اپنے کوٹھے پہ جو کی آپنے دیوار بلند — دیکھا لے پردہ نشین تمنے دکھاؤ کسکا

ہوے ہم چشم مرا اشک روان دریا سے — دیکھیے دو مین زیادہ ہو بہاؤ کسکا

رکھتے ہین سیکڑون دہ سون مژگان لکنیز — کوئی پوچھے کہ سیا آپنے گھاؤ کسکا

رات دن رہتے ہو تم خانۂ دل مین میرے — گھر تمہارا نہین تو ہے یہ بتاؤ کسکا

اسقدر آج جو بگڑا ہے مرا دل مجھسے — نہین معلوم کہ دیکھا ہے بناؤ کسکا

اے ظفر کرتے ہین سب آنسے لگاوٹ لیکن
کسکا لگا ہو وہان اور لگاؤ کس کا

نہ ٹانکا لگ سکا نہ گری کبھی صبا سے مین
جو تیری ہاتھ سے غنچہ کا عطردان ٹوٹا

جہاز چشم تباہی مین آگیا جو مین
مژہ کا بادمخالف سے بادبان ٹوٹا

ہمارا شیشۂ دل گر کے تیرے ہاتھون سے
ہزار حیف ہے محفل کے درمیان ٹوٹا

تمام بادہ کشی خاک مین ملی ساقی
لبا ہی حق مین یہ ایک کوزہ ہے آن ٹوٹا

خیال خال رخ اُسکے کا دل کو کیا ہے ظفر
یہ ہوگا دانہ پہ ہے مرغ بوستان ٹوٹا

بعد خط ملنے کا قاصد نے جو پیغام دیا
سر قلم اسکا کیا اُسنے یہ انعام دیا

دل اُٹھا لی جو تہ زلف سیہ فام دیا
غم دیا درد دیا تحفۂ دشنام دیا

خاک آرام سے دلکو دل آرام دیا
دل لیا ایک تو اور دوسرے الزام دیا

طپش دل کو لگی آگ کہ یارب کیا ہے
بعد مرون بھی نہ خاک نے آرام دیا

قسمت کی کمون کیا اپنے شرارت سے گر
چرخ خورشید فلک کو لب بام دیا

یاد بھولے ہی کب اس چشم کی گویا رونے
کبھی نرگس کو دکھایا کبھی بادام دیا

خم کے خم پی گئے یاران سبو کش لیکن
ہمکو اس دور مین ساقی نے نہ اک جام دیا

قطرۂ اشک نے ہین یہ نہین مژگان سے گری
نخل الفت نے ہمین یہ ثمر خام دیا

جون جرس کی دل مجنون نے جو فریاد سے
جانے ناقے کو جو لیلی نے نہ یک گام دیا

جیب و دامن مین جو باقی نہ رہیگا کچھ بھی
نظر آتے یہ اس آغاز کا انجام دیا

| | |
|---|---|
| بھلا ہووے گر وہ اب غنچہ دہن کش | کہاں مُنہ ہی اُسکے برابر کسی کا |
| دل اُسکا ملاؤں میں سن جو نسے کیونکر | کہ بس کب چلے ہے کسی پر کسی کا |
| کمر کا جواب ایک عالم ہے ہمدم | نہ دیکھا کوئی ایسا خنجر کسی کا |
| یہ جی چاہتا ہی کہ سرہی سی ماریں | اُٹھا کر ہم اب رسی پتھر کسی کا |

بدل بحر اور قافیہ کو ظفر اب
کہ خوش ہووے دل تا سراسر کسی کا

| | |
|---|---|
| الفت کا ملا ہمکو مزا یار کسی کا | بیجا کبھی ہوتا نہین اقرار کسی کا |
| گر ہم ہین گنہگار تو کر خاک کا پیوند | پردہ نہ اُٹھا چرخ ستمگار کسی کا |
| جون آئینہ اب حیرت دیدار ہے تیری | رہتا ہی کھلا دیدہ بیدار کسی کا |
| رونے کا رہیگا یہی عالم تو بھلا کدن | گھر دیگا ڈبا دیدہ خونبار کسی کا |
| شانہ سے نہ بل کیونکہ کرے اب وہ سراسر | دل زلف بتان مین ہی گرفتار کسی کا |
| ہمت یون ہی ہین غیر برق صفت آنکے لینا | پہلو مین تڑپتا ہو وہ آزار کسی کا |

مستغنی کونین سے رکھ اپنے ظفر کو
محتاج نکر حیدر کرار کسی کا

| | |
|---|---|
| عشق نے جسدم دیار دل مین آ ہو کا دیا | نالہ سوزان نے سینہ مین کمر روکا دیا |
| ذرہ نہین جلا دیکھ تیغ ستم کا اب ہی | خم دکھا ہی نے ہمکو اپنی ابرو کا دیا |

گر کھنچے سینہ سے ناوک روح تو قالب سے کھنچ
ای اجل جب کھنچ گیا وہ تیر پھر کھینچی تو کیا

کھنچا تھا پانون میرا پہلی ہی زنجیر سے
اے جنون تو نے مری زنجیر پھر کھینچی تو کیا

دار ہی پر کسنے کھینچا جب بازار عشق
لاش بھی میری پی تشہیر پھر کھینچی تو کیا

کھنچ اب نالہ کوئی ایسا کہ ہو اسکو اثر
تو نے ای دل آہ بے تاثیر پھر کھینچی تو کیا

چاہیے اسکا تصور ہی سے نقشہ کھینچنا
دیکھکر تصویر کو تصویر پھر کھینچی تو کیا

کھینچ لی دل ہی سے دل کی عنان اختیار
تو نے گر اے عاشق دلگیر پھر کھینچی تو کیا

کیا ہوا آگے اٹھائے گر ظفر احسان عقل
اور اگر اب منت تدبیر پھر کھینچی تو کیا

مر جائیے یا کچھ ہو کسے دھیان کسی کا
دنیا مین نہین کوئی مریجان کسی کا

ملنے کا تجھے رہتا ہی ارمان کسی کا
لیتا جو نہین نام کسی آن کسی کا

ٹکڑا نہین ہی دست جنون ایک بھی چھوڑا
دامان بچے تا گریبان کسی کا

ای سنگدلی اپنی تم اب چھوڑ دو اتنی
دل چھوٹتے کیون ہو بتو ہر آن کسی کا

ہی لالہ رخان تن مرا گلخوردہ ہی جیسے
ایسا نہین یکدست گلستان کسی کا

ہوتی ہی بری عشق کی آتش ہی بے ڈر رہے
گھر پھونک نہ دے آتش سوزان کسی کا

طے منزل عشق اس سے یہ کب ہو سکے یارو
کٹ جائے سر راہ جو سامان کسی کا

الطاف و کرم غیر و نہ رہتا ہی تمہارا
تم جانتے ذرہ بھی نہین مان کسی کا

میرے گریے نے دھویا دل سے میرے ایک داغ
دیکھنا رنگ محبت کیا دکھاتا ہے بہار

اور اسکے دل سے اب حرف محبت ہو مٹا
تختۂ دامن پہ اشک خون لالہ بو دیا

اب وہ دل آزاری کرے وہ خواہ دلداری کرے
اے ظفر اس دلربا کو ہم نے دل اب تو دیا

ہاتھ قاتل تیری تلوار کا ایسا چھوٹا
سارے جھگڑوں سے جہان تیرا شیدا چھوٹا

چھٹ گیا ہاتھ سے دامن دم بسمل تیرا
پر ذرا خون ترے دامن سے نہ میرا چھوٹا

عکس چشم اسکا نظر آتے ہی یون آئینہ مین
جیسے تالاب مین ہو کوئی نواڑا چھوٹا

نوک مژگان نے تیری ایسا ڈبویا نشتر
رگ جان سے مرے فوارہ لہو کا چھوٹا

سوزش غم ہی تماشا کوئی آتشبازی
نالہ کیا سینہ سے نکلا مرا اچکا چھوٹا

نہین تلووں سے ملے دیدۂ تر تو کیون
رنگ مہندی کا کف پا سے نگارا چھوٹا

کو بکو چھوٹے مرے واسطے لاکھون جاسوس
مجھسے یہ کوچۂ جانان کا نہ جانا چھوٹا

اوڑ کے جا سکتا نہیں تا سر دیوار چمن
دام صیاد سے چھوٹا بھی تو مین کیا چھوٹا

آخرش لے ہی لیا تیغ نے لب کا بوسہ
اے ظفر یہ نہ لب زخم سے لیکا چھوٹا

جبکہ شبدیز قلم قرطاس پر جولان کیا
تب ظفر وادی مین سخن کی اک قلم میدان کیا

چشم بینا ہو تو دیکھو ہے تجلی طور کی
دل مین اپنے جو شرر ہر سنگ سے پنہان کیا

ہے خاک راہ یار کی چٹکی بھی کیمیا
ایسا نہو کہ غیر پہ کھل جائے مدعا
سب یار کوچ کر گئے میری کھلی نہ آنکھ
تم نے کیا نہ یاد کبھی بھول کر ہمیں

یہ عشق نے بنا ہمیں اک چٹکلا دیا
قاصد نے میرا خط اُسے جا کر کھلا دیا
غفلت سے کیا کہوں کہ مجھے کیسا سُلا دیا
ہم نے تمھاری یاد میں سب کچھ بھلا دیا

کھینچا جو نقشہ کلک تصور سے یار کا
نقاش چین کو ہمنے ظفر چین بھلا دیا

جگر سے یو دھواں ہے بار بار اُٹھا ہوا آتا
سر تخت سلطنت پر بیٹھتے آتا ہے ننگ اُسکو
پڑا ہے خاک پر ظالم تو کیا جب سر اُٹھاتا ہے
جلا کر شمع ساں جبکوئی اُٹھایا تم نے محفل سے
خرام ناز سے تیرے سر رہ تیرے عاشق پر
اُڑاتا خاک آتا ہے ترا دیوانہ صحرا میں

اگر ہو جسطرح سے ابر بہار اُٹھا ہوا آتا
تری کوچہ سے ہے جو خاکسار اُٹھا ہوا آتا
زمین سے ہے وہ موذی شکل مار اُٹھا ہوا آتا
وہی ہے اپنی سوختہ دل داغدار اُٹھا ہوا آتا
نظر ہے ایک فتنہ لئے نگار اُٹھا ہوا آتا
بگولا سا جو ہے یہ اک غبار اُٹھا ہوا آتا

خدا جانے بھڑکتی ہے ظفر کیا آگ سینہ میں
کہ دم کے ساتھ ہے شعلہ سا یار اُٹھا ہوا آتا

مراد دشمن اگرچہ زمانہ نہ رہا
نہ تو اپنا رہا نہ بیگانہ رہا
ترا تو بھی دوست یگانہ رہا
جو رہا سو کسی کا فسانہ رہا

دیگر

منہ نظر آتا ہے جو کبھو آنکھ میں اُس یار کا
آنکھ اپنی بن گئی ہے آئینہ دیدار کا
صفحہ قرآن پہ کھینچا ہے اک جدول سیاہ
مصحف رخ پر وہ سایہ زلف کے تار کا
پاس ابرو کے تری صبح کا جھلکی میں کہاں
ہے میاں قبضہ جڑاؤ یار کی تلوار کا

اُسکی پشت لب جان بخش پہ نکلا خط سبز
خضر گویا کہ سر چشمۂ حیوان پہونچا

بخیہ گر کون تھا جو چاک جگر کو سیتا
خوب پر وقت تو ای ناوکِ جانان پہونچا

چھوڑ تا حشر تلک بھی نہ مجھے ای قاتل
ہاتھ بسمل کا نہ بر تا بسرِ داماں پہونچا

غم میں اُس پردہ نشین کے ہے مرا ناک میں دم
اور صدمہ نہ مجھے ای غم جانان پہونچا

آتش عشق سے جلتا ہے مرا خانۂ دل
جلد پانی کہیں ای دیدۂ گریان پہونچا

بھاگنا ہاتھ چھوڑا کر نہیں ہوتا معلوم
گر مری ہاتھ میں آ جاتا مری جان پہونچا

دیکھیے صبح تری کو بھی دن ہوتی ہے
میں تو مر نکلے قریب ای شبِ ہجران پہونچا

دیکھنا شوق کہ پائوں تلک اُس قاتل کے
سر مرا گرہ کی مثال دُرِ غلطان پہونچا

ای ظفر پہونچے مرا ہاتھ کب اس دامن تک
ضعف سے جو نہ مرے تا بہ گریبان پہونچا

جب استخوان ہے یہ سوفار تیر کا ٹھہرا
تو مرغ تیر ترا طائرِ ہما ٹھہرا

عجب ہے سوز محبت سے دل مرا ٹھہرا
کہیں بھی آگ پہ سیماب ہے بھلا ٹھہرا

نہ ہاتھ تیغ زنی سے کبھی ذرا ٹھہرا
ہماری جان کو بلا کو وہ دوسرا ٹھہرا

یہ کسکی چشم کی گردش نے اُسکو دی گردش
کہ آسمان نہ گردش سے اک ذرا نا ٹھہرا

دکھائی جنبش مژگان ہجوم بدم پی
گلے پہ کیا مرے خنجر سے پھیر نا ٹھہرا

کبھی نہ مر کے بھی میر نصیب کی گردش
کہ سنگ قبر مرا سنگ آسیا ٹھہرا

ہم لپٹے اسکو دے ہے نہ دنبال عاشقان
پھرتا ہے بہر قتل وہ شمشیر زن لگا

پھولا ہر رنگ گل نہ سمایا مین آپ مین
اکبر مرے گلے جو وہ گل پیرہن لگا

کیونکر نہ اپنا رزق بھی ہو کہ اب ترا
قسمت سے ہاتھ بوسۂ سیب ذقن لگا

تیر نظر جو کھانی گوشہ بہ گوشہ اسکے دیکھ
ہے تیر قربان غزال ختن لگا

طرز سخن کا اپنی ظفر بادشاہ ہے
اُسکے سخن سے بیان نہ کسیکا سخن لگا

نیلوفر رہتا ہے جو پانی مین سب ڈوبا ہوا
کیون ہے اس رخ کے عرق مین خال لب ڈوبا ہوا

آئینہ کیا دیکھے تجکو آب خجلت مین ہے غرق
اپنی نظرون مین تو ہے ملک حلب ڈوبا ہوا

گردش چشم بتان سے کیا ہو دل کی مخلصی
حلقۂ گرداب سے نکلے ہے کب ڈوبا ہوا

دل سے کب بھٹکی ہے میرا اسکے زلف رخ کی آب
دھیان مین رہتا ہون جسکی زنگ شب ڈوبا ہوا

پنجۂ خورشید ہے یا رد شفق آلودہ آج
دست قاتل یہ نہین ہے خون مین لب ڈوبا ہوا

پھانس سی کھٹکے ہے جگر مین اسکی مژگان کا خیال
ہے رگ جان مین یہ نشتر بے سبب ڈوبا ہوا

دل ہی جب کہتا ہے اپنے دم بدم یا بو تراب
بحر عصیان سے ظفر نکلے ہے تب ڈوبا ہوا

گل صد رنگ جو گل تونے اٹھا کر پھینکا
مین نے جانا دل صد پارہ کو دلبر پھینکا

اس ستمگر نے مجھے ٹکڑے جو کر کر پھینکا
تو کہین پاؤن کہین ہاتھ کہین سر پھینکا

کھلا یہ ہمہ تو ای بحر حسن دیکھ کے زلف — کہ ماہی گیر ہی کاندھے پہ لیکے جال آیا

تمھاری غال کے کشتے کی جو ہوئی برسی — شریک فاتحہ ہونے کو خال خال آیا

دکھا نہ جذبۂ عشق اپنا دیکھ ای بلبل — یہ بیٹھے بیٹھے ترے جی مین کیا خیال آیا

روش پہ لوٹے ہے گل اس روش سے ہوا آج — کہ بن سر فرو دے جیسے کسی کی حال آیا

جو کچھ نکلنا تھا وہ کہدیا ظفر اسنے
بھڑاس دل کی وہان ساری مین نکال آیا

لاغری سے حال اپنا کیا کہون کیا ہوگیا — مین زمین پر نقش پاے مور گویا ہوگیا

جل گیا گل کا جگر اس روی آتشناک سے — قطرۂ شبنم نہین ہین یہ پھپولا ہوگیا

اپنے زخمی سے ترق کر تو جو بولا جنگجو — ٹوٹے یون زخمون کے ٹانکے اک تراقا ہوگیا

جبکہ دریا مین پڑا ساقی کا عکس تاب رخ — ساغر خورشید اک حلقہ بھنور کا ہوگیا

آہ تھی میری کہ ابھی اڑکے کالا چرخ کو — زہر اسکا یہ چڑھا اسکو کہ نیلا ہوگیا

حسن جب تیرا دو چند آیا نظر تو شرم سے — ماہ کامل جون مہ یکہفتہ آدھا ہوگیا

پشت لعل لب پہ جب نکلا زمرد فام خط — ساغر یاقوت پر گویا کہ مینا ہوگیا

کھل گیا سارے جہان پر جو ہین یہ احوال مین — حباب کے مانند جب پانو کا چھالا ہوگیا

نشہ ترشی سے گھٹے ہے پر یہ الفت کا نشہ — ترش ہو جیسے ہوئے وہ اور دونا ہوگیا

ہے یہ وحشت بھی بلا موذی کہ مجکو ای ظفر — ہر قدم پر نیش کژدم خار صحرا ہوگیا

تیشہ کی سی ہوں پورین جو تری انگلی کی
ہالۂ ماہ نہیں کوئی نمونہ ہے عیان

ہو وے کسطرح سے شیرین دہان چھلے کا
یہ بہتا ہے مگر ای ماہ رخان چھلے کا

ای ظفر حلقۂ گیسوی پری رخ کے سوا
کام انگشت میں شانہ سے کہان چھلے کا

جسے سمجھا تو گھٹنا شیشکو درد ازکمر ٹپکا تھا
چمن میں شاخ سنبل کے لیے مین گئی بوسے
گرا یا خاک پر اشک چشم طفل اشک کو نا حق
سنرا ای دل نہ کچ فہم جتنا تو بلائین ہو
تکرور یا کشوں سے ساقیا اتنی تنگ ظرفی
مگر یہ گریۂ فریاد بلبل کا اثر تھا کچھ

خدا جانے وہ سر کو کسنے در پر تیری پٹکا تھا
بندھا جو دھیان آنکھوں میں سے تیرے گیسو لٹکا تھا
کہ گر نا نیزۂ مژگان سے تیر کلم شٹ کا تھا
تری شامت تھی کیوں تو جا کے ان لفون میں اٹکا تھا
دیا اک شیشہ مر اور مجھے درکار مٹکا تھا
لگا جس سے کہ طفل غنچہ کو گلشن میں چٹکا تھا

ظفر دل لیگیا مجکو گلی مین اُس پری وش کی
وگرنہ اب تلک تو وہان فرشتہ بھی نہ پھٹکا تھا

سر بسر تیری نگاہوں نے جگر کو چھانا
دل گم گشتہ نہ ہاتھ آیا بہت سا ہمنے
اس لطافت سے ہے سرخی تری رخ پر گویا
پہونچے تیرے لب و دندان کی حلاوت کو کہان

کثرتِ تیر نے آخر کو سپر کو چھانا
جون صبا خاک در رشک قمر کو چھانا
صافی نور سے رنگ گل تر کو چھانا
ہمنے سو بار اگر شیر و شکر کو چھانا

جلایا دل جو ترے شعلۂ نگاہ نے رات
فلک پہ نالہ مرا ناوکِ شہاب بنا

دل شکستہ کی تو میرے کچھ درستی کر
خدا کا گھر ہے بنا تا بڑا ثواب بنا

ہوئی نہ پاؤں تلک اُسکے دسترس افسوس
ہمارا دیدہ نہ کیوں حلقۂ رکاب بنا

کیا تھا کشتہ مجھے کسکی چشم مست نے آہ
کہ میری خاک سے ہے ساغر شراب بنا

جو میرا اخترِ بختِ سیہ دکھاتا ہے
تو خال لکوئی کا جل کا اک شتاب بنا

نہ پہونچا کان ملاحت تمھاری کانوں تک
اگرچہ اشک مرا گوہر خوش آب بنا

ظفر جو لکھنا ہے احوال دل تجھے اپنا
تو ایک رقعہ سے کیا ہو ویگا کتاب بنا

اک پیالا رات مے کا رند متوالا اڑا
مہ کو کتنا ہی نشہ میں روئی کا گالا اڑا

آشنا ہو دل مرا چاہِ ذقن میں گر پڑا
ورنہ یہ تو زور میں دریا اڑا تا لا اڑا

شعلۂ الفت نے خدا جانے کہ دی کس گھر کو آگ
آسمان پر جا ہی آتش کا پرکالا اڑا

تیری آنکھیں تو بلا ہیں دل کو چھوڑیں ہیں کوئی
گر بجیں تیغ گاں ہے تو پھر کیوں ہے دنبالا اڑا

رو برو تیرے رخِ روشن کے ای خورشید رو
مثل شبنم رنگ سے رنگ گل لالا اڑا

لے دل صد چاک کو اپنے ہوا خواہوں کے تو
اپنی تجمل میں لگا کر اسکو پنچالا اڑا

دامن مجنوں لا غر خار نے تھا بنا تو کیا
آخر ش ہو کر بگولے میں تہ و بالا اڑا

اُسکے گھر جانیکا مانع وہ جو ہونا تھا ظفر
شکر لِلّٰہ اب وہ بار برد کنے والا اڑا

جو نہ کہنا تھا کہا جھٹ منہ پہ اُس سفاک کے
سچ تو یون ہے ہان ظفر بھی ایک ہی بیباک تھا

ہووے تمہارے در تک اپنا گمان سے آنا
جب اک قدم ہے مشکل اس ناتوان سے آنا

بیمار غم کو تیرے دیکھے آئے سب اطبا
عیسیٰ کا ایک باقی ہے آسمان سے آنا

کوئی عدم کو جاکر کوئی پھرا نہ ہرگز
دشوار ہے نہایت شاید وہان سے آنا

للہ کر نہ دیجو برباد خاک عاشق
آہستہ ای صبا تو کوئے بتان سے آنا

اک ان پر ہے سودا عاشق کہ جنس دل کا
فرماتے آپ کیون ہین ناحق زبان سے آنا

کیا دخل ہے کہ آوین وہ خاک کشتگان پر
آنا کبھی جو شاید دامن کشان سے آنا

دم ای ظفر ہوا تھا اپنا بھی رات جو مین
خوشبو کا اُسکی زلف عنبر فشان سے آنا

تراش کوہ سے کیا کوہکن پیکر بنا دیتا
اگر ہوتا سلیقہ کا تو شیرین گھر بنا دیتا

صدقے کا سا اثر ہوتا جو نقش پاے جانان مین
کہ ہر اشک چکیدہ کو مرے گوہر بنا دیتا

اگر مین جانتا یہ تکبر زمین سے لالہ نکلے گا
تو اپنے کاسۂ سر کو ترا ساغر بنا دیتا

اگر تصویر مانی کھینچتا اُس میرے قاتل کی
تو اس تصویر کے بھی ہاتھ مین خنجر بنا دیتا

نہ پوچھو مین مرے کچھ خلش اس نوک مژگان کی
کہ ہر مو کو بدن پر مرے نشتر بنا دیتا

تصور دیدۂ تر مین مرے اُس روی تابان کا
گہر کو اشک کے ہر دانہ اختر بنا دیتا

| | |
|---|---|
| اشک سے دیدۂ تر میرا کہان ہے لبریز | معجز عشق سے یہ کوزہ مین جیحون ہے بھرا |
| غم لیلےٰ نے لٹاکر اُسے مارا شاید | خاک صحرا مین جو بکسر تن مجنون ہے بھرا |
| کشتۂ مژگان کا تری دشت مین مدفون ہے کیا | اسقدر کانٹون سے جو دامن ہامون ہے بھرا |
| چین ملتا ہی نہین عشق کے آوارون کو | بغض کیا جی مین تری گردش گردون ہے بھرا |
| خاک بدرد کے کرے کوئی جی اپنا خالی | لاکھ حسرت سے ہمارا دل محزون ہے بھرا |
| کون ہو تجھ سے دوچار آن کے ظالم کہ بلا | تجھین سہاری نگہ چشم پُر افسون ہے بھرا |

درم داغ کی دولت سے مرے سینے مین
اے ظفر دیکھ کہ گنجینۂ قارون ہے بھرا

| | |
|---|---|
| یہ چشم تر سے دم گریہ خون ناب بہا | اگر پانی کوچے مین رنگین جو شہاب بہا |

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| ہمارے آگے نہ آنسو توا کی سحاب بہا | وگر بہا وہ تو لیون ہین درخوش آب بہا |

## مطلع ثالث

| | |
|---|---|
| ہماری آنکھون سے جسوقت خون ناب بہا | بھر نکا گنبد افلاک جون حباب بہا |
| ہماری ہاتھ سے اُس جام نوش کر ظالم | لگا کے لب سے گریبان میت شراب بہا |
| ستارے آئے نظر آفتاب پر ہمکو | عرق جو رُخ پہ تری رشک آفتاب بہا |
| کھلا اگر کبھی واعظ پہ ایک نکتہ عشق | یقین ہے دیوے گا دریا مین ہر کتاب بہا |

دیگر

مطلع ثانی

ظفر عالم مین ... جہان دیکھا

| | |
|---|---|
| یہ آسمان غلام ہے کس مہ جمال کا | پہنے پھری ہے کان میں بالا ہلال کا |

## مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| رکھا ذقن پہ یار نے کیوں دانہ خال کا | ہے بفضیہ ہما یہ عجب ہونا دال کا |
| انبوہ خال و خط سے ترا صفحۂ عذار | گویا کہ فال نامہ ہے یہ دانیال کا |
| دل سلسلے میں زلف کی بیعت گزین ہوا | کوئی اسے مرید کہو کوئی بالکا |
| ہوتا ہے چودھویں کو ہمیشہ خسوف ماہ | جو دن کمال کا ہے وہی ہے زوال کا |
| غیرت کہو ہے قبر سکندر کو دیکھنا | یارو کچھ اعتبار نہیں ملک و مال کا |
| بارش ہے میری ابر مژہ کی عجب نہیں | موسم ہے تمام برس برشگال کا |
| ہے آئینہ رخوں کا تصور جو آنکھ میں | ہے آرہا نظر مجھے عالم مثال کا |

منہ ہم نے پیٹ پیٹ لیا شب کو اے ظفر
یاد آیا اُنکے گال پہ رکھنا جو گال کا

| | |
|---|---|
| نہ ہرگز درد دل سے میں کراہا | غرض پوشیدہ الفت کو نباہا |
| محبت کے یہ معنے ہیں کہ میں نے | وہی چاہا کہ جو کچھ تو نے چاہا |
| عیاں ہے صفحۂ رخ پر تری خط | کہ ہے تنخواہ بوسوں کا سیاہا |
| فقیروں سے کوئی پوچھو لذت عشق | اہاہاہا اہاہاہا اہاہاہا |

ودیگر

نالہ بھی کرنے نہ پائے کہ نکلتی حسرت
ہمکو اے عشق گلا تونے دبا کے مارا

یاد میں مرتے تھے ہم غمزہ جانان کی آہ ہی
اور فارغ نے وہ تصویر دکھا کے مارا

آنکھوں آنکھوں میں ہمیں اس بت بیدرد نے آہ
تیغ بیمہ ناز کہ خنجر سے ادا کے مارا

طائر نظارہ مرا اُن نے دیکھت پوچھو
مرغ دل پر مرے اک دام بچھا کے مارا

ناز ہو کیوں نہ مری خاک سے ہو روئیدہ
تجکو اُس شوخ نے ہر ناز دکھا کے مارا

صغر سن کی ہیں یہ باتین کہ جو وہ ڈھ گئے
ہمنے زانو پہ جو ہین ہاتھ اُٹھا کے مارا

ہے کفن چادر مہتاب سے میرا لازم
کہ مجھے جلوہ نے اُس ماہ لقا کے مارا

داد دیجے ظفر اُس غمزۂ پنہانی کی
جسکو مارا اُسے کافر نے جتا کے مارا

تو جو مہتابی پہ کل رات کھڑا گاتا تھا
دائرہ مہ بھی لیے ساتھ کیے جاتا تھا

بند گئی تھی ہوا گانے کی تیری کہ مرا
ساتھ ہر تان کے جی تھا کہ اُڑا جاتا تھا

کیا کہوں رقص کا عالم عجب انداز کے ساتھ
تھا ٹھوکر کہ تری ٹھوکرین دل کھاتا تھا

ہاتھ کو ہاتھ پہ تو رکھ کے لگا جب چلنے
ہاتھ ہم ملتے تھے دل تھا کہ ملا جاتا تھا

کیا کہوں عالم جنبش کہ لا آتش دل
جنبش دامن مژگان سے وہ بھڑکاتا تھا

دامن اپنا تو اٹھا چلتا تھا جس ناز کے ساتھ
گھیر دامن کا مجھے گھیر کے لے آتا تھا

آنکھ چاہت کی ظفر کوئی بھلا چھپتی ہے
اُس سے شرماتے تھے ہم ہمسے وہ شرماتا تھا

ودیگر

ودیگر

گلگشت چمن سے کام کیا ہم کو نہیں
از ظفر اُس گل کا جو دن دیکھا دم رفتہ بھرا

ہوا اُس در پہ نقش کا لجراب غیر سنگیں دل
ظفر پہلے ہی گر جبہ وہ اُکھڑ جاتا نہ جمجاتا

آنسوؤں سے سینے کے یوں گھاؤ پر پانی چڑھا
جیسے ہو دریا میں پُل پانی پر پانی چڑھا

کھینچ کا نقاش نقشہ گر کسی کے روئے زرد کا
اسقدر زر کا دیا جو تا دیکھ پانی چڑھا

کشتگاں کیوں کھلیں لوگ آن کہ مقتل میں غسل
شے برس کر ابر اس ستھرا دیکھ پانی چڑھا

کو بہ جاناں میں دم جوش زن ہے چشم تر
بند بند ہوا کہ پل بند اُدھر پانی چڑھا

آج گریہ کو مرے دریا چڑھا ہے ورنہ کل
یوں ٹوٹا یو خشک تھا اُدہا تو پر پانی چڑھا

مستعد ہے جنگ پر غیر دن کے کہنے سے ظفر
ہے یہ تیغ بے حیا کس جا پر پانی چڑھا

بولے وہ جب ہم نے شب کو نالہ پر حسرت بھرا
یوں جتائی چاہ تو بھی یک ہے فطرت بھرا

سو زبان سے غنچہ کرتا ہے پریشانی بیان
یہ خدا جانے کہ دل ہر کس کا سو حسرت بھرا

بھرتا تھا سنگ جراحت جس جراحت میں مرے
دہاں نمکداں ملاحت تو نے ہی شدت بھرا

کھینچی جب تصویر زخمی کی تو کر سبز ادے
رنگ کی جا خون اُسنے دیکھ کو رنگت بھرا

دیکھنا اے حضرت عشق آنسوؤں کے جوش کو
ہم نے دامن موتیوں سے آپ کی دولت بھرا

دھجیاں ہو کر اُڑا دامن ولے ہاتھ کبھی
سو خار مغیلاں سے نہ اے وحشت بھرا

یاد چشم مست میں بیہوش ہیں کچھ کو خبر
دے ہر ساقی نہ بھر ساغر میں یا شربت بھرا

[illegible]

مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| مانگ کا گوہر اسکے کب ٹوٹا | اک ستارا ہی وقت شب ٹوٹا |
| تیرے ہاتھوں سے میرا آئینۂ دل | روش دانۂ عنب ٹوٹا |
| کیا کہون اپنی گردش قسمت | جام مے ہو کے لب بلب ٹوٹا |
| بادۂ خون دل کہان رکھیے | ساغر دل تو سب کا سب ٹوٹا |
| خاک مین دخت رز پہ باندھو تاک | اکسر کو توال اب ٹوٹا |

تیغا دیوان خانہ مین اُسکے
اے ظفر آج کیا سبب ٹوٹا

| | |
|---|---|
| مرا کھیل سنبھلا سنبھالا بگاڑا | کسیکا تھا کیا مین نے ڈال بگاڑا |
| مری کاسۂ سر مین کیون بھر دیا خون | پر تم نے اچھوتا پیالا بگاڑا |
| گئے تھے کہان دھبے کس جا لگے ہین | نیا گل کا اوڑھا دوشالا بگاڑا |
| مرے ساتھ کھاتے ہین کر یاد کس کو | بناتے بناتے نوالا بگاڑا |
| کھینچا وہ نہ مانی سے بالے کا نقشہ | بنا کر کئی بار مالا بگاڑا |
| فلک نے ترے سر کا عمامہ مجنون | جنون کو لگا کر اچھالا بگاڑا |

بنا کام اپنا ظفر کب کسی سے
کہا مینے جس کو بنالا بگاڑا

| | |
|---|---|
| پہلے تو ہاتھوں سے وہ ڈورا چکی کا نانیا | اور اسی ڈور سے ہے پھر قد اپنا ناپا |

دیگر

کچھ نہ تنہا پاس سحر وہ دلربا چنپت بنا
غم نہیں گر پاس ہے وہ مہ لقا چنپت بنا
ایک بادی جو رہی جھوکا ہوا کا عندلیب
کھینچکر الٰہیں دیوار جو مین چھپ رہا
فرصت نظارہ ہر کسکو کہ مانند حباب
اعتبار اسکی دلا پہلو نشینی کا نہین

ساتھ آسکے ہمدمون دل بھی مرا چنپت بنا
پہر مرے پہلو سے دل سا آشنا چنپت بنا
صبح گلشن سے زر گل کو اڑا چنپت بنا
بولے دیکھو تو کوئی دو ہی ہا چنپت بنا
بحر ہستی مین جہان کی چشم وا چنپت بنا
بیٹھکر پہلو مین وہ تو بارہا چنپت بنا

کل سمجھ لونگا ظفر اُس سے جو وہ آئیگا ہاتھ
آج دھوکا دیکے مجھکو کیا ہوا چنپت بنا

قاتل اب ڈھونڈھے ہے عاشق بیجان مین کیا
فرق اب تجھ مین ہے اور یوسف کنعان مین کیا
خط رخسار کا تیری نہین اٹھتا اک حرف
روش باکوری ہر جادہ جنون نے تیرے
جھونکی جنبش سے تمہاری کہین پھونچا آئے
ہو گئے جس سے کہ مسجود ملائک تھے خاک
نالہ بلبل کا جو سنتا نہین وہ گلشن تک
جو کہ رنگین ہین ظاہر مین وہ ہین خالی ہاتھ

جب گئی جان تو باقی رہا انسان مین کیا
لکھیے جز صلّ علیٰ ہے خط ریحان مین کیا
نہین معلوم لکھا ہے خط ریحان مین کیا
ہاتھ مارے ہین کہین وحشت کے دامان مین کیا
کہو میرا نہین تم بیٹھے ہو الان مین کیا
نہین معلوم کہ وہ چیز ہے انسان مین کیا
بارہ شبنم نے بھرا گل کے کہین کان مین کیا
کوئی بتلا دے کہ ہے پنجۂ مرجان مین کیا

مزار کوہکن اب سوے باغ پتھر کا
رکھے ہے دیکھ کے شیرین چراغ پتھر کا

کرے جو خال صنم سے ہمائے ہمچشمی
تو بن ہی جائے مقرر وہ زاغ پتھر کا

یہ دل ہی ہے کہ رکھی جسمین عشق کی آتش
دگرنہ رکھوں تو شق ہو ایاغ پتھر کا

نہ مرتا کوہکن آخر تو گھر ترا شیرین
بناتا کوہ سے پا کر فراغ پتھر کا

بتوں کی سنگدلی نقش کالحجر ہی ہمین
یہ سچ ہے مٹ نہین سکتا ہے داغ پتھر کا

تو لے کے شیشۂ دل اس روش نہ پھر بلبل
کہ فرش سنگ بھی ہے صحن باغ پتھر کا

ادا و ناز اٹھانے کو تیرے سنگین دل
کہان سے لائے کوئی اب دماغ پتھر کا

سمجھ انکو جام مرصع ہمین کہ ہے ساقی مے
ہمین فقط یہ بلورین ایاغ پتھر کا

ظفر کا ریختہ گر یہ سنے تو ہنجاوے
ہر ایک شاعر نازک دماغ پتھر کا

دھیان زندان پہ ترے آٹھ پہر ہے اپنا
بن گیا تار نگہ سلک گہر ہے اپنا

ثمر رخشان نخل فقط داغ جگر ہے اپنا
سینۂ چاک بھی مانند سحر ہے اپنا

موج زن تا بگلو ہے جو وہ آب دم تیغ
چون حباب لب جو کاسۂ سر ہے اپنا

زخم سینے پہ چھڑکتے ہین سدا اشک نمک
کم نمکدان سے نہین دیدۂ تر ہے اپنا

ہم وہ ہین دہر مین نخل گل آتش بازی
کہ جو شعلہ ہے وہی برگ و ثمر ہے اپنا

تیغ کھینچے ہے جو موج نگہ یار ادھر
یان بھی ہر داغ جگر مشکل سپر ہے اپنا

[illegible]

جو غیر کا ترے گھر میں پلنگ بچھے گا
تو اپنی چھاتی یہ یہاں فرش سنگ بچھے گا

تو لیتی بحر خجالت نہ کیوں ہو زاہد خشک
مُصلّا اپنا سر آب گنگ نہ بچھے گا

پلا مجھے کہ گلگوں اس ابر میں ساقی
چمن میں غاشیہ سبز رنگ نہ بچھے گا

اگر ہے قصد ہم آغوشی اب تجھے گلرو
بچھونا تیرے لیے بید رنگ بچھے گا

ظفر کو خواب نہ آویگا فرش مخمل پر
بغیر تیرے اگر شوخ و شنگ بچھے گا

کیا وصف جبیں میں کہوں اُس ماہ جبیں کا
اک تختہ سراسر ہے وہ فردوس بریں کا

یا صبح ہے یا آئینہ یا ہے ید بیضا
یا صفحۂ رخسار کسی شوخ جبیں کا

یا مشتری و زہرہ ہے یا مہر درخشان
یا جلوۂ پر نور ہے یا ماہ مبیں کا

یا تختہ بلوریں ہے کہ ہے لوح یہ سیمیں
یا صفحۂ سادہ کسی انمول نگیں کا

کیا زور زمین شعر کی یہ تو نے نکالی
ہے وصف ظفر اسمیں بیان اسکی جبیں کا

ہے ہماری خاک پر تیرا سراغ نقش پا
شمع مرقد سے یہ بہتر ہے چراغ نقش پا

گل نہیں چھاتی پہ مری نقش پای عشق میں
جلوہ گر ہے لالہ رو یہ دیکھ باغ نقش پا

فندق پا سے ہوا ہے جسکے اک عالم شہید
ہر گل اورنگ سا اسکا ہے داغ نقش پا

پیکے ہے مستی تری رفتار سے وہ مست ناز
نشہ بخش دو جہان ہے ہر ایاغ نقش پا

[illegible]

سر اٹھا سکے نہیں تم آج مستی میں ظفر
بادۂ الفت کا تمکو اب نشہ اچھا چڑھا

حیف جوں غنچہ نہ اپنا دل پژمردہ کھلا
ہر گل زخم جگر اسکے سدا پاس کھلا

صبح گلشن میں جو گل سونگھ تری باس کھلا
اسکو شبنم نے دیا پارۂ الماس کھلا

شانہ ساں اے دل صد چاک تو وہ تجھی ہے
الجھ میں اسے نہ کر مرنے کا وسواس کھلا

دل دلگیر ہے جوں غنچۂ تصویر مرا
یار جا اسکے نہیں کھلنے کی مجھے آس کھلا

ہمیں ہر میں حیران ہوں صیاد دیکھ کے میں
کیونکر ہر پانی ہے ہر گل قرطاس کھلا

دل ہوا فسردہ کسی کا تو بر رنگ غنچہ
در ہے تاثیر م صاحب انفاس کھلا

مار ڈالے گی تجھے زلف سے الفت مت کر
دیکھ کالے کو نہ لیبرا ہی دل ہر پاس کھلا

سر کی دشت میں کر خضر سے اے مدد گار میں
غوطہ دریا کی محبت میں نہ الیاس کھلا

عشق دلدار ظفر کہ نہیں شہباز سے کچھ
ہمنے دن رات دیا اپنے اُسے پاس کھلا

گیا فقط گریہ سے چشم تر پہ پانی پھر گیا
ایک پل میں اک جہاں گھر پہ پانی پھر گیا

لمعۂ خورشید عالمتاب سے دریا میں صبح
کیا طلائی موج کے خنجر پہ پانی پھر گیا

دیکھ کر دندان کی آب رتا بہ تیری ریکسیں
دامن ساحل میں گوہر پہ پانی پھر گیا

سامنے اسکے عرق آلودہ چہرے کے نسیم
شرم سے کیا لالۂ احمر پہ پانی پھر گیا

عیان ہے لخت دل مژگان پہ میری کیا تماشا ہے
دیا ہوویگا جسنے عاشقی مین جان شیرین کو
مری آنکھون مین اسکے سبز خط کی جو ہی کیفیت

کہین بید انیستان مین گل ورنگ ہوویگا
نشان کوہکن چھاتی پہ اسکی سنگ ہوویگا
تجھے ساقی نصیبا ایسا نہ جام بنگ ہوویگا

کھلین جیسا کہ گل معنی تمھارے ای ظفر آ سجا
نکیونکر قافیہ غنچے کا ہو تو تنگ ہوویگا

نزلہ شبنم سے گرا دل پہ ترے گل ٹھنڈا
تپ دوری سے جو مین مرکے ہوں بالکل ٹھنڈا
دل سیپارہ کو شیرازی کو باندھے ہو دلے
ہی کہان مرغ نظر چشم مین زیر ابرو
نام پر اسکے وہ گرم ہوے تھے لیکن
اسکے بے شربت دیدار ہوگی تسکین
اب کیا عشق کی آتش نے ہمندے تجھے
سینے پر آنکھون مین گلاب اور ہے تجھے ٹھنڈک
کیا ہی گھبرانے مین و درات کو جسوقت چراغ
کھا گیا جلتا ہوا لقمہ شعلہ گلگیر
یاد و نبالہ نے دی پھونک مرے دل مین آگ

نالہ کھینچے ہی تاسف سے جو بلبل ٹھنڈا
تپ کلیجا ہو ترا مست تغافل ٹھنڈا
کہین قرآن نہ ہے مسندی کا کل ٹھنڈا
مرغ آبی نے مکان ڈھونڈھا پہ بل ٹھنڈا
کیا تدبیر سے انکو بہ تامل ٹھنڈا
پانی پیشہ کے ہو بخوبی جل ٹھنڈا
کر چکا دل کو بس انکو ان تامل ٹھنڈا
گرم جلتا ہو جبتک کہ سر گل ٹھنڈا
ہو گیا لگ کے مرا دامن فر غنسل ٹھنڈا
بل بے گرمی نکیا وقت تنہا دل ٹھنڈا
کون کہتا ہی کہ ہی برگ قرنفل ٹھنڈا

ردیف الکاف

ظفر وہ دشمن جان قدر دان دل نہووےگا
ندینا دل ہر بت کعبہ کچھ حاصل نہووےگا

جسے ہو درک فن عشق مین غافل نہووےگا
جو وہ سرمست ساقی رونق محفل نہووےگا
جھکاویگا وہی محراب بیت اللہ مین سرکو
گلی مین یار کی آسکون بکھرے تو بھی جل بدل
کبھی بوسے مقرر کیے دینے مجھے تم نے
سیاہ ہین خط و رخسار کے تو غور سے دیکھا

اُسے گر لاکھ قاتل کیجیے قائل نہووےگا
نشہ ہوگا مجھے البتہ پر کامل نہووےگا
جسے زاہد خیال ابروی قاتل نہووےگا
ابھی تو قافلہ ہو بچار سر منزل نہووےگا
تو کیا صاحب حساب دوستان در دل نہووےگا
کچھ اپنا ہوگا باقی آپکا فاضل نہووےگا

ظفر تو نام لے مشکل کشا کا اور پڑھ مطلع
بدلنا قافیہ اب کچھ تجھے مشکل نہووےگا

ہو تیرے ہاتھوں سے عاشق کا گلا کاٹا ہوا
سہم کر اس ناتوان کا ہو گیا بس دم ہوا
دیکھے دل اُس زلف کو ہمنے نہ دیکھا
کھینچے ہو دامن مرا خار جنون جب دشت مین

اور پھر پوچھے ہے تو یہ کیسا غرا ہوا
صید افگن تیر پر ناوک کا یہ سناٹا ہوا
بلکہ اس سودے مین ہمکو ہمنشین گھاٹا ہوا
پوچھے ہے آہو سے مجنون کیا یہ جھپٹا ہوا

ہونٹ جاتے ہو ہمیشہ اس مزے سے اپنے وہ
وہ لب شیرین ظفر جس کا کہ ہے چاٹا ہوا

| | |
|---|---|
| مرجائیے یا کچھ ہو کسے دھیان کسی کا | دنیا مین نہین کوئی مزہ جان کسی کا |
| یہ سنگدلی اپنی بتو چھوڑ دو للہ | دل توڑتے ہو کس لیے ہر آن کسیکا |
| ہوتی ہے بری عشق کی آتش مجھے ڈر ہے | گھر پھونکے نہ یہ آتش سوزان کسی کا |
| ہے عشق کی منزل مین یہ حال بنا کہ جیسے | لٹ جائے کہین راہ مین سامان کسی کا |
| سوجھی ہے مجھے رونے سے دن رات کے ایکدن | گھر دینگے ڈبو دیدۂ گریان کسی کا |
| ہے زلف ورخ یار کے قائل کوئی ہر گز | ہندو نہ کسی کا نہ مسلمان کسی کا |

اب قافیہ و بحر ظفر پھیر غزل لکھ
بٹ جائے نہ اس سمت سے پھر دھیان کسی کا

| | |
|---|---|
| نہین دیکھ بہتر ستانا کسی کا | کڑھانا کسی کا کڑھانا کسی کا |
| مجھے یاد آتا ہے ہنس ہنس کے یارو | رُلانا کسیکا رُلانا کسی کا |
| کبھو تو سنا کر ذرا گوش دل سے | فسانا کسی کا فسانا کسی کا |
| مجھے یاد کر کر کے آنسو بہانا | بہانا کسی کا بہانا کسی کا |
| نہ سمجھا تو ناصح کہ مدت سے مین ہون | دوانا کسی کا دوانا کسی کا |
| عزیز ورے آگے بجز ذکر دلبر | نہ لانا کسی کا نہ لانا کسی کا |
| نہ ہو ویگا دل تیر مژگان بن اسکے | نشانا کسی کا نشانا کسی کا |
| نمانا کرو میری جانب سے اب تم | لگانا کسی کا لگانا کسی کا |

کیا تو ضبط فغان رات ہمنشین لیکن
ہوا ز ظلمتِ گیسو ترے سحر گیا ہے

ہمارے مرگ تحیر کی یہ نشانی ہے
کسی کو بہر عیادت بلایا جاہتے ہین

عجب ہے دل پہ مرے اختیار کا ہونا
یہ گل ہمارے چراغ مزار کا ہونا

برنگ آئینہ یہ انتظار کا ہونا
نہین ہے خالی از علت بخار کا ہونا

بغیر وصل گل اندام اے ظفر مجھکو
خزان ہے آنکھون مین مری بہار کا ہونا

نہ دیکھون نہ دکھائے چراغ سے دریا
اُٹھا چمن سے نہ باد خزان جنازۂ گل

ہوا ہے شیخ جی انکو تو بے طرح سخن کا کام
ہے جوش صفت میرے داغ دل ہے شرنگ

پُر گریہ جب ہین نا اگہ ہنستے آج
کہ خالی اب نہین الفت کے داغ سے دریا

رہے گا دیدۂ مژگان داغ سے دریا
بہا کرے ہے ہمارے دماغ سے دریا

کہا کہ اندر ہے کیون اس کے داغ سے دریا
رواں کیا ہے یہ گویا ایاغ سے دریا

برنگ ساقیِ بدست ہو نظر مین ہر شا
ظفر حساب ہے ہر ایک داغ سے دریا

کہا جشنگ مرمر رخ ناز مین سے چھٹا
اُٹھا سکے ہو نہ مجھے کون سنگ کوچے

پڑا جو سایۂ زلف اسکے ہاتھ پر تو کہا
یہ کھنوڑا کے گل یاسمین سے چھٹا

مثال نقش قدم مین زمین سے چھٹا
کہا اے صاحب یہ مری آستین سے چھٹا

دیگر

دیگر

| | |
|---|---|
| گرد مین اسکے پھرا اور پھرے میرے دن | رشک خورشید پھرا جبکہ سفر سے پلٹا |
| تھی یہ تاثیر مرے طالع برگشتہ کی | رات وہ ماہ جو آکر مرے گھر سے پلٹا |
| فوج ہمسر تھی نورش کی تھی دل زار پہ آ | پھر گری جان پہ آکے ادھر سے پلٹا |

دم گیا وہ نہ ظفر اپنا الٹ رات کو آہ
جو ہین وہ آکے ذرا میری نظر سے پلٹا

| | |
|---|---|
| جسطرف آہ کا شعلہ مرا جھکتا ہوگا | ہے یقین خانۂ مردم وہان پھکتا ہوگا |
| قیمت دل مری بازی محبت مین نہ پوچھ | یہ وہ سودا ہے کہ ہرگز نہین چکتا ہوگا |
| خال ایک قبل کا جو ہے منھ پہ ترے اسکے سوا | تیرے مکھڑون کو پسند اور نہ تکتا ہوگا |
| کیون نہ نکلیگا نالے کے مانند لبے گا نالان | جسکا دل پُر ہے غم عشق سے چھلکتا ہوگا |

داغ ہوگا جسے سینے سے لگانا اسکا
اسکا دم کیون نہ ظفر سینے مین رکتا ہوگا

| | |
|---|---|
| مین ہون وہ نقش جہان اُن پہ گرا ہون گا | جسکا پہونچے نہ ٹھکانا حشر تلک ہونگا |
| خاک ہوکر بھی بگولے کیطرح چین نہین | حال ابتر ہے یہ کچھ تیری ہوا خواہون کا |
| حج اکبر ہے جسے کعبۂ دل سے حاصل | ہو خیال اسکو بھلا کس لیے درگاہونکا |
| جائیگا جبکہ یہ خاک تہ اسوختہ جان | گرم ہو جائیگا بالین وہین سب چاہونگا |
| اے ظفر دل سے ہون مین خاکِ در فخر الدین | معتقد مین نہ گداؤنکا ہون نے شاہونکا |

| | |
|---|---|
| باغ مین غنچہ نکل جیسے کوئی کھلتا ہے | اس روش سے لب زخم دل رنجور کھلا |
| بوسہ جب اس سے طلب مین نے کیا یون بولا | کل کی باتون پہ تو پھر آج بدستور کھلا |
| اسی باعث سے یہ آیا تھا مین تیرے گھر مین | ہاے آنیکا مرے باتون مین مذکور کھلا |

فضلِ یزدان سے بس اب دیکھ ظفر تیرے لیے
ایک دو روز مین گنج زر تیمور کھلا

| | |
|---|---|
| دلا اس زلف کی کوچہ مین گر جانا بھی ہووے گا | بہت مت ٹھہر نا شب وہان سے پھر آنا بھی ہووے گا |
| دل پر خون سے کیونکر چشم مین ہم خون بھر لاوین | جو شیشہ ہوگا مے ہوگی تو پیمانہ بھی ہووے گا |
| تڑپتا ہون پڑا مین بستر غم پر یہ کہکر | خداوندا کبھی اسکا یہان آنا بھی ہووے گا |
| جو لاتے تھے انھین مجھ پاس وہ اُٹھے تو یون بولے | ابھی جاؤ نہ گھر تک مجکو پہونچانا بھی ہووے گا |

ظفر اُس سے جدا ہو یہ نہین ہے ممکن ای یارو
جہان ہوگا وہ شمع بزم پروانہ بھی ہووے گا

| | |
|---|---|
| جنون نے جبکہ دکھلایا ہمین عالم بیابان کا | تو پھر اپنی نظر سے گر گیا جلوہ خیابان کا |
| جنون صد آفرین کیا ہی اُڑائین دھجیان تو نے | رہا پرزا نہ دامن کا نہ اک ٹکڑا گریبان کا |
| یہ زلف عنبرین ہے جو تماشا دی روشن کی | کب ایسا رات کو ہوتا ہی جلوہ ماہ تابان کا |
| نہ آوین کیون نظر گردش مین فلک پر آفتاب و مہ | اگرچہ پھیر کر باندھے وہ اک پیچہ پر ایمان کا |
| شب و یجور مین اک سانپ سا چھاتی پہ لوٹے ہے | ہوا ہون جب سے مین آشفتہ یار زلف خوبان کا |

وفور گریہ سے ہر موج آتشین ہر آہ | ہر ایک اشک کا قطرہ حباب سا چمکا
خرام دیکھ کے شبرنگ ناز کا تیرے | ہلال چرخ پہ بنکر رکاب سا چمکا
صنم خدا کی قسم قشقہ جبین تیرا | نظر مین خلق کی لوح کتاب سا چمکا
ہزار دن تڑپ کھاتا ہی قطرہ سیماب | ولے نہ اس دل پر اضطراب سا چمکا

ظفر کلام مین تیرے عجب صفائی ہے
کہ ہر سخن ترا گوہر خوش آب سا چمکا

تم کمر عذاب نہ بالائے کمر باندھو کرا | یہ تکلے مین تیغ رکھ بند سر باندھو کرا
مین نگین کا میان نکلنے فصل گل آئی ہے آہ | دیکھو صیاد نہ تم بلبل کا پر باندھو کرا
جا بجا ہیں مرہم نہ جلا جو تم اب مرہم لگا دو | اس ہر زخم جگر کو کھول کر باندھو کرا
ہو نہ طفل اشک اتر مردہ ہان چشم آہ | ہان ہے ابد راہ اب تم دیکھو کر باندھو کرا

ہاتھ آئے ہین عدو اتو تمھارے آج سب
دست بر پشت انکا اب تم اے ظفر باندھو کرا

بہا گریہ سے میرے اسقدر سیلاب پانی کا | نظر آنے لگا جون بلبلا مہتاب پانی کا
تر کیا ہے ہمین کمو کہ ہم اب آپ حیران تھا | یہ دور آتشین یارب ہے یا گرداب پانی کا
عجب کیا ہی جو اپنا پارہ دل چشم مین ٹھہرے | یہ تو سچ ہے کہ عاشق ہو وہ کہ سر خواب پانی کا
تمھارے آب خنجر نہ کیا سیراب اے پیارے | نہایت تشنہ تھا مرغ دل بیتاب پانی کا

عقدۂ بحر حبا میں نہ ابھرتا تھا حباب — دم میں برباد ترا نقشۂ تعمیر ہوا
تکمۂ لعل بجائے شوخ نہیں زیب گلو — کسی بے جرم کا خون تیرے گلوگیر ہوا
چین ابرو نے تری قتل کیا ایک جہان — آج ظاہر یہ ترا جوہر شمشیر ہوا
کیا ہوا پانون کو جو ہاتھ لگایا تیرے — اتنی سی بات پہ میں مورد تقصیر ہوا
اُٹھ گیا مُنھ سے نقاب آج یہ کیسکے صبا — اتنا رنگ رخ گل باغ میں تغییر ہوا

کیمیا ڈھونڈھتے پھرتے ہیں ظفر اہل ہوس
دل گداز اپنا کیا جس نے وہ اکسیر ہوا

زخم جبرا آتا ہے منس منس کر دل بیتاب کا — کسنے یہ مرہم لگایا اسپہ ہے تیزاب کا
زلف تیری سر بسر ہے موجۂ دریای حسن — کان میں بالا نہیں حلقہ ہے یہ گرداب کا
تو نے مہتابی پہ چمکایا جو اپنے حسن کو — رنگ پھیکا آسمان پر ہوگیا مہتاب کا
شاخ ہے لیکن نہیں گل اسمین ساقی جلوہ گر — گر نہو ترے ہاتھ میں ساغر شراب ناب کا

تیرے شعر تر میں ہے وہ آبداری اے ظفر
اُس سے ہمسر گوش ہو سکے کیا مُنھ در خوش آب کا

رُخ تابان جو تہ زلف گرہ گیر رہا — کفر و اسلام شب و روز بغلگیر رہا
حلقۂ زلف بہم دیکھکے اس ابرو سے — موج دریا سے بھنور روز گلوگیر رہا
ہو چکی فصل بہار اور ترا دیوانہ — حیف صد حیف کہ وابستۂ زنجیر رہا

[illegible]

دل اپنا ہو سدا مشتاق محراب عبادت کا

ظفر تشبیہ دون کیونکر اسے سرو گلستان سے

کہ اسکا جلوۂ قامت نمونہ ہے قیامت کا

دیگر

| | |
|---|---|
| آہ ہوتی ہے لگن آخر وبال سر پیان | عشق پروانہ سے سیکھے تیرے سر بجینا |
| گردش چشم اپنی مست دکھلا جمن مین صبحدم | بھول جائیگی یہ نرگس ساغر زر بجینا |

عشق کے بازار مین کہتا ہون تجکو اے ظفر

شیشۂ دل کو مئے الفت سے بھر کر بیچنا

| | |
|---|---|
| لگے ہے سیر گلشن مین دل اے غنچہ دہن کسکا | تیری فرقت کی مارے کو روش کسکی چمن کسکا |
| مری وحشت سے ہمسر ہو سکے دیوانہ پن کسکا | برنگ گل ہے سینہ چاک مثل پیرہن کسکا |
| سراپا آتش الفت سے مثل شمع جلتا ہون | نہیں پروا ہے عاشق کو کہ جلتا ہے بدن کسکا |
| خطا ہے گر نہ ہمکو نافۂ مشک ختن کہیے | گرہ مین تونے دل باندھا ہے زلف پر شکن کسکا |
| تصور مین ہمیشہ جسکا پہروں دم بھرتا ہون | خدا جانے نظر مین کھب رہا ہے بانکپن کسکا |
| زمین سے تا فلک برپا جو اک طوفان آتش ہے | شرر انگیز ہے نالہ العزم سوختن کسکا |
| مسافر خانۂ دنیا مین جو آیا ہوا راہی | یہ منزل آمد و شد کی ہے آسین ہے وطن کسکا |
| عزیز وجان شیرین بھی ہے کسنے عشق شیرین مین | زبان تیشہ پر مذکور ہو جز کوہکن کسکا |
| مہ نو غرق ہے خون شفق مین دیکھ خجلت سے | لب زخم جگر ہنستا ہے اب زیر کفن کسکا |

ظفر اسکے لب رنگین سے ہمتو کام رکھتے ہین

کہان کا لعل رمانی ہے یاقوت یمن کسکا

| | |
|---|---|
| بیان کیجیے اگر احوال اپنی شام غربت کا | گریبان تا بدامان چاک ہو صبح قیامت کا |

[illegible]

دیگر

[illegible]

کے تھی شب تہ گلگیر شمع رو رد کر — وہاں سر پہ رے تاج زر بنایا تھا

مجھے تو بوسہ نہ دینا ہو تلخکامی دور — اسی لیے تو تجھے لب شکر بنایا تھا

اسی نے مجکو بنایا برنگ مولا غر — کہ جسنے تجکو میان ہو کمر بنایا تھا

بدل کے قافیہ لکھ اور بھی غزل کوئی
قلم اسی لیے تو نے ظفر بنایا تھا

خدا نے جبکہ جمال بتان بنایا تھا — مژہ کو تیر بھوؤن کو کمان بنایا تھا

ہنسے ہے دیکھ کے محفل میں وہ بت بیدرد — الٰہی کیون مجھے گریہ کنان بنایا تھا

نکیجو روزن سینہ کو بند اسے جراح — اندھیرے گھر کا اسے تابدان بنایا تھا

گیا تھا سیر کو گلشن میں کونسا گلرو — صبا نے غنچۂ گل عطردان بنایا تھا

رہا نہ آکے وہ ایوان چشم میں میری — مژہ کو میں نے عبث سائبان بنایا تھا

مثال نقش قدم بیٹھکر اٹھون کیونکر — ازل سے حق نے مجھے ناتوان بنایا تھا

ملی نہ بحر میں ہستی کے ایکدم فرصت — حباب وار عبث یہ مکان بنایا تھا

غزل اک اور قوافی بدل کے پڑھیے ظفر
اسی لیے تو تمھین خوش زبان بنایا تھا

خدا نے جبکہ تجھے مہ جبین بنایا تھا — تو خط سے رخ مہ ہالہ نشین بنایا تھا

دو چار کیا تیری جھکون سے شب ہوئی پروین — فلک نے انکا انھین خوشہ چین بنایا تھا

قوآ اسد م کہ ہی وقت سحرای گلبدن ٹھنڈا | زمین ٹھنڈی ہوا ٹھنڈی مکان ٹھنڈا چمن ٹھنڈا

خدا جانے سحر کسکی گلی سے یہ ہوا آئی | حباب آسا جو میرا ہو گیا ہی پیرہن ٹھنڈا

برنگ کاسۂ تخ لبستہ آہ سرد سی میرے | ہوا شب کو مہ کامل سر چرخ کہن ٹھنڈا

جو وہ خورشید رو بھی محل آرا انکو ہوگا | تو ہو جائیگا بازار شمع انجمن ٹھنڈا

سحر گر بام پر دیکھے اگر ناہید مہرو کا | وہ ہین ہو چرخ کجرفتار کا پھر بانکپن ٹھنڈا

حرارت اسقدر سوز محبت کی ہی سینے مین | نہوگا بعد مردن بھی بدن پر کفن ٹھنڈا

تو مت منھ موڑ اب مجکو لگالے اپنے سینے سے | کہ میرا سینۂ سوزان ہوا ای غنچہ دہن ٹھنڈا

مریض عشق کی تیری بیان کیا کیجیے حالت | کہ بس پتھرا گئین آنکھین ہوا یکسر بدن ٹھنڈا

ہوا کیون ایک شب کے واسطے پروانہ سی سرکش | سحر ہو جائیگا ای شعلۂ شمع لگن ٹھنڈا

مرا دل تشنہ ہی زلف عرق آلودہ سے کہدو | پلادے اسکو پانی تو سر چاہ ذقن ٹھنڈا

برنگ شمع ہنس ہنسکر وہ آتشخوار جلاتا ہے | شتاب ای دیدۂ پر آب کر میرا بدن ٹھنڈا

سدا دل شعلہ افروز آتش ہجران سے رہتا ہے | نہین ہوتا ہی یہ گلخن کبھی ای جان من ٹھنڈا

جلے ہین آکو جوری ہی ہم اس ماہ کے گھر مین | چراغ ماہ کو کردے تو اے چرخ کہن ٹھنڈا

ظفر لکھون غزل وہ اور تبدیل قوافی مین
کہ تا ہو جائے اب بازار ارباب سخن ٹھنڈا

ہماری آہ سے کب داغ سینہ کا ہوا ٹھنڈا | چراغ گل نہین ہوتا صبا سے بھی ذرا ٹھنڈا

تری دست حنائی سے جو کی تھی دوستی اُسنے
دھر انگارہ اُس غلطی سے دست شاخ پر گل کا

فغان عاشق کی سُننا حق مین ہے معشوق کے بہتر
دماغ اب نالۂ بلبل سے ہو کیونکر نہ تر گل کا

ظفر باد صبا بھی ایک بادی جو رہے دیکھا
اُڑا کر لے گئی کیسا چمن سے صبح زر گل کا

جب ترے بیمار کی گردن کا منکا ڈھل گیا
ہمدمو نکی آنکھ مین نقشہ کفن کا ڈھل گیا

جان شیرین دیتے ہین لاکھون شال کوہکن
گرچہ جوبن اُس بت شیرین دہن کا ڈھل گیا

شام بھی پڑتی تو پھر سو پھر کٹے گی غم کی رات
دن تو یہ کہہ طرح سے رنج و محن کا ڈھل گیا

شمع کا کیا منھ ہے جو اس قد کی ہمسر ہو سکے
صاف سانچے مین بدن اُس سیمتن کا ڈھل گیا

جائے تحسین ہے سراپا اس غزل مین اے ظفر
واہ وا کیا خوب مضمون ہے سخن کا ڈھل گیا

خط رخ پہ تیرے آنے نظر گلبدن لگا
ہو کیون نہ شور دل و دیدہ کو گھن لگا

گلشن مین اُسکے جلوۂ قامت کے سامنے
مانند بید کانپنے سرو چمن لگا

کروٹ بدل کے سونے سے کیا خاک ہو فرا
سینہ سے سینہ اور بدن سے بدن لگا

گر نیسے تھم گیا یہ فلک میری آہ سے
دیکھو تو کیا ستون تہ سقف کہن لگا

پھولا برنگ گل نسمایا مین آپ مین
آکر مرے گلے جو وہ گل پیرہن لگا

کیونکر نہ اپنا زور یہی ہو کہ اب ترا
قسمت سے ہاتھ بوسۂ سیب ذقن لگا

خط اُسے دیکر ابھی آیا تھا قاصد ای ظفر
آفرین ہے یسکے پیغام زبانی پھر گیا

بحر کوزے مین کب اے ہمدم سمٹ کر آگیا
ظرف دل مین بحر محیط غم سمٹ کر آگیا

تنگ تھا وسعت سے جسکے عرصۂ ارض و سما
تھا مین کیونکر ای دل آدم سمٹ کر آگیا

شوق نظارہ اسے کہتے ہین تیرے آتے ہی
چشم مین سینہ سے میرا دم سمٹ کر آگیا

زلف کے حلقے مین رخ ہی یا نخل مین رات سے
سارا نور نیر اعظم سمٹ کر آگیا

تھا دل صد چاک مین شانہ کی تو ہر خاک تنگ
کیونکہ تار گیسوی پرخم سمٹ کر آگیا

کان مین اسکے گہر یا چشمۂ خوبی کا آب
ہر بر نگ قطرۂ شبنم سمٹ کر آگیا

کشتئ دل غرقۂ دریای وحدت جو ہوئی
اک بھنور مین سارا آب یم سمٹ کر آگیا

دامن صحرای دل مین گرد باد نالہ سے
اک غبار خاطر عالم سمٹ کر آگیا

ای ظفر دار قناعت کا ہے صحن اتنا وسیع
جسکے اک کونے مین ملک جم سمٹ کر آگیا

ہمنے شبدیز قلم کو اپنے جب جولان کیا
ملک معنی کا قلمرو یک قلم میدان کیا

جون شرار سنگ ہمکو عشق کی گرمی نے آہ
دفعۃً پیدا کیا پھر دفعۃً پنہان کیا

دیکھ غافل صانع قدرت کی تو صنعت گری
ایک مشت خاک کو کیا کچھ تھا انسان کیا

بار عصیان لیچلے دنیا سے رکھکر سر پہ ہم
کیا کہین اپنے سفر کا ہمنے کیا سامان کیا

داغ کیا دل کو ای نگار لگا — عشق کے گھر پہ اشتہار لگا

اپنا جوڑا دکھا دکھا کر تو — دل پہ گھگے نہ بار بار لگا

تیری ہاتھون سے ای جنون نہ رہا — جیب و دامن مین ایک تار لگا

جو ہوا تیرا کشتۂ قامت — سرو اُس کے سر مزار لگا

ہمکو سیراب کر شہادت سے — قاتل اک تیغ آبدار لگا

کچھ اُٹھائی عشق نے آفت — پھر جو دل ہونے بیقرار لگا

دل پہ عاشق کے ایک تیر لگا — آنکھین ہوتے ہی جب دوچار لگا

خوش ہوا دل مین وہ شکار افگن — کہ مرے ہاتھ اک شکار لگا

ای ظفر کب سُنے ہے وہ میری
اُسکو باتون مین تو ہزار لگا

اس دلربا سے کیجے گلہ دلبری کا کیا — ہو دل ہی بر خلاف تو شکوہ کسی کا کیا

جبتک کہ تو نہو گا نمک پاش ہر خراش — پائیگا کوئی خستہ مزا خستگی کا کیا

ای ہفتہ دوست کسکا ہوا تو ہمیشہ دوست — ہوا اعتبار ہمکو تری دوستی کا کیا

آئے ہے لب پہ حرف کئی جائے لیکے دم — احوال مجھسے پوچھے ہے بیطاقتی کا کیا

اس سوچ مین ہے یہ دل بیکس کو دیکھیے — ہو بعد مرگ حال میری بیکسی کا کیا

کہتا ہے مجھسے پھر دل بیتاب جیل وہین — کیا جانے مدعا ہے اب اس مدعی کا کیا

| | |
|---|---|
| مری صوت پرستی حق پرستی ہے کہو نہیں کیا | اگر اس صورت میں ہے کیا کیا اہاہاہاہا |

ظفر عالم کہوں کیا میں طبیعت کی روانی کا
کہ ہے امڈا ہوا دریا اہاہاہا اہاہاہا

| | |
|---|---|
| وہ بگڑے ایسی کہ پھر کچھ معاملہ نہ بنا | رہی نہ جانے سخن موقع گلہ نہ بنا |
| چلا نہ قافلۂ اشک تا کہ تخت جگر | سرِ مژہ مرے سردار قافلہ نہ بنا |
| کہیں ہیں تیری مریدان زلف کافر کیش | کہنے بنے گا کوئی ایسا سلسلہ نہ بنا |
| بلا سے گرچہ وہ ظاہر مفاصلہ سے ہیں | مگر دلوں میں خدایا مفاصلہ نہ بنا |
| بنائی شیشہ ہزاروں ہیں شیشہ سازوں نے | پر ایک بھی مرے دل کا سا آئینہ نہ بنا |
| دو منزل دل و دیدہ ہیں تیرے رہنے کو | مکان اپنے لیے تو دو منزلہ نہ بنا |
| ہمیشہ کھائی ہے تو داغ کباب انگاری | ترا سا طائر دل اسکا حوصلہ نہ بنا |
| ڈرانہ موت سے مردان عشق کو ناصح | خدا کیواسطے شیروں کو بزدلہ نہ بنا |

جو دل لیا ہے تو عہدِ وفا پہ قائم رہ
ظفر سے آپ کو تو بد معاملہ نہ بنا

| | |
|---|---|
| تیر تیرا جسکے سینہ سے گذر کر جائیگا | آپ جائیگا گذر پر دل میں گھر کر جائیگا |
| وہ مقام عیش ہے دنیا کہ یا قسمے جیتے جی | کون جاتا ہے اگر جائیگا مر کر جائیگا |
| چپکے چپکے نالہ کب سینے سے نکلیگا | جائیگا جبوقت یہ سب کو خبر کر جائیگا |

دیگر

مری نالوں سے گر خون ہو رگ ہر سنگ سے جاری
نہو اس سنگدل کو تیر تاثیر کا کھٹکا

ستمگر تا بجسم و لبین محروم شہادت کے
ہر اک خار ہر جوہر تری شمشیر قاتل کا

گریزاں مجھسے وحشی نگہ یوں ہے کہ جوں آہو
رمیدہ ہووے سنکر پاؤں آہو گیر کا کھٹکا

کھٹک جاتی ہے اُنکے دل میں ایسی بات کہتے ہو
ظفر کیونکر نہووے آپکی تقریر کا کھٹکا

خلش کرتی ہے جو پاس ہر گل کے کانٹا
کھٹکتا ہے وہ دل میں بلبل کے کانٹا

سمجھتا ہے عکس مژہ وہ نشے میں
کہ ہے درمیان ساغر مل کے کانٹا

چبھوتی ہے کافر ہر انگشت شانہ
جگر میں گرفتار کاکل کے کانٹا

ادھر کو بھرے آنکھ کاش اس مژہ سے
تجھے بھی پہنچے پائے تغافل کے کانٹا

پرو دیے جو پھول اُسنے زلفوں میں اپنے
ہوئے سوکھ کر پھول سنبل کے کانٹا

تجھے بھی خبر ہے کہ از غیرت گل
کوئی ہو گیا غم میں گھل گھل کے کانٹا

ہوا اسقدر گرم بازار وحشت
لگا بکنے کانٹے میں تل تل کے کانٹا

شتر بردباری سے ہے خار کھاتا
نصیبوں میں ہے یہ تحمل کے کانٹا

تن زار سے میرے وہ بیچ کے نکلا
کہ اُلجھے نہ دامن میں فرغل کے کانٹا

اک الجھاؤ کا پیچ ہے راہداری
کہ ہے واسطے تختہ پل کے کانٹا

کہو چارہ سازوں سے جلدی نکالو
مرے دل سے یہ غم کا مل جل کے کانٹا

[illegible] قطعہ [illegible]

دیگر

[illegible]

ساقی کو یک نظر جو دکھائی وہ چشم مست
بدمست ہو کے پھینکدے ساغر شراب کا

رو رو کے میرا راز نہان فاش کر دیا
خانہ خراب ہو جیو چشم پر آب کا

جو دیکھتا ہون دیدۂ بیدار ہی سے مین
قائل نخواب کا ہون نہ تعبیر خواب کا

دریا پر اپنی موج مین کس سے پرستے
پیکر سراب لٹا ہو ساغر شراب کا

پی جانا میرے ہاتھ سے مُراک بہانہ تھا
منظور تھا اُسکو اُٹھانا حجاب کا

اعمال کا گر اپنے ظفر کیجیے حساب
ہر روز ہو معاملہ روز حساب کا

خون سے اشک آنکھون مین جب ملکر گلابی ہو گیا
پھر تو رومال سفید اکثر گلابی ہو گیا

تیر کر دامن سے جو ٹپکا خون شہید ناز کا
خوب گہرا دامن محشر گلابی ہو گیا

ہے بسے مین ہوا وہ جو گلابی پوش آج
بر مین جوڑا اور زیبا تر گلابی ہو گیا

بزم مین دیکھی گلابی تو نے اسکی چشم مست
ساقیا بیہوش کیون بھر کر گلابی ہو گیا

یاد مین اُس گل عارض کے اشک خون سے رات
لی جدھر کروٹ اُدھر بستر گلابی ہو گیا

ہو چکی گرمی گلابی بادۂ گلگون سے بھر
ابتو جا بڑا ای پری پیکر گلابی ہو گیا

وہ گلابی آنکھ جو یاد آئی وقت میکشی
پھر تو میرے حق مین ہر ساغر گلابی ہو گیا

خون کا دعوی کیا جو اُس گلابی پوش نے
صاف فنا رنگ کاغذ محضر گلابی ہو گیا

باغ مین جب گلاب آیا جنون یہ جوش پر
پنبہ خون سے داغ سودا پر گلابی ہو گیا

[illegible]

چشم آہو کیون نہ اُسکو حلقۂ زنجیر ہو
تیرہ بختی سے جو میرے کچھ سیاہی نے کیا

وحشتِ دل نے مجھے گو وحشی کے لیے زندان بنا
اُنے فلک تُنے دیا اُسکو شبِ ہجران بنا

اسکو انسان مت سمجھ ہو سرکشی جسمین ظفر
خاکساری کے لیے ہی خاک سے انسان بنا

کسیکو ہمنے یہان اپنا نہ پایا
کہان ڈھونڈھا اسی کسیکو نہ پایا
ہلال عید کو گر دونِ پہ تیرا
اُڑا کر آشیان صرصر نے میرا
اُسے پایا نہین آسان کہ ہمنے
دوا درد دل مین کس سے پوچھون
گریبان کیا کہ چاکِ سینہ پر بھی
صبا نے جبس دم سیکھا ہے کس سے

جسے پایا اُسے بیگانہ پایا
کوئی پر ڈھونڈنے والا نہ پایا
بجز یک نعل کفش پا نہ پایا
کیا صاف اسقدر تنکا نہ پایا
نہ جبتک آپکو کھویا نہ پایا
طبیب عشق کو ڈھونڈا نہ پایا
جنون کے ہاتھ سے ٹانکا نہ پایا
چمن مین ہلتے اک پتّا نہ پایا

ظفر دل جانے یا ہم کون جانے
کہ پایا حُسن کیا اور کیا نہ پایا

کبھی جو خواب مین وہ شوخ پرعتاب آیا
جو تجھکو دیکھ کے ای رشکِ آفتاب آیا

تو پھر نہ خوف سے آنکھون مین میرے خواب آیا
مثال آئینہ با دیدۂ پُر آب آیا

ردیف

شعلہ بلند ...
دل روشن ہوا فلک پہ چراغ آفتاب کا
ساقی

خورشید آسمان چہارم پہ ہے کہاں | شعلہ کوئی بلند ہو امیری آہ کا
کثرت ہے آنسوؤں کی ہجوم سیاہ غم | نالہ نہیں نشان ہے اِس سپاہ کا
تنکے چنے گا وحشیوں کی طرح صبا | دیکھے گا گر کرشمہ اُس آہو نگاہ کا
کس مہروش نے چہرہ سے برقع اُٹھا دیا | منھ ہو گیا سفید فلک پر جو ماہ کا
کرتا ہے جسکے ساتھ فلک کج ادائیاں | دیتا ہے اسکو عشق کسی کج کلاہ کا

رکھے قدم جو کوئی محبت میں ای ظفر
لازم ہے پہلے ڈھونڈھ لے رستہ نباہ کا

تو کہیں ہوئیگا دل دیوانہ وہاں پہونچے ہی گا | شمع ہوویگی جہاں پروانہ وہاں پہونچے ہی گا
گرچہ تیری زلف کا کوچہ بلا تاریک ہے | پر دل صد چاک مثل شانہ وہاں پہونچے ہی گا
عشق کے میدان میں بے ہمت نہیں رکھتے قدم | جسکو ہوگی ہمت مردانہ وہاں پہونچے ہی گا
دل کو ہو ہی رہے کیوں سیلاں سوئے چشم یار | بادہ کش ہوگا جہاں میخانہ وہاں پہونچے ہی گا
انکی محفل میں کہونگا جب کہانی اپنی میں | سب کے کانوں تک مرا افسانہ وہاں پہونچے ہی گا
ای صبا کیوں منھ پسارے ہے کہ اُس آتی کو | ہر جہاں پہونچا تا آب و دانہ وہاں پہونچے ہی گا

تجکو اسکے بوسۂ لب کا ہے لپکا اے ظفر
لب ترا مثل لب پیمانہ وہاں پہونچے ہی گا

صبر گیا دل تو اُمڈ مژگان تر آنکھوں کے آگے تھا | لگا یا کیوں نہ تیرا ناشکار آنکھوں کے آگے تھا

بجھے صاف بتائے نگار اگر تو یہ پوچھون مین رو رو کے خون جگر
ملے پانوں سے کسکے ہین دیدۂ تر کف پا پہ جو رنگ حنا نہ رہا

اسے چاہا مین نے کہ روک رکھون مری جان بھی جائے تو جائے نہ دون
کیئے لاکھ فریب کروڑ فسون نہ رہا نہ رہا نہ رہا نہ رہا

لگے یون تو ہزارون ہی تیر ستم کہ تڑپتے رہے پڑے خاک پہ ہم
ولے ناز و کرشمہ کی تیغ دو دم لگی ایسی کہ تسمہ لگا نہ رہا

ظفر آدمی اسکو نجانیے گا وہ ہو کیسا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش مین یاد خدا نہ رہی جسے طیش مین خوف خدا نہ رہا

## دیگر

خدا جانے کہان بیٹھا ہے وہ اور ہے کدھر پھرتا
مگر چشم تصور سے ہے سب پیش نظر پھرتا

تماشا دیکھنا کیا دوڑتا ہے اشک مژگان پر
یہ لڑکا شعبدہ بازی سے ہے نکیا نہ پر پھرتا

لکھا قسمت کا اپنی آگیا دم اپنی آنکھون مین
نہین لکھکر جواب نامہ ابتک نامہ بر پھرتا

جو سرگردانی اپنی اُن سے کہتا ہون تو کہتے ہین
خدا کے واسطے چپکے رہو ہے میرا سر پھرتا

[illegible]

دہا

مطلع ثانی

[illegible]

دہن تنگ جو یاد آیا مجھے | تنگ کیا کیا دل ناشاد آیا
عشق مین تیشۂ آخر کے سوا | کچھ ترے کام نہ فرہاد آیا
بلبلو دیکھو چمن مین اتنا | نہ کرو شور کہ صیاد آیا
بول اٹھا دیکھ کے مجنون مجھکو | یہ تو کوئی مرا استاد آیا
اوڑگئے ہوش مرے ناصح کے | سامنے جب وہ پریزاد آیا
جو لکھا تھا مری پیشانی مین | سو وہ پیش اے دل ناشاد آیا
نہ تو آیا مری سنکر فریاد | دم لبون پر دم فریاد آیا

دیکھکر اس بت کافر کے ستم
اے ظفر مجھکو خدا یاد آیا

جو دل مین تیرا شوق ابروی خمدار ہو پیدا | عجب کیا کفر کعبہ سے اگر ای یار ہو پیدا
مژہ گریے سے یون اسکا خط رخسار ہو پیدا | تو اسکی خاک سے بھی نرگس بیمار ہو پیدا
محبت مین الٰہی رتبۂ منصور قمری کو | نہ کیونکر سرو گلشن مین بشکل دار ہو پیدا
اگر معجز نما آئینہ رخسار ہو تیرا | زبان طوطی تصویر سے گفتار ہو پیدا
قدم رنجہ کری مجنون ترا گر دشت وحشت مین | جہان رکھے قدم سبزہ نہو وان خار ہو پیدا
مثال برق حال عاشق بیتاب ہے تجھ بن | کبھو سو بار ناپیدا ہو سو سو بار ہو پیدا
بلا سے جسکی موت آئی مرض کچھ اور ہو جسکو | کسی کو پر نہ بار عشق کا آزار ہو پیدا

[illegible]

[illegible]

## دیگر

دود جگر نے دل پہ جو سرپوش سا ڈھکا
سینہ میں دل ہے ساغر سرجوش سا ڈھکا

دیکھا جو کوئی اختر تابندہ ابر میں
یاد آیا زیر زلف بناگوش سا ڈھکا

اٹھا ہے یون جو زور سے صحرا مین گرد باد
اس پردہ مین ہے کسکا تن دوش سا ڈھکا

پھاہا نہ زخم دل سے اٹھا میرے چارہ گر
رہنے دے اسکو تو خم پر جوش سا ڈھکا

سبزہ نے خط کے چاہ زنخدان یار کو
رستہ یہ دل کے ہے چہ خس پوش سا ڈھکا

جوہر جو آدمی کا کھلا کچھ تو ہوش سے
جبتک رہا ظفر کوئی بیہوش سا ڈھکا

بھید دل کا گریہ سے اے چشم نم کھل جائیگا
وہ جو ہے پوشیدہ اپنا حال غم کھل جائیگا

بولتے جو ہم نہین منہ سے کچھ اسمین بھید ہے
بولنا اچھا نہین سارا بھرم کھل جائیگا

عقدۂ دل ہی ہمارا غنچۂ گل تو نہین
جو یہ تجھ سے اے نسیم صبحدم کھل جائیگا

کھول مت جوڑا کہ سودائی کا تیرے سربسر
راز سربستہ تری سر کی قسم کھل جائیگا

گر اثر ہے شوق مین اپنے تو بن خط کے کھلے
اپنا مضمون اُن پہ قاصد بے قلم کھل جائیگا

کتنے ہی چھٹ جائینگے پابند زنجیر بلا
جبکہ تیرا طرۂ پر پیچ و خم کھل جائیگا

اُسکے رُخ کنے پر پہنچا پیتے ہی جام مے ظفر
دیکھنا بات تو نہین وہ کافر صنم کھل جائے گا

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

مری آنکھ بند تھی جب تلک وہ نظر مین نور جمال تھا
کھلی آنکھ تو نہ خبر رہی کہ وہ خواب تھا کہ خیال تھا

| | |
|---|---|
| اُف رے مضمون سوز دل مین بھی گیا آگ سے | خط جو قاصد اسکو مین نے لکھکے بھیجا جل گیا |
| نفخہ سے جانون گو تری دوزخ ہو گر بہشت | وہ دہان آرام سے ہے تو کو جا جل گیا |
| بس طپیدہ دل کا دل پہلو سے تو کیون نکلا | کام کا تیرے نہین یہ اسکو دیجا جل گیا |

آتش فرقت سے میرا خانہ آتشبار ہے
ای ظفر کاغذ اٹھا کر یان سے لیجا جل گیا

| | |
|---|---|
| نہ درویشون کا خرقہ چاہیے نہ تاج شاہانہ | مجھے تو ہوش نہ ذرا سا رہو نہین تجھ پہ دیوانا |
| گنہ تو ہمین دھرا ہوگیا بہت لکھا لکھا کر دیوانہ | ہمارے دل پہ نقش کا بچہ ہو تیرا فرانا |
| غنیمت جان جو دم گذرے کیفیت سے گلشن مین | دے جا ساقی پیمان شکن بھر بھر کے پیمانا |
| نہ دیکھا وہ کہین جلوہ جو دیکھا لغار دل مین | بہت مسجد مین سر مارا بہت سا ڈھونڈا بتخانا |
| کچھ ایسا ہو کر جس سے منزل مقصود کو پہونچون | طریق پارسائی ہو وہ کہ یا ہو راہ رندانا |
| یہ ساری آمد و شد ہے نفس کی مدد شد پر | اسی تک آنا جانا ہے نہ پھر جانا نہ پھر آنا |

ظفر وہ زاہد بیدرد کی ہو حق سے بہتر ہے
کرے گر رند درد دل سے ہا و ہوئے مستانا

| | |
|---|---|
| کیا عجب گر بے بہا در ہے آنسو سے بنا | بیش قیمت لعل بھی تو میرے لہو سے بنا |
| گشتگان چشم ہین تیر ادا وحشی نگاہ | تو چراغ گور انکا چشم آہو سے بنا |
| انکی چشم پر فسون ہے کچھ فقط جادو نہین | سر سے پانون تک ہے وہ جادو گر ہے جادو سے بنا |

ظفر بے یار کیا پوچھے ہے میر دل کی کیفیت
نمک افشان ہے ہر جام مے پہ ہر دم شور قلقل کا

میں ہوں عاشق مجھے غم کھانے سے انکار نہیں
کہ ہر غم میری غذا

تو ہے معشوق تجھے غم سے سروکار نہیں
کھانے غم تیری بلا

دل و دین تیرے حوالے کیے کرتے ہی طلب
اور جو کچھ کہا سب

پھر جو بیزار ہے تو مجھ سے بتا اسکا سبب
میری تقصیر ہے کیا

بھیجے خط سیکڑون لکھکر تمھیں ہشیاری سے
تری دشواری سے

تمنے بھیجا نہ جواب ایک بھی عیاری سے
یہ بھی قسمت کا لکھا

طلب بوسہ پہ کیون اتنا بُرا مانتے ہو
ہمیں پہچانتے ہو

دیکھو ہم ہیں وہی جانباز جنھیں جانتے ہو
کرتے ہیں جان فدا

ہے حیات ابدی گر ہو شہادت حاصل
تیرے ہاتھوں قاتل

تیرے آب دم شمشیر کو تیرا بسمل
سمجھے ہے آب بقا

کیا کہوں میں ترے انداز و ادا کا عالم
ہے ستم ہائے ستم

دیکھکر ہوش رہیں کیا کہ نکل جائیگا دم
ای بت ہوش ربا

نہ تو تقریر سے ہو اور نہ تحریر سے ہو
اور نہ تدبیر سے ہو

ہم تو کہتے ہیں ظفر جو ہو سو تقدیر سے ہو
ہے یہی بات بجا

سبز خط مین کیا یہ ما سا گال پر پیدا ہوا | بچۂ طاؤس ہے بے بال و پر پیدا ہوا
پہلے تو دل مین محبت کا شجر پیدا ہوا | پھر لگے حسرت کے گل غم کا ثمر پیدا ہوا
خال مشکین آتش رخسار پر پیدا ہوا | چشمۂ خورشید مین بھی نیلوفر پیدا ہوا
کھل گیا بے نامہ مضمون یکقلم نامے کا صاف | واہ کیا بیک تصور نامہ بر پیدا ہوا
اہن جبین پر جلوہ گر الماس کا ٹیکا نہین | آسمان پر دن دیے دیکھو قمر پیدا ہوا
کھائی ہی کس کس حلاوت سے دل عاشق سے | شیر غم شیرین مثال نیشکر پیدا ہوا
ہو سکا تیغ ادا کا کچھ ادا تجھسے نہ شکر | کسلیے تو ای لب زخم جگر پیدا ہوا
فصد مجنون کی جنون نے خوب ہی تدبیر کی | خار صحرا تیز مثل نیشتر پیدا ہوا
گریہ ہنگام ولادت کیون نہو ہر طفل کو | جو ہوا دنیا مین پیدا نوحہ گر پیدا ہوا
بے شرارت کوئی ہوتی ہین بہم و سنگدل | دیکھو پتھر پر گرا پتھر شرر پیدا ہوا
عکس روے آتشین ساقی کا دریا مین پڑا | ہمسر خورشید تابان ہر حباب پیدا ہوا

جی مین پروانون کے تھا اک نیزہ پر خورشید حشر
شمع کے سر پر جو شعلائے ظفر پیدا ہوا

کوہکن کا فقط پتھر مین لہو جم ہو گیا | کچھ تو تیشے مین جما کچھ سر مین لہو جم گیا
زخم پہلو سے اگر میرے نہین ٹپکا لہو | پھر کہان سے چارہ گر بستر مین لہو جم گیا
اشک خونی نے بنائی شاخ مرجان سر بسر | اسقدر مژگان چشم تر مین لہو جم گیا

دیگر

[illegible]

جسم لاغر تیری سوالی کا اب ایسا ہوا
عکس چشم مور جولان پائے نمین پھیلا ہوا

دو دو دل سے تفرقہ جانو مگر تیرا ای رشک ماہ
یک فلک اب انبر زہرہ فلک پیدا ہوا

کان پر سیمین زلف اسکی اب سرکتی کیون نہین
یا کہین یہ سانپ اسکا ہی سر پہ کیلا ہوا

اور پری کی بائین لیلی پر جو دیکھا ہم نے خال
وہ مری تعویذ ہو دل کا اک نقطا ہوا

تو ہوا ای دل ناتوان دیکھ آہ کو مت چھوڑنا
یہ عصا تیرے لیے ہنگام پیری کا ہوا

اف تیر کشتہ کا شوق دل کہ ظالم سنگ بھی
اگر برا اسکے رہا محشر تلک جلتا ہوا

ای ظفر انجم نہین ہین یہ مرے تیرے آہ سے
ہو مشک سر بسر گنبد مینا ہوا

وہ بیحجاب جو کل پیکے یان شراب آیا
اگرچہ مست تھا مین پر مجھے حجاب آیا

ادھر خیال مری دل مین زلف کا گذرا
ادھر وہ کھاتا ہوا دل مین پیچ و تاب آیا

خیال کسکا سمایا ہی دیدہ و دل مین
نہ دل کو چین مجھے اور نہ شب کو خواب آیا

تمھاری نقش کف پا کے بوسہ لینے کو
زمین پہ سایہ کے مانند آفتاب آیا

وہ رخ صفا ترا آئینہ روبرو جسکے
جب آیا شرم سے یان ہو کے غرق آب آیا

جب آیا طرۂ مشکین کا تیرے دل مین خیال
زبان پہ میرے دہن ذکر مشک ناب آیا

ترا سخن ہی ظفر وہ کہ سامنے تیرے
ہوے خموش سخنور نہ کچھ جواب آیا

[illegible]

[illegible]

| | |
|---|---|
| چارہ گر بھر سکے میری جگر کے ناسور | ایک گر بند کیا دوسرا روزن نکلا |

ای ظفر نالۂ دل نے مرے کچھ کی تاثیر
گھر سے گھبرا کے جو وہ غیرت گلشن نکلا

| | |
|---|---|
| تیر نگہ سے ستم جو ہین ترا قاتل بڑھا | خون جسم ناتوان تل تل گھٹا تل تل بڑھا |
| ہت گھٹا دل کو مری بوسہ مجھے چپکے سے دے | قصہ کوتہ کر نہ اتنی بات ای جاہل بڑھا |
| ہر بھنور عکس رخ روشن سے بنجاوے قمر | مہ جبین منھ کو ذرا اپنے لب ساحل بڑھا |
| دل غنی ہوگر اپنی دولت سے قناعت کے غنی | بس بہت دست ہوس اپنا نہ ای غافل بڑھا |
| وادی مجنون کی ای لیلیٰ ہے کیا دلکش زمین | اک قدم ہرگز نہ آگے ناقۂ محمل بڑھا |
| کوئی دم ہے بحر ہستی مین ابھی تو ای حباب | حبس دم کی ہو بکثرت تو جو ہے شاغل بڑھا |
| جب ہوئی تجھکو شباہت اس رخ پر نور سے | مرتبہ پھر اور بھی تیرا مہ کامل بڑھا |
| غنچۂ گل دیکھکر اس رشک گل کے ہاتھ مین | دل جو اپنا سمجھے ہم کیا کیا ہمارا دل بڑھا |

جامۂ فانوس مین کیا کیا جلی غیرت سے شمع
بے جو پوشاک ای ظفر وہ رونق محفل بڑھا

| | |
|---|---|
| زلف کھلائے تلی وہ رخ اگر چھپ جائیگا | رات کے پردہ مین پھر روئے سحر چھپ جائیگا |
| خواب غفلت سے تری جسوقت کھل جائیگی آنکھ | ہے جو کچھ آنکھوں کے آگے جلوہ گر چھپ جائیگا |
| دیکھنے کو ہم گئے تھے آج اسکے بیخبر | کیا خبر تھی کہ وہ ہمکو دیکھکر چھپ جائیگا |

[illegible]

اشک کا قطرہ فقط کیا صاف گوہر سا بنا
بلکہ لخت دل بھی ہے یاقوت احمر سا بنا

صبحدم گلشن میں آیا میکشی کو کیا وہ گل
ہر گل لالہ جو ہے گلدست ساغر سا بنا

گل سے بھی نازک بدن اسکا ہے لیکن دوستو
یہ غضب کیا ہے کہ دل پہلو میں پتھر سا بنا

دشت میں بھی تیری مجنون کی مگر تدبیر ہے
خار وادی جنون جو تیر نشتر سا بنا

کیا گریبان ہے بنا اس ماہ کا ہیکل ہلال
بلکہ تکمہ بھی گریبان کا ہے اختر سا بنا

در پر اس پردہ نشین کے آ وقت ہمارا
چشم کا حلقہ ہمارے حلقہ در سا بنا

کیا عجب خال سویدا گر جلے مثل سپند
سوزش الفت سے دل اپنا ہے مجمر سا بنا

عشق نے کیا جانیے کیا دل میں بھڑکائی ہے آگ
اب جو سینہ میں ہے ہر داغ اخگر سا بنا

اے ظفر منظور تھا اس چشم کو عاشق کا قتل
اسلیے ہر موے مژگان اسکا خنجر سا بنا

منہ نظر آوے نہ کیونکر آنکھ میں اس یار کا
آنکھ اپنی بنگئی ہے آئینہ دیدار کا

صفحہ قرآن پہ کھینچی ہے اک جدول سیاہ
مصحف رخ پر وہ سایہ زلف کے ہر تار کا

پاس ابرو کے مرصع کا ٹیکا ہے کہاں
ہے میان قبضہ جڑاؤ یار کی تلوار کا

زخم دل کو صاف کرتا ہے خیال خط سبز
چارہ گر مرہم ہے کہ بفائدہ زنگار کا

گرمی مژگان تر برسائی موتی یکبار
نام دھو ڈالے جہان سے ابر گوہر بار کا

دیکھنا جھانکا کہیں وہ مہروش شاید ہے
اختر صبح قیامت روزن اس دیوار کا

[illegible]

دیگر

[illegible]

چارہ

وہ زلف اور رنگ ہے ہاں سکی گر کوئی سا سب عالم میں
نہیں اُسکے برابر کا سیہ ایسا سفید ایسا

مرے مژگان اشک آلودہ کو دیکھو برستے ہے
یہ بادل دیدۂ تر کا سیہ ایسا سفید ایسا

مسی پر اُسکے دندان دیکھو حیران ہو لیکہ ہم کیونکر
یہ رنگ اس سلک گوہر کا سیہ ایسا سفید ایسا

نہ دیکھوں نرگس شہلا کا گل کیونکر کہ ہے نقشہ
بعینہ چشم دلبر کا سیہ ایسا سفید ایسا

خجالت کش سواد شام و نور صبح ہیں دونوں
وہ شالہ ہے تری سر کا سیہ ایسا سفید ایسا

نہ شک سرمہ آلودہ اپنا دکھلا کر وہ کہتے ہیں
کہ ہے ہر رنگ اس چشم تر کا سیہ ایسا سفید ایسا

نہ ہووین سوسن و نسرین خجل کیونکر کہ ہے زیبا
لباس اس ماہ پیکر کا سیہ ایسا سفید ایسا

ظفر ہیں نیلم و الماس پتھر ایک صانع نے
کیا ہے رنگ پتھر کا سیہ ایسا سفید ایسا

تر اگر ناخن پا تیرا مائل دھو کے پی جاتا
تو اُسکے ہاتھ پاؤں ملکے کامل دھو کے پی جاتا

نہ آتا ہاتھ خون میرا اگر اُس تشنہ خون کے
تو اپنی تیغ پر خون کو وہ قاتل دھو کے پی جاتا

انگلتا زہر پھر کیا کیا وہ تیرہ بخت سودائی
اگر کوئی ترے رخسار کا تل دھو کے پی جاتا

اگر ہو سکتا عالم میں حصول علم بے محنت
تو پھر ساری کتابیں ایک جاہل دھو کے پی جاتا

اٹھا سکتا جو مجنون نقش پائے ناقۂ لیلے
تو جون تعویذ ہیولا اُوہ پیلا دھو کے پی جاتا

حلاوت یاد گر تیری آب تیغ کی قاتل
بدن کے زخم اپنے آپ گھائل دھو کے پی جاتا

ظفر یہ شغل ہی ہو جاتا نسبت مجھ سے منکشف اُسکو
در فخر جہاں گر کوئی شاغل دھو کے پی جاتا

خوب دیکھا جہان کے خوبان کو
ایک تجھسا نہ دوسرا دیکھا

ایک دم پر ہوا نہ باندھ حباب
دم کو دم بھر مین یان ہوا دیکھا

سامنے اُس نگاہ کے دل کو
ہدفِ ناوکِ قضا دیکھا

نہوے تیری خاک پا سے ہمنے
خاک مین آپکو ملا دیکھا

اب نہ دیجے ظفر کسی کو دل
کہ جسے دیکھا بیوفا دیکھا

اٹھا دے پردہ نہین پردہ مین اُٹھا دونگا
تپش سے دل کی ابھی عرش تک ہلا دونگا

نہوتا عشق کا میکش اگر خبر ہوتی
کہ ایک جام مین دونون جہان بھلا دونگا

لگے ہے مجھسے وہ قاتل کہ میرے کوچہ مین
رکھا جو تونے قدم سر ترا اُڑا دونگا

نہ مین اُسکو سمجھکے یہ محو ہون کہ حیران ہون
جو کچھ وہ پوچھیگا مجھسے جواب کیا دونگا

اگر تو آویگا تو بجاے فرش پا انداز
مین اپنی آنکھین ترے زیر پا بچھا دونگا

دم خرام وہ بولا کہ ایک ٹھوکر مین
ہزار فتنہ خوابیدہ کو جگا دونگا

جو پوچھا مینے لبِ زخم تو کہے گا کیا
کہا کہ خنجر قاتل کو مین دعا دونگا

یہ کیجے دم مجھے لایا تھا کھینچ جوشِ جنون
کہ چل جہان کا تماشا تجھے دکھا دونگا

نہ پوچھ مجھسے ظفر میری تو حقیقت حال
اگر کہونگا ابھی تجھکو مین رلا دونگا

دیگر

ظاہر رخ اُس سیمبر کا ہے ایسا سفید ایسا
ورق گل پہ اوس کا ہے ایسا سفید ایسا

کیسے بیدرد دل آزار کو دل ہم نے دیا
کیا قیامت ہے ستمگار تری طرز خرام
کریں وہ کسکی دوا دیکھیے ہیں رو طبیب

روز نہ ہو درد دینا روز اک آزار دینا
فتنہ ہر گام پہ اٹھا دم رفتار دینا
تیرے اس نرگس بیمار کا بیمار دینا

پھیرئے اس کی ظفر دل کا جو سودا پھیر جائے
ایک موجود ہے اور اوس کا خریدار دینا

نہ پوچھ دل کہاں پہونچا کسکو گیا کہیں پہونچا
کہاں پہونچا ہے دیکھو ہم نہیں خیال اپنا
زمین کی سی اترنے سے جو بس نہ تھے یہ قاتل
تو پہونچا تو نہ پہونچا طالب دیدار تک اپنی
چھپا خورشید تاباں شرم سے زیر زمین جاکر
مجھے ڈر ہے نہ پہونچے یہ تجھ نگی تو جہاں پہونچا

جہاں پہونچا لگی ہے یہ جہاں پہونچا دم پہونچا
کہ اتنک اسکا تو کوئی فرشتہ بھی نہیں پہونچا
کہ آخر اسکا کف صدمہ سر گا زمین پہونچا
تری تکتے ہی تکتے راہ وقت دابسیں پہونچا
مری جو آہ کا شعلہ سر چرخ بریں پہونچا
کہ نازک ہے نہایت ہی ترا ای نازنین پہونچا

ظفر دامان مژگان سے ہی ٹپکا چاہیے تھا آنسو
اگر پہونچی سکے آنکھوں تلک تو آستین پہونچا

ہاں فقط سوز دل اک دم نہوا پر نہوا
سنکر احوال جگر سوز یہ عاشق کا
کشتہ ناز کے افسوس جنانے پہ ذرا

اور گریہ سے بڑھا کم نہوا پر نہوا
ہائے افسوس تجھے غم نہوا پر نہوا
چشم پر آب تو اک دم نہوا پر نہوا

بلوایا اپنے دوست کو اُسنے وہان جہان
مقدور یہ رزدون نہ ہوا جبرئیل کا

کیا پاے کنہ ذات کو اُسکے کوئی ظفر
دان عقل کا نہ چل نہ ہرگز دلیل کا

کشتہ ہون اُسکے طرۂ عنبر شمیم کا
خوشبو ہو میری خاک سے دامن نسیم کا

گلشن ہو خلد کا کہ چمن ہو نعیم کا
کب دل لگے ہو تیری گلی کے مقیم کا

دولت سے عشق کی مرا ہر قطرۂ سرشک
تکمہ ہو میری جیب مین گوہر یتیم کا

تاراج یون کیا جو مرا ملک دل تمام
مژگان تمھی تیری یا کوئی لشکر غنیم کا

ہو جائے کام نیم نگہ مین تری تمام
ای شوخ تیرے شیفتۂ دل دو نیم کا

دکھلا مین سوزش دل بیتاب تم اگر
کانپ اُٹھے شعلہ شوق سے نار جحیم کا

حیرت نہین کہ پرتو رخسار یار سے
آئینہ ہو اگر ید بیضا کلیم کا

آتی ہین یاد ہجر کی ہمکو اذیتین
واعظ سے ذکر سنکے عذاب الیم کا

آنکھون مین اپنی نور اسی سے ہے اے ظفر
یہ مردمک ہے سایہ محمدؐ کے میم کا

کسی نے اوسکو سمجھایا تو ہوتا
کوئی یان تک اسے لایا تو ہوتا

مزہ رکھتا ہے زخم خنجر عشق
کبھی اے بوالہوس کھایا تو ہوتا

نہ بھیجا تو نے لکھکر ایک پرچہ
ہمارے دل کو پرچایا تو ہوتا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## قصیدۂ نعتیہ

اے سرور دو کون شہنشاہ ذو الکرم — سر خیل مرسلین و شفاعت گر امم

موکب ترا ملائک مرکب ترا براق — مولد ہے تیرا مکہ و معبد ترا حرم

رنگ ظہور سے ترے گلشن رخ حدوث — نور وجود سے ترے روشن دل قدم

ہوتا کبھی قالب آدم مین نفخ روح — بھرتا اگر خدا نہ محبت کا تیری دم

کرتا تھا جس سے مردہ کو زندہ دم مسیح — تھا شمہ تیرے خلق کا وہ اے علو شیم

ٹوٹا جو کفر قوت اسلام سے ترے — صد جابے سر شکستہ ہے زنار موج یم

تو تھا سر اوج رسالت پہ جلوہ گر — آدم جہان ہنوز پس پردۂ عدم

کرتا ہے تیرے اسم مبارک کو لیہ نقش — اسواسطے عزیز جہان ہوگیا درم

اے معدن کرم تری ہمت کے روبرو — کمتر ہے سنگریزہ سے قدر نگین جم

آغاز غزلیات

رخشاں ہیں الماس سخن روشن ہیں لعل بیاں تاباں ہیں لآلی افشاں

منجملہ چار جلد

# کلیات ظفر

دیوان اوّل

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں نقش نگین طبع ہوا

Muhammad Bahādur Shāh II

# کلیاتِ ظفر چہار جلد کامل

Kulliyāt-i Ẓafar